مترجم
سُنن نسائی
www.KitaboSunnat.com
کتاب الطهارة - المواقيت أحاديث: 1-626
تالیف
امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ
ترجمہ و فوائد فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ
تحقیق و تخریج حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ
نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
دار السلام
DARUSSALAM

قرآن لرننگ اینڈ ریسرچ فاونڈیشن

حافظ بابا نگر، حیدرآباد، دکن۔

www.qlrf.net

QLRF Islamic Library

گلشن اقبال کالونی، حیدراباد، دکن۔

سلسلہ اشاعت نمبر 140

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

جلد : ششم

طبع اول : اپریل ۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دار العلم، ممبئی




242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA

www.qlrf.net

مترجم
سُنن نسائی
جلد ششم

مترجم

# سُنن نسائی

## جلد ششم

کتاب المحاربة... کتاب القسامة... أحادیث: 3971 تا 4873

تالیف

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی ؒ

ترجمہ وفوائد

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین ﷾

تحقیق وتخریج

حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی ﷾

نظرثانی، تصحیح وتنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف ﷾

www.qlrf.net

دار العلم ممبئی

# فہرست مضامین (جلد ششم)

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA
خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## (المعجم ٣٧) - كِتَابُ الْمُحَارَبَةِ [تَحْرِيمُ الدَّمِ] (التحفة ٢٠)

## کافروں سے لڑائی اور جنگ کا بیان

### (المعجم ١) - تَحْرِيمُ الدَّمِ (التحفة ١)

### باب:۱- ناحق خون بہانا حرام ہے

٣٩٧١- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَإِذَا شَهِدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبَائِحَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا».

۳۹۷۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مشرکین سے لڑائی کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جب وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں' نیز وہ ہماری طرح نماز پڑھیں اور ہمارے قبلے کی طرف (دوران نماز میں) منہ کریں اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائیں' تو اس کے بعد ان کے جان و مال ہم پر حرام ہو جاتے ہیں الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔“

فوائد و مسائل: ① اس مفہوم کی روایات کتاب الزکاۃ اور کتاب الجہاد میں گزر چکی ہیں اور ان کی تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے۔ ② ”مجھے حکم دیا گیا ہے“ مقصود یہ ہے کہ کافروں سے لڑائی لڑنے کی اجازت ہے لیکن اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان سے لڑنا جائز نہیں بشرطیکہ وہ اسلام کے اہم احکام پر بھی عمل کریں اور مسلمانوں کی طرح رہیں۔ ③ ”اسلام کا کوئی حق بنتا ہو“ یعنی انھوں نے کسی کے جان و مال کا نقصان کیا ہو تو اس میں ماخوذ ہوں گے۔ ④ لوگوں کے معاملات ظاہر پر محمول کیے جائیں گے۔ اگر دینی اعمال ظاہر کریں گے تو ان پر

٣٩٧١- أخرجه البخاري من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٢٨، وانظر الحديث الآتي.

مسلمانوں کے احکامات جاری کیے جائیں گے اگرچہ وہ باطن میں کوئی اور عقائد رکھتے ہوں۔ یہ احکامات اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک وہ اسلام کے خلاف اپنا کوئی عمل ظاہر نہ کر دیں۔ ⑤ جو اسلام میں داخل ہو گا اس کے لیے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے لیے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہیں جو دیگر مسلمانوں پر ہیں۔

٣٩٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَإِذَا شَهِدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ».

۳۹۷۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جب وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کریں، ہمارا ذبح شدہ جانور کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں تو ہم پر ان کے جان و مال حرام ہو جاتے ہیں، الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ ان کو وہ حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور ان پر وہ فرائض لاگو ہوں گے جو مسلمانوں پر لاگو ہوتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① کفار سے لڑائی لڑنا ضروری نہیں بلکہ یہ حالات کے تقاضے پر موقوف ہے۔ اگر کفار مسلمانوں کے فرماں بردار ہو کر رہیں اور عائد کردہ ٹیکس ادا کریں تو ان سے لڑنے کی بجائے انھیں بطور ذمی رکھا جائے۔ اگر کوئی غیر اسلامی حکومت قائم ہو تو ان کے ساتھ برابری کی بنیاد پر صلح کے ساتھ بھی رہا جا سکتا ہے۔ ② حدیث سے قبلے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر نماز میں اپنا رخ قبلے کی جانب نہیں کرے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ (دیکھیے، حدیث: ۳۰۹۲۔ اس مسئلے کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

٣٩٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى

۳۹۷۳- حضرت میمون بن سیاہ نے حضرت انس

---

٣٩٧٢- أخرجه البخاري، الصلاة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ٣٩٢ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في مسنده، ح: ٢٥٥، والكبرى، ح: ٣٤٢٩، وسيأتي، ح: ٥٠٠٦.

٣٩٧٣- أخرجه البخاري، ح: ٣٩٣، انظر الحديث السابق من حديث حميد به تعليقًا، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٠

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! مَا يُحَرِّمُ دَمَ الْمُسْلِمِ وَمَالَهُ؟ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلَّى صَلَاتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ، لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ.

بن مالک ﷜ سے پوچھا: ابوحمزہ! مسلمان کی جان و مال کو کون سی چیز قابل احترام بناتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے' ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارا ذبح شدہ جانور کھائے' وہ مسلمان ہے۔ اس کو مسلمانوں والے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور اس پر مسلمانوں والے تمام فرائض لاگو ہوں گے۔

فائدہ: کسی شخص کے مسلمان ہونے کی علامت میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہو کیونکہ اہل کتاب اور دوسرے غیر مسلم مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے کو ناپسند کرتے ہیں۔

٣٩٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِرْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ». وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ عُمَرُ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَأْيَ أَبِي بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۳۹۷۴- حضرت انس بن مالک ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ (حضرت ابوبکر ﷜ نے ان سے لڑنے کا عزم فرمایا تو) حضرت عمر ﷜ کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ ان عربوں سے کیسے لڑیں گے؟ حضرت ابوبکر ﷜ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔'' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ نہ دیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس بنا پر ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمر ﷜ نے فرمایا: جب میں نے اچھی طرح غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ ابوبکر ﷜ کی رائے ہی واضح

---

٣٩٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣١.

اور برحق ہے۔

فائدہ: مانعین زکاۃ سے قتال کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ عدم ادائیگی پر اصرار کریں اور اس کی خاطر قتال کے لیے تیار ہو جائیں۔ اگر لڑائی نہ کریں تب بھی زبردستی ان سے زکاۃ وصول کی جائے گی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢٤٤٥۔

٣٩٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٩٧٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور بعض عرب (دوبارہ) کافر بن گئے (اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑائی کرنے کا عزم فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إله إلا الله...... الخ پڑھ لیں۔ جس شخص نے کلمہ لا إله إلا الله پڑھ لیا' اس نے مجھ سے اپنا مال و جان محفوظ کر لیا الا یہ کہ اس کے ذمے (اسلام کا) کوئی حق بنتا ہو اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جنھوں نے نماز اور زکاۃ میں تفریق کر دی ہے کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے ایک رسی دینے سے انکار کریں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں آ گیا کہ لڑائی کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھولا ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

---

٣٩٧٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٣٢.

٣٩٧٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا فَقَدْ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ» فَلَمَّا كَانَتِ الرِّدَّةُ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: أَتُقَاتِلُهُمْ؟ وَقَدْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: وَاللهِ! لَا أُفَرِّقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَلَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَرَأَيْنَا ذٰلِكَ رُشْدًا.

٣٩٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إلٰه إلا الله پڑھ لیں۔ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انھوں نے مجھ سے اپنا جان و مال بچا لیا' الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق ہو۔ اور ان کا (اندرونی) حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ جب فتنۂ ارتداد برپا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ان سے لڑیں گے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں یوں فرماتے سنا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نماز اور زکاۃ میں تفریق نہیں کرنے دوں گا' بلکہ جو تفریق کرے گا' میں اس سے ضرور لڑوں گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) پھر ہم نے حضرت ابوبکر کے ساتھ مل کر (منکرین زکاۃ سے) لڑائی کی اور اسے درست مسلک پایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سُفْيَانُ فِي الزُّهْرِيِّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زہری کی بابت سفیان قوی نہیں۔ (مطلب یہ کہ سفیان زہری سے جو روایت بیان کرتا ہے وہ ضعیف ہوتی ہے۔) اور یہ سفیان بن حسین ہے۔

فوائد و مسائل: ① فتنۂ ارتداد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آغاز ہی میں برپا ہوا جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پورے عزم اور دانش مندی کے ساتھ فرو فرمایا۔ رضي الله عنه و أرضاه. ② ”تفریق کرے گا“ یعنی نماز کو تو فرض سمجھے گا لیکن زکاۃ کو فرض نہ سمجھے گا۔ یا حکومت کو زکاۃ ادا نہ کرے کیونکہ یہ بغاوت کے مترادف ہے۔ ③ اگر کوئی شخص کلمۂ توحید کا اقرار کر لے تو اس کی جان و مال محفوظ ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ اقرار قتل کے خوف ہی سے کیا ہو۔

---

٣٩٧٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٣.

۳۹۷۷- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ»

۳۹۷۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إله إلا الله...... الخ پڑھ لیں۔ جس شخص نے لا إله إلا الله پڑھ لیا‘ اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچا لیے الا یہ کہ اس پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“

جَمَعَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا.

شعیب بن ابوحمزہ نے (مذکورہ بالا) دونوں ہی روایتوں (۳۹۷۶، ۳۹۷۷) کو (دو مختلف سندوں سے) جمع کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① جمع سے مراد دونوں حدیثوں ہی کو روایت کرنا ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ ایک ہی سند سے دونوں احادیث کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ ② ”لا إله إلا الله پڑھ لیا“ یہ مختصر ہے‘ ورنہ صرف اتنا پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ توحید کے ساتھ ساتھ رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ نماز قائم کریں‘ مسلمانوں کا قبلہ اختیار کریں‘ ان کا ذبیحہ کھائیں‘ زکاۃ ادا کریں اور ہر اس چیز پر ایمان لائیں جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحتاً ذکر ہے۔ لا إله إلا الله پڑھنا اسلام قبول کرنے سے کنایہ ہے۔ (مزید دیکھیے‘ حدیث: ۳۰۹۲)

۳۹۷۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ

۳۹۷۸- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکر ؓ آپ کے بعد خلیفہ بنے اور بعض عرب کافر بن گئے‘ تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ لوگوں سے

۳۹۷۷ـ [صحيح] تقدم، ح: ۳۰۹۲، وهو في الكبرى، ح: ۳٤۳٤.

۳۹۷۸ـ [صحيح] تقدم، ح: ۲٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ۳٤۳٥.

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، فَوَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

کیسے لڑائی کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں۔ جس شخص نے کلمہ لا إله إلا الله پڑھ لیا‘ اس نے مجھ سے اپنا مال و جان بچا لیا‘ الا یہ کہ اس پر (اسلام کا) کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ہر اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں تفریق کرے گا۔ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی دینے سے انکار کریں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس وجہ سے ان سے لڑائی کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے سمجھ آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے‘ نیز مجھے یقین ہو گیا کہ یہی بات برحق ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”بکری کا ایک بچہ“ بکری کا بچہ زکاۃ میں نہیں لیا جاتا۔ مقصد تقلیل کا اظہار ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اس کا اظہار رسی کے ذکر سے کیا ہے۔ ② ”اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے“ کہ اس نے کلمہ صدق دل سے پڑھا ہے یا جان بچانے کے لیے۔ ③ اگر صرف ظاہری معنیٰ لیے جائیں تو اہل کتاب سے بھی قتال جائز نہیں کیونکہ وہ بھی لا إله إلا الله کا اقرار کرتے ہیں‘ اس لیے تفصیل ضروری ہے۔

۳۹۷۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى

۳۹۷۹- سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انھیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں۔ جو شخص یہ کلمہ پڑھ لے‘ اس نے مجھ سے اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیا

۳۹۷۹ـ [صحيح] تقدم، ح: ۳۰۹۷، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۴۳۶.

يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا: فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ».

الا یہ کہ اس پر (اسلام کا) کوئی حق ہو۔ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔"

خَالَفَهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ.

ولید بن مسلم نے اس (عثمان) کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: ولید بن مسلم نے اسے مسند عمر بنایا ہے۔ جبکہ عثمان بن سعید نے جب اسی سند سے بیان کیا ہے تو انھوں نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند بنایا ہے۔

٣٩٨٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: فَأَجْمَعَ أَبُو بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا: عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

٣٩٨٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان (منکرین زکاۃ) سے لڑائی کرنے کا پختہ فیصلہ کر لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله پڑھ لیں؟ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو مجھ سے اپنے خون و مال بچا لیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں تفریق کرے گا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا ایک بچہ بھی نہیں دیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ لڑائی کے لیے کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی بات برحق ہے۔

---

٣٩٨٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٧.

فوائد و مسائل: ① "سینہ کھول دیا ہے" یعنی وہ دلائل کی بنا پر اس واضح نتیجے پر پہنچے ہیں اور انھیں کوئی شک و شبہ نہیں۔ ② اگر صرف زکاۃ ادا نہ کریں تو وہ باغیوں میں شمار ہوں گے اور ان سے قتال واجب ہے۔

٣٩٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۹۸۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی لڑوں حتی کہ وہ لا إله إلا الله کہہ دیں۔ جب وہ یہ کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے خون و مال محفوظ کر لیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ اور ان کا حساب اللہ عزوجل کے ذمے ہے۔"

فائدہ: اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ائمہ اور علماء کو اجتہاد اور اصول دین کی طرف رجوع کرنا چاہیے، پھر مناظرے اور بحث و مباحثے کے بعد جس کی بات حق ہو اسے بغیر کسی بغض و عناد کے تسلیم کر لینا چاہیے۔

٣٩٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

۳۹۸۲- حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ لا إله إلا الله کہہ دیں۔ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں گے تو مجھ سے اپنے خون و مال بچا لیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔"

---

٣٩٨١- أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله ... الخ، ح: ٢١/ ٣٥ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٨، وقال الترمذي، ح: ٢٦٠٦ "حسن صحيح".

٣٩٨٢- أخرجه مسلم من حديث الأعمش به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٣٩.

٣٩٨٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِيَادِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

۳۹۸۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم لوگوں سے لڑیں گے حتی کہ وہ لا إلـه إلا الله پڑھ لیں۔ جب وہ لا إلـه إلا الله پڑھ لیں گے تو ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے الا یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔ باقی رہا ان کا اندرونی حساب تو وہ اللہ تعالی کے ذمے ہے۔''

٣٩٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ» ثُمَّ قَالَ: «أَيَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، وَلٰكِنَّمَا يَقُولُهَا تَعَوُّذًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلُوهُ، فَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

۳۹۸۴- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے خفیہ طور پر بات چیت کی۔ آپ نے پوچھا: ''اسے قتل کر دو۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا وہ لا إلـه إلا الله کی گواہی دیتا ہے؟'' اس شخص نے کہا: جی ہاں' لیکن وہ جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے قتل نہ کرو کیونکہ مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کی اجازت ہے جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں۔ اگر وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انھوں نے اپنے خون و مال مجھ سے محفوظ کر لیے الا یہ کہ ان پر اسلام کا حق بنتا ہو۔ ان کا حساب اللہ تعالی پر ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① ''خفیہ بات چیت کی'' یعنی کسی اور شخص کے بارے میں کہ اس نے یہ کام کیا ہے یا یہ کام

٣٩٨٣ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٠. * شيبان هو ابن عبدالرحمن التميمي، وعاصم هو ابن بهدلة، وزياد لم يوثقه غير ابن حبان، ولحديثه شواهد.

٣٩٨٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤١، وقال النسائي: "حديث الأسود بن عامر هذا خطأ، والصواب الذي بعده".

کیا ہے۔ واللہ أعلم. ② ”اسے قتل کردو“ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی شکایت کی گئی تھی، لیکن پھر پتا چلا کہ اس نے کلمہ پڑھ لیا ہے اور مسلمان ہو چکا ہے تو آپ نے اپنا پہلا حکم واپس فرما لیا کیونکہ مسلمان کا قتل ناجائز ہے۔ ③ اس میں ان لوگوں کے لیے تنبیہ ہے جو مسلمانوں کو ان کے بعض تاویلی عقائد کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں اور ان کے قتل کو جائز بلکہ کار ثواب جانتے ہیں۔ یاد رہے حدود اللہ کا نفاذ حکومت کا کام ہے افراد کا نہیں اور اسلام میں مقررہ حدود کے علاوہ کسی مسلمان کو کسی عقیدے یا عمل کی وجہ سے قتل کرنا عظیم گناہ ہے۔ قاتل جہنمی ہوگا، خواہ وہ کتنے ہی خوش نما نعرے کی بنیاد پر قتل کرے۔ ④ ”حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے“ کیونکہ یہ اس کا منصب ہے، ہمارا منصب نہیں۔ حدود شرعیہ کے علاوہ باقی عقائد اور گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ہم اس میں دخل نہیں دے سکتے۔ ⑤ اگر کوئی مسلمان شرک یا کفر کا ارتکاب کرے تو اسے اسلام کی دعوت دے کر اس پر حجت قائم کی جائے گی اور اگر وہ اپنے شرک وکفر پر اصرار کرے تو شرعی عدالت اس کے قتل کا حکم جاری کر دے۔

٣٩٨٥- قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ رَجُلٍ حَدَّثَهُ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي قُبَّةٍ فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، وَقَالَ فِيهِ: «إِنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ» نَحْوَهُ.

۳۹۸۵- حضرت نعمان بن سالم ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، جبکہ ہم مدینہ منورہ کی مسجد کے قبہ میں تھے: ”مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتی کہ وہ لا إله إلا الله کہہ دیں۔“ باقی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے۔

٣٩٨٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسًا يَقُولُ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي قُبَّةٍ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۳۹۸۶- حضرت نعمان بن سالم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم اس وقت مسجد کے قبہ میں تھے۔ پھر سابقہ حدیث پوری بیان کی۔

---

٣٩٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الكف عمن قال: لا إله إلا الله، ح: ٣٩٢٩ من حديث النعمان بن سالم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٢، وصححه البوصيري. * الرجل هو أوس رضي الله عنه.

٣٩٨٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٣.

٣٩٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَوْسًا يَقُولُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ، فَكُنْتُ مَعَهُ فِي قُبَّةٍ، فَنَامَ مَنْ كَانَ فِي الْقُبَّةِ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ: «اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ» فَقَالَ: «أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» قَالَ: يَشْهَدُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَرْهُ» ثُمَّ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا حَرُمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا» قَالَ مُحَمَّدٌ: فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ: أَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ «أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ» قَالَ: أَظُنُّهَا مَعَهَا وَلَا أَدْرِي.

٣٩٨٧-حضرت نعمان بن سالم نے کہا: میں نے حضرت اوس ؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بنوثقیف کے وفد میں حاضر ہوا۔ میں آپ کے ساتھ قبہ میں تھا۔ میرے اور آپ کے علاوہ قبے میں موجود سب لوگ سو گئے' چنانچہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے آپ سے کوئی خفیہ بات کی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اسے قتل کر دے۔'' پھر آپ نے پوچھا: ''کہیں وہ یہ گواہی تو نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا: یہ گواہی تو وہ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر رہنے دے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ وہ لا إلٰه إلا الله پڑھ لیں۔ جب وہ یہ پڑھ لیں تو ان کے جان و مال قابل احترام ہو جاتے ہیں مگر یہ کہ ان پر اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔'' محمد (ابن اعین) نے کہا: میں نے شعبہ سے پوچھا: کیا حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں: [أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ]؟ انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ (یہ الفاظ) ہیں' جبکہ میں نہیں جانتا۔

٣٩٨٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَوْسًا

٣٩٨٨-حضرت نعمان بن سالم سے روایت ہے کہ مجھے عمرو بن اوس نے بیان کیا کہ میرے والد محترم حضرت اوس ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں حتی کہ

---

٣٩٨٧_[إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٤.

٣٩٨٨_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٩٨٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٥.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ تَحْرُمُ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا».

وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں...... الخ. پھر ان کے جان و مال قابل احترام ہو جاتے ہیں الا یہ کہ ان کے ذمے اسلام کا کوئی حق بنتا ہو۔"

فائدہ: "قابل احترام ہو جاتے ہیں" نہ انھیں قتل کیا جا سکتا ہے نہ زخمی' نہ ان کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور نہ ان کا مال ان کی مرضی کے بغیر لیا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر ان کے ذمے کسی کا حق بنتا ہو تو وہ انھیں ادا کرنا ہوگا' مثلاً: انھوں نے کسی کو قتل یا زخمی کیا ہو تو انھیں قصاص یا دیت دینی پڑے گی۔ اسی طرح ان کے ذمے کسی کا مالی حق واجب الادا ہے تو وہ حکومت زبردستی بھی دلائے گی۔

۳۹۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ وَكَانَ قَلِيلَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا الرَّجُلُ يَقْتُلُ الْمُؤْمِنَ مُتَعَمِّدًا، أَوِ الرَّجُلُ يَمُوتُ كَافِرًا».

۳۹۸۹- حضرت ابوادریس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا' اور وہ اللہ کے رسول ﷺ سے بہت کم روایات بیان کرتے تھے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبے میں ارشاد فرماتے سنا: "امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرما دے مگر یہ کہ کوئی شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے یا کفر کی حالت میں فوت ہو جائے۔"

فائدہ: مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم' اللہ کا غصہ' لعنت اور عذاب عظیم بتائی گئی ہے۔ کسی اور گناہ کی یہ سزا نہیں بتلائی گئی' اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں۔ اسے مندرجہ بالا سزائیں بھگتنا ہوں گی۔ یا دنیا میں وہ قصاص دے دے' یعنی قصاصاً مار دیا جائے تو حد گناہ کو مٹا دیتی ہے ورنہ معاف نہ ہوگا۔ ویسے بھی یہ حقوق العباد میں سب سے اہم حق ہے۔ اور حقوق العباد اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائیں گے۔ اس حدیث میں بھی اسے کفر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ گویا مومن کو جان بوجھ کر بے گناہ قتل کرنا کفر کے مترادف ہے۔ أعاذنا الله. دوسرے گناہ تو نیکیوں

---

۳۹۸۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٩ عن صفوان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٤٦، وله شاهد صحيح عند أبي داود، ح/ ٤٢٧٠ وغيره. ✱ ثور هو ابن يزيد، وأبوعون هو الأنصاري، وأبوإدريس هو الخولاني عائذ الله بن عبدالله.

کے تبادلے میں ختم ہو سکتے ہیں مگر یہ ایسا گناہ ہے کہ نیکیوں کے تبادلے میں بھی ختم نہ ہو سکے گا۔ إلا من رحم الله.
کفر و شرک اور نفاق بھی ایسے ہی ہیں۔ البتہ کوئی شخص کفر کی حالت میں کسی دوسرے شخص کو قتل کر دے تو اسلام لانے سے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

۳۹۹۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ».

۳۹۹۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی شخص ناحق مارا جاتا ہے اس کے قتل کا بوجھ حضرت آدم کے بیٹے (قابیل) جو سب سے پہلا قاتل تھا، پر بھی ہوگا کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کو جاری کیا تھا۔“

فائدہ: قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کر دیا تھا اور یہ دنیا میں پہلا قتل تھا۔ اس سے پہلے یہ کام نہیں ہوا تھا۔ گویا قتل کا تعارف قابیل کی بدولت ہوا۔ اب ہر قاتل اس کا پیروکار ہے، لہٰذا اس کا حصہ ہر قتل میں ہوتا ہے۔ لازماً گناہ میں بھی اسے حصہ ملے گا اگرچہ اس سے قاتل کے گناہ میں کوئی کمی نہ آئے گی کیونکہ اسے گناہ اور سزا فعل قتل کی ہے اور قابیل کو قتل کے رواج کی۔ دونوں الگ الگ جرم ہیں۔

## (المعجم ۲) - تَعْظِيمُ الدَّمِ (التحفة ۲)

## باب:۲- مومن کا خون انتہائی قابل تعظیم ہے

۳۹۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَالَجَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

۳۹۹۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ مومن کا (ناحق) قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری دنیا کی تباہی سے زیادہ ہولناک ہے۔“

---

۳۹۹۰- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم وذريته، ح: ۳۳۳۵ من حديث الأعمش، ومسلم، القسامة، باب بيان إثم من سن القتل، ح: ۱٦۷۷ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۳٤٤۷.

۳۹۹۱- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۳٤٤۸. * ابن إسحاق عنعن، وللحديث شواهد كثيرة.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: (اس حدیث کا ایک راوی) ابراہیم بن مہاجر قوی نہیں (ضعیف) ہے۔

فائدہ: یعنی اگر دنیا مومنین کے بغیر فرض کر لی جائے تو دنیا و مافیہا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مومن کی جان ناحق ضائع ہونے سے ہلکی ہے۔ یا کوئی بالفرض ساری دنیا جو مومنین سے خالی فرض کر لی جائے کو ہلاک کر دے تو اس کا گناہ ایک مومن کے ناحق قتل کے گناہ سے بہت کم ہے۔ مقصد مومن اور ایمان کی اہمیت کو ظاہر کرنا ہے جسے اس فرضی صورت سے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ عرف میں یہ انداز عام ہے۔

٣٩٩٢- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ».

۳۹۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے (ناحق) قتل کے مقابلے میں بہت معمولی ہے۔“

٣٩٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: «قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

۳۹۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی تباہی سے زیادہ بڑا ہے۔

٣٩٩٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: «قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

۳۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی تباہی سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

---

٣٩٩٢_ [حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في تشديد قتل المؤمن، ح: ١٣٩٥ من حديث محمد بن أبي عدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٤٩ . * عطاء العامري الطائفي وثقه ابن حبان، ولحديثه شواهد.

٣٩٩٣_ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٥٠ .

٣٩٩٤_ [حسن] وانظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٥١ .

٣٩٩٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ ثِقَةٌ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا».

٣٩٩٥- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کی تباہی سے بڑھ کر ہے۔''

٣٩٩٦- أَخْبَرَنَا سَرِيعُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ الْخَصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ، وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ».

٣٩٩٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا' وہ نماز ہے۔ اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے فیصلہ قتل کے بارے میں ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① بعض نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قیامت کے دن فیصلے صرف لوگوں کے درمیان ہوں گے جبکہ درست یہ ہے کہ پہلے لوگوں کے درمیان فیصلے ہوں گے' پھر حیوانات کے درمیان بھی فیصلہ فرمایا جائے گا۔ ② یہ قیامت کے دن کی بات ہے۔ حقوق اللہ میں سب سے اہم نماز ہے' لہٰذا پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا۔ اگر اس میں کامیابی حاصل ہوگئی تو امید ہے باقی حقوق اللہ میں بھی رعایت حاصل ہو جائے گی اور اگر نماز ہی میں ناکام ہوگیا تو باقی حقوق اللہ کا حساب لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ یا ان میں کامیابی نہ ہوگی۔ حقوق العباد میں سب سے اہم جان کی حرمت ہے۔ اگر کسی نے یہ حق ضائع کر دیا' یعنی کسی کو ناحق قتل کر دیا تو باقی حقوق کی ادائیگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اور اگر کوئی شخص اس حق میں گرفتار نہ ہوا تو باقی حقوق میں بھی نجات کی توقع کی جا سکتی ہے۔ معلوم ہوا' ان دو چیزوں کے فیصلے پر ہی نجات کا دارومدار ہے۔ یا ان دو چیزوں کی اہمیت مقصود ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سے قتل کا فیصلہ سب سے پہلے ہوگا۔ باقی حساب کتاب اور فیصلے بعد میں ہوں گے۔ لیکن پہلے معنی زیادہ موثر ہیں۔ واللہ أعلم.

---

٣٩٩٥- [إسناده حسن] أخرجه ابن عدي: ٢/ ٤٥٤ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٤٥٢.

٣٩٩٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا، ح: ٢٦١٧ من حديث الأزرق به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٤٥٣، وانظر الحديث الآتي: ٣٩٩٨.

۳۹۹۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَوَّلُ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ».

۳۹۹۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے پہلے لوگوں میں قتل وغیرہ کے فیصلے کیے جائیں گے۔“

۳۹۹۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.

۳۹۹۸- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے قتل کے فیصلے کیے جائیں گے۔

۳۹۹۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.

۳۹۹۹- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے قتل وغیرہ کے فیصلے ہوں گے۔

٤٠٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: قَالَ

۴۰۰۰- حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتل وغیرہ کے فیصلے کیے

---

٣٩٩٧ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب المجازاة بالدماء في الآخرة . . . الخ، ح:١٦٧٨ من حديث شعبة، والبخاري، الديات، باب قول الله تعالى: ﴿ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاءه جهنم﴾، ح:٦٨٦٤ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٤.

٣٩٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٤-٣٤٥٦.

٣٩٩٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٧.

٤٠٠٠ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٥٨، وهو مرسل، وله شواهد كثيرة، تقدمت بعضها.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى فِيهِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ».

جائیں گے۔"

٤٠٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ.

۴۰۰۱- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتل کے فیصلے ہوں گے۔

**فائدہ:** یعنی قاتلین کو جہنم رسید کیا جائے گا بشرطیکہ انھیں دنیا میں قصاصاً قتل نہ کیا گیا ہو۔ یا مقتولین کو ان کے قاتلین کی نیکیاں دے کر جنت میں بھیج دیا جائے گا اور قاتلین پر مقتولین کے گناہ لاد دیے جائیں گے۔ واللہ أعلم.

٤٠٠٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! هٰذَا قَتَلَنِي، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ لِتَكُونَ الْعِزَّةُ لَكَ. فَيَقُولُ: فَإِنَّهَا لِي، وَيَجِيءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِي، فَيَقُولُ اللهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُولُ لِتَكُونَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ، فَيَقُولُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ، فَيَبُوءُ بِإِثْمِهِ».

۴۰۰۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "(قیامت کے دن) ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور دہائی دے گا: اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائے گا: تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: یا اللہ! میں نے اس لیے قتل کیا تاکہ تیرے دین کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تو میرا حق ہے۔ ایک اور آدمی ایک دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا اور کہے گا: مولا! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: اس لیے کہ فلاں کی عزت اور غلبہ قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: عزت تو اسے نہیں مل سکتی،

---

٤٠٠١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٥٩.

٤٠٠٢ـ [صحيح] أخرجه أبونعيم في حلية الأولياء: ٤/ ١٤٧ من حديث إبراهيم بن المستمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٠، وللحديث شواهد. * معتمر هو ابن سليمان التيمي.

پھر وہ قاتل اپنے گناہ سمیت لوٹے گا۔ (اپنے کیے کی سزا پائے گا)۔"

فوائد و مسائل: ① "اپنے گناہ سمیت لوٹے گا" یعنی قاتل اپنے کیے کی سزا پائے گا۔ اس کے دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ پھر قاتل پر مقتول کے گناہ لاد دیے جائیں گے جو کہ قتل کا عوض ہوگا۔ نتیجے کے لحاظ سے دونوں معانی میں کوئی فرق نہیں۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث میں دو قسم کے قاتلوں کا ذکر ہے: ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر کسی کافر کو قتل کرتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر یہ قتل جائز ہے بلکہ اس سے ثواب حاصل ہوگا، مثلاً: جہاد کے دوران میں یا حدود کے نفاذ کی خاطر۔ دوسرا قتل جو حکومت، سرداری، انا اور عزت کی خاطر کیا جاتا ہے (اپنی ہو یا کسی کی)۔ یہ قتل جرم ہے۔ اس قاتل کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

٤٠٠٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ قَالَ: قَالَ جُنْدُبٌ: حَدَّثَنِي فُلَانٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِقَاتِلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟ فَيَقُولُ: قَتَلْتُهُ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ» قَالَ جُنْدَبٌ: «فَاتَّقِهَا».

۴۰۰۳- حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے فلاں شخص نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو لے کر (اللہ تعالیٰ کے حضور) پیش ہوگا اور کہے گا: اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: میں نے اسے فلاں کی حکومت کی خاطر قتل کیا تھا۔" حضرت جندب نے فرمایا: ایسے کام سے بچو۔

فائدہ: "ایسے کام سے بچو" یعنی کسی کو اپنی یا کسی کی دنیا کی خاطر قتل نہ کرو ورنہ قیامت کو کوئی جواب نہ سوجھے گا اور قتل کی سزا برداشت کرنی پڑے گی۔ اور وہ "فلاں" وہاں کام نہ آئے گا۔

٤٠٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ

۴۰۰۴- حضرت سالم بن ابوالجعد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کر دے،

---

٤٠٠٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٣ عن حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦١. * فلان لعله صحابي بدليل رواية جندب الصحابي عنه، وأورده أحمد في مسنده، وانظر الحديث الآتي.

٤٠٠٤ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب: هل لقاتل مؤمن توبة، ح: ٢٦٢١ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٢، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٨٥٥، ومسلم، ح: ٣٠٢٣ وغيرهما.

مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ! سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: «يَجِيءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْخُبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟» ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ! لَقَدْ أَنْزَلَهَا اللهُ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا.

پھر توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے اور راہ راست پر آ جائے۔ حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: اس کے لیے توبہ کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے کہ میں نے تمھارے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر لائے گا۔ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! اس سے پوچھ اس نے مجھے کس جرم میں قتل کیا؟“ پھر حضرت ابن عباس ﷠ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یقیناً یہ آیت اللہ تعالیٰ ہی نے اتاری ہے مگر پھر اسے منسوخ فرمادیا۔

**فوائد و مسائل:** ① بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مومن کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباس ﷠ اس کے قائل نہیں کیونکہ اس کے بارے میں سورۂ نساء کی ایک مخصوص آیت اتر چکی ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء ۴:۹۳) ”اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے‘ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔“ آیت کے ظاہر الفاظ حضرت ابن عباس کی تائید کرتے ہیں‘ نیز یہ حقوق العباد میں سے سب سے بڑا حق ہے‘ لہٰذا مقتول کی رضامندی کے بغیر معافی کیسی؟ مگر دیگر اہل علم اس کی توبہ کے بھی قائل ہیں۔ استدلال سورۂ فرقان کی آیت سے ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الفرقان ۲۵:۷۰) ”مگر جو توبہ کرلے‘ ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے‘ اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ اس سے پہلی آیت میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے اور ان میں قتل بھی مذکور ہے۔ حضرت ابن عباس کا موقف یہ ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے‘ یعنی جو شخص کفر کی حالت میں قتل کر بیٹھے‘ پھر توبہ کرے اور اسلام قبول کرلے تو اسلام کی برکت سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے جن میں قتل بھی شامل ہے‘ مگر ایمان لانے کے بعد کسی بے گناہ مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کے لیے سورۂ نساء والی آیت ہے جس میں توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر حضرت ابن عباس ﷠ اس مسئلے میں اکیلے ہیں۔ جمہور اہل علم توبہ کے قائل ہیں کیونکہ آخر یہ ہے تو کبیرہ گناہ ہی‘ کفر تو نہیں‘ لہٰذا قابل معافی ہے۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء ۴:۴۸) ”باقی رہا اس کا حقوق العباد سے متعلق ہونا‘ تو کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو

معاف فرمانا چاہے تو اس کے مقتول کو اپنی طرف سے راضی فرما دے، مثلاً: اسے اپنے فضل سے جنت میں بھیج کر خوش کر دے اور وہ معاف کر دے وغیرہ۔ ② "منسوخ فرما دیا" اس آیت سے مراد سورۂ فرقان والی آیت ہے جس میں توبہ کا ذکر ہے۔ اس کا منسوخ ہونا اس لیے قرین قیاس ہے کہ یہ مکی آیت ہے اور دوسری آیت سورۂ نساء والی مدنی ہے مگر مندرجہ بالا تطبیق کی صورت میں کسی کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ أعلم۔ (نیز دیکھیے حدیث: ۳۹۸۹ اور حدیث: ۴۰۱۳)

٤٠٠٥- قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ [النساء: ٩٣] فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَقَدْ أُنْزِلَتْ فِي آخِرِ مَا أُنْزِلَ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۰۰۵- حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اہل کوفہ کا آیت: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ "جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے......" میں اختلاف ہو گیا، تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ آیت آخری دور میں نازل ہوئی ہے، پھر اسے کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: واقعتاً یہ آیت منسوخ نہیں، مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ سزائیں تب ہیں جب وہ توبہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے، جیسے اگر قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے تو بالاتفاق اسے سزا نہیں ملے گی۔

٤٠٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، وَقَرَأْتُ

۴۰۰۶- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا اس شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا ہو؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے انھیں سورۂ فرقان والی آیت پڑھ کر سنائی: ﴿وَالَّذِينَ

---

٤٠٠٥- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاءه جهنم﴾، ح: ٤٥٩٠، ومسلم، التفسير، ح: ٣٠٢٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٣.

٤٠٠٦- أخرجه مسلم، التفسير، ح: ٣٠٢٣/ ٢٠ من حديث يحيى القطان، والبخاري، التفسير، باب قوله: ﴿والذين لا يدعون مع الله إلٰهًا أخر... الخ﴾، ح: ٤٧٦٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٦٤.

عَلَيْهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ﴾ [الفرقان: ٦٨] قَالَ: هٰذِهِ الْآيَةُ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾ [النساء: ٩٣].

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ”وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔“ انھوں نے فرمایا: یہ مکی آیت ہے۔ اس کو دوسری مدنی آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، اس کی سزا جہنم ہے.....الخ۔“

فائدہ: منسوخ کا مطلب وہ بھی ہوسکتا ہے جو اوپر بیان ہوا کہ سورۂ فرقان والی آیت کفار کے بارے میں ہے جو بعد میں مسلمان ہو جائیں اور یہ دوسری آیت مسلمان قاتل عمد کے بارے میں ہے۔

٤٠٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾. فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۰۰۷- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھوں۔ ایک تو یہ آیت ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ ”جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کر دے، اس کی سزا جہنم ہے۔“ میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس آیت کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا اور دوسری آیت ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔“

٤٠٠٧- أخرجه مسلم، التفسير، ح: ١٨/٣٠٢٣ عن محمد بن المثنى، انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البخاري، ح: ٤٧٦٤ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٥.

فرمایا: یہ کفار کے بارے میں ہے۔

فائدہ: گویا دونوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں' پہلی آیت مسلمانوں کے بارے میں ہے اور یہ دوسری آیت کفار کے بارے میں ہے۔ اس تخصیص کو بھی نسخ کہہ لیتے ہیں' اس لیے پچھلی حدیث میں اس دوسری آیت کو منسوخ بھی کہا گیا ہے۔ نتیجے میں کوئی فرق نہیں۔

٤٠٠٨- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى الثَّعْلَبِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قَوْمًا كَانُوا قَتَلُوا فَأَكْثَرُوا، وَزَنَوْا فَأَكْثَرُوا، وَانْتَهَكُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ﴾. إِلَى ﴿فَأُوْلَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ﴾. قَالَ: يُبَدِّلُ اللهُ شِرْكَهُمْ إِيمَانًا، وَزِنَاهُمْ إِحْصَانًا، وَنَزَلَتْ: ﴿قُلْ يَٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُواْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ﴾ [الزمر: ٥٣]

۴۰۰۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (دور جاہلیت میں) بعض لوگوں نے قتل کیے تھے اور بہت زیادہ کیے تھے' زنا کیے تھے اور بہت زیادہ کیے تھے اور حرمتوں کو پامال کیا تھا۔ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد! جو بات آپ کرتے ہیں اور جس کی آپ دعوت دیتے ہیں' بہت اچھی ہے بشرطیکہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ہمارے گزشتہ اعمال کا کفارہ ممکن ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ...... الخ﴾ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے...... اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔" یعنی اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو ایمان اور ان کے زنا کو پاک دامنی سے بدل دے گا۔ اور یہ آیت بھی اتری: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ﴾ "کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے...... الخ۔"

فوائد و مسائل: ① کفر کے دور میں کیے گئے گناہ اسلام لانے سے ختم ہو جاتے ہیں' عملاً بھی گناہ چھوٹ جاتے ہیں اور نیکیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور سابقہ گناہوں کی سزا سے بھی بچ جاتا ہے۔ ② گناہوں کی

٤٠٠٨۔ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٦. * ابن جريج مدلس كما قال النسائي (سير أعلام النبلاء: ٧/ ٧٤)، وعنعن. وعبدالأعلى الثعلبي تقدم، ح: ٢٠١١، والحديث الآتي شاهد له. * ابن أبي روّاد هو عبدالمجيد بن عبدالعزيز بن أبي روّاد.

زندگی میں تنگی اور بے چینی جبکہ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے میں راحت و سلامتی ہے۔

٤٠٠٩- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الشِّرْكِ أَتَوْا مُحَمَّدًا فَقَالُوا: إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾ وَنَزَلَتْ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾.

۴۰۰۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرک لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: جو بات آپ فرماتے ہیں اور جس بات کی آپ دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے بشرطیکہ آپ ہمیں بتائیں کہ ہمارے گزشتہ اعمال کا کفارہ ممکن ہے؟ تو یہ آیت اتری: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾ ”اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ...... الخ“ اور یہ آیت اتری: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ﴾ ”کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے (یعنی گناہ کیے ہیں) ...... الخ“

٤٠١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يَجِيءُ الْمَقْتُولُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ فِي يَدِهِ، وَأَوْدَاجُهُ تَشْخُبُ دَمًا، يَقُولُ: يَا رَبِّ! قَتَلَنِي حَتَّى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ». قَالَ: فَذَكَرُوا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ

۴۰۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو سر کے اگلے بالوں سے پکڑ کر لائے گا جبکہ اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا حتی کہ وہ اسے عرش سے قریب کر دے گا۔“ لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی توبہ کا ذکر کیا تو انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ ”جو

---

٤٠٠٩- أخرجه مسلم، الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، ح:١٢٢ من حديث حجاج، وأخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿ياعبادي الذين أسرفوا على أنفسهم... الخ﴾، ح:٤٨١٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:٣٤٦٧.

٤٠١٠- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة النساء، ح:٣٠٢٩ من حديث شبابة به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح:٣٤٦٨. ● ورقاء هو ابن عمر، وعمرو هو ابن دينار.

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ﴾. قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ بَعْدَ الَّتِي فِي تَبَارَكَ الْفُرْقَانِ بِثَمَانِيَةِ أَشْهُرٍ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾.

جَهَنَّمُ﴾ ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر (ناحق) قتل کردے اس کی سزا جہنم ہے......الخ'' سورۂ فرقان والی (آئندہ) آیت سے آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ......الخ''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَدْخَلَ أَبُو الزِّنَادِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَارِجَةَ مُجَالِدَ بْنَ عَوْفٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اگلی روایت میں) ابوالزناد نے اپنے اور خارجہ کے درمیان (انقطاع ختم کرنے کے لیے) مجالد بن عوف داخل کر دیا ہے۔

فائدہ: لگتا ہے اس میں انقطاع نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ابوالزناد نے مجاہد سے سنا ہو اور پھر خارجہ سے بھی سن لیا ہو۔ محدثین کے ہاں یہ عام ہوتا ہے' پھر طبرانی کی روایت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خارجہ نے اسے روایت بیان کی ہے۔ واللہ أعلم. (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣١/٢٧٩)

أَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾.

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ.....الخ''

**فوائد و مسائل:** ① ''بہت ڈرے'' کیونکہ اس آیت میں سخت وعید ہے کہ قاتل ابدی جہنمی ہے' مغضوب و ملعون ہے' عذاب عظیم کا مستحق ہے۔ جبکہ یہ حالت تو کفار کی ہوگی۔ سورۂ فرقان والی آیت میں شرک و قتل کے بعد توبہ کا ذکر ہے' اس لیے اس آیت میں لوگوں کے لیے سہولت ہے۔ ② حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سابقہ دو روایات میں صراحت ہے کہ سورۂ فرقان والی آیت پہلے اتری ہے اور سورۂ نساء والی آیت بعد میں۔ لیکن اس روایت میں بالکل الٹ ہے کہ سورۂ نساء والی آیت پہلے اتری اور سورۂ فرقان والی آیت بعد میں۔ یہ صریح تعارض ہے' اس لیے محققین نے اس روایت کو منکر (ضعیف) قرار دیا ہے۔ ممکن ہے غلط فہمی ہو کہ سورۂ نساء والی پہلے اتری۔ بعد میں پتا چل گیا ہو کہ سورۂ فرقان والی پہلے اتری ہے کیونکہ انھوں نے صراحت فرمائی ہے کہ سورۂ نساء والی آیت چھ یا آٹھ ماہ بعد اتری ہے۔ قریب قریب اترنے والی آیات میں ایسی غلط فہمی ممکن ہے۔ خیر! حضرت ابن عباس والی روایات قطعی ہیں کہ سورۂ فرقان والی آیت پہلے اتری ہے' نیز سورۂ فرقان مکی ہے اور سورۂ نساء مدنی۔ اس لحاظ سے بھی حضرت ابن عباس والی روایات کو ترجیح ہوگی۔ سنداً بھی وہ قوی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ان روایات کا مفاد یہ ہے کہ توبہ والی آیت کفار کے ساتھ خاص ہے اور سزا والی مومنین کے ساتھ' یا پھر توبہ والی آیت منسوخ ہے کیونکہ وہ متقدم ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ جمہور توبہ کے قائل ہیں۔ سزا والی آیت تب لاگو ہوگی جب وہ توبہ نہ کرے یا اس سے قصاص نہ لیا جائے یا اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ کرنا چاہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس گناہ کی انفرادی سزا ہے۔ جب اس گناہ کے ساتھ نیکیاں بھی ملیں گی تو پھر ہر گناہ کی سزا اور ہر نیکی کا ثواب ملانے سے جو مرکب نتیجہ حاصل ہوگا' اس کے مطابق اس سے سلوک ہوگا۔ واللہ أعلم. (دیکھیے' حدیث: ۳۹۸۹' ۴۰۰۴)

## (المعجم ۳) - ذِكْرُ الْكَبَائِرِ (التحفة ۳)

## باب: ۳- کبیرہ گناہوں کا ذکر

وضاحت: گناہوں کا چھوٹا بڑا ہونا فطری امر ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ان کی تعداد متعین نہیں۔ ہر وہ گناہ کبیرہ ہے جس پر کتاب و سنت میں جہنم کی وعید سنائی گئی ہو یا اس پر حد مقرر کر دی گئی ہو یا اس کے مرتکب کو ملعون قرار دیا گیا ہو یا اسے دین سے نکلنے کے مترادف قرار دیا گیا ہو یا اسے صراحتاً کبیرہ کہہ دیا گیا

ہو یا وہ کسی کبیرہ گناہ کے برابر ہو یا اس سے بڑا ہو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بار بار کرنے سے صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٠١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ أَبَا رُهْمٍ السَّمَعِيَّ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللهَ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ، كَانَ لَهُ الْجَنَّةُ» فَسَأَلُوهُ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: «اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ، وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ».

۴۰۱۴- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہو‘ نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا رہا ہو‘ زکاۃ (پوری کی پوری) دیتا رہا ہو اور کبیرہ گناہوں سے بچا رہا ہو‘ اس کے لیے جنت ہے۔“ لوگوں نے آپ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کون کون سے ہیں؟) تو آپ نے (بطور مثال) ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا‘ مسلمان شخص کو قتل کرنا اور لڑائی کے دن بھاگ جانا۔“

**فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں دین کے بنیادی اصول اور ان کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ ان امور پر قائم رہنا اور ان کے منافی امور سے بچنا ہی جنت میں دخول کا سبب بن سکتا ہے۔ ② ”اس کے لیے جنت ہے“ کیونکہ یہ نیکیاں باقی گناہوں پر غالب آ جائیں گی اور فیصلہ غالب کی بنیاد پر ہوگا ورنہ غلطی سے پاک تو کوئی شخص بھی نہیں۔ إلا ماشاء اللہ. ③ اس حدیث میں صرف تین گناہوں کو کبیرہ کہا گیا ہے جبکہ قرآن و سنت کے دیگر دلائل سے اور بھی بہت سے گناہ کبیرہ قرار پاتے ہیں۔ یہ تین گناہ بطور مثال بیان کیے گئے ہیں بطور حصر نہیں‘ کیونکہ کبیرہ گناہ صرف یہی نہیں۔ کبیرہ گناہوں کی بابت صحابۂ کرام ؓ کے استفسار کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے صرف مذکورہ تین گناہوں کا ذکر فرمایا ہے‘ اس موقع پر ان کے علاوہ اور کسی گناہ کا آپ نے نام نہیں لیا‘ ممکن ہے کہ اس جواب سے اس وقت آپ کا مقصد اسی بات کی طرف اشارہ فرمانا ہو کہ کبیرہ گناہ کسی خاص قسم یا کسی ایک صفت میں محصور نہیں بلکہ کسی معاملے میں حقوق اللہ کی تلفی کبیرہ گناہ ہوتی ہے تو کسی معاملے

---

٤٠١٤- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٧٢. * بقية يدلس تدليس التسوية، ولم يصرح بالسماع المسلسل، ولحديثه شواهد كثيرة، منها ما أخرجه ابن حبان، ح: ٢٠، والحاكم: ١/ ٢٣ وغيرهما بإسناد صحيح عن أبي أيوب به.

میں مسلم معاشرے کے مسلمان افراد کی حق تلفی کبیرہ گناہ ہوتی ہے اور اسی طرح کبھی کافروں کے ساتھ کوئی معاملہ درپیش ہو تو اس میں بھی آدمی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے' اس لیے ہر حال میں اور ہر موقع پر ایک مسلمان شخص کو انتہائی محتاط زندگی بسر کرنی چاہیے۔ ④ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ واللہ أعلم.

٤٠١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَبَائِرُ: اَلشِّرْكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّورِ».

۴۰۱۵- حضرت انس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی شخص کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔''

فائدہ: کبیرہ گناہوں کی تین قسمیں ہیں: ① أکبر الکبائر، مثلاً: شرک یا کسی قطعی شرعی امر کا انکار۔ ② جن سے حقوق العباد ضائع ہوتے ہیں' مثلاً: قتل۔ ③ حقوق اللہ میں خرابی' مثلاً: زنا اور شراب نوشی وغیرہ۔

٤٠١٦- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ،

۴۰۱۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بڑے گناہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں۔''

---

٤٠١٥_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح:٨٨ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، ح:٢٦٥٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٣٤٧٣.

٤٠١٦_ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس: ﴿ولا تتخذوا أيمانكم دخلاً . . .الخ﴾، ح:٦٦٧٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٣٤٧٤.

وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ».

فائدہ: ”جھوٹی قسم کھانا“ عربی میں اس کے لیے لفظ ”اليمين الغموس“ استعمال کیا گیا ہے یعنی گناہ میں ڈبو دینے والی قسم یا آگ میں داخل کرنے والی قسم۔ جس قسم کھانے کا یہ انجام ہو ظاہر ہے کہ وہ قسم جھوٹی ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہ قسم ہوتی ہے جس سے کسی کا مال ناحق حاصل کیا جائے' یا کسی کو ناحق نقصان پہنچایا جائے یا اس کے ذریعے سے کسی کو ناجائز فائدہ پہنچایا جائے وغیرہ۔ واللہ أعلم.

٤٠١٧- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِيءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: «هُنَّ سَبْعٌ أَعْظَمُهُنَّ إِشْرَاكٌ بِاللهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ». مُخْتَصَرٌ.

۴۰۱۷- حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد محترم نے بیان فرمایا' اور وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے' کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! بڑے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ سات ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ (دیگر یہ ہیں:) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا اور جنگ کے دن میدان سے بھاگ جانا وغیرہ۔“ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین' مثلاً: محدث العصر علامہ البانی اور علامہ اتیوبی وغیرہ نے اسے حسن کہا ہے اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٢٩٦/٣١-٢٩٨) ② اس کی تفصیل دوسری روایت میں ہے۔ صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ نو ہیں۔ ان میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے اور (دیگر یہ ہیں:) کسی مومن کو ناحق قتل کرنا' جنگ کے دن میدان سے بھاگ جانا' پاکدامن خاتون پر گناہ کی تہمت لگانا' جادو کرنا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا' بیت اللہ میں

---

٤٠١٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الوصايا، باب ماجاء في التشديد في أكل مال اليتيم، ح: ٢٨٧٥ من حديث معاذ بن هانيء، به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٧٥، وصححه الحاكم: ٢٥٩/٤، والذهبي، وله شاهد ضعيف عند البيهقي. * يحيى بن أبي كثير عنعن.

قتل کرنا...... روایت کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المستدرك للحاكم: ۱/ ۵۹، والسنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱۰/ ۱۸۶)

(المعجم ٤) - ذِكْرُ أَعْظَمِ الذَّنْبِ وَاخْتِلَافِ يَحْيٰى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ فِيهِ (التحفة ٤)

باب: ۴- سب سے بڑے گناہ کا ذکر اور واصل عن ابی وائل عن عبداللہ کی حدیث میں یحییٰ اور عبدالرحمٰن کے سفیان پر اختلاف کا بیان

٤٠١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ».

۴۰۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے‘ حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے بچے کو اس لیے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔“ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔“

**فوائد و مسائل:** ① بسا اوقات ایک عام گناہ مخصوص حالات میں بہت بڑا بن جاتا ہے‘ مثلاً: محسن سے بدسلوکی اور بے وفائی کرنا بری بات ہے مگر اللہ تعالیٰ جیسے محسن و منعم حقیقی سے بے وفائی اور اس کی نافرمانی کرنا‘ جو کہ تنہا خالق و رازق ہے‘ انتہائی قبیح بات ہے۔ ② قتل ناحق کبیرہ گناہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اہل علم نے قتل ناحق کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ یقیناً قتل ناحق کبیرہ گناہ ہے‘ پھر اپنی اولاد کو قتل کرنا صرف کھانے کی وجہ سے‘ یہ انتہائی کبیرہ گناہ ہے۔ ③ زنا بذات خود کبیرہ گناہ ہے مگر پڑوسی کی بیوی سے! جو انتہائی اعزاز و اکرام اور اعتماد کی جگہ ہے‘ یہ کام انتہائی قباحت کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح گناہ کرنے والا اگر کوئی عالم ہو تو اس کے گناہ کی شدت کئی گنا بڑھ جاتی ہے‘ نیز زمان و مکان کے اعتبار سے بھی گناہ کی شدت و

---

٤٠١٨- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿والذين لا يدعون مع الله إلٰهًا آخر ... الخ﴾ ح: ٤٧٦١ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب وبيان أعظمها بعده، ح: ٨٦ من حديث شقيق أبي وائل به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٤٧٦.

شناعت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

٤٠١٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ».

۴۰۱۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے‘ حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”(پھر) یہ کہ تو اپنے بچے کو اس بنا پر قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔“ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: ”(پھر) یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔“

٤٠٢٠- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: «اَلشِّرْكُ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا، وَأَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ، وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ الْفَقْرِ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ» ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُاللهِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ﴾

۴۰۲۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”شرک‘ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے۔ اور یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ اور یہ کہ تو اپنے بچے کو فقر کے ڈر سے مار دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔“ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (”اللہ کے بندے وہ ہیں) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ...... الخ۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ، وَحَدِيثُ يَزِيدَ هٰذَا خَطَأٌ، إِنَّمَا هُوَ وَاصِلٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت (عاصم عن ابی وائل) غلط ہے جبکہ صحیح روایت اس سے پہلی (واصل عن ابی وائل) ہے۔ یزید کی یہ روایت

---

٤٠١٩- أخرجه البخاري، من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٧٧.

٤٠٢٠- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٧٨. * عاصم هو ابن بهدلة، ويزيد هو ابن هارون.

(جس میں اس نے واصل کی بجائے عاصم کہا ہے) غلط ہے۔اصل میں (عاصم نہیں بلکہ) واصل ہے۔

## (المعجم ٥) - ذِكْرُ مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ (التحفة ٥)

## باب:۵-کن جرائم کی وجہ سے مسلمان کا خون بہانا جائز ہے؟

٤٠٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: اَلتَّارِكُ لِلْإِسْلَامِ مُفَارِقُ الْجَمَاعَةِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ».

۴۰۲۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کسی مسلمان آدمی کا‘ جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں‘ خون بہانا جائز نہیں‘ سوائے تین آدمیوں کے: (ایک) وہ جو اسلام چھوڑ کر کافر بن جائے اور مسلمانوں کی جماعت چھوڑ جائے‘ اور (دوسرا) وہ جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے‘ اور (تیسرا) وہ جو کسی جان کو ناحق قتل کرے۔“

قَالَ الْأَعْمَشُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَحَدَّثَنِي عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِهِ.

اعمش نے کہا: میں نے یہ روایت ابراہیم نخعی سے بیان کی تو انھوں نے مجھے اسود عن عائشة (کی سند) سے اس جیسی روایت بیان کی۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث میں قتل کا ذکر ہے‘ قتال کا نہیں۔ قتل سے مراد حد کے طور پر قتل کرنا ہے اور ان تین اصولوں ہی میں جائز ہے‘ لیکن قتال‘ یعنی لڑائی تو باغیوں اور منکرین زکاۃ وغیرہ سے بھی لڑی جا سکتی ہے۔ ② ”کافر بن جائے“ یعنی اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے حد کے طور پر قتل کیا جائے گا۔ البتہ اگر وہ حد سے پہلے توبہ کر لے تو اسے معافی مل جائے گی۔ ③ ”جماعت چھوڑ جائے“ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ مرتد ہونے کے بعد مسلمانوں ہی میں رہے تو اسے حد نہ لگائی جائے کیونکہ یہ دراصل ارتداد کی تفسیر ہے

---

٤٠٢١ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب ما يباح به دم المسلم، ح:١٦٧٦/ ٢٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، والبخاري، الديات، باب قول الله تعالى: ﴿إن النفس بالنفس والعين بالعين﴾، ح:٦٨٧٨ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٤٧٩.

یعنی مرتد ہو جانا مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جانا ہے۔ احناف کے نزدیک مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے قید کیا جائے گا لیکن یہ صریح روایات کے خلاف ہے۔ ④ قاتل خواہ آزاد آدمی ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا، البتہ آزاد آدمی کو غلام کے بدلے قتل کرنے میں اختلاف ہے جس کی تفصیل حدیث: ۴۸۳۸ کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ⑤ ''اس جیسی روایت'' ابراہیم نخعی کے پاس یہ روایت حضرت عائشہ ؓ سے تھی جبکہ اعمش کے پاس عبداللہ بن مسعود ؓ سے۔ اعمش نے ابراہیم نخعی کو عبداللہ بن مسعود کی روایت سنائی تو ابراہیم نے انھیں یہ روایت حضرت عائشہ ؓ سے سنائی۔ گویا دونوں نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا۔

٤٠٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ».

وَقَّفَهُ زُهَيْرٌ.

۴۰۲۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر (تین آدمیوں کا:) وہ آدمی جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا اور وہ شخص جس نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا یا قاتل کو قصاص میں مارا جائے گا۔''

اس روایت کو زہیر نے موقوف بیان کیا ہے۔

فائدہ: غلام اگر زنا کرے، اگرچہ وہ شادی شدہ بھی ہو، اسے رجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس پر نصف حد ہے۔ اور وہ ہے پچاس کوڑے، رجم نصف نہیں ہو سکتا۔

٤٠٢٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: «يَا عَمَّارُ! أَمَا إِنَّكَ

۴۰۲۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اے عمار! کیا تو نہیں جانتا کہ تین اشخاص کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں: جان کے بدلے جان، یا (اس آدمی کو رجم کیا جائے گا) جس نے شادی شدہ ہونے

---

٤٠٢٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٠، وأخرجه أحمد: ٦/ ١٨١، ٢٠٥، ٢١٤ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨١، وله شواهد كثيرة جدًا.

٤٠٢٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨١.

تَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا ثَلَاثَةٌ: اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ مَا أُحْصِنَ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

کے بعد زنا کیا۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

۴۰۲۴- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَا: كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ، وَكُنَّا إِذَا دَخَلْنَا مَدْخَلًا نَسْمَعُ كَلَامَ مَنْ بِالْبَلَاطِ، فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونِي بِالْقَتْلِ، قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللهُ، قَالَ: فَلِمَ يَقْتُلُونِّي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ» فَوَاللهِ! مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَلَا تَمَنَّيْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟

۴۰۲۴- حضرت ابو امامہ بن سہل رحمہ اللہ اور حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے تو ہم ان کے پاس بیٹھے تھے۔ جب ہم (کسی جگہ سے) وہاں جاتے تو بلاط والوں کی باتیں سنتے تھے۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس جگہ گئے' پھر ہماری طرف نکلے اور فرمایا: یہ لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے کفایت فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا: آخر یہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان آدمی کا خون تین (جرائم) میں سے کسی ایک کے بغیر جائز نہیں: (ایک) وہ شخص جس نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا۔ (دوسرا) وہ جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا۔ (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی کو ناحق قتل کیا۔'' اللہ کی قسم! میں نے نہ کفر کی حالت میں زنا کیا ہے نہ اسلام کی حالت میں۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے' میں نے کبھی سوچا تک نہیں کہ مجھے میرے دین کے علاوہ کوئی اور دین ملے۔ اور میں نے کبھی کسی (مسلمان) کو قتل نہیں کیا۔ تو پھر وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں؟

---

۴۰۲۴_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ۴۵۰۲ من حديث حماد ابن زيد به، وقال الترمذي، ح: ۲۱۵۷: "هذا حديث حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۴۸۲، وصححه ابن الجارود، ح: ۸۳۶.

**فوائد و مسائل:** ① ”بلاط“ مسجد نبوی سے باہر ایک چبوترہ سا بنا ہوا تھا جس پر لوگ عموماً بیٹھتے اور باتیں کرتے تھے تاکہ مسجد نبوی کا تقدس بحال رہے۔ اس حدیث میں بلاط والوں سے مراد وہ فسادی لوگ ہیں جو دوسرے علاقوں سے اکٹھے ہو کر خلافت کو مٹانے آئے تھے۔ آخر کار انھوں نے اپنی دھمکیوں پر عمل کر ہی دیا۔ لعنهم الله. ② اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان فضیلت و منقبت کا بیان ہے۔ وہ اس طرح کہ زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام میں ہمیشہ مکارم اخلاق آپ کی فطرت سلیمہ کا جزو لاینفک رہے۔ آپ ہمیشہ برائی اور بے حیائی سے دور اور کنارہ کش ہی رہے۔ ③ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو زیادتی اور سرکشی کرتے ہوئے قتل کیا انھوں نے بہت بڑا ظلم کیا کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کوئی جرم ہی نہیں کیا تھا جس کی بنا پر ایک مسلمان کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے۔ رضي الله تعالى عنه و أرضاه.

## (المعجم ٦) - قَتْلُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ فِيهِ (التحفة ٦)

## باب: ٦- جو آدمی (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے اسے قتل کرنا' اور عرفجہ کی حدیث میں' زیاد بن علاقہ پر (راویوں کے) اختلاف کا بیان

٤٠٢٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَرْدَانُبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ رَأَيْتُمُوهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، أَوْ يُرِيدُ يُفَرِّقُ أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَائِنًا مَنْ كَانَ فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ».

۴۰۲۵- حضرت عرفجہ بن شریح اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا' آپ نے فرمایا: ”میرے بعد بہت سے فتنہ و فساد برپا ہوں گے۔ جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو گیا ہے یا محمد (ﷺ) کی امت میں پھوٹ ڈالنا چاہتا ہے' جو بھی ہو اسے قتل کر دو۔ بلاشبہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور شیطان اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جو جماعت سے جدا ہوا' وہ اسے لات مار کر ہانکتا ہے۔“

---

٤٠٢٥- أخرجه مسلم، الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع، ح: ١٨٥٢ من حديث زياد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٨٣.

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی بعینہٖ اسی طرح فتنے اور فساد ظاہر ہوئے اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② یہ حدیث اس بات کی صریح دلیل ہے کہ امت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے والا ہر شخص واجب القتل ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں: [فَاقْتُلُوهُ] یعنی امت محمدیہ میں پھوٹ ڈالنے والے کو قتل کر دو۔ یہ الفاظ صیغۂ امر پر مشتمل ہیں اور جب تک کوئی قرینۂ صارفہ موجود نہ ہو، امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی بھی قرینۂ صارفہ نہیں ہے، لہٰذا یہ حکم وجوبی ہے، اس لیے اسلامی حکومت کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ ایسا مجرم اگر اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو اسے قتل کی سزا دے۔ یاد رہے اسلامی حدود کا نفاذ ہر مسلم ملک کے سربراہ کی ذمہ داری ہے۔ ③ اس حدیث سے اللہ جل شانہ کی صفت "ید" کا اثبات ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسا کہ اس کی ارفع و اعلیٰ ذات کے لائق اور شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ نہ تو مخلوق کے ہاتھ کے مشابہ ہے اور نہ اس کے کوئی دوسرے معنی، یعنی قدرت وغیرہ ہی مراد ہیں جیسا کہ مؤولین کرتے ہیں ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ارشاد باری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا اثبات قرآن مجید سے بھی ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملك ٦٧:١) "ذات بڑی بابرکت ہے وہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہی ہے۔" ④ اس حدیث سے جماعت کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اور اس کی مدد و نصرت کبھی بھی جماعت سے الگ نہیں ہوتی، اور جماعت سے مراد دھڑے گروپ اور جماعتیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی وہ جماعت مراد ہے جو ایک خلیفہ پر متحد ہو، نیز اس حدیث شریف سے امت مسلمہ کے اندر تفرقہ بازی، پھوٹ اور ان کے نقصان دہ اختلاف کی مضرت اور مذمت بھی واضح ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ کا ہاتھ اور اس کی مدد جماعت کے ساتھ خاص ہے۔ جب جماعت پھوٹ اور اختلاف کا شکار ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس جماعت پر سے اٹھ جائے گا اور شیطان کو اس پر غلبہ حاصل ہو جائے گا، پھر وہی ان کا ہاتھ بن جائے گا۔ اور جس کا ساتھی شیطان بن جائے تو وہ بہت ہی برا ساتھی ہے۔ ﴿وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا﴾ (النسآء ٤:٣٨) واللہ أعلم. ⑤ اس شخص سے مراد یا تو مرتد ہے یا باغی۔ مرتد تو وہ ہے جو مسلمان ہونے کے بعد اسلام سے نکل جائے۔ ایسا شخص اسلام کا دشمن بن جائے گا اور وہ مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرے گا۔ تجربہ یہی بتاتا ہے، لہٰذا اگر وہ توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اور باغی سے مراد وہ ہے جو مسلمانوں کے ایک امیر پر متفق ہو جانے کے بعد الگ جتھہ بندی کر لے۔ چونکہ ایسا شخص بھی امت مسلمہ کا دشمن ہے اور ان کو آپس میں لڑا کر تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے، لہٰذا وہ بھی واجب القتل ہے تاکہ امت مسلمہ اس کے شر سے محفوظ رہے۔ اسی طرح جو شخص امت مسلمہ سے نکل کر کفار کے ساتھ مل جائے، وہ بھی باغی اور مرتد ہے اور اسے بھی قتل کیا جائے گا، خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا رہے۔ ⑥ باغی کی سزا کے بارے میں تو تمام دنیا متفق ہے کہ اس کے فتنے سے بچنے کے لیے اسے سزائے موت دی جا سکتی ہے، مگر مرتد کی سزائے موت پر بعض

بزعم خویش ''روشن خیال'' حضرات کو اعتراض ہے کہ یہ تنگ نظری ہے اور آزادیٔ فکر پر قدغن ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ایک ملک کے باغی کو سزائے موت دینا تو تنگ نظری نہیں اور نہ اس سے آزادیٔ فکر پر کوئی قدغن عائد ہوتی ہے مگر مذہب کے باغی کو سزائے موت دینا تنگ نظری اور تشدد ہے۔ کیا یہ روشن خیالی ہے؟ انصاف ہے؟ یا تو ہر کسی کو مادر پدر آزاد کر دیجیے کہ وہ مذہب اور ملک کے بارے میں جو مرضی کرے۔ چاہے وہ لوگوں کو قتل کرتا پھرے یا ڈاکے مارتا پھرے' اسے کچھ نہ کہیے کیونکہ یہ تنگ نظری اور آزادیٔ فکر پر پابندی ہے۔ ظاہر ہے یہ ممکن نہیں۔ تو پھر لازماً ہر شخص کو' جو کوئی دین اختیار کرتا ہے یا کسی ملک کی شہریت اختیار کرتا ہے' کسی نہ کسی ضابطۂ اخلاق کا پابند ہونا پڑے گا۔ اسی میں امن وسکون اور عزت وعافیت بلکہ انسانیت کی بقا ہے۔

٤٠٢٦- أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ» وَرَفَعَ يَدَيْهِ «فَمَنْ رَأَيْتُمُوهُ يُرِيدُ تَفَرُّقَ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ [ﷺ] وَهُمْ جَمِيعٌ فَاقْتُلُوهُ كَائِنًا مَّنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ».

۴۰۲۶- حضرت عرفجہ بن شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد بہت سی خرابیاں اور شر وفساد ہوگا...... پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے...... جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ امت محمد (ﷺ) میں تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے جبکہ امت متفق اور متحد ہے تو اسے قتل کر دو' چاہے وہ کوئی بھی ہو۔''

فوائد و مسائل: ① امت کا اتفاق و اتحاد ہر چیز سے زیادہ اہم ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر امت میں پھوٹ ڈالنا' ان میں تفریق پیدا کرنا اور انھیں حق و باطل کا معیار قرار دینا بہت بڑا جرم ہے۔ اگر امت کسی ایک امیر پر متفق ہو تو خواہ مخواہ امیر پر اعتراضات کر کے امت میں فساد پیدا کرنا بغاوت کی ذیل میں آتا ہے۔ امیر آخر انسان ہے فرشتہ نہیں' اس میں خامیاں ہو سکتی ہیں' وہ غلطی کر سکتا ہے مگر خامیاں اور غلطیاں بغاوت اور فساد کو جائز نہیں کر سکتیں۔ کیا کوئی امیر خامیوں اور غلطیوں سے پاک ممکن ہے؟ لہٰذا جب تک امیر واضح کفر کا ارتکاب نہ کرلے' اس کے خلاف بغاوت جائز نہیں۔ البتہ اس پر جائز تنقید ہو سکتی ہے مگر تخریب جائز نہیں۔

---

٤٠٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٤. * عبدالله بن عثمان هو عبدان، وأبوحمزة هو المسكري، ومحمد بن علي هو ابن حمزة المروزي، وجاء في الكبرٰى وتحفة الأشراف: 'محمد بن يحيى'، وهو وهم.

٤٠٢٧ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ أُمَّةِ [مُحَمَّدٍ ﷺ] وَهُمْ جَمْعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ».

۴۰۲۷- حضرت عرفجہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میرے بعد بہت سی خرابیاں اور فساد ہوں گے۔ جو شخص امت محمد ﷺ میں پھوٹ ڈالنا چاہے جبکہ امت (ایک شخص پر) متفق ہو تو اسے تلوار سے مار دو۔“

٤٠٢٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ أُمَّتِي فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ».

۴۰۲۸- حضرت اسامہ بن شریک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میری امت میں پھوٹ ڈالنے کے لیے نکلے اس کی گردن اڑا دو۔“

فائدہ: امت سے الگ ہونے والا یا امت میں پھوٹ ڈالنے والا مرتد اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہے۔ اس کا قتل جائز ہے مگر اسے قتل کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، عوام الناس اپنے طور پر قتل نہیں کر سکتے کیونکہ فتنہ و فساد کا خطرہ ہے۔ اسی طرح حدود کا نفاذ بھی حکومت ہی کر سکتی ہے۔

(المعجم ٧) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾

باب: ۷- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ ...... مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾ کی تفسیر، یعنی ”جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے

---

٤٠٢٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٥.

٤٠٢٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ١٨٦، ح: ٤٨٧ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٨٦، وله شواهد، منها الحديث السابق. * زيد بن عطاء وثقه الترمذي، وابن حبان، وهو حسن الحديث.

[المائدة: ٣٣] وَفِيمَنْ نَزَلَتْ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ٧)

کہ وہ بری طرح قتل کر دیے جائیں یا انھیں بری طرح سولی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے بری طرح کاٹ دیے جائیں یا انھیں جلاوطن کر دیا جائے۔" اور (اس کا بیان کہ) یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی' نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے ناقلین کے اختلاف الفاظ کا ذکر

فائدہ: ان سے مراد مرتدین' باغی اور مفسدین ہیں جو علانیہ ڈاکے ڈالتے اور بلا دریغ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ معاشرے کے لیے ناسور ہوتے ہیں' لہٰذا ان کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ ان پر ترس کھانا یا انھیں شک کا فائدہ دینا معاشرے پر ظلم ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ان کے ساتھ سختی سے نمٹے اور مذکورہ سزاؤں میں سے جو سزا ان کے جرم سے مناسبت رکھتی ہو' بلا دریغ نافذ کرے' مثلاً: اگر کوئی شخص اسلحے کے زور پر لوگوں کو لوٹے' انھیں قتل کرے اور ان کی عزتیں تار تار کرے تو ان لوگوں کو قتل کر کے لاشوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے انھیں دوسروں کے لیے عبرت بنا دے۔ یا ان کے اعضاء ایک ایک کر کے کاٹ دے اور ان کو تڑپا تڑپا کر بھوکا پیاسا مارا جائے۔ اگر باغیوں یا مفسدین نے صرف قتل کیے ہوں یا صرف ڈاکا ڈالا ہو تو انھیں سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اور اگر انھوں نے اسلحے کے ساتھ لوگوں کو صرف خوف زدہ کیا ہو یا ڈرایا دھمکایا ہو تو انھیں اس علاقے سے نکال دیا جائے یا انھیں جیل میں ڈال دیا جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر کے آئندہ کے لیے توبہ کر لیں۔ بعض حضرات نے اس آیت کو منسوخ بنانے کی کوشش کی ہے کہ اب حدود نازل ہو چکی ہیں مگر یہ بات درست نہیں۔ عقل سلیم بھی ان کے لیے الگ سزا کا تقاضا کرتی ہے۔ اس آیت کو آیت محاربہ کہا جاتا ہے۔

٤٠٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي

۴۰۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلہ کے آٹھ آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے (اور قبول اسلام ظاہر کیا)۔ پھر انھوں نے مدینہ کی

---

٤٠٢٩ـ أخرجه البخاري، الديات، باب القسامة، ح: ٦٨٩٩، ومسلم، القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١/ ١٠ من حديث حجاج الصواف به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٨٧.

قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ وَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟» قَالُوا: بَلَى، فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَعَثَ فَأَخَذُوهُمْ، فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ، وَنَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوا.

آب وہوا کو موافق نہ پایا اور ان کے جسم کمزور پڑ گئے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ”تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے (باہر رہنے والے) اونٹوں میں کیوں نہیں چلے جاتے کہ تم ان اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پیو؟“ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ وہ وہاں چلے گئے اور (اونٹوں کا) دودھ اور پیشاب پیتے رہے۔ وہ تندرست ہو گئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں پکڑنے کے لیے آدمی بھیجے۔ انھوں نے ان لوگوں کو جا پکڑا، چنانچہ ان کو آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں، پھر ان کو دھوپ میں پھینک دیا حتی کہ وہ مر گئے۔

فوائد و مسائل: ① سنن نسائی کی مذکورہ روایت، نسائی شریف کے علاوہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے ساتھ ساتھ مسند احمد میں بھی موجود ہے۔ صحیحین سمیت دیگر تمام کتب مذکورہ میں یہ روایت ہر کتاب میں، ایک سے زیادہ مقامات میں بیان کی گئی ہے۔ یہاں نسائی شریف میں اس مقام پر ہے کہ قبیلۂ عکل کے آٹھ افراد نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سنن نسائی ہی کی دوسری روایات میں، کسی میں تو حاضر ہونے والے لوگوں کو قبیلۂ عرینہ کے لوگ کہا گیا ہے اور کسی روایت میں انھیں عکل اور عرینہ دونوں قبیلوں کے لوگ بیان کیا گیا ہے۔ (دیکھیے مذکورہ باب کے تحت وارد شدہ احادیث) مزید برآں یہ کہ خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بیان کی گئی احادیث کی صورت حال بھی یہی ہے کہ کسی روایت میں انھیں عکل قبیلے کے افراد بتلایا گیا ہے، کسی میں عرینہ کے اور کسی میں عکل اور عرینہ دونوں کے۔ ملاحظہ فرمائیے: (صحيح البخاري، الجهاد، الزكاة، باب استعمال إبل الصدقة و ألبانها......، حديث:١٥٠١، و صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب إذا حرق المشرك المسلم هل يحرق؟ حديث:٣٠١٨، وصحيح مسلم، القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين، حديث:١٦٧١ ومابعده) بظاہر ان احادیث میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن ان میں تضاد قطعاً نہیں، اصل حقیقت یہ ہے کہ آنے والے عکل اور عرینہ دونوں قبیلوں کے لوگ تھے۔ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ چار افراد قبیلۂ عرینہ میں سے تھے اور تین عکل میں سے اور

ایک شخص ان دونوں قبیلوں کے علاوہ کسی اور قبیلے میں سے تھا۔ چونکہ یہ سارے کے سارے آٹھوں افراد اکٹھے ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اس لیے کسی حدیث میں انھیں عکل قبیلے کے افراد کہا گیا ہے، کسی میں عرینہ کے اور کسی میں عکل اور عرینہ دونوں کے۔ واللہ أعلم. ② ''موافق نہ پایا'' چونکہ وہ لوگ دوسرے علاقے سے آئے تھے، آب و ہوا کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے جیسا کہ عموماً مسافروں کو کسی دوسرے ملک میں جانے سے صحت کی خرابی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض کچھ مدت بعد ٹھیک ہو جاتے ہیں اور بعض کو طویل مدت تک بھی ادھر کی آب و ہوا موافق نہیں آتی۔ ③ ''دودھ اور پیشاب پیو'' دودھ تو ان کی مرغوب غذا تھی۔ پیشاب پیٹ کے علاج کے لیے تجویز فرمایا۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا پیشاب پاک ہے۔ تبھی آپ نے پینے کا حکم دیا۔ جو لوگ اس کے قائل نہیں، وہ اسے علاج کی مجبوری بتلاتے ہیں۔ ان کے نزدیک علاج پلید چیز کے ساتھ بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی اس کے قائل نہیں۔ وہ اس کو صرف انھی لوگوں کے ساتھ خاص قرار دیتے ہیں۔ یہ بحث پیچھے کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ ④ ''قتل کر دیا'' دراصل یہ لوگ ڈاکو تھے۔ ممکن ہے آئے ہی بری نیت سے ہوں یا اظہار اسلام دھوکا دہی کے لیے ہو۔ ہو سکتا ہے اسلام لاتے وقت نیت صحیح ہو مگر چونکہ وہ اصلاً ڈاکو تھے، اس لیے جب انھوں نے اتنے اونٹوں میں صرف دو چرواہے دیکھے تو ان کی نیت میں فتور آ گیا، چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانکتے ہوئے چلتے بنے۔ بعض تاریخی روایات میں ان اونٹوں کی تعداد پندرہ مذکور ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ ''انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا'' سنن نسائی کی اس روایت (۴۰۲۹) میں اسی طرح مفرد کے الفاظ ہیں جبکہ سنن نسائی ہی کی ایک دوسری روایت (۴۰۴۰) میں جمع کے الفاظ ہیں، یعنی انھوں نے ''چرواہوں کو قتل کر دیا'' نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات میں بھی مفرد اور جمع دونوں طرح کے الفاظ موجود ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ روایت چودہ مقامات پر بیان فرمائی ہے۔ تیرہ مقامات پر مفرد کے الفاظ مذکور ہیں جبکہ ایک جگہ جمع کے الفاظ لائے گئے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الحدود، [باب] كتاب المحاربين...... حديث: ۶۸۰۲) اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت امام مسلم رحمہ اللہ بھی مفرد اور جمع، دونوں طرح کے الفاظ لائے ہیں۔ جمع کے الفاظ کے لیے دیکھیے: (صحیح مسلم، القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين، حديث: ۱۶۷۱) اس واقعے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ چرواہے صرف دو تھے۔ اس کی صراحت صحیح ابو عوانہ میں ہے۔ ایک وہ جسے رسول اللہ ﷺ کا چرواہا کہا گیا ہے اور اسے ہی ان لوگوں نے قتل کیا تھا۔ اس کا نام یسار تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ خوبصورت انداز میں نماز ادا کرتے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اسے آزاد فرما دیا تھا۔ دوسرا چرواہا یہ سب کچھ دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا، اور مدینہ طیبہ پہنچ کر اس نے یہ اطلاع دی کہ ان لوگوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے اور اونٹنیاں ہانک لے گئے ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے ان کی تلاش میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک

جماعت روانہ فرمائی' انھوں نے ان بدقماش لوگوں کو راستے ہی میں جا لیا اور انھیں پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا' چنانچہ آپ نے چرواہے کے قصاص میں اس کے سب قاتلوں کے ساتھ جو کہ ڈاکو اور لٹیرے بھی تھے' وہی سلوک کیا جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ کیا تھا' یعنی آپ نے ان کے ہاتھ سختی کے ساتھ کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا کر انھیں دھوپ میں پھینک دیا گیا۔ اس طرح وہ تڑپ تڑپ کر پیاسے مر گئے۔ مقتول چرواہے کا نام یسار بن زید ابو بلال تھا' دوسرے' اطلاع دینے والے کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس حدیث کے بیان کرنے والے اکثر راویوں کا اتفاق ہے کہ مقتول صرف نبی ﷺ ہی کا چرواہا تھا' اس کے ساتھ دوسرا کوئی چرواہا قتل نہیں ہوا' جن اکا دکا راویوں نے جمع کے الفاظ بولے ہیں وہ مجازاً ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جمع کے کم از کم افراد (أقل الجمع) دو ہوتے ہیں' چرواہے بھی دو ہی تھے اور وہ لوگ بھی ان دونوں کو قتل کرنا چاہتے تھے' ایک جان بچا کر بھاگ نکلا تھا' اس لیے بعض رواۃ نے جمع کے الفاظ بیان کر دیے ہیں۔ راجح اور درست بات یہی ہے کہ صرف ایک چرواہا ہی قتل ہوا تھا۔ اس کی تائید اصحاب مغازی کی بیان کردہ ان تاریخی روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں انھوں نے صرف ایک چرواہے یسار کے قتل ہی کا ذکر کیا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۱/ ۴۴۱، ۴۴۲) ⑨ ''حتی کہ وہ مر گئے'' آپ نے ان کو یہ سخت سزا بلاوجہ نہیں دی بلکہ ان کے جرائم ایک سے زیادہ تھے۔ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ چرواہے کو قتل کیا۔ صرف قتل ہی پہ اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے' آنکھوں میں سلائیاں پھیریں' پھر اس بے گناہ کو بھوکا پیاسا دھوپ میں گرم پتھروں پر پھینک دیا' اور خون نچڑ نچڑ کر وہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ اونٹ اور دیگر سامان لوٹ کر لے گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جو ان کو سزا دی' وہ تو صرف چرواہے کے ساتھ سلوک کا بدلہ تھا۔ باقی جرائم کی سزائیں اس کے تحت ہی آ گئیں۔ جب مجرم جرم کرتے وقت ترس نہ کھائے تو قصاص لیتے وقت اس پر بھی ترس نہیں کھانا چاہیے' ورنہ جرائم نہ رک سکیں گے۔ مجرم کو اس کے جرم کے مماثل سزا دی جانی چاہیے۔ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کا مفاد بھی یہی ہے۔ جن فقہاء نے اس قسم کی سزا کو لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ جیسی ضعیف روایت کی وجہ سے منسوخ کہا ہے' درست نہیں' کیونکہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ﴾ کے مفہوم سے اس موقف کی تردید ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا آیت (آیت محاربہ) تو اس بارے میں صریح ہے اور باب والی حدیث اس کی واضح تائید کرتی ہے۔ واللہ أعلم. (یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔) ⑩ اگر قابو آنے سے پہلے مجرم سچی توبہ کر لے تو ان شاء اللہ معافی کی امید کی جا سکتی ہے' اگرچہ حقوق العباد ہی کیوں نہ ہوں۔ واللہ أعلم.

۴۰۳۰- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۴۰۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عُکل

۴۰۳۰- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۳۴۸۸. * الوليد هو ابن مسلم.

سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوهَا، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ، قَالَ: فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ، وَتَرَكَهُمْ حَتّٰى مَاتُوا، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ.

قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور مسلمان ہو گئے)۔ پھر انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں چلے جائیں۔ اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ انھوں نے ایسے کیا (تو صحت مند ہو گئے)۔ پھر انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ انھیں پکڑ کر لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں، پھر آپ نے ان کے زخموں (کو داغ لگا کر ان) کا خون بند نہیں کیا بلکہ ان کو (اسی طرح) چھوڑ دیا حتی کہ وہ مر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا الَّذِينَ......﴾ ”بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے...... الخ“

٤٠٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِّنْ عُكْلٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ: لَمْ يَحْسِمْهُمْ، وَقَالَ: قَتَلُوا الرَّاعِيَ.

۴۰۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلے کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس کے بعد راوی نے سابقہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی۔ آخر میں ہے: آپ نے ان کے زخموں کا خون بند نہ کیا۔ راوی نے یہ بھی کہا کہ انھوں نے چرواہے کو قتل کر دیا تھا۔

---

٤٠٣١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٨٩.

٤٠٣٢ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ - وَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ - بِذَوْدٍ أَوْ لِقَاحٍ يَشْرَبُونَ أَلْبَانَهَا وَأَبْوَالَهَا، فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۳۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مدینہ منورہ کی آب و ہوا انھیں راس نہ آئی تو آپ نے ان کو اپنے اونٹوں میں جانے کا حکم دیا کہ وہ ان کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ انھوں نے (صحت مند ہونے کے بعد) چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ آپ نے ان کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے' پھر آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھیں (گرم سلائیوں سے) بری طرح پھوڑ دیں۔

## (المعجم ٨) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ٧) - أ

## باب:۸-حمید کی' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ناقلین کے اختلاف کا ذکر

٤٠٣٣ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى ذَوْدٍ لَّهُ، فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَمَّا صَحُّوا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوا رَاعِيَ

۴۰۳۳-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور اسلام قبول کیا)' پھر انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو اپنے اونٹوں میں بھیج دیا۔ انھوں نے (چند دن تک) ان کا دودھ اور پیشاب پیا۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ اسلام سے مرتد ہو گئے' رسول اللہ ﷺ کے صاحب ایمان چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک کر چلتے

---

٤٠٣٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٣٠، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٠.

٤٠٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/١٠٧، وابن ماجه، ح: ٢٥٧٨، ٣٥٠٣ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩١. * قوله: "وصلبهم" ضعيف من أجل عبدالله بن عمر وغيره، وباقي الحديث صحيح.

رَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤْمِنًا، وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ وَصَلَبَهُمْ.

بنے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ وہ پکڑ کر لائے گئے۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر کر ان کو چھوڑ دیا اور انھیں سولی پر لٹکا دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① ترجمۃ الباب میں جس اختلاف کا ذکر ہے اس باب کے تحت مذکور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اختلاف دو قسم کا ہے: ایک اختلاف تو یہ ہے کہ حمید سے یہ روایت ان کے کئی شاگرد بیان کرتے ہیں مثلاً: عبداللہ بن عمر العمری اسماعیل بن ابوکثیر خالد بن حارث الھجیمی اور محمد بن ابو عدی۔ لیکن صَلَبَهُمْ ''آپ نے انھیں سولی پر لٹکا دیا'' کے الفاظ صرف عبداللہ بن عمر العمری بیان کرتا ہے حمید کے مذکورہ دوسرے شاگردوں میں سے کوئی بھی یہ الفاظ بیان نہیں کرتا اس لیے اس روایت میں مذکور الفاظ ''صَلَبَهُمْ'' کا اضافہ درست نہیں بلکہ یہ اضافہ منکر ہے کیونکہ عبداللہ العمری دوسرے ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہے جبکہ وہ خود ضعیف ہے۔ ② اس میں دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اس روایت میں أَبْوَالِهَا کے جو الفاظ ہیں وہ اگرچہ درست ہیں لیکن یہ الفاظ حمید کے دو شاگرد عبداللہ بن عمر العمری اور اسماعیل بن ابوکثیر بیان کرتے ہیں تو وہ حمید عن أنس کی سند سے بیان کرتے ہیں جبکہ حمید کے شاگرد خالد الھجیمی اور محمد بن ابو عدی أَبْوَالِهَا کے الفاظ حمید عن قتادۃ عن أنس کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ ترجیح بھی انھی کی روایت کو ہے کیونکہ یہ العمری اور اسماعیل سے اثبت ہیں۔ واللہ أعلم. ③ کسی مجرم کو سزا کے طور پر سولی پر لٹکانا اگرچہ جائز ہے تاکہ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو لیکن اس روایت میں مذکور سولی پر لٹکانے کے الفاظ کا اضافہ منکر ہے کیونکہ اس میں عبداللہ عمری نے جو کہ ضعیف راوی ہے ثقات کی مخالفت کی ہے۔

٤٠٣٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدِنَا فَسَكَنْتُمْ فِيهَا فَشَرِبْتُمْ مِّنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا». فَفَعَلُوا، فَلَمَّا صَحُّوا قَامُوا إِلَى رَاعِي رَسُولِ اللهِ ﷺ

۴۰۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم ہمارے اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو تمھاری صحت کے لیے بہتر ہوگا)۔'' انھوں نے اسی طرح کیا پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور دوبارہ کافر

٤٠٣٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٤٩٢. * إسماعيل هو ابن جعفر.

فَقَتَلُوهُ وَرَجَعُوا كُفَّارًا، وَاسْتَاقُوا ذَوْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَرْسَلَ فِي طَلَبِهِمْ، فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

بن گئے، اور نبی ﷺ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ انھیں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

٤٠٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدِنَا فَشَرِبْتُمْ مِّنْ أَلْبَانِهَا» قَالَ: وَقَالَ قَتَادَةُ: «وَأَبْوَالِهَا». فَخَرَجُوا إِلَى ذَوْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤْمِنًا، وَاسْتَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَانْطَلَقُوا مُحَارِبِينَ، فَأَرْسَلَ فِي طَلَبِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۳۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ انھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: ”اگر تم ہمارے (صحرا میں چرنے والے) اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو تمھاری صحت کے لیے بہتر ہو گا)۔“ وہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں میں جا کر رہنے لگے۔ جب وہ تندرست ہو گئے تو باوجود اسلام قبول کرنے کے کافر بن گئے، رسول اللہ ﷺ کے صاحب ایمان چرواہے کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے اونٹ ہانک کر چلتے بنے۔ گویا ان کی رسول اللہ ﷺ سے جنگ ہو گئی۔ آپ نے ان کی تلاش میں کچھ آدمی بھیجے۔ انھیں پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں۔

٤٠٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَسْلَمَ يَعْنِي:

۴۰۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوئے، پھر انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے

---

٤٠٣٥_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٦٣. * خالد هو ابن الحارث.

٤٠٣٦_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٤، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٧١ من حديث عبدالعزيز بن صهيب وحميد عن أنس به، وللحديث طرق كثيرة.

أُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدٍ لَّنَا فَشَرِبْتُمْ مِّنْ أَلْبَانِهَا» قَالَ حُمَيْدٌ: وَقَالَ قَتَادَةُ: عَنْ أَنَسٍ: «وَأَبْوَالِهَا». فَفَعَلُوا، فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُؤْمِنًا، وَاسْتَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهَرَبُوا مُحَارِبِينَ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَتَى بِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ، وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا.

انھیں فرمایا: ''اگر تم ہمارے اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو (تو یہ تمھاری صحت کے لیے بہتر ہوگا)۔'' انھوں نے اسی طرح کیا۔ چنانچہ جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ اسلام سے کفر کی طرف لوٹ گئے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے مسلمان چرواہے کو قتل کیا' رسول اللہ ﷺ کے اونٹ ہانک لیے اور علانیہ بغاوت کرتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے تو وہ لوگ پکڑے گئے' چنانچہ (انھیں پکڑ کر) آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے' ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور ان کو پتھریلے میدان میں چھوڑ دیا حتی کہ وہ (ایڑیاں رگڑتے پیاسے) مر گئے۔

**فائدہ:** مدینہ منورہ کے مشرق اور مغرب میں دو وسیع پتھریلے میدان ہیں' ان میں سے ہر ایک کو حرہ کہا جاتا ہے۔

٤٠٣٧ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ نَاسًا أَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَهْلُ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ، فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذَوْدٍ

۴۰۳۷- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ قبیلے میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم دودھ پر گزارا کرنے والے لوگ ہیں' ہم کاشت کار نہیں۔ (وجہ یہ تھی کہ) انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ہمارے اونٹوں اور چرواہے کے پاس رہو اور اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پیو۔ وہ حرہ کے ایک کنارے میں

٤٠٣٧- أخرجه البخاري، الزكاة، باب استعمال إبل الصدقة وألبانها لأبناء السبيل، ح: ١٥٠١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٥، ٣٤٩٦.

وَرَاعٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهَا فَيَشْرَبُوا مِنْ لَبَنِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَلَمَّا صَحُّوا وَكَانُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ، فَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، ثُمَّ تَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ عَلَى حَالِهِمْ حَتَّى مَاتُوا.

رہتے تھے پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو اسلام سے مرتد ہو کر کافر بن گئے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر چلتے بنے۔ آپ نے ان کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے۔ انھیں پکڑ لایا گیا' چنانچہ آپ نے ان کی آنکھیں (گرم سلائیوں سے) پھوڑ دیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے' پھر انھیں اسی حالت میں حرہ (گرم پتھریلے میدان) میں چھوڑ دیا حتی کہ وہ مر گئے۔

فائدہ: ''کنارے میں رہتے تھے'' مقصد یہ ہے کہ وہ مدینہ سے الگ تھلگ جگہ تھی۔ کافی اونٹ تھے۔ چرواہے ایک دو تھے۔ ان حالات نے ان کی ''ڈاکو یانہ فطرت'' کو جگا دیا اور وہ اسلام بھول گئے۔

٤٠٣٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى نَحْوَهُ.

۴۰۳۸- محمد بن مثنیٰ نے بھی عبدالاعلیٰ سے اسی (مذکورہ بالا روایت کی) طرح بیان کیا ہے۔

وضاحت: سنن نسائی کی مذکورہ بالا روایت (۴۰۳۷) کی سند سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عبدالاعلیٰ یزید بن زریع سے اور وہ شعبہ سے بیان کرتے ہیں' یعنی یزید کا استاد شعبہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استاد محمد بن مثنیٰ نے بھی عبد الأعلی عن شعبة بیان کیا ہے۔ یہ سند سنن نسائی (المجتبیٰ) میں اسی طرح ہے جبکہ سنن نسائی (الکبریٰ) میں ''شعبہ'' کے بجائے ''سعید'' ہے اور ''سعید (بن ابی عروبہ)'' ہی درست ہے جبکہ ''شعبہ'' تصحیف ہے۔ اس کی تائید صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود متفق علیہ روایت سے بھی ہوتی ہے کیونکہ ان میں ''شعبہ'' کے بجائے ''سعید'' ہی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' المغازي' باب قصة عكل و عرينة' حديث: ۴۱۹۲' و صحيح مسلم' القسامة والمحاربين' باب حكم المحاربين والمرتدين' حديث: ۱۶۷۱)

٤٠٣٩ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ:

۴۰۳۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ حرہ کے میدان میں اترے' پھر وہ

---

٤٠٣٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٣٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ماجاء في المحاربة، ح: ٤٣٦٧، والترمذي، ح: ٧٢ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٧.

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُرَيْنَةَ نَزَلُوا بِالْحَرَّةِ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكُونُوا فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمْ، فَجِيءَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، وَأَلْقَاهُمْ فِي الْحَرَّةِ. قَالَ أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدُمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتّٰى مَاتُوا.

نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انھوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ صدقے کے اونٹوں میں رہیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں' پھر انھوں نے چرواہے کو قتل کیا' اسلام سے مرتد ہو گئے اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے۔ ان کو پکڑ لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں سختی کے ساتھ کاٹ دیے' ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا اور انھیں گرم پتھریلے میدان میں چھوڑ دیا۔ (حضرت انس نے فرمایا:) اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ وہ پیاس کی بنا پر زمین پر دانت مار رہے تھے حتی کہ اسی طرح مر گئے۔

فائدہ: ''دانت مار رہے تھے'' شاید یہ الفاظ پڑھ کر کسی کی ''حقوق انسانی کی حس'' جوش مارے کہ یہ انسانیت کی توہین ہے' لیکن کیا یہ معلوم ہے کہ ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبیٔ رحمت ﷺ نے ان کے ساتھ یہ سلوک عین قرآنی حکم کے مطابق' قصاص کے طور پر کیا تھا۔ انھوں نے بے گناہ چرواہے کی بڑی بے دردی سے جان لی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بڑے ڈاکو' مرتد اور احسان فراموش بھی تھے' پھر کسی چیز کی کسر باقی رہ گئی تھی؟ لہٰذا یہ مثلہ تھا نہ ان پر ظلم و تشدد' بلکہ ان کے کیے کرتے کا بدلہ تھا۔ جو امن عامہ کے قیام کے لیے ضروری ہوتا ہے' نیز شر پسند عناصر' ظلم و تعدی اور قتل و بغاوت کی روک تھام کے لیے امر لابدی ہوتا ہے۔ آج کے نام نہاد انسانیت کے خیر خواہوں کو ایسے سفاک مجرموں پر ترس کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس قسم کے کردار کے حاملین قابل ترس ہوتے تو سب سے پہلے ان لوگوں پر نبیٔ رحمت ﷺ ترس کھاتے۔ جن فقہاء نے اس کو مثلہ قرار دے کر منسوخ کہا ہے انھیں رجم کی سزا کو ضرور مد نظر رکھنا چاہیے۔ کیا رجم مثلہ کی اس مزعوم تفسیر کے تحت نہیں آتا؟ حالانکہ وہاں تو مجرم نے کسی بے گناہ کے ساتھ ایسا سلوک بھی نہیں کیا ہوتا۔ یقیناً ان لوگوں کا جرم زنا کے جرم سے بدرجہا زیادہ تھا۔

(المعجم ٩) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - ب

باب: ۹- اس حدیث میں یحییٰ بن سعید پر طلحہ بن مصرف اور معاویہ بن صالح کے اختلاف کا ذکر

٤٠٤٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَدِمَ أَعْرَابٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمُوا، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ حَتَّى اصْفَرَّتْ أَلْوَانُهُمْ وَعَظُمَتْ بُطُونُهُمْ، فَبَعَثَ بِهِمْ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى لِقَاحٍ لَهُ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَحُّوا، فَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَعَثَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ. قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِأَنَسٍ وَهُوَ يُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ: بِكُفْرٍ أَوْ بِذَنْبٍ؟ قَالَ: بِكُفْرٍ.

۴۰۴۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ بدو نبئ اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا' پھر انھیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی حتی کہ ان کے رنگ زرد پڑ گئے اور پیٹ بڑھ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ان کو اپنے اونٹوں میں بھیج دیا اور انھیں ان کے دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا حتی کہ وہ تندرست ہو گئے۔ بعد ازاں انھوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ انھیں لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان فرما رہے تھے تو امیر المومنین عبدالملک نے ان سے پوچھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک ان کے کفر کی وجہ سے کیا یا ان کے گناہ کی وجہ سے؟ فرمایا: کفر کی وجہ سے۔

**فوائد و مسائل:** ① ترجمۃ الباب میں جس اختلاف کا ذکر ہے اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ طلحہ بن مصرف نے یہ روایت بیان کی تو عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ کہا' یعنی اسے متصل اور موصول بیان کیا' جبکہ معاویہ بن صالح (اور یحییٰ بن ایوب) نے بیان کی تو عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ کہا' یعنی مرسل بیان کی۔ واللہ أعلم۔ ② ''کفر کی وجہ سے'' مقصود یہ ہے کہ انھوں نے کفر کا ارتکاب بھی کیا تھا ورنہ ہاتھ پاؤں کاٹنا اور آنکھوں میں سلائیاں پھیرنا کفر کی وجہ سے نہ تھا بلکہ قصاصاً تھا کیونکہ ارتداد کی سزا تو سادہ قتل ہے۔ ③ ''عبدالملک'' بنوامیہ کا ایک عالم بادشاہ جس نے بنوامیہ کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو سنبھالا دیا اور مضبوط حکومت کی اور اس کے بعد اس کی اولاد نے ڈٹ کر حکومت کی مگر اس کے علم کو اس کی حکومت نے دبا لیا۔ اور یہ دونوں شاذ و نادر ہی اکٹھے چلتے ہیں۔

---

٤٠٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٨.

٤٠٤١ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمُوا، ثُمَّ مَرِضُوا، فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى لِقَاحٍ لِيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا، فَكَانُوا فِيهَا، ثُمَّ عَمَدُوا إِلَى الرَّاعِي غُلَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَتَلُوهُ وَاسْتَاقُوا اللِّقَاحَ، فَزَعَمُوا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! عَطِّشْ مَنْ عَطَّشَ آلَ مُحَمَّدٍ اللَّيْلَةَ». فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۴۱- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ کچھ عرب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا' پھر وہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اونٹوں میں بھیج دیا تاکہ وہ ان کے دودھ پئیں۔ وہ ان میں رہے' پھر انھوں نے منصوبہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کے غلام چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس شخص کو پیاسا مار جس نے آل محمد کو رات پیاسا رکھ کے مارا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ وہ پکڑے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھوں کو (گرم سلائیوں سے) پھوڑ دیا۔

وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ إِلَّا أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: اِسْتَاقُوا إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ.

بعض استاد دوسروں سے زیادہ بیان کرتے ہیں' معاویہ نے اس حدیث میں کہا کہ وہ اونٹوں کو مشرکین کے علاقے کی طرف ہانک کر لے گئے۔

٤٠٤٢ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَغَارَ قَوْمٌ عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ

۴۰۴۲- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیوں کو لوٹ لیا تھا۔ آپ نے ان کو گرفتار کیا' پھر سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا۔

---

٤٠٤١ـ [إسناده ضعيف لإرساله] وهو في الكبرى، ح: ٣٤٩٩، والحديث صحيح بشواهده دون قوله: «اللهم عطش . . . الليلة».

٤٠٤٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٠.

ﷺ، فَأَخَذَهُمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

فائدہ: یہ روایت مندرجہ بالا واقعہ ہی کا اختصار ہے ورنہ آپ نے یہ سزا صرف اونٹنیاں لوٹنے پر نہ دی تھی۔ ویسے بالجبر ڈاکا ڈالنے والوں کے ایک سے زیادہ ہاتھ پاؤں کاٹے جا سکتے ہیں جیسا کہ محاربہ والی آیت میں ہے۔

٤٠٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ: حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قَوْمًا أَغَارُوا عَلَى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

اَللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى.

۴۰۴۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹ لیں، چنانچہ انھیں (پکڑ کر) نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور ان کی آنکھوں کو (گرم سلائیوں سے) پھوڑ دیا۔

یہ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے یہ روایت دو استادوں محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار (بندار) سے سنی ہے۔ الفاظ میں کچھ فرق ہے، مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ یہ الفاظ استاد محمد بن مثنیٰ کے ہیں۔

٤٠٤٤- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ قَوْمًا أَغَارُوا عَلَى إِبِلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۴۴- حضرت ہشام کے والد (حضرت عروہ بن زبیر) سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے تھے۔ آپ نے سختی کے ساتھ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے۔ اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

---

٤٠٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من حارب وسعى في الأرض فسادًا، ح: ٢٥٧٩ عن محمد بن المثنى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠١.

٤٠٤٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٢.

٤٠٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: - يَعْنِي - وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ: أَغَارَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلٰى لِقَاحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاسْتَاقُوهَا، وَقَتَلُوا غُلَامًا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي آثَارِهِمْ فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ.

۴۰۴۵- حضرت عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عرینہ قبیلے کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں لوٹ لیں اور انھیں ہانک لے گئے۔ اور آپ کے ایک غلام (چرواہے) کو بھی قتل کر دیا۔ آپ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے' چنانچہ وہ (قاتل) پکڑ لیے گئے۔ آپ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور آنکھیں پھوڑ دیں۔

٤٠٤٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: وَنَزَلَتْ فِيهِمْ آيَةُ الْمُحَارَبَةِ.

۴۰۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بھی یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمائی ہے۔ اس میں یہ لفظ بھی ہیں کہ ان کے بارے میں محاربہ والی آیت اتری۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن یہ روایت شواہد کی بنا پر حسن بن جاتی ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی شواہد کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک روایت کا حوالہ دیا ہے اور اس پر سنداً حسن ہونے کا حکم لگایا ہے' نیز دیگر محققین نے بھی اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي للألباني' رقم: ۴۰۵۲' و ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۳۱/۳۵۳، ۳۵۴) ② محاربہ والی آیت

---

٤٠٤٥- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٣.

٤٠٤٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ماجاء في المحاربة، ح: ٤٣٦٩ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٤. * عبدالله بن عبيدالله لم يوثقه غير ابن حبان، ولأصل الحديث شواهد كثيرة، منها، ح: ٤٠٥١.

سے مراد وہی آیت ہے جو ان احادیث سے پہلے ذکر کی گئی ہے، یعنی: ﴿إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اس سزا کا ذکر ہے جو عرینہ کے لوگوں کو دی گئی۔

٤٠٤٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَطَعَ الَّذِينَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللهُ فِي ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ كُلَّهَا.

۴۰۴۷- حضرت ابوالزناد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ہاتھ کاٹے جنھوں نے آپ کی دودھ والی اونٹنیاں چرائی تھیں اور ان کی آنکھیں آگ (پر گرم کی ہوئی سلائیوں) کے ساتھ پھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر اظہار ناراضی فرمایا اور یہ پوری آیت اتری: ﴿إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر اظہار ناراضی کے لیے نازل نہیں ہوئی بلکہ صحیح وہی ہے جو دوسری روایات میں ذکر ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں اس لیے پھوڑ دیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا' قصاصاً ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

٤٠٤٨- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ أُولٰئِكَ، لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ.

۴۰۴۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھیں اس لیے پھوڑی تھیں کہ انھوں نے چرواہوں کی آنکھیں پھوڑی تھیں۔

فائدہ: "چرواہوں" ذکر کردہ بیس روایات میں سے ایک دو میں جمع کا لفظ آیا ہے۔ باقی تمام روایات میں

---

٤٠٤٧_ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٥، وفيه علتان: الإرسال، وتدليس محمد بن عجلان، انظر، ح: ١٢٧١.

٤٠٤٨_ أخرجه مسلم، القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١/ ١٤ عن الفضل بن سهل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٦.

ایک چرواہے کا ذکر ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اختلاف کے وقت راجح دلائل کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیس دفعہ ذکر فرمایا ہے تاکہ واقعے سے متعلق تمام تفصیلات کا علم ہو جائے اور کوئی بات اوجھل نہ رہے، نیز اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ بھی واضح ہو جائے۔ اگرچہ امام صاحب کا اصل مقصد سند کے اختلافات بیان کرنا ہوتا ہے جن کو جاننے کے لیے سند کا دقت سے جائزہ لینا پڑتا ہے۔ بعض راوی متصل بیان کرتے ہیں بعض منقطع وغیرہ۔ بعض ایک صحابی کا نام لیتے ہیں اور بعض دوسرے کا۔ حقیقت حال کا جائزہ لیتے ہوئے ترجیح و تقدیم کا فیصلہ ہوتا ہے۔

٤٠٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا، وَأَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ، وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ، فَأُخِذَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ.

۴۰۴۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی آدمی نے انصار کی ایک لڑکی کو اس کے زیورات لوٹنے کے لیے قتل کر دیا۔ اور اس کا سر پتھر سے کچل کر اسے ایک پرانے کنویں میں پھینک دیا۔ اس یہودی کو پکڑ کر لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے پتھر سے کچلا جائے حتی کہ وہ مر جائے۔

**فوائد و مسائل:** ① ترجمۃ الباب جس آیت کریمہ پر مشتمل ہے اس آیت میں ان لوگوں کے متعلق شریعت مطہرہ کا حکم بیان کیا گیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کرتے ہیں، زمین میں شر و فساد پھیلاتے اور بغاوت کا ارتکاب کرتے ہیں، ڈاکے ڈالتے اور لوٹ مار کرتے ہیں۔ حدیث میں جس یہودی کی سزا کا ذکر ہے اس نے بھی فساد فی الارض کے جرم کا ارتکاب کیا۔ ایک معصوم جان کو ناحق قتل کر کے اس کا مال لوٹا وغیرہ، لہٰذا حدیث کی باب سے مناسبت بہت واضح اور صریح ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کو مجرم لوگوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا حق ہے، نیز یہ بھی کہ وہ نرمی اور میٹھے پن سے مجرموں سے حقیقت حال اور ان کے بھید معلوم کرے جیسا کہ نبی ﷺ نے پہلے اس لڑکی سے مجرم کے بارے میں معلوم کیا، پھر اسے پکڑوایا اور اس سے حقیقت واقعہ معلوم کی۔ ③ جب کوئی مجرم - بلا اکراہ - اپنے جرم کا اقرار کرے تو اس پر حد

---

٤٠٤٩- أخرجه مسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره ... الخ، ح: ١٦٧٢/١٦ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٠٧.

لگانا حاکم پر واجب ہو جاتا ہے۔ ④ ایسا اشارہ جس کی مطلوب پر دلالت واضح ہو وہ قابل حجت ہے۔ ⑤ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے جمہور کا یہی مذہب ہے۔ ⑥ یہ روایت اس بات کی بھی تائید کرتی ہے کہ قاتل جس طریقے اور جس آلے سے مقتول کو قتل کرے قاتل کو اسی طریقے سے قتل کیا جائے گا خصوصاً جبکہ وہ سفاکانہ طریقے سے قتل کرے۔ لفظ قصاص کا تقاضا بھی یہی ہے۔ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے ان کی بات درست نہیں کیونکہ اس مفہوم کی کوئی بھی روایت صحیح نہیں جیسا کہ اس کی بابت حدیث:۴۰۲۹ کے فوائد میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

٤٠٥٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ جَارِيَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا، ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ.

۴۰۵۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے انصار کی ایک لڑکی کو اس کے زیورات کی خاطر قتل کر دیا' پھر اسے پرانے کنویں میں پھینک دیا۔ (دراصل) اس نے اس کا سر پتھر سے کچل دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اسے پتھر کے ساتھ کچلا جائے حتی کہ وہ مر جائے۔

فائدہ: اصل واقعہ یوں ہے کہ اس یہودی نے بچی کا سر کچل کر اس کے زیورات اتار لیے اور اسے ایک کنویں میں پھینک دیا اور سمجھا کہ وہ مر چکی ہے لیکن اس میں ابھی کچھ جان باقی تھی۔ بچی کو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے چند مشکوک افراد کے نام لے کر بچی سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کسی نے اسے قتل کیا ہے؟ بچی ہر نام پر نفی میں سر ہلاتی رہی (کیونکہ وہ بول نہ سکتی تھی) حتی کہ جب اس یہودی کا نام لیا گیا تو بچی نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس یہودی کو پکڑ کر تفتیش کی گئی تو وہ مان گیا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ اتنے میں بچی فوت ہوگئی تو آپ نے حکم دیا کہ اس کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرے پتھر سے کچلا جائے۔ یہاں تک کہ مر جائے۔ اس حدیث میں اسے رجم کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ رجم بھی پتھروں سے ہوتا ہے۔

٤٠٥١- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۴۰۵۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آیت مبارکہ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَ

---

٤٠٥٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٨.

٤٠٥١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب ماجاء في المحاربة، ح: ٤٣٧٢ من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٠٩.

عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْمُشْرِكِينَ، فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَبِيلٌ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ، فَمَنْ قَتَلَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ وَحَارَبَ اللهَ وَرَسُولَهُ ثُمَّ لَحِقَ بِالْكُفَّارِ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ، لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ الَّذِي أَصَابَ.

رَسُوْلَهٗ ......الخ﴾ مشرکین کے بارے میں اتری ہے۔ ان میں سے اگر کوئی شخص پکڑے جانے سے پہلے پہلے توبہ کر لے تو اس پر سزا نافذ کرنے کی اجازت نہیں‘ لیکن یہ آیت مسلمان شخص کے لیے نہیں ہے‘ لہٰذا اگر کوئی مسلمان کسی کو قتل کر دے یا زمین میں فساد کرے (ڈاکا ڈالے یا بغاوت کرے) یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ سے جنگ کرے (مرتد ہو جائے) پھر وہ کافروں سے جا ملے اور اسے پکڑا نہ جا سکے تو یہ چیز اس پر متعلقہ حد قائم کرنے سے مانع نہ ہوگی۔

فائدہ: آیت محاربہ کے آخر میں یہ لفظ ہیں: ”مگر جو لوگ پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لیں تو تم جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔“ اس سے کوئی شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ مندرجہ بالا جرائم کرنے کے بعد گرفت میں آنے سے پہلے وہ توبہ کر لے تو اسے معافی مل جائے گی‘ حالانکہ یہ بات مطلقاً صحیح نہیں کیونکہ ڈاکا زنی‘ آبرو ریزی اور قتل جیسے گناہ توبہ سے معاف نہیں ہو سکتے۔ صرف ارتداد سے توبہ ہو سکتی ہے‘ اس لیے حضرت ابن عباس ؓ نے وضاحت فرمائی کہ اس قسم کی معافی اس کافر کے لیے ہے جو ان جرائم کے بعد اسلام قبول کر لے کیونکہ اسلام پہلے جرائم کو ختم کر دیتا ہے‘ مگر اسلام کی حالت میں کوئی شخص ان جرائم کا ارتکاب کرے تو اسے توبہ کے نام پر معافی نہیں مل سکتی۔ صرف مرتد اگر نادم ہو کر توبہ کرے اور دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اسے ارتداد کی سزا معاف کر دی جائے گی کیونکہ یہ حقوق اللہ سے تعلق رکھتی ہے جبکہ دیگر جرائم تو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ وہ توبہ سے معاف نہ ہو سکیں گے۔

## (المعجم ١٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُثْلَةِ (التحفة ٨)

## باب: ۱۰- مثلہ کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٠٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

۴۰۵۲- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٤٠٥٢- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٠، وأخرجه البخاري، المغازي، باب قصة عكل وعرينة، ح: ٤١٩٢ من حديث قتادة به مرسلاً بلاغًا. وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٢٦٦٧، وأحمد: ٥/ ١٢، ٢٠، وغيرهما.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحُثُّ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ.

ﷺ اپنے خطبے میں صدقہ کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مثلہ سے مراد مقتول کے اعضاء (کان، ناک، شرم گاہ وغیرہ) کاٹنا ہے تاکہ لاش کی تذلیل کی جائے۔ جنگوں میں اس کا عام رواج تھا۔ کفار اس کو فخر سے کرتے تھے۔ اسلام ایک سنجیدہ دین ہے، اس لیے آپ نے جنگوں میں بھی اور دشمنوں کے ساتھ بھی مثلہ سے روک دیا، البتہ اگر کسی قاتل نے اپنے مقتول کے ساتھ قتل سے پہلے یا بعد میں ایسا سلوک کیا ہو تو اس کے ساتھ بھی وہی سلوک اسی طرح کیا جائے گا تاکہ قصاص کا حق ادا ہو اور اس فعل کی حوصلہ شکنی ہو۔ ② بعض لوگوں نے مثلہ کرنے کی ممانعت والی حدیث کی وجہ سے حدیث عرنیین کو منسوخ کہا ہے۔ امام نسائی ؒ کی تبویب سے ظاہراً یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے سابقہ ترجمۃ الباب کے بعد النهي عن المثلة کا باب باندھا ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے گویا کہ انھی لوگوں کی رائے کو ترجیح دی گئی ہے لیکن یہ بات درست نہیں جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے، بلکہ راجح بات یہ ہے کہ حدیث عرنیین منسوخ نہیں کیونکہ عرنیین کا مثلہ رسول اللہ ﷺ نے ہرگز ہرگز نہیں کیا تھا، ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا گیا وہ بطور قصاص ہی تھا۔ چونکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا، اس لیے قصاصاً ان کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا۔ حضرت انس ؓ سے مروی، سنن نسائی کی حدیث: ۴۰۴۸ اور حضرت انس ؓ سے مروی صحیح مسلم کی حدیث: ۱۶۷۱ میں یہ صراحت موجود ہے کہ [إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ أَعْيُنَ أُولٰئِكَ، لِأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ] "نبی ﷺ نے ان لوگوں کی آنکھیں محض اس لیے پھوڑیں کہ انھوں نے چرواہوں کی آنکھیں پھوڑی تھیں۔" یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام نسائی ؒ نے قبیلۂ عکل اور عرینہ کے لوگوں اور یہودی کی سزا والی احادیث کے بعد یہ روایت یہ اشارہ کرنے کے لیے ہی ذکر کی ہو کہ مندرجہ بالا احادیث اس حدیث کے خلاف نہیں ورنہ صحابہ ضرور تنبیہ فرماتے خصوصاً جبکہ ان تینوں قسم کی احادیث، یعنی حدیث عرنیین، انصاری لڑکی کے قصاص میں یہودی کو قتل کرنے اور مثلہ کرنے کی ممانعت والی حدیث کے راوی حضرت انس ؓ ہیں۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۴۰۳۹)

## (المعجم ۱۱) - اَلصُّلْبُ (التحفة ۹)

## باب: ۱۱- سولی پر لٹکانے کا بیان

٤٠٥٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۴۰۵۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

٤٠٥٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، ح: ٤٣٥٣ من حديث إبراهيم بن ◄◄

الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: زَانٍ مُحْصَنٌ يُرْجَمُ، أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا فَيُقْتَلُ، أَوْ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ يُحَارِبُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ فَيُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین جرائم میں سے کسی ایک جرم کی بنا پر: شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا۔ یا جو شخص کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دے اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ یا جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول سے جنگ کرے اسے بھی قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا یا اسے جلاوطن کیا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے۔ ② معلوم ہوا ڈاکو، باغی اور مرتد کے سلسلے میں حاکم کو مندرجہ بالا سزاؤں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے، یعنی وہ جرم کی مناسبت سے سزا کم و بیش کر سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٢) - اَلْعَبْدُ يَأْبِقُ إِلٰى أَرْضِ الشِّرْكِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ جَرِيرٍ فِي ذٰلِكَ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ (التحفة ١٠)

## باب: ١٢- (مسلمانوں کا) غلام مشرکوں کے علاقے میں بھاگ جائے تو؟ نیز شعبی سے مروی، جریر کی حدیث میں ناقلینِ حدیث کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: ترجمۃ الباب میں مذکور اختلاف دو طرح کا ہے۔ رواۃ حدیث کے مابین واقع ہونے والے ایک اختلاف کا تعلق تو الفاظ حدیث، یعنی متن سے ہے۔ اس باب کے تحت مذکور احادیث کے متن پر غور کرنے سے ہی الفاظ کا اختلاف واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے، جبکہ دوسرے اختلاف کا تعلق سند سے ہے۔ اور وہ اس طرح کہ بعض راوی اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے ہیں اور بعض موقوف۔ لیکن اس حدیث کا مرفوع ہونا ہی راجح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں اس کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الإیمان، باب تسمیۃ العبد الآبق کافراً، حدیث: ٦٨، ٦٩، ٧٠)

---

◀◀ طهمان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١١، وسيأتي، ح: ٤٧٤٧.

٤٠٥٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَوَالِيهِ».

۴۰۵۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب غلام بلا اجازت بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی حتیٰ کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس لوٹ آئے۔"

**فوائد ومسائل:** ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ اگر کوئی غلام بھاگ کر مشرکوں اور کافروں کے علاقے میں چلا جائے اور انھی سے مل جائے تو وہ محارب کے حکم میں ہوگا' چنانچہ اس کا حکم یہ ہے کہ جب وہ گرفت میں آ جائے تو اسے قتل کر دیا جائے جس طرح کہ حضرت جریر نے کیا تھا۔ باب مذکور کی دوسری حدیث میں اس واقعے کی صراحت موجود ہے۔ ② نماز قبول نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسے نماز کا ثواب نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل نہ ہوگی اگرچہ ویسے نماز کفایت کر جائے گی' یعنی اس کے ذمے سے نماز کا فریضہ ساقط ہو جائے گا اور اسے اس کی قضا نہیں دینی پڑے گی۔ کہا جاتا ہے: [القبول أخص من الإجزاء] "کسی عمل کی قبولیت اس کے محض کفایت کرنے سے خاص ہے۔" چونکہ کسی بھی نیک صالح عمل کی قبولیت اجر وثواب' اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضامندی کے حصول کا سبب ہوتی ہے جبکہ اجزا (کفایت) کا مطلب صرف یہ ہے کہ جو ذمہ داری فرض تھی اور جس چیز کا انسان مکلف تھا وہ فرض اس سے ساقط ہو گیا ہے اور بس۔ مزید کوئی اجر وثواب یا اللہ تعالیٰ کا قرب ورضا اس سے حاصل نہیں ہوتا۔ جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر اسے چھوڑ کر کافروں اور مشرکوں کے علاقے میں چلا جائے تو اس طرح وہ اپنے مالک کا نقصان کرتا ہے' چنانچہ سزا کے طور پر اس کی نماز' باوجود ادا کرنے کے' بارگاہِ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ البتہ اس کے ذمے جو فرض تھا وہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ نماز کی ذاتی شرائط اس میں موجود ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس غلام کا مقصد صرف ادھر سے بھاگنا ہو' ان کافروں سے مل جانا مقصد نہ ہو۔ اگر اس غلام کا مقصد محض ادھر سے بھاگ کر ادھر جانا نہیں بلکہ ان کے دین کو ترجیح دینا اور پسند کرنا ہو تو پھر یہ غلام مرتد اور کافر ہو جائے گا۔ اب اگر بالفرض نماز پڑھے بھی سہی تو نہ وہ نماز صحیح ہوگی اور نہ قبول ہی ہوگی۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کے کر لینے سے' ادائیگی کے باوجود' فرائض قبول نہیں ہوتے۔ ④ کفر وشرک پر راضی اور خوش ہونا بھی کفر ہے۔

---

٤٠٥٤ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب تسمية العبد الآبق كافرًا، ح:٦٨ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥١٢.

٤٠٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: كَانَ جَرِيرٌ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ، وَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا». وَأَبَقَ غُلَامٌ لِجَرِيرٍ فَأَخَذَهُ فَضَرَبَ عُنُقَهُ.

۴۰۵۵-حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا:) ''جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر وہ مر جائے تو کفر کی حالت میں مرے گا۔'' حضرت جریر کا ایک غلام بھاگ گیا تھا۔ وہ ان کی گرفت میں آیا تو انھوں نے اس کی گردن اتار دی۔

فائدہ: یہاں ایک خاص صورت کا ذکر ہے کہ جب غلام بھاگ کر کفار کے پاس چلا جائے جیسا کہ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے۔ اس صورت میں وہ یا تو مرتد ہوگا یا کم از کم باغی۔ پہلی صورت میں وہ وجوباً اور دوسری صورت میں جوازاً قتل کیا جائے گا۔ کافروں سے جاملنا بھی کافر بننے کے لیے ہی ہے۔ تبھی فرمایا کہ اگر وہ اس حال میں مر گیا تو کافر مرے گا۔ چاہے وہ علانیہ مرتد نہ ہی ہوا ہو۔ آئندہ احادیث کا مقصود یہی ہے۔

٤٠٥٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلٰى أَرْضِ الشِّرْكِ فَلَا ذِمَّةَ لَهُ».

۴۰۵۶-حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی غلام بھاگ کر مشرکین (اور کفار) کے علاقے میں چلا جائے تو اس کے لیے مسلمانوں کی امان اور پناہ نہیں رہتی (یعنی اسے قتل کیا جا سکتا ہے)۔

## (المعجم ١٣) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى أَبِي إِسْحَاقَ (التحفة ١٠) - أ

## باب:۱۳-ابواسحٰق (کی روایت) پر (راویوں کے) اختلاف کا بیان

٤٠٥٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي

۴۰۵۷-حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ کر مشرکین

٤٠٥٥- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٣٥١٣، وانظر الحديث السابق. * مغيرة بن مقسم عنعن، وللحديث شواهد.

٤٠٥٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥١٤.

٤٠٥٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، ح:٤٣٦٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥١٥، وللحديث شواهد.

إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

کے علاقے میں چلا جائے تو اس کا خون بہانا جائز ہو جاتا ہے۔"

٤٠٥٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

۴۰۵۸- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی غلام بھاگ کر کفار کے علاقے میں چلا جائے تو اس کا خون بہانا حلال ہو جاتا ہے۔"

٤٠٥٩- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

۴۰۵۹- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو غلام بھاگ کر کافروں کے علاقے میں چلا جائے۔ اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

٤٠٦٠- أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ إِلَى أَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ».

۴۰۶۰- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو غلام بھاگ کر مشرکوں کے علاقے میں چلا جائے، اس کا خون بہانا جائز ہو جاتا ہے۔

٤٠٦١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ

۴۰۶۱- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو غلام اپنے مالکوں سے بھاگ کر دشمنان اسلام سے جا ملے، اس نے اپنا خون (مسلمانوں کے لیے) حلال کر دیا۔

---

٤٠٥٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٦.

٤٠٥٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٧.

٤٠٦٠_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٨.

٤٠٦١_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٥١٩. * عامر هو الشعبي.

مَوَالِيهِ وَلَحِقَ بِالْعَدُوِّ، فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِهِ».

## (المعجم ١٤) - اَلْحُكْمُ فِي الْمُرْتَدِّ (التحفة ١١)

## باب: ۱۴- مرتد کا حکم

٤٠٦٢- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانِهِ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ، أَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ، أَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ».

۴۰۶۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کسی مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں مگر تین جرائم میں سے کسی ایک کی بنا پر: جو شخص شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے اس پر رجم کی سزا ہے۔ جو شخص کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔“

**فوائد ومسائل:** ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مطابقت بالکل واضح ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان بلوائیوں سے فرمائی تھی جنھوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا اور بالآخر ان لوگوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ ③ مرتد اپنے ارتداد پر قائم رہے تو اتفاق ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے خلاف جنگ لڑی اور انھیں بلا دریغ قتل کیا۔ کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا صحابہ کا اس سزا پر اجماع ہے۔ البتہ مرتد اسے کہا جائے گا جو صراحتاً جان بوجھ کر کفریہ اعمال کا ارتکاب کرے یا اسلام چھوڑنے کا اعلان کر دے یا کافروں سے مل جائے یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دے وغیرہ۔ اسلامی مذاہب کے باہمی فقہی اختلافات کی بنا پر کسی کو مرتد نہیں کہا جائے گا جب تک وہ اصول دین پر قائم ہے۔

٤٠٦٣- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ قَالَ:

۴۰۶۳- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی

---

٤٠٦٢- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٦٣ عن إسحاق بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢٠، وللحديث شواهد.

٤٠٦٣- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢١، ومصنف عبدالرزاق: ١٠/ ١٦٧، ح: ١٨٧٠٢، وللحديث شواهد كثيرة. * أبوالنضر هو سالم، وتلميذه: عبدالملك بن عبدالعزيز بن جريج.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِثَلَاثٍ: أَنْ يَزْنِيَ بَعْدَ مَا أُحْصِنَ، أَوْ يَقْتُلَ إِنْسَانًا فَيُقْتَلُ، أَوْ يَكْفُرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ فَيُقْتَلُ».

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تین جرائم کے بغیر کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں: وہ شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے یا کسی انسان کو قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ یا مسلمان ہونے کے بعد کافر بن جائے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔“

٤٠٦٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنا دین بدلے (اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار کر لے) اسے قتل کر دو۔“

فوائد ومسائل: ① دین سے مراد دین حق، یعنی اسلام ہے۔ یہ سزا صرف اس شخص کے لیے ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ کافر ہو جائے۔ مرتد بھی صرف اسی شخص کو کہا جائے گا کیونکہ آپ کا خطاب مسلمانوں سے متعلق ہے۔ ② دین اسلام سے منحرف ہو کر دوسرا دین اختیار کر لینے پر قتل کیے جانے کا حکم مرد وعورت سب کو شامل ہے۔ احناف مرتد عورت کے قتل کے قائل نہیں الا یہ کہ وہ اس درجے کی ہو کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکے۔ گویا ان کے نزدیک قتل ارتداد کی سزا نہیں بلکہ محاربہ کی سزا ہے، حالانکہ حدیث میں دین تبدیل کرنے کی سزا بیان کی گئی ہے نہ کہ محاربہ کی۔

٤٠٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ

۴۰۶۵- حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت علی ؓ نے انھیں آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اگر میں سزا دیتا تو میں انھیں آگ میں نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ

---

٤٠٦٤- أخرجه البخاري، الجهاد، باب: لا يعذب بعذاب الله، ح: ٣٠١٧ من حديث أيوب السختياني به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢٢.

٤٠٦٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢٣. ● أبوهشام هو المخزومي، ومحمد بن عبدالله هو المخرمي.

فَحَرَّقَهُمْ عَلِيٌّ بِالنَّارِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ أَحَدًا» وَلَوْ كُنْتُ أَنَا لَقَتَلْتُهُمْ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

نے فرمایا ہے: ''تم کسی کو اللہ والا عذاب نہ دو۔'' اگر میں انھیں سزا دیتا تو انھیں صرف قتل ہی کر دیتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

**فائدہ:** اللہ والے عذاب سے مراد آگ میں جلانا ہے۔ یہ عذاب صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کسی حیوان کو بھی آگ میں جلایا نہیں جا سکتا۔

٤٠٦٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۶- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

٤٠٦٧- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۷- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

---

٤٠٦٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٤. * إسماعيل هو ابن علية، ومحمد بن بكر ثقة، وثقه الجمهور، وحديثه حسن لذاته، وتابعه أبوقرة موسى بن طارق عن ابن جريج، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦/ ٣٢٣، ح: ٤٤٥٩.

٤٠٦٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٥، وانظر، ح: ٤٠٦٥.

٤٠٦٨ - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۸- حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (مسلمان ہونے کے بعد) اپنا دین بدل لے اُسے قتل کر دو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبَّادٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث عباد کی حدیث سے زیادہ درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ سعيد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس والی محمد بن بشر کی روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن یہ عباد بن عوام کی سعيد عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس کی موصول روایت کے مقابلے میں زیادہ صحیح اور درست ہے' اس لیے کہ محمد بن بشر خود عباد بن عوام سے احفظ (زیادہ حافظ) ہے۔ عباد بن عوام بھی اگرچہ ثقہ راوی ہے لیکن اس کی سعید بن ابی عروبہ سے مروی روایت میں اضطراب ہوتا ہے۔ عباد کی مذکورہ روایت موصولاً بھی صحیح ہے جیسا کہ دوسری صحیح اسانید سے موصولاً یہ روایت مروی ہے' تاہم امام احمد رحمہ اللہ کا قول یہی ہے کہ عباد' سعید بن ابی عروبہ سے مضطرب الحدیث ہے۔ والله أعلم.

٤٠٦٩ - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

۴۰۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔“

٤٠٧٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَلِيًّا أُتِيَ بِنَاسٍ مِّنَ الزُّطِّ يَعْبُدُونَ وَثَنًا فَأَحْرَقَهُمْ.

۴۰۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ سوڈانی (یا ہندوستانی) لوگ لائے گئے جنھوں نے (اسلام لانے کے بعد) ایک بت کی پوجا شروع کر دی تھی۔ آپ نے انھیں آگ میں جلا دیا۔

---

٤٠٦٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٦.

٤٠٦٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢٢ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٧. ● هشام هو ابن أبي عبدالله الدستوائي.

٤٠٧٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد عن عبدالصمد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٢٨.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ».

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ''جو مسلمان اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔''

٤٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ. فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ إِلَيْكُمْ ﷺ، فَأَلْقَى لَهُ أَبُو مُوسَى وِسَادَةً: لِيَجْلِسَ عَلَيْهَا، فَأُتِيَ بِرَجُلٍ، كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ كَفَرَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ.

۴۰۷۱- حضرت ابو بردہ اپنے والد محترم (حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا۔ پھر اس کے بعد حضرت معاذ بن جبل ؓ کو بھیجا۔ جب وہ آئے تو کہنے لگے: اے لوگو! میں تمھاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ نے ان کے لیے تکیہ یا گدا رکھا تا کہ وہ اس پر بیٹھیں۔ اتنے میں ایک آدمی لایا گیا جو پہلے یہودی تھا' پھر مسلمان ہو گیا' پھر کافر بن گیا۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا: میں نہیں بیٹھوں گا حتی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔ تین مرتبہ فرمایا' پھر جب اسے قتل کر دیا گیا تو آپ بیٹھے۔

**فوائد و مسائل:** ① حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے کہ مرتد اگر اپنے ارتداد سے توبہ نہ کرے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنا تعارف کرا سکتا ہے' چاہے وہ صاحب مرتبہ ہو یا کوئی عام آدمی ہو جیسا کہ حضرت معاذ ؓ نے اہل یمن کو اپنا تعارف کرایا۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علماء' امراء اور مسلمان بھائی ایک دوسرے کی زیارت کے لیے جا سکتے ہیں۔ ④ اکرام ضیف' یعنی مہمان کی عزت افزائی کرنے پر بھی یہ حدیث دلالت کرتی ہے' جس طرح کہ حضرت ابو موسیٰ ؓ نے معزز مہمان حضرت معاذ ؓ کے لیے تکیہ یا گدا وغیرہ بچھایا تھا۔ ⑤ حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی منکر اور غیر شرعی کام کے انکار میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ⑥ جس شخص پر اس کے کسی جرم کی وجہ سے حد واجب ہو چکی ہو اس پر حد قائم کرنا ضروری ہے۔ ⑦ یہ حدیث دلیل ہے کہ شرعی حد کی تنفیذ' حاکم وقت کی

---

٤٠٧١_ أخرجه البخاري، ح: ٦٩٢٣، ٧١٥٧، ومسلم، ح: ١٧٣٣/ ١٥ قبل، ح: ١٨٢٥ من حديث قرة بن خالد به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٢٩.

شرعی ذمہ داری ہے' اس میں سستی' غفلت اور اپنی صوابدید پر معافی دینا درست نہیں۔ و اللہ أعلم.

٤٠٧٢- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ، إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: «اُقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ» عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ وَمِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَأَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هٰهُنَا، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللهِ! لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اَللّٰهُمَّ! إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ

۴۰۷۲- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد محترم (حضرت سعد ؓ) سے بیان فرماتے ہیں: جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا' رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''اگرتم ان کو کعبہ شریف کے پردوں سے لٹکا ہوا پاؤ' تب بھی قتل کر دو۔'' (وہ چار مرد یہ تھے:) عکرمہ بن ابی جہل' عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں سے لٹکا ہوا پایا گیا۔ حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر ؓ اس کی طرف لپکے۔ سعید عمار سے پہلے پہنچ گئے کیونکہ وہ عمار کی نسبت جوان تھے۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔ عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ بہت تیز ہوا چل پڑی۔ (کشتی طوفان میں پھنس گئی۔) کشتی والے کہنے لگے: اب خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو کیونکہ تمھارے معبود (بت وغیرہ) یہاں (طوفان میں) تمھیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اگر سمندر میں خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے علاوہ نجات نہیں تو خشکی میں بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اس مصیبت سے' جس

٤٠٧٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب قتل الأسير ولا يعرض عليه الإسلام، ح: ٢٦٨٣، ٤٣٥٩ من حديث أحمد بن مفضل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٠. ﴿ أسباط هو ابن نصر.

آتِيَ مُحَمَّدًا ﷺ حَتّٰى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ اللهِ [بْنُ سَعْدِ] بْنِ أَبِي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ اَلنَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتّٰى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَايِعْ عَبْدَ اللهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَأْبٰى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ؟» فَقَالُوا: وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللهِ! مَا فِي نَفْسِكَ؟ هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ».

میں میں پھنس چکا ہوں' بچا لے تو میں ضرور حضرت محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں انھیں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور احسان کرنے والا پاؤں گا۔ پھر وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ باقی رہا عبداللہ بن ابی سرح! تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو حضرت عثمان اسے لے کر آئے حتی کہ اسے بالکل آپ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیں۔ آپ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ تین بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہی گزارش کی۔ آپ ہر دفعہ (عملاً) انکار فرما رہے تھے۔ آخر تیسری بار کے بعد آپ نے بیعت لے لی' پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں کوئی سمجھ دار شخص نہیں تھا کہ جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ روک رکھا ہے تو کوئی شخص اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔'' انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ آنکھ سے ہلکا سا اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ''نبی کے لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بیت اللہ میں حدود قائم کی جا سکتی ہیں لیکن یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد میں حدود قائم کرنے سے روکا ہے۔ (سنن أبي داود' حدیث:۴۴۹۰) جب عام مساجد میں حدود قائم کرنا منع ہے تو بیت اللہ میں بالاولیٰ منع ہوگا' تاہم اگر کوئی مجرم وہاں چھپتا ہے تو اس کو وہاں سے نکال کر اس پر حد قائم کی جا سکتی ہے۔ جہاں تک ابن خطل کے قتل کا تعلق ہے تو اس کا جواز اسی وقت سے مقید ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بیت اللہ کو محدود وقت کے لیے میرے

لیے حلال کیا گیا تھا' البتہ حدود حرم کے اندر شرعی حد قائم کی جاسکتی ہے۔ ② توحید خالص' اللہ کی بارگاہ میں التجا اور عجز و نیاز کی وجہ سے دنیوی مصیبتیں بھی ٹل جاتی ہیں اور انسان مشکلات سے صحیح سلامت بچ نکلتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ خلق عظیم کے مالک تھے۔ ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم ٦٨:٤) مکارم اخلاق میں آپ درجۂ کمال پر فائز تھے۔ معاف کرنا' درگزر سے کام لینا' نیز اپنی باکمال شفقت و رحمت سے شادکام کرنا' آپ کے ایسے عالی شان اور عمدہ فضائل و خصائل ہیں کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی ان کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ ابوجہل ملعون کے بیٹے' جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا اقرار اس کی واضح دلیل ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے' اسے وہ بھلائی اور خیر مل کر ہی رہتی ہے۔ اللہ عزوجل کے ارادے کے مقابلے میں کسی کا ارادہ' خواہش اور چاہت پوری ہوتی ہے نہ رکاوٹ ہی بن سکتی ہے۔ ⑤ قرائن قویہ پائے جانے کی وجہ سے کسی بھی عمل کی گنجائش نکلتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا بیعت نہ لینا ایک قوی قرینہ تھا کہ اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی اس قرینے کو سمجھتے ہوئے عبداللہ بن سعد کو قتل کر دیتا تو جائز تھا۔ ⑥ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کمال درجے کے مؤدب رسول تھے کہ آپ کا صریح حکم نہ ملنے کی وجہ سے انھوں نے ایک بہت بڑے مجرم کو بھی قتل نہیں کیا۔ ⑦ انبیاء و رسل علیہم السلام انتہائی ارفع و اعلیٰ شان کے مالک ہوتے ہیں بخلاف ملوک و سلاطین' امراء و وزراء اور عوام الناس کے' کہ وہ خفیہ ذریعے' اشارے اور طریقے سے لوگوں کے ساتھ قطعاً کوئی معاملہ نہیں کرتے۔ ⑧ آنکھ وغیرہ سے مخفی اشارہ کرنے کو خیانت قرار دیا گیا ہے' لہٰذا کسی بھی دین دار اور اچھے انسان کے لیے یہ روا نہیں کیونکہ یہ بہت بڑا عیب ہے۔ ⑨ "چار مرد' دو عورتیں" دیگر روایات میں اور مرد و عورتوں کا بھی ذکر ہے' مثلاً: وحشی بن حرب اور مقصد وغیرہ' البتہ کسی اور مرد اور عورت کو قتل نہیں کیا گیا۔ ان چار مرد اور دو عورتوں میں سے بھی بعض کو معافی مل گئی۔ ⑩ ان چار مردوں میں سے تین عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی سرح مسلمان ہو کر بعد میں مرتد ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن ابی سرح دوبارہ مسلمان ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش پر ان کو معافی مل گئی۔ عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ دونوں پر قتل کا جرم بھی ثابت تھا۔ دونوں نے ایک ایک مسلمان قتل کیا تھا اور بھاگ کر مکہ آ گئے اور مرتد ہو گئے تھے' لہٰذا ان کو قتل اور ارتداد کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ قتل کی وجہ سے ان کو معافی نہ مل سکتی تھی۔ البتہ عکرمہ بن ابی جہل کا کوئی ایسا جرم نہ تھا بلکہ ان کو اللہ کے دشمن ابوجہل کا بیٹا ہونے اور کفار قریش کا سردار ہونے کی وجہ سے قتل کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ لیکن ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے امان حاصل کی اور ان کو یمن سے واپس لے آئیں اور وہ مسلمان ہو گئے اور خوب مسلمان ہوئے حتی کہ فی سبیل اللہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ رضي الله عنه وأرضاه. ⑪ دو عورتیں عبداللہ بن خطل کی لونڈیاں تھیں جن کو اس نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور توہین کے لیے مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی توہین بھی سزائے موت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ مگر ایک لونڈی کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اس کو معاف کر دیا گیا اور دوسری کو قتل کر دیا گیا۔ ⑫ ان مرد و عورت کے علاوہ

حویرث بن نقید کو بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو وتوہین کی سزا میں قتل کر دیا گیا۔ باقی سب مکہ والوں کو معافی مل گئی۔
⑬ ''اس کی آنکھ خائن ہو'' آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے قتل کا حکم نہیں دے رہے تھے لیکن اگر کوئی قتل کر دیتا تو آپ روکتے بھی نہ کیونکہ اس کے قتل کا فرمان تو جاری ہو چکا تھا۔ اس بات کو کوئی سمجھ لیتا تو اسے قتل کر دیتا۔ آپ کے بیعت نہ لینے میں بھی اس طرف اشارہ تھا کہ قتل کا فرمان قائم ہے۔ آنکھ سے اشارۂ قتل آپ نہیں فرما سکتے تھے کیونکہ جو بات زبان سے نہیں کہہ رہے تھے' اسے آنکھ سے کہنا خیانت کی ذیل میں آسکتا ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے چھپا کر قتل کا حکم دیتے۔ یہ نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ کوئی شخص خود سے نہیں اٹھا' لہٰذا آخر آپ نے بیعت لے لی۔ ﷺ۔ ⑭ ثابت ہوا مرتد توبہ کرے اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کرے تو اس کی سزا کی معافی حاکم وقت کا اختیار ہے۔

## (المعجم ١٥) - تَوْبَةُ الْمُرْتَدِّ (التحفة ١٢)

٤٠٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ثُمَّ تَنَدَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى قَوْمِهِ: سَلُوا لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ هَلْ لِّي مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ، وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَّسْأَلَكَ هَلْ لَّهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [آل عمران: ٨٦] فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَسْلَمَ.

## باب:۱۵-مرتد کی توبہ (قبول ہوسکتی ہے)

۴۰۷۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی مسلمان ہو گیا' پھر مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ بعدازاں وہ شرمندہ ہوا تو اس نے اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو' کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس کی قوم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ فلاں شخص نادم ہے اور اس نے ہمیں پیغام دیا ہے کہ ہم آپ سے پوچھیں' کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ چنانچہ یہ آیت اتری: ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ...... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے گا جو اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے' جبکہ وہ گواہی دے چکے کہ بے شک رسول اللہ (ﷺ) برحق ہیں اور ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان لوگوں کی سزا یہی ہے

---

٤٠٧٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٧ من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٢٨، والحاكم: ٢/ ١٤٢، ٤/ ٣٦٦، والذهبي.

کہ ان پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے عذاب نہ تو ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو مہلت ہی دی جائے گی۔ مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی، بے شک اللہ تعالیٰ بہت درگزر اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔" پھر اسے پیغام بھیجا گیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

**فوائد ومسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ مرتد کی توبہ قابل قبول ہے۔ (توبہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی سزا قتل ہے۔) ② حدیث شریف سے بعض آیات قرآنی کا سبب نزول معلوم ہوتا ہے۔ ③ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ارتداد کی وجہ سے سابقہ تمام اعمال صالح باطل اور ضائع ہو جاتے ہیں۔ ④ خالص توبہ کرنے سے تمام برے اعمال اور کفریہ وشرکیہ عقائد مٹ جاتے ہیں، خواہ جس نوعیت ہی کے ہوں۔ ⑤ یہ حدیث شریف اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی، وافر فضل وکرم اور وسعت معافی پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ رب العزت سے عمداً اعراض کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو اسے بھی معافی مل جاتی ہے۔ واللہ أعلم.

**٤٠٧٤- أَخْبَرَنَا** زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي سُورَةِ النَّحْلِ: ﴿مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَٰنِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النحل: ١٠٦] فَنُسِخَ، وَاسْتَثْنٰى مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ

۴۰۷۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ نحل کی آیت: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ ......﴾ "جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کرے، سوائے اس کے جس پر جبر کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا، لیکن جس نے کفر کے لیے اپنا سینہ کھول دیا (راضی خوشی کفر کیا) تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔" کے بارے میں فرمایا کہ پھر اسے منسوخ کر دیا گیا، یعنی اس سے یہ مستثنیٰ کر لیا گیا۔ ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

---

٤٠٧٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن ارتد، ح:٤٣٥٨ من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥٣٢.

لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴿١١٠﴾ [النحل: ١١٠] وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ الَّذِي كَانَ عَلٰى مِصْرَ، كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

هَاجَرُوا ......﴾ ”پھر تیرا رب ان لوگوں کو جنھوں نے آزمائش میں پڑنے کے بعد ہجرت کی، پھر جہاد کیا اور صبر کیا (ثابت قدم رہے) بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں) کے بعد (ان لوگوں کو) بہت معاف فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“ اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابوسرح ہیں جو (بعد میں حضرت عثمان ؓ کے دور خلافت میں) مصر کے گورنر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے (وحی وخطوط وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔ شیطان نے انھیں پھسلا دیا اور وہ کافروں سے جا ملے۔ فتح مکہ کے دن آپ نے ان کے قتل کا حکم جاری فرما دیا لیکن حضرت عثمان بن عفان ؓ نے ان کے لیے پناہ مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں پناہ دے دی (اور ان کا اسلام قبول کر لیا)۔

**فوائد ومسائل:** ① باب سے حدیث شریف کی مطابقت بالکل واضح ہے کہ مرتد کی توبہ بھی قبول ہے۔ ② آیات واحکام الٰہی کا نسخ شرعاً ثابت ہے اور اس مسئلے کی بابت اہل اسلام کا اجماع ہے کہ دین میں کئی احکام پہلے دیے گئے بعد ازاں انھیں منسوخ کر دیا گیا۔ پھر کبھی تو ان سابقہ احکام کی مثل عطا فرمایا گیا اور کبھی ان سے بھی بہتر۔ ارشاد باری ہے: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا﴾ (البقرة ۲:۱۰۶) ”جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں۔“ ③ تشریع وتنسیخ احکام میں محض اللہ عزوجل کی حکمت بالغہ کارفرما ہے۔ وہ ہر چیز کو خوب جانتا اور ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ جب اور جب تک وہ چاہتا ہے کسی چیز کی بابت اسے بجالانے کا حکم فرماتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے اسے ختم فرما دیتا ہے۔ وہ ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ ہے۔ ④ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی کو زبردستی کفر کرنے پر مجبور کر دیا جائے جبکہ اس شخص کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ شخص قابل مؤاخذہ نہیں۔ ⑤ اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ جب زبردستی کرائے جانے والے کفر پر گرفت نہیں تو جو ...... کفریہ اعمال ...... اس سے کم تر درجے کے ہیں ان پر بطریق اولیٰ کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ بندوق کے زور پر یا کسی اور طریقے سے زبردستی کی جانے والی طلاق بھی نافذ نہیں ہوگی۔ ⑥ کسی بھی معاملے میں جائز سفارش حاکم یا غیر حاکم کے پاس کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرت عثمان ؓ نے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابوسرح ؓ کی سفارش رسول اللہ ﷺ سے کی تھی۔ ⑦ حاکم چاہے تو

کسی کی جائز سفارش قبول کرلے چاہے تو رد کر دے اسے اس کا اختیار ہے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عظیم مقام و مرتبہ بھی اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک بہت بڑے مجرم کی بابت ان کی سفارش قبول فرمائی' حالانکہ قبل ازیں نبی ﷺ اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرما چکے تھے اور حرم شریف کے اندر بھی اس کا خون بہانا جائز اور حلال ہو چکا تھا۔ وَلِلّٰهِ دَرُّهٗ. ⑨ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کمال درجے کے مہربان و شفیق انسان تھے۔ مرتد ہو جانے والے انتہائی ایذا رساں شخص کو معاف کر دینا' آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا عجیب مظہر ہے۔ صلی اللہ علیه وسلم - فداه أبي و أمي و عرضي. ⑩ اس بات پر اتفاق ہے کہ مرتد مرد اور مرتد عورت اگر توبہ کر لیں اور دوبارہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت ارشاد فرمائی تھی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو انھیں بے دریغ قتل کر دیا جائے گا' مرد ہو یا عورت۔ احناف عورت کو ارتداد کی سزا میں قتل کرنے کے قائل نہیں مگر ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

## (المعجم ١٦) - اَلْحُكْمُ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ (التحفة ١٣)

## باب:١٦- جو شخص نبی اکرم ﷺ کو گالی دے' اس کے لیے کیا حکم ہے؟

٤٠٧٥- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ قَالَ: كُنْتُ أَقُودُ رَجُلًا أَعْمٰى فَانْتَهَيْتُ إِلٰى عِكْرِمَةَ فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمٰى كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ وَكَانَ لَهُ مِنْهَا ابْنَانِ، وَكَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَتَسُبُّهُ، فَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ذَكَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَوَقَعَتْ فِيهِ،

٤٠٧٥- حضرت عثمان شحام سے روایت ہے' انھوں نے کہا کہ میں ایک نابینا شخص کو لیے جا رہا تھا کہ میں حضرت عکرمہ کے پاس پہنچا تو وہ بیان فرمانے لگے کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک نابینا شخص تھا۔ اس کی ایک لونڈی تھی جس سے اس کے دو بیٹے بھی تھے لیکن وہ اکثر رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی کیا کرتی اور آپ کو گالیاں بکتی تھی۔ وہ (نابینا شخص) اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ باز نہ آتی تھی' وہ اسے روکتا تھا مگر وہ رکتی نہ تھی۔ (وہ نابینا شخص کہتے ہیں:) ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا تو اس نے آپ کو پھر برا بھلا کہنا شروع کر دیا تو میں صبر نہ کر

٤٠٧٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٣٦١ من حديث عباد ابن موسى الختلي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٣.

فَلَمْ أَصْبِرْ أَنْ قُمْتُ إِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهِ فَقَتَلْتُهَا، فَأَصْبَحَتْ قَتِيلًا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ وَقَالَ: أَنْشُدُ اللهَ! رَجُلًا لِي عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ إِلَّا قَامَ، فَأَقْبَلَ الْأَعْمٰى يَتَدَلْدَلُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ أُمَّ وَلَدِي وَكَانَتْ بِي لَطِيفَةً رَفِيقَةً، وَلِيَ مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَلٰكِنَّهَا كَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ فِيكَ وَتَشْتُمُكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، فَلَمَّا كَانَتِ الْبَارِحَةَ ذَكَرْتُكَ فَوَقَعَتْ فِيكَ، فَقُمْتُ إِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ».

سکا۔ میں نے ایک خنجر پکڑا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اوپر سے پورا بوجھ ڈال دیا اور اسے قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو اس کے قتل کا شور مچ گیا۔ نبی ﷺ سے بھی اس (کے قتل) کا تذکرہ کیا گیا' چنانچہ آپ نے سب لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا: ''میں اس شخص کو جس پر میرا حق ہے اور اس نے یہ کام کیا ہے' اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے۔'' چنانچہ وہ نابینا شخص لڑکھڑاتا ہوا آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے قتل کیا ہے۔ یہ میری لونڈی تھی اور میرے ساتھ بہت شفقت اور محبت کرنے والی تھی اور اس سے میرے موتیوں جیسے دو بیٹے بھی ہیں لیکن وہ اکثر آپ کی عیب جوئی کیا کرتی تھی اور آپ کو گالیاں بکتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا' وہ رکتی نہ تھی۔ میں اسے ڈانٹتا تھا' وہ سمجھتی نہ تھی۔ گزشتہ رات میں نے آپ کا ذکر کیا تو وہ آپ کو برا بھلا کہنے لگی۔ (میں صبر نہ کر سکا۔) میں نے خنجر پکڑا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر پورا بوجھ ڈال دیا حتی کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! گواہ رہو کہ اس کا خون ضائع ہے۔ (اس کے قتل کا قصاص ہے نہ دیت)۔''

**فوائد و مسائل:** ① حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت بالکل صریح ہے کہ نبی ﷺ کو گالی بکنے والے کی سزا قتل ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اور نبی ﷺ کی پاکیزہ ذات کی بابت اس قسم کی زبان درازی کرنے سے ذمی شخص کا ذمہ اور مسلمان کا اسلام ختم ہو جاتا ہے۔ ③ اس حدیث سے معلوم ہوا نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا واجب القتل ہے' خواہ مرد ہو یا عورت۔ وہ اگر مسلمان تھا تو گالی دینے سے کافر و مرتد بن گیا کیونکہ رسالت کی تصدیق نہ رہی' اور ایک مسلمان کے لیے توحید و رسالت کی تصدیق ضروری چیز ہے' لہٰذا اسے ارتداد والی سزا دی جائے گی۔ اور اگر وہ ذمی تھا تو آپ ﷺ کو گالی دینے سے اس کا ذمہ ختم ہو گیا کیونکہ اسلامی حکومت کے تحت کافروں کے لیے ذمہ اور پناہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے' اور آپ کو گالی دینا ذمہ سے دست بردار

ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ عالم الغیب تھے اور نہ آپ کو عطائی علم غیب حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس غلام کی بیعت قبول فرمائی جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر آ گیا تھا۔ اسی طرح اس واقعے کے بعد آپ بیعت کی خاطر آنے والے ہر شخص سے پوچھا کرتے تھے کہ وہ غلام تو نہیں ہے؟ ⑤ رسول اللہ ﷺ احتیاط پسند تھے' اسی لیے آپ بیعت کے لیے آنے والوں سے پوچھتے تھے۔ ⑥ غلام اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا۔ وہ مالک کے حکم کا پابند ہوتا ہے' لہٰذا غلام کا اسلام تو معتبر اور مقبول ہے مگر ہجرت اور جہاد وغیرہ کی بیعت معتبر نہیں۔ ممکن ہے مالک اسے اجازت نہ دے جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ میں ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ نے اس کی بیعت ہجرت کی لاج رکھتے ہوئے اسے خرید لیا مگر ہر غلام کے ساتھ ایسے ممکن نہ تھا۔

## (المعجم ٢٢) - اِسْتِقَالَةُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٢٢)

## باب:۲۲- بیعت کی واپسی کا مطالبہ کرنا

٤١٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِينَةِ، فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا».

۴۱۹۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر قبول اسلام کی بیعت کی' پھر اس اعرابی کو مدینہ منورہ میں تپ چڑھ گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس فرما دیجیے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ وہ دوبارہ آیا اور پھر کہنے لگا: میری بیعت واپس فرما دیجیے۔ آپ نے پھر انکار فرمایا۔ آخر وہ اعرابی (بلا اجازت) چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے۔ میل کچیل کو نکالتا رہتا ہے اور خالص چیز کو باقی رکھتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے۔ باب کا مطلب ہے کہ بیعت توڑنے کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہوا کہ یہ کام ناجائز اور حرام ہے۔ کسی شخص نے اسلام پر بیعت کی ہو یا ہجرت پر دونوں صورتوں میں بیعت توڑنا درست نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے مدینہ طیبہ کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بھٹی کی طرح بنایا ہے جو شر پسند لوگوں کو نکال باہر پھینکتا ہے جبکہ

---

٤١٩٠- أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الأعراب، ح:٧٢٠٩، ومسلم، الحج، باب المدينة تنفي خبثها وتسمى طابة وطيبة، ح:١٣٨٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح:٧٨٠٨، والموطأ(يحيى): ٢/ ٨٨٦.

کل بعض حضرات بیعت کو تبرک سمجھ کر کرتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ سے بیعت ہیں اور وہ اسے آخرت میں کوئی مفید شے سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ غیر اسلامی عمل ہے۔ بیعت امام کی ہو سکتی ہے یا اس کے مقرر کردہ نائب کی۔ اسلامی بیعت تو عہد کا نام ہے جو ایک ذمہ داری ہے جس کی فکر کرنا پڑتی ہے نہ کہ بیعت انسان کو ذمہ داریوں سے آزاد کرتی ہے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ ''فلاں بزرگ سے بیعت ہو جاؤ بس نجات ہو جائے گی۔ شرعی فرائض کی ادائیگی کوئی ضروری نہیں'' گویا ہر قسم کی ذمہ داری بیعت لینے والے پر ڈال دی جاتی ہے۔ اسلام ایسی خرافات کا قائل نہیں۔

(المعجم ٢١) - بَيْعَةُ الْمَمَالِيكِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-غلام کی بیعت

٤١٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا حَتَّى يَسْأَلَهُ «أَعَبْدٌ هُوَ؟»

۴۱۸۹-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آیا اور اس نے ہجرت پر نبی اکرم ﷺ کی بیعت کر لی۔ نبی اکرم ﷺ کو علم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے۔ کچھ دیر بعد اس کا مالک آ گیا' وہ اسے لے جانا چاہتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ غلام مجھے بیچ دے۔'' پھر آپ نے دو کالے غلام دے کر اس کو خرید لیا۔ اس کے بعد آپ کسی سے بیعت نہ لیتے حتی کہ پوچھ لیتے: ''وہ غلام تو نہیں؟''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر غلام کی بیعت ناجائز ہے۔ ② یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے عظیم مکارم اخلاق اور عام لوگوں کے ساتھ احسان کرنے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ نے غلام کو واپس کرنا پسند نہیں فرمایا تاکہ وہ آزردۂ خاطر نہ ہو' نیز جس غرض کے لیے وہ آیا تھا اس میں بھی خلل واقع نہ ہو' چنانچہ آپ نے احسان عظیم فرماتے ہوئے اسے خرید لیا تاکہ اس کا مقصد پورا ہو جائے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ دو غلاموں کے بدلے ایک غلام کی بیع جائز ہے' خواہ قیمت ایک جیسی ہو یا قیمت کا فرق ہو۔ تمام جانوروں اور حیوانات کا حکم بھی یہی ہے۔ جمہور اہل علم اس بیع کے جواز کے قائل ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت

٤١٨٩ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلاً، ح: ١٦٠٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٧.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الشَّرِيدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: «اِرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْتُكَ».

روایت ہے کہ بنو ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی شخص بھی آیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے پیغام بھیجا: ”واپس چلے جاؤ (میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں) میں نے تیری بیعت قبول کر لی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ مجذوم شخص سے بیعت لینا مشروع ہے' تاہم ایسے شخص سے صرف زبانی کلامی بیعت بھی ہو سکتی ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک بیماری میں مبتلا شخص سے دوری اختیار کرنا جائز ہے' تاہم ایسے شخص کو بالکل نظر انداز کرنا اور کلی طور پر اسے حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا درست نہیں۔ اس کا علاج کرانا چاہیے۔ ضرورت کے مطابق اس سے میل جول اور اس کی معاونت ہو سکتی ہے۔ ③ آفت زدہ شخص سے مراد وہ شخص ہے جو انتہائی قبیح مرض میں گرفتار ہو۔ لوگ اس سے بہت نفرت کرتے ہوں۔ دوسرے لوگوں کے متاثر ہونے کا خدشہ ہو' مثلاً: جذام (کوڑھ) یہ انتہائی قبیح اور خوف ناک مرض ہے۔ طبعاً ہر آدمی اس سے دور بھاگتا ہے۔ اس مرض کا مواد مریض کے جسم پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ قریب آنے سے دوسرے شخص کو لگ سکتا ہے جس سے اس کے متاثر ہونے کا خدشہ ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اسے مجلس میں آنے سے منع فرما دیا۔ ایسے مریض کو خود بھی حتی الامکان مجالس میں آنے سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے بچائے۔ آمین۔ ④ ”بیعت قبول کر لی ہے“ کیونکہ اصل اعتبار تو دلی عہد کا ہے۔ زبان وہاتھ تو صرف تاکید کے لیے ہیں' ضروری نہیں۔

## (المعجم ٢٠) - بَيْعَةُ الْغُلَامِ (التحفة ٢٠)

## باب:٢٠- بچے کی بیعت

٤١٨٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ الْهِرْمَاسِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ: مَدَدْتُ يَدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ لِيُبَايِعَنِي فَلَمْ يُبَايِعْنِي

۴۱۸۸- حضرت ہرماس بن زیاد ؓ سے روایت ہے کہ میں نے (بیعت کے لیے) اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھایا جبکہ میں اس وقت (نابالغ) بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے بیعت نہیں لی۔

فائدہ: بیعت دراصل عظیم الشان عہد ہوتا ہے جو پوری عقل وحواس اور بصیرت سے کیا جاتا ہے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں اور نہ کوئی بے فائدہ رسم ہے جو صرف تبرک کے لیے ہر کس وناکس سے پوری کروائی جائے۔ آج

---

٤١٨٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٦.

ﷺ: «إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ مِثْلَ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ».

اور رحم فرمانے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اجازت دیجیے کہ ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا زبانی طور پر سو عورتوں سے (بیعت کی) بات چیت کرنا ایسے ہی ہے جیسے ہر ہر عورت سے الگ طور پر بات چیت کروں۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا ہے کہ عورتوں اور مردوں سے بیعت لینے میں فرق ہے۔ دونوں کی بیعت ایک جیسی نہیں ہے، یعنی بیعت کے وقت عورتوں سے ہاتھ ملانا حرام اور ناجائز ہے جبکہ مردوں سے حلال اور جائز ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ ملا کر صحابۂ کرام ؓ سے بیعت لی تھی۔ قرآن وحدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے اگرچہ ضرورت کا تقاضا بھی ہوتا جیسا کہ آپ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت صرف زبان سے بیعت لینے پر اکتفا فرمایا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کبھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ (صحيح البخاري، التفسير، حدیث:۴۸۹۱) بنابریں کسی بھی نیک و پارسا اور برادری وغیرہ کے معزز اور بڑے شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر محرم عورت کے سر پر ہاتھ پھیرے یا کسی سے مصافحہ وغیرہ کرے۔ ③ نبی ﷺ کا جو حکم امت کے کسی ایک مرد یا ایک عورت کے لیے ہوتا ہے وہ امت کے تمام مردوں اور عورتوں کو شامل ہوتا ہے الا یہ کہ نبی ﷺ کسی کے لیے خود تخصیص فرما دیں۔ ⑤ ''عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا'' نبی ﷺ کے اس طرز عمل میں ان نام نہاد پیروں کے لیے درس عبرت ہے جو مردوں عورتوں سے بلا امتیاز دستی بیعت لیتے ہیں۔ اگر یہ جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے پرہیز نہ فرماتے۔ اسی طرح مجالس وعظ وسماع میں عورتوں کا مردوں کے سامنے بلا حجاب بیٹھنا بھی شرعی مزاج سے متصادم ہے۔ ⑥ ''الگ الگ بات چیت کروں'' مقصود یہ ہے کہ زبانی بیعت بھی الگ الگ عورت سے نہیں ہوگی بلکہ تمام عورتوں سے بیک وقت زبانی عہد لیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٩) - بَيْعَةُ مَنْ بِهِ عَاهَةٌ (التحفة ١٩)

## باب:۱۹- آفت زدہ شخص کی بیعت

٤١٨٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

۴۱۸۷- آل شرید کے ایک شخص عمرو کے والد سے

٤١٨٧_ أخرجه مسلم، السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوه، ح: ٢٢٣١ من حديث هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٥. ● عمرو هو ابن شريد.

تو نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ اور جاہلیت میں اس مدد کو بھی لین دین کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس کا باقاعدہ مطالبہ ہوتا تھا۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو خطرہ ہوا کہ کل کلاں وہ عورت آ کر مجھ سے بدلے کا مطالبہ کرے گی' اس لیے مجھے بیعت سے پہلے ہی بدلہ چکا دینا چاہیے۔

٤١٨٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ [قَالَتْ]: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْعَةَ عَلَى أَنْ لَا نَنُوحَ.

۴۱۸۵- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

٤١٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ نُبَايِعُهُ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ، قَالَ: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ». قَالَتْ: قُلْنَا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

۴۱۸۶- حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کچھ انصاری عورتوں کی معیت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہم آپ سے بیعت ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی' چوری نہیں کریں گی' زنا نہیں کریں گی' اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ آپ نے فرمایا: "اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق (تم پابند ہو گی)۔" ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہم پر (ہم سے بھی) زیادہ مہربان

---

٤١٨٥- أخرجه مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ٩٣٦ من حديث أبي الربيع، وأخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ١٣٠٦ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٣.

٤١٨٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في بيعة النساء، ح: ١٥٩٧ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٤، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٨٢ عن ابن المنكدر به.

فائدہ: اس روایت کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل باب (بیعت) سے تعلق ہے۔ یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۷)

(المعجم ١٨) - بَيْعَةُ النِّسَاءِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- عورتوں سے بیعت لینا

٤١٨٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُبَايِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَةً أَسْعَدَتْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَذْهَبُ فَأُسْعِدُهَا ثُمَّ أَجِيئُكَ فَأُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «اِذْهَبِي فَأَسْعِدِيهَا» يَعْنِي قَالَتْ: فَذَهَبْتُ فَسَاعَدْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ فَبَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

۴۱۸۴- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک عورت نے دور جاہلیت میں نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی۔ میں جا کر اس کی مدد کر کے آتی ہوں' پھر آ کر آپ کی بیعت کروں گی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اس کی مدد کر آ۔'' میں گئی اور میں نے اس کی مدد کا اسے بدلہ دیا' پھر میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

فوائد و مسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ عورتوں سے بیعت لینا مشروع ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تھی۔ ② حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا حرام اور ناجائز ہے' لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ شرعاً یہ بہت قبیح کام ہے' اس لیے اس سے روکنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر اس سلسلے میں ڈانٹ ڈپٹ سے کام لینا پڑے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت عمر ؓ کی بابت منقول ہے کہ وہ کسی کی وفات پر اگر کسی کو غلط انداز میں اور غیر شرعی رونا روتے دیکھتے تو اسے پتھر وغیرہ مارتے اور اس رونے والے شخص کے منہ میں مٹی ٹھونستے۔ دیکھیے: (عون الباري: ۳۱۵/۲) حرمت نوحہ کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں' مثلاً: یہ جاہلیت کے کاموں میں سے ہے' غم زیادہ اور صبر نہ کرنے کا سبب بنتا ہے' نیز نوحہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کی مخالفت اور اس پر عدم رضا لازم آتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں اور جس کے لیے چاہیں عام قانون میں تخصیص فرما دیں جس طرح کہ ام عطیہ ؓ کے لیے تخصیص کی گئی۔ ④ ''ایک عورت نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی'' جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر کسی گھر کوئی میت ہوتی تو دوسری عورتیں باری باری اس کے گھر کی عورتوں سے مل کر جھوٹ موٹ نوحہ کرتیں اور زبانی رونا روتیں۔ حضرت ام عطیہ ؓ جب بیعت کرنے لگیں تو آپ نے بیعت کے وقت نوحہ نہ کرنے کا بھی ذکر فرمایا۔ ان کو خیال آیا کہ فلاں عورت نے

---

٤١٨٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٨ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٢.

٤١٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي نُخَيْلَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أُبْسُطْ يَدَكَ حَتَّى أُبَايِعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ، فَأَنْتَ أَعْلَمُ، قَالَ: «أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ، وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ، وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ».

۴۱۸۲- حضرت جریر ؓ سے منقول ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ اور شرطیں آپ خود بتا دیجیے کیونکہ آپ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں تجھ سے بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ وحدہ کی عبادت کرے گا' نماز قائم کرے گا' زکاۃ ادا کرے گا' ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے گا اور مشرکین سے جدا رہے گا۔''

٤١٨٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ فَقَالَ: «أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِيهِ فَهُوَ طَهُورُهُ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَاكَ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

۴۱۸۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چند لوگوں کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: ''میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کرو گے اور کسی نیک کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ تم میں سے جو شخص اس عہد پر قائم رہا' اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جس نے ان میں سے کوئی کام کر لیا' پھر اس کو اس کام کی سزا مل گئی تو اس کا گناہ دھل جائے گا۔ اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کی' تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ چاہے اسے عذاب دے' چاہے تو اسے معاف فرما دے۔''

---

٤١٨٢- [إسناده صحيح] تقدم قبله برقم، ح: ٤١٨١، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٠.

٤١٨٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠١.

قَالَا: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أُبَايِعُكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيمَا أَحْبَبْتُ وَفِيمَا كَرِهْتُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَا جَرِيرُ؟ أَوَ تُطِيقُ ذٰلِكَ؟» قَالَ: «قُلْ فِيمَا اسْتَطَعْتُ» فَبَايَعَنِي وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

عرض کی کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں کہ ہر پسند و ناپسند میں آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جریر! تو اس کی طاقت بھی رکھتا ہے؟'' اور فرمایا: ''تو کہہ اپنی طاقت کے مطابق۔'' پھر آپ نے مجھ سے بیعت لی اور فرمایا کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔

فائدہ: ''اپنی طاقت کے مطابق'' قربان جائیں آپ کی شفقت و رحمت پر کہ خود آسانی کی راہ دکھائی۔ (دیکھیے: ٤١٦١-٦٢)

(المعجم ١٧) - اَلْبَيْعَةِ عَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ (التحفة ١٧)

باب: ١٧- مشرکین سے علیحدگی کی بیعت

٤١٨٠- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَعَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ.

٤١٨٠- حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی نماز قائم کرنے' زکاۃ ادا کرنے' ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے اور مشرکین سے علیحدہ رہنے پر۔

٤١٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي نُخَيْلَةَ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٤١٨١- حضرت جریر ؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پھر راوی نے سابقہ روایت کی طرح بیان کیا۔

---

٤١٨٠ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٨، وانظر الحديث الآتي.

٤١٨١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٩. * أبو نخيلة صحابي.

الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ».

فائدہ: ''ختم نہیں ہو سکتی'' کیونکہ جب تک اسلام وکفر میں آویزش (چپقلش) قائم ہے' کسی نہ کسی علاقے میں مسلمان مظلوم ومقہور رہیں گے' لہٰذا دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف سفر جاری رہے گا اور یہی ہجرت ہے' یا اس سے مراد ہے کہ جہاد کے لیے مسلمان اپنے گھر بار وقتی طور پر چھوڑتے رہیں گے۔ ان دو معانی کی مدد سے ہجرت کے ختم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں مروی روایات میں تطبیق ممکن ہوگی۔

٤١٧٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الضَّمْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ قَالَ: وَفَدْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ أَصْحَابِي فَقَضَى حَاجَتَهُمْ، وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا، فَقَالَ: «حَاجَتُكَ؟» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَتَى تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ».

۴۱۷۸- حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ میرے ساتھی (اپنی اپنی باری پر) داخل ہوئے۔ آپ نے ان کی مطلوبہ حاجتیں پوری کیں۔ میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا کام ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت کب ختم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک کافروں سے لڑائی جاری ہے' ہجرت ختم نہیں ہوگی۔''

## (المعجم ١٦) - اَلْبَيْعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ (التحفة ١٦)

## باب:۱۶- ہر پسند وناپسند حکم کی اطاعت کی بیعت

٤١٧٩- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَالشَّعْبِيِّ

۴۱۷۹- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے

٤١٧٨ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الطحاوي في المشكل: ٣/ ٢٥٧ من حديث ابن زبر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٦.

٤١٧٩ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧٢٠٤، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٦/ ٩٩ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٧. * جرير هو ابن عبدالله البجلي.

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب امام جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے تو ہر اس شخص کے لیے نکلنا ضروری ہو گا جسے امام حکم دے۔ امام قرطبی ؒ نے اس مسئلے کے متعلق اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔⑤ یہ حدیث ہر خیر اور بھلائی کے قول و عمل کا شوق دلاتی ہے، نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نیت خیر پر اجر و ثواب ہے، نیز ہر برائی اور عمل شر سے اجتناب اور اجتناب کی نیت بھی باعث اجر ہے۔

٤١٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ دِجَاجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۱۷۶- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہجرت کی ضرورت نہیں رہی۔

فائدہ: غالباً حضرت عمر ؓ کا مقصود رسول اللہ ﷺ کا قول ہی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں، ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات فتح مکہ کے زمانے کے قریب ہی تھی۔ واللہ أعلم.

٤١٧٧- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ ابْنِ زَبْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَقْدَانَ السَّعْدِيِّ قَالَ: وَفَدْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّنَا يَطْلُبُ حَاجَةً، وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي تَرَكْتُ مَنْ خَلْفِي وَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، قَالَ: «لَا تَنْقَطِعُ

۴۱۷۷- حضرت عبداللہ بن وقدان سعدی ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم میں سے ہر شخص آپ سے کوئی نہ کوئی سوال کرتا تھا۔ میں سب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے پیچھے بہت سے لوگ چھوڑ آیا ہوں جو کہتے ہیں کہ اب ہجرت ختم ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تک کفار سے لڑائی جاری ہے، ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔“

---

٤١٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى: ١/ ١٦٧، ح: ١٨٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٤، وللحديث شواهد صحيحة، ومعناه: لا هجرة من دارالإسلام بعد إقامتها بدون عذر شرعي.

٤١٧٧ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٥، وصححه أبوزرعة الدمشقي وغيره، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٥٧٩ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: «لَا هِجْرَةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ''اب (مکہ سے) ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں' البتہ جہاد کرو اور نیت رکھو۔ جب تم سے جہاد کے لیے گھروں سے نکلنے کو کہا جائے تو نکلو۔''

فوائد ومسائل: ① لَا هِجْرَةَ، اس کے یہ معنی لینا درست نہیں کہ اب ہجرت بالکل ختم ہو چکی ہے' کوئی مسلمان دارالکفر میں' خواہ کسی بھی حالت میں ہو' اس کے لیے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا جائز نہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے اصحاب اور دیگر علماء نے کہا ہے: دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا قیامت تک باقی ہے' چنانچہ انھوں نے مذکورہ حدیث مبارکہ [لَا هِجْرَةَ ...... الخ] کی دو توجیہیں بیان فرمائی ہیں: ایک تو یہ کہ فتح مکہ کے بعد' مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ مکہ دارالاسلام بن چکا ہے' اس لیے وہاں سے ہجرت کرنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری توجیہ یہ کہ وہ فضیلت والی اہم ہجرت جو (ابتدائے اسلام میں) مطلوب تھی اور جس کے فاعل ممتاز حیثیت کے حامل بن گئے' اب مکہ سے وہ ہجرت ختم ہو چکی ہے۔ اس ہجرت کا اعزاز جس جس کے مقدر میں تھا' وہ ہر اس شخص کو مل چکا ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر لی۔ اب (فتح مکہ کے بعد) ہجرت کرنے کا وہ اعزاز کسی اور کو نہیں مل سکتا' اس لیے کہ فتح مکہ کے بعد اسلام معزز اور مضبوط ہو چکا ہے۔ دیکھیے: (شرح مسلم: ۱۳/۱۲،۱۳) ہجرت کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۳۲/۲۴۲) ② اس حدیث میں ہے کہ اب ہجرت نہیں رہی جبکہ بعد والی احادیث میں ہے کہ ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔ ظاہراً ان احادیث میں تضاد معلوم ہوتا ہے' حالانکہ ان میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ جن احادیث میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو چکی' اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ہجرت فتح مکہ سے پہلے' یعنی ابتدائے اسلام میں فرض تھی' وہ اب ختم ہو گئی ہے کیونکہ مکہ دارالاسلام بن چکا ہے' لہٰذا وہاں سے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور جن احادیث میں ہے کہ ہجرت ختم نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب ہے کہ ہر دارالحرب سے' دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا باقی ہے۔ اس صورت میں دارالحرب سے ہر زمانے میں ہجرت کی جائے گی اور ایسی ہجرت قیامت تک باقی ہے۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے' چنانچہ جب کچھ لوگوں کے کرنے سے کفایت ہو جائے تو پھر باقی لوگوں سے جہاد ساقط ہو جائے گا' ہاں! اگر تمام لوگ جہاد کرنا چھوڑ دیں تو اس صورت میں سب گناہ گار ہوں گے۔ ④ اس

◀◀ سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۷۷۹۳.

٤١٧٣ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلٰى قَالَ: جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِأَبِي يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ، وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ».

۴۱۷۳-حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد محترم کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ ہجرت تو اب ختم ہو چکی ہے۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۵۔

٤١٧٤ - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا مُهَاجِرٌ، قَالَ: «لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۴۱۷۴-حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کے علاوہ کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد (مکہ سے) ہجرت (کی کوئی ضرورت) نہیں رہی لیکن جہاد کرو اور نیت رکھو (کہ اگر کبھی ہجرت کرنا پڑی تو کریں گے) اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو نکلو۔''

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مستقلاً گھر بار چھوڑنے کی ضرورت نہیں' البتہ جہاد اور دوسرے نیک کاموں کے لیے وقتی طور پر گھروں سے نکلو۔

٤١٧٥ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۱۷۵-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

٤١٧٣ـ [حسن] تقدم، ح: ٤١٦٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩١.

٤١٧٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠١، ٦/ ٤٦٦ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٢.

٤١٧٥ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير ... الخ، ح: ٢٧٨٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة ... الخ، ح: ١٣٥٣/ ٨٥ بعد، ح: ١٨٦٣ من حديث

جائیں رسول اللہ ﷺ کو پیش کردیں۔ رضي الله عنهم وأرضاهم. ② ''عقبہ کی رات'' یہ رات دراصل دو راتیں تھیں۔ ایک ۱۲ نبوت میں جسے لیلہ عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے اور دوسری ۱۳ نبوت میں جسے لیلہ عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ عقبہ منیٰ سے مکہ کی طرف آخری جمرے کا نام ہے۔ اس جمرے کے پاس رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ یہ ۱۱ نبوت کی بات ہے۔ وہ چھ آدمی تھے۔ انھوں نے آئندہ سال آپ سے ملنے کا وعدہ کیا اور مدینہ جا کر آپ کی دعوت مدینہ والوں کے سامنے پیش کی۔ ۱۲ نبوت میں حج کے بعد بارہ آدمی اس جمرے کے پاس آپ کو ملے' اسلام قبول کیا اور آپ کی بیعت کی۔ آپ نے ان کے ساتھ مبلغ بھی بھیج دیا۔ اگلے سال ۱۳ نبوت میں حج کے بعد اسی جمرے کے پاس ستر (۷۰) سے زیادہ انصار نے آپ کی بیعت کی اور آپ سے مدینہ چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے اسے قبول فرمایا اور مناسب وقت پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

## (المعجم ١٤) - اَلْحَثُّ عَلَى الْهِجْرَةِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- ہجرت کی ترغیب

٤١٧٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عِيسَى بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ أَبَا فَاطِمَةَ - يَعْنِي - حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهَا».

۴۱۷۲- حضرت ابو فاطمہ ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے جاری رکھوں۔ آپ نے فرمایا: ''ہجرت کر۔ (اس وقت' تیرے حق میں) اس کے برابر کوئی اور کام نہیں۔''

فائدہ: وقت وقت کی بات ہے۔ کسی وقت ہجرت افضل ہے' کبھی جہاد اور کبھی کوئی اور کام۔ اسی طرح آدمی آدمی کا فرق ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لیے ہجرت افضل ہے' کسی کے لیے کوئی اور کام' جیسے آپ نے اعرابی کو ہجرت سے روک دیا تھا۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۸' ۴۱۶۹)

## (المعجم ١٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ فِي انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۵- انقطاع ہجرت کی بابت اختلاف کا ذکر

---

٤١٧٢- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كثرة السجود، ح: ١٤٢٢ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٧٧٩٠.

ہے کیونکہ ہجرت بھی تو دین کے تحفظ کے لیے کی جاتی ہے۔ گناہوں کے چھوڑنے سے بھی دین محفوظ ہو جاتا ہے۔ اگر گناہ نہ چھوڑے جائیں تو خالی ہجرت کا کیا فائدہ؟ گناہوں کو چھوڑنے والی ہجرت ہی اصل ہجرت ہے کیونکہ گناہ چھوڑنا' وطن چھوڑنے سے بہتر ہے اور ہجرت میں بھی وطن چھوڑنے کا اصل مقصد تو گناہ چھوڑنا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہی ہے۔ ④ ''جب اسے بلایا جائے'' یعنی جب اسے جہاد کے لیے بلایا جائے تو وہ آ جائے۔ اور اپنے گھر میں رہ کر شریعت پر عمل کرتا رہے۔ گاؤں اور قبائل کے رہنے والوں پر ہجرت فرض نہیں تھی جبکہ مکہ شہر میں رہنے والے مسلمانوں پر ہجرت فرض تھی' لہٰذا شہری کے لیے مشقت بھی زیادہ اور اس کا اجر بھی زیادہ تھا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ۱۳) - تَفْسِيرُ الْهِجْرَةِ (التحفة ۱۳)

## باب:۱۳- ہجرت کی ایک تشریح

٤١٧١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لِأَنَّهُمْ هَجَرُوا الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ مُهَاجِرُونَ لِأَنَّ الْمَدِينَةَ كَانَتْ دَارَ شِرْكٍ، فَجَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ.

۴۱۷۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر ؓ اس لیے مہاجر تھے کہ انھوں نے مشرکین (اور ان کے علاقے) کو چھوڑ دیا تھا۔ اور انصار میں سے بھی کچھ لوگ مہاجر تھے کیونکہ مدینہ بھی (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) شرک اور مشرکین کا علاقہ تھا' چنانچہ کچھ انصار عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ کے پاس (مکہ مکرمہ) چلے آئے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① حضرت ابن عباس ؓ انتہائی ذہین شخص تھے۔ انھوں نے یہ لطیف نکتہ پیدا کیا کہ اگر گھر بار چھوڑ کر جانے کی وجہ سے کوئی شخص مہاجر بن سکتا ہے تو وہ انصار جو بیعت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے تھے' وہ بھی مہاجر تھے کیونکہ وہ مدینہ چھوڑ کر آپ کے پاس گئے تھے اور آپ کے حکم سے دوبارہ مدینہ آئے تھے۔ اسی طرح مہاجرین کو بھی انصار کہا جا سکتا ہے کیونکہ انھوں نے ہر موقع پر آپ کا ساتھ دیا اور آپ کی مدد کی۔ اور مدد کرنے والوں کو لغت کے لحاظ سے انصار کہا جا سکتا ہے۔ یہ صرف ایک نکتہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مہاجرین وہی تھے جنھوں نے ہمیشہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑ دیے۔ حتیٰ کہ مکہ فتح ہونے پر باوجود دارالاسلام بن جانے کے وہاں ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ اور انصار وہی تھے جنھوں نے اپنا شہر' اپنے گھر' اپنی زمینیں' اپنی جائیدادیں حتیٰ کہ اپنی

---

٤١٧١_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٩.

«فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا». کرے گا۔"

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ ہجرت کرنا انتہائی مشکل اور عزیمت وعظمت والا کام ہے' ایسے لوگ بھی عظیم اور جلیل القدر ہیں' تاہم یہ ہر ایک کے بس کا معاملہ نہیں بلکہ بسا اوقات راہ ہجرت میں پیش آمدہ مشکلات سے انسان گھبرا جاتا ہے اور اپنی ہجرت پر نادم ہوتا ہے جس سے اس کی ہجرت یقیناً متاثر ہوتی ہے۔ ② اونٹوں کی زکاۃ ادا کرنا فضیلت والا عمل ہے۔ ③ مذکورہ حدیث سے صحرانشینوں اور اعرابیوں کے لیے نرمی کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ ان کی استطاعت کو مدنظر رکھ کر انھیں کسی چیز کا پابند کیا جائے۔ اسی لیے ان پر ہجرت فرض نہیں تھی جبکہ مکہ شہر والوں پر ہجرت فرض تھی۔

(المعجم ١٢) - هِجْرَةُ الْبَادِي (التحفة ١٢)

باب: ١٢- دیہاتی وبدوی کی ہجرت

٤١٧٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ هِجْرَةُ الْحَاضِرِ وَهِجْرَةُ الْبَادِي، فَأَمَّا الْبَادِي فَيُجِيبُ إِذَا دُعِيَ وَيُطِيعُ إِذَا أُمِرَ، وَأَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَ أَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَأَعْظَمُهُمَا أَجْرًا».

۴۱۷۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت کون سی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ تو ان کاموں کو چھوڑ دے جنھیں تیرا رب تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔" نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہجرت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو شہری کی ہجرت' دوسری بدوی (اعرابی) کی ہجرت۔ بدوی کا کام یہ ہے کہ جب اسے بلایا جائے تو وہ آجائے اور جب اسے حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے لیکن شہری کو مشقت بھی زیادہ ہے اور ثواب بھی۔"

فوائد ومسائل: ① "ان کاموں کو چھوڑ دے" ہجرت کے لغوی معنی چھوڑ دینے کے ہیں۔ معروف ہجرت میں گھر بار' رشتہ دار اور مال ومنال چھوڑا جاتا ہے۔ آپ نے اس لحاظ سے فرمایا کہ افضل ہجرت گناہوں کو چھوڑنا

---

٤١٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٩، ١٦٠ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٨٠، ١٥٨١، والحاكم: ١/ ١١، وللحديث شواهد عند الحسن بن عرفة (٩٠٤) وغيره.
* أبوكثير ثقة، اسمه زهير بن الأقمر الزبيدي.

ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَقَدْ تَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ، قَالَ: «اِرْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

کہنے لگا کہ میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں جبکہ میں اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کے پاس واپس جا اور جیسے تو نے انھیں رلایا ہے اسی طرح انھیں ہنسا۔''

**فوائد ومسائل:** ① ہجرت پر بیعت لینا مشروع نہیں رہا' ہاں دار کفر سے دار اسلام کی طرف ہجرت باقی ہے لیکن بغیر بیعت کے۔ ② ترجمۃ الباب 'یعنی ہجرت پر بیعت' کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ہجرت پر بیعت کی نیت سے آنے والے شخص سے رسول اللہ ﷺ نے' اس کے والدین کی عدم رضامندی کی وجہ سے بیعت نہیں لی۔ اگر اس کے والدین کا مسئلہ نہ ہوتا تو آپ بیعت لے لیتے۔ واللہ أعلم. ③ والدین کی نافرمانی اور ان کو ایذا پہنچانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر جہاد کی فرضیت کے حالات بھی نہ ہوں تو اجازت کے بغیر جانا درست نہیں۔ ④ ہر دار کفر سے ہجرت کرنا فرض نہیں اگر قبضہ کافروں کا ہو مگر وہ دینی امور میں رکاوٹ نہ ڈالتے ہوں تو وہاں سے ہجرت فرض نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو خود حبشہ بھیجا' حالانکہ وہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔

## (المعجم ١١) - شَأْنُ الْهِجْرَةِ (التحفة ١١)

## باب:١١- ہجرت کا معاملہ

٤١٦٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: «وَيْحَكَ، إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:

۴۱۶۹- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے! ہجرت بہت مشکل کام ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو ان کی زکاۃ دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''بستیوں سے باہر رہ کر نیکی کے کام کرتا رہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (ہجرت نہ کرنے کی بنا پر) تیرے عمل کے ثواب میں کوئی کمی نہیں

---

٤١٦٩_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة الإبل، ح: ١٤٥٢، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير . . . الخ، ح: ١٨٦٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٧.

مَعْرُوفٍ؟» قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ! فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَنْ أَصَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا فَنَالَتْهُ عُقُوبَةٌ فَهُوَ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ لَّمْ تَنَلْهُ عُقُوبَةٌ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ».

کی بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اور اس کو سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کو مٹا دے گی اور جس کو (دنیا میں) سزا نہ ملی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے وہ اسے معاف فرمادے، چاہے سزا دے۔''

**فوائد ومسائل:** ① یہ روایت اور سابقہ روایت متعلقہ باب سے تعلق نہیں رکھتیں کیونکہ ان میں جہاد کا کوئی ذکر نہیں، البتہ اصل باب، یعنی بیعت کے مسائل سے تعلق ہے۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ ''اچھے اور نیکی کے کام'' میں جہاد بھی داخل ہے۔ ② ''عورتوں نے بیعت کی'' جب کوئی عورت مکہ سے ہجرت کرکے آپ کے پاس پہنچتی اور مسلمان ہوتی تو آپ اس سے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ بیعت لیتے تھے۔ سورۂ ممتحنہ' آیت نمبر:۱۲ میں آپ کو ان الفاظ کے ساتھ عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا گیا تھا مگر یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت سے معروف بیعت (دست مبارک سے) نہیں لی بلکہ آپ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے۔ ساری زندگی آپ کا دست مبارک کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ فداہ أبي و أمي' ثم نفسي و روحي ﷺ. ③ ''کسی اچھے کام میں'' یہ لفظ عرفاً آ گئے ہیں ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی برے کام کا حکم دیں۔ ④ ''مٹا دے گی'' معلوم ہوا کہ دنیا میں ملنے والی شرعی سزا گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پوچھ کچھ نہیں فرمائے گا۔ احناف کے نزدیک گناہ کی معافی کے لیے توبہ بھی ضروری ہے۔ سزا تو صرف آئندہ روکنے اور عبرت کے لیے ہے لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ اس کے خلاف ہیں۔ ⑤ ''اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے'' پردہ پوشی کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہی ہے کہ معاف فرما دے گا بشرطیکہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا پردہ پوشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سچی توبہ کرے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم.

## (المعجم ١٠) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْهِجْرَةِ (التحفة ١٠)

## باب:۱۰- ہجرت پر بیعت

٤١٦٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ

۴۱۶۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

٤١٦٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل يغزو وأبواه كارهان، ح:٢٥٢٨، وابن ماجه، ح:٢٧٨٢ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبة، والثوري وغيرهما عنه به، وهو في الكبرى، ح:٧٧٨٦، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق أخرى، فالحديث صحيح.

خَالَفَهُ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ.

احمد بن سعید نے (عبیداللہ بن سعد کی) مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ جس بیعت پر دلالت کرتی ہے وہ بیعت اسلام ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی' اب کسی سے یہ بیعت لینا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے یہ بیعت لینا منقول نہیں ہے۔ اس سے بیعت تصوف کا فلسفہ کشید کرنا قطعی طور پر غلط اور ناجائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص پر دنیا میں اس کے جرم کی حد قائم ہو جائے (اسے اپنے جرم کی شرعی سزا مل جائے) تو یہ سزا اس مجرم کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔ جمہور اہل علم کا بھی یہی قول ہے' البتہ بعض اہل علم اقامت حد کے ساتھ ساتھ' کفارے کے لیے توبہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن جمہور کا قول ہی قابل حجت اور دلائل کے اعتبار سے مضبوط ہے۔ ③ یہ روایت امام نسائی رحمہ اللہ نے دو استادوں' یعنی عبیداللہ بن سعد اور احمد بن سعید سے بیان کی ہے۔ استاد احمد بن سعید نے اپنی روایت میں امام نسائی رحمہ اللہ کے دوسرے استاد عبیداللہ بن سعد کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ جب عبیداللہ بن سعد یہ روایت بیان کرتے ہیں تو وہ ابن شہاب (امام زہری) اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر کرتے ہیں اور جب احمد بن سعید یہ روایت بیان کرتے ہیں تو وہ ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ ابن شہاب رحمہ اللہ کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا شاگرد بناتے ہیں' حالانکہ امام زہری (ابن شہاب) نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ اس طرح یہ روایت منقطع بھی ہے۔

٤١٦٧ - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونِي عَلَى مَا بَايَعَ عَلَيْهِ النِّسَاءُ، أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي

۴۱۶۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ان کاموں کی مجھ سے بیعت نہیں کرتے جن کی عورتوں نے بیعت کی ہے؟ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' کسی پر اپنی طرف سے گھڑ کر بہتان نہیں باندھو گے اور کسی اچھے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ (ہم بیعت کریں گے) پھر ہم نے ان کاموں پر رسول اللہ ﷺ

٤١٦٧ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٥، وانظر الحديث السابق.

بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ».

فائدہ: ''ختم ہو چکی'' مراد مکہ مکرمہ سے ہجرت ہے کیونکہ مکہ مکرمہ فتح کے بعد دارالاسلام بن گیا تھا۔ اب وہاں سے ہجرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی' البتہ اگر کوئی اور علاقہ کافروں کے قبضے میں ہو اور وہ مسلمانوں کو اپنے دین پر آزادی سے عمل نہ کرنے دیں تو وہاں سے مسلمانوں کے لیے دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جانا اب بھی ضروری ہے۔

٤١٦٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ [سَعْدِ] بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ - وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ -: «تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ».

۴۱۶۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد صحابۂ کرام کی ایک جماعت تھی کہ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' کسی پر اپنی طرف سے گھڑ کر جھوٹ و بہتان نہیں باندھو گے اور کسی نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے' پھر جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اور تم میں سے جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کر لیا اور اس کو (دنیا میں) اس کی سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کو مٹا دے گی۔ اور جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' چاہے معاف فرمائے' چاہے سزا دے۔''

٤١٦٦ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب(١١)، ح:١٨، ومسلم، الحدود، باب: الحدود كفارات لأهلها، ح:١٧٠٩ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح:٧٧٨٤. * عمه يعقوب، وصالح هو ابن كيسان.

(المعجم ٨) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْمَوْتِ (التحفة ٨)

باب:۸-موت پر بیعت (بھی درست ہے)

٤١٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.

۴۱۶۴-حضرت یزید بن ابی عبید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حدیبیہ کے دن تم (یعنی صحابہ) نے کس بات پر نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: موت پر۔

فائدہ: موت پر بیعت کا مفہوم سابقہ روایت میں بیان ہو چکا ہے اور دونوں روایات میں تطبیق بھی کہ بعض صحابہ نے بیعت کے موقع پر موت کے لفظ بولے تھے اور بعض نے نہیں۔ یہ واقعہ بیعت رضوان کا ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر لی گئی۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے جسے آج کل شمیسیہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے صلح کی بات چیت کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا مگر مشہور ہو گیا کہ انھیں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس وقت یہ بیعت لی گئی تھی۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

(المعجم ٩) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْجِهَادِ (التحفة ٩)

باب:۹-جہاد کی بیعت

٤١٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ أَخِي يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَبِي أُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۱۶۵-حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد حضرت امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ان سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ ہجرت تو اب ختم ہو چکی ہے۔“

٤١٦٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح: ٤١٦٩، ومسلم، الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال . . . الخ، ح: ١٨٦٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٠.

٤١٦٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٢. ● عمرو بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٢ـ٢٥٤ وغيره.

کے لیے ضروری ہے کہ انسان تمام انسانوں کا خیر خواہ رہے اور اس نصیحت و خیر خواہی کا دامن کسی بھی وقت نہ چھوڑے بلکہ تا حیات اس کو حرز جاں بنائے رکھے۔ وفقنا الله جميعًا.

**٤١٦٢- أَخْبَرَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيرٍ، قَالَ جَرِيرٌ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۱۶۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ آپ کی بات سنوں گا اور مانوں گا اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا۔

فائدہ: خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مسلمان سے بھلا کروں گا اور اسے فائدہ پہنچاؤں گا' خواہ اپنا نقصان ہو جائے۔ والله أعلم.

## (المعجم ٧) - اَلْبَيْعَةُ عَلٰى أَنْ لَّا نَفِرَّ (التحفة ٧)

## باب:۷- میدان جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت

**٤١٦٣- أَخْبَرَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ، إِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَّا نَفِرَّ.

۴۱۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت موت (کے الفاظ) پر نہیں کی تھی' ہم نے صرف اس بات کی بیعت کی تھی کہ (میدانِ جنگ سے) بھاگیں گے نہیں۔

فائدہ: موت پر بیعت کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہم ثابت قدم رہیں گے' بھاگیں گے نہیں' خواہ موت والے حالات پیدا ہو جائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے بیعت کرتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ اگرچہ مر جائیں۔ صرف یہ کہا تھا کہ بھاگیں گے نہیں۔ ویسے مفہوم اور نتیجے میں کوئی فرق نہیں۔ بعض لوگوں نے موت کا لفظ بھی بولا ہے کہ بھاگیں گے نہیں' خواہ موت بھی آ جائے جیسا کہ آئندہ روایت میں اس کی صراحت ہے۔

---

٤١٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النصيحة، ح: ٤٩٤٥ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٨. وأصله متفق عليه من حديث الشعبي عن جرير به.

٤١٦٣ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال ... الخ، ح: ١٨٥٦/ ٦٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٩.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَعُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ».

وناپسند اور ہر تنگی و آسانی میں امیر کی اطاعت پر کاربند رہنا اگرچہ تجھ پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔"

## (المعجم ٦) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (التحفة ٦)

## باب:٦- ہر مسلمان کے لیے خلوص و خیر خواہی کی بیعت

٤١٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۱۶۱- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔

فوائد و مسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث مبارکہ کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ ہر شرعی امیر کی بیعت مشروع ہے اور شرعی امیر پر اعتماد کا اظہار بھی' لہٰذا مقدور بھر اس عہد کی وفا انسان پر واجب ہے۔ ہاں! البتہ استطاعت سے زیادہ ایفائے عہد کا کوئی شخص مکلف نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة٢:٢٨٦) ② لفظ "مسلم" کے عموم کی وجہ سے ہر چھوٹے بڑے' امیر غریب' عالم جاہل' مرد عورت' کالے گورے' آقا و ملازم' استاد و شاگرد' عربی عجمی اور عزیز و اقارب' نیز غیر رشتہ دار کی خیر خواہی کرنا اور اسے نصیحت کرنا فرض ہے۔ ③ معلوم ہوا کسی بھی مسلمان کے لیے دھوکا دینا' ملاوٹ کرنا' بد دیانتی اور خیانت کرنا' دوسرے مسلمان سے کینہ و بغض اور حسد و عناد رکھنا' کسی کی غیبت کرنا اور چغلی کھانا' نیز اس کی بابت کسی بھی قسم کے نقصان کا سوچنا قطعاً ناجائز اور حرام بلکہ تقاضائے ایمان کے بھی منافی ہے۔ ایک اور فرمان رسول ہے: [لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ] "تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔" (صحيح البخاري' الإيمان' حديث:١٣' وصحيح مسلم' الإيمان' حديث:٤٥) ④ دنیا و آخرت کو کارآمد اور قیمتی بنانے' نیز ابدی اور لازوال زندگی کو پرسکون اور آرام دہ گزارنے

---

٤١٦١ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب ما يجوز من الشروط في الإسلام والأحكام والمبايعة، ح:٢٧١٤، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح:٥٦/ ٩٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٧٧.

عَنْ أَبِيهِ، وَأَمَّا يَحْيَى فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَّقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كَانَ، لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

گے اور اطاعت کریں گے خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے۔ اور ہم صاحبان اقتدار سے ان کا اقتدار نہیں چھینیں گے۔ اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات پر قائم رہیں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

قَالَ شُعْبَةُ: سَيَّارٌ لَمْ يَذْكُرْ هٰذَا الْحَرْفَ حَيْثُ مَا كَانَ وَذَكَرَهُ يَحْيٰى، قَالَ شُعْبَةُ: إِنْ كُنْتُ زِدْتُ فِيهِ شَيْئًا فَهُوَ عَنْ سَيَّارٍ أَوْ عَنْ يَحْيٰى.

شعبہ نے کہا: حيث ما كان کے الفاظ سیار نے ذکر نہیں کیے یحییٰ نے ذکر کیے ہیں۔ (سیار نے صرف وأن نقول بالحق کے الفاظ کہے ہیں۔) شعبہ نے کہا: اگر میں نے اس میں کچھ زیادتی کی ہے تو وہ سیار یا یحییٰ کی طرف سے ہے۔

فائدہ: ''ترجیح دی جائے'' ظاہر ہے سب لوگوں کو عہدے نہیں دیے جا سکتے خواہ وہ اہل ہی ہوں پھر امیر سے غلطی بھی ممکن ہے کہ وہ ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق سلوک نہ کر سکے۔ ایسی صورت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلاں کو مجھ پر ترجیح دی گئی ہے اور مجھ سے میرے مقام و مرتبے کے مطابق سلوک نہیں کیا گیا۔ لیکن اتنی بات سے امیر سے بغاوت یا اس کی نافرمانی کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا لہٰذا ایسے حالات میں بھی امیر سے وفادار رہنا ہوگا اور اس کی اطاعت کرنا ہوگی ورنہ وہ شرعاً سزا کا حق دار ہوگا۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امارت و حکومت قریش مہاجرین ہی کو ملی انصار محروم رہے مگر آفرین ہے ان مخلص ترین لوگوں پر کہ انھوں نے اپنے شہر میں اور اکثریت میں ہونے کے باوجود قریش کی امارت کو دل و جان سے تسلیم کیا اور کبھی مخالفت کا نہیں سوچا۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

٤١٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،

۴۱۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اے ابو ہریرہ!) تو اپنی پسند

---

٤١٦٠- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٦.

وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ والْأَثَرَةِ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا.

فائدہ: ”جہاں بھی ہوں“ گھر میں ہوں یا باہر بازار میں ہوں یا دربار میں حتیٰ کہ ظالم و جابر سلطان و حاکم کے سامنے بھی حق بات کہیں گے۔

## (المعجم ٤) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ (التحفة ٤)

## باب:۴- عدل وانصاف کی بات کہنے پر بیعت کرنا

٤١٥٨- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنَّ أَبَاهُ الْوَلِيدَ حَدَّثَهُ عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْعَدْلِ أَيْنَ كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۴۱۵۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی کہ ہم اپنے عسر و یسر اور اپنی پسند و ناپسند میں (آپ کی) بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم کسی صاحب اقتدار سے اس کے اقتدار کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' عدل وانصاف پر قائم رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

## (المعجم ٥) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْأَثَرَةِ (التحفة ٥)

## باب:۵- اطاعت کی بیعت کرنا اگرچہ دوسروں کو ترجیح دی جائے

٤١٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُبَادَةَ بْنَ الْوَلِيدِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَمَّا سَيَّارٌ فَقَالَ:

۴۱۵۹- حضرت عبادہ بن ولید کے دادا محترم (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم اپنی تنگی و آسانی اور اپنی پسند و ناپسند میں (ہر حال میں) آپ کی بات سنیں

---

٤١٥٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٥٥، ٤١٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٣.

٤١٥٩- أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد به، كما تقدم، ح: ٤١٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٥.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر تنگی و آسانی اور ہر پسند و ناپسند میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم حاکم سے اس کی حکومت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' حق پر قائم و دائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فائدہ: حاکم' امیر یا امام کی کسی غلطی کی بنا پر اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جا سکتی کیونکہ غلطی سے پاک تو کوئی بھی نہیں۔ کیا اس شخص کے بعد پھر کسی فرشتے کو حاکم یا امام بنائیں گے؟ نیا حاکم یا امام بھی تو انسان ہی ہوگا' نیز بغاوت کرنے والے کیا خود غلطی سے پاک اور معصوم ہیں؟ البتہ اگر حاکم یا امام سے صریح کفر صادر ہو جائے تو اس کو بزور برطرف کر دیا جائے گا۔

## (المعجم ٣) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ (التحفة ٣)

## باب:٣- حق بات کہنے کی بیعت

٤١٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

۴۱۵۷- حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر تنگی و آسانی اور خوشی و ناخوشی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے' خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے۔ اور ہم حاکموں سے ان کی حکومت نہیں چھینیں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' حق بات ڈنکے کی چوٹ کہیں گے۔

---

◄◄ من حديث يحيى بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٢، والموطأ (رواية عبدالرحمٰن بن القاسم، ص: ٥٢٣، ح: ٥٠٥).

٤١٥٧- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٥٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٤، وأخرجه مسلم من حديث ابن إدريس به، انظر الحديث السابق.

امیر جب تک خود اطاعت الٰہی پر کاربند رہے گا' اس وقت تک اسے معزول کیا جا سکتا ہے نہ اس کی اطاعت ہی سے دست کش ہوا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر کسی امیر وامام میں ظاہر کفر دیکھا جائے تو اس کی اطاعت وفرمانبرداری واجب نہیں رہے گی بلکہ اسے معزول کرنے کی اگر طاقت ہو تو اسے معزول بھی کیا جائے گا یا کم از کم اس کی معزولی کی کوشش کی جائے گی۔ ④ حق پر قائم رہنا' نیز حق کا اظہار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طور پر کرنا' ہر شخص کے لیے ہر جگہ ضروری ہے۔ اس میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ⑤ ''آسانی وتنگی'' یعنی امیر کے حکم میں ہم پر تنگی آئے یا آسانی' ہم اس پر خوش ہوں یا ناخوش' اسے پسند کریں یا ناپسند' اس کی اطاعت کریں گے بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ⑥ ''نہیں چھینیں گے'' یعنی کسی ناراضی کی بنا پر یا امیر کی کسی غلطی کی بنا پر اس کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے الا یہ کہ اس سے صریح کفر صادر ہو جائے تو پھر اس کی امارت شرعاً ختم ہو جائے گی۔ بغاوت نہ کرنے کا حکم ہر امیر کے بارے میں ہے' خواہ وہ منتخب ہو یا منتخب امیر کا نامزد کردہ۔ ⑦ ''نہیں ڈریں گے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی ملامت اور ناراضی کے ڈر سے حق بات کہنے سے نہیں رکیں گے ورنہ گناہ کے مسئلے میں تو لوگوں کی ملامت سے ڈرنا چاہیے تاکہ انسان گناہوں سے بچ سکے۔

٤١٥٥- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۱۵۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہر آسانی اور تنگی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور باقی روایت حسب سابق ذکر کی۔

## (المعجم ٢) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ (التحفة ٢)

## باب:۲- یہ بیعت کہ ہم حاکم سے حکومت نہیں چھینیں گے

٤١٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۱۵۶- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی

---

٤١٥٥- [صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧١.

٤١٥٦- أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧١٩٩، ٧٢٠٠ من حديث مالك، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ٤١/١٧٠٩ بعد، ح: ١٨٤٠◄◄

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## (المعجم ٣٩) - كِتَابُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٢٢)

## بیعت سے متعلق احکام ومسائل

### (المعجم ١) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ (التحفة ١)

### باب:۱- سمع وطاعت کی بیعت

٤١٥٤- أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَّقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا، لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۴۱۵۴- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر آسانی وتنگی اور خوشی وناخوشی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم حاکم سے اس کی حکومت نہیں چھینیں گے۔ اور ہم حق پر قائم رہیں گے جہاں بھی ہوں۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

**فوائد ومسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ سمع وطاعت پر امام کی بیعت مشروع ہے۔ ② شرعی امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ہر مسلمان پر ہر حالت میں واجب ہے۔ حالت تنگی کی ہو یا آسانی کی' خوشی کی ہو یا ناخوشی کی۔ بات پسند ہو یا ناپسند' یعنی اختلاف احوال سے وجوب اطاعت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بقدر استطاعت ہر حال میں اطاعت کرنی پڑے گی الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔ ③ شرعی

---

٤١٥٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٧٧٧٠. انظر الحديث الآتي برقم: ٤١٥٦.

سمجھتا ہے کہ اب مجھ پر اس سلسلے کی تمام پابندیوں پر عمل کرنا لازم ہے' خواہ وہ شریعت کے مطابق ہوں یا اس سے ٹکرا رہی ہوں جب کہ قرآن وحدیث کی رو سے انسان کسی بھی انسان کی غیر مشروط اطاعت نہیں کر سکتا بلکہ اس میں شریعت کی قید لگانا ضروری ہے' یعنی میں تیری اطاعت کروں گا بشرطیکہ شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی نہ ہو مگر بیعت سلاسل میں یہ پابندی ناپید ہوتی ہے بلکہ اسے نامناسب خیال کیا جاتا ہے۔ بیعت سلسلہ کو بیعت اسلام پر قطعاً قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسلام دین الٰہی ہے اور سلسلہ ایک انسانی حلقہ' فکر و عمل۔ باقی رہی بیعت اطاعت تو وہ بھی دراصل بیعت اسلام ہی کی تجدید ہے کیونکہ اطاعت سے مراد شریعت اسلامیہ ہی کی اطاعت ہے' لہٰذا بیعت سلسلہ کو اس پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا' نیز اس بیعت سلسلہ سے امت میں گروہ بندی اور تفریق پیدا ہوتی ہے جس سے روکا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

ہم بھی خلوص نیت کے ساتھ آپ کے اطاعت گزار رہیں گے۔ اگر آپ نے اللہ سے وفا نہ کی تو ہم سے بھی وفا کی امید نہ رکھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَّمْ يُطِعِ اللّٰهَ] ''اللہ کے نافرمان کی قطعاً کوئی اطاعت نہیں۔'' (مسند أحمد: ۲۱۳/۳)

بیعت بَیْعٌ (سودا) سے ماخوذ ہے۔ بیع کرتے وقت لوگ عموماً ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ بیعت (معاہدہ) میں بھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے معاہدے اور عہد کو بھی بیعت کہہ دیتے ہیں۔ بیعت دراصل ایک عہد ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے تاکہ خلاف ورزی نہ ہو۔ بیعت کا دستور اسلام سے پہلے بھی تھا۔ اسلام نے بھی اس کو قائم رکھا۔ رسول اللہ ﷺ سے تین قسم کی بیعت ثابت ہے: اسلام قبول کرتے وقت بیعت، جہاد کے وقت بیعت اور شریعت کے اوامر ونواہی کے بارے میں بیعت۔ بعض اوقات آپ نے تجدید عہد کے وقت بھی بیعت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء نے بیعت خلافت لی، یعنی نئے خلیفہ کے انتخاب کے بعد اہم عہدیداران اور معاشرے کے اہم افراد نئے خلیفہ سے بیعت کرتے تھے کہ ہم آپ کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی حتی الامکان اطاعت کریں گے۔ بیعت جہاد بھی قائم رہی جو عام طور پر امام کا نائب کسی بہت اہم موقع پر لیتا تھا۔ بیعت اسلام (اسلام قبول کرتے وقت) اور بیعت اطاعت (شریعت کے اوامر ونواہی کی پابندی) ختم ہو گئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے ان دو بیعتوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا۔ اگرچہ صحابہ سے یہ بات صراحتاً ثابت نہیں مگر ان کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ ان دو بیعتوں (بیعت اسلام اور بیعت اطاعت) سے پرہیز کیا جائے۔ البتہ بیعت خلافت اور بیعت جہاد مشروع اور باقی ہیں۔ لیکن بیعت اسلام اور بیعت اطاعت کو بھی قطعاً ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ بعض صوفیاء نے جو بیعتِ سلسلہ ایجاد کی ہے کہ جب کوئی شخص ان کا مرید بنتا ہے تو وہ اس سے بیعت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہو گیا ہے، مثلاً: سلسلۂ چشتیہ، سلسلۂ نقش بندیہ، سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ سہروردیہ اور پنج پیریہ وسلسلۂ غوثیہ وغیرہ، تو یہ بیعت ایجاد بندہ اور خیر القرون کے بعد کی خودساختہ چیز ہے۔ اس کا ثبوت صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور محدثین وفقہاء سے نہیں ملتا، اس لیے اس سے پرہیز واجب ہے خصوصاً جب کہ ایسی بیعت کرنے والا

## بیعت کا مفہوم و معنی

یہ کتاب بیعت کے مسائل پر مشتمل ہے۔اس سے ماقبل کتاب' تقسیم فے کے مسائل کے متعلق ہے۔ ان دونوں کے مابین مناسبت یہ ہے کہ مال فے اور مال غنیمت اس وقت تقسیم ہوگا جب اسے کوئی تقسیم کرنے والا بھی ہو۔ چونکہ تقسیم کی نازک اور گرانبار ذمہ داری امام اور امیر ہی کی ہوتی ہے' اس لیے امیر کا تعین مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب امیر کا تعین ہوگا تو لامحالہ اس کی بیعت بھی ہوگی۔ لیکن مسلمانوں کا امام اور امیر ایسا شخص ہونا چاہیے جو اس حساس اور نازک ذمہ داری کا اہل ہو کیونکہ مسلمانوں کے تمام امور کی انجام دہی کا انحصار امیر وخلیفہ ہی پر ہوتا ہے' قوم وملت کی ترقی' فلاح و بہبود اور ملکی انتظام و انصرام کا محور و مرکز اس کی ذات ہوتی ہے۔ حدود و تعزیرات کی تنفیذ ملک میں قیام امن کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ صرف خلیفہ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب وہ شرعی طور پر شرائط خلیفہ کا حامل ہو' لہٰذا جب اس منصب کے حامل شخص کا انتخاب ہوگا تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہوگا کہ اس کی بیعت کرے۔ یہ بیعت دراصل اس قلبی اعتماد کا اظہار ہوتی ہے جس کی بنیاد پر کسی کو امیر اور امام تسلیم کیا جاتا ہے' نیز یہ عہد بھی ہوتا ہے کہ ہم اس وقت تک آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بجا لائیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے متلاشی اور اس کے قرب کے حصول کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں گے۔ جب تک آپ اللہ کی اطاعت پر کاربند رہیں گے

لیے جو دارالاسلام (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہیں اور مہاجرین کی آمد سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو ان کے بعد آئے (یا آئیں گے)۔“ یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے۔ کسی مسلمان کو بھی باہر نہیں رہنے دیا۔ سب کا اس مال میں حق ہے‘ البتہ وہ غلام جو تمھاری ملکیت میں ہیں (ان کا کوئی حق نہیں)۔ اور اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ ہر مسلمان کو اس کا حق لازماً مل کے رہے گا۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان زمینوں کی ملکیت نہیں مانگتے تھے بلکہ ان کا انتظام ہی مانگتے تھے لیکن چونکہ دونوں کا آپس میں اتفاق نہیں رہتا تھا‘ مزاج مختلف تھے‘ اس لیے عام لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ چونکہ ان کا مطالبہ تھا کہ آپ ہمیں ان کا انتظام تقسیم فرما دیں‘ یعنی نصف ایک کو نصف دوسرے کو۔ (یا جتنا حصہ بنتا اگر وراثت ملتی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ تقسیم کرنے سے یہ تصور پیدا ہوگا (خصوصاً حصہ وراثت کے مطابق تقسیم کرنے سے) کہ شاید ان کی ملکیت ہے جبکہ یہ تصور صحیح نہیں‘ لہٰذا میں تقسیم نہیں کرتا۔ دونوں مل کر انتظام کریں۔ اگر وہ اس سے عاجز ہیں تو میرے سپرد کر دیں۔ میں خود انتظام کرتا رہوں گا۔ صحیح بخاری میں اس کی تفصیل صراحت سے ہے۔ ② ”بطور وراثت ملتی“ یعنی اگر وراثت جاری ہوتی اور حصے تقسیم ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ اب ہمیں بطور وراثت تقسیم کر دیں۔ ③ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک خمس خیبر‘ بنونضیر کی زمینیں‘ فدک اور صدقۃ النبی ﷺ وغیرہ (جنھیں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی ذاتی جائیداد سمجھتے تھے اور بطور وراثت اپنا حق سمجھتے تھے) دراصل بیت المال کی ملکیت تھے اور اس میں رسول اللہ ﷺ‘ اہل بیت اور مہاجرین و انصار بلکہ تمام (موجودہ و آئندہ) مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے‘ یعنی جو بھی ضرورت مند اور محتاج ہو اسے دے دیا جائے گا‘ خواہ وہ اہل بیت سے ہو یا دیگر مسلمانوں سے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ آیات و اجزاء پڑھے جن سے ان کا مدعی ثابت ہوتا ہے۔ یقیناً اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ان لوگوں سے زیادہ معتبر ہے جنھوں نے خمس میں با قاعدہ حصے دار بنا دیے ہیں کہ ان کے حصے سے سر مو کمی بیشی نہیں ہو سکتی بلکہ تقسیم میں بھی برابری فرض کر دی ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے خیالات اوپر گزر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد ہیں۔ تجربہ کار حکمران ہیں۔ مالی معاملات کی نزاکتوں سے خوب واقف ہیں‘ نیز شریعت سے بھی کما حقہ واقف ہیں۔ مجتہد صحابہ میں داخل ہیں بلکہ ان کے سرخیل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خصوصاً ان کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ ان کی بات عقل اور اصول کے بھی بہت موافق ہے۔ واللہ أعلم.

هٰذَا لِهٰؤُلَاءِ، ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾ [التوبة: ٦٠] هٰذِهِ لِهٰؤُلَاءِ، ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] قَالَ الزُّهْرِيُّ: هٰذِهِ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً قُرًى عَرَبِيَّةً فَدَكُ كَذَا وَكَذَا فَـ ﴿مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ وَ﴿لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ﴾ ﴿وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ ﴿وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ﴾ [الحشر: ٧-١٠] فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِي هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ، أَوْ قَالَ: حَظٌّ إِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُونَ مِنْ أَرِقَّائِكُمْ، وَلَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللهُ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقُّهُ، أَوْ قَالَ: حَظُّهُ.

ملتی۔ اگر تو یہ چاہیں کہ میں ان کو اس شرط پر زمین سپرد کر دوں کہ وہ اس میں اس طرح انتظام کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں کرتا رہا ہوں' پھر تو میں اس شرط پر زمین ان کے سپرد کرتا ہوں' ورنہ میں انتظام سنبھال لیتا ہوں' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ......﴾ "تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ' رشتے داروں (اہل بیت)' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔" خمس تو ان کے لیے ہو گیا۔ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ "بلاشبہ صدقات فقراء' مساکین' صدقات جمع کرنے والے ملازمین' مؤلفۃ قلوب' غلاموں' مقروضوں اور مجاہدین کے لیے ہیں"۔ یہ (صدقات) ان کے لیے ہو گئے۔ ﴿وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ......﴾ "اور جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ان سے (بنونضیر) سے عطا فرمایا ہے' اس کے لیے تم نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔" حضرت زہری بیان کرتے ہیں کہ یہ زمینیں خالص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھیں۔ اسی طرح کچھ عربی بستیاں جیسے فدک وغیرہ بھی آپ کے لیے خاص تھیں۔ "جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم (ﷺ) کو ان بستیوں سے دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول (ﷺ)' اہل بیت' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے"۔ نیز "یہ ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جن کو ان کے گھر بار سے نکال دیا گیا اور ان انصار کے

أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ إِلَى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا، فَقَالَ النَّاسُ: افْصِلْ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، قَدْ عَلِمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» قَالَ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: «وَلِيَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخَذَ مِنْهَا قُوتَ أَهْلِهِ، وَجَعَلَ سَائِرَهُ سَبِيلَهُ سَبِيلَ الْمَالِ، ثُمَّ وَلِيَهَا أَبُوبَكْرٍ بَعْدَهُ، ثُمَّ وُلِّيتُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَصَنَعْتُ فِيهَا الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ، ثُمَّ أَتَيَانِي فَسَأَلَانِي أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُوبَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا وَأَخَذْتُ عَلَى ذٰلِكَ عُهُودَهُمَا، ثُمَّ أَتَيَانِي يَقُولُ هٰذَا: اقْسِمْ لِي بِنَصِيبِي مِنِ ابْنِ أَخِي، وَيَقُولُ هٰذَا: اقْسِمْ لِي بِنَصِيبِي مِنِ امْرَأَتِي، وَإِنْ شَاءَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ، دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، وَإِنْ أَبَيَا كُفِيَا ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ [الأنفال: ٤١]

عمر ؓ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے۔ حضرت عباس ؓ نے فرمایا: میرے اور اس (علی ؓ) کے درمیان فیصلہ فرمائیے۔ حاضرین نے بھی کہا: ان کے درمیان ضرور فیصلہ فرمائیے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: لیکن میں ان کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا جبکہ انھیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ’’ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔‘‘ رسول اللہ ﷺ ان (متنازعہ) زمینوں کے سرپرست اور متولی تھے۔ آپ ان سے اپنے اہل بیت کی خوراک لیتے اور باقی آمدن بیت المال میں رکھتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ آپ کے بعد ان کے سرپرست اور متولی بنے۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ کے بعد میں ان کا سرپرست اور متولی بنا اور میں نے ان میں وہی کچھ کیا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے، پھر یہ دونوں (حضرات علی و عباس ؓ) میرے پاس آئے اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ یہ زمین ان کے سپرد کی جائے اس شرط پر کہ وہ اسی طریقے سے اس کا انتظام کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے، حضرت ابوبکر ؓ کرتے تھے اور میں کرتا رہا ہوں۔ میں نے اس شرط پر ان کو زمین دے دی اور ان سے عہد و پیمان لے لیا۔ پھر یہ دوبارہ میرے پاس آئے۔ یہ (حضرت عباس ؓ) کہتے تھے کہ اتنی زمین میرے انتظام میں دے دیجیے جو مجھے میرے بھتیجے (رسول اللہ ﷺ) سے بطور وراثت ملتی۔ اور یہ (حضرت علی ؓ) کہتے تھے کہ اتنی زمین میرے انتظام میں دے دیجیے جو میری بیوی (حضرت فاطمہ ؓ) کو وراثت میں

الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يُعْطَى أَحَدٌ مِنْهُمْ سَهْمُ مِسْكِينٍ وَسَهْمُ ابْنِ السَّبِيلِ، وَقِيلَ لَهُ خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، وَالْأَرْبَعَةُ أَخْمَاسٍ يَقْسِمُهَا الْإِمَامُ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ الْقِتَالَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْبَالِغِينَ.

قبیلے کو دی جائے' وہ ان میں برابر تقسیم ہوتی ہے الا یہ کہ وضاحت کر دی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اور یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے حصے ان میں سے مسلمانوں کو ملیں گے (کافروں کو نہیں)۔ اور ان میں سے کسی کو دو حصے نہیں دیے جائیں گے' مثلاً: مسکین کا بھی' مسافر کا بھی (بلکہ ایک حصہ دیا جائے گا) اسے کہا جائے گا۔ ان میں سے جونسا چاہو لے لو۔ اور باقی چار حصے (یعنی خمس کے علاوہ غنیمت) امام وقت (حاکم اعلیٰ یا اس کا نمائندہ) جنگ میں حاضر ہونے والے بالغ مسلمانوں میں تقسیم کر دے گا۔

فائدہ: غنیمت اور خمس کے بارے میں تفصیلی بحث سابقہ حدیث میں ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا امام صاحب کا فرمانا کہ خمس میں فلاں فلاں کے حصے مقرر ہیں اور برابر ہیں۔ یہ فرمانا درست نہیں بلکہ خمس کا اور خمس کے مستحقین کا تعین ہے مقدار کا تعین نہیں۔ جس مصرف میں ضرورت ہو' خرچ کرے اور جس قدر ضرورت ہو' خرچ کرے۔ یہ نہیں کہ فقراء و مساکین اور قرابت داروں کو عین برابر حصے دے بلکہ ان کو ان کی حاجت کے مطابق ملے گا' یعنی اللہ تعالیٰ نے خمس' یعنی بیت المال کے مصارف بیان فرمائے ہیں نہ کہ ان کے حصے بیان کیے ہیں کہ سب کے برابر ہیں یا کم وبیش۔ یہ کہیں منقول نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رشتے داروں یا دوسرے مستحقین میں عین برابر مال تقسیم کیا ہو بلکہ غزوۂ حنین کے خمس سے آپ نے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دیے تھے اور بعض کو کچھ بھی نہیں دیا تھا' نیز یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی علاقے میں اہل بیت ہی نہ ہوں۔ تو پھر ان کا حصہ کن کو دیا جائے گا؟ اصل یہی ہے کہ مستحقین متعین ہیں لیکن حصہ متعین نہیں جو بھی مستحق پایا جائے گا اس کی حاجت کے مطابق اسے دیا جائے گا۔ والعلم عنداللہ.

٤١٥٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ

۴۱۵۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس ؓ حضرت

---

٤١٥٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٩ عن إسماعيل ابن علية به، أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ٣٠٩٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧/ ٤٩ من حديث مالك بن أوس به.

نے صدقے کی نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔ واللہ أعلم.

وَقَدْ قِيلَ: يُؤْخَذُ مِنَ الْغَنِيمَةِ شَيْءٌ فَيُجْعَلُ فِي الْكَعْبَةِ وَهُوَ السَّهْمُ الَّذِي لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَسَهْمُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْإِمَامِ يَشْتَرِي الْكُرَاعَ مِنْهُ وَالسِّلَاحَ، وَيُعْطِي مِنْهُ مَنْ رَأَى مِمَّنْ [رَأَى] فِيهِ غَنَاءً وَمَنْفَعَةً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَمِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْقُرْآنِ، وَسَهْمُ الَّذِي لِذِي الْقُرْبٰى وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ بَيْنَهُمُ الْغَنِيُّ مِنْهُمْ وَالْفَقِيرُ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُ لِلْفَقِيرِ مِنْهُمْ دُونَ الْغَنِيِّ كَالْيَتَامٰى وَابْنِ السَّبِيلِ، وَهُوَ أَشْبَهُ الْقَوْلَيْنِ بِالصَّوَابِ عِنْدِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى سَوَاءٌ، لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ ذٰلِكَ لَهُمْ، وَقَسَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمْ، وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ فَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَلَا خِلَافَ نَعْلَمُهُ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي رَجُلٍ لَوْ أَوْصٰى بِثُلُثِهِ لِبَنِي فُلَانٍ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ وَأَنَّ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى فِيهِ سَوَاءٌ إِذَا كَانُوا يُحْصَوْنَ. فَهٰكَذَا كُلُّ شَيْءٍ صُيِّرَ لِبَنِي فُلَانٍ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ إِلَّا أَنْ يُبَيِّنَ ذٰلِكَ الْآمِرُ بِهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ، وَسَهْمٌ لِلْيَتَامٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمٌ لِلْمَسَاكِينِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمٌ لِابْنِ السَّبِيلِ مِنَ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غنیمت سے کچھ مال لے کر بیت اللہ پر صرف کیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ والا حصہ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا حصہ اب امام وقت یعنی حاکم اعلیٰ کو ملے گا۔ وہ اس سے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ خرید ے گا اور جن کو وہ مناسب سمجھے ان کو اس میں سے عطیات دے گا، مثلاً: جن لوگوں نے مسلمانوں کے لیے کوئی کارنامے سرانجام دیے ہوں اور جن سے مسلمانوں کا فائدہ ہو۔ محدثین فقہاء حفاظ اور دیگر اہل علم وغیرہ (بھی اس میں شامل ہیں)۔ ''قرابت داری'' کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم ہوگا، خواہ وہ مالدار ہوں یا فقیر۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں سے صرف فقراء کو ملے گا، اغنیاء کو نہیں، جیسے یتیموں اور مسافروں میں سے صرف فقراء کو ملتا ہے۔ اور میرے نزدیک یہ قول زیادہ درست ہے۔ واللہ أعلم. چھوٹے، بڑے، مرد اور عورت سب اس میں برابر ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حصہ ان کے لیے مقرر فرمادیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان میں تقسیم فرمایا۔ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہو۔ (اس کی دلیل یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص کسی خاندان کے لیے اپنی متروکہ جائیداد کے تیسرے حصے کی وصیت کر جائے تو علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ ان کے درمیان برابر تقسیم ہو گا۔ مذکر مؤنث گنتی کے وقت ایک سے ہوں گے (یعنی کم وبیش نہیں دیا جائے گا)۔ اسی طرح جو بھی چیز کسی

ان حصوں کو خمس سے الگ ظاہر کر رہے ہیں۔ باقی روایات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ (دیکھیے فوائد' حدیث: ۴۱۴۳، ۴۱۴۴)

٤١٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: اَلْخُمُسُ الَّذِي لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَرَابَتِهِ، لَا يَأْكُلُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ شَيْئًا، فَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِذِي قَرَابَتِهِ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِلْيَتَامٰى مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِلْمَسَاكِينِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِابْنِ السَّبِيلِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

۴۱۵۲- حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ وہ خمس جو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے تھا' وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا کیونکہ وہ صدقہ نہیں لیتے تھے' لہٰذا خمس کا پانچواں حصہ نبی اکرم ﷺ کے لیے تھا۔ اور خمس کا ایک اور پانچواں حصہ آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا۔ یتیموں کے لیے بھی اسی قدر (پانچواں حصہ) تھا۔ مساکین کے لیے بھی (پانچواں حصہ) تھا۔ اور مسافروں کے لیے بھی پانچواں حصہ تھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لِلّٰهِ﴾. اِبْتِدَاءُ كَلَامٍ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَعَلَّهُ إِنَّمَا اسْتَفْتَحَ الْكَلَامَ فِي الْفَيْءِ وَالْخُمُسِ بِذِكْرِ نَفْسِهِ لِأَنَّهَا أَشْرَفُ الْكَسْبِ، وَلَمْ يَنْسُبِ الصَّدَقَةَ إِلٰى نَفْسِهِ عَزَّ وَجَلَّ لِأَنَّهَا أَوْسَاخُ النَّاسِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ "تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول ﷺ' آپ کے رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔" اللہ تعالیٰ کا فرمانا ﴿لِلّٰهِ﴾ یہ تو آغاز کلام (تبرک) کے لیے ہے۔ کیونکہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے غنیمت اور خمس کے مسئلے میں اپنا ذکر پہلے اس لیے فرمایا ہو کہ یہ انتہائی عمدہ کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ

---

٤١٥٢- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٠/ ٥ من حديث شريك القاضي به. وهو في السير للفزاري (ملحق، ح: ٥٣٤) * خصيف تقدم حاله، ح: ٢٧٥٥.

مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا سَهْمُ الصَّفِيِّ فَغُرَّةٌ يُخْتَارُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ شَاءَ.

بارے میں آپ کو اختیار تھا کہ جو بھی پسندیدہ اور نفیس چیز آپ پسند فرماتے' لے سکتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① "صفي" اس خصوصی حصے کو کہا جاتا ہے جو امام و رئیس مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ذات کے لیے چن لے' مثلاً: لونڈی' غلام' اونٹ اور گھوڑا وغیرہ۔ ② گویا آپ کو خمس میں مکمل اختیار تھا۔ آپ کسی بھی چیز کو اپنے لیے خصوصی طور پر پسند فرما سکتے تھے جیسے آپ نے خیبر کے قیدیوں سے حضرت صفیہ ام المومنین ؓ کو پسند فرمایا اور ان کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ ③ دلائل کی رو سے مذکورہ روایت مرسل صحیح ہے۔

٤١٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ مُطَرِّفٍ بِالْمِرْبَدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدَمٍ، قَالَ: كَتَبَ لِي هٰذِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَهَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَقْرَأُ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَقْرَأُ، فَإِذَا فِيهَا مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ، أَنَّهُمْ إِنْ شَهِدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِينَ، وَأَقَرُّوا بِالْخُمُسِ فِي غَنَائِمِهِمْ، وَسَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ، فَإِنَّهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللهِ وَرَسُولِهِ.

۴۱۵۱- حضرت یزید بن شخیر سے مروی ہے کہ میں (بصرہ کے محلے) مربد میں حضرت مطرف کے ساتھ تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس کے پاس سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے لکھ کر دیا تھا۔ تم میں سے کوئی پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا: میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں لکھا تھا: "یہ دستاویز نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کے لیے لکھی گئی ہے کہ اگر وہ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کی گواہی دیں' مشرکین سے الگ تھلگ ہو جائیں اور اپنی حاصل کردہ غنیمتوں میں سے خمس (حکومت کو) دینے کا اقرار کریں' نیز وہ نبی ﷺ کا عام حصہ اور خصوصی حصہ (صَفِيّ) بھی ادا کریں تو (وہ بے خوف ہو کر رہیں)۔ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے پروانۂ امن حاصل ہوگا۔"

فائدہ: صحیح بات یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا عمومی و خصوصی حصہ بھی خمس میں شامل ہے' اگرچہ ظاہر الفاظ

---

٤١٥١- [صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ٢٩٩٩ من حديث يزيد بن عبدالله بن الشخير به، انظر الحديث السابق، وهو في الملحق من السير للفزاري، ح: ٥٣٣، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٩٩، وابن حبان، ح: ٩٤٩.

خرچ کیا جائے' مثلاً: حاکم وقت اور دیگر ملازمین کی تنخواہ' ضرورت مند اور محتاج حضرات کے وظائف' جہاد کی تیاری اور مسلمانوں کی بہبود کے دوسرے کام۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس میں جو تصرف فرمایا' وہ اللہ کے حکم کے مطابق فرمایا اور یہی رسول کی ذمہ داری ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد' حدیث: ۴۱۳۸)

٤١٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾. قَالَ: قُلْتُ: كَمْ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ: خُمُسُ الْخُمُسِ.

۴۱۴۹- موسیٰ بن ابو عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن جزار سے اس آیت: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ "تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔" کے (مفہوم کے) بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کا خمس میں کتنا حصہ تھا؟ انھوں نے کہا: خمس کا پانچواں حصہ۔

فائدہ: آیت کے ظاہر الفاظ سے استدلال کیا گیا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ پانچ مصارف ذکر ہیں' لہٰذا ہر مصرف میں خمس کا پانچواں حصہ صرف کیا جائے گا لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ آیت میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ ہر ایک کو برابر رکھو بلکہ یہ تو حالات وحاجات پر موقوف ہے۔ جس مصرف میں زیادہ کی ضرورت ہے' وہاں زیادہ صرف کیا جائے اور جس میں کم ضرورت ہے' وہاں کم خرچ کیا جائے۔ کسی ایک کا حصہ مقرر نہیں۔ روایت میں مذکور یحییٰ بن جزار کو غالی شیعہ کہا گیا ہے۔ واللہ أعلم. ویسے وہ سچا تھا۔

٤١٥٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ، فَقَالَ: أَمَّا سَهْمُ النَّبِيِّ ﷺ فَكَسَهْمِ رَجُلٍ

۴۱۵۰- حضرت مطرف سے منقول ہے کہ حضرت شعبی سے نبی اکرم ﷺ کے حصے اور آپ کے صَفِيّ (خاص حصے) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: نبی ﷺ کا (عام) حصہ تو ایک عام مسلمان آدمی کے حصے کے برابر تھا' البتہ صَفِيّ (خصوصی حصے) کے

---

٤١٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨ من حديث موسى به، وهو في السير للفزاري: ٥٣٨.

٤١٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخراج والفيء والإمارة، باب ماجاء في سهم الصفي، ح: ٢٩٩١ من حديث مطرف بن طريف به، وهو مرسل.

٤١٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ﴾. قَالَ: هٰذَا مَفَاتِحُ كَلَامِ اللهِ، اَلدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ لِلَّهِ، قَالَ: اِخْتَلَفُوا فِي هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، سَهْمِ الرَّسُولِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى، فَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ الرَّسُولِ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِهِ، وَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الرَّسُولِ [ﷺ]، وَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الْخَلِيفَةِ، فَاجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ عَلٰى أَنْ جَعَلُوا هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ فِي الْخَيْلِ وَالْعُدَّةِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَكَانَا فِي ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

۴۱۴۸- حضرت قیس بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن بن محمد سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ﴾ ”جان لو کہ تم جو بھی غنیمت حاصل کرو، اس کا خمس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔“ کے (مفہوم کے) بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا آغاز کلام کا انداز ہے ورنہ دنیا اور آخرت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، البتہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ اور قرابت داروں کے دو حصوں میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ کے بعد آپ کا حصہ خلیفہ اور حاکم وقت کے لیے ہوگا۔ اسی طرح بعض نے کہا کہ رشتے داروں کا حصہ اب بھی رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے لیے ہے۔ اور بعض نے کہا: اب رشتے داروں کا حصہ خلیفۂ وقت کے رشتے داروں کے لیے ہوگا، پھر بالآخر انھوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ یہ دونوں حصے جہاد کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے میں خرچ کیے جائیں، چنانچہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں یہ دونوں حصے اسی مصرف میں خرچ ہوتے رہے۔

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کا جو حصہ تھا، آپ کے بعد اس کے حق دار خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر کے بعد خلیفۂ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے لیکن ان دونوں محترم بزرگوں نے ہرگز وہ حصہ نہ لیا۔ یہ حدیث ان کی حقانیت اور بے نیازی و غناء کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ② جیسا کہ پہلے بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ خمس دراصل بیت المال کا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ مقرر نہیں۔ جہاں ضرورت ہو

---

٤١٤٨ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨ من حديث سفيان الثوري به. وتابعه أبونعيم وأبوسامة عن قيس به، عند ابن أبي حاتم في تفسيره: ٥/ ١٧٠٤، ح: ٩٠٩١. وللحديث شواهد، وهو في السير للفزاري: ٥٣٧.

ہی کی ملکیت تھا۔ آپ کا یہ طرز عمل اس لیے تھا کہ کوئی نابکار منافق یا کافر یہ نہ کہہ سکے کہ آپ نے دعوائے نبوت صرف مال جمع کرنے کے لیے کیا ہے۔ جب آپ نے اپنی زندگی میں کوئی جائیداد ہی نہیں بنائی بلکہ جو کچھ آتا تھا وہ بیت المال میں جمع فرماتے تھے صرف اپنے ضروری اخراجات وصول فرماتے تھے تو پھر وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت فاطمہ ؓ خاتون ہونے کی وجہ سے اس حقیقت سے واقف نہ تھیں۔ حضرت عباس ؓ بھی آخری دور میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں اگر ان حضرات کو یہ بات معلوم نہ ہو سکی۔ حضرت ابوبکر ؓ جو کہ رازدار نبوت تھے اس حقیقت سے مطلع تھے۔ یہ حدیث (ہمارے متروکہ مال میں وراثت نہیں چلتی) حضرت ابوبکر کے علاوہ بعض دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے۔ سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں طرز عمل تھا کہ آپ نے نہ کبھی غنیمت میں اپنا حصہ لیا نہ خمس کو اپنا ذاتی مال سمجھا۔ صرف ضرورت کے لیے استعمال فرمایا۔ وراثت تو اس مال میں ہوتی ہے جو مملوکہ ہو۔ جب یہ مال (زمینیں وغیرہ) آپ کی ملکیت ہی نہیں تھا تو وراثت کیسے جاری ہوتی؟

٤١٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ﴾ [الأنفال: ٤١] قَالَ: خُمُسُ اللهِ وَخُمُسُ رَسُولِهِ وَاحِدٌ. كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْمِلُ مِنْهُ، وَيُعْطِي مِنْهُ، وَيَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ، وَيَصْنَعُ بِهِ مَا شَاءَ.

۴۱۴۷- حضرت عطاء سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ ...... الآية﴾ ”تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول (ﷺ) اور رشتے داروں کے لیے ہے۔“ کے بارے میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ ایک ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس حصے میں سے (مفلس اور تنگ دست لوگوں کو جہاد کے لیے) سواریاں مہیا کرتے اور اس میں سے ضرورت مندوں اور محتاجوں کو دیتے۔ جہاں چاہتے خرچ فرماتے اور اس سے جو چاہتے کرتے۔

فائدہ: ”ایک ہی ہے“ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو بطور تبرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی الگ حصہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ خمس میں کلیتاً بااختیار تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ بیت اللہ پر خرچ کیا جائے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ خمس مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کی صوابدید کے سپرد تھا۔ اس میں کسی کا حصہ مقرر نہیں تھا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی اختیار حاکم وقت کو تھا۔

---

٤١٤٧- [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨، ٣٣٩ من حديث عبدالملك به مختصرًا، وهو في السير للفزاري أبي إسحاق، ح: ٥٣٥.

فرماتے تھے۔ ② جائز اسباب کا حصول توکل کے خلاف نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جنگی اسلحہ اور ہتھیار وغیرہ خریدا کرتے تھے' نیز اسی طرح اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچہ جمع کر رکھنا بھی توکل علی اللہ کے منافی نہیں۔

٤١٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ صَدَقَتِهِ وَمِمَّا تَرَكَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ».

۴۱۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ ان سے نبی ﷺ کے صدقہ اور خمس خیبر سے اپنی وراثت طلب کرتی تھیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہمارے ترکے میں وراثت نہیں چلتی۔''

**فوائد ومسائل:** ① پیچھے گزر چکا ہے کہ اہل بیت خمس کو اپنا حق سمجھتے تھے جبکہ دیگر صحابہ کے نزدیک خمس بیت المال کی ملکیت ہوتا ہے' البتہ اس میں سے اہل بیت کے محتاج لوگوں سے تعاون کیا جائے گا۔ حضرت فاطمہ ؓ نے اپنے خیال کے مطابق خیبر کے خمس' بنونضیر کی زمینوں' فدک کی زمین اور صدقۃ النبی ﷺ سے وراثت طلب کی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے وضاحت فرمائی کہ یہ زمینیں آپ کی ذاتی نہیں بلکہ بیت المال کی ملکیت تھیں' لہٰذا ان میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ ② ''نبی ﷺ کے صدقہ سے'' یہ زمین بعد میں اس نام سے مشہور ہوئی ورنہ اگر اسی وقت یہ صدقہ کے نام سے معروف تھی تو حضرت فاطمہ ؓ اس سے وراثت طلب نہ فرماتیں۔ بعض دیگر روایات میں آتا ہے کہ یہ زمین ایک یہودی شخص (مخیریق) نے بطور وصیت آپ کے لیے ہبہ کی تھی۔ ③ ''وراثت نہیں چلتی'' کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی جائیداد نہیں بنائی' نہ غنیمت سے حصہ لیا بلکہ آپ غنیمت سے خمس وصول فرماتے تھے جس سے اپنے اخراجات پورے کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کے مصالح میں صرف ہوتا تھا۔ گویا آپ نے خمس سے صرف ضروریات پوری کی تھیں' اسے اپنی ملکیت نہیں بنایا تھا بلکہ وہ دراصل بیت المال

---

٤١٤٦- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ . . . الخ، ح:٣٧١١ من حديث شعيب، ومسلم، الجهاد، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح:١٧٥٩ من حديث الزهري به، وهو في كتاب السير للفزاري أبي إسحاق، ح:٥٣٩.

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى بَعِيرًا فَأَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ».

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس آئے اور اپنی دو انگلیوں کے درمیان اس کے کوہان سے اون پکڑی اور فرمایا: ”میرے لیے مال غنیمت سے اتنا بھی جائز نہیں علاوہ خمس کے اور وہ خمس بھی تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔“

٤١٤٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْهَا قُوتَ سَنَةٍ، وَمَا بَقِيَ جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللهِ.

۴۱۴۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنونضیر کا مال ان مالوں میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کے بغیر عطا فرمایا تھا‘ مسلمانوں نے اس کے حصول کے لیے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے (لڑائی کے بغیر ہی حاصل ہوا)۔ آپ اس میں سے اپنے لیے (اور اپنے گھر والوں کے لیے) ایک سال کی خوراک رکھ لیتے تھے اور باقی مال کو جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے میں خرچ فرما دیتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① بنونضیر ایک یہودی قبیلہ تھا جس کو ان کی بدعہدی کی سزا میں مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔ وہ اپنا سامان وغیرہ تو ساتھ لے گئے تھے‘ البتہ ان کی زمینیں مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی تھیں لیکن وہ بیت المال کی ملکیت تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ذاتی اور گھریلو اخراجات چونکہ بیت المال کے ذمے تھے‘ اس لیے آپ اپنے اہل بیت کی سالانہ خوراک اس میں سے رکھ لیتے اور باقی مال مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لیے خرچ

---

◀◀ ابن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ۱۰۸۰ وغيره، وسنده حسن، وهو في العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام بتحقيقي، ح: ۲۰۳. يسر الله لنا طبعه.

٤١٤٥ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ۲۹۰٤، ومسلم، الجهاد، باب حكم الفيء، ح: ۱۷۵۷ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤١٤٣ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَبَرَةً مِّنْ جَنْبِ بَعِيرٍ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكُمْ قَدْرُ هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ».

۴۱۴۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن ایک اونٹ کے پہلو سے اون کا ایک بال لیا اور فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمھیں عطا فرمایا ہے' اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ اتنا بھی جائز نہیں اور خمس بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اِسْمُ أَبِي سَلَّامٍ مَمْطُورٌ وَهُوَ حَبَشِيٌّ، وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ (راویٔ حدیث) ابوسلام کا نام ممطور ہے اور وہ حبشی ہے۔ اور (صحابیٔ رسول ﷺ) ابوامامہ کا نام صدی بن عجلان ہے۔

فائدہ: ''تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے'' کیونکہ یہ خمس دراصل بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے اور وہاں سے یہ مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا ہے۔ ان الفاظ سے امام صاحب رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا ہے کہ خمس صرف اہل بیت کا حق نہیں بلکہ یہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ وہاں سے ضرورت کے مطابق اہل بیت پر بھی خرچ ہوگا اور دوسرے عوام الناس پر بھی۔ اور یہ استدلال صحیح ہے اور یہی صحیح مسلک ہے۔ واللہ أعلم۔

٤١٤٤ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۴۱۴۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم

---

٤١٤٣_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٩ من حديث الفزاري به، وهو في كتاب السير للفزاري، ح: ٥١٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٩٣، وأصله عند الترمذي، ح: ١٥٦١، وحسنه ابن ماجه، ح: ٢٨٥٢، والحاكم: ٢/ ١٣٥، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح: ٢٧٥٥ وغيره.

٤١٤٤_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، ح: ٢٦٩٤ من حديث حماد بن سلمة به◀◀

آپ کے برابر کے رشتہ دار ہیں۔ بنومطلب کو دینا اور ہمیں نہ دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنومطلب ایک ہی ہیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ ابتلاء کا شکار تھے تو بنو ہاشم کے ساتھ ساتھ بنومطلب نے بھی آپ کی بھرپور مدد کی تھی لیکن بنوعبدشمس اور بنونوفل مجموعی طور پر آپ سے لاتعلق رہے اور آپ کا ساتھ نہ دیا' اس لیے آپ نے عطیات دیتے وقت بنومطلب کو اپنے ساتھ رکھا اور بنونوفل اور بنوعبدشمس کو الگ رکھا۔ اور آپ اس سلسلے میں حق بجانب تھے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رشتے داروں کو خمس میں سے دیا۔ معلوم ہوا آپ کے رشتہ داروں کا خمس میں حصہ ہے لیکن حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اب بھی اہل بیت کا یہ حق قائم ہے اور کیا پورا خمس ان کا ہے؟ بحث گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث:۴۱۳۸)

٤١٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبٰى بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَتَيْتُهُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِي جَعَلَكَ اللهُ بِهِ مِنْهُمْ، أَرَأَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطَيْتَهُمْ وَمَنَعْتَنَا، فَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُونِي فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۴۱۴۲- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قرابت داری کا حصہ بنوہاشم اور بنومطلب میں تقسیم فرمادیا تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا تو ہم انکار نہیں کرتے کیونکہ وہ آپ کا خاندان ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے بنایا ہے لیکن بنومطلب کو آپ نے دیا اور ہمیں نہیں دیا' حالانکہ درحقیقت آپ سے ہمارا اور ان کا تعلق ایک جیسا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دور جاہلیت میں بھی مجھ سے جدا نہیں رہے اور اسلام میں بھی ہمارے ساتھ رہے' لہٰذا بنوہاشم اور بنومطلب ایک چیز ہیں۔'' (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا۔

---

٤١٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٤١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يُونُسَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَلِّمَانِهِ فِيمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَيْنٍ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِهِمْ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَرٰى هَاشِمًا وَالْمُطَّلِبَ شَيْئًا وَاحِدًا». قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: وَلَمْ يَقْسِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِّنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ شَيْئًا، كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ.

۴۱۴۱- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارا مقصد آپ سے غزوۂ حنین کی غنیمت بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کرنے کے بارے میں بات چیت کرنا تھا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب بن عبد مناف کو (خمس میں سے) حصہ دیا مگر ہمیں کچھ نہیں دیا جبکہ آپ سے ہماری اور ان کی رشتے داری ایک جیسی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ایک ہی چیز سمجھتا ہوں۔“ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو اس خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ دیا۔

**فائدہ:** آپ کے جد امجد عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ رسول اللہ ﷺ ہاشم کی نسل سے تھے۔ مطلب، عبد شمس اور نوفل کی اولاد آپ کے چچا زاد تھے۔ غزوۂ حنین میں بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ اس کے خمس کی مقدار بھی بہت زیادہ تھی۔ آپ نے اس سے بڑے بڑے عطیات دیے۔ اپنے رشتہ داروں میں سے آپ نے اپنے خاندان بنو ہاشم اور اپنے چچا زاد بنو مطلب کے لوگوں کو عطیات دیے مگر بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو کچھ نہیں دیا، حالانکہ وہ بھی آپ کے چچا زاد تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنو عبد شمس میں سے تھے اور حضرت جبیر بن مطعم بنو نوفل میں سے تھے۔ وہ دونوں صورت حال کی وضاحت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بنو ہاشم تو آپ کا خاندان ہے ان کو حصہ دینا بجا مگر بنو مطلب اور ہم

٤١٤١_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس بن يزيد به.

إِلَى عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ كِتَابًا فِيهِ: وَقَسْمُ أَبِيكَ لَكَ الْخُمُسَ كُلَّهُ، وَإِنَّمَا سَهْمُ أَبِيكَ كَسَهْمِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، وَفِيهِ حَقُّ اللهِ وَحَقُّ الرَّسُولِ، وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، فَمَا أَكْثَرَ خُصَمَاءَ أَبِيكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ! فَكَيْفَ يَنْجُو مَنْ كَثُرَتْ خُصَمَاؤُهُ، وَإِظْهَارُكَ الْمَعَازِفَ وَالْمِزْمَارَ بِدْعَةٌ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ إِلَيْكَ مَنْ يَجُزُّ جُمَّتَكَ جُمَّةَ السُّوءِ.

عام مسلمان کے حصے کے برابر تھا۔ اس (خمس) میں تو اللہ تعالیٰ کا حق تھا' رسول اللہ ﷺ کا' رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا' یتامیٰ و مساکین اور مسافروں کا حق تھا۔ قیامت کے دن تیرے باپ سے جھگڑا کرنے والے لوگ کس قدر ہوں گے! وہ شخص کیسے نجات پائے گا جس سے حق وصول کرنے والے اس قدر زیادہ ہوں؟ پھر تیرا اعلانیہ آلات موسیقی استعمال کرنا اور بنسری بجانا اسلام کے اندر ایک بدعت ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے پاس ایسا شخص بھیجوں جو تیرے لمبے لمبے قبیح بالوں کو کاٹ دے۔ (یا تیرے لمبے قبیح بالوں سے پکڑ کر تجھے گھسیٹ لائے۔)

**فوائد و مسائل:** ① حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ خمس صرف ان کا حق ہے جن کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے اور یہ انھی پر خرچ ہوگا۔ اس میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا' چنانچہ مطلق العنان حکمران اور ملوک وسلاطین اس میں جو من مانے تصرف کرتے ہیں وہ صریح ظلم اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا ہے' لہٰذا ایسے شخص کی نجات ایک سوالیہ نشان ہی ہے۔ ② عمر بن ولید خلیفہ ولید بن عبدالملک کا بیٹا تھا۔ یہ شہزادے محلوں میں اور سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئے تھے۔ عیش و عشرت ان کی گھٹی میں پڑ چکی تھی' اس لیے اس کے قبیح کاموں پر اس کو ڈانٹ پلائی۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً. ③ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ بھی اگرچہ شہزادے ہی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا پلٹ دی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد تو وہ ''حضرت عمر ؓ'' ہی بن گئے تھے حتی کہ تاریخ نے ان کو ''عمر ثانی'' کا لقب دیا اگرچہ ان کو صرف اڑھائی سال حکومت کا موقع ملا اور وہ صرف سینتیس (۳۷) سال کی عمر میں اپنے مولا کو پیارے ہو گئے۔ صحابی نہ ہونے کے باوجود ان کے لیے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ کہنے کو جی کرتا ہے۔ ④ ''لمبے لمبے قبیح بال'' لمبے بال رکھنا منع نہیں۔ ممکن ہے اس نے لمبے بالوں کو تکبر کا ذریعہ بنا لیا ہو۔ اور لمبے بال اس کے لیے یا دوسروں کے لیے فتنہ بن گئے ہوں جیسا کہ حضرت عمر ؓ نے ایک شخص کا سر منڈا دیا تھا جس کی زلفیں دوسروں کے لیے فتنے کا باعث تھیں۔ (تاریخ دمشق الکبیر: ۲۰،۱۷/۳۳) اس صورت میں یہ انتظامی مسئلہ بن جاتا ہے جو قابل گرفت ہوتا ہے' نیز لڑکوں اور لڑکیوں کا حد سے زیادہ زیب و زینت کی طرف توجہ دینا ہلاکت کا باعث ہے۔

ضروریات پوری کریں۔ باقی آمدن بیت المال کی ہوگی اور زمین بھی حکومت ہی کی رہے گی۔ ⑥ آج کل تو یہ مسئلہ خود بخود طے ہو چکا ہے، نہ مال غنیمت آتا ہے اور نہ خمس ہی کی صورت بنتی ہے۔ صرف بیت المال، یعنی سرکاری خزانہ ہوتا ہے جس سے حاجت مند اور فقیر لوگوں کی حاجات پوری کی جائیں گی۔ وہ اہل بیت سے ہوں یا عام مسلمان۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی اور یہی درست ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٤١٣٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ؟ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هُرْمُزَ: وَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ: كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ؟ وَهُوَ لَنَا، أَهْلَ الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ دَعَانَا إِلَى أَنْ يُنْكِحَ مِنْهُ أَيِّمَنَا، وَيُخْدِيَ مِنْهُ عَائِلَنَا، وَيَقْضِيَ مِنْهُ عَنْ غَارِمِنَا، فَأَبَيْنَا إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَهُ لَنَا وَأَبٰى ذٰلِكَ، فَتَرَكْنَاهُ عَلَيْهِ.

۴۱۳۹- حضرت یزید بن ہرمز سے منقول ہے کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحریری طور پر پوچھا کہ "قرابت داری" کا حصہ کس کو ملے گا؟ یزید بن ہرمز نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے نجدہ کو جواب میں نے تحریر کیا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ تم نے مجھ سے "قرابت داروں" والے کے حصے کے متعلق پوچھا ہے کہ کس کو ملے گا؟ یہ حصہ دراصل ہم اہل بیت کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ پیش کش کی تھی کہ اس حصے میں سے میں، تم میں سے غیر شادی شدہ کی شادی کروں گا اور فقیر کو عطیہ دوں گا اور مقروض کا قرض ادا کروں گا، لیکن ہم نے (اسے قبول کرنے سے) انکار کر دیا الا یہ کہ وہ ہمارا خمس پورے کا پورا ہمیں دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا تو ہم نے یہ انھی پر چھوڑ دیا (اور تھوڑا لینے سے انکار کر دیا)۔

٤١٤٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

۴۱۴۰- حضرت اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عمر بن ولید کو لکھا کہ تیرے باپ (ولید بن عبدالملک بن مروان) نے تجھے پورا خمس دے دیا تھا، حالانکہ درحقیقت تیرے باپ کا حصہ ایک

٤١٣٩- أخرجه مسلم، ح: ١٨١٢/ ١٣٨ من حديث محمد بن علي به، انظر الحديث السابق.

٤١٤٠- [إسناده صحيح] وهو في كتاب السير للفزاري (ص: ٢٩٣، رقم: ٥٣٦ ملحق من المحقق).

بیان کیا گیا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خط کتابت کے ذریعے سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ نجدہ حروری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک تحریر لکھ کر چند ایک مسائل کا جواب معلوم کیا تھا۔ صحیح مسلم میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس نے پانچ سوالوں کا جواب طلب کیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم...... حدیث:۱۸۱۲) ③ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مصلحت ہو یا کسی قسم کے فساد کا خطرہ ہو تو عالم شخص کو اہل بدعت کو بھی فتویٰ دے دینا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدہ حروری کو تحریری جواب لکھ بھیجا تھا۔ ④ "حروری" یہ نسبت ہے بستی "حروراء" کی طرف۔ یہاں خارجیوں کا اولین اجتماع ہوا تھا۔ اس نسبت سے ہر خارجی کو حروری کہا جاتا ہے، چاہے وہ حروراء بستی سے تعلق نہ بھی رکھتا ہو۔ اس حوالے سے دیکھیے: حدیث:۸، ۷، ۴۱۰۷) ⑤ "قرابت داروں کا حصہ" قرآن مجید میں غنیمت کے علاوہ خمس کے مصارف میں "قرابت داروں" کا ذکر ہے۔ اس کے تعین میں اختلاف ہے۔ مشہور بات تو یہی ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے رشتے دار مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ امام شافعی اور دیگر اکثر اہل علم کے نزدیک قرابت داروں سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم وقت کے رشتے دار مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دور میں حاکم بھی تھے۔ اس لحاظ سے آپ کے رشتہ دار مَصْرَف تھے۔ یہ نہیں کہ اب بھی (آپ کی وفات سے قیامت تک) آل رسول خمس کا مصرف ہیں۔ یہ قول معقول ہے مگر کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ آل رسول کے لیے زکاۃ حرام ہے، خواہ غریب ہی ہوں، اس لیے زکاۃ کے عوض ان کا حصہ خمس میں رکھ دیا گیا لیکن اس صورت میں صرف زکاۃ کے مستحق آل رسول ہی خمس کا مصرف ہوں گے نہ کہ عام اہل بیت۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی موقف تھا جیسا کہ مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور یہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔ باقی رہے حاکم وقت اور اس کے رشتہ دار تو وہ کوئی حصہ دار نہیں بلکہ آج کل کے رواج کے مطابق حاکم وقت کی مناسب تنخواہ مقرر کی جائے گی جیسا کہ خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ اس تنخواہ کو وہ خود خرچ کرے گا اور رشتے داروں کو بھی اسی سے دے گا جس طرح رشتے داروں میں عام لین دین ہوتا ہے۔ ان کی کوئی خصوصی حیثیت نہیں۔ ⑥ "حق سے کم سمجھا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا خیال تھا کہ ہمارا بیت المال میں خصوصی حق ہے۔ بعض کے نزدیک پورا خمس اور بعض کے نزدیک خمس کا خمس (خمس سے مراد مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے) جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اہل بیت میں سے فقیر اور حاجت مند لوگ زکاۃ کی بجائے بیت المال سے ضرورت کے مطابق مال لے سکتے ہیں۔ اہل بیت کا کوئی مستقل حصہ مقرر نہیں، البتہ حاکم عام شہریوں کی طرح اہل بیت کو بھی عطیات دے سکتا ہے بلکہ ان کو زیادہ بھی دے سکتا ہے کیونکہ ان کی شان بلند ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقة النبي (ﷺ) والی زمین عارضی طور پر حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیر نگرانی دے دی تھی کہ وہ اس کی آمدن سے اپنی اور دیگر اہل بیت کی

## (المعجم ٣٨) - أَوَّلُ كِتَابِ قِسْمِ الْفَيْءِ (التحفة ٢١)

## مال فے اور مال غنیمت کی تقسیم کے مسائل

**٤١٣٨- أَخْبَرَنَا** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ: أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ حِينَ خَرَجَ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ تُرَاهُ؟ قَالَ: هُوَ لَنَا، لِقُرْبٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُمْ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا شَيْئًا رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا فَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ. وَكَانَ الَّذِي عَرَضَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُعِينَ نَاكِحَهُمْ، وَيَقْضِيَ عَنْ غَارِمِهِمْ، وَيُعْطِيَ فَقِيرَهُمْ، وَأَبٰى أَنْ يَزِيدَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ.

**۴۱۳۸-** حضرت یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ حروری (خارجی) جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شورش کے دوران میں آیا تو اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام نامہ بھیجا اور پوچھا کہ آپ کی رائے میں (خمس میں سے) قرابت داروں کا حصہ کسے ملے گا؟ انھوں نے فرمایا: ہمیں، یعنی رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حصہ ان (بنی ہاشم اور بنی مطلب) کے لیے تقسیم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ہمیں (خمس میں سے) کچھ مال پیش کیا جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا تو ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں پیش کش کی تھی کہ وہ ان میں سے نکاح کرنے والے کی مدد کریں گے۔ ان کے مقروض کا قرض ادا کریں گے اور ان سے محتاج لوگوں کو عطیات دیں گے۔ اس سے زائد دینے سے انھوں نے انکار کر دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ اس میں مال فے کی تقسیم کا مسئلہ

---

٤١٣٨ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم ... الخ، ح: ١٨١٢ من حديث يزيد ابن هرمز به.

فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین تقسیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس طرح تو کچھ لوگ بڑے بڑے جاگیردار بن جائیں گے جبکہ بعد والے ایک انچ سے بھی محروم رہیں گے۔ گویا مال غنیمت کے بارے میں حاکم مختار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں چونکہ مجاہدین کی تنخواہیں مقرر نہیں تھیں' اس لیے ان کو غنیمت سے حصہ دیا جاتا تھا' بعد میں باقاعدہ فوج تشکیل دی گئی اور تنخواہیں مقرر ہو گئیں جیسا کہ آج کل ہے۔ تو اب فوجیوں کو مال غنیمت سے حصہ دینے کی ضرورت نہیں' ہاں حاکم مناسب سمجھے تو ان کو انعامات وغیرہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا مجاہدین کو حصہ دینا شرعی مسئلہ نہیں بلکہ انتظامی مسئلہ تھا۔ اور انتظامی مسائل میں ہر حکومت تبدیلی کا اختیار رکھتی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا طرز عمل سے پتا چلتا ہے۔ باقی رہی قرآن مجید کی آیت: ﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُم مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ (الأنفال ۸:۴۱) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جمیع غنیمت مجاہدین کا حق نہیں بلکہ اس میں سے بیت المال کا بھی حق ہے۔ جو خمس سے زائد حتی کہ کل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آیت میں خمس سے زائد کی نفی نہیں' نیز آیت میں باقی مال کو مجاہدین کا حق نہیں بتلایا گیا کہ اس میں کمی بیشی نہ ہو سکے بلکہ خمس کے علاوہ باقی مال غنیمت کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی گئی ہے۔ گویا وہ حکومت وقت کی صوابدید کے مطابق تقسیم ہو گا۔ حکومت چاہے تو اسے مجاہدین میں تقسم کرے' چاہے تو اسے بیت المال میں داخل کر دے۔

عبادات کے علاوہ دین میں جمود نہیں کہ اس میں سرمو تبدیلی نہ ہو سکے' خصوصاً انتظامی و معاشی مسائل میں جو بدلتے رہتے ہیں۔ ایسے معاملات میں حالات و ظروف کا لحاظ نہ رکھنا دین کی حقیقی روح سے بیگانہ ہو جانے والی بات ہے۔ شریعت کا مقصد لوگوں کے مسائل مناسب طریقے سے حل کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر دور کے مناسبات مختلف ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی انداز فکر ہی کو اجتہاد کہا جاتا ہے جس کے قیامت تک جاری اور جائز رہنے کے محققین قائل ہیں۔ واللہ أعلم.

## مال غنیمت اور مال فے کی تقسیم کے مسائل

مسلمانوں کو کافروں سے جو مال ملتا ہے' اسے مال غنیمت کہتے ہیں' خواہ وہ مال جنگ کے دوران میں حاصل ہو یا بعد میں یا کسی بھی طریقے سے' البتہ عربی میں مال غنیمت کے حصول کے مختلف طریقوں کے مختلف نام ہیں' مثلاً: جنگ کے دوران میں جو مال کفار سے حاصل ہو' خواہ وہ اسلحہ ہو یا مال و دولت' بھیڑ بکریاں اور اونٹ ہوں یا مرد و عورتیں' اس کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ اور اگر لڑائی کے بغیر کوئی مال حاصل ہو' مثلاً: صلح کے نتیجے میں یا کسی معاہدے کے نتیجے میں یا ان کی کوئی چیز ویسے مسلمانوں کے قابو میں آ جائے' اسے مال فے کہتے ہیں۔ فے مکمل طور پر بیت المال کا حق ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا' البتہ لڑائی کے دوران یا نتیجے میں حاصل ہونے والی غنیمت میں سے اگر امام چاہے تو فوجیوں کو حصہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور مابعد ادوار میں مال غنیمت سے خمس بیت المال میں رکھا جاتا تھا' باقی لڑنے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ کبھی آپ یہ خمس بھی نہیں لیتے تھے اور اعلان فرما دیتے تھے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے' اس کا سامان وہ خود ہی لے سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مال غنیمت دراصل بیت المال کا حق ہے' البتہ لڑنے والوں کو امام وقت کے تقاضے کے مطابق کچھ دے سکتا ہے۔ اس کا معین حق نہیں۔ اسی طرح جنگ کے دوران میں اگر کسی علاقے پر قبضہ ہو تو زمین بھی بیت المال کی ہو گی' البتہ امام مناسب سمجھے تو فوجیوں کو ضرورت کے مطابق زمین بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس کی زرخیز زمین فوجیوں میں تقسیم فرما دی' مگر باقی علاقے فتح کیے تو زمین تقسیم نہ

بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

٤١٣٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَتَ النَّاسَ، قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۶- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن لوگوں کو چپ کرایا اور فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو۔''

٤١٣٧ - أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ» ثُمَّ قَالَ: «لَا أُلْفِيَنَّكُمْ بَعْدَ مَا أَرٰى تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۷- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''لوگوں کو چپ کراؤ۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''(اے لوگو!) تمھیں مسلمان دیکھنے کے بعد میں تمھیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

فائدہ: ''میں تمھیں نہ پاؤں'' یعنی قیامت کے دن کیونکہ اس وقت سب راز کھل جائیں گے اور امت کے اعمال رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہو جائیں گے یا جب تم مرنے کے بعد میرے پاس آؤ گے تو تمھاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ کلام ظاہراً تو اپنے آپ سے خطاب ہے مگر حقیقتاً مخاطب کو سمجھانا مقصود ہے کہ تمھاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ أعلم.

---

٤١٣٦ـ أخرجه البخاري، الديات، باب: "ومن أحياها"، ح: ٦٨٦٩، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا ... الخ"، ح: ٦٥ عن محمد بن بشار بندار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٦.

٤١٣٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٦ عن عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٧، والحديث السابق شاهد له.

روایت کے خلاف نہیں کیونکہ خطأً قتل جرم نہیں اور مقتول کی دیت بھرنا رشتے داروں کے لیے سزا نہیں بلکہ یہ تو صرف اس شخص کے ساتھ تعاون ہے جس سے بلا قصد و ارادہ قتل صادر ہو گیا۔ اور مسلمان مقتول کا خون رائیگاں نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! اگر قاتل نے جان بوجھ کر قتل کیا ہو تو اس کا قصاص اسی سے لے لیا جائے گا اور اگر دیت پر معاملہ طے ہو جائے تو وہ دیت بھی خود ہی ادا کرے گا۔ رشتے داروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوگی کیونکہ وہ مجرم ہے اور مجرم سے تعاون کیسا؟

٤١٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ، وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ» هٰذَا الصَّوَابُ.

۴۱۳۳- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو۔ کسی شخص کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں گرفتار نہ کیا جائے گا۔“

یہ (مرسل روایت‘ موصول کی نسبت) درست ہے۔

٤١٣٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا» مُرْسَلٌ.

۴۱۳۴- حضرت مسروق سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ بن جاؤ۔“ (یہ روایت) مرسل ہے (اور یہی صحیح ہے)۔

٤١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ

۴۱۳۵- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔“

---

٤١٣٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٣.

٤١٣٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٣١، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٤.

٤١٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٥.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ مذکورہ روایت بعض رواۃ نے متصل بیان کی ہے اور بعض نے مرسل۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا متصل ہونا درست نہیں بلکہ درست بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہی ہے' اس لیے کہ متصل بیان کرنے والے راوی شریک اور ابوبکر بن عیاش ہیں اور وہ دونوں اعمش سے بیان کرتے ہیں۔ اعمش سے یہ روایت ابوبکر بن عیاش اور شریک کے علاوہ ابومعاویہ اور یعلیٰ نے بھی بیان کی ہے اور ان دونوں نے اسے مرسل ہی بیان کیا ہے' اور ان کی بات ہی معتبر ہے' لہٰذا یہ روایت مرسل ہی درست ہے۔ ایک تو اس لیے کہ شریک کثیر الخطاء (بہت غلطیاں کرنے والا) راوی ہے' دوسرے یہ کہ اس نے اور ابوبکر بن عیاش نے ابومعاویہ کی مخالفت کی ہے' حالانکہ ابومعاویہ' اعمش کے تمام شاگردوں میں سے اثبت راوی ہے' سوائے سفیان ثوری کے۔ ابومعاویہ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ یعلیٰ بن عبید نے (اس کے مرسل بیان کرنے میں) ابومعاویہ کی متابعت بھی کی ہے۔ ② ''کافر نہ بن جانا'' یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تم میرے بعد مرتد ہو کر کافر نہ بن جانا ورنہ تمھاری حالت وہی ہو جائے گی جو اسلام سے پہلے تھی کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ گے اور آپس میں قتل و قتال کا دور دورہ ہوگا۔ واللہ أعلم. ③ ''نہ پکڑا جائے گا'' یہ اسلام کا سنہری اصول ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ خود ہے۔ کسی کے جرم میں اس کے بھائی' باپ یا بیٹے کو نہیں پکڑا جا سکتا الا یہ کہ ان کا اس جرم میں دخل ثابت ہو۔ جاہلیت میں یہ عام دستور تھا کہ قاتل کی بجائے اس کے کسی رشتے دار بلکہ اس کے قبیلے کے کسی بھی فرد کا قتل جائز سمجھا جاتا تھا۔ ایک شخص کے جرم کی وجہ سے اس کا پورا قبیلہ مجرم بن جاتا تھا' اس لیے قتل و قتال عام تھا۔ اور ایک قتل پر بسا اوقات سینکڑوں قتل ہو جاتے تھے۔ اسلام نے اس بے اصولی کی نفی اور مذمت فرمائی۔

٤١٣٢ - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ، وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ».

۴۱۳۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو۔ کسی آدمی کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں نہیں پکڑا جا سکتا۔''

فائدہ: البتہ قتل خطا میں قاتل کے نسبی رشتے دار بلکہ پورا قبیلہ اس کے ساتھ مل کر دیت ادا کریں گے۔ یہ اس

---

٤١٣٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٢.

ہی جذبات میں آ کر لڑائی لڑنے لگا تو پھر کافر تو نہ ہوگا مگر اس کا یہ کام کافروں کے مشابہ ہوگا۔ ایسے میں وہ اگر کسی کو قتل کرے گا تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ ② کبھی کبھی غلط فہمی کی بنا پر جنگ چھڑ جاتی ہے یا شر پسند عناصر فریقین میں لڑائی بھڑکا دیتے ہیں تو اس سے فریقین کافر نہ ہوں گے جیسے جنگ جمل اور صفین میں ہوا۔ حضرت عائشہ، زبیر، طلحہ، معاویہ اور عمرو بن عاص ؓ حضرت عثمان ؓ کے ناحق قتل کا قصاص چاہتے تھے مگر قاتلین عثمان اپنی گردن بچانے کے لیے جنگ برپا کر دیتے تھے۔ حضرت علی ؓ اس انداز سے قتل کے مطالبے کو بغاوت سے تعبیر کرتے تھے۔ اور بغاوت فرو کرنے کو سرکاری فریضہ سمجھتے تھے مگر معاملہ اتنا سادہ نہ تھا۔ غیر مسلموں کی سازشیں کافی گہری تھیں۔ فریقین میں ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان میں لڑائی ہوتی گئی اگرچہ فریقین نیک نیت تھے۔ ان کی نیک نیتی کے لیے ان کا صحابی ہونا ہی کافی ہے۔ صحابہ عام لوگ نہیں تھے بلکہ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ﴾ (الحجرات ۴۹:۳) وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ افراد تھے، اس لیے ان کے بارے میں انتہائی اچھا گمان رکھنا ضروری ہے ورنہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے۔ وہ لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی نام بنام بشارتیں موجود ہیں۔ ان سے بدگمانی رکھنے والا ایمان سے بے بہرہ ہے۔ رضي الله عنهم و أرضاهم. ③ ''کافر نہ بن جانا'' کافر کے ایک معنی ناشکرا بھی ہیں۔ آپس میں لڑنا نعمت ایمان کی ناشکری ہے۔

٤١٣١ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجِنَايَةِ أَبِيهِ وَلَا جِنَايَةِ أَخِيهِ».

۴۱۳۱- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔ کسی شخص کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں نہ پکڑا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ (مذکورہ روایت متصل بیان کرنا) غلط ہے۔ درست (یہ ہے کہ یہ) روایت مرسل ہے۔

---

٤١٣١ـ [صحيح]وهو في الكبرٰى، ح:٣٥٩١، وللحديث شواهد كثيرة. * أبوالضحى هو مسلم بن صبيح، وشريك هو القاضي.

الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

جائیں گے۔''

٤١٢٩- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۹- حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان تلواروں سے مسلح ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ جائیں (اور لڑنے لگیں) پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے (یا دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دیں) تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول قاتل کا جہنم میں جانا تو صحیح ہے مگر مقتول کیوں آگ میں جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا ارادہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے ہی کا تھا۔''

٤١٣٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔''

**فوائد و مسائل:** ① مسلمانوں سے لڑنا کافروں کا کام ہے۔ اگر مسلمان مسلمانوں سے لڑنے لگیں تو کافروں کے مشابہ ہو گئے' نیز اس سے کافروں کا مقصد پورا ہو گیا۔ انھیں لڑنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جو شخص باہمی اختلافات کی بنا پر لڑائی کو جائز سمجھتا ہے' وہ حقیقتاً کافر ہے کیونکہ وہ ایک حرام کام کو حلال قرار دیتا ہے۔ اگر ویسے

٤١٢٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٢٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٩.

٤١٣٠_ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض"، ح: ٦٦/ ١٢٠ من حديث محمد بن جعفر غندر، والبخاري، الديات، باب: "ومن أحياها"، ح: ٦٨٦٨، ٦١٦٦، ٧٠٧٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٠.

٤١٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

۴۱۲۶- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر مقابلہ کرنے لگیں، پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“

٤١٢٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۷- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب دو مسلمان اپنی تلواریں (یا کوئی بھی اسلحہ) لے کر آمنے سامنے آ جائیں، پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“ صحابہ نے عرض کی: قاتل تو جہنم میں جائے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔“

٤١٢٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَالْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا

۴۱۲۸- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے سے لڑنے لگیں، پھر ان میں سے ایک دوسرے کو مار دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں

---

٤١٢٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٦.

٤١٢٧ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ من حديث معمر بن راشد معلقًا، ومسلم، الفتن، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٧.

٤١٢٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٨.

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں' پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔'' پوچھا گیا: اللہ کے رسول! قاتل کا جہنم میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے مگر مقتول کے جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا ارادہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا تھا۔''

٤١٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ مِثْلَهُ سَوَاءً».

۴۱۲۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں' پھر ان میں سے کوئی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں آگ میں جائیں گے۔'' یہ روایت بھی بالکل پہلی روایت کی طرح ہے۔

٤١٢٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يُرِيدُ قَتْلَ صَاحِبِهِ فَهُمَا فِي النَّارِ». قِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر آمنے سامنے آ جائیں جبکہ ان میں سے ہر ایک' دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہو (پھر خواہ کوئی کسی کو قتل کر دے) تو دونوں آگ میں جائیں گے۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! قاتل تو ٹھیک ہے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا۔''

---

٤١٢٤ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، من حديث يزيد بن هارون به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٤. * قتادة تابعه يونس بن عبيد كما سيأتي، ح: ٤١٢٩.

٤١٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٤٦، ٤٧، ٥١ من طريقين عن الحسن البصري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٥، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي برقم: ٤١٢٧.

بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَهُ خَرَّا جَمِيعًا فِيهَا».

دوسرے کو قتل کر دے تو دونوں اکٹھے جہنم میں گر پڑتے ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو ناحق قتل کرنا کبیرہ گناہ اور حرام ہے' نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا جہنم کی آگ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ② اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی بھی (اچھے یا برے) کام کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے لیکن کسی وجہ سے اس پر عمل نہیں کر سکتا تو بھی اپنے عزم کے مطابق وہ شخص مؤاخذے یا اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔ ③ مرتکب کبیرہ' ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا بلکہ وہ مومن اور مسلم ہی رہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی انھیں مومن کہا گیا ہے: ﴿وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ اور مذکورہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بھی انھیں مسلمان کہا ہے۔ ④ "گر پڑتے ہیں" یہ تب ہے جب دونوں کی نیت لڑائی کی ہو۔ دونوں ننگے مسلح ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہوں' البتہ داؤ ایک کا لگ گیا' تو قاتل و مقتول دونوں یکساں جہنمی ہوں گے کیونکہ دونوں کی نیت قتل کی تھی۔ اس حدیث سے مراد بھی یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں' جس طرح کہ اگلی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٢٢ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: إِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَهُمَا فِي النَّارِ.

۴۱۲۲ - حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی ہے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے پر اسلحے کے ساتھ حملہ کریں' وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ پھر جب ان میں سے کوئی ایک' دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں آگ میں جاتے ہیں۔ (قاتل تو مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول اس لیے کہ اس کی نیت بھی مسلمان کو قتل کرنے ہی کی تھی۔)

٤١٢٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ،

۴۱۲۳ - حضرت ابوموسیٰ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان اپنی تلواریں

٤١٢٢_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٢.

٤١٢٣_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٣٩٦٤ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٣، انظر الحديث الآتي.

سے مراد جس کا حق یا باطل ہونا واضح نہ ہو۔ اور اندھے سے مراد کہ وہ لڑائی کسی فرقے، گروہ یا نسل کی خاطر ہو۔ اس کی بنیاد تعصب پر ہو۔ ایسی جنگ میں مارا جانے والا حرام موت مرے گا جس طرح لوگ دور جاہلیت میں اپنے قبیلے، گروہ یا ساتھی اور دوست کے لیے لڑتے تھے۔ حق ناحق کا کوئی ایسا امتیاز نہ تھا اور حرام موت مرتے تھے۔ صرف اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر لڑنے والا ہی شہادت کی موت مرے گا نہ کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے والا، خواہ وہ کیسا ہی خوش نما نعرہ لگا کر کیوں نہ لڑے، مثلاً: حب اہل بیت یا حب صحابہ وغیرہ۔ یہ اس لیے کہ باہمی لڑائی بہرحال حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يُقَاتِلُ عَصَبِيَّةً وَيَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ».

۴۱۲۰- حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (اندھا دھند تعصب میں آ کر) کسی مبہم اور اندھے جھنڈے کے تحت لڑا، وہ صرف اپنے گروہ کی حمایت میں لڑتا اور اسی کی حمایت میں غضب ناک ہوتا ہے، (وہ مارا جائے) تو اس کی موت جاہلیت کی (حرام) موت ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعبدالرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) عمران القطان قوی نہیں ہے۔

## (المعجم ٢٩) - تَحْرِيمُ الْقَتْلِ (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۹- مسلمان کا قتل حرام ہے

٤١٢١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَشَارَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ

۴۱۲۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی طرف اسلحے کے ساتھ اشارہ کرے (ایک مسلمان دوسرے پر ہتھیار اٹھا لے اور دوسرا بھی اٹھا لے) تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ اور جب ایک

---

٤١٢٠- أخرجه مسلم، ح: ١٨٥٠ من حديث أبي مجلز به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٠.

٤١٢١- أخرجه البخاري، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ تعليقًا، ومسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بِسَيْفَيْهِمَا، ح: ٢٨٨٨/ ١٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨١.

تعصب کا شکار ہو کر اندھے اور مبہم جھنڈے کے نیچے لڑتا ہوا مرا' وہ حرام موت ہی مرا۔ ② اس حدیث شریف کا تقاضا ہے کہ تمام اہل اسلام کو شرعی طور پر بااختیار حاکم و امیر مقرر کر کے اس کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں اور اس کی ہدایات کے مطابق دشمنانِ اسلام کے خلاف برسرپیکار ہونا چاہیے۔ ③ بااختیار شرعی حاکم و امیر کی اطاعت واجب ہے' نیز مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لزوم بھی ضروری ہے۔ ④ اہل اسلام جس شخص کو اپنا امام و حاکم مقرر کر دیں' شرعی تقاضوں کے مطابق اس کی اتباع واجب اور سبیل المومنین کی مخالفت حرام ہے۔ ⑤ مذکورہ صفات کے حامل شرعی امیر کی اطاعت نہ کرنے والا اہل جاہلیت کے مشابہ ہے' اور اسی حالت میں مر جانے والا جاہلیت کی موت مرے گا۔ ⑥ ایسے شرعی حاکم کی مخالفت کرنا' اس کی اطاعت نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ⑦ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فسق و فجور اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب' ملتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ صریح کفر کا ارتکاب کرے یا مرتد ہو کر دین اسلام سے کنارہ کش ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ⑧ ''تسلیم شدہ امیر'' اس سے مراد وہ مسلمان حاکم ہے جو یا تو منتخب شدہ ہو یا ویسے لوگ اس پر متفق ہوں' وہ امن و امان قائم کرتا ہو' مجرمین کو سزائیں دیتا' (شرعی حدود ہوں یا دیگر سزائیں) اور امت مسلمہ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیتا ہو' نہ کہ وہ کاغذی امیر جن کو ٹڈی دل تنظیمیں اپنا امیر بنالیتی ہیں اور وہ بیک وقت ایک دوسرے کے مخالف بھی ہوتی ہیں۔ ایسے امیر سوائے دفتری سہولتوں کے استعمال کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ملکی انتظام میں ان کا کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ ملکی دفاع میں۔ نہ ان کی اطاعت کا معاشرے کو کوئی فائدہ ہے نہ ان کی نافرمانی کا نقصان۔ وہ تنظیمیں سیاسی ہوں یا مذہبی' ہر شہر میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ ایک پولیس اہل کار ان کے امیروں سے زیادہ اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ ایسے امیر اور ایسی تنظیمیں یہاں مراد نہیں۔ جب تک کسی کا جی کرے' ان تنظیموں میں رہے اور جب جی کرے' انھیں چھوڑ جائے۔ ان میں داخل ہونے کا کوئی ثواب نہیں اور انھیں چھوڑنے میں کوئی عذاب نہیں' البتہ اگر اس نے کوئی عہد اور وعدہ کیا ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے بشرطیکہ وہ وعدہ اور عہد شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ⑨ ''جماعت سے جدا ہو جائے'' جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے جو ایک امام و حاکم پر متفق ہو یا اکثریت اس پر متفق ہو۔ ایسی صورت میں اقلیت کو بھی حاکم ہی کی اطاعت کرنا ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایسی جماعت سے نکل جائے' یعنی امیر سے باغی ہو جائے اور جماعت میں تفرقہ کی کوشش کرے تو خواہ وہ طبعی موت مرے یا حکومت اسے بغاوت کی سزا میں مار دے' اس کی موت غیر اسلامی ہوگی۔ ⑩ ''جاہلیت کی موت'' یعنی جاہلیت میں لوگ بغیر کسی امارت اور نظم کے رہتے تھے۔ کوئی کسی کا ماتحت نہ تھا۔ اسی طرح یہ بھی نظم اور جماعت سے باہر مرا' گویا کافروں جیسی موت مرا اگرچہ وہ کافر نہیں۔ یہ تب ہے اگر وہ بغاوت نہ کرے اور فتنہ پیدا نہ کرے۔ اگر وہ بغاوت کرے' فتنہ پیدا کرے یا امت مسلمہ میں تفریق پیدا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ ⑪ ''اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں'' کیونکہ وہ باغی کے حکم میں ہے۔ اس سے خارجیوں والا سلوک ہوگا۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۰۴، ۴۱۰۶، ۴۱۰۸) ⑫ ''مبہم اور اندھے جھنڈے'' مبہم

أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ.

مومن سے لڑائی لڑنا کفر اور اس کو گالی دینا فسق ہے۔

☼ فائدہ: تکرار سے مقصود یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس روایت کو مرفوع (رسول اللہ ﷺ کا فرمان) بیان کیا ہے اور بعض نے موقوف (صحابی ؓ کا قول)۔ یہ اختلاف نقصان دہ نہیں کیونکہ موقوف سے مرفوع کی نفی نہیں ہوتی' اور روایت کا دونوں طرح مروی ہونا درست ٹھہرتا ہے۔ بشرطیکہ اسنادی ضعف سے پاک ہوں۔ گویا اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا اور صحابی نے بھی وہی بات کہہ دی۔

## (المعجم ٢٨) - اَلتَّغْلِيظُ فِيمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۸- جو شخص کسی مبہم جھنڈے کے نیچے لڑے' اس کی بابت شدید وعید

٤١١٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّي، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ».

۴۱۱۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (تسلیم شدہ امیر کی) اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے جدا ہو جائے' اگر وہ اسی حال میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔ جو شخص میری امت کے خلاف (مسلح ہو کر) نکلا اور ہر نیک و بد کو بلا امتیاز قتل کرنے لگا' وہ نہ مومن کی پروا کرتا ہے نہ کسی ذمی کے عہد کا لحاظ رکھتا ہے تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو شخص (کسی قسم کے حزبی' قومی یا مذہبی و گروہی تعصب میں آ کر) کسی مبہم اور اندھے جھنڈے کے نیچے لڑا' کسی ایک جماعت کی طرف دعوت دیتا ہے یا کسی جماعت کی خاطر وہ غصے میں آ کر لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔''

☼ فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ جو شخص اندھا دھند گروہی اور حزبی

---

٤١١٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٨ من حديث أيوب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٩.

ہیں۔) دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب بیان قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق و قتاله کفر' حدیث: (۱۱۲)-۶۴)

٤١١٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»

۴۱۱۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا گالی دینا فسق اور اس کا (دوسرے مسلمانوں سے) لڑائی کرنا کفر ہے۔''

قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ: سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

زبید کہتے ہیں: میں نے ابو وائل سے پوچھا: کیا آپ نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (سنا ہے)۔

٤١١٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔''

٤١١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۴۱۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

٤١١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ

۴۱۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

٤١١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٥.

٤١١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٦.

٤١١٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٧.

٤١١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٨.

«سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

مَنْ تَتَّهِمُ؟ أَتَتَّهِمُ مَنْصُورًا؟ أَتَتَّهِمُ زُبَيْدًا؟ أَتَتَّهِمُ سُلَيْمَانَ؟ قَالَ : لَا ، وَلٰكِنِّي أَتَّهِمُ أَبَا وَائِلٍ.

(امام شعبہ نے اپنے استاد حماد سے کہا:) تم کس پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم منصور پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم زبید پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم سلیمان پر تہمت لگاتے ہو؟ حماد نے کہا: نہیں (میں ان میں سے کسی پر بھی تہمت نہیں لگاتا) لیکن میں (ان سب کے استاد) ابووائل پر تہمت لگاتا ہوں۔ (کہ آیا اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے یا نہیں۔)

**فائدہ:** مذکورہ بالا مسئلے کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ حماد، جس سے امام شعبہ نے منصور وغیرہ پر تہمت لگانے کی بابت پوچھا تھا، غالباً یہ حماد بن ابوسلیمان ہے۔ وہ امام شعبہ کا شیخ تھا اور مرجئہ میں سے تھا۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ مرجئہ فرقے کا عقیدہ ہے کہ اعمال، ایمان کا جز نہیں اور یہ بھی کہ جب کوئی شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر ایمان کے ساتھ اس کے لیے کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہوسکتا اور یہ عقیدہ قطعاً باطل ہے۔ حماد کا ابووائل کو متہم کرنا غلط ہے۔ اس سے ان کا مقصد اپنے باطل عقیدے کا دفاع کرنا ہے۔ ابووائل سے مراد حضرت شقیق بن سلمہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معروف شاگرد اور مخضرم تابعی ہیں۔ مرجئہ کے ظہور کے بعد، حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے جب ان (مرجئہ) کے متعلق پوچھا گیا تو سائل کے جواب میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہی حدیث بیان فرمائی کہ ا سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ ا (صحيح البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن......، حديث:٤٨، و صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ......، حديث:٦٤) چونکہ اس متفق علیہ حدیث شریف سے مرجئہ کے مذکورہ باطل عقیدے کا صریح طور پر رد ہوتا ہے، اس لیے اس حدیث کے بنیادی راوی حضرت ابووائل رحمہ اللہ ہی کو متہم کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ معلوم نہیں ابووائل نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی بھی ہے کہ نہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے جماعت اصحاب الحدیث پر کہ جنھوں نے مبتدعین کے فرار کی تمام راہیں بند کر دیں، صحیح مسلم میں اس بات کی قطعی صراحت موجود ہے کہ ابووائل رحمہ اللہ نے جو حدیث بیان فرمائی ہے، لاریب! وہ رسول اللہ ﷺ ہی کا سچا فرمان ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں۔ حضرت ابووائل سے بیان کرنے والے ان کے شاگرد زبید نے کہا کہ میں نے حضرت ابووائل سے، یہ حدیث شریف سن کر پوچھا: کیا آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان فرماتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے

حدیث سنی ہے۔

٤١١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۴۱۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

فائدہ: یہ معنی پہلے معنی سے مختلف ہیں، تاہم عربی ترکیب کے لحاظ سے یہ معنی بھی بن سکتے ہیں کہ مسلمان کو یہ کام نہیں کرنے چاہئیں۔

٤١١٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

٤١١٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِحَمَّادٍ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا وَسُلَيْمَانَ وَزُبَيْدًا يُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۴۱۱۴- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔“

---

٤١١٢- [صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٠.

٤١١٣- [صحيح مرفوع] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء سباب المسلم فسوق، ح: ٢٦٣٤ من حديث عبدالملك بن عمير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧١، وللحديث شواهد كثيرة.

٤١١٤- أخرجه البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ح: ٤٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر، ح: ٦٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٤. * حماد هو ابن أبي سليمان، وكان مرجئًا من أهل البدعة، وحديثه حسن.

ضروری ہے کہ سرتا پا اپنے تمام اعضاء کو سوچ سمجھ کر استعمال کرے' بالخصوص ہاتھ اور زبان سے کسی بھی مسلمان کو معمولی سے معمولی نقصان اور تکلیف تک نہ دے۔ ⑥ ''لڑائی لڑنا'' اس سے مسلح لڑائی مراد ہے۔ زبانی یا دستی یا لاٹھی کی لڑائی کو عربی زبان میں قتال نہیں کہتے کیونکہ اس قسم کی لڑائی میں کسی کے قتل ہونے کا غالب امکان نہیں ہوتا۔ (قتال قتل سے بنا ہے۔) ⑦ ''کفر ہے'' یہاں کفر سے مراد کفر دون کفر ہے' وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے مسلمان مسلمان ہی نہیں رہتا' یعنی یہاں کفر اکبر مراد نہیں بلکہ کفریہ عمل کی نشاندہی مراد ہے' نیز مسلمان سے لڑائی کی شدید قباحت کا بیان مقصود ہے۔ واللہ أعلم. ⑧ فسق سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے کرنے سے انسان کافر تو نہیں بنتا مگر صحیح مومن بھی نہیں رہتا۔ گالی گلوچ اس لیے فسق ہے کہ یہ لڑائی کا پیش خیمہ ہے۔ عام طور پر گالی گلوچ قتل وقتال کا سبب بن جاتے ہیں' نیز گالی گلوچ کرنا فاسقین کا کام ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ جن کاموں کو کفر وفسق یا جاہلیت کے کام کہا گیا ہے' ان سے بچنا بہت ضروری بلکہ واجب ہے کیونکہ ایسے کام کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتے اور نہ کسی مومن کے لائق ہی ہیں۔

٤١١٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

٤١١١ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» فَقَالَ لَهُ أَبَانُ:

۴۱۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق (کبیرہ گناہ) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

يَا أَبَا إِسْحَاقَ! مَا سَمِعْتَهُ إِلَّا مِنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ: بَلْ سَمِعْتُهُ مِنَ الْأَسْوَدِ وَهُبَيْرَةَ.

ابان نے (ابواسحاق سے) پوچھا: ابواسحاق! آپ نے یہ حدیث صرف ابوالاحوص سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: (نہیں) بلکہ اسود اور ہبیرہ سے بھی میں نے یہ

---

٤١١٠ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٨، وانظر الحديث الآتي.

٤١١١ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٩.

جھوٹا نبی کہیں۔ چونکہ وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کرے گا بلکہ اس وقت کے یہودی اسے ''مسیح'' تسلیم کر کے اس کی پیروی کریں گے۔ اب بھی یہودی مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ (حالانکہ مسیح علیہ السلام تو کب کے آ چکے) اس لیے اسے مسیح دجال کہا گیا۔ دجال صفت کا صیغہ ہے' کسی کا نام یا لقب نہیں۔ اس کے معنی ہیں: انتہائی دغاباز' جھوٹا اور فراڈی۔ گویا ان الفاظ سے اس کا مسیح ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے' جیسے ''جھوٹا نبی'' کہنے سے کسی کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ ⑤ ''بدترین لوگ'' کیونکہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور مسلمانوں کا قاتل بدترین جہنمی ہے۔

(المعجم ٢٧) - **قِتَالُ الْمُسْلِمِ** (التحفة ٢٣)

**باب: ٢٧- مسلمان سے (مسلح) لڑائی لڑنا (کفر کی بات ہے)**

٤١٠٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قِتَالُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ».

٤١٠٩- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان سے لڑنا کفر اور اسے گالی دینا فسق (کبیرہ گناہ) ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ مسلمان کے ساتھ لڑائی کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ اور کفریہ عمل ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی عزت و حرمت اور اس کا وقار بہت زیادہ ہے' لہٰذا جو شخص کسی مسلمان کی بے عزتی اور توہین کرتا یا اسے ستاتا ہے' وہ ایمان کے تقاضے پامال کرتا ہے' چنانچہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے اس پر لازم ہے کہ وہ ہر مسلمان کی تعظیم و تکریم کرے' نیز اسے بے عزت کرنے سے احتراز کرے اور گالی گلوچ جیسے قبیح عمل سے کنارہ کشی کرتے ہوئے محتاط رویہ اپنائے۔ یہ کام کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب عام مسلمان کو گالی گلوچ دینا کبیرہ گناہ اور ناجائز عمل ہے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو تمام امت سے افضل و اکرم اور اعلیٰ و ارفع درجے کے مسلمان ہیں' ان کو سب و شتم کا نشانہ بنانا کس قدر گندا' قبیح و غلیظ عمل اور گھناؤنا جرم ہوگا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ④ یہ حدیث مرجئہ فرقے کے اس باطل عقیدے کا صریح طور پر رد کرتی ہے کہ انسان کے لیے ایمان کے ساتھ گناہ نقصان دہ نہیں ہوتے' نیز ان کے اس عقیدے کا بھی اس حدیث سے رد ہوتا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں۔ ⑤ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ازحد ضروری ہے۔ ایک کامل مومن کے لیے

---

٤١٠٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/١٧٦ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٧، وللحديث شواهد.

ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: «وَاللهِ! لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي» ثُمَّ قَالَ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ».

والا تھا۔ اس پر دو سفید کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو (یہ سن کر) شدید غصہ آیا اور آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! تم میرے بعد کوئی آدمی مجھ سے بڑھ کر انصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے۔“ پھر فرمایا: ”اخیر زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے اور یہ بھی مجھے انھی سے لگتا ہے، جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے (صاف) نکل جاتا ہے۔ ان کی خصوصی علامت سر منڈوانا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ (بار بار) نکلتے رہیں گے حتی کہ ان میں سے آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو تو انھیں (بے دریغ) قتل کرو۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: شَرِيكُ بْنُ شِهَابٍ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَشْهُورِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شریک بن شہاب (راویٔ حدیث) کوئی معروف آدمی نہیں۔ (بلکہ مجہول ہے کیونکہ ازرق بن قیس کے علاوہ دوسرے کسی شخص نے اس سے روایت بیان نہیں کی۔)

**فوائد و مسائل:** ① ”نہیں پاؤ گے“ نبی سے بڑھ کر کوئی انصاف کرنے والا نہیں ہو سکتا، چاہے وہ کتنا بھی انصاف پسند ہو۔ ② ”سر منڈوانا“ سر منڈوانا اگرچہ جائز ہے اور حج میں مستحب ہے مگر کسی جائز چیز کو لازم کر لینا اور اسے شرعی مسئلہ سمجھ لینا اور اسے خواہ مخواہ مستحب بنا لینا قطعاً ناجائز ہے۔ وہ لوگ بھی سر مونڈنے کو اپنا شعار بنا لیں گے اور اسے لازم سمجھیں گے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اسے صرف بطور علامت بیان فرمایا ہے۔ اس کی مذمت نہیں فرمائی کیونکہ اگر کسی جائز چیز کو مستقلاً اختیار کر لیا جائے مگر اسے شرعی مسئلہ اور افضل خیال نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بسا اوقات انسان اپنی سہولت کے لیے ایک جائز چیز کو مستقلاً اختیار کر لیتا ہے، جیسے کوئی شخص ہمیشہ قمیص پہنے یا بند جوتا پہنے۔ ظاہر ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر وہ کام افضل اور مستحب ہے تو پھر اس پر دوام بدرجۂ اولیٰ مستحب ہے، جیسے اشراق کی دو رکعتیں وغیرہ۔ ③ ”آخری گروہ“ گویا خوارج والی ذہنیت قیامت تک رہے گی۔ ④ ”مسیح دجال“ یعنی جھوٹا اور دغا باز مسیح۔ جس طرح ہم اب کسی مدعی نبوت کو

"نوعمر" عالم کو فتویٰ بازی سے پرہیز کرنا چاہیے' خصوصاً جبکہ اس کے فتاویٰ جمہور اہل علم اور اہل فتویٰ سے مختلف ہوں۔ نوعمر اور نوآموز لوگ شیطان کے جال میں جلدی پھنستے ہیں اور امت میں فتنے کا سبب بنتے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا. ⑩ "مخلوق میں سے بہترین" احادیث میں دو طرح کے الفاظ آئے ہیں: مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ اور مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ۔ ترجمہ میں تو فرق ہے مگر نتیجہ ایک ہی ہے۔ اوپر حدیث میں ترجمہ پہلے الفاظ کے لحاظ سے کیا گیا ہے' دوسرے الفاظ کا ترجمہ یوں ہوگا: "لوگوں کی بہترین باتیں۔" اس سے مراد قرآن واحادیث ہی ہیں' یعنی وہ بات تو صحیح کریں گے مگر اس کا مفہوم غلط سمجھیں گے۔ قرآن مجید کا صحیح مفہوم احادیث کی مدد سے اور احادیث کا صحیح مفہوم صحابہ کے طرز عمل اور فتاویٰ کی مدد سے سمجھنا چاہیے ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ

۴۱۰۸- حضرت شریک بن شہاب سے منقول ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام ﷺ میں سے کسی کو ملوں اور ان سے خارجیوں کے بارے میں پوچھوں' چنانچہ عیدالمبارک کے دن حضرت ابو برزہ ﷺ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خارجیوں کا ذکر فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ (کے فرمان) کو اپنے کانوں سے سنا اور میں نے (اس وقت) آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے پاس کچھ مال لایا گیا۔ آپ نے اسے تقسیم فرما دیا۔ اپنی دائیں بائیں طرف والے لوگوں کو دیا لیکن اپنے پیچھے والے لوگوں کو کچھ نہ دیا۔ آپ کے پیچھے سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے محمد! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی کالے رنگ کا' منڈے ہوئے سر

---

٤١٠٨- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٣٢٠، ٣٢١، وأحمد: ٤/ ٤٢١، ٤٢٤، ٤٢٥ من حديث حماد ابن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٦، ١٤٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''آخر زمانے میں کچھ نوعمر' کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے۔ وہ مخلوق میں سے بہترین شخص (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی باتیں کریں گے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شکار (کے جسم) سے تیر (صاف) نکل جاتا ہے۔ جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں (بے دریغ) قتل کرو کیونکہ ان کا قتل قتل کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اجر و ثواب کا ذریعہ ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ اہل اسلام کے خلاف تلوار اٹھانے والا واجب القتل ہے (الا یہ کہ وہ تائب ہو جائے)۔ ② اس حدیث سے ایسے لوگوں کو زجر و توبیخ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے جو قرآنِ مقدس کی ان تمام آیات اور ان احادیث رسول کے' صرف ظاہری معنی مراد لیتے ہیں' نیز یہ بھی کہ ان کے ظاہری معنی اجماع اسلاف کے خلاف ہوتے ہیں۔ ③ دین میں غلو کرنے والوں کو تنبیہ کرنا بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح اس انداز کی عبادات سے بچنے کا درس بھی ملتا ہے جس کی اجازت شریعت نے نہیں دی اور جس میں شدت اور سختی کا پہلو نمایاں اور غالب ہو' حالانکہ شارع علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت انتہائی آسان' سہل اور ہر ایک مرد و زن کے لیے قابل عمل ہے۔ ④ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں پر سختی کرنا اور ان کے ساتھ عداوت و نفرت رکھنا مستحب بلکہ ضروری ہے۔ ⑤ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی عظیم دلیل بھی ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں کی اطلاع (بذریعۂ وحی) ان کے ظہور سے بھی پہلے دے دی تھی۔ ⑥ خارجیوں میں پائی جانے والی خرابیاں اگر آج بھی لوگوں میں پائی جائیں تو مذکورہ بالا شروط کے تحت انھیں قتل کرنا جائز ہوگا اور ان کے قاتل کے لیے روزِ قیامت اجر بھی ثابت ہوگا بشرطیکہ یہ کام امام عادل اور حاکم وقت کرے۔ ⑦ خارجی لوگ امتِ محمدیہ کے بدعتی گروہوں میں سے گندا اور بدترین بدعتی فرقہ ہیں۔ ⑧ اعتقادِ فاسد کی بنا پر امام عادل کے خلاف بغاوت کرنے والے' اس سے جنگ کرنے والے اور زمین میں شر اور فساد کرنے والے' نیز اسی طرح کے قبیح افعال کے مرتکب لوگوں کے خلاف قتال کرنا جائز ہے۔ واللّٰہ أعلم. ⑨ ''نوعمر اور کم عقل'' عموماً نوعمری میں عقل کم ہی ہوتی ہے۔ علم بھی پختہ نہیں ہوتا' جذبات غالب ہوتے ہیں۔ تجربہ وسیع نہیں ہوتا جبکہ علم عمر اور تجربہ و مطالعہ سے پختہ ہوتا ہے' اس لیے

وجہ سے انھیں خارجی یا خوارج کہا گیا۔ (عربی میں خروج بغاوت کو کہہ دیتے ہیں۔) یہ لوگ حد سے زیادہ نیک تھے لیکن کم عقلی کی وجہ سے اپنے علاوہ کسی کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ انتہا پسند تھے۔ ہر گناہ کو کفر کہتے تھے اور ہر گناہ گار کو کافر۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر انھیں قتل کرتے تھے اور کافروں کو معذور سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔ انتہا پسندی کا نتیجہ ہمیشہ ایسا ہی نکلتا ہے' اس لیے انتہا پسندی' تشدد اور تکلف کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے۔ ⑮ "قتل کر دوں گا" کیونکہ وہ امت مسلمہ کے لیے ناسور کی حیثیت رکھتے تھے۔ صحابۂ کرام ؓ تک کو کافر کہنے اور قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ ان کا قتل ان کے شر سے بچنے کے لیے تھا نہ اس لیے کہ وہ کافر تھے۔ حضرت علی اور حضرت ابن عباس ؓ کے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے۔ آخر حضرت علی ؓ نے انھیں لڑ کر شکست دی۔ ہزاروں مارے گئے مگر عرصۂ دراز تک امت مسلمہ کے لیے فتنہ بنے رہے۔ معلوم ہوا' ہدایت کا معیار صرف نیکی نہیں بلکہ صحابۂ کرام ؓ اور خلفاء راشدین کی پیروی بھی ہے جو کہ اصل دین اسلام ہے۔ اسلام کی وہی تعبیر صحیح ہے جو صحابۂ کرام ؓ نے کی۔ اگر ان کا اتفاق ہو تو اس کی پیروی لازم ہے اور اگر ان میں اختلاف ہو تو پھر بھی صحابۂ کرام ؓ سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ ⑯ خوارج صرف اس دور کے ساتھ خاص نہیں تھے بلکہ بعد میں بھی اس ذہنیت کے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ⑰ جو شخص بھی انتہا پسند ہو' بات بات پر کفر کے فتوے لگاتا ہو' مسلمانوں کو کافر کہہ کر ان کے قتل کا قائل ہو' صحابۂ کرام ؓ کو گمراہ یا بدعتی کہتا ہو اور اپنے آپ کو صحابہ سے بڑھ کر دین کا محافظ سمجھتا ہو' وہ خارجی ہے چاہے کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ واللہ أعلم. ⑱ خارجیوں کی بابت اہل علم کے مابین شدید اختلاف ہے۔ بعض اہلِ علم انھیں کافر قرار دیتے ہیں جبکہ اکثر اہلِ علم انھیں کافر نہیں بلکہ فاسق و فاجر اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔ کافر قرار دینے والوں کی دلیل مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث ہیں کہ جن میں ان کے متعلق اس قسم کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں' مثلاً: يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وغیرہ۔ لیکن خارجیوں کو بدعتی اور فاسق و فاجر قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ خارجی لوگ شہادتین (کلمۂ شہادت) کا اقرار کرتے ہیں اور ارکانِ اسلام پر بھی ان کی مواظبت اور ہمیشگی ہے' لہٰذا وہ کافر نہیں۔ چونکہ اہل اسلام کے متعلق ان کا نقطۂ نظر درست نہیں' اس لیے وہ مبتدع اور فاسق و فاجر ہیں۔ شاید احادیث میں ان کی بابت مذکورہ بالا قسم کے شدید الفاظ بول کر انھیں سخت تنبیہ کرنا اور راہِ مستقیم پر لانا مقصود ہو۔ واللہ أعلم.

٤١٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ٤١٠٧- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

---

٤١٠٧_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ١٠٦٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي، والبخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦١١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٥.

خوش ہوتے ہیں اور وفادار بن جاتے ہیں۔ مال نہ ملے تو فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ ارتداد کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ (جیسے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا۔) اس لیے آپ نے انھیں خوب عطیات دیے۔ حنین کی غنیمت سے بھی انھیں سو سو اونٹ دیے اور دیگر عطیات سے بھی نوازا۔ آپ کا مقصد ان کی تالیف قلب تھا تاکہ ان کے دلوں میں ایمان جاگزین ہو جائے اور وہ پکے مومن بن جائیں۔ قریش و انصار چونکہ ایمان میں پختہ تھے‘ ان سے اس قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا‘ اس لیے آپ نے انھیں کچھ نہ دیا۔ ③ ”غصہ آ گیا“ یہ غصہ بھی بعض نوجوانوں کو آیا تھا ورنہ سابقون اولون مہاجرین و انصار سے تو اس کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ④ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ محض قرآن مجید کی تلاوت کسی شخص کے مومن صادق ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی جبکہ وہ قرآن مقدس کے عملی تقاضے پورے نہ کرے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ انتہائی متحمل مزاج اور عفو و درگزر سے کام لینے والے عظیم انسان تھے۔ بڑے بڑے بے ادب اور گستاخ لوگوں سے بھی صرف نظر فرما جایا کرتے تھے‘ بالخصوص اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی انتقام نہ لیتے تھے۔ ⑥ اس حدیث سے خوارج کے ساتھ قتال کرنے کی مشروعیت بھی ثابت ہوتی ہے‘ خواہ انھیں مرتد سمجھ کر ان سے قتال کیا جائے یا امام عادل کا باغی سمجھ کر کیا جائے۔ ⑦ اس حدیث سے خارجیوں کی کچھ نشانیاں بھی معلوم ہوتی ہیں‘ مثلاً: ظاہراً وہ عام مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ عبادت گزار ہوتے ہیں‘ نیز یہ بھی کہ وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں مسلمانوں سے بہت زیادہ عداوت بھی رکھتے ہیں۔ ⑧ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ بغیر قصد و ارادہ کے دین اسلام سے نکل جاتے ہیں‘ حالانکہ وہ دین اسلام پر کسی بھی دوسرے دین و مذہب کو قطعاً ترجیح نہیں دے رہے ہوتے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے شخص کا نام حدیث میں ذوالخویصرہ مذکور ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري‘ المناقب‘ حديث: ۳۶۱۰) بلاشبہ معترض کا یہ اعتراض غلط اور ایمان کے تقاضوں کے منافی ہے بلکہ اس سے نفاق مترشح ہوتا ہے۔ ⑩ اس معترض کو قتل کرنے کی اجازت طلب کرنے والے حضرات جناب خالد بن ولید اور حضرت عمر بن خطاب ؓ ہیں۔ صحیح بخاری میں ان دونوں کے ناموں کی تصریح ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۳۳۴۴، ۳۶۱۰) ⑪ اس حدیث پاک سے عمر بن خطاب اور خالد بن ولید ؓ کی عظیم فضیلت و منقبت بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو قتل کرنے پر تیار ہو گئے۔ ⑫ ”حلق سے نیچے نہ جائے گا“ یعنی قرآن کی سمجھ حاصل نہ ہو گی۔ صرف پڑھنے سے علم و حکمت کا حصول نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ⑬ ”صاف نکل جاتا ہے“ جس طرح تیز تیر اپنے شکار سے بالکل صاف نکل جاتا ہے۔ خون یا گوبر کی آلودگی سے صاف رہتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ قرآن مجید سے کورے نکل جائیں گے اور انھیں دین کا فہم حاصل نہیں ہو گا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہوں گے کیونکہ خوارج بہر صورت مسلمانوں کا ایک فرقہ تھے جو دین کے مبادی کا اقرار کرتے تھے مگر صحابۂ کرام ؓ کا راستہ چھوڑ دینے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے۔ ⑭ یہ لوگ حضرت علی ؓ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے تھے۔ پہلے حضرت علی ؓ کے حامی تھے‘ پھر بغاوت کر دی۔ بغاوت کی

ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ، وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَقَالُوا: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ: «إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ» فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِىءُ الْوَجْنَتَيْنِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِتَّقِ اللهَ، قَالَ: «مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي». فَسَأَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِىءِ هٰذَا قَوْمًا يَخْرُجُونَ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ».

بنوکلاب میں سے تھا اور زید خیل طائی کو جو کہ بنونبہان میں سے تھا۔ اس بات سے قریش اور انصار کو غصہ آ گیا۔ وہ کہنے لگے: آپ نجدی سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں۔“ اتنے میں ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی‘ رخسار ابھرے ہوئے‘ ڈاڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا‘ وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈر۔ آپ نے فرمایا: ”اگر میں ہی اللہ کا نافرمان ہوں تو کون اللہ کی اطاعت کرے گا؟ اس (اللہ تعالیٰ) نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے (تبھی تو مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے) لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟“ چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کی نسل سے کچھ ایسے لوگ نمودار ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے صاف نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔ (اللہ کی قسم!) اگر میں نے انھیں پایا تو انھیں قوم عاد کی طرح قتل کر دوں گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھانے والا واجب القتل ہے۔ ② اسلام کی طرف مائل کرنے‘ نیز اسلام کا گرویدہ کرنے کے لیے مؤلفۃ القلوب لوگوں کو زکاۃ دی جا سکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تالیف قلب کے لیے انھی چار افراد میں سارا سونا تقسیم فرما دیا۔ چونکہ وہ چاروں افراد بڑے بڑے قبیلوں کے سردار تھے۔ نو مسلم تھے۔ ابھی یہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب نہیں ہوئے تھے۔ ایمان دل میں جاگزین نہ ہوا تھا۔ اس قسم کے لوگوں کو مال مل جائے تو بڑے

أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: مَنْ رَفَعَ السِّلَاحَ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ.

جس نے (لوگوں پر) اسلحہ سونتا' پھر اسے چلانا شروع کر دیا تو اس کا خون ضائع ہے۔ (کوئی معاوضہ ہوگا نہ اس کا قصاص ہی لیا جائے گا۔)

فائدہ: "چلانا شروع کر دیا" خواہ کوئی قتل ہو یا نہ مگر اسلحہ چلانے والے کی شرعی سزا قتل ہے کیونکہ وہ لوگوں کے قتل کے درپے ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے' وہ ہم میں سے نہیں۔"

فائدہ: "وہ ہم میں سے نہیں" یعنی ظاہراً کیونکہ مسلمانوں کو قتل کرنا کافروں کا کام ہے' نیز اگر وہ علانیہ مسلمانوں کو قتل کرتا پھرتا ہے جیسے ڈاکو یا باغی تو وہ محاربین میں داخل ہے۔ البتہ اگر جذبات میں آ کر نادانستہ اس سے اسلحہ کے ساتھ قتل صادر ہو جائے تو وہ کافر نہ بنے گا بلکہ اس پر حالات کے مطابق قصاص یا دیت کا حکم لاگو ہوگا۔ سزا ملنے کے بعد معافی ممکن ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا، فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ،

۴۱۰۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی ؓ نے' جب وہ یمن کے حاکم تھے' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جو ابھی مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا۔ آپ نے وہ سارا سونا تقسیم فرما دیا' اقرع بن حابس حنظلی کو' جو کہ بنومجاشع سے تھے' عیینہ بن بدر فزاری کو' علقمہ بن علاثہ عامری کو' جو کہ

٤١٠٥- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٧٠٧٠، ومسلم، الإيمان، مثل باب البخاري، ح: ٩٨ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٣.

٤١٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٤.

ہوگا اور اگر ظالم مارا جائے تو اس کا خون ضائع ہے۔

(المعجم ٢٦) - مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۶- جو شخص تلوار ننگی کر کے لوگوں پر چلائے؟

٤١٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ».

۴۱۰۲- حضرت ابن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تلوار میان سے نکال کر لوگوں پر چلانی شروع کر دے اس کا خون ضائع ہے۔“ (اس کا قتل جائز ہے۔ اس کی کوئی دیت ہو گی نہ قصاص۔)

فائدہ: کسی بھی مذہبی، سیاسی یا معاشرتی اختلاف کی وجہ سے کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلح کارروائی کرے۔ اسی طرح کوئی شخص کسی گناہ گار کو بھی قتل نہیں کر سکتا، خواہ حالت گناہ میں پکڑ لے کیونکہ حدود کا نفاذ حکومت کا اختیار ہے، افراد کا نہیں۔ اگر کوئی از خود ایسی کارروائی کرے گا، اسے قتل کر دیا جائے گا، خواہ وہ سچا ہی ہو۔ اس کے بعد اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ آج کل مذہبی اختلافات کی بنا پر آپس میں قتل و غارت کرنے والوں کو یہ حدیث مدنظر رکھنی چاہیے، خواہ وہ کتنا ہی خوش نما نعرہ کیوں نہ لگاتے ہوں، مثلاً: عصمت صحابہ و ازواج مطہرات یا اہل بیت وغیرہ۔ والله أعلم.

٤١٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۴۱۰۳- عبدالرزاق سے بھی یہ حدیث انھی الفاظ سے مروی ہے مگر اس نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

٤١٠٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۱۰۴- حضرت ابن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

---

٤١٠٢_ [إسناده صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١١٧ من حديث الفضل بن موسى السيناني به، وتابعه وهيب بن خالد عند الحاكم: ٢/ ١٥٩، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٠، وللحديث شواهد، وهو في حلية الأولياء لأبي نعيم: ٤/ ٢١ من حديث إسحاق بن راهوية به، وقال: "تفرد به الفضل عن معمر مجردًا".

٤١٠٣_ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦١، وانظر الحديث السابق.

٤١٠٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٢.

- قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

اپنے گھر والوں کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے۔ اور جو شخص اپنے دین کی خاطر مارا جائے' وہ بھی شہید ہے۔ اور جو شخص اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے' وہ بھی شہید ہے۔"

فائدہ: "دین کی خاطر" یعنی کسی نے اسے دھمکی دی کہ اپنا دین (اسلام) چھوڑ دے ورنہ تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے دین نہ چھوڑا' قتل ہونا قبول کر لیا' تو وہ شہید ہے۔ اس کی شہادت میں کیا شک ہے جبکہ اسے شرعاً اجازت تھی کہ وہ ایسی حالت میں کلمۂ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ دلی طور پر ایمان اسلام پر پکا رہے لیکن اس نے رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کیا۔ رضي الله عنه وأرضاه.

## (المعجم ٢٥) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ (التحفة ٢١)

## باب: ٢٥- جو آدمی اپنے حق کی خاطر لڑائی کرے؟

٤١٠١- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ سَوَادَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۱۰۱- حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے حق کی خاطر (لڑتا ہوا) مارا جائے' وہ شہید ہے۔"

فائدہ: کوئی ظالم کسی مظلوم کا حق چھیننا چاہتا ہے اور مال حوالے نہ کرنے کی صورت میں اسے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ مظلوم کو اجازت ہے کہ اس سے لڑ کر اپنا حق بچالے اور اگر اس کوشش میں وہ مارا جائے تو وہ عنداللہ شہید ہے۔

---

٤١٠١- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨٦/٧، ٨٧، ح: ٦٤٥٤ من حديث سعيد بن عمرو به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٥٩. * عبثر هو ابن القاسم، ومطرف هو ابن طريف، وسوادة مستور، وأبوجعفر مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

مرسل روایت محفوظ ٹھہرتی ہے۔ گویا اس روایت کا مؤمل کی سند سے متصل ہونا درست نہیں۔ ویسے (ابو جعفر کی) یہ روایت (۴۰۹۸) صحیح ہے اور موصولاً بھی ثابت ہے اور آگے (۴۱۰۱ میں) آرہی ہے۔

## (المعجم ٢٣) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ (التحفة ١٩)

## باب:۲۳- جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے؟

٤٠٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۹- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔“

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جو ظلماً مارا جائے خواہ اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے یا مال کی حفاظت کرتے ہوئے یا عزت کی حفاظت کرتے ہوئے یا اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے یا دین کی حفاظت کرتے ہوئے وہ شہید ہے یعنی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ جنتی ہوگا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢٤) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ دِينِهِ (التحفة ٢٠)

## باب:۲۴- جو شخص اپنے دین کو بچانے کے لیے لڑائی کرے؟

٤١٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ

۴۱۰۰- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو (لٹیروں سے) بچاتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو شخص

---

٤٠٩٩- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال اللصوص، ح: ٤٧٧٢ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٥٧، وانظر، ح: ٤٠٩٥، وقال الترمذي، ح: ١٤٢١: "حسن صحيح".

٤١٠٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، من حديث سليمان بن داود الهاشمي به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٥٨.

٤٠٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۶- حضرت سعید بن زید ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا لڑائی لڑے (اور مارا جائے) وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۷- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو (ڈاکوؤں سے) بچاتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ»

۴۰۹۸- حضرت ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی ظالم کے مقابلے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ الْمُؤَمَّلِ خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ مؤمل کی (سابقہ) حدیث غلط ہے جبکہ عبدالرحمٰن کی (یہی) حدیث درست ہے۔

فائدہ: مؤمل متکلم فیہ راوی ہے جبکہ عبدالرحمٰن بن مہدی ثقہ اور متقن ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے اور مؤمل نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ یقیناً مؤمل کی روایت کے مقابلے میں عبدالرحمٰن کی

---

٤٠٩٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٤.

٤٠٩٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٥ . * سفيان هو الثوري، ومؤمل هو ابن إسماعيل، وللحديث شواهد.

٤٠٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٦ . * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ» هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:) یہ (روایت) غلط ہے۔ سعیر بن خمس کی (اس سے پہلی) روایت درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد ہے کہ یہ روایت بواسطہ عبداللہ بن حسن، عکرمہ سے صحیح ہے جیسا کہ سعیر بن خمس نے بیان کیا ہے، نہ کہ بواسطہ عبداللہ بن حسن عن ابراہیم بن محمد جیسا کہ سفیان ثوری نے بیان کیا ہے۔ لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا سفیان کی حدیث کو خطا کہنا محل نظر ہے کیونکہ ثوری ثقہ اور حافظ ہیں اور پھر وہ منفرد بھی نہیں بلکہ عبدالعزیز بن مطلب نے ان کی متابعت کی ہے۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ گویا اس روایت میں عبداللہ بن حسن کے دو استاد ہیں: عکرمہ اور ابراہیم بن محمد۔ اور روایت دونوں طریق سے صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي: ٣٢/٧٣)

٤٠٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ شہید ہے۔''

٤٠٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ - قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ». مُخْتَصَرٌ.

۴۰۹۵- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے، وہ شہید ہے۔'' یہ (حدیث) مختصر ہے۔

---

٤٠٩٤_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٢.

٤٠٩٥_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من قتل دون ماله فهو شهيد، ح: ٢٥٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٣، وللحديث طرق أخرى عند البخاري وغيره، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٨٣.

قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

٤٠٩١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ قَالَ: ثَنَا أَبُوالْأَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا فَلَهُ الْجَنَّةُ».

۴۰۹۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت میں مظلوم مارا جائے‘ اس کے لیے جنت ہے۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۴۰۸۹۔

٤٠٩٢- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے‘ وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ حَسَنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو

۴۰۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا مال ناحق چھیننے کی کوشش کی جائے اور وہ لڑتا ہوا مارا جائے تو وہ شہید ہوگا۔“

---

٤٠٩١_ أخرجه البخاري، المظالم، باب من قاتل دون ماله، ح: ٢٤٨٠ من حديث عبدالله بن يزيد أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٩. * سعيد هو ابن أبي أيوب.

٤٠٩٢_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٠.

٤٠٩٣_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال اللصوص، ح: ٤٧٧١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥١، وقال الترمذي، ح: ١٤٢٠ "حسن صحيح".

قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ».

فائدہ: ''جہنمی ہوں گے'' ڈاکو' محاربین (اللہ اور اس کے رسول سے جنگ لڑنے والے) میں داخل ہیں۔ اس کی سزا قتل بھی ہوسکتی ہے۔ جب وہ لڑائی میں مارا گیا تو سزا پوری ہوگئی۔ آخرت میں بھی جہنمی ہوگا کیونکہ بغیر توبہ' علانیہ شریعت کی مخالفت کرتا ہوا' بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرتا ہوا مارا گیا' اس لیے بعض علماء اس کے جنازے کے بھی قائل نہیں کیونکہ اس کا جہنمی ہونا قطعی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٢) - مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ (التحفة ١٨)

باب:۲۲- جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے

٤٠٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو اپنے مال کو (ڈاکوؤں وغیرہ سے) بچانے کے لیے لڑائی کرے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے۔''

فائدہ: ''شہید ہے'' یعنی شہید کی طرح اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ اسے اجر عظیم حاصل ہوگا کیونکہ وہ مظلوم مارا گیا۔ شہید بھی مظلوم مارا جاتا ہے۔ البتہ اس پر شہید فی سبیل اللہ والے احکام لاگو نہ ہوں گے' مثلاً: اسے عام میت کی طرح غسل دیا جائے گا اور اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ میدان جنگ کے علاوہ جن کو شہید کہا گیا ہے' ان کا حکم بھی یہی ہے۔ حضرت عمر ؓ مظلوم شہید ہوئے تھے مگر انھیں غسل دیا گیا تھا اور ان کا جنازہ بھی پڑھا گیا تھا۔ حضرت علی اور حضرت عثمان ؓ کا معاملہ بھی یہی ہوا۔

٤٠٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ

۴۰۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں لڑتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

---

٤٠٨٩ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٧، وانظر الحديث الآتي.

٤٠٩٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٨. * أبويونس هو حاتم بن أبي صغيرة.

٤٠٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ». قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ».

۴۰۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فرمایئے اگر میرے مال پر حملہ کر دیا جائے (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''انھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ نہ مانیں تو؟ فرمایا: ''پھر اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ فرمایا: ''پھر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی مصر رہیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''پھر ان سے لڑ۔ اگر تو مارا گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے انھیں مار دیا تو وہ آگ میں جائیں گے۔''

فائدہ: ''وہ آگ میں جائے گا'' مقصود یہ ہے کہ اس کے قتل پر کوئی تاوان نہیں دینا پڑے گا بلکہ اس کا خون رائیگاں ہوگا۔

٤٠٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ قُهَيْدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ

۴۰۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! فرمایئے اگر میرے مال پر حملہ کر دیا جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو اللہ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ (ڈاکو) نہ مانیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر اللہ عزوجل کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔'' اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''پھر ان سے لڑ۔ اگر تو قتل ہو گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے ان کو مار دیا تو وہ جہنمی ہوں گے۔''

---

٤٠٨٧- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٥، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق والآتي.

٤٠٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٦، وانظر الحديث السابق.

مَالِي؟ قَالَ: «ذَكِّرْهُ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَذَّكَّرْ؟ قَالَ: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ» قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَوْلِي أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ السُّلْطَانَ» قَالَ: فَإِنْ نَأَى السُّلْطَانُ عَنِّي؟ قَالَ: «قَاتِلْ دُونَ مَالِكَ حَتَّى تَكُونَ مِنْ شُهَدَاءِ الْآخِرَةِ، أَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ».

''پھر اپنے مال کی حفاظت کے لیے لڑائی کر حتی کہ تو (مارا جائے اور) آخرت میں شہید بن جائے یا اپنے مال کو بچالے۔''

**فوائد ومسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے وہ اس طرح کہ جس شخص سے اس کا مال چھینا جا رہا ہو اس کے لیے دفاع کرنا جائز ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دفاع کرنا اگرچہ درست ہے تاہم یہ کام تدریجاً کرنا زیادہ بہتر ہے یعنی پہلے ڈاکو وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس کے مؤاخذے اور عذاب سے ڈرایا جائے۔ اگر اس کا اثر نہ ہو تو آس پاس کے مسلمانوں سے اس کے خلاف مدد لی جائے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو حاکم وقت سے مدد طلب کی جائے۔ جب کوئی اور چارۂ کار نہ ہو تو لڑنا اور اسے قتل کرنا یا اس کے ہاتھوں شہید ہونا جائز ہے۔ ہاں اس مقابلے میں اگر ڈاکو اور لٹیرا مارا جائے تو اس کا خون ضائع ہے۔ اپنا دفاع کرنے والے شخص سے نہ تو قصاص لیا جائے گا اور نہ اس پر کسی قسم کی کوئی دیت وغیرہ ہی آئے گی۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث شریف سے واضح طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑائی کرنا آخری چارۂ کار ہے۔ اس سے پہلے ہر ممکن ذرائع سے لڑائی سے بچا جائے کیونکہ لڑائی نقصان والی چیز ہے البتہ اگر کوئی چارۂ کار نہ رہے تو اپنا مال بچانے کے لیے لڑائی کی جا سکتی ہے۔ اس دوران میں اگر وہ خود مارا جائے تو شہید ہوگا یعنی عظیم ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر وہ ڈاکو کو مار دے تو اس پر کوئی قصاص دیت یا تاوان عائد نہ ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے بھی یہ بیان ہو چکا ہے۔ لیکن لڑائی سے پہلے یہ دیکھ لے کہ میں اس کا ہم پلہ بھی ہوں؟ یعنی میرے پاس بھی اسلحہ وغیرہ ہے۔ خالی ہاتھ مسلح آدمی سے لڑنا حماقت ہے۔ جان یقیناً مال سے زیادہ قیمتی ہے اور قرآن مجید کا حکم ہے کہ ''اپنے آپ کو خواہ مخواہ ہلاکت میں نہ ڈالو'' گویا لڑائی واجب نہیں جائز ہے بشرطیکہ وہ ڈاکو کا مقابلہ بھی کر سکتا ہو۔ پھر زندگی موت اللہ کے سپرد ہے۔ البتہ عزت بچانے کے لیے بے دریغ بھی لڑ پڑے تو اجر کا مستحق ہوگا اور مارے جانے کی صورت میں شہید ہوگا۔ ④ اس حدیث میں جو شہید کہا گیا ہے اس سے مراد شہید معرکہ نہیں بلکہ آخرت میں ثواب کے اعتبار سے اسے شہید قرار دیا گیا ہے چنانچہ ایسے شخص کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

حاصل ہوگیا؟ غلبہ تو تب ہوتا اگر یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے۔ بعض حضرات نے آپ پر جادو کو آیتِ کریمہ ﴿اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾ (بنيٓ إسرآئيل ۱۷:۴۷) کے خلاف خیال کیا ہے کیونکہ یہ تو کافروں کا دعویٰ تھا کہ آپ جادوزدہ ہیں۔ اور کفار کا آپ کو جادوزدہ کہنے سے مطلب یہ تھا کہ آپ جو دین پیش کررہے ہیں' یہ کسی جادو کا اثر ہے جبکہ اس حدیث میں جس جادو کا ذکر ہے' وہ کسی کافر شخص نے کیا تھا اور اس نے آپ پر صرف جسمانی اثر کیا تھا جو کہ عام آدمی کو محسوس بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس سے نہ آپ کے دماغ پر کوئی اثر پڑا اور نہ کوئی تعلیمات متاثر ہوئیں۔ ایسے اثرات تو بیماری کی بنا پر بھی ہوسکتے ہیں۔ اگر بیماری طاری ہوسکتی ہے تو ان اثرات میں کیا حرج ہے؟ بلکہ آپ پر جادو کا اثر ہونے سے یہ ثابت ہوگیا کہ آپ جادوگر نہیں کیونکہ جادوگر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا' لہٰذا کافروں کے اس الزام کی تردید ہوگئی کہ آپ جادوگر ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جادو کا اثر کسی پر بھی ہوسکتا ہے' البتہ جادو کفر ہے اور اگر کوئی خاص مصلحت نہ ہو تو جادو کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ۲۱) - مَا يَفْعَلُ مَنْ تُعُرِّضَ لِمَالِهِ (التحفة ۱۷)

## باب:۲۱- جس شخص کا مال چھیننے کی کوشش کی جائے' وہ کیا کرے؟

٤٠٨٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ قَابُوسَ بْنِ مُخَارِقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَسَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يَأْتِينِي فَيُرِيدُ

۴۰۸۶- حضرت قابوس کے والد محترم حضرت مخارق ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور میرا مال چھیننا چاہتا ہے۔ (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''اسے اللہ تعالیٰ سے نصیحت کر (اس کی وعید سے ڈرا)۔'' اس نے کہا: اگر وہ نصیحت نہ مانے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے آس پاس کے مسلمانوں سے مدد حاصل کر۔'' اس نے کہا: اگر میرے آس پاس کوئی مسلمان نہ ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''حاکم سے مدد طلب کر۔'' اس نے کہا: اگر حاکم بھی مجھ سے دور ہو؟ فرمایا:

---

٤٠٨٦_[صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٤ وغيره من طرق عن سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٤. * قابوس هو ابن مخارق بن سليم، وللحديث شواهد عند مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من قصد أخذ مال غيره بغير حق . . . الخ، ح: ١٤٠ وغيره.

اثرات یوں ظاہر ہوئے کہ آپ بعض امور میں متردد ہونے لگے' آیا میں نے یہ کام کیا ہے یا نہیں وغیرہ؟ حصول وحی یا ابلاغ شریعت میں قطعاً آپ پر یہ جادو اثر انداز نہ ہوا' جیسا کہ مختلف روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے' نیز آپ ذرا پریشان سے رہنے لگے تھے۔ دراصل آپ کی روحانی قوت جادو کی قوتوں کا مقابلہ کرتی تھی۔ اور مقابلہ کی صورت میں مندرجہ بالا اثرات لازمی تھے۔ ④ "کچھ صحابہ بھیجے" دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ خود بھی تشریف لے گئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے اپنے کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور پھر خود آپ بھی تشریف لے گئے۔ اس کنویں سے جادو والی چیزیں نکالی گئیں اور آپ نے معوذتین ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھ کر جادو کی گرہوں کو کھولا۔ گیارہ گرہیں تھیں اور ان دونوں سورتوں کی آیات بھی گیارہ ہیں۔ آپ ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور گرہیں کھلتی جا رہی تھیں۔ گرہوں کا کھلنا تھا کہ آپ بالکل تندرست ہو گئے۔ ⑤ "گھٹنا کھول دیا جائے" تو وہ بڑی چستی سے کھڑا ہو جاتا اور اِدھر اُدھر بھاگتا دوڑتا ہے۔ ⑥ آپ نے اس یہودی یا دوسرے یہودیوں سے اس کا تذکرہ نہ فرمایا بلکہ عام لوگوں میں بھی مشہور نہ کیا گیا تاکہ یہودی یہ سمجھیں کہ ہمارے سخت ترین جادو کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ ناامید ہو کر آپ کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اگر آپ اس بات کو اچھالتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ آپ پر کچھ نہ کچھ اثر ہوا ہے' لہٰذا وہ مزید سرگرمی کے ساتھ اس سے بھی بڑا جادو کرنے کی کوشش کرتے۔ ⑦ باب کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جادو کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: یہ اس لیے کہ وہ مسلمان نہیں تھا بلکہ یہودی تھا۔ اور حدود مسلمانوں کے لیے ہیں۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر جادوگر کے جادو کا کوئی ثبوت مل جائے اور اس نے کسی کا نقصان کیا ہو تو اسے سزا دی جائے گی' خواہ کافر' یعنی یہودی ہو یا کوئی اور۔ ⑧ جادو کو کتاب المحاربہ میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جادو کفر ہے۔ اگر کوئی مسلمان کرے گا تو وہ مرتد سمجھا جائے گا اور اس پر سزائے ارتداد نافذ کی جائے گی' یعنی اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ غیر مسلم اگر جادو کرے اور اس سے کسی کو قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے کسی کا صرف نقصان کیا ہو تو اس سے وصولی کی جائے گی' نیز اسے قید وغیرہ بھی کیا جائے گا تاکہ معاشرہ اس کے مضر اثرات اور مفاسد سے محفوظ رہ سکے۔ ⑨ بعض حضرات نے رسول اللہ ﷺ پر جادو والی روایت کو رد کیا ہے' حالانکہ یہ روایت صحیحین میں قطعاً ثابت ہے۔ کسی محدث یا فقیہ نے اس کی سند یا متن میں کوئی خرابی نہیں سمجھی۔ نہ اسے عقل' قرآن یا شان رسول ﷺ کے خلاف سمجھا ہے۔ بعض متکلمین اور منکرین حدیث کو یہ خلجان ہوا کہ "یہ حدیث شان نبوت کے منافی ہے۔" حالانکہ طبیعت کا ڈھیلا پڑ جانا وغیرہ کسی لحاظ سے بھی شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔ آپ کو بخار چڑھتا تھا' سر درد ہوتا تھا' بڑھاپا طاری ہوا۔ اگر یہ جسمانی عوارض شانِ نبوت کے منافی نہیں تو مذکورہ بالا اثرات کیوں منافی ہوں؟ بعض سمجھتے ہیں کہ اگر آپ پر جادو کا اثر مانا جائے تو گویا آپ پر کافروں کو غلبہ حاصل ہو گیا' حالانکہ کافروں کے ہاتھوں آپ زخمی ہوئے' زہر کھلایا گیا۔ اگر اس سے کفار کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تو مندرجہ بالا اثرات سے کیسے غلبہ

مجہول المعنیٰ اور مشکوک عبارات یا غیر اللہ کو پکارنے والے کلمات پر مشتمل تعویذ لکھے جائیں' لہٰذا دم کرنا اگرچہ عمل مسنون اور قرآنی آیات وادعیہ ماثورہ کے ساتھ تعویذ لکھنا مشروط طور پر جائز ہے' تاہم احوط اور اقرب الی الحق یہی بات ہے کہ تعویذ لکھنے اور لٹکانے سے احتیاط کی جائے۔ واللّٰہ أعلم.

## (المعجم ٢٠) - سَحَرَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ١٦)

## باب:٢٠- اہل کتاب کے جادوگروں کا بیان

٤٠٨٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ، فَاشْتَكَى لِذٰلِكَ أَيَّامًا، فَأَتَاهُ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ، عَقَدَ لَكَ عُقَدًا فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَخْرَجُوهَا فَجِيءَ بِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ [الْيَهُودِيِّ] وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ.

۴۰۸۵- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص نے نبی ﷺ پر جادو کر دیا۔ آپ اس کی وجہ سے کچھ دن بیمار سے رہے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور فرمایا: ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا ہے۔ اس نے کچھ گرہیں دے کر فلاں کنویں میں رکھ چھوڑی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ صحابہ بھیجے۔ انھوں نے ان گرہوں کو نکالا اور ان کو آپ کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی اونٹ کا گھٹنا کھول دیا جائے۔ پھر نہ تو آپ نے اس یہودی سے اس کا ذکر کیا اور نہ اس (یہودی) نے کبھی آپ کے چہرے پر اس کا کچھ اثر پایا۔

**فوائد و مسائل:** ① یہ روایت مختصر ہے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تفصیل کے ساتھ مروی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' بدء الخلق' باب صفة إبليس و جنوده' حديث:٣٢٦٨) ② یہ جادو ایک مشہور یہودی جادوگر لبید بن اعصم ملعون نے یہودیوں کے پرزور اصرار پر تین دینار کے عوض کیا تھا۔ اور یہ ماہ محرم ۷ھ کی بات ہے۔ اس نے آپ کی کنگھی اور آپ کے بال ایک یہودی لڑکے کی معرفت حاصل کیے اور ان کو جادو کے لیے استعمال کیا۔ اس کا مقصد (خاکم بدہن) آپ کو ختم کرنا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ ③ ''کچھ دن بیمار سے رہے'' اس جادو کا اثر آپ پر غیر مرئی رہا' یعنی عام لوگوں کو محسوس نہ ہوتا تھا لیکن آپ پر اس کے

٤٠٨٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٧ عن أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٥٤٣، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

## (المعجم ١٩) - اَلْحُكْمُ فِي السَّحَرَةِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۹- جادوگروں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

٤٠٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ إِلَيْهِ».

۴۰۸۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے گرہ باندھی اور اس میں (پڑھ کر) پھونکا' اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا' اس نے شرک کیا اور جس شخص نے کوئی (شرکیہ) چیز گلے میں لٹکائی' اسے اسی کے سپرد کیا جائے گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① یہ روایت تعلیق والے جملے کے علاوہ ضعیف ہے لیکن مسئلے کی تفہیم کے لیے کچھ ضروری وضاحت درج ذیل ہے۔ ”جس نے گرہ باندھی“ جادوگر عموماً گرہیں باندھ کر جادو کیا کرتے ہیں' اس لیے گرہ کا ذکر فرمایا' ورنہ جادو کسی بھی طریقے سے کیا جائے' وہ جادو ہی ہے۔ اگر جن و شیطان سے مدد طلب نہ کی جائے اور ایسے کلمات استعمال نہ کیے جائیں جن کے معنی و مفہوم معلوم نہ ہوں تو وہ جادو نہیں' خواہ کوئی گرہ بھی باندھے۔ ② ”جس نے جادو کیا' اس نے شرک کیا“ کیونکہ جادو میں لازماً غیر اللہ' مثلاً: جن و شیطان سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ انھیں پکارا جاتا ہے۔ اس لیے جادو شرک کو مستلزم ہے۔ ③ ”جس نے کوئی چیز لٹکائی“ اس دور میں کاہن کوئی چیز پڑھ پھونک کر دے دیتے تھے کہ اسے گلے میں لٹکا لو فائدہ ہوگا۔ چونکہ کاہن مشرک تھے اور شرکیہ کلمات ہی پڑھتے تھے' لہٰذا اس سے روک دیا گیا۔ ایسا دم بھی منع ہے اور ایسا تعلیق بھی۔ لیکن کیا قرآن مجید یا دعاؤں یا اچھے کلمات کو علاج کے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یقیناً یہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید اور اچھے کلمات کو اپنے اور دوسروں کے لیے بطور علاج استعمال کرنا ثابت ہے۔ لیکن دم کی صورت میں۔ رہا مسئلہ قرآن و حدیث پر مبنی ادعیہ سے تحریر کردہ تعویذ یا تعلیق کا کہ آیا وہ بھی مسنون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے تعویذ لکھنا ثابت نہیں۔ البتہ محققین اہل حدیث و فقہاء کا موقف ہے کہ جس طرح کلام اللہ اور منقول ادعیہ اور غیر شرکیہ کلمات کے ساتھ دم جائز ہے' اسی طرح ان سے تعویذ لکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن ان دونوں کے مابین یہ فرق ضرور رہے گا کہ دم کرنا مسنون اور تعویذ لکھنا غیر مسنون ہوگا' اس لیے اس مسئلے میں افراط و تفریط درست نہیں۔ نہ تو مطلقاً قرآنی آیات پر مشتمل تعویذ کو لٹکانا حرام اور شرک کہا جائے اور نہ

---

٤٠٨٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل في الضعفاء: ٤/١٦٤٨ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٢.

یہ تفصیل تو تھی نو واضح آیات کی بابت۔ اب باقی رہ گئی دسویں چیز‘ یعنی جو صرف یہودیوں کے ساتھ خاص ہے‘ دوسرا کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں‘ تو اس سے مراد‘ جیسا کہ قرآن وحدیث سے واضح ہوتا ہے‘ ہفتے کی تعظیم کرنا ہے اور وہ تعظیم بھی صرف اسی حد تک معلوم ہوتی ہے کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں اور بس۔ چونکہ باقی نو احکام تمام ملل واقوام میں مشترک ہیں جبکہ یہ دسواں حکم صرف یہودیوں کے لیے تھا‘ اس لیے فرمایا گیا کہ ”اے یہودیو! یہ تمھارے ساتھ خاص ہے‘ دوسرا کوئی اس میں تمھارا شریک نہیں۔ واللہ أعلم.

③ ”صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ“ تاکہ اسے کسی جھوٹے مقدمے میں پھنسا کر ناحق سزا دلواؤ یا اسے قتل کرادو‘ یا اس پر کسی قسم کی زیادتی اور ظلم کراؤ۔ ④ ”تجاوز نہ کرو“ یعنی اس دن مچھلی کا شکار نہ کرنے کے متعلق۔ ⑤ ”ہاتھ اور پاؤں چومے“ محبت اور پیار میں یا بطور احترام بوسہ دینا ایک فطری امر ہے۔ بچوں اور بزرگوں کو بوسے دیے جاتے ہیں‘ البتہ پاؤں کے بوسے میں سجدے سے مشابہت ہوتی ہے‘ لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ ⑥ ”نبی ان کی نسل سے آئے“ اس بات سے ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہنا چاہتے تھے کہ داود علیہ السلام نے اس کی بابت دعا کی تھی کہ ان کی نسل ہی سے نبی آئیں‘ چونکہ آپ نبی ہیں‘ لہٰذا آپ کی یہ دعا قبول ہوگی‘ اس لیے ہم اسی نبی کے آنے کے منتظر ہیں اور پھر ہم اسی کی اتباع کریں گے۔ لیکن یہودیوں کا یہ صریح جھوٹ ہے‘ اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ سیدنا داود علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی اس قسم کی کوئی دعا کریں جبکہ انھیں یہ بھی علم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج حضرت محمد کریم ﷺ کے سر پر سجانا ہے۔ سیدنا داود علیہ السلام پر یہودیوں کا یہ محض افترا ہے کیونکہ وہ تو تورات وزبور میں یہ پڑھ چکے تھے کہ حضرت محمد ﷺ بطور خاتم النبیین مبعوث ہوں گے‘ نیز یہ بھی کہ آپ سابقہ ادیان وشرائع کو منسوخ کریں گے۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے داود علیہ السلام ایسی دعا کیونکر فرما سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ دعا اللہ تعالیٰ کی اس اطلاع کے بھی خلاف ہے جو کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کی شان ومرتبے کے متعلق اپنے انبیاء ورسل کو دی ہے۔ واللہ أعلم. مذکورہ بات یہودیوں میں غلط مشہور کر دی گئی تھی ورنہ یہ بات عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ حضرت داود علیہ السلام سے پہلے بھی انبیاء مختلف نسلوں سے آئے‘ بعد میں بھی۔ ممکن نہ تھا کہ ساری دنیا کے لیے انبیاء صرف ایک ہی نسل سے آئیں۔ یہ بات نبی کی بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتی تھی‘ لہٰذا وہ یہ دعا نہیں کر سکتے تھے۔ ⑦ ”قتل کر دیں گے“ رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لانے کی دوسری وجہ ان یہودیوں نے یہ بیان کی کہ آپ پر ایمان لانے کی وجہ سے ہمیں جان کا خطرہ ہے‘ لہٰذا ہم ایمان نہیں لاتے۔ ان کا یہ بہانہ بھی بالکل بھونڈا اور غلط تھا کیونکہ اگر وہ ایمان لے آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہتے‘ اس لیے باقی یہودیوں کو یہ جرأت ہی نہ ہو سکتی کہ وہ انھیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قتل کرتے؟ پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی تو مومن بن گئے تھے‘ کیا انھیں قتل کیا گیا تھا جو انھیں کیا جاتا؟ یہ بھی ان کا صریح جھوٹ تھا۔

اس کی فاسق وفاجر قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور ان معجزات سے مراد ہیں: عصا' ید بیضا وغیرہ۔ ایک مقام پر قرآن مجید میں اس کی صراحت کچھ یوں فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری ہے: ﴿وَ اَلْقِ عَصَاكَ ...... فِي تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ (النمل ۲۷:۱۰-۱۲)

اس مقام پر نو میں سے صرف دو معجزے مذکور ہیں' باقی مفصل طور پر سورۂ اعراف میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ ...... فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾ (الأعراف ۷:۱۳۰-۱۳۳) ویسے موسیٰ علیہ السلام کو ان نو معجزات کے علاوہ اور بھی کئی معجزے دیے گئے تھے' مثلاً: پتھر پر مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہونا' بادلوں کا سایہ کرنا اور من وسلویٰ نازل کرنا وغیرہ جو مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو دیے گئے۔ اس تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سوال معجزات ہی کے بارے میں تھا' نہ کہ احکام کے بارے میں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف ہی بھیجا گیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی واضح طور پر تصریح موجود ہے۔ اگر ان نو واضح آیات سے مراد احکام ہوں تو اس سے فرعون اور اس کی قوم پر کوئی حجت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ اصل بات تو فرعون اور اس کی قوم سے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت تسلیم کرانا' اور انھیں ان پر ایمان لانے پر آمادہ کرنا تھا۔ اگر ان سے مراد احکام ہوں تو اس سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا' یعنی موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کا اثبات اور منکرین کی تردید۔

اب رہا یہ اشکال کہ سوال تو تھا معجزات کی بابت جبکہ جواب میں احکام ارشاد فرما دیے گئے۔ اس کی کیا وجہ؟ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہودیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشہور ومعروف نو معجزات ہی کا ذکر فرمایا تھا' کسی وجہ سے راوی نے ان کا ذکر نہیں کیا' بلکہ اس کے بعد ان عام احکام کا ذکر کر دیا جو تمام اقوام وملل کے لیے واجب العمل ہیں۔ تورات میں بھی یہ سب احکام مذکور ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے ایک راوی عبداللہ بن سلمہ کے حافظے میں خرابی ہے جس کی وجہ سے اس پر جواب خلط ملط ہو گیا ہے اور اس نے نو معجزات ان دس کلمات کو بنا دیا ہے جو تورات میں مذکور ہیں لیکن یہ فرعون پر حجت قائم کرنے اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت وصداقت کی دلیل نہیں بن سکتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسير ابن كثير' تفسير سورة بني إسرائيل' تحت آية:۱۰۱' و ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي' المحاربة' حديث:۴۰۸۳' والتعليقات السلفية على سنن النسائي' المحاربة' حديث: ۴۰۸۳)

بلاشبہ مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "نو واضح آیات" سے مراد: عصا، ید بیضا، قحط، پھلوں کی کمی، طوفان، جوئیں، ٹڈیاں، مینڈک اور خون ہیں۔ ویسے ان کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور معجزے بھی دیے گئے تھے مگر ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے نہ کہ آل فرعون سے۔

بِأَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنِ اتَّبَعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا يَهُودُ.

نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: "پھر تمھیں میرا تبع بننے سے کون سی چیز مانع ہے؟" انھوں نے کہا: حضرت داود علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ ہمیشہ نبی ان کی نسل سے آئے' نیز ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف میں اختلاف ہے' تاہم بغرض تفہیم حدیث چند ضروری وضاحتیں حاضر خدمت ہیں: "اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی" یعنی وہ بہت خوش ہوں گے کیونکہ خوشی انسان کی قوتوں میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ② "وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے "نو واضح آیات" کے بارے میں پوچھا۔" ان آیات بینات سے کیا مراد ہے؟ آیات جمع ہے آیۃٌ کی۔ اس کے کئی ایک معانی ہیں' مثلاً: کسی چیز کی ظاہری علامت' نشان' خاص نشان' عبرت' سامانِ عبرت' ذات' جماعت' قرآن مقدس کا ایک جملہ یا چند جملے جن کے آخر میں وقف (گول دائرہ) ہوتا ہے۔ اسی طرح معجزہ بھی آیۃ کہلاتا ہے اور ہر وہ کلام جو لفظاً دوسرے کلام سے منفصل اور جدا ہوتا ہے اس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ محسوسات پر بھی بولا جاتا ہے اور معقولات پر بھی جس طرح کہ علامة الطريق اور الحكم الواضح وغیرہ۔ اس جگہ حدیث میں اس سے کیا مراد ہے' احکام یا معجزے؟ اگر تسع ایات بینات سے مراد احکام ہوں' پھر تو حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا کیونکہ ان یہودیوں کو سوال کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، کسی کو ناحق قتل نہ کرو، جادو نہ کرو، زنا نہ کرو، سود نہ کھاؤ' کسی بے گناہ پر ظلم و زیادتی یا اسے قتل کرانے کے لیے حاکم و سلطان کے پاس نہ لے جاؤ وغیرہ' یعنی آپ نے ان کے سوال کے جواب میں احکام ذکر فرمائے ہیں۔ چونکہ سوال و جواب میں مطابقت ہے' لہٰذا کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

لیکن یہاں آیات بینات سے مراد احکام نہیں بلکہ معجزات ہیں۔ ایک تو اس لیے کہ مسند احمد اور جامع ترمذی کی روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ان دونوں (یہودیوں) نے آیت مبارکہ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ﴾ (بني إسرآئيل الإسراء ١٧:١٠١) کے بارے میں سوال کیا۔ جامع ترمذی کی روایت میں بھی اس قسم کی تصریح ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد بن حنبل: ٣٠/٢٢' حديث: ١٨٠٩٦' و جامع الترمذي' تفسير القرآن' بني إسرائيل' حديث: ٣١٤٤) بہرحال اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا سوال احکام کی بابت نہیں تھا بلکہ ان نو معروف اور اہم معجزات کے متعلق تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرما کر فرعون اور

کی کیا ضرورت تھی؟ صرف عقیدے کی اصلاح کر دی جاتی کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر شیاطین اور جنوں کا وجود بغیر دیکھے مانا جا سکتا ہے تو جادو کون سی ایسی انہونی چیز ہے کہ اس کا انکار کیا جائے۔ اس دنیا میں اربوں کھربوں جراثیم ہر وقت زندگی اور موت میں دخیل رہتے ہیں' نہ وہ نظر آتے ہیں اور نہ ان کا عمل' مگر سائنس کی دنیا ان کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر اس سے کوئی خلاف عقل بات لازم نہیں آتی تو جادو یا جن و شیاطین کو تسلیم کرنے سے کون سا استحالہ لازم آ جائے گا؟

٤٠٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اِذْهَبْ بِنَا إِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ، قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ، لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ، فَقَالَ لَهُمْ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلٰى ذِي سُلْطَانٍ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصَنَةَ، وَلَا تَوَلَّوْا يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُودُ أَنْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ» فَقَبَّلُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ، قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟» قَالُوا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا

۴۰۸۳- حضرت صفوان بن عسال ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا: اسے نبی نہ کہو۔ اگر اس نے تیری بات سن لی تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ''نو واضح آیات'' کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل نہ کرو۔ کسی بے گناہ شخص کو (ناحق سزا دلوانے کے لیے) صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی پاک دامن پر الزام نہ لگاؤ اور جنگ کے دن میدانِ جنگ سے نہ بھاگو۔ اور اے یہودیو! خاص تمھارے لیے یہ حکم ہے کہ تم ہفتے کے دن (کی تعظیم) کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) تجاوز نہ کرو۔'' چنانچہ ان دونوں نے (یہ سن کر) آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ

---

٤٠٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الإستئذان، باب ماجاء في قبلة اليد والرجل، ح: ٢٧٣٣ عن محمد بن العلاء أبي كريب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤١.

لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ رتبہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی کا بھی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ الْأَحَادِيثِ وَأَجْوَدُهَا.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث میں یہ حدیث سب سے بہتر اور احسن ہے۔

فائدہ: یہ تفصیلی روایت ہے جس سے اوپر والی احادیث کے تمام ابہامات دور ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ باب کی وضاحت اس سے قبل ہو چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۴۰۷۵) اس مسئلے کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک مستقل کتاب موجود ہے۔ ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' یہ بہت مفید اور لائق مطالعہ کتاب ہے۔ اس میں حضرت امام نے تفصیلی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی بکنے والا واجب القتل ہے' خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ ذمی کو تو حکومت علانیہ قتل کرے گی اور غیر مسلم ملک کے کافر کو خفیہ قتل کروایا جائے گا۔ یا جیسے بھی ممکن ہو۔ حکومت کرے یا کوئی عام مسلمان۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٨) - اَلسِّحْرُ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۸- جادو کا بیان

جادو اس چیز کو کہتے ہیں جس کا سبب مخفی ہو۔ یہ عموماً شیاطین و جنات کی مدد سے ہوتا ہے۔ وہ مخفی ہی ہیں۔ اس میں چونکہ غیر اللہ کو پکارنا پڑتا ہے اور بسا اوقات خلاف شرع کام کرنے پڑتے ہیں' لہٰذا جادو کفر اور شرک بھی ہو سکتا ہے' اس لیے یہ حرام ہے' گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی کے کرتب جس میں خلاف شرع کوئی کام نہ کرنا پڑے' جائز ہیں جبکہ ان سے مقصود مالی تعاون کا حصول ہوتا ہے' کسی کو دھوکا دینا مقصد نہیں ہوتا۔ یہ صرف اپنے فن اور چالاکی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں' البتہ کمائی کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا مستحسن نہیں۔ جادو ایک حقیقت ہے لیکن اس سے نقصان ہی کیا جا سکتا ہے' نفع نہیں' اس لیے کہ شیاطین انسان کے دشمن ہیں' وہ اس کا بھلا نہیں کر سکتے۔ اور شیاطین سے تعلق رکھنے والا انسان بھی شیطان صفت بن جاتا ہے۔ توڑ پھوڑ' لڑائی جھگڑا' بدگمانی' جسمانی و مالی نقصان حتی کہ موت تک کے عمل کر گزرتا ہے' اس لیے بعض احادیث میں جادوگر کو کافر کہا گیا ہے۔ بعض حضرات جادو یا اس کے اثرات کے منکر ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں' سوائے ذہنی تخیلات کے جس سے کم عقل لوگ متاثر ہوتے ہیں اور بس۔ لیکن یہ بات ایک حقیقت ثابتہ کا انکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ باوجود کامل روحانی قوت اور مضبوط ذہن کے جادو سے متاثر ہوئے۔ اس کا ذکر صحیح ترین احادیث میں آتا ہے۔ قرآن مجید میں جادو اور اس کے عاملین کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگر اس کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اس کے شر سے پناہ مانگنے

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ دراصل اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ اس میں یونس بن عبید نے عمرو بن مرہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ ابونصر سے یہ حدیث عمرو بن مرہ نے بیان کی تو کہا: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، اس طرح یہ روایت منقطع بنتی ہے۔ اور یہی حدیث یونس بن عبید نے بیان کی تو کہا: عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، یعنی یونس بن عبید نے حمید بن ہلال (ابونصر) اور حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے درمیان عبداللہ بن مطرف کا واسطہ بیان کیا ہے' لہٰذا اس طرح سند متصل قرار پاتی ہے۔

٤٠٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَغَضِبَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جِدًّا، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الْقَتْلَ أَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ أَجْمَعَ إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ النَّحْوِ، فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ! مَا قُلْتَ؟ وَنَسِيتُ الَّذِي قُلْتُ، قُلْتُ: ذَكِّرْنِيهِ، قَالَ: أَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ؟ قُلْتُ: لَا وَاللهِ! قَالَ: أَرَأَيْتَ حِينَ رَأَيْتَنِي غَضِبْتُ عَلَى رَجُلٍ فَقُلْتَ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ؟ أَمَا تَذْكُرُ ذٰلِكَ؟ أَوَكُنْتَ فَاعِلًا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَاللهِ! وَالْآنَ إِنْ أَمَرْتَنِي فَعَلْتُ، قَالَ: وَاللهِ! مَا هِيَ

۴۰۸۲- حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کسی مسلمان آدمی پر ناراض ہوئے اور انتہائی زیادہ ناراض ہوئے۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! میں اس کی گردن اتار دوں؟ جب میں نے قتل کا ذکر کیا تو اس بات کو آپ نے مکمل طور پر چھوڑ دیا اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ جب ہم متفرق ہو گئے تو آپ نے مجھے پیغام بھیجا اور فرمایا: ابوبرزہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں اس وقت تک بھول چکا تھا کہ میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے آپ سے کہا: مجھے یاد دلا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: کیا تجھے یاد نہیں' تو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نے مجھے ایک آدمی پر ناراض ہوتے دیکھا تو تو نے کہا تھا: اے خلیفۂ رسول! میں اس کی گردن اتار دوں؟ کیا تجھے یہ بات یاد نہیں؟ کیا تو (واقعی) ایسے کر دیتا (یعنی اسے قتل کر دیتا؟) میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ اب بھی اگر آپ حکم دیں تو میں یہ کام کر گزروں

---

٤٠٨٢-[إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٠.

انتہائی بردبار اور متحمل مزاج شخص تھے۔ جلدی اور زیادہ غصے میں نہیں آتے تھے۔ اس شخص نے کوئی بڑی غلطی یا گستاخی کی ہوگی جس پر اس قدر غصہ آ گیا۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ ''ٹھنڈا پانی'' قربان جائیے خلیفۂ رسول پر کہ غلط بات سن کر حالت بدل گئی' حالانکہ ظاہراً یہ بات ان کے حق میں تھی۔ اگر کوئی خوشامد پسند بادشاہ ہوتا تو اس کا پارہ اور چڑھتا مگر یہ خلیفۂ رسول تھے۔ فوراً ناراضی کا اظہار فرمایا کہ میرے بارے میں غلو کیوں کیا؟ یاد رہے خلیفۂ رسول کا لقب صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا' باقی تمام خلفاء راشدین کو امیر المومنین کہا جاتا تھا۔ اور حق یہ ہے کہ انھوں نے خلافت رسول کا حق ادا کر دیا۔ جب تک اُس ''کمزور جان'' میں جان رہی' رسول اللہ ﷺ کے دین میں ذرہ بھر تبدیلی برداشت نہ کی۔ ④ ''تیری ماں تجھے گم پائے'' یعنی تو مر جائے۔ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے اور اہل عرب میں اس کا استعمال عام ہے۔ اس جگہ اس کا مقصد اظہار ناراضی ہے نہ کہ بددعا۔ عرف عام میں ایسا ہوتا ہے۔ ⑤ ''یہ مرتبہ اور حق نہیں'' کہ اس کی ناراضی کسی کے قتل کا موجب ہو۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان ہے کہ جس پر ناراض ہو جائیں' اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی جا سکتی ہے اور اجازت ملنے پر اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ میری تیری ناراضی کا یہ درجہ نہیں۔

٤٠٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ أَغْلَظَ لِرَجُلٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَانْتَهَرَنِي فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۰۸۱- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ کسی شخص پر سخت ناراض ہو رہے تھے۔ اس نے جواباً آپ کو کچھ کہا (بدتمیزی کی)۔ میں نے کہا: میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو نَصْرٍ حُمَيْدُ ابْنُ هِلَالٍ، وَرَوَاهُ عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فَأَسْنَدَهُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابونصر کا نام حمید بن ہلال ہے' اور اس سے یہ حدیث یونس بن عبید نے بیان کی تو اس نے اس کو مسند' یعنی متصل بیان کیا ہے۔

---

٤٠٨١- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٩.

کوئی کمانڈر۔ دوسرے معنی پیچھے گزر چکے ہیں کہ صرف رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے کی سزا قتل ہے' کسی اور کا یہ مرتبہ نہیں' خواہ وہ صحابی ہی ہو۔

٤٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: غَضِبَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ! وَاللهِ! لَئِنْ أَمَرْتَنِي لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، فَكَأَنَّمَا صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ بَارِدٌ، فَذَهَبَ غَضَبُهُ عَنِ الرَّجُلِ، قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَبَا بَرْزَةَ! وَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۰۸۰- حضرت ابو برزہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ ایک آدمی پر بہت زیادہ ناراض ہوئے حتی کہ ان کا رنگ بدل گیا۔ میں نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ (میری اس بات سے) گویا ان پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا' چنانچہ اس شخص پر سے ان کا غصہ ختم ہو گیا۔ اور فرمانے لگے: اے ابو برزہ! تیری ماں تجھے گم پائے! رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کا یہ مرتبہ اور حق نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ أَبُو نَصْرٍ وَاسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، خَالَفَهُ شُعْبَةُ.

امام ابو عبدالرحمن نسائی (ؒ) بیان کرتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ درست ابونصر ہے اور اس (ابونصر) کا نام حمید بن ہلال ہے۔ شعبہ نے زید بن ابو انیسہ کی مخالفت کی ہے (یعنی عمرو بن مرہ سے اس کی روایت میں مخالفت کی ہے)۔

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی ؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ عمرو بن مرہ سے مذکورہ حدیث زید نے بیان کی تو عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ کہا۔ لیکن عمرو بن مرہ سے یہی روایت امام شعبہ نے بیان کی تو فرمایا: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ، یعنی ابونضرہ (بالضاد) کے بجائے ابونصر (بالصاد) کہا' نیز اس میں ۃ، یعنی جو حالت وقف میں "ھ" پڑھی جاتی ہے' وہ بھی بیان نہیں کی' صرف ابونصر کہا اور بس۔ امام نسائی ؒ کا مقصد یہ ہے کہ شعبہ نے زید کی مخالفت کی ہے اور وہ زید سے احفظ واتقن ہے' اس لیے شعبہ کی بات درست ہے اور صحیح لفظ ابونصر ہے' جبکہ زید کی بات مبنی برخطا ہے۔ واللہ أعلم. ② "رنگ بدل گیا" حضرت ابوبکر صدیق ؓ

---

٤٠٨٠ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرىٰ، ح: ٣٥٣٨.

قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي الَّتِي قُلْتُ غَضَبَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

بات میں نے کہی تھی اس کی عظمت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر انھوں نے فرمایا: یہ حق رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو حاصل نہیں۔

٤٠٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَتَغَيَّظُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ! مَنْ هٰذَا الَّذِي تَغَيَّظُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: وَلِمَ تَسْأَلُ عَنْهُ؟ قُلْتُ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي غَضَبَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۴۰۷۸- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی آدمی پر غصے ہو رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول اللہ! یہ کون شخص ہے جس پر آپ اس قدر ناراض ہو رہے ہیں؟ فرمانے لگے: تم اس بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے کہا: میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبرزہ نے کہا: اللہ کی قسم! میری اس بات نے ان کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ حضرت محمد ﷺ کے بعد (آپ کے علاوہ) کسی کا حق نہیں۔

٤٠٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ فَقَالَ: لَوْ أَمَرْتَنِي لَفَعَلْتُ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۴۰۷۹- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی آدمی پر بہت ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں کر گزروں (اسے قتل کر دوں)۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں۔

فائدہ: ''یہ حق حاصل نہیں'' کہ اس کے کہنے سے کسی کو قتل کر دیا جائے' بغیر تحقیق کے کہ وہ قتل کا مستحق ہے یا نہیں۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان ہے کہ آپ جو بھی فرمائیں' اس پر بلا تحقیق عمل کیا جائے گا۔ دوسرے ہر شخص کی بات کی تحقیق کی جائے گی۔ صحیح ہو تو عمل کیا جائے گا ورنہ چھوڑ دیا جائے گا' خواہ وہ خلیفہ اور حاکم ہو یا

---

٤٠٧٨_ [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٦.

٤٠٧٩_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٧.

فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: لَيْسَ هٰذَا لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

**فوائد و مسائل:** ① خلیفۂ بلافصل یعنی خلیفۂ اوّل کے فرمان سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو گالی بکنے والا واجب القتل ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کو یا کسی مسلمان حکمران کو گالی دینے والا قتل کا مستحق نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے فرمان کی رو سے وہ فاسق ہے، کافر نہیں۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ. اسے کوئی اور سزا دی جائے گی، مثلاً: قید، کوڑے، جلاوطنی وغیرہ۔ ③ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی متحمل مزاج، باحوصلہ اور بہت زیادہ درگزر کرنے اور معاف کرنے والے انسان تھے۔ ④ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول کی محبت میں اس قدر سرشار تھے کہ ان کی ذات کے متعلق سوء ادبی کے مرتکب شخص کا سر تن سے جدا کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔

(المعجم ١٧) - ذِكْرُ الِاخْتِلَافِ عَلَى الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٣)

باب: ١٧- اس حدیث میں اعمش پر (اس کے شاگردوں کے) اختلاف کا بیان

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ جب ابومعاویہ یہ روایت اعمش سے بیان کرتے ہیں تو وہ عمرو بن مرہ اور ابوبرزہ کے درمیان سالم بن ابی جعد کا واسطہ بیان کرتے ہیں جبکہ یعلی بن عبید جب اعمش سے بیان کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان میں عبید ابوالبختری کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ یہ اختلاف حدیث کی صحت کو متاثر نہیں کرتا کیونکہ ممکن ہے اعمش نے دونوں سے سنا ہو۔ واللہ أعلم.

٤٠٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَضْرِبَ عُنُقَهُ إِنْ أَمَرْتَنِي بِذٰلِكَ، قَالَ: أَفَكُنْتَ فَاعِلًا؟

۴۰۷۷- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک آدمی پر ناراض ہوئے (کیونکہ اس نے آپ کو گالی دی تھی)۔ میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا: کیوں؟ میں نے کہا: تاکہ میں اس کی گردن اتار سکوں بشرطیکہ آپ مجھے حکم دیں۔ انھوں نے فرمایا: تو ایسے کر گزرے گا؟ میں نے کہا: ہاں۔ حضرت ابوبرزہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! جو

٤٠٧٧- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٥.

ہونے کے مترادف ہے' اس لیے اس کا خون معصوم و محفوظ نہ رہا' چنانچہ اسے قتل کیا جائے گا۔ مذکورہ حدیث اس معنی میں صریح ہے۔ وہ لونڈی بھی کافر اور ذمی تھی' مسلمان نہ تھی۔ کعب بن اشرف کا قتل بھی اس مسئلے کی واضح دلیل ہے۔ الا یہ کہ وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے کیونکہ اسلام پہلے کے ہر گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔ ائمۂ کرام میں سے صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ''ذمیوں کو اس جرم میں قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ ان کے دوسرے عقائد جو خالص کفر و شرک ہیں' ان کے خون کو مباح نہیں کرتے تو یہ جرم کیسے مباح کر دے گا؟'' حالانکہ ان کو اپنے عقائد و اعمال پر کاربند رہنے کی اجازت ہے مگر علانیہ نہیں۔ نبی ﷺ کو گالی بکنا کوئی مخفی چیز نہیں بلکہ یہ علانیہ ہوگا' نیز جس طرح انھیں یہ اجازت نہیں کہ کسی کو قتل کریں' اسی طرح ان کو یہ بھی اجازت نہیں کہ آپ ﷺ کو گالی دیں۔ آپ ﷺ کو گالی دینا یقیناً ایک مسلمان کو قتل کرنے سے بڑھ کر ہے۔ ان کا ذمی ہونا انھیں ہر من مانی کی اجازت نہیں دیتا۔ عام آدمی کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے جان وایمان سے بڑھ کر محترم نبی اکرم ﷺ کو (خاکم بدہن) گالی دینے کی اجازت ہو۔ ④ آفریں صد آفریں ہے اس نابینا صحابی کی ایمانی غیرت اور دینی حمیت پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے جس کی مثال ناپید ہے۔ ہر چند وہ ظاہری بصارت سے محروم تھے' مگر اس کی تلافی ان کی بصیرت اور حب رسول کی معراج سے ہوگئی۔ اس غیور شخص نے اپنے معصوم بچوں کی ماں' اپنی کورچشمی کی لاٹھی اور جاں نثار رفیقۂ زندگی کو آپ کی گستاخی پر موت کے گھاٹ اُتار دیا' اس لیے کہ وہ اس کی متاع ایمان و دین کی غارتگر تھی۔ اس بے ادب لونڈی کا جرم اس قدر سنگین تھا کہ جس میں مداہنت کرنا اور چشم پوشی سے کام لینا مومن کی دینی غیرت وحمیت کے منافی اور اس کی شانِ اسلام کے خلاف ہے۔ ⑤ اس حدیث شریف سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قلبی الفت ومحبت اور شعوری و بابصیرت عقیدت کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ جس کے مقابلے میں وہ لوگ افرادِ مخلوق میں سے کسی قریبی سے قریبی عزیز اور تعلق دار کی محبت کو خاطر میں لاتے نہ کسی قسم کی مصلحت ہی کو آڑے آنے دیتے تھے۔ رضي الله تعالى عنهم أجمعين.

٤٠٧٦- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقُلْتُ: أَقْتُلُهُ

۴۰۷۶- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بکواس بکا۔ میں نے کہا: میں اسے قتل کر دوں؟ انھوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کا حق نہیں۔

---

٤٠٧٦ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٤. وأخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٣٦٣ من طريق آخر عن أبي برزة الأسلمي به.

ہونے کے مترادف ہے' اس لیے اس کا خون معصوم و محفوظ نہ رہا' چنانچہ اسے قتل کیا جائے گا۔ مذکورہ حدیث اس معنی میں صریح ہے۔ وہ لونڈی بھی کافر اور ذمی تھی' مسلمان نہ تھی۔ کعب بن اشرف کا قتل بھی اس مسئلے کی واضح دلیل ہے۔ الا یہ کہ وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے کیونکہ اسلام پہلے کے ہر گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔ ائمۂ کرام میں سے صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ "ذمیوں کو اس جرم میں قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ ان کے دوسرے عقائد جو خالص کفر و شرک ہیں' ان کے خون کو مباح نہیں کرتے تو یہ جرم کیسے مباح کر دے گا؟" حالانکہ ان کو اپنے عقائد و اعمال پر کاربند رہنے کی اجازت ہے مگر علانیہ نہیں۔ نبی ﷺ کو گالی بکنا کوئی مخفی چیز نہیں بلکہ یہ علانیہ ہوگا' نیز جس طرح انھیں یہ اجازت نہیں کہ کسی کو قتل کریں' اسی طرح ان کو یہ بھی اجازت نہیں کہ آپ ﷺ کو گالی دیں۔ آپ ﷺ کو گالی دینا یقیناً ایک مسلمان کو قتل کرنے سے بڑھ کر ہے۔ ان کا ذمی ہونا انھیں ہر من مانی کی اجازت نہیں دیتا۔ عام آدمی کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے جان و ایمان سے بڑھ کر محترم نبیٔ اکرم ﷺ کو (خاکم بدہن) گالی دینے کی اجازت ہو۔④ آفریں صد آفریں ہے اس نابینا صحابی کی ایمانی غیرت اور دینی حمیت پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ایسے ڈوبے ہوئے تھے جس کی مثال ناپید ہے۔ ہر چند وہ ظاہری بصارت سے محروم تھے' مگر اس کی تلافی ان کی بصیرت اور حب رسول کی معراج سے ہوگئی۔ اس غیور شخص نے اپنے معصوم بچوں کی ماں' اپنی کورچشمی کی لاٹھی اور جاں نثار رفیقۂ زندگی کو آپ کی گستاخی پر موت کے گھاٹ اُتار دیا' اس لیے کہ وہ اس کی متاعِ ایمان و دین کی غارتگر تھی۔ اس بے ادب لونڈی کا جرم اس قدر سنگین تھا کہ جس میں مداہنت کرنا اور چشم پوشی سے کام لینا مومن کی دینی غیرت و حمیت کے منافی اور اس کی شانِ اسلام کے خلاف ہے۔⑤ اس حدیث شریف سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اس قلبی الفت و محبت اور شعوری و بابصیرت عقیدت کی نشاندہی بھی ہوتی ہے کہ جس کے مقابلے میں وہ لوگ افرادِ مخلوق میں سے کسی قریبی سے قریبی عزیز اور تعلق دار کی محبت کو خاطر میں لاتے نہ کسی قسم کی مصلحت ہی کو آڑے آنے دیتے تھے۔ رضي الله تعالى عنهم أجمعين.

٤٠٧٦ - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقُلْتُ: أَقْتُلُهُ

۴۰۷۶- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی بکواس بکا۔ میں نے کہا: میں اسے قتل کر دوں؟ انھوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ کسی کا حق نہیں۔

---

٤٠٧٦ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٤، وأخرجه أبوداود، الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٣٦٣ من طريق آخر عن أبي برزة الأسلمي به.

فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: لَيْسَ هٰذَا لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

**فوائد و مسائل:** ① خلیفۂ بلافصل، یعنی خلیفۂ اوّل کے فرمان سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو گالی بکنے والا واجب القتل ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کو یا کسی مسلمان حکمران کو گالی دینے والا قتل کا مستحق نہیں کیونکہ نبی ﷺ کے فرمان کی رو سے وہ فاسق ہے، کافر نہیں۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ. اسے کوئی اور سزا دی جائے گی، مثلاً: قید، کوڑے، جلاوطنی وغیرہ۔ ③ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی متحمل مزاج، باحوصلہ اور بہت زیادہ درگزر کرنے اور معاف کرنے والے انسان تھے۔ ④ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ خلیفۂ رسول کی محبت میں اس قدر سرشار تھے کہ ان کی ذات کے متعلق سوءِ ادبی کے مرتکب شخص کا سر تن سے جدا کرنے پر تیار ہو گئے تھے۔

## (المعجم ١٧) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٣)

## باب:١٧- اس حدیث میں اعمش پر (اس کے شاگردوں کے) اختلاف کا بیان

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ جب ابومعاویہ یہ روایت اعمش سے بیان کرتے ہیں تو وہ عمرو بن مرہ اور ابوبرزہ کے درمیان سالم بن ابی جعد کا واسطہ بیان کرتے ہیں جبکہ یعلی بن عبید جب اعمش سے بیان کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان میں عبید ابوالبختری کا واسطہ بیان کرتے ہیں۔ یہ اختلاف حدیث کی صحت کو متاثر نہیں کرتا کیونکہ ممکن ہے اعمش نے دونوں سے سنا ہو۔ واللہ أعلم.

٤٠٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هُوَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَضْرِبَ عُنُقَهُ إِنْ أَمَرْتَنِي بِذٰلِكَ، قَالَ: أَفَكُنْتَ فَاعِلًا؟

۴۰۷۷- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک آدمی پر ناراض ہوئے (کیونکہ اس نے آپ کو گالی دی تھی)۔ میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! یہ کون شخص ہے؟ فرمایا: کیوں؟ میں نے کہا: تاکہ میں اس کی گردن اتار سکوں بشرطیکہ آپ مجھے حکم دیں۔ انھوں نے فرمایا: تو ایسے کر گزرے گا؟ میں نے کہا: ہاں۔ حضرت ابوبرزہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! جو

---

٤٠٧٧- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٥.

قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَوَاللهِ! لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِيَ الَّتِي قُلْتُ غَضَبَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

بات میں نے کہی تھی اس کی عظمت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر انھوں نے فرمایا: یہ حق رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو حاصل نہیں۔

٤٠٧٨ - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: مَرَرْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَتَغَيَّظُ عَلَى رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ! مَنْ هٰذَا الَّذِي تَغَيَّظُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: وَلِمَ تَسْأَلُ عَنْهُ؟ قُلْتُ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ: فَوَاللهِ! لَأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي غَضَبَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۴۰۷۸- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا تو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی آدمی پر غصے ہو رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول اللہ! یہ کون شخص ہے جس پر آپ اس قدر ناراض ہو رہے ہیں؟ فرمانے لگے: تم اس بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے کہا: میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضرت ابوبرزہ نے کہا: اللہ کی قسم! میری اس بات نے ان کا غصہ ختم کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ حضرت محمد ﷺ کے بعد (آپ کے علاوہ) کسی کا حق نہیں۔

٤٠٧٩ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ فَقَالَ: لَوْ أَمَرْتَنِي لَفَعَلْتُ قَالَ: أَمَا وَاللهِ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۴۰۷۹- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی آدمی پر بہت ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں کر گزروں (اسے قتل کر دوں)۔ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں۔

فائدہ: ”یہ حق حاصل نہیں“ کہ اس کے کہنے سے کسی کو قتل کر دیا جائے‘ بغیر تحقیق کے کہ وہ قتل کا مستحق ہے یا نہیں۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان ہے کہ آپ جو بھی فرمائیں‘ اس پر بلا تحقیق عمل کیا جائے گا۔ دوسرے ہر شخص کی بات کی تحقیق کی جائے گی۔ صحیح ہو تو عمل کیا جائے گا ورنہ چھوڑ دیا جائے گا‘ خواہ وہ خلیفہ اور حاکم ہو یا

---

٤٠٧٨ـ [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٦.

٤٠٧٩ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٣٧.

کوئی کمانڈر۔ دوسرے معنی پیچھے گزر چکے ہیں کہ صرف رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے کی سزا قتل ہے، کسی اور کا یہ مرتبہ نہیں، خواہ وہ صحابی ہی ہو۔

٤٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: غَضِبَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ! وَاللهِ! لَئِنْ أَمَرْتَنِي لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، فَكَأَنَّمَا صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ بَارِدٌ، فَذَهَبَ غَضَبُهُ عَنِ الرَّجُلِ، قَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أَبَا بَرْزَةَ! وَإِنَّهَا لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۰۸۰- حضرت ابو برزہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ ایک آدمی پر بہت زیادہ ناراض ہوئے حتی کہ ان کا رنگ بدل گیا۔ میں نے عرض کی: اے خلیفۂ رسول اللہ! اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن اتار دوں گا۔ (میری اس بات سے) گویا ان پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا، چنانچہ اس شخص پر سے ان کا غصہ ختم ہو گیا۔ اور فرمانے لگے: اے ابوبرزہ! تیری ماں تجھے گم پائے! رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کا یہ مرتبہ اور حق نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ أَبُو نَصْرٍ وَاسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ، خَالَفَهُ شُعْبَةُ.

امام ابوعبدالرحمن نسائی (رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ درست ابونصر ہے اور اس (ابونصر) کا نام حمید بن ہلال ہے۔ شعبہ نے زید بن ابوانیسہ کی مخالفت کی ہے (یعنی عمرو بن مرہ سے اس کی روایت میں مخالفت کی ہے)۔

**فوائد و مسائل:** ① امام نسائی رحمہ اللہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ عمرو بن مرہ سے مذکورہ حدیث زید نے بیان کی تو عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ کہا۔ لیکن عمرو بن مرہ سے یہی روایت امام شعبہ نے بیان کی تو فرمایا: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ، یعنی ابونضرہ (بالضاد) کے بجائے ابونصر (بالصاد) کہا، نیز اس میں ة، یعنی جو حالت وقف میں "ھـ" پڑھی جاتی ہے، وہ بھی بیان نہیں کی، صرف ابونصر کہا اور بس۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ شعبہ نے زید کی مخالفت کی ہے اور وہ زید سے احفظ و اتقن ہے، اس لیے شعبہ کی بات درست ہے اور صحیح لفظ ابونصر ہے، جبکہ زید کی بات مبنی بر خطا ہے۔ واللہ أعلم۔ ② ''رنگ بدل گیا'' حضرت ابوبکر صدیق ؓ

٤٠٨٠- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٨.

انتہائی بردبار اور متحمل مزاج شخص تھے۔ جلدی اور زیادہ غصے میں نہیں آتے تھے۔ اس شخص نے کوئی بڑی غلطی یا گستاخی کی ہوگی جس پر اس قدر غصہ آ گیا۔ رضي الله عنه و أرضاه. ③ "ٹھنڈا پانی" قربان جایئے خلیفۂ رسول پر کہ غلط بات سن کر حالت بدل گئی' حالانکہ ظاہراً یہ بات ان کے حق میں تھی۔ اگر کوئی خوشامد پسند بادشاہ ہوتا تو اس کا پارہ اور چڑھتا مگر یہ خلیفۂ رسول تھے۔ فوراً ناراضی کا اظہار فرمایا کہ میرے بارے میں غلو کیوں کیا؟ یاد رہے خلیفۂ رسول کا لقب صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا' باقی تمام خلفاء راشدین کو امیر المومنین کہا جاتا تھا۔ اور حق یہ ہے کہ انھوں نے خلافت رسول کا حق ادا کر دیا۔ جب تک اُس "کمزور جان" میں جان رہی' رسول اللہ ﷺ کے دین میں ذرہ بھر تبدیلی برداشت نہ کی۔ ④ "تیری ماں تجھے گم پائے" یعنی تو مر جائے۔ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے اور اہل عرب میں اس کا استعمال عام ہے۔ اس جگہ اس کا مقصد اظہار ناراضی ہے نہ کہ بددعا۔ عرف عام میں ایسا ہوتا ہے۔ ⑤ "یہ مرتبہ اور حق نہیں" کہ اس کی ناراضی کسی کے قتل کا موجب ہو۔ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی شان ہے کہ جس پر ناراض ہو جائیں' اسے قتل کرنے کی اجازت طلب کی جاسکتی ہے اور اجازت ملنے پر اسے قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔ میری تیری ناراضی کا یہ درجہ نہیں۔

٤٠٨١ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَقَدْ أَغْلَظَ لِرَجُلٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَانْتَهَرَنِي فَقَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۰۸۱- حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ کسی شخص پر سخت ناراض ہو رہے تھے۔ اس نے جواباً آپ کو کچھ کہا (بدتمیزی کی)۔ میں نے کہا: میں اس کی گردن نہ اتار دوں؟ آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو نَضْرٍ حُمَيْدُ ابْنُ هِلَالٍ، وَرَوَاهُ عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فَأَسْنَدَهُ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابونصر کا نام حمید بن ہلال ہے' اور اس سے یہ حدیث یونس بن عبید نے بیان کی تو اس نے اس کو مسند' یعنی متصل بیان کیا ہے۔

٤٠٨١ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٣٩.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ دراصل اس بات کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ اس میں یونس بن عبید نے عمرو بن مرہ کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ ابونصر سے یہ حدیث عمرو بن مرہ نے بیان کی تو کہا: سَمِعْتُ أَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، اس طرح یہ روایت منقطع بنتی ہے۔ اور یہی حدیث یونس بن عبید نے بیان کی تو کہا: عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، یعنی یونس بن عبید نے حمید بن ہلال (ابونصر) اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے درمیان عبداللہ بن مطرف کا واسطہ بیان کیا ہے لہٰذا اس طرح سند متصل قرار پاتی ہے۔

٤٠٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَغَضِبَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جِدًّا، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الْقَتْلَ أَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ أَجْمَعَ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ النَّحْوِ، فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ! مَا قُلْتَ؟ وَنَسِيتُ الَّذِي قُلْتُ، قُلْتُ: ذَكِّرْنِيهِ، قَالَ: أَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ؟ قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! قَالَ: أَرَأَيْتَ حِينَ رَأَيْتَنِي غَضِبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فَقُلْتَ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ؟ أَمَا تَذْكُرُ ذٰلِكَ؟ أَوَكُنْتَ فَاعِلًا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَاللّٰهِ! وَالْآنَ إِنْ أَمَرْتَنِي فَعَلْتُ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا هِيَ

۴۰۸۲- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کسی مسلمان آدمی پر ناراض ہوئے اور انتہائی زیادہ ناراض ہوئے۔ جب میں نے یہ صورت حال دیکھی تو میں نے کہا: اے خلیفۂ رسول! میں اس کی گردن اتار دوں؟ جب میں نے قتل کا ذکر کیا تو اس بات کو آپ نے مکمل طور پر چھوڑ دیا اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ جب ہم متفرق ہو گئے تو آپ نے مجھے پیغام بھیجا اور فرمایا: ابو برزہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں اس وقت تک بھول چکا تھا کہ میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے آپ سے کہا: مجھے یاد دلا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: کیا تجھے یاد نہیں، تو نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نے مجھے ایک آدمی پر ناراض ہوتے دیکھا تو تو نے کہا تھا: اے خلیفۂ رسول! میں اس کی گردن اتار دوں؟ کیا تجھے یہ بات یاد نہیں؟ کیا تو (واقعی) ایسے کر دیتا (یعنی اسے قتل کر دیتا؟) میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں۔ اب بھی اگر آپ حکم دیں تو میں یہ کام کر گزروں

---

٤٠٨٢- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٠٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٠.

لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ. گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ رتبہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی کا بھی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ أَحْسَنُ الْأَحَادِيثِ وَأَجْوَدُهَا. امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث میں یہ حدیث سب سے بہتر اور احسن ہے۔

فائدہ: یہ تفصیلی روایت ہے جس سے اوپر والی احادیث کے تمام ابہامات دور ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ باب کی وضاحت اس سے قبل ہو چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۴۰۷۵) اس مسئلے کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک مستقل کتاب موجود ہے۔ "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" یہ بہت مفید اور لائق مطالعہ کتاب ہے۔ اس میں حضرت امام نے تفصیلی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی بکنے والا واجب القتل ہے' خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ ذمی کو تو حکومت علانیہ قتل کرے گی اور غیر مسلم ملک کے کافر کو خفیہ قتل کروایا جائے گا۔ یا جیسے بھی ممکن ہو۔ حکومت کرے یا کوئی عام مسلمان۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٨) - اَلسِّحْرُ (التحفة ١٤) باب:۱۸- جادو کا بیان

جادو اس چیز کو کہتے ہیں جس کا سبب مخفی ہو۔ یہ عموماً شیاطین و جنات کی مدد سے ہوتا ہے۔ وہ مخفی ہی ہیں۔ اس میں چونکہ غیر اللہ کو پکارنا پڑتا ہے اور بسا اوقات خلاف شرع کام کرنے پڑتے ہیں' لہٰذا جادو کفر اور شرک بھی ہو سکتا ہے' اس لیے یہ حرام ہے' گناہ کبیرہ ہے۔ البتہ شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی کے کرتب جس میں خلاف شرع کوئی کام نہ کرنا پڑے' جائز ہیں جبکہ ان سے مقصود مالی تعاون کا حصول ہوتا ہے' کسی کو دھوکا دینا مقصد نہیں ہوتا۔ یہ صرف اپنے فن اور چالاکی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں' البتہ کمائی کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا مستحسن نہیں۔ جادو ایک حقیقت ہے لیکن اس سے نقصان ہی کیا جا سکتا ہے' نفع نہیں' اس لیے کہ شیاطین انسان کے دشمن ہیں' وہ اس کا بھلا نہیں کر سکتے۔ اور شیاطین سے تعلق رکھنے والا انسان بھی شیطان صفت بن جاتا ہے۔ توڑ پھوڑ' لڑائی جھگڑا' بدگمانی' جسمانی و مالی نقصان حتی کہ موت تک کے عمل کر گزرتا ہے' اس لیے بعض احادیث میں جادوگر کو کافر کہا گیا ہے۔ بعض حضرات جادو یا اس کے اثرات کے منکر ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں' سوائے ذہنی تخیلات کے جس سے کم عقل لوگ متاثر ہوتے ہیں اور بس۔ لیکن یہ بات ایک حقیقت ثابتہ کا انکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ باوجود کامل روحانی قوت اور مضبوط ذہن کے جادو سے متاثر ہوئے۔ اس کا ذکر صحیح ترین احادیث میں آتا ہے۔ قرآن مجید میں جادو اور اس کے عاملین کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگر اس کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اس کے شر سے پناہ مانگنے

کی کیا ضرورت تھی؟ صرف عقیدے کی اصلاح کر دی جاتی کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر شیاطین اور جنوں کا وجود بغیر دیکھے مانا جا سکتا ہے تو جادو کون سی ایسی انہونی چیز ہے کہ اس کا انکار کیا جائے۔ اس دنیا میں اربوں کھربوں جراثیم ہر وقت زندگی اور موت میں دخیل رہتے ہیں' نہ وہ نظر آتے ہیں اور نہ ان کا عمل' مگر سائنس کی دنیا ان کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر اس سے کوئی خلاف عقل بات لازم نہیں آتی تو جادو یا جن وشیاطین کو تسلیم کرنے سے کون سا استحالہ لازم آ جائے گا؟

٤٠٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ: اِذْهَبْ بِنَا إِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ، قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: لَا تَقُلْ نَبِيٌّ، لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهُ أَرْبَعَةُ أَعْيُنٍ، فَأَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَأَلَاهُ عَنْ تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ، فَقَالَ لَهُمْ: «لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَمْشُوا بِبَرِيءٍ إِلٰى ذِي سُلْطَانٍ، وَلَا تَسْحَرُوا، وَلَا تَأْكُلُوا الرِّبَا، وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصَنَةَ، وَلَا تَوَلَّوْا يَوْمَ الزَّحْفِ، وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُودُ أَنْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ» فَقَبَّلُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِيٌّ، قَالَ: «فَمَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَتَّبِعُونِي؟» قَالُوا: إِنَّ دَاوُدَ دَعَا

۴۰۸۳- حضرت صفوان بن عسال ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا: اسے نبی نہ کہو۔ اگر اس نے تیری بات سن لی تو اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ''نو واضح آیات'' کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ چوری نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل نہ کرو۔ کسی بے گناہ شخص کو (ناحق سزا دلوانے کے لیے) صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ۔ جادو نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی پاک دامن پر الزام نہ لگاؤ اور جنگ کے دن میدانِ جنگ سے نہ بھاگو۔ اور اے یہودیو! خاص تمھارے لیے یہ حکم ہے کہ تم ہفتے کے دن (کی تعظیم) کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) تجاوز نہ کرو۔'' چنانچہ ان دونوں نے (یہ سن کر) آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ

---

٤٠٨٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في قبلة اليد والرجل، ح: ٢٧٣٣ عن محمد بن العلاء أبي كريب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤١.

بِأَنْ لَّا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ نَبِيٌّ وَإِنَّا نَخَافُ إِنِ اتَّبَعْنَاكَ أَنْ تَقْتُلَنَا يَهُودُ.

نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تمھیں میرا تبع بننے سے کون سی چیز مانع ہے؟'' انھوں نے کہا: حضرت داود علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ ہمیشہ نبی ان کی نسل سے آئے' نیز ہم ڈرتے ہیں کہ اگر ہم نے آپ کی پیروی کی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف میں اختلاف ہے' تاہم بغرض تفہیم حدیث چند ضروری وضاحتیں حاضر خدمت ہیں: ''اس کی آنکھیں چار ہو جائیں گی'' یعنی وہ بہت خوش ہوں گے کیونکہ خوشی انسان کی قوتوں میں اضافہ کرتی ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ② ''وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے ''نو واضح آیات'' کے بارے میں پوچھا۔'' ان آیات بینات سے کیا مراد ہے؟ آیات جمع ہے آیۃ کی۔ اس کے کئی ایک معانی ہیں' مثلاً: کسی چیز کی ظاہری علامت' نشان' خاص نشان' عبرت' سامانِ عبرت' ذات' جماعت' قرآن مقدس کا ایک جملہ یا چند جملے جن کے آخر میں وقف (گول دائرہ) ہوتا ہے۔ اسی طرح معجزہ بھی آیۃ کہلاتا ہے اور ہر وہ کلام جو لفظاً دوسرے کلام سے منفصل اور جدا ہوتا ہے اس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ یہ محسوسات پر بھی بولا جاتا ہے اور معقولات پر بھی جس طرح کہ علامة الطريق اور الحكم الواضح وغیرہ۔ اس جگہ حدیث میں اس سے کیا مراد ہے' احکام یا معجزے؟ اگر تسع آیات بینات سے مراد احکام ہوں' پھر تو حدیث میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا کیونکہ ان یہودیوں کو سوال کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، کسی کو ناحق قتل نہ کرو، جادو نہ کرو، زنا نہ کرو، سود نہ کھاؤ' کسی بے گناہ پر ظلم و زیادتی یا اسے قتل کرانے کے لیے حاکم و سلطان کے پاس نہ لے جاؤ وغیرہ' یعنی آپ نے ان کے سوال کے جواب میں احکام ذکر فرمائے ہیں۔ چونکہ سوال و جواب میں مطابقت ہے' لہٰذا کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔

لیکن یہاں آیات بینات سے مراد احکام نہیں بلکہ معجزات ہیں۔ ایک تو اس لیے کہ مسند احمد اور جامع ترمذی کی روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ان دونوں (یہودیوں) نے آیت مبارکہ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ﴾ (بني إسرآئيل الإسراء ۱۷:۱۰۱) کے بارے میں سوال کیا۔ جامع ترمذی کی روایت میں بھی اس قسم کی تصریح ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۰/۲۲' حديث: ۱۸۰۹۶' و جامع الترمذي' تفسير القرآن' بني إسرائيل' حديث: ۳۱۴۴) بہر حال اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا سوال احکام کی بابت نہیں تھا بلکہ ان نو معروف اور اہم معجزات کے متعلق تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرما کر فرعون اور

اس کی فاسق وفاجر قوم کی طرف بھیجا گیا تھا اور ان معجزات سے مراد ہیں: عصا' یدبیضا وغیرہ۔ ایک مقام پر قرآن مجید میں اس کی صراحت کچھ یوں فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری ہے: ﴿وَ اَلْقِ عَصَاكَ ...... فِي تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ﴾ (النمل ۲۷: ۱۰-۱۲)

اس مقام پر نو میں سے صرف دو معجزے مذکور ہیں' باقی مفصل طور پر سورۂ اعراف میں بیان فرمائے گئے ہیں۔

ارشاد باری ہے: ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ ...... فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ﴾ (الأعراف ۷: ۱۳۰-۱۳۳) ویسے موسیٰ علیہ السلام کو ان نو معجزات کے علاوہ اور بھی کئی معجزے دیے گئے تھے' مثلاً: پتھر پر مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہونا' بادلوں کا سایہ کرنا اور من وسلویٰ نازل کرنا وغیرہ جو مصر سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل کو دیے گئے۔ اس تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سوال معجزات ہی کے بارے میں تھا' نہ کہ احکام کے بارے میں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف ہی بھیجا گیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی واضح طور پر تصریح موجود ہے۔ اگر ان نو واضح آیات سے مراد احکام ہوں تو اس سے فرعون اور اس کی قوم پر کوئی حجت ہی ثابت نہیں ہوتی۔ اصل بات تو فرعون اور اس کی قوم سے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت تسلیم کرانا' اور انھیں ان پر ایمان لانے پر آمادہ کرنا تھا۔ اگر ان سے مراد احکام ہوں تو اس سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا' یعنی موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کا اثبات اور منکرین کی تردید۔

اب رہا یہ اشکال کہ سوال تو تھا معجزات کی بابت جبکہ جواب میں احکام ارشاد فرما دیے گئے۔ اس کی کیا وجہ؟ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہودیوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان مشہور ومعروف نو معجزات ہی کا ذکر فرمایا تھا' کسی وجہ سے راوی نے ان کا ذکر نہیں کیا' بلکہ اس کے بعد ان عام احکام کا ذکر کر دیا جو تمام اقوام وملل کے لیے واجب العمل ہیں۔ تورات میں بھی یہ سب احکام مذکور ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے ایک راوی عبداللہ بن سلمہ کے حافظے میں خرابی ہے جس کی وجہ سے اس پر جواب خلط ملط ہو گیا ہے اور اس نے نو معجزات ان دس کلمات کو بنا دیا ہے جو تورات میں مذکور ہیں لیکن یہ فرعون پر حجت قائم کرنے اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت وصداقت کی دلیل نہیں بن سکتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تفسير ابن كثير' تفسير سورة بني إسرائيل' تحت آية: ۱۰۱' و ذخيرة العقبى' شرح سنن النسائي' المحاربة' حديث: ۴۰۸۳' والتعليقات السلفية على سنن النسائي' المحاربة' حديث: ۴۰۸۳)

بلاشبہ مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ "نو واضح آیات" سے مراد: عصا، ید بیضا، قحط، پھلوں کی کمی، طوفان، جوئیں، ٹڈیاں، مینڈک اور خون ہیں۔ ویسے ان کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور معجزے بھی دیے گئے تھے مگر ان کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے نہ کہ آلِ فرعون سے۔

یہ تفصیل تو تھی نو واضح آیات کی بابت۔ اب باقی رہ گئی دسویں چیز، یعنی جو صرف یہودیوں کے ساتھ خاص ہے، دوسرا کوئی بھی اس میں ان کا شریک نہیں، تو اس سے مراد جیسا کہ قرآن وحدیث سے واضح ہوتا ہے، ہفتے کی تعظیم کرنا ہے اور وہ تعظیم بھی صرف اسی حد تک معلوم ہوتی ہے کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں اور بس۔ چونکہ باقی نو احکام تمام ملل واقوام میں مشترک ہیں جبکہ یہ دسواں حکم صرف یہودیوں کے لیے تھا، اس لیے فرمایا گیا کہ ''اے یہودیو! یہ تمھارے ساتھ خاص ہے، دوسرا کوئی اس میں تمھارا شریک نہیں۔ واللہ أعلم.

③ ''صاحب اقتدار کے پاس نہ لے جاؤ'' تاکہ اسے کسی جھوٹے مقدمے میں پھنسا کر ناحق سزا دلواؤ یا اسے قتل کرادو، یا اس پر کسی قسم کی زیادتی اور ظلم کراؤ۔ ④ ''تجاوز نہ کرو'' یعنی اس دن مچھلی کا شکار نہ کرنے کے متعلق۔ ⑤ ''ہاتھ اور پاؤں چومے'' محبت اور پیار میں یا بطور احترام بوسہ دینا ایک فطری امر ہے۔ بچوں اور بزرگوں کو بوسے دیے جاتے ہیں، البتہ پاؤں کے بوسے میں سجدے سے مشابہت ہوتی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ ⑥ ''نبی ان کی نسل سے آئے'' اس بات سے ان کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہنا چاہتے تھے کہ داود علیہ السلام نے اس کی بابت دعا کی تھی کہ ان کی نسل ہی سے نبی آئیں، چونکہ آپ نبی ہیں، لہٰذا آپ کی یہ دعا قبول ہوگی، اس لیے ہم اسی نبی کے آنے کے منتظر ہیں اور پھر ہم اسی کی اتباع کریں گے۔ لیکن یہودیوں کا یہ صریح جھوٹ ہے، اس لیے کہ یہ ناممکن ہے کہ سیدنا داود علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی اس قسم کی کوئی دعا کریں جبکہ انھیں یہ بھی علم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج حضرت محمد کریم ﷺ کے سر پر سجانا ہے۔ سیدنا داود علیہ السلام پر یہودیوں کا یہ محض افترا ہے کیونکہ وہ تو تورات وزبور میں یہ پڑھ چکے تھے کہ حضرت محمد ﷺ بطور خاتم النبیین مبعوث ہوں گے، نیز یہ بھی کہ آپ سابقہ ادیان وشرائع کو منسوخ کریں گے۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے داود علیہ السلام ایسی دعا کیونکر فرما سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ دعا اللہ تعالیٰ کی اس اطلاع کے بھی خلاف ہے جو کہ اس نے حضرت محمد ﷺ کی شان ومرتبے کے متعلق اپنے انبیاء ورسل کو دی ہے۔ واللہ أعلم. مذکورہ بات یہودیوں میں غلط مشہور کر دی گئی تھی ورنہ یہ بات عقلاً صحیح ہے نہ نقلاً۔ حضرت داود علیہ السلام سے پہلے بھی انبیاء مختلف نسلوں سے آئے، بعد میں بھی۔ ممکن نہ تھا کہ ساری دنیا کے لیے انبیاء صرف ایک ہی نسل سے آئیں۔ یہ بات نبی کی بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتی تھی، لہٰذا وہ یہ دعا نہیں کر سکتے تھے۔ ⑦ ''قتل کر دیں گے'' رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لانے کی دوسری وجہ ان یہودیوں نے یہ بیان کی کہ آپ پر ایمان لانے کی وجہ سے ہمیں جان کا خطرہ ہے، لہٰذا ہم ایمان نہیں لاتے۔ ان کا یہ بہانہ بھی بالکل بھونڈا اور غلط تھا کیونکہ اگر وہ ایمان لے آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہتے، اس لیے باقی یہودیوں کو یہ جرأت ہی نہ ہو سکتی کہ وہ انھیں اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قتل کرتے؟ پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بھی تو مومن بن گئے تھے، کیا انھیں قتل کیا گیا تھا جو انھیں کیا جاتا؟ یہ بھی ان کا صریح جھوٹ تھا۔

(المعجم ۱۹) - اَلْحُكْمُ فِي السَّحَرَةِ (التحفة ١٥)

باب:۱۹- جادوگروں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

٤٠٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ».

۴۰۸۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گرہ باندھی اور اس میں (پڑھ کر) پھونکا' اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا' اس نے شرک کیا اور جس شخص نے کوئی (شرکیہ) چیز گلے میں لٹکائی' اسے اسی کے سپرد کیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① یہ روایت تعلیق والے جملے کے علاوہ ضعیف ہے لیکن مسئلے کی تفہیم کے لیے کچھ ضروری وضاحت درج ذیل ہے۔ ''جس نے گرہ باندھی'' جادوگر عموماً گرہیں باندھ کر جادو کیا کرتے ہیں' اس لیے گرہ کا ذکر فرمایا' ورنہ جادو کسی بھی طریقے سے کیا جائے' وہ جادو ہی ہے۔ اگر جن و شیطان سے مدد طلب نہ کی جائے اور ایسے کلمات استعمال نہ کیے جائیں جن کے معنی و مفہوم معلوم نہ ہوں تو وہ جادو نہیں' خواہ کوئی گرہ بھی باندھے۔ ② ''جس نے جادو کیا' اس نے شرک کیا'' کیونکہ جادو میں لازماً غیر اللہ' مثلاً: جن و شیطان سے مدد حاصل کی جاتی ہے۔ انھیں پکارا جاتا ہے۔ اس لیے جادو شرک کو مستلزم ہے۔ ③ ''جس نے کوئی چیز لٹکائی'' اس دور میں کاہن کوئی چیز پڑھ پھونک کر دے دیتے تھے کہ اسے گلے میں لٹکا لو' فائدہ ہوگا۔ چونکہ کاہن مشرک تھے اور شرکیہ کلمات ہی پڑھتے تھے' لہٰذا اس سے روک دیا گیا۔ ایسا دم بھی منع ہے اور ایسا تعلیق بھی۔ لیکن کیا قرآن مجید یا دعاؤں یا اچھے کلمات کو علاج کے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یقیناً یہ جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید اور اچھے کلمات کو اپنے اور دوسروں کے لیے بطور علاج استعمال کرنا ثابت ہے۔ لیکن دم کی صورت میں۔ رہا مسئلہ قرآن و حدیث پر مبنی ادعیہ سے تحریر کردہ تعویذ یا تعلیق کا کہ آیا وہ بھی مسنون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے تعویذ لکھنا ثابت نہیں۔ البتہ محققین اہل حدیث و فقہاء کا موقف ہے کہ جس طرح کلام اللہ اور منقول ادعیہ اور غیر شرکیہ کلمات کے ساتھ دم جائز ہے' اسی طرح ان سے تعویذ لکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن ان دونوں کے مابین یہ فرق ضرور رہے گا کہ دم کرنا مسنون اور تعویذ لکھنا غیر مسنون ہوگا' اس لیے اس مسئلے میں افراط و تفریط درست نہیں۔ نہ تو مطلقاً قرآنی آیات پر مشتمل تعویذ کو لٹکانا حرام اور شرک کہا جائے اور نہ

٤٠٨٤- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل في الضعفاء: ٤/ ١٦٤٨ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٢.

مجہول المعنی اور مشکوک عبارات یا غیر اللہ کو پکارنے والے کلمات پر مشتمل تعویذ لکھے جائیں' لہٰذا دم کرنا اگرچہ عمل مسنون اور قرآنی آیات وادعیہ ماثورہ کے ساتھ تعویذ لکھنا مشروط طور پر جائز ہے' تاہم احوط اور اقرب الی الحق یہی بات ہے کہ تعویذ لکھنے اور لٹکانے سے احتیاط کی جائے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢٠) - سَحَرَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ١٦)

## باب:٢٠- اہل کتاب کے جادوگروں کا بیان

٤٠٨٥- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: سَحَرَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُودِ، فَاشْتَكَى لِذٰلِكَ أَيَّامًا، فَأَتَاهُ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ، عَقَدَ لَكَ عُقَدًا فِي بِئْرِ كَذَا وَكَذَا، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاسْتَخْرَجُوهَا فَجِيءَ بِهَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ [الْيَهُودِيِّ] وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ.

۴۰۸۵- حضرت زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی شخص نے نبی ﷺ پر جادو کر دیا۔ آپ اس کی وجہ سے کچھ دن بیمار سے رہے۔ پھر حضرت جبریل ؑ آپ کے پاس آئے اور فرمایا: ایک یہودی نے آپ پر جادو کر دیا ہے۔ اس نے کچھ گرہیں دے کر فلاں کنویں میں رکھ چھوڑی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ صحابہ بھیجے۔ انھوں نے ان گرہوں کو نکالا اور ان کو آپ کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کسی اونٹ کا گھٹنا کھول دیا جائے۔ پھر نہ تو آپ نے اس یہودی سے اس کا ذکر کیا اور نہ اس (یہودی) نے کبھی آپ کے چہرے پر اس کا کچھ اثر پایا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مختصر ہے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت عائشہ ؓ سے تفصیل کے ساتھ مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' بدء الخلق' باب صفة إبليس و جنوده' حديث:٣٢٦٨) ② یہ جادو ایک مشہور یہودی جادوگر لبید بن اعصم ملعون نے یہودیوں کے پرزور اصرار پر تین دینار کے عوض کیا تھا۔ اور یہ ماہ محرم ۷ھ کی بات ہے۔ اس نے آپ کی کنگھی اور آپ کے بال ایک یہودی لڑکے کی معرفت حاصل کیے اور ان کو جادو کے لیے استعمال کیا۔ اس کا مقصد (خاکم بدہن) آپ کو ختم کرنا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ ③ ''کچھ دن بیمار سے رہے'' اس جادو کا اثر آپ پر غیر مرئی رہا' یعنی عام لوگوں کو محسوس نہ ہوتا تھا لیکن آپ پر اس کے

٤٠٨٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٧ عن أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عنده. وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٣، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

اثرات یوں ظاہر ہوئے کہ آپ بعض امور میں متردد ہونے لگے' آیا میں نے یہ کام کیا ہے یا نہیں وغیرہ؟ حصول وحی یا ابلاغ شریعت میں قطعاً آپ پر یہ جادو اثر انداز نہ ہوا' جیسا کہ مختلف روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے' نیز آپ ذرا پریشان سے رہنے لگے تھے۔ دراصل آپ کی روحانی قوت جادو کی قوتوں کا مقابلہ کرتی تھی۔ اور مقابلہ کی صورت میں مندرجہ بالا اثرات لازمی تھے۔ ④ ''کچھ صحابہ بھیجے'' دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ خود بھی تشریف لے گئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے اپنے کچھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور پھر خود آپ بھی تشریف لے گئے۔ اس کنویں سے جادو والی چیزیں نکالی گئیں اور آپ نے معوذتین ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھ کر جادو کی گرہوں کو کھولا۔ گیارہ گرہیں تھیں اور ان دونوں سورتوں کی آیات بھی گیارہ ہیں۔ آپ ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور گرہیں کھلتی جا رہی تھیں۔ گرہوں کا کھلنا تھا کہ آپ بالکل تندرست ہو گئے۔ ⑤ ''گھٹنا کھول دیا جائے'' تو وہ بڑی چستی سے کھڑا ہو جاتا اور اِدھر اُدھر بھاگتا دوڑتا ہے۔ ⑥ آپ نے اس یہودی یا دوسرے یہودیوں سے اس کا تذکرہ نہ فرمایا بلکہ عام لوگوں میں بھی مشہور نہ کیا گیا تا کہ یہودی یہ سمجھیں کہ ہمارے سخت ترین جادو کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ ناامید ہو کر آپ کا پیچھا چھوڑ دیں۔ اگر آپ اس بات کو اچھالتے تو ان کو پتا چل جاتا کہ آپ پر کچھ نہ کچھ اثر ہوا ہے' لہٰذا وہ مزید سرگرمی کے ساتھ اس سے بھی بڑا جادو کرنے کی کوشش کرتے۔ ⑦ باب کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جادو کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: یہ اس لیے کہ وہ مسلمان نہیں تھا بلکہ یہودی تھا۔ اور حدود مسلمانوں کے لیے ہیں۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر جادوگر کے جادو کا کوئی ثبوت مل جائے اور اس نے کسی کا نقصان کیا ہو تو اسے سزا دی جائے گی' خواہ کافر' یعنی یہودی ہو یا کوئی اور۔ ⑧ جادو کو کتاب المحاربہ میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جادو کفر ہے۔ اگر کوئی مسلمان کرے گا تو وہ مرتد سمجھا جائے گا اور اس پر سزائے ارتداد نافذ کی جائے گی' یعنی اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ غیر مسلم اگر جادو کرے اور اس سے کسی کو قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے کسی کا صرف نقصان کیا ہو تو اس سے وصولی کی جائے گی' نیز اسے قید وغیرہ بھی کیا جائے گا تا کہ معاشرہ اس کے مضر اثرات اور مفاسد سے محفوظ رہ سکے۔ ⑨ بعض حضرات نے رسول اللہ ﷺ پر جادو والی روایت کو رد کیا ہے' حالانکہ یہ روایت صحیحین میں قطعاً ثابت ہے۔ کسی محدث یا فقیہ نے اس کی سند یا متن میں کوئی خرابی نہیں سمجھی۔ نہ اسے عقل' قرآن یا شان رسول ﷺ کے خلاف سمجھا ہے۔ بعض متکلمین اور منکرین حدیث کو یہ خلجان ہوا کہ ''یہ حدیث شان نبوت کے منافی ہے۔'' حالانکہ طبیعت کا ڈھیلا پڑ جانا وغیرہ کسی لحاظ سے بھی شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔ آپ کو بخار چڑھتا تھا' سر درد ہوتا تھا' بڑھاپا طاری ہوا۔ اگر یہ جسمانی عوارض شانِ نبوت کے منافی نہیں تو مذکورہ بالا اثرات کیوں منافی ہوں؟ بعض سمجھتے ہیں کہ اگر آپ پر جادو کا اثر مانا جائے تو گویا آپ پر کافروں کو غلبہ حاصل ہو گیا' حالانکہ کافروں کے ہاتھوں آپ زخمی ہوئے' زہر کھلایا گیا۔ اگر اس سے کفار کو غلبہ حاصل نہیں ہوا تو مندرجہ بالا اثرات سے کیسے غلبہ

حاصل ہو گیا؟ غلبہ تو تب ہوتا اگر یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے۔ بعض حضرات نے آپ پر جادو کو آیتِ کریمہ ﴿إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا﴾ (بنی إسرآئیل ۱۷:۴۷) کے خلاف خیال کیا ہے کیونکہ یہ تو کافروں کا دعویٰ تھا کہ آپ جادو زدہ ہیں۔ اور کفار کا آپ کو جادو زدہ کہنے سے مطلب یہ تھا کہ آپ جو دین پیش کر رہے ہیں' یہ کسی جادو کا اثر ہے جبکہ اس حدیث میں جس جادو کا ذکر ہے' وہ کسی کافر شخص نے کیا تھا اور اس نے آپ پر صرف جسمانی اثر کیا تھا جو کہ عام آدمی کو محسوس بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس سے نہ آپ کے دماغ پر کوئی اثر پڑا اور نہ کوئی تعلیمات متاثر ہوئیں۔ ایسے اثرات تو بیماری کی بنا پر بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر بیماری طاری ہو سکتی ہے تو ان اثرات میں کیا حرج ہے؟ بلکہ آپ پر جادو کا اثر ہونے سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ جادوگر نہیں کیونکہ جادوگر پر جادو کا اثر نہیں ہوتا' لہٰذا کافروں کے اس الزام کی تردید ہو گئی کہ آپ جادوگر ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ جادو کا اثر کسی پر بھی ہو سکتا ہے' البتہ جادو کفر ہے اور اگر کوئی خاص مصلحت نہ ہو تو جادو کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ۲۱) - مَا يَفْعَلُ مَنْ تُعُرِّضَ لِمَالِهِ (التحفة ۱۷)

## باب:۲۱- جس شخص کا مال چھیننے کی کوشش کی جائے' وہ کیا کرے؟

٤٠٨٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ؛ ح: وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ قَابُوسَ بْنِ مُخَارِقٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَسَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اَلرَّجُلُ يَأْتِينِي فَيُرِيدُ

۴۰۸۶- حضرت قابوس کے والد محترم حضرت مخارق ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور میرا مال چھیننا چاہتا ہے۔ (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''اسے اللہ تعالیٰ سے نصیحت کر (اس کی وعید سے ڈرا)۔'' اس نے کہا: اگر وہ نصیحت نہ مانے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے آس پاس کے مسلمانوں سے مدد حاصل کر۔'' اس نے کہا: اگر میرے آس پاس کوئی مسلمان نہ ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''حاکم سے مدد طلب کر۔'' اس نے کہا: اگر حاکم بھی مجھ سے دور ہو؟ فرمایا:

---

٤٠٨٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٤ وغيره من طرق عن سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٤. * قابوس هو ابن مخارق بن سليم، وللحديث شواهد عند مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من قصد أخذ مال غيره بغير حق ... الخ، ح: ١٤٠ وغيره.

مَالِي؟ قَالَ: «ذَكِّرْهُ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَذَّكَّرْ؟ قَالَ: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ» قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَوْلِي أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قَالَ: «فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ السُّلْطَانَ» قَالَ: فَإِنْ نَأَى السُّلْطَانُ عَنِّي؟ قَالَ: «قَاتِلْ دُونَ مَالِكَ حَتَّى تَكُونَ مِنْ شُهَدَاءِ الْآخِرَةِ، أَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ».

”پھر اپنے مال کی حفاظت کے لیے لڑائی کر حتی کہ تو (مارا جائے اور) آخرت میں شہید بن جائے یا اپنے مال کو بچا لے۔“

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے وہ اس طرح کہ جس شخص سے اس کا مال چھینا جا رہا ہو اس کے لیے دفاع کرنا جائز ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دفاع کرنا اگرچہ درست ہے تاہم یہ کام تدریجاً کرنا زیادہ بہتر ہے یعنی پہلے ڈاکو وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ اس کے مؤاخذے اور عذاب سے ڈرایا جائے۔ اگر اس کا اثر نہ ہو تو آس پاس کے مسلمانوں سے اس کے خلاف مدد لی جائے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو حاکم وقت سے مدد طلب کی جائے۔ جب کوئی اور چارۂ کار نہ ہو تو لڑنا اور اسے قتل کرنا یا اس کے ہاتھوں شہید ہونا جائز ہے۔ ہاں اس مقابلے میں اگر ڈاکو اور لٹیرا مارا جائے تو اس کا خون ضائع ہے۔ اپنا دفاع کرنے والے شخص سے نہ تو قصاص لیا جائے گا اور نہ اس پر کسی قسم کی کوئی دیت وغیرہ ہی آئے گی۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث شریف سے واضح طور پر یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑائی کرنا آخری چارۂ کار ہے۔ اس سے پہلے ہر ممکن ذرائع سے لڑائی سے بچا جائے کیونکہ لڑائی نقصان والی چیز ہے البتہ اگر کوئی چارۂ کار نہ رہے تو اپنا مال بچانے کے لیے لڑائی کی جا سکتی ہے۔ اس دوران میں اگر وہ خود مارا جائے تو شہید ہوگا یعنی عظیم ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر وہ ڈاکو کو مار دے تو اس پر کوئی قصاص دیت یا تاوان عائد نہ ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے بھی یہ بیان ہو چکا ہے۔ لیکن لڑائی سے پہلے یہ دیکھ لے کہ میں اس کا ہم پلہ بھی ہوں؟ یعنی میرے پاس بھی اسلحہ وغیرہ ہے۔ خالی ہاتھ مسلح آدمی سے لڑنا حماقت ہے۔ جان یقیناً مال سے زیادہ قیمتی ہے اور قرآن مجید کا حکم ہے کہ ”اپنے آپ کو خواہ مخواہ ہلاکت میں نہ ڈالو“ گویا لڑائی واجب نہیں جائز ہے بشرطیکہ وہ ڈاکو کا مقابلہ بھی کر سکتا ہو۔ پھر زندگی موت اللہ کے سپرد ہے۔ البتہ عزت بچانے کے لیے بے دریغ بھی لڑ پڑے تو اجر کا مستحق ہوگا اور مارے جانے کی صورت میں شہید ہوگا۔ ④ اس حدیث میں جو شہید کہا گیا ہے اس سے مراد شہید معرکہ نہیں بلکہ آخرت میں ثواب کے اعتبار سے اسے شہید قرار دیا گیا ہے چنانچہ ایسے شخص کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

٤٠٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ». قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ».

۴۰۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! فرمایئے اگر میرے مال پر حملہ کر دیا جائے (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ”انھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ نہ مانیں تو؟ فرمایا: ”پھر اللہ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ فرمایا: ”پھر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی مصر رہیں تو؟ آپ نے فرمایا: ”پھر ان سے لڑ۔ اگر تو مارا گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے انھیں مار دیا تو وہ آگ میں جائیں گے۔“

فائدہ: ”وہ آگ میں جائے گا“ مقصود یہ ہے کہ اس کے قتل پر کوئی تاوان نہیں دینا پڑے گا بلکہ اس کا خون رائیگاں ہوگا۔

٤٠٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ قُهَيْدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عُدِيَ عَلَى مَالِي؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَانْشُدْ بِاللهِ» قَالَ: فَإِنْ أَبَوْا عَلَيَّ؟ قَالَ: «فَقَاتِلْ، فَإِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ

۴۰۸۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! فرمایئے اگر میرے مال پر حملہ کر دیا جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ”ان کو اللہ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ (ڈاکو) نہ مانیں؟ آپ نے فرمایا: ”پھر اللہ عزوجل کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے۔“ اس نے کہا: اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو؟ آپ نے فرمایا: ”پھر ان سے لڑ۔ اگر تو قتل ہو گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے ان کو مار دیا تو وہ جہنمی ہوں گے۔“

٤٠٨٧ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٥، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق والآتي.

٤٠٨٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٦، وانظر الحديث السابق.

قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ».

فائدہ: ''جہنمی ہوں گے'' ڈاکو' محاربین (اللہ اور اس کے رسول سے جنگ لڑنے والے) میں داخل ہیں۔ اس کی سزا قتل بھی ہو سکتی ہے۔ جب وہ لڑائی میں مارا گیا تو سزا پوری ہو گئی۔ آخرت میں بھی جہنمی ہو گا کیونکہ بغیر توبہ' علانیہ شریعت کی مخالفت کرتا ہوا' بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرتا ہوا مارا گیا' اس لیے بعض علماء اس کے جنازے کے بھی قائل نہیں کیونکہ اس کا جہنمی ہونا قطعی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۲۲) - مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ (التحفة ۱۸)

باب: ۲۲- جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے

٤٠٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۸۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو اپنے مال کو (ڈاکوؤں وغیرہ سے) بچانے کے لیے لڑائی کرے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے۔''

فائدہ: ''شہید ہے'' یعنی شہید کی طرح اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ اسے اجر عظیم حاصل ہو گا کیونکہ وہ مظلوم مارا گیا۔ شہید بھی مظلوم مارا جاتا ہے۔ البتہ اس پر شہید فی سبیل اللہ والے احکام لاگو نہ ہوں گے' مثلاً: اسے عام میت کی طرح غسل دیا جائے گا اور اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ میدان جنگ کے علاوہ جن کو شہید کہا گیا ہے' ان کا حکم بھی یہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے تھے مگر انھیں غسل دیا گیا تھا اور ان کا جنازہ بھی پڑھا گیا تھا۔ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا معاملہ بھی یہی ہوا۔

٤٠٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ

۴۰۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں لڑتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔''

---

٤٠٨٩_[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٧، وانظر الحديث الآتي.

٤٠٩٠_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٤٨. * أبويونس هو حاتم بن أبي صغيرة.

قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

٤٠٩١ - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ قَالَ: ثَنَا أَبُوالْأَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ مَظْلُومًا فَلَهُ الْجَنَّةُ».

۴۰۹۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت میں مظلوم مارا جائے' اس کے لیے جنت ہے۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۴۰۸۹۔

٤٠٩٢ - أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٣ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ حَسَنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللهِ بْنَ عَمْرٍو

۴۰۹۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا مال ناحق چھیننے کی کوشش کی جائے اور وہ لڑتا ہوا مارا جائے تو وہ شہید ہوگا۔“

---

٤٠٩١ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب من قاتل دون ماله، ح: ٢٤٨٠ من حديث عبدالله بن يزيد أبي عبدالرحمٰن المقريء به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٤٩. * سعيد هو ابن أبي أيوب.

٤٠٩٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٠.

٤٠٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال اللصوص، ح: ٤٧٧١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥١، وقال الترمذي، ح: ١٤٢٠ "حسن صحيح".

يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ» هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ.

(امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا:) یہ (روایت) غلط ہے۔ سعیر بن خمس کی (اس سے پہلی) روایت درست ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد ہے کہ یہ روایت بواسطہ عبداللہ بن حسن' عکرمہ سے صحیح ہے جیسا کہ سعیر بن خمس نے بیان کیا ہے' نہ کہ بواسطہ' عبداللہ بن حسن عن ابراہیم بن محمد جیسا کہ سفیان ثوری نے بیان کیا ہے۔ لیکن امام صاحب رحمہ اللہ کا سفیان کی حدیث کو خطا کہنا محل نظر ہے کیونکہ ثوری ثقہ اور حافظ ہیں اور پھر وہ منفرد بھی نہیں بلکہ عبدالعزیز بن مطلب نے ان کی متابعت کی ہے۔ اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور حسن کہا ہے۔ گویا اس روایت میں عبداللہ بن حسن کے دو استاد ہیں: عکرمہ اور ابراہیم بن محمد۔ اور روایت دونوں طریق سے صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى' شرح سنن النسائي: ٣٢/٧٣)

٤٠٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ - قَالَا: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ». مُخْتَصَرٌ.

۴۰۹۵- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے' وہ شہید ہے۔“ یہ (حدیث) مختصر ہے۔

---

٤٠٩٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٢.

٤٠٩٥- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من قتل دون ماله فهو شهيد، ح: ٢٥٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٣، وللحديث طرق أخرٰى عند البخاري وغيره، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٨٣.

٤٠٩٦ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۶- حضرت سعید بن زید ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا لڑائی لڑے (اور مارا جائے) وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٧ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۷- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو (ڈاکوؤں سے) بچاتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے۔“

٤٠٩٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ»

۴۰۹۸- حضرت ابوجعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی ظالم کے مقابلے میں مارا جائے' وہ شہید ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ الْمُؤَمَّلِ خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ مؤمل کی (سابقہ) حدیث غلط ہے جبکہ عبدالرحمٰن کی (یہی) حدیث درست ہے۔

فائدہ: مؤمل متکلم فیہ راوی ہے جبکہ عبدالرحمٰن بن مہدی ثقہ اور متقن ہیں۔ عبدالرحمٰن نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے اور مؤمل نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ یقیناً مؤمل کی روایت کے مقابلے میں عبدالرحمٰن کی

---

٤٠٩٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٤.

٤٠٩٧ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٥. * سفيان هو الثوري، ومؤمل هو ابن إسماعيل، وللحديث شواهد.

٤٠٩٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٦. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

مرسل روایت محفوظ ٹھہرتی ہے۔ گویا اس روایت کا مؤمل کی سند سے متصل ہونا درست نہیں۔ ویسے (ابوجعفر کی) یہ روایت (۴۰۹۸) صحیح ہے اور موصولاً بھی ثابت ہے اور آگے (۴۱۰۱ میں) آ رہی ہے۔

(المعجم ٢٣) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ (التحفة ١٩)

باب:۲۳- جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے؟

٤٠٩٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۰۹۹- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔ اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے، وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے، وہ بھی شہید ہے۔“

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جو ظلماً مارا جائے، خواہ اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے یا مال کی حفاظت کرتے ہوئے یا عزت کی حفاظت کرتے ہوئے یا اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے یا دین کی حفاظت کرتے ہوئے، وہ شہید ہے، یعنی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ جنتی ہوگا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٤) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ دِينِهِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۴- جو شخص اپنے دین کو بچانے کے لیے لڑائی کرے؟

٤١٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ

۴۱۰۰- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو (لٹیروں سے) بچاتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔ اور جو شخص

---

٤٠٩٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في قتال اللصوص، ح: ٤٧٧٢ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٧، وانظر، ح: ٤٠٩٥، وقال الترمذي، ح: ١٤٢١: "حسن صحيح".

٤١٠٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، من حديث سليمان بن داود الهاشمي به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٥٨.

- قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

اپنے گھر والوں کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے۔ اور جو شخص اپنے دین کی خاطر مارا جائے' وہ بھی شہید ہے۔ اور جو شخص اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے' وہ بھی شہید ہے۔"

فائدہ: "دین کی خاطر" یعنی کسی نے اسے دھمکی دی کہ اپنا دین (اسلام) چھوڑ دے ورنہ تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے دین نہ چھوڑا' قتل ہونا قبول کر لیا' تو وہ شہید ہے۔ اس کی شہادت میں کیا شک ہے جبکہ اسے شرعاً اجازت تھی کہ وہ ایسی حالت میں کلمۂ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ دلی طور پر ایمان اسلام پر پکا رہے لیکن اس نے رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کیا۔ رضي الله عنه وأرضاه.

## (المعجم ٢٥) - مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ (التحفة ٢١)

## باب: ۲۵- جو آدمی اپنے حق کی خاطر لڑائی کرے؟

٤١٠١- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ سَوَادَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۱۰۱- حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے حق کی خاطر (لڑتا ہوا) مارا جائے' وہ شہید ہے۔"

فائدہ: کوئی ظالم کسی مظلوم کا حق چھیننا چاہتا ہے اور مال حوالے نہ کرنے کی صورت میں اسے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ مظلوم کو اجازت ہے کہ اس سے لڑ کر اپنا حق بچالے اور اگر اس کوشش میں وہ مارا جائے تو وہ عنداللہ شہید ہے۔

---

٤١٠١- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٨٦، ٨٧، ح: ٦٤٥٤ من حديث سعيد بن عمرو به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٥٩. * عبثر هو ابن القاسم، ومطرف هو ابن طريف، وسوادة مستور، وأبو جعفر مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

ہوگا اور اگر ظالم مارا جائے تو اس کا خون ضائع ہے۔

(المعجم ٢٦) - مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٦- جو شخص تلوار ننگی کر کے لوگوں پر چلائے؟

٤١٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ».

۴۱۰۲- حضرت ابن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تلوار میان سے نکال کر لوگوں پر چلانی شروع کر دے اس کا خون ضائع ہے۔“ (اس کا قتل جائز ہے۔ اس کی کوئی دیت ہو گی نہ قصاص۔)

فائدہ: کسی بھی مذہبی، سیاسی یا معاشرتی اختلاف کی وجہ سے کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلح کارروائی کرے۔ اسی طرح کوئی شخص کسی گناہ گار کو بھی قتل نہیں کر سکتا، خواہ حالت گناہ میں پکڑ لے کیونکہ حدود کا نفاذ حکومت کا اختیار ہے، افراد کا نہیں۔ اگر کوئی از خود ایسی کارروائی کرے گا، اسے قتل کر دیا جائے گا، خواہ وہ سچا ہی ہو۔ اس کے بعد اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ آج کل مذہبی اختلافات کی بنا پر آپس میں قتل و غارت کرنے والوں کو یہ حدیث مدنظر رکھنی چاہیے، خواہ وہ کتنا ہی خوش نما نعرہ کیوں نہ لگاتے ہوں، مثلاً: عصمت صحابہ و ازواج مطہرات یا اہل بیت وغیرہ۔ واللہ أعلم.

٤١٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۴۱۰۳- عبدالرزاق سے بھی یہ حدیث انھی الفاظ سے مروی ہے مگر اس نے اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔

٤١٠٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۱۰۴- حضرت ابن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

---

٤١٠٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١١٧ من حديث الفضل بن موسى السيناني به، وتابعه وهيب بن خالد عند الحاكم: ٢/ ١٥٩، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٠، وللحديث شواهد، وهو في حلية الأولياء لأبي نعيم: ٤/ ٢١ من حديث إسحاق بن راهوية به، وقال: "تفرد به الفضل عن معمر مجردًا".

٤١٠٣ـ [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦١، وانظر الحديث السابق.

٤١٠٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٢.

أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: مَنْ رَفَعَ السِّلَاحَ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ.

جس نے (لوگوں پر) اسلحہ سونتا، پھر اسے چلانا شروع کر دیا تو اس کا خون ضائع ہے۔ (کوئی معاوضہ ہوگا نہ اس کا قصاص ہی لیا جائے گا۔)

فائدہ: ”چلانا شروع کر دیا“ خواہ کوئی قتل ہو یا نہ مگر اسلحہ چلانے والے کی شرعی سزا قتل ہے کیونکہ وہ لوگوں کے قتل کے درپے ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَأُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۱۰۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔“

فائدہ: ”وہ ہم میں سے نہیں“ یعنی ظاہراً کیونکہ مسلمانوں کو قتل کرنا کافروں کا کام ہے، نیز اگر وہ علانیہ مسلمانوں کو قتل کرتا پھرتا ہے جیسے ڈاکو یا باغی تو وہ محاربین میں داخل ہے۔ البتہ اگر جذبات میں آ کر نادانستہ اس سے اسلحہ کے ساتھ قتل صادر ہو جائے تو وہ کافر نہ بنے گا بلکہ اس پر حالات کے مطابق قصاص یا دیت کا حکم لاگو ہوگا۔ سزا ملنے کے بعد معافی ممکن ہے کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٠٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا، فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ،

۴۱۰۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے، جب وہ یمن کے حاکم تھے، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جو ابھی مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا۔ آپ نے وہ سارا سونا تقسیم فرما دیا، اقرع بن حابس حنظلی کو، جو کہ بنو مجاشع سے تھے، عیینہ بن بدر فزاری کو، علقمہ بن علاثہ عامری کو، جو کہ

---

٤١٠٥ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا، ح: ٧٠٧٠، ومسلم، الإيمان، مثل باب البخاري، ح: ٩٨ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٣.

٤١٠٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٤.

ثُمَّ أَحَدِ بَنِي مُجَاشِعٍ، وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَقَالُوا: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ: «إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ» فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِىءُ الْوَجْنَتَيْنِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِتَّقِ اللهَ، قَالَ: «مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي». فَسَأَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِىءِ هٰذَا قَوْمًا يَخْرُجُونَ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ».

بنوکلاب میں سے تھا اور زید خیل طائی کو جو کہ بنونبہان میں سے تھا۔ اس بات سے قریش اور انصار کو غصہ آ گیا۔ وہ کہنے لگے: آپ نجدی سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں۔“ اتنے میں ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی‘ رخسار ابھرے ہوئے‘ ڈاڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا‘ وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈر۔ آپ نے فرمایا: ”اگر میں ہی اللہ کا نافرمان ہوں تو کون اللہ کی اطاعت کرے گا؟ اس (اللہ تعالیٰ) نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے (تبھی تو مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے) لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے؟“ چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کی نسل سے کچھ ایسے لوگ نمودار ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے صاف نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ بت پرستوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔ (اللہ کی قسم!) اگر میں نے انھیں پایا تو انھیں قوم عاد کی طرح قتل کر دوں گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھانے والا واجب القتل ہے۔ ② اسلام کی طرف مائل کرنے‘ نیز اسلام کا گرویدہ کرنے کے لیے مؤلفۃ القلوب لوگوں کو زکاۃ دی جا سکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تالیف قلب کے لیے انھی چار افراد میں سارا سونا تقسیم فرما دیا۔ چونکہ وہ چاروں افراد بڑے بڑے قبیلوں کے سردار تھے۔ نومسلم تھے۔ ابھی یہ رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے فیض یاب نہیں ہوئے تھے۔ ایمان دل میں جاگزین نہ ہوا تھا۔ اس قسم کے لوگوں کو مال مل جائے تو بڑے

خوش ہوتے ہیں اور وفادار بن جاتے ہیں۔ مال نہ ملے تو فتنہ کھڑا کر دیتے ہیں۔ ارتداد کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ (جیسے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا۔) اس لیے آپ نے انھیں خوب عطیات دیے۔ حنین کی غنیمت سے بھی انھیں سو سو اونٹ دیے اور دیگر عطیات سے بھی نوازا۔ آپ کا مقصد ان کی تالیف قلب تھا تا کہ ان کے دلوں میں ایمان جاگزین ہو جائے اور وہ پکے مومن بن جائیں۔ قریش و انصار چونکہ ایمان میں پختہ تھے' ان سے اس قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا' اس لیے آپ نے انھیں کچھ نہ دیا۔ ③ ''غصہ آ گیا'' یہ غصہ بھی بعض نوجوانوں کو آیا تھا ورنہ سابقون اولون مہاجرین و انصار سے تو اس کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی تھی۔ ④ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ محض قرآن مجید کی تلاوت کسی شخص کے مومن صادق ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی جبکہ وہ قرآن مقدس کے عملی تقاضے پورے نہ کرے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ انتہائی متحمل مزاج اور عفو و درگزر سے کام لینے والے عظیم انسان تھے۔ بڑے بڑے بے ادب اور گستاخ لوگوں سے بھی صرف نظر فرما جایا کرتے تھے' بالخصوص اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی انتقام نہ لیتے تھے۔ ⑥ اس حدیث سے خوارج کے ساتھ قتال کرنے کی مشروعیت بھی ثابت ہوتی ہے' خواہ انھیں مرتد سمجھ کر ان سے قتال کیا جائے یا امام عادل کا باغی سمجھ کر کیا جائے۔ ⑦ اس حدیث سے خارجیوں کی کچھ نشانیاں بھی معلوم ہوتی ہیں' مثلاً: ظاہراً وہ عام مسلمانوں کی نسبت بہت زیادہ عبادت گزار ہوتے ہیں' نیز یہ بھی کہ وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں مسلمانوں سے بہت زیادہ عداوت بھی رکھتے ہیں۔ ⑧ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ بغیر قصد و ارادہ کے دین اسلام سے نکل جاتے ہیں' حالانکہ وہ دین اسلام پر کسی بھی دوسرے دین و مذہب کو قطعاً ترجیح نہیں دے رہے ہوتے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرنے والے شخص کا نام حدیث میں ذوالخویصرہ مذکور ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' المناقب' حدیث: ۳۶۱۰) بلاشبہ معترض کا یہ اعتراض غلط اور ایمان کے تقاضوں کے منافی ہے بلکہ اس سے نفاق مترشح ہوتا ہے۔ ⑩ اس معترض کو قتل کرنے کی اجازت طلب کرنے والے حضرات جناب خالد بن ولید اور حضرت عمر بن خطاب ؓ ہیں۔ صحیح بخاری میں ان دونوں کے ناموں کی تصریح ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۳۶۰۱، ۳۳۴۴) ⑪ اس حدیث پاک سے عمر بن خطاب اور خالد بن ولید ؓ کی عظیم فضیلت و منقبت بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو قتل کرنے پر تیار ہو گئے۔ ⑫ ''حلق سے نیچے نہ جائے گا'' یعنی قرآن کی سمجھ حاصل نہ ہو گی۔ صرف پڑھنے سے علم و حکمت کا حصول نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ⑬ ''صاف نکل جاتا ہے'' جس طرح تیز تیر اپنے شکار سے بالکل صاف نکل جاتا ہے۔ خون یا گوبر کی آلودگی سے صاف رہتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ قرآن مجید سے کورے نکل جائیں گے اور انھیں دین کا فہم حاصل نہیں ہو گا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہوں گے کیونکہ خوارج بہر صورت مسلمانوں کا ایک فرقہ تھے جو دین کے مبادی کا اقرار کرتے تھے مگر صحابۂ کرام ؓ کا راستہ چھوڑ دینے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے۔ ⑭ یہ لوگ حضرت علی ؓ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے تھے۔ پہلے حضرت علی ؓ کے حامی تھے' پھر بغاوت کر دی۔ بغاوت کی

وجہ سے انھیں خارجی یا خوارج کہا گیا۔ (عربی میں خروج بغاوت کو کہہ دیتے ہیں۔) یہ لوگ حد سے زیادہ نیک تھے لیکن کم عقلی کی وجہ سے اپنے علاوہ کسی کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔ انتہا پسند تھے۔ ہر گناہ کو کفر کہتے تھے اور ہر گناہ گار کو کافر۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر اکثر قتل کرتے تھے اور کافروں کو معذور سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔ انتہا پسندی کا نتیجہ ہمیشہ ایسا ہی نکلتا ہے' اس لیے انتہا پسندی' تشدد اور تکلف کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے۔ ⑮ ''قتل کر دوں گا'' کیونکہ وہ امت مسلمہ کے لیے ناسور کی حیثیت رکھتے تھے۔ صحابۂ کرام ‎ؓ‎ تک کو کافر کہنے اور قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ ان کا قتل ان کے شر سے بچنے کے لیے تھا نہ اس لیے کہ وہ کافر تھے۔ حضرت علی اور حضرت ابن عباس ‎ؓ‎ کے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے۔ آخر حضرت علی ‎ؓ‎ نے انھیں لڑ کر شکست دی۔ ہزاروں مارے گئے مگر عرصۂ دراز تک امت مسلمہ کے لیے فتنہ بنے رہے۔ معلوم ہوا' ہدایت کا معیار صرف نیکی نہیں بلکہ صحابۂ کرام ‎ؓ‎ اور خلفاء راشدین کی پیروی بھی ہے جو کہ اصل دین اسلام ہے۔ اسلام کی وہی تعبیر صحیح ہے جو صحابۂ کرام ‎ؓ‎ نے کی۔ اگر ان کا اتفاق ہو تو اس کی پیروی لازم ہے اور اگر ان میں اختلاف ہو تو پھر بھی صحابۂ کرام ‎ؓ‎ سے باہر نہیں جانا چاہیے۔ ⑯ خوارج صرف اس دور کے ساتھ خاص نہیں تھے بلکہ بعد میں بھی اس ذہنیت کے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ⑰ جو شخص بھی انتہا پسند ہو' بات بات پر کفر کے فتوے لگاتا ہو' مسلمانوں کو کافر کہہ کر ان کے قتل کا قائل ہو' صحابۂ کرام ‎ؓ‎ کو گمراہ یا بدعتی کہتا ہو اور اپنے آپ کو صحابہ سے بڑھ کر دین کا محافظ سمجھتا ہو' وہ خارجی ہے چاہے کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ واللہ أعلم. ⑱ خارجیوں کی بابت اہل علم کے مابین شدید اختلاف ہے۔ بعض اہلِ علم انھیں کافر قرار دیتے ہیں جبکہ اکثر اہلِ علم انھیں کافر نہیں بلکہ فاسق و فاجر اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔ کافر قرار دینے والوں کی دلیل مذکورہ حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث ہیں کہ جن میں ان کے متعلق اس قسم کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں' مثلاً: يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وغیرہ۔ لیکن خارجیوں کو بدعتی اور فاسق و فاجر قرار دینے والوں کا کہنا ہے کہ خارجی لوگ شہادتَین (کلمۂ شہادت) کا اقرار کرتے ہیں اور ارکانِ اسلام پر بھی ان کی مواظبت اور ہمیشگی ہے' لٰہذا وہ کافر نہیں۔ چونکہ اہل اسلام کے متعلق ان کا نقطۂ نظر درست نہیں' اس لیے وہ مبتدع اور فاسق و فاجر ہیں۔ شاید احادیث میں ان کی بابت مذکورہ بالا قسم کے شدید الفاظ بول کر انھیں سخت تنبیہ کرنا اور راہِ مستقیم پر لانا مقصود ہو۔ واللہ أعلم.

٤١٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: ۴۱۰۷- حضرت علی ‎ؓ‎ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

---

٤١٠٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح:١٠٦٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي، والبخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح:٣٦١١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥٦٥.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''آخر زمانے میں کچھ نوعمر' کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے۔ وہ مخلوق میں سے بہترین شخص (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی باتیں کریں گے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح شکار (کے جسم) سے تیر (صاف) نکل جاتا ہے۔ جب تمھاری ان سے ملاقات ہو تو انھیں (بے دریغ) قتل کرو کیونکہ ان کا قتل قتل کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اجر وثواب کا ذریعہ ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ اہل اسلام کے خلاف تلوار اٹھانے والا واجب القتل ہے (الا یہ کہ وہ تائب ہو جائے)۔ ② اس حدیث سے ایسے لوگوں کو زجر و توبیخ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے جو قرآنِ مقدس کی ان تمام آیات اور ان احادیث رسول کے' صرف ظاہری معنی مراد لیتے ہیں' نیز یہ بھی کہ ان کے ظاہری معنی اجماعِ اسلاف کے خلاف ہوتے ہیں۔ ③ دین میں غلو کرنے والوں کو تنبیہ کرنا بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح اس انداز کی عبادات سے بچنے کا درس بھی ملتا ہے جس کی اجازت شریعت نے نہیں دی اور جس میں شدت اور سختی کا پہلو نمایاں اور غالب ہو' حالانکہ شارع ﷺ کی لائی ہوئی شریعت انتہائی آسان' سہل اور ہر ایک مرد وزن کے لیے قابل عمل ہے۔ ④ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں پر سختی کرنا اور ان کے ساتھ عداوت ونفرت رکھنا مستحب بلکہ ضروری ہے۔ ⑤ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی عظیم دلیل بھی ہے کہ آپ نے ایسے لوگوں کی اطلاع (بذریعۂ وحی) ان کے ظہور سے بھی پہلے دے دی تھی۔ ⑥ خارجیوں میں پائی جانے والی خرابیاں اگر آج بھی لوگوں میں پائی جائیں تو مذکورہ بالا شروط کے تحت انھیں قتل کرنا جائز ہوگا اور ان کے قاتل کے لیے روزِ قیامت اجر بھی ثابت ہوگا بشرطیکہ یہ کام امام عادل اور حاکم وقت کرے۔ ⑦ خارجی لوگ امتِ محمدیہ کے بدعتی گروہوں میں سے گندا اور بدترین بدعتی فرقہ ہیں۔ ⑧ اعتقادِ فاسد کی بنا پر امام عادل کے خلاف بغاوت کرنے والے' اس سے جنگ کرنے والے اور زمین میں شر اور فساد کرنے والے' نیز اسی طرح کے قبیح افعال کے مرتکب لوگوں کے خلاف قتال کرنا جائز ہے۔ واللہ أعلم. ⑨ ''نوعمر اور کم عقل'' عموماً نوعمری میں عقل کم ہی ہوتی ہے۔ علم بھی پختہ نہیں ہوتا' جذبات غالب ہوتے ہیں۔ تجربہ وسیع نہیں ہوتا جبکہ علم' عمر اور تجربہ ومطالعہ سے پختہ ہوتا ہے' اس لیے

''نوعمر'' عالم کو فتویٰ بازی سے پرہیز کرنا چاہیے' خصوصاً جبکہ اس کے فتاویٰ جمہور اہل علم اور اہل فتویٰ سے مختلف ہوں۔ نوعمر اور نو آموز لوگ شیطان کے جال میں جلدی پھنستے ہیں اور امت میں فتنے کا سبب بنتے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا. ⑩ ''مخلوق میں سے بہترین'' احادیث میں دو طرح کے الفاظ آئے ہیں: مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ اور مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ۔ ترجمہ میں تو فرق ہے مگر نتیجہ ایک ہی ہے۔ اوپر حدیث میں ترجمہ پہلے الفاظ کے لحاظ سے کیا گیا ہے' دوسرے الفاظ کا ترجمہ یوں ہوگا: ''لوگوں کی بہترین باتیں۔'' اس سے مراد قرآن و احادیث ہی ہیں' یعنی وہ بات تو صحیح کریں گے مگر اس کا مفہوم غلط سمجھیں گے۔ قرآن مجید کا صحیح مفہوم احادیث کی مدد سے اور احادیث کا صحیح مفہوم صحابہ کے طرز عمل اور فتاویٰ کی مدد سے سمجھنا چاہیے ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔ والله أعلم.

٤١٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ

۴۱۰۸- حضرت شریک بن شہاب سے منقول ہے کہ میری خواہش تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام ؓ میں سے کسی کو ملوں اور ان سے خارجیوں کے بارے میں پوچھوں' چنانچہ عید المبارک کے دن حضرت ابو برزہ ؓ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خارجیوں کا ذکر فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ (کے فرمان) کو اپنے کانوں سے سنا اور میں نے (اس وقت) آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے پاس کچھ مال لایا گیا۔ آپ نے اسے تقسیم فرما دیا۔ اپنی دائیں بائیں طرف والے لوگوں کو دیا لیکن اپنے پیچھے والے لوگوں کو کچھ نہ دیا۔ آپ کے پیچھے سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے محمد! آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا۔ وہ آدمی کالے رنگ کا' منڈے ہوئے سر

---

٤١٠٨ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٣٢٠، ٣٢١، وأحمد: ٤/ ٤٢١، ٤٢٤، ٤٢٥ من حديث حماد ابن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٦، ١٤٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: «وَاللهِ! لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي» ثُمَّ قَالَ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ».

والا تھا۔ اس پر دو سفید کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو (یہ سن کر) شدید غصہ آیا اور آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! تم میرے بعد کوئی آدمی مجھ سے بڑھ کر انصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے۔“ پھر فرمایا: ”آخر زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے اور یہ بھی مجھے انھی سے لگتا ہے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے شکار سے (صاف) نکل جاتا ہے۔ ان کی خصوصی علامت سر منڈوانا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ (بار بار) نکلتے رہیں گے حتی کہ ان میں سے آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو تو انھیں (بے دریغ) قتل کرو۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: شَرِيكُ بْنُ شِهَابٍ لَيْسَ بِذٰلِكَ الْمَشْهُورِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شریک بن شہاب (راویٔ حدیث) کوئی معروف آدمی نہیں۔ (بلکہ مجہول ہے کیونکہ ازرق بن قیس کے علاوہ دوسرے کسی شخص نے اس سے روایت بیان نہیں کی۔)

**فوائد و مسائل:** ① ”نہیں پاؤ گے“ نبی سے بڑھ کر کوئی انصاف کرنے والا نہیں ہو سکتا‘ چاہے وہ کتنا بھی انصاف پسند ہو۔ ② ”سر منڈوانا“ سر منڈوانا اگرچہ جائز ہے اور حج میں مستحب ہے مگر کسی جائز چیز کو لازم کر لینا اور اسے شرعی مسئلہ سمجھ لینا اور اسے خواہ مخواہ مستحب بنا لینا قطعاً ناجائز ہے۔ وہ لوگ بھی سر مونڈنے کو اپنا شعار بنا لیں گے اور اسے لازم سمجھیں گے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اسے صرف بطور علامت بیان فرمایا ہے۔ اس کی مذمت نہیں فرمائی کیونکہ اگر کسی جائز چیز کو مستقلاً اختیار کر لیا جائے مگر اسے شرعی مسئلہ اور افضل خیال نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بسا اوقات انسان اپنی سہولت کے لیے ایک جائز چیز کو مستقلاً اختیار کر لیتا ہے‘ جیسے کوئی شخص ہمیشہ قمیص پہنے یا بند جوتا پہنے۔ ظاہر ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر وہ کام افضل اور مستحب ہے تو پھر اس پر دوام بدرجۂ اولیٰ مستحب ہے‘ جیسے اشراق کی دو رکعتیں وغیرہ۔ ③ ”آخری گروہ“ گویا خوارج والی ذہنیت قیامت تک رہے گی۔ ④ ”مسیح دجال“ یعنی جھوٹا اور دغا باز مسیح۔ جس طرح ہم اب کسی مدعی نبوت کو

جھوٹا نبی کہیں۔ چونکہ وہ مسیح ہونے کا دعویٰ کرے گا بلکہ اس وقت کے یہودی اسے ''مسیح'' تسلیم کر کے اس کی پیروی کریں گے۔ اب بھی یہودی مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ (حالانکہ مسیح علیہ السلام تو کب کے آ چکے) اس لیے اسے مسیح دجال کہا گیا۔ دجال صفت کا صیغہ ہے' کسی کا نام یا لقب نہیں۔ اس کے معنی ہیں: انتہائی دغاباز' جھوٹا اور فراڈی۔ گویا ان الفاظ سے اس کا مسیح ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے' جیسے ''جھوٹا نبی'' کہنے سے کسی کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ ⑤ ''بدترین لوگ'' کیونکہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے۔ اور مسلمانوں کا قاتل بدترین جہنمی ہے۔

## (المعجم ٢٧) - قِتَالُ الْمُسْلِمِ (التحفة ٢٣)

## باب: ۲۷- مسلمان سے (مسلح) لڑائی لڑنا (کفر کی بات ہے)

٤١٠٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قِتَالُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ».

۴۱۰۹- حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان سے لڑنا کفر اور اسے گالی دینا فسق (کبیرہ گناہ) ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ مسلمان کے ساتھ لڑائی کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ اور کفریہ عمل ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی عزت و حرمت اور اس کا وقار بہت زیادہ ہے' لہٰذا جو شخص کسی مسلمان کی بے عزتی اور توہین کرتا یا اسے ستاتا ہے' وہ ایمان کے تقاضے پامال کرتا ہے' چنانچہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے اس پر لازم ہے کہ وہ ہر مسلمان کی تعظیم و تکریم کرے' نیز اسے بے عزت کرنے سے احتراز کرے اور گالی گلوچ جیسے قبیح عمل سے کنارہ کشی کرتے ہوئے محتاط رویہ اپنائے۔ یہ کام کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب عام مسلمان کو گالی گلوچ دینا کبیرہ گناہ اور ناجائز عمل ہے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو تمام امت سے افضل و اکرم اور اعلیٰ و ارفع درجے کے مسلمان ہیں' ان کو سب و شتم کا نشانہ بنانا کس قدر گندا' قبیح و غلیظ عمل اور گھناؤنا جرم ہوگا۔ أَعَاذَنَا اللّٰہ منه. ④ یہ حدیث مرجئہ فرقے کے اس باطل عقیدے کا صریح طور پر رد کرتی ہے کہ انسان کے لیے ایمان کے ساتھ گناہ نقصان دہ نہیں ہوتے' نیز ان کے اس عقیدے کا بھی اس حدیث سے رد ہوتا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ نہیں۔ ⑤ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ازحد ضروری ہے۔ ایک کامل مومن کے لیے

---

٤١٠٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٦ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٦٧، وللحديث شواهد.

ضروری ہے کہ سر تا پا اپنے تمام اعضاء کو سوچ سمجھ کر استعمال کرے بالخصوص ہاتھ اور زبان سے کسی بھی مسلمان کو معمولی سے معمولی نقصان اور تکلیف تک نہ دے۔ ⑨ ''لڑائی لڑنا'' اس سے مسلح لڑائی مراد ہے۔ زبانی یا دستی یا لاٹھی کی لڑائی کو عربی زبان میں قتال نہیں کہتے کیونکہ اس قسم کی لڑائی میں کسی کے قتل ہونے کا غالب امکان نہیں ہوتا۔ (قتال قتل سے بنا ہے۔) ⑦ ''کفر ہے'' یہاں کفر سے مراد کفر دون کفر ہے' وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے مسلمان مسلمان ہی نہیں رہتا' یعنی یہاں کفر اکبر مراد نہیں بلکہ کفریہ عمل کی نشاندہی مراد ہے' نیز مسلمان سے لڑائی کی شدید قباحت کا بیان مقصود ہے۔ واللہ أعلم. ⑧ فسق سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے کرنے سے انسان کافر تو نہیں بنتا مگر صحیح مومن بھی نہیں رہتا۔ گالی گلوچ اس لیے فسق ہے کہ یہ لڑائی کا پیش خیمہ ہے۔ عام طور پر گالی گلوچ قتل و قتال کا سبب بن جاتے ہیں' نیز گالی گلوچ کرنا فاسقین کا کام ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ جن کاموں کو کفر و فسق یا جاہلیت کے کام کہا گیا ہے' ان سے بچنا بہت ضروری بلکہ واجب ہے کیونکہ ایسے کام کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتے اور نہ کسی مومن کے لائق ہی ہیں۔

٤١١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

٤١١١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ» فَقَالَ لَهُ أَبَانُ:

۴۱۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق (کبیرہ گناہ) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

يَا أَبَا إِسْحَاقَ! مَا سَمِعْتَهُ إِلَّا مِنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ: بَلْ سَمِعْتُهُ مِنَ الْأَسْوَدِ وَهُبَيْرَةَ.

ابان نے (ابو اسحاق سے) پوچھا: ابو اسحاق! آپ نے یہ حدیث صرف ابوالاحوص سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: (نہیں) بلکہ اسود اور ہبیرہ سے بھی میں نے یہ

---

٤١١٠- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٨، وانظر الحديث الآتي.

٤١١١- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٦٩.

حدیث نبی ہے۔

٤١١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۴۱۱۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

فائدہ: یہ معنی پہلے معنی سے مختلف ہیں، تاہم عربی ترکیب کے لحاظ سے یہ معنی بھی بن سکتے ہیں کہ مسلمان کو یہ کام نہیں کرنے چاہییں۔

٤١١٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔“

٤١١٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِحَمَّادٍ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا وَسُلَيْمَانَ وَزُبَيْدًا يُحَدِّثُونَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:

۴۱۱۴- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔“

---

٤١١٢ـ [صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٠.

٤١١٣ـ [صحيح مرفوع] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء سباب المسلم فسوق، ح: ٢٦٣٤ من حديث عبدالملك بن عمير به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧١. وللحديث شواهد كثيرة.

٤١١٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ح: ٤٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر، ح: ٦٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٤. * حماد هو ابن أبي سليمان، وكان مرجئًا من أهل البدعة، وحديثه حسن.

«سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

مَنْ تَتَّهِمُ؟ أَتَتَّهِمُ مَنْصُورًا؟ أَتَتَّهِمُ زُبَيْدًا؟ أَتَتَّهِمُ سُلَيْمَانَ؟ قَالَ : لَا ، وَلٰكِنِّي أَتَّهِمُ أَبَا وَائِلٍ .

(امام شعبہ نے اپنے استاد حماد سے کہا:) تم کس پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم منصور پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم زبید پر تہمت لگاتے ہو؟ کیا تم سلیمان پر تہمت لگاتے ہو؟ حماد نے کہا: نہیں (میں ان میں سے کسی پر بھی تہمت نہیں لگاتا) لیکن میں (ان سب کے استاد) ابووائل پر تہمت لگاتا ہوں۔ (کہ آیا اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے یا نہیں۔)

فائدہ: مذکورہ بالا مسئلے کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ حماد' جس سے امام شعبہ نے منصور وغیرہ پر تہمت لگانے کی بابت پوچھا تھا' غالباً یہ حماد بن ابوسلیمان ہے۔ وہ امام شعبہ کا شیخ تھا اور مرجئہ میں سے تھا۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ مرجئہ فرقے کا عقیدہ ہے کہ اعمال' ایمان کا جز نہیں اور یہ بھی کہ جب کوئی شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر ایمان کے ساتھ اس کے لیے کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہو سکتا اور یہ عقیدہ قطعاً باطل ہے۔ حماد کا ابووائل کو متہم کرنا غلط ہے۔ اس سے ان کا مقصد اپنے باطل عقیدے کا دفاع کرنا ہے۔ ابووائل سے مراد حضرت شقیق بن سلمہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معروف شاگرد اور مخضرم تابعی ہیں۔ مرجئہ کے ظہور کے بعد' حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے جب ان (مرجئہ) کے متعلق پوچھا گیا تو سائل کے جواب میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہی حدیث بیان فرمائی کہ ا سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَ قِتَالُهُ كُفْرٌ ا (صحيح البخاري' الإيمان' باب خوف المؤمن......' حديث:٤٨' و صحيح مسلم' الإيمان' باب بيان قول النبي ﷺ......' حديث:٦٤) چونکہ اس متفق علیہ حدیث شریف سے مرجئہ کے مذکورہ باطل عقیدے کا صریح طور پر رد ہوتا ہے' اس لیے اس حدیث کے بنیادی راوی حضرت ابووائل رحمہ اللہ ہی کو متہم کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ معلوم نہیں ابووائل نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنی بھی ہے کہ نہیں؟ لیکن اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے جماعت اصحاب الحدیث پر کہ جنھوں نے مبتدعین کے فرار کی تمام راہیں بند کر دیں' صحیح مسلم میں اس بات کی قطعی صراحت موجود ہے کہ ابووائل رحمہ اللہ نے جو حدیث بیان فرمائی ہے' لاریب! وہ رسول اللہ ﷺ ہی کا سچا فرمان ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں۔ حضرت ابووائل سے بیان کرنے والے ان کے شاگرد زبید نے کہا کہ میں نے حضرت ابووائل سے' یہ حدیث شریف سن کر پوچھا: کیا آپ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان فرماتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے

ہیں۔) دیکھیے: (صحیح مسلم' الإیمان' باب بیان قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق و قتاله کفر' حدیث: (۱۱۲)-۶۴)

٤١١٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ»

۴۱۱۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا گالی دینا فسق اور اس کا (دوسرے مسلمانوں سے) لڑائی کرنا کفر ہے۔''

قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ: سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

زبید کہتے ہیں: میں نے ابو وائل سے پوچھا: کیا آپ نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (سنا ہے)۔

٤١١٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۴۱۱۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔''

٤١١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ.

۴۱۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی لڑنا کفر ہے۔

٤١١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ

۴۱۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

٤١١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٥.

٤١١٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٦.

٤١١٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٧.

٤١١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٧٨.

أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ.

مومن سے لڑائی لڑنا کفر اور اس کو گالی دینا فسق ہے۔

فائدہ: تکرار سے مقصود یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس روایت کو مرفوع (رسول اللہ ﷺ کا فرمان) بیان کیا ہے اور بعض نے موقوف (صحابی رضی اللہ عنہ کا قول)۔ یہ اختلاف نقصان دہ نہیں کیونکہ موقوف سے مرفوع کی نفی نہیں ہوتی' اور روایت کا دونوں طرح مروی ہونا درست ٹھہرتا ہے۔ بشرطیکہ اسنادی ضعف سے پاک ہوں۔ گویا اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا اور صحابی نے بھی وہی بات کہہ دی۔

## (المعجم ٢٨) - اَلتَّغْلِيظُ فِيمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۸- جو شخص کسی مبہم جھنڈے کے نیچے لڑے' اس کی بابت شدید وعید

٤١١٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّي، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ»

۴۱۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (تسلیم شدہ امیر کی) اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے جدا ہو جائے' اگر وہ اسی حال میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔ جو شخص میری امت کے خلاف (مسلح ہو کر) نکلا اور ہر نیک و بد کو بلا امتیاز قتل کرنے لگا' وہ نہ مومن کی پروا کرتا ہے نہ کسی ذمی کے عہد کا لحاظ رکھتا ہے تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو شخص (کسی قسم کے حزبی' قومی یا مذہبی و گروہی تعصب میں آ کر) کسی مبہم اور اندھے جھنڈے کے نیچے لڑا' کسی ایک جماعت کی طرف دعوت دیتا ہے یا کسی جماعت کی خاطر وہ غصے میں آ کر لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ جو شخص اندھا دھند گروہی اور حزبی

---

٤١١٩ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٨ من حديث أيوب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٧٩.

تعصب کا شکار ہو کر اندھے اور مبہم جھنڈے کے نیچے لڑتا ہوا مرا' وہ حرام موت ہی مرا۔ ② اس حدیث شریف کا تقاضا ہے کہ تمام اہل اسلام کو شرعی طور پر بااختیار حاکم و امیر مقرر کر کے اس کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں اور اس کی ہدایات کے مطابق دشمنانِ اسلام کے خلاف برسرپیکار ہونا چاہیے۔ ③ بااختیار شرعی حاکم و امیر کی اطاعت واجب ہے' نیز مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لزوم بھی ضروری ہے۔ ④ اہل اسلام جس شخص کو اپنا امام و حاکم مقرر کر دیں' شرعی تقاضوں کے مطابق اس کی اتباع واجب اور سبیل المومنین کی مخالفت حرام ہے۔ ⑤ مذکورہ صفات کے حامل شرعی امیر کی اطاعت نہ کرنے والا اہل جاہلیت کے مشابہ ہے' اور اسی حالت میں مر جانے والا جاہلیت کی موت مرے گا۔ ⑥ ایسے شرعی حاکم کی مخالفت کرنا' اس کی اطاعت نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ⑦ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فسق و فجور اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب' ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ صریح کفر کا ارتکاب کرے یا مرتد ہو کر دین اسلام سے کنارہ کش ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ⑧ ''تسلیم شدہ امیر'' اس سے مراد وہ مسلمان حاکم ہے جو یا تو منتخب شدہ ہو یا ویسے لوگ اس پر متفق ہوں' وہ امن و امان قائم کرتا ہو' مجرمین کو سزائیں دیتا' (شرعی حدود ہوں یا دیگر سزائیں) اور امت مسلمہ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دیتا ہو' نہ کہ وہ کاغذی امیر جن کو ٹڈی دل تنظیمیں اپنا امیر بنا لیتی ہیں اور وہ بیک وقت ایک دوسرے کے مخالف بھی ہوتی ہیں۔ ایسے امیر سوائے دفتری سہولتوں کے استعمال کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ملکی انتظام میں ان کا کوئی دخل ہوتا ہے اور نہ ملکی دفاع میں۔ نہ ان کی اطاعت کا معاشرے کو کوئی فائدہ ہے نہ ان کی نافرمانی کا نقصان۔ وہ تنظیمیں سیاسی ہوں یا مذہبی' ہر شہر میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ ایک پولیس اہل کار ان کے امیروں سے زیادہ اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ ایسے امیر اور ایسی تنظیمیں یہاں مراد نہیں۔ جب تک کسی کا جی کرے' ان تنظیموں میں رہے اور جب جی کرے' انھیں چھوڑ جائے۔ ان میں داخل ہونے کا کوئی ثواب نہیں اور انھیں چھوڑنے میں کوئی عذاب نہیں' البتہ اگر اس نے کوئی عہد اور وعدہ کیا ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے بشرطیکہ وہ وعدہ اور عہد شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ⑨ ''جماعت سے جدا ہو جائے'' جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے جو ایک امام و حاکم پر متفق ہو یا اکثریت اس پر متفق ہو۔ ایسی صورت میں اقلیت کو بھی حاکم ہی کی اطاعت کرنا ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایسی جماعت سے نکل جائے' یعنی امیر سے باغی ہو جائے اور جماعت میں تفرقہ کی کوشش کرے تو خواہ وہ طبعی موت مرے یا حکومت اسے بغاوت کی سزا میں مار دے' اس کی موت غیر اسلامی ہوگی۔ ⑩ ''جاہلیت کی موت'' یعنی جاہلیت میں لوگ بغیر کسی امارت اور نظم کے رہتے تھے۔ کوئی کسی کا ماتحت نہ تھا۔ اسی طرح یہ بھی نظم اور جماعت سے باہر مرا' گویا کافروں جیسی موت مرا اگرچہ وہ کافر نہیں۔ یہ تب ہے اگر وہ بغاوت نہ کرے اور فتنہ پیدا نہ کرے۔ اگر وہ بغاوت کرے' فتنہ پیدا کرے یا امت مسلمہ میں تفریق پیدا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ ⑪ ''اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں'' کیونکہ وہ باغی کے حکم میں ہے۔ اس سے خارجیوں والا سلوک ہوگا۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۰۴، ۴۱۰۶، ۴۱۰۸) ⑫ ''مبہم اور اندھے جھنڈے'' مبہم

سے مراد جس کا حق یا باطل ہونا واضح نہ ہو۔ اور اندھے سے مراد کہ وہ لڑائی کسی فرقے، گروہ یا نسل کی خاطر ہو۔ اس کی بنیاد تعصب پر ہو۔ ایسی جنگ میں مارا جانے والا حرام موت مرے گا جس طرح لوگ دور جاہلیت میں اپنے قبیلے، گروہ یا ساتھی اور دوست کے لیے لڑتے تھے۔ حق ناحق کا کوئی ایسا امتیاز نہ تھا اور حرام موت مرتے تھے۔ صرف اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر لڑنے والا ہی شہادت کی موت مرے گا نہ کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے والا، خواہ وہ کیسا ہی خوش نما نعرہ لگا کر کیوں نہ لڑے، مثلاً: حب اہل بیت یا حب صحابہ وغیرہ۔ یہ اس لیے کہ باہمی لڑائی بہرحال حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يُقَاتِلُ عَصَبِيَّةً وَيَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ».

۴۱۲۰- حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (اندھا دھند تعصب میں آ کر) کسی مبہم اور اندھے جھنڈے کے تحت لڑا، وہ صرف اپنے گروہ کی حمایت میں لڑتا اور اسی کی حمایت میں غضب ناک ہوتا ہے، (وہ مارا جائے) تو اس کی موت جاہلیت کی (حرام) موت ہوگی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) عمران القطان قوی نہیں ہے۔

## (المعجم ٢٩) - تَحْرِيمُ الْقَتْلِ (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۹- مسلمان کا قتل حرام ہے

٤١٢١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَشَارَ الْمُسْلِمُ عَلٰى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ

۴۱۲۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی طرف اسلحے کے ساتھ اشارہ کرے (ایک مسلمان دوسرے پر ہتھیار اٹھالے اور دوسرا بھی اٹھالے) تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ اور جب ایک،

---

٤١٢٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٨٥٠ من حديث أبي مجلز به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٠.

٤١٢١ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ تعليقًا، ومسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بِسَيْفَيْهِمَا، ح: ٢٨٨٨/ ١٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨١.

بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلَى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَهُ خَرَّا جَمِيعًا فِيهَا».

دوسرے کو قتل کر دے تو دونوں اکٹھے جہنم میں گر پڑتے ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو ناحق قتل کرنا کبیرہ گناہ اور حرام ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا جہنم کی آگ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ② اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی بھی (اچھے یا برے) کام کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے لیکن کسی وجہ سے اس پر عمل نہیں کر سکتا تو بھی اپنے عزم کے مطابق وہ شخص مؤاخذے یا اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔ ③ مرتکب کبیرہ، ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا بلکہ وہ مومن اور مسلم ہی رہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی انھیں مومن کہا گیا ہے: ﴿وَ اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ اور مذکورہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بھی انھیں مسلمان کہا ہے۔ ④ "گر پڑتے ہیں" یہ تب ہے جب دونوں کی نیت لڑائی کی ہو۔ دونوں ننگے مسلح ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہوں، البتہ داؤ ایک کا لگ گیا، تو قاتل و مقتول دونوں یکساں جہنمی ہوں گے کیونکہ دونوں کی نیت قتل کی تھی۔ اس حدیث سے مراد بھی یہی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھا لیں، جس طرح کہ اگلی احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ أعلم.

٤١٢٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: إِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ فَهُمَا عَلَى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَهُمَا فِي النَّارِ.

۴۱۲۲- حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی ہے کہ جب دو مسلمان ایک دوسرے پر اسلحے کے ساتھ حملہ کریں، وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ پھر جب ان میں سے کوئی ایک، دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں آگ میں جاتے ہیں۔ (قاتل تو مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول اس لیے کہ اس کی نیت بھی مسلمان کو قتل کرنے ہی کی تھی۔)

٤١٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ،

۴۱۲۳- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان اپنی تلواریں

٤١٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٢.

٤١٢٣ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٣٩٦٤ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٣، انظر الحديث الآتي.

عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں' پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔" پوچھا گیا: اللہ کے رسول! قاتل کا جہنم میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے مگر مقتول کے جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کا ارادہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا تھا۔"

٤١٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ مِثْلَهُ سَوَاءً».

۴۱۲۴- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آ جائیں' پھر ان میں سے کوئی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں آگ میں جائیں گے۔" یہ روایت بھی بالکل پہلی روایت کی طرح ہے۔

٤١٢٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يُرِيدُ قَتْلَ صَاحِبِهِ فَهُمَا فِي النَّارِ». قِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر آمنے سامنے آ جائیں جبکہ ان میں سے ہر ایک' دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہو (پھر خواہ کوئی کسی کو قتل کر دے) تو دونوں آگ میں جائیں گے۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! قاتل تو ٹھیک ہے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا: "وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے پر حریص تھا۔"

---

٤١٢٤_ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، من حديث يزيد بن هارون به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٤. * قتادة تابعه يونس بن عبيد كما سيأتي، ح: ٤١٢٩.

٤١٢٥_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٤٦، ٤٧، ٥١ من طريقين عن الحسن البصري به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٥، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي برقم: ٤١٢٧.

٤١٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عُمَرَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

۴۱۲۶- حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر مقابلہ کرنے لگیں' پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“

٤١٢٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۷- حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب دو مسلمان اپنی تلواریں (یا کوئی بھی اسلحہ) لے کر آمنے سامنے آجائیں' پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔“ صحابہ نے عرض کی: قاتل تو جہنم میں جائے مگر مقتول کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے بھی تو اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔“

٤١٢٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَالْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا

۴۱۲۸- حضرت ابوبکرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے سے لڑنے لگیں' پھر ان میں سے ایک دوسرے کو مار دے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں

---

٤١٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٦.

٤١٢٧- أخرجه البخاري، الفتن، باب إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ من حديث معمر بن راشد معلقًا، ومسلم، الفتن، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٧.

٤١٢٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٨٨.

اِلْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

جائیں گے۔"

٤١٢٩- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۱۲۹- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب دو مسلمان تلواروں سے مسلح ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں (اور لڑنے لگیں) پھر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے (یا دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دیں) تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔" ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول قاتل کا جہنم میں جانا تو صحیح ہے مگر مقتول کیوں آگ میں جائے گا؟ آپ نے فرمایا: "اس کا ارادہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے ہی کا تھا۔"

٤١٣٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔"

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں سے لڑنا کافروں کا کام ہے۔ اگر مسلمان مسلمانوں سے لڑنے لگیں تو کافروں کے مشابہ ہو گئے' نیز اس سے کافروں کا مقصد پورا ہو گیا۔ انھیں لڑنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ جو شخص باہمی اختلافات کی بنا پر لڑائی کو جائز سمجھتا ہے' وہ حقیقتاً کافر ہے کیونکہ وہ ایک حرام کام کو حلال قرار دیتا ہے۔ اگر ویسے

---

٤١٢٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٢٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٨٩.

٤١٣٠ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض"، ح: ٦٦/ ١٢٠ من حديث محمد بن جعفر غندر، والبخاري، الديات، باب: "ومن أحياها"، ح: ٦٨٦٨، ٦١٦٦، ٧٠٧٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٠.

ہی جذبات میں آ کر لڑائی لڑنے لگا تو پھر کافر تو نہ ہوگا مگر اس کا یہ کام کافروں کے مشابہ ہوگا۔ ایسے میں وہ اگر کسی کو قتل کرے گا تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ ② کبھی کبھی غلط فہمی کی بنا پر جنگ چھڑ جاتی ہے یا شرپسند عناصر فریقین میں لڑائی بھڑکا دیتے ہیں تو اس سے فریقین کافر نہ ہوں گے جیسے جنگ جمل اور صفین میں ہوا۔ حضرت عائشہ، زبیر، طلحہ، معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق قتل کا قصاص چاہتے تھے مگر قاتلین عثمان اپنی گردن بچانے کے لیے جنگ برپا کر دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انداز سے قتل کے مطالبے کو بغاوت سے تعبیر کرتے تھے۔ اور بغاوت فرو کرنے کو سرکاری فریضہ سمجھتے تھے مگر معاملہ اتنا سادہ نہ تھا۔ غیر مسلموں کی سازشیں کافی گہری تھیں۔ فریقین میں ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی تھیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان میں لڑائی ہوتی گئی اگرچہ فریقین نیک نیت تھے۔ ان کی نیک نیتی کے لیے ان کا صحابی ہونا ہی کافی ہے۔ صحابہ عام لوگ نہیں تھے بلکہ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ﴾ (الحجرات ۴۹:۳) وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب شدہ افراد تھے، اس لیے ان کے بارے میں انتہائی اچھا گمان رکھنا ضروری ہے ورنہ اپنے ایمان کا خطرہ ہے۔ وہ لوگ یقیناً جنتی ہیں۔ ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی نام بنام بشارتیں موجود ہیں۔ ان سے بدگمانی رکھنے والا ایمان سے بے بہرہ ہے۔ رضي الله عنهم و أرضاهم. ③ ”کافر نہ بن جانا“ کافر کے ایک معنی ناشکرا بھی ہیں۔ آپس میں لڑنا نعمت ایمان کی ناشکری ہے۔

٤١٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجِنَايَةِ أَبِيهِ وَلَا جِنَايَةِ أَخِيهِ».

۴۱۳۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ۔ کسی شخص کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں نہ پکڑا جائے گا۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (مذکورہ روایت متصل بیان کرنا) غلط ہے۔ درست (یہ ہے کہ یہ) روایت مرسل ہے۔

---

٤١٣١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩١، وللحديث شواهد كثيرة. * أبو الضحى هو مسلم بن صبيح، وشريك هو القاضي.

فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ مذکورہ روایت بعض رواۃ نے متصل بیان کی ہے اور بعض نے مرسل۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا متصل ہونا درست نہیں بلکہ درست بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہی ہے' اس لیے کہ متصل بیان کرنے والے راوی شریک اور ابوبکر بن عیاش ہیں اور وہ دونوں اعمش سے بیان کرتے ہیں۔ اعمش سے یہ روایت ابوبکر بن عیاش اور شریک کے علاوہ ابومعاویہ اور یعلیٰ نے بھی بیان کی ہے اور ان دونوں نے اسے مرسل ہی بیان کیا ہے' اور ان کی بات ہی معتبر ہے' لہٰذا یہ روایت مرسل ہی درست ہے۔ ایک تو اس لیے کہ شریک کثیر الخطاء (بہت غلطیاں کرنے والا) راوی ہے' دوسرے یہ کہ اس نے اور ابوبکر بن عیاش نے ابومعاویہ کی مخالفت کی ہے' حالانکہ ابومعاویہ' اعمش کے تمام شاگردوں میں سے اثبت راوی ہے' سوائے سفیان ثوری کے۔ ابومعاویہ نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ یعلیٰ بن عبید نے (اس کے مرسل بیان کرنے میں) ابومعاویہ کی متابعت بھی کی ہے۔ ② ''کافر نہ بن جانا'' یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تم میرے بعد مرتد ہو کر کافر نہ بن جانا ورنہ تمھاری حالت وہی ہو جائے گی جو اسلام سے پہلے تھی کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ گے اور آپس میں قتل و قتال کا دور دورہ ہوگا۔ واللہ أعلم. ③ ''نہ پکڑا جائے گا'' یہ اسلام کا سنہری اصول ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ خود ہے۔ کسی کے جرم میں اس کے بھائی' باپ یا بیٹے کو نہیں پکڑا جا سکتا الا یہ کہ ان کا اس جرم میں دخل ثابت ہو۔ جاہلیت میں یہ عام دستور تھا کہ قاتل کی بجائے اس کے کسی رشتے دار بلکہ اس کے قبیلے کے کسی بھی فرد کا قتل جائز سمجھا جاتا تھا۔ ایک شخص کے جرم کی وجہ سے اس کا پورا قبیلہ مجرم بن جاتا تھا' اس لیے قتل و قتال عام تھا۔ اور ایک قتل پر بسا اوقات سینکڑوں قتل ہو جاتے تھے۔ اسلام نے اس بے اصولی کی نفی اور مذمت فرمائی۔

٤١٣٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ، وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ».

۴۱۳۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو۔ کسی آدمی کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں نہیں پکڑا جا سکتا۔''

فائدہ: البتہ قتل خطا میں قاتل کے نسبی رشتے دار بلکہ پورا قبیلہ اس کے ساتھ مل کر دیت ادا کریں گے۔ یہ اس

---

٤١٣٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٢.

روایت کے خلاف نہیں کیونکہ خطأً قتل جرم نہیں اور مقتول کی دیت بھرنا رشتے داروں کے لیے سزا نہیں بلکہ یہ تو صرف اس شخص کے ساتھ تعاون ہے جس سے بلا قصد وارادہ قتل صادر ہو گیا۔ اور مسلمان مقتول کا خون رائیگاں نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! اگر قاتل نے جان بوجھ کر قتل کیا ہو تو اس کا قصاص اسی سے لے لیا جائے گا اور اگر دیت پر معاملہ طے ہو جائے تو وہ دیت بھی خود ہی ادا کرے گا۔ رشتے داروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہو گی کیونکہ وہ مجرم ہے اور مجرم سے تعاون کیسا؟

٤١٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ، وَلَا بِجَرِيرَةِ أَخِيهِ» هٰذَا الصَّوَابُ.

۴۱۳۳- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹو۔ کسی شخص کو اس کے باپ یا بھائی کے جرم میں گرفتار نہ کیا جائے گا۔“

یہ (مرسل روایت' موصول کی نسبت) درست ہے۔

٤١٣٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا» مُرْسَلٌ.

۴۱۳۴- حضرت مسروق سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ بن جاؤ۔“ (یہ روایت) مرسل ہے (اور یہی صحیح ہے)۔

٤١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ

۴۱۳۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔“

---

٤١٣٣_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٣.

٤١٣٤_[صحيح] تقدم، ح: ٤١٣١، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٤.

٤١٣٥_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٥.

بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

٤١٣٦ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَتَ النَّاسَ، قَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۶- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن لوگوں کو چپ کرایا اور فرمایا: ”میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اتارنے لگو۔“

٤١٣٧ - أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ» ثُمَّ قَالَ: «لَا أُلْفِيَنَّكُمْ بَعْدَ مَا أَرٰى تَرْجِعُونَ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۱۳۷- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”لوگوں کو چپ کراؤ۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”(اے لوگو!) تمھیں مسلمان دیکھنے کے بعد میں تمھیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر بن جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔“

فائدہ: ”میں تمھیں نہ پاؤں“ یعنی قیامت کے دن کیونکہ اس وقت سب راز کھل جائیں گے اور امت کے اعمال رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہو جائیں گے یا جب تم مرنے کے بعد میرے پاس آؤ گے تو تمھاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ کلام ظاہراً تو اپنے آپ سے خطاب ہے مگر حقیقتاً مخاطب کو سمجھانا مقصود ہے کہ تمھاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ أعلم.

---

٤١٣٦ـ أخرجه البخاري، الديات، باب: "ومن أحياها"، ح: ٦٨٦٩، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا ... الخ"، ح: ٦٥ عن محمد بن بشار بندار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٦.

٤١٣٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٦ عن عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٥٩٧، والحديث السابق شاهد له.

## مال غنیمت اور مال فے کی تقسیم کے مسائل

مسلمانوں کو کافروں سے جو مال ملتا ہے' اسے مال غنیمت کہتے ہیں' خواہ وہ مال جنگ کے دوران میں حاصل ہو یا بعد میں یا کسی بھی طریقے سے' البتہ عربی میں مال غنیمت کے حصول کے مختلف طریقوں کے مختلف نام ہیں' مثلاً: جنگ کے دوران میں جو مال کفار سے حاصل ہو' خواہ وہ اسلحہ ہو یا مال و دولت' بھیڑ بکریاں اور اونٹ ہوں یا مرد و عورتیں' اس کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ اور اگر لڑائی کے بغیر کوئی مال حاصل ہو' مثلاً: صلح کے نتیجے میں یا کسی معاہدے کے نتیجے میں یا ان کی کوئی چیز ویسے مسلمانوں کے قابو میں آ جائے' اسے مال فے کہتے ہیں۔ فے مکمل طور پر بیت المال کا حق ہوتا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا' البتہ لڑائی کے دوران یا نتیجے میں حاصل ہونے والی غنیمت میں سے اگر امام چاہے تو فوجیوں کو حصہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور مابعد ادوار میں مال غنیمت سے خمس بیت المال میں رکھا جاتا تھا' باقی لڑنے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ کبھی آپ یہ خمس بھی نہیں لیتے تھے اور اعلان فرما دیتے تھے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے' اس کا سامان وہ خود ہی لے سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مال غنیمت دراصل بیت المال کا حق ہے' البتہ لڑنے والوں کو امام وقت کے تقاضے کے مطابق کچھ دے سکتا ہے۔ اس کا معین حق نہیں۔ اسی طرح جنگ کے دوران میں اگر کسی علاقے پر قبضہ ہو تو زمین بھی بیت المال کی ہوگی' البتہ امام مناسب سمجھے تو فوجیوں کو ضرورت کے مطابق زمین بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس کی زرخیز زمین فوجیوں میں تقسیم فرما دی' مگر باقی علاقے فتح کیے تو زمین تقسیم نہ

فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمین تقسیم کرنے سے انکار کر دیا کہ اس طرح تو کچھ لوگ بڑے بڑے جاگیر دار بن جائیں گے جبکہ بعد والے ایک انچ سے بھی محروم رہیں گے۔ گویا مال غنیمت کے بارے میں حاکم مختار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں چونکہ مجاہدین کی تنخواہیں مقرر نہیں تھیں' اس لیے ان کو غنیمت سے حصہ دیا جاتا تھا' بعد میں باقاعدہ فوج تشکیل دی گئی اور تنخواہیں مقرر ہو گئیں جیسا کہ آج کل ہے۔ تو اب فوجیوں کو مال غنیمت سے حصہ دینے کی ضرورت نہیں' ہاں حاکم مناسب سمجھے تو ان کو انعامات وغیرہ دے سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین کو حصہ دینا شرعی مسئلہ نہیں بلکہ انتظامی مسئلہ تھا۔ اور انتظامی مسائل میں ہر حکومت تبدیلی کا اختیار رکھتی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا طرز عمل سے پتا چلتا ہے۔ باقی رہی قرآن مجید کی آیت: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ﴾ (الأنفال ٨:٤١) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جمیع غنیمت مجاہدین کا حق نہیں بلکہ اس میں سے بیت المال کا بھی حق ہے۔ جو خمس سے زائد حتی کہ کل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آیت میں خمس سے زائد کی نفی نہیں' نیز آیت میں باقی مال کو مجاہدین کا حق نہیں بتلایا گیا کہ اس میں کمی بیشی نہ ہو سکے بلکہ خمس کے علاوہ باقی مال غنیمت کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی گئی ہے۔ گویا وہ حکومت وقت کی صوابدید کے مطابق تقسیم ہو گا۔ حکومت چاہے تو اسے مجاہدین میں تقسیم کرے' چاہے تو اسے بیت المال میں داخل کر دے۔

عبادات کے علاوہ دین میں جمود نہیں کہ اس میں سر مو تبدیلی نہ ہو سکے' خصوصاً انتظامی و معاشی مسائل میں جو بدلتے رہتے ہیں۔ ایسے معاملات میں حالات و ظروف کا لحاظ نہ رکھنا دین کی حقیقی روح سے بیگانہ ہو جانے والی بات ہے۔ شریعت کا مقصد لوگوں کے مسائل مناسب طریقے سے حل کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر دور کے مناسبات مختلف ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی انداز فکر ہی کو اجتہاد کہا جاتا ہے جس کے قیامت تک جاری اور جائز رہنے کے محققین قائل ہیں۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٣٨) - أَوَّلُ كِتَابِ قَسْمِ الْفَيْءِ (التحفة ٢١)

## مال فے اور مال غنیمت کی تقسیم کے مسائل

٤١٣٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ: أَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ حِينَ خَرَجَ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ تَرَاهُ؟ قَالَ: هُوَ لَنَا، لِقُرْبٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَسَمَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُمْ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا شَيْئًا رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا فَأَبَيْنَا أَنْ نَقْبَلَهُ. وَكَانَ الَّذِي عَرَضَ عَلَيْهِمْ أَنْ يُعِينَ نَاكِحَهُمْ، وَيَقْضِيَ عَنْ غَارِمِهِمْ، وَيُعْطِيَ فَقِيرَهُمْ. وَأَبٰى أَنْ يَزِيدَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ.

۴۱۳۸- حضرت یزید بن ہرمز سے روایت ہے کہ نجدہ حروری (خارجی) جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شورش کے دوران میں آیا تو اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام نامہ بھیجا اور پوچھا کہ آپ کی رائے میں (خمس میں سے) قرابت داروں کا حصہ کسے ملے گا؟ انھوں نے فرمایا: ہمیں، یعنی رسول اللہ ﷺ کے رشتے داروں کو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حصہ ان (بنی ہاشم اور بنی مطلب) کے لیے تقسیم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ہمیں (خمس میں سے) کچھ مال پیش کیا جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا تو ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں پیش کش کی تھی کہ وہ ان میں سے نکاح کرنے والے کی مدد کریں گے۔ ان کے مقروض کا قرض ادا کریں گے اور ان سے محتاج لوگوں کو عطیات دیں گے۔ اس سے زائد دینے سے انھوں نے انکار کر دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ اس میں مال فے کی تقسیم کا مسئلہ

---

٤١٣٨ـ أخرجه مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم . . . الخ، ح: ١٨١٢ من حديث يزيد ابن هرمز به.

بیان کیا گیا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خط کتابت کے ذریعے سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ نجدہ حروری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک تحریر لکھ کر چند ایک مسائل کا جواب معلوم کیا تھا۔ صحیح مسلم میں اس بات کی صراحت ہے کہ اس نے پانچ سوالوں کا جواب طلب کیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح مسلم، الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم...... حدیث:۱۸۱۲) ③ مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مصلحت ہو یا کسی قسم کے فساد کا خطرہ ہو تو عالم شخص کو اہل بدعت کو بھی فتویٰ دے دینا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدہ حروری کو تحریری جواب لکھ بھیجا تھا۔ ④ "حروری" یہ نسبت ہے بستی "حروراء" کی طرف۔ یہاں خارجیوں کا اولین اجتماع ہوا تھا۔ اس نسبت سے ہر خارجی کو حروری کہا جاتا ہے، چاہے وہ حروراء بستی سے تعلق نہ بھی رکھتا ہو۔ اس حوالے سے دیکھیے: حدیث:۸، ۷، ۴۱۰۷) ⑤ ''قرابت داروں کا حصہ'' قرآن مجید میں غنیمت کے علاوہ خمس کے مصارف میں ''قرابت داروں'' کا ذکر ہے۔ اس کے تعین میں اختلاف ہے۔ مشہور بات تو یہی ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے رشتے دار مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ امام شافعی اور دیگر اکثر اہل علم کے نزدیک قرابت داروں سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم وقت کے رشتے دار مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے دور میں حاکم بھی تھے۔ اس لحاظ سے آپ کے رشتہ دار مَصْرَف تھے۔ یہ نہیں کہ اب بھی (آپ کی وفات سے قیامت تک) آل رسول خمس کا مصرف ہیں۔ یہ قول معقول ہے مگر کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ آل رسول کے لیے زکاۃ حرام ہے، خواہ غریب ہی ہوں، اس لیے زکاۃ کے عوض ان کا حصہ خمس میں رکھ دیا گیا لیکن اس صورت میں صرف زکاۃ کے مستحق آل رسول ہی خمس کا مصرف ہوں گے نہ کہ عام اہل بیت۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی موقف تھا جیسا کہ مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اور یہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔ باقی رہے حاکم وقت اور اس کے رشتہ دار تو وہ کوئی حصہ دار نہیں بلکہ آج کل کے رواج کے مطابق حاکم وقت کی مناسب تنخواہ مقرر کی جائے گی جیسا کہ خلفائے راشدین کے دور میں ہوا۔ اس تنخواہ کو وہ خود خرچ کرے گا اور رشتے داروں کو بھی اسی سے دے گا جس طرح رشتے داروں میں عام لین دین ہوتا ہے۔ ان کی کوئی خصوصی حیثیت نہیں۔ ⑥ ''حق سے کم سمجھا'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل بیت کا خیال تھا کہ ہمارا بیت المال میں خصوصی حق ہے۔ بعض کے نزدیک پورا خمس اور بعض کے نزدیک خمس کا خمس (خمس سے مراد مال غنیمت کا پانچواں حصہ ہے جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے) جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اہل بیت میں سے فقیر اور حاجت مند لوگ زکاۃ کی بجائے بیت المال سے ضرورت کے مطابق مال لے سکتے ہیں۔ اہل بیت کا کوئی مستقل حصہ مقرر نہیں، البتہ حاکم عام شہریوں کی طرح اہل بیت کو بھی عطیات دے سکتا ہے بلکہ ان کو زیادہ بھی دے سکتا ہے کیونکہ ان کی شان بلند ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقة النبي (ﷺ) والی زمین عارضی طور پر حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی زیر نگرانی دے دی تھی کہ وہ اس کی آمدن سے اپنی اور دیگر اہل بیت کی

ضروریات پوری کریں۔ باقی آمدن بیت المال کی ہوگی اور زمین بھی حکومت ہی کی رہے گی۔ ⑥ آج کل تو یہ مسئلہ خود بخود طے ہو چکا ہے، نہ مال غنیمت آتا ہے اور نہ خمس ہی کی صورت بنتی ہے۔ صرف بیت المال، یعنی سرکاری خزانہ ہوتا ہے جس سے حاجت مند اور فقیر لوگوں کی حاجات پوری کی جائیں گی۔ وہ اہل بیت سے ہوں یا عام مسلمان۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی اور یہی درست ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.

٤١٣٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ؟ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هُرْمُزَ: وَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ، كَتَبْتُ إِلَيْهِ: كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ؟ وَهُوَ لَنَا، أَهْلَ الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ عُمَرُ دَعَانَا إِلَى أَنْ يُنْكِحَ مِنْهُ أَيِّمَنَا، وَيُحْذِيَ مِنْهُ عَائِلَنَا، وَيَقْضِيَ مِنْهُ عَنْ غَارِمِنَا، فَأَبَيْنَا إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَهُ لَنَا وَأَبٰى ذٰلِكَ، فَتَرَكْنَاهُ عَلَيْهِ.

۴۱۳۹- حضرت یزید بن ہرمز سے منقول ہے کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحریری طور پر پوچھا کہ ”قرابت داری“ کا حصہ کس کو ملے گا؟ یزید بن ہرمز نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے نجدہ کو جواب میں نے تحریر کیا تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ تم نے مجھ سے ”قرابت داروں“ والے کے حصے کے متعلق پوچھا ہے کہ کس کو ملے گا؟ یہ حصہ دراصل ہم اہل بیت کا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ پیش کش کی تھی کہ اس حصے میں سے میں، تم میں سے غیر شادی شدہ کی شادی کروں گا اور فقیر کو عطیہ دوں گا اور مقروض کا قرض ادا کروں گا، لیکن ہم نے (اسے قبول کرنے سے) انکار کر دیا الا یہ کہ وہ ہمارا خمس پورے کا پورا ہمیں دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا تو ہم نے یہ انھی پر چھوڑ دیا (اور تھوڑا لینے سے انکار کر دیا)۔

٤١٤٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

۴۱۴۰- حضرت اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عمر بن ولید کو لکھا کہ تیرے باپ (ولید بن عبدالملک بن مروان) نے تجھے پورا خمس دے دیا تھا، حالانکہ درحقیقت تیرے باپ کا حصہ ایک

٤١٣٩_ أخرجه مسلم، ح: ١٣٨/١٨١٢ من حديث محمد بن علي به، انظر الحديث السابق.

٤١٤٠_ [إسناده صحيح] وهو في كتاب السير للفزاري (ص: ٢٩٣، رقم: ٥٣٦ ملحق من المحقق).

إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ كِتَابًا فِيهِ: وَقَسْمُ أَبِيكَ لَكَ الْخُمُسَ كُلَّهُ، وَإِنَّمَا سَهْمُ أَبِيكَ كَسَهْمِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، وَفِيهِ حَقُّ اللهِ وَحَقُّ الرَّسُولِ، وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، فَمَا أَكْثَرَ خُصَمَاءَ أَبِيكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ! فَكَيْفَ يَنْجُو مَنْ كَثُرَتْ خُصَمَاؤُهُ، وَإِظْهَارُكَ الْمَعَازِفَ وَالْمِزْمَارَ بِدْعَةٌ فِي الْإِسْلَامِ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَبْعَثَ إِلَيْكَ مَنْ يَجُزُّ جُمَّتَكَ جُمَّةَ السُّوءِ.

عام مسلمان کے حصے کے برابر تھا۔ اس (خمس) میں تو اللہ تعالیٰ کا حق تھا' رسول اللہ ﷺ کا' رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا' یتامیٰ و مساکین اور مسافروں کا حق تھا۔ قیامت کے دن تیرے باپ سے جھگڑا کرنے والے لوگ کس قدر ہوں گے! وہ شخص کیسے نجات پائے گا جس سے حق وصول کرنے والے اس قدر زیادہ ہوں؟ پھر تیرا اعلانیہ آلات موسیقی استعمال کرنا اور بنسری بجانا اسلام کے اندر ایک بدعت ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں تیرے پاس ایسا شخص بھیجوں جو تیرے لمبے لمبے قبیح بالوں کو کاٹ دے۔ (یا تیرے لمبے قبیح بالوں سے پکڑ کر تجھے گھسیٹ لائے۔)

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ خمس صرف ان کا حق ہے جن کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا ہے اور یہ انھی پر خرچ ہوگا۔ اس میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا' چنانچہ مطلق العنان حکمران اور ملوک و سلاطین اس میں جو من مانے تصرف کرتے ہیں وہ صریح ظلم اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا ہے' لہٰذا ایسے شخص کی نجات ایک سوالیہ نشان ہی ہے۔ ② عمر بن ولید خلیفہ ولید بن عبدالملک کا بیٹا تھا۔ یہ شہزادے محلوں میں اور سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوئے تھے۔ عیش و عشرت ان کی گھٹی میں پڑ چکی تھی' اس لیے اس کے قبیح کاموں پر اس کو ڈانٹ پلائی۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً. ③ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ بھی اگرچہ شہزادے ہی تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا پلٹ دی تھی۔ خلیفہ بننے کے بعد تو وہ ''حضرت عمر ؓ'' ہی بن گئے تھے حتی کہ تاریخ نے ان کو ''عمر ثانی'' کا لقب دیا اگرچہ ان کو صرف اڑھائی سال حکومت کا موقع ملا اور وہ صرف سینتیس (۳۷) سال کی عمر میں اپنے مولا کو پیارے ہو گئے۔ صحابی نہ ہونے کے باوجود ان کے لیے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ کہنے کو جی کرتا ہے۔ ④ ''لمبے لمبے قبیح بال'' لمبے بال رکھنا منع نہیں۔ ممکن ہے اس نے لمبے بالوں کو تکبر کا ذریعہ بنا لیا ہو۔ اور لمبے بال اس کے لیے یا دوسروں کے لیے فتنہ بن گئے ہوں جیسا کہ حضرت عمر ؓ نے ایک شخص کا سر منڈا دیا تھا جس کی زلفیں دوسروں کے لیے فتنے کا باعث تھیں۔ (تاریخ دمشق الکبیر: ۳۳/۱۷،۲۰) اس صورت میں یہ انتظامی مسئلہ بن جاتا ہے جو قابل گرفت ہوتا ہے' نیز لڑکوں اور لڑکیوں کا حد سے زیادہ زیب و زینت کی طرف توجہ دینا ہلاکت کا باعث ہے۔

**٤١٤١ - أَخْبَرَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يُونُسَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُكَلِّمَانِهِ فِيمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَيْنٍ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِهِمْ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَرٰى هَاشِمًا وَالْمُطَّلِبَ شَيْئًا وَاحِدًا». قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: وَلَمْ يَقْسِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِّنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ شَيْئًا، كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ.

۴۱۴۱- حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارا مقصد آپ سے غزوۂ حنین کی غنیمت بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کرنے کے بارے میں بات چیت کرنا تھا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنومطلب بن عبد مناف کو (خمس میں سے) حصہ دیا مگر ہمیں کچھ نہیں دیا جبکہ آپ سے ہماری اور ان کی رشتے داری ایک جیسی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ایک ہی چیز سمجھتا ہوں۔“ حضرت جبیر بن مطعم ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنوعبد شمس اور بنونوفل کو اس خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ دیا۔

**فائدہ:** آپ کے جدامجد عبد مناف کے چار بیٹے تھے: ہاشم' مطلب' عبد شمس اور نوفل۔ رسول اللہ ﷺ ہاشم کی نسل سے تھے۔ مطلب' عبد شمس اور نوفل کی اولاد آپ کے چچا زاد تھے۔ غزوۂ حنین میں بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا۔ اس کے خمس کی مقدار بھی بہت زیادہ تھی۔ آپ نے اس سے بڑے بڑے عطیات دیے۔ اپنے رشتہ داروں میں سے آپ نے اپنے خاندان بنو ہاشم اور اپنے چچا زاد بنو مطلب کے لوگوں کو عطیات دیے مگر بنوعبد شمس اور بنونوفل کو کچھ نہیں دیا' حالانکہ وہ بھی آپ کے چچا زاد تھے۔ حضرت عثمان ؓ بنوعبد شمس میں سے تھے اور حضرت جبیر بن مطعم بنونوفل میں سے تھے۔ وہ دونوں صورت حال کی وضاحت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بنو ہاشم تو آپ کا خاندان ہے ان کو حصہ دینا بجا مگر بنومطلب اور ہم

٤١٤١_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس بن يزيد به.

آپ کے برابر کے رشتہ دار ہیں۔ بنو مطلب کو دینا اور ہمیں نہ دینا سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ میں جب رسول اللہ ﷺ ابتلاء کا شکار تھے تو بنو ہاشم کے ساتھ ساتھ بنو مطلب نے بھی آپ کی بھرپور مدد کی تھی لیکن بنو عبد شمس اور بنو نوفل مجموعی طور پر آپ سے لاتعلق رہے اور آپ کا ساتھ نہ دیا' اس لیے آپ نے عطیات دیتے وقت بنو مطلب کو اپنے ساتھ رکھا اور بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو الگ رکھا۔ اور آپ اس سلسلے میں حق بجانب تھے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رشتے داروں کو خمس میں سے دیا۔ معلوم ہوا آپ کے رشتہ داروں کا خمس میں حصہ ہے لیکن حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اب بھی اہل بیت کا یہ حق قائم ہے اور کیا پورا خمس ان کا ہے؟ بحث گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۳۸)

٤١٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبٰى بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ أَتَيْتُهُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا يُنْكَرُ فَضْلُهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِي جَعَلَكَ اللهُ بِهِ مِنْهُمْ، أَرَأَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطَيْتَهُمْ وَمَنَعْتَنَا، فَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُونِي فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.

۴۱۴۲- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قرابت داری کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم فرما دیا تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا تو ہم انکار نہیں کرتے کیونکہ وہ آپ کا خاندان ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے بنایا ہے لیکن بنو مطلب کو آپ نے دیا اور ہمیں نہیں دیا' حالانکہ درحقیقت آپ سے ہمارا اور ان کا تعلق ایک جیسا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دور جاہلیت میں بھی مجھ سے جدا نہیں رہے اور اسلام میں بھی ہمارے ساتھ رہے' لہٰذا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک چیز ہیں۔'' (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسایا۔

---

٤١٤٢- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَبَرَةً مِّنْ جَنْبِ بَعِيرٍ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْكُمْ قَدْرُ هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ».

۴۱۴۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن ایک اونٹ کے پہلو سے اون کا ایک بال لیا اور فرمایا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمھیں عطا فرمایا ہے' اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ اتنا بھی جائز نہیں اور خمس بھی پھر تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اِسْمُ أَبِي سَلَّامٍ مَمْطُورٌ وَهُوَ حَبَشِيٌّ، وَاسْمُ أَبِي أُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ (راویٔ حدیث) ابوسلام کا نام ممطور ہے اور وہ حبشی ہے۔ اور (صحابیٔ رسول ﷺ) ابوامامہ کا نام صدی بن عجلان ہے۔

فائدہ: ”تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے“ کیونکہ یہ خمس دراصل بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے اور وہاں سے یہ مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا ہے۔ ان الفاظ سے امام صاحب رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا ہے کہ خمس صرف اہل بیت کا حق نہیں بلکہ یہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ وہاں سے ضرورت کے مطابق اہل بیت پر بھی خرچ ہوگا اور دوسرے عوام الناس پر بھی۔ اور یہ استدلال صحیح ہے اور یہی صحیح مسلک ہے۔ واللہ أعلم۔

٤١٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۴۱۴۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم

---

٤١٤٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٣١٩ من حديث الفزاري به، وهو في كتاب السير للفزاري، ح:٥١٧، وصححه ابن حبان، ح:١٦٩٣، وأصله عند الترمذي، ح:١٥٦١، وحسنه ابن ماجه، ح:٢٨٥٢، والحاكم: ١٣٥/٢، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد صحيحة عند أبي داود، ح:٢٧٥٥ وغيره.

٤١٤٤- [صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، ح:٢٦٩٤ من حديث حماد بن سلمة به◀◀

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى بَعِيرًا فَأَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُمْ».

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس آئے اور اپنی دو انگلیوں کے درمیان اس کے کوہان سے اون پکڑی' اور فرمایا: ''میرے لیے مال غنیمت سے اتنا بھی جائز نہیں علاوہ خمس کے اور وہ خمس بھی تم پر ہی لوٹا دیا جاتا ہے۔''

٤١٤٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، فَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْهَا قُوتَ سَنَةٍ، وَمَا بَقِيَ جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللهِ.

۴۱۴۵- حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ بنونضیر کا مال ان مالوں میں سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جنگ کے بغیر عطا فرمایا تھا' مسلمانوں نے اس کے حصول کے لیے اس پر اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے (لڑائی کے بغیر ہی حاصل ہوا)۔ آپ اس میں سے اپنے لیے (اور اپنے گھر والوں کے لیے) ایک سال کی خوراک رکھ لیتے تھے اور باقی مال کو جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے میں خرچ فرما دیتے تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① بنونضیر ایک یہودی قبیلہ تھا جس کو ان کی بدعہدی کی سزا میں مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا۔ وہ اپنا سامان وغیرہ تو ساتھ لے گئے تھے' البتہ ان کی زمینیں مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی تھیں لیکن وہ بیت المال کی ملکیت تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ذاتی اور گھریلو اخراجات چونکہ بیت المال کے ذمے تھے' اس لیے آپ اپنے اہل بیت کی سالانہ خوراک اس میں سے رکھ لیتے اور باقی مال مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ

---

* ابن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح: ١٠٨٠ وغيره، وسنده حسن، وهو في العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام بتحقيقي، ح: ٢٠٣. يسر الله لنا طبعه.

٤١٤٥ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ٢٩٠٤، ومسلم، الجهاد، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

فرماتے تھے۔ ② جائز اسباب کا حصول توکل کے خلاف نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جنگی اسلحہ اور ہتھیار وغیرہ خریدا کرتے تھے، نیز اسی طرح اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے سال بھر کا خرچہ جمع کر رکھنا بھی توکل علی اللہ کے منافی نہیں۔

٤١٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ صَدَقَتِهِ وَمِمَّا تَرَكَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ».

۴۱۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ ان سے نبی ﷺ کے صدقہ اور خمس خیبر سے اپنی وراثت طلب کرتی تھیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”ہمارے ترکے میں وراثت نہیں چلتی۔“

فوائد ومسائل: ① پیچھے گزر چکا ہے کہ اہل بیت خمس کو اپنا حق سمجھتے تھے جبکہ دیگر صحابہ کے نزدیک خمس بیت المال کی ملکیت ہوتا ہے، البتہ اس میں سے اہل بیت کے محتاج لوگوں سے تعاون کیا جائے گا۔ حضرت فاطمہ ؓ نے اپنے خیال کے مطابق خیبر کے خمس، بنونضیر کی زمینوں، فدک کی زمین اور صدقۃ النبی ﷺ سے وراثت طلب کی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے وضاحت فرمائی کہ یہ زمینیں آپ کی ذاتی نہیں بلکہ بیت المال کی ملکیت تھیں، لہٰذا ان میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ ② ”نبی ﷺ کے صدقہ سے“ یہ زمین بعد میں اس نام سے مشہور ہوئی ورنہ اگر اسی وقت یہ صدقہ کے نام سے معروف تھی تو حضرت فاطمہ ؓ اس سے وراثت طلب نہ فرماتیں۔ بعض دیگر روایات میں آتا ہے کہ یہ زمین ایک یہودی شخص (مخیریق) نے بطور وصیت آپ کے لیے ہبہ کی تھی۔ ③ ”وراثت نہیں چلتی“ کیونکہ نبی ﷺ نے اپنی جائیداد نہیں بنائی، نہ غنیمت سے حصہ لیا بلکہ آپ غنیمت سے خمس وصول فرماتے تھے جس سے اپنے اخراجات پورے کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کے مصالح میں صرف ہوتا تھا۔ گویا آپ نے خمس سے صرف ضروریات پوری کی تھیں، اسے اپنی ملکیت نہیں بنایا تھا بلکہ وہ دراصل بیت المال

٤١٤٦- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ... الخ، ح: ٣٧١١ من حديث شعيب، ومسلم، الجهاد، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح: ١٧٥٩ من حديث الزهري به، وهو في كتاب السير للفزاري أبي إسحاق، ح: ٥٣٩.

ہی کی ملکیت تھا۔ آپ کا یہ طرز عمل اس لیے تھا کہ کوئی نابکار منافق یا کافر یہ نہ کہہ سکے کہ آپ نے دعوائے نبوت صرف مال جمع کرنے کے لیے کیا ہے۔ جب آپ نے اپنی زندگی میں کوئی جائیداد ہی نہیں بنائی بلکہ جو کچھ آتا تھا' وہ بیت المال میں جمع فرماتے تھے' صرف اپنے ضروری اخراجات وصول فرماتے تھے تو پھر وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت فاطمہ ؓ خاتون ہونے کی وجہ سے اس حقیقت سے واقف نہ تھیں۔ حضرت عباس ؓ بھی آخری دور میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے' لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں اگر ان حضرات کو یہ بات معلوم نہ ہو سکی۔ حضرت ابوبکر ؓ جو کہ رازدار نبوت تھے' اس حقیقت سے مطلع تھے۔ یہ حدیث (ہمارے متروکہ مال میں وراثت نہیں چلتی) حضرت ابوبکر کے علاوہ بعض دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے۔ سب سے بڑی دلیل رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں طرز عمل تھا کہ آپ نے نہ کبھی غنیمت میں اپنا حصہ لیا' نہ خمس کو اپنا ذاتی مال سمجھا۔ صرف ضرورت کے لیے استعمال فرمایا۔ وراثت تو اس مال میں ہوتی ہے جو مملوکہ ہو۔ جب یہ مال (زمینیں وغیرہ) آپ کی ملکیت ہی نہیں تھا تو وراثت کیسے جاری ہوتی؟

٤١٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ﴾ [الأنفال: ٤١] قَالَ: خُمُسُ اللهِ وَخُمُسُ رَسُولِهِ وَاحِدٌ. كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْمِلُ مِنْهُ، وَيُعْطِي مِنْهُ، وَيَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ، وَيَصْنَعُ بِهِ مَا شَاءَ.

۴۱۴۷- حضرت عطاء سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ ...... الآية﴾ ''تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول (ﷺ) اور رشتے داروں کے لیے ہے۔'' کے بارے میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ ایک ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس حصے میں سے (مفلس اور تنگ دست لوگوں کو جہاد کے لیے) سواریاں مہیا کرتے اور اس میں سے ضرورت مندوں اور محتاجوں کو دیتے۔ جہاں چاہتے خرچ فرماتے اور اس سے جو چاہتے کرتے۔

فائدہ: ''ایک ہی ہے'' مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو بطور تبرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی الگ حصہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ خمس میں کلیتاً بااختیار تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ بیت اللہ پر خرچ کیا جائے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ خمس مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کی صوابدید کے سپرد تھا۔ اس میں کسی کا حصہ مقرر نہیں تھا۔ آپ کی وفات کے بعد یہی اختیار حاکم وقت کو تھا۔

---

٤١٤٧_ [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨، ٣٣٩ من حديث عبدالملك به مختصرًا، وهو في السير للفزاري أبي إسحاق، ح: ٥٣٥.

٤١٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى - قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ﴾. قَالَ: هٰذَا مَفَاتِحُ كَلَامِ اللهِ، اَلدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ لِلّٰهِ، قَالَ: اِخْتَلَفُوا فِي هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، سَهْمِ الرَّسُولِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى، فَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ الرَّسُولِ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِهِ، وَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الرَّسُولِ [ﷺ]، وَقَالَ قَائِلٌ: سَهْمُ ذِي الْقُرْبٰى لِقَرَابَةِ الْخَلِيفَةِ، فَاجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ عَلٰى أَنْ جَعَلُوا هٰذَيْنِ السَّهْمَيْنِ فِي الْخَيْلِ وَالْعُدَّةِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَكَانَا فِي ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

۴۱۴۸- حضرت قیس بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن بن محمد سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ﴾ ”جان لو کہ تم جو بھی غنیمت حاصل کرو، اس کا خمس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔“ کے (مفہوم کے) بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا آغاز کلام کا انداز ہے ورنہ دنیا اور آخرت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، البتہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ اور قرابت داروں کے دو حصوں میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ کے بعد آپ کا حصہ خلیفہ اور حاکم وقت کے لیے ہوگا۔ اسی طرح بعض نے کہا کہ رشتے داروں کا حصہ اب بھی رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے لیے ہے۔ اور بعض نے کہا: اب رشتے داروں کا حصہ خلیفۂ وقت کے رشتے داروں کے لیے ہوگا، پھر بالآخر انھوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ یہ دونوں حصے جہاد کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدنے میں خرچ کیے جائیں، چنانچہ حضرات ابوبکر و عمر ؓ کے دور خلافت میں یہ دونوں حصے اسی مصرف میں خرچ ہوتے رہے۔

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کا جو حصہ تھا، آپ کے بعد اس کے حق دار خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور صدیق اکبر کے بعد خلیفۂ ثانی امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ تھے لیکن ان دونوں محترم بزرگوں نے ہرگز وہ حصہ نہ لیا۔ یہ حدیث ان کی حقانیت اور بے نیازی و غناء کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ② جیسا کہ پہلے بھی پیچھے گزر چکا ہے کہ خمس دراصل بیت المال کا ہے۔ اس میں کسی کا کوئی حصہ مقرر نہیں۔ جہاں ضرورت ہو

---

٤١٤٨ـ [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه أبونعيم وأبوسامة عن قيس به، عند ابن أبي حاتم في تفسيره: ٥/ ١٧٠٤، ح: ٩٠٩١، وللحديث شواهد، وهو في السير للفزاري: ٥٣٧.

خرچ کیا جائے' مثلاً: حاکم وقت اور دیگر ملازمین کی تنخواہ' ضرورت مند اور محتاج حضرات کے وظائف' جہاد کی تیاری اور مسلمانوں کی بہبود کے دوسرے کام۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس میں جو تصرف فرمایا' وہ اللہ کے حکم کے مطابق فرمایا اور یہی رسول کی ذمہ داری ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۴۱۳۸)

٤١٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَٱعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ﴾. قَالَ: قُلْتُ: كَمْ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ: خُمُسُ الْخُمُسِ.

۴۱۴۹- موسیٰ بن ابو عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن جزار سے اس آیت: ﴿وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ "تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے۔" کے (مفہوم کے) بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا خمس میں کتنا حصہ تھا؟ انھوں نے کہا: خمس کا پانچواں حصہ۔

**فائدہ:** آیت کے ظاہر الفاظ سے استدلال کیا گیا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ پانچ مصارف ذکر ہیں' لہٰذا ہر مصرف میں خمس کا پانچواں حصہ صرف کیا جائے گا لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ آیت میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ ہر ایک کو برابر رکھو بلکہ یہ تو حالات وحاجات پر موقوف ہے۔ جس مصرف میں زیادہ کی ضرورت ہے' وہاں زیادہ صرف کیا جائے اور جس میں کم ضرورت ہے' وہاں کم خرچ کیا جائے۔ کسی ایک کا حصہ مقرر نہیں۔ روایت میں مذکور یحییٰ بن جزار کو غالی شیعہ کہا گیا ہے۔ واللہ أعلم. ویسے وہ سچا تھا۔

٤١٥٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ، فَقَالَ: أَمَّا سَهْمُ النَّبِيِّ ﷺ فَكَسَهْمِ رَجُلٍ

۴۱۵۰- حضرت مطرف سے منقول ہے کہ حضرت شعبی سے نبیٔ اکرم ﷺ کے حصے اور آپ کے صَفِيّ (خاص حصے) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: نبی ﷺ کا (عام) حصہ تو ایک عام مسلمان آدمی کے حصے کے برابر تھا' البتہ صَفِيّ (خصوصی حصے) کے

---

٤١٤٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٨ من حديث موسى به، وهو في السير للفزاري: ٥٣٨.

٤١٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الخراج والفيء والإمارة، باب ماجاء في سهم الصفي، ح: ٢٩٩١ من حديث مطرف بن طريف به، وهو مرسل.

مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا سَهْمُ الصَّفِيِّ فَغُرَّةٌ يُخْتَارُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ شَاءَ.

بارے میں آپ کو اختیار تھا کہ جو بھی پسندیدہ اور نفیس چیز آپ پسند فرماتے' لے سکتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① "صفي" اس خصوصی حصے کو کہا جاتا ہے جو امام ورئیس مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ذات کے لیے چن لے' مثلاً: لونڈی' غلام' اونٹ اور گھوڑا وغیرہ۔ ② گویا آپ کو خمس میں مکمل اختیار تھا۔ آپ کسی بھی چیز کو اپنے لیے خصوصی طور پر پسند فرما سکتے تھے جیسے آپ نے خیبر کے قیدیوں سے حضرت صفیہ ام المومنین ؓ کو پسند فرمایا اور ان کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرما لیا۔ ③ دلائل کی رو سے مذکورہ روایت مرسل صحیح ہے۔

٤١٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ: بَيْنَا أَنَا مَعَ مُطَرِّفٍ بِالْمِرْبَدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مَعَهُ قِطْعَةُ أُدُمٍ، قَالَ: كَتَبَ لِي هٰذِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَهَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَقْرَأُ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَقْرَأُ، فَإِذَا فِيهَا مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ، أَنَّهُمْ إِنْ شَهِدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِينَ، وَأَقَرُّوا بِالْخُمُسِ فِي غَنَائِمِهِمْ، وَسَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَفِيِّهِ، فَإِنَّهُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللهِ وَرَسُولِهِ.

۴۱۵۱- حضرت یزید بن شخیر سے مروی ہے کہ میں (بصرہ کے محلے) مربد میں حضرت مطرف کے ساتھ تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس کے پاس سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے لکھ کر دیا تھا۔ تم میں سے کوئی پڑھ سکتا ہے؟ میں نے کہا: میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں لکھا تھا: "یہ دستاویز نبئ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کے لیے لکھی گئی ہے کہ اگر وہ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" کی گواہی دیں' مشرکین سے الگ تھلگ ہو جائیں اور اپنی حاصل کردہ غنیمتوں میں سے خمس (حکومت کو) دینے کا اقرار کریں' نیز وہ نبی ﷺ کا عام حصہ اور خصوصی حصہ (صَفِيّ) بھی ادا کریں تو (وہ بے خوف ہو کر رہیں)۔ ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے پروانۂ امن حاصل ہوگا۔"

**فائدہ:** صحیح بات یہی ہے کہ نبئ اکرم ﷺ کا عمومی وخصوصی حصہ بھی خمس میں شامل ہے' اگرچہ ظاہر الفاظ

---

٤١٥١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، ح:٢٩٩٩ من حديث يزيد بن عبدالله بن الشخير به، انظر الحديث السابق، وهو في الملحق من السير للفزاري، ح:٥٣٣، وصححه ابن الجارود، ح:١٠٩٩، وابن حبان، ح:٩٤٩.

ان حصوں کو خمس سے الگ ظاہر کر رہے ہیں۔ باقی روایات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔(دیکھیے فوائد' حدیث:۴۱۴۴، ۴۱۴۳)

٤١٥٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: اَلْخُمُسُ الَّذِي لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَقَرَابَتِهِ، لَا يَأْكُلُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ شَيْئًا، فَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِذِي قَرَابَتِهِ خُمُسُ الْخُمُسِ، وَلِلْيَتَامٰى مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِلْمَسَاكِينِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِابْنِ السَّبِيلِ مِثْلُ ذٰلِكَ.

۴۱۵۲-حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ وہ خمس جو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے تھا' وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا کیونکہ وہ صدقہ نہیں لیتے تھے' لہٰذا خمس کا پانچواں حصہ نبی اکرم ﷺ کے لیے تھا۔ اور خمس کا ایک اور پانچواں حصہ آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا۔ یتیموں کے لیے بھی اسی قدر (پانچواں حصہ) تھا۔ مساکین کے لیے بھی (پانچواں حصہ) تھا۔ اور مسافروں کے لیے بھی پانچواں حصہ تھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ ﴿وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَىْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لِلَّهِ﴾. اِبْتِدَاءُ كَلَامٍ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ كُلَّهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَعَلَّهُ إِنَّمَا اسْتَفْتَحَ الْكَلَامَ فِي الْفَيْءِ وَالْخُمُسِ بِذِكْرِ نَفْسِهِ لِأَنَّهَا أَشْرَفُ الْكَسْبِ، وَلَمْ يَنْسُبِ الصَّدَقَةَ إِلٰى نَفْسِهِ عَزَّ وَجَلَّ لِأَنَّهَا أَوْسَاخُ النَّاسِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ "تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول ﷺ' آپ کے رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔" اللہ تعالیٰ کا فرمانا ﴿لِلّٰهِ﴾ یہ تو آغاز کلام (تبرک) کے لیے ہے۔ کیونکہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے غنیمت اور خمس کے مسئلے میں اپنا ذکر پہلے اس لیے فرمایا ہو کہ یہ انتہائی عمدہ کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ

---

٤١٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ١٠/ ٥ من حديث شريك القاضي به. وهو في السير للفزاري (ملحق، ح: ٥٣٤) * خصيف تقدم حاله، ح: ٢٧٥٥.

نے صدقے کی نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی کیونکہ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔ واللہ أعلم.

وَقَدْ قِيلَ: يُؤْخَذُ مِنَ الْغَنِيمَةِ شَيْءٌ فَيُجْعَلُ فِي الْكَعْبَةِ وَهُوَ السَّهْمُ الَّذِي لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَسَهْمُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْإِمَامِ يَشْتَرِي الْكُرَاعَ مِنْهُ وَالسِّلَاحَ، وَيُعْطِي مِنْهُ مَنْ رَأَى مِمَّنْ [رَأَى] فِيهِ غَنَاءٌ وَمَنْفَعَةٌ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، وَمِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْقُرْآنِ، وَسَهْمُ الَّذِي لِذِي الْقُرْبٰى وَهُمْ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ بَيْنَهُمْ الْغَنِيُّ مِنْهُمْ وَالْفَقِيرُ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُ لِلْفَقِيرِ مِنْهُمْ دُونَ الْغَنِيِّ كَالْيَتَامٰى وَابْنِ السَّبِيلِ، وَهُوَ أَشْبَهُ الْقَوْلَيْنِ بِالصَّوَابِ عِنْدِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى سَوَاءٌ، لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ ذٰلِكَ لَهُمْ، وَقَسَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِمْ، وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ فَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، وَلَا خِلَافَ نَعْلَمُهُ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي رَجُلٍ لَوْ أَوْصٰى بِثُلُثِهِ لِبَنِي فُلَانٍ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ وَأَنَّ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى فِيهِ سَوَاءٌ إِذَا كَانُوا يُحْصَوْنَ. فَهٰكَذَا كُلُّ شَيْءٍ صُيِّرَ لِبَنِي فُلَانٍ أَنَّهُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ إِلَّا أَنْ يُبَيِّنَ ذٰلِكَ الْآمِرُ بِهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ، وَسَهْمٌ لِلْيَتَامٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمٌ لِلْمَسَاكِينِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَسَهْمٌ لِابْنِ السَّبِيلِ مِنَ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ غنیمت سے کچھ مال لے کر بیت اللہ پر صرف کیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ والا حصہ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کا حصہ اب امام وقت، یعنی حاکم اعلیٰ کو ملے گا۔ وہ اس سے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ خریدے گا اور جن کو وہ مناسب سمجھے ان کو اس میں سے عطیات دے گا، مثلاً: جن لوگوں نے مسلمانوں کے لیے کوئی کارنامے سرانجام دیے ہوں اور جن سے مسلمانوں کا فائدہ ہو۔ محدثین، فقہاء، حفاظ اور دیگر اہل علم وغیرہ (بھی اس میں شامل ہیں)۔ ''قرابت داری'' کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم ہوگا، خواہ وہ مالدار ہوں یا فقیر۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں سے صرف فقراء کو ملے گا، اغنیاء کو نہیں، جیسے یتیموں اور مسافروں میں سے صرف فقراء کو ملتا ہے۔ اور میرے نزدیک یہ قول زیادہ درست ہے۔ واللہ أعلم. چھوٹے، بڑے، مرد اور عورت سب اس میں برابر ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حصہ ان کے لیے مقرر فرمادیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان میں تقسیم فرمایا۔ کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ آپ نے ان میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہو۔ (اس کی دلیل یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص کسی خاندان کے لیے اپنی متروکہ جائیداد کے تیسرے حصے کی وصیت کر جائے تو علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ ان کے درمیان برابر تقسیم ہو گا۔ مذکر مؤنث گنتی کے وقت ایک سے ہوں گے (یعنی کم وبیش نہیں دیا جائے گا)۔ اسی طرح جو بھی چیز کسی

الْمُسْلِمِينَ، وَلَا يُعْطَى أَحَدٌ مِّنْهُمْ سَهْمَ مِسْكِينٍ وَسَهْمَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَقِيلَ لَهُ خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، وَالْأَرْبَعَةُ أَخْمَاسٍ يَقْسِمُهَا الْإِمَامُ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ الْقِتَالَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْبَالِغِينَ.

قبیلے کو دی جائے' وہ ان میں برابر تقسیم ہوتی ہے الا یہ کہ وضاحت کر دی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اور یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے حصے ان میں سے مسلمانوں کو ملیں گے (کافروں کو نہیں)۔ اور ان میں سے کسی کو دو حصے نہیں دیے جائیں گے' مثلاً: مسکین کا بھی' مسافر کا بھی (بلکہ ایک حصہ دیا جائے گا) اسے کہا جائے گا۔ ان میں سے جونسا چاہو لے لو۔ اور باقی چار حصے (یعنی خمس کے علاوہ غنیمت) امام وقت (حاکم اعلیٰ یا اس کا نمائندہ) جنگ میں حاضر ہونے والے بالغ مسلمانوں میں تقسیم کر دے گا۔

فائدہ: غنیمت اور خمس کے بارے میں تفصیلی بحث سابقہ حدیث میں ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا امام صاحب کا فرمانا کہ خمس میں فلاں فلاں کے حصے مقرر ہیں اور برابر ہیں۔ یہ فرمانا درست نہیں بلکہ خمس کا اور خمس کے مستحقین کا تعین ہے مقدار کا تعین نہیں۔ جس مصرف میں ضرورت ہو' خرچ کرے اور جس قدر ضرورت ہو' خرچ کرے۔ یہ نہیں کہ فقراء و مساکین اور قرابت داروں کو عین برابر حصے دے بلکہ ان کو ان کی حاجت کے مطابق ملے گا' یعنی اللہ تعالیٰ نے خمس' یعنی بیت المال کے مصارف بیان فرمائے ہیں نہ کہ ان کے حصے بیان کیے ہیں کہ سب کے برابر ہیں یا کم و بیش۔ یہ کہیں منقول نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رشتے داروں یا دوسرے مستحقین میں عین برابر مال تقسیم کیا ہو بلکہ غزوۂ حنین کے خمس سے آپ نے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دیے تھے اور بعض کو کچھ بھی نہیں دیا تھا' نیز یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی علاقے میں اہل بیت ہی نہ ہوں۔ تو پھر ان کا حصہ کن کو دیا جائے گا؟ اصل یہی ہے کہ مستحقین متعین ہیں لیکن حصہ متعین نہیں جو بھی مستحق پایا جائے گا اس کی حاجت کے مطابق اسے دیا جائے گا۔ والعلم عنداللہ.

٤١٥٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ

۴۱۵۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس ؓ حضرت

---

٤١٥٣_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٩ عن إسماعيل ابن علية به، أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ٣٠٩٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧/ ٤٩ من حديث مالك بن أوس به.

أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ إِلَى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا، فَقَالَ النَّاسُ: افْصِلْ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، قَدْ عَلِمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» قَالَ: فَقَالَ الزُّهْرِيُّ: «وَلِيَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخَذَ مِنْهَا قُوتَ أَهْلِهِ، وَجَعَلَ سَائِرَهُ سَبِيلَهُ سَبِيلَ الْمَالِ، ثُمَّ وَلِيَهَا أَبُوبَكْرٍ بَعْدَهُ، ثُمَّ وُلِّيتُهَا بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَصَنَعْتُ فِيهَا الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ، ثُمَّ أَتَيَانِي فَسَأَلَانِي أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُوبَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا وَأَخَذْتُ عَلَى ذٰلِكَ عُهُودَهُمَا، ثُمَّ أَتَيَانِي يَقُولُ هٰذَا: اقْسِمْ لِي بِنَصِيبِي مِنِ ابْنِ أَخِي، وَيَقُولُ هٰذَا: اقْسِمْ لِي بِنَصِيبِي مِنِ امْرَأَتِي، وَإِنْ شَاءَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْهِمَا عَلَى أَنْ يَلِيَاهَا بِالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَالَّذِي وَلِيَهَا بِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَالَّذِي وُلِّيتُهَا بِهِ، دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، وَإِنْ أَبَيَا كُفِيَا ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ [الأنفال: ٤١]

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اور اس (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فیصلہ فرمایئے۔ حاضرین نے بھی کہا: ان کے درمیان ضرور فیصلہ فرمایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن میں ان کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا جبکہ انھیں علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں' وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ ان (متنازعہ) زمینوں کے سرپرست اور متولی تھے۔ آپ ان سے اپنے اہل بیت کی خوراک لیتے اور باقی آمدن بیت المال میں رکھتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد ان کے سرپرست اور متولی بنے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد میں ان کا سرپرست اور متولی بنا اور میں نے ان میں وہی کچھ کیا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے' پھر یہ دونوں (حضرات علی و عباس رضی اللہ عنہما) میرے پاس آئے اور مجھ سے مطالبہ کیا کہ یہ زمین ان کے سپرد کی جائے اس شرط پر کہ وہ اسی طریقے سے اس کا انتظام کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں کرتا رہا ہوں۔ میں نے اس شرط پر ان کو زمین دے دی اور ان سے عہد و پیمان لے لیا۔ پھر یہ دوبارہ میرے پاس آئے۔ یہ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ اتنی زمین میرے انتظام میں دے دیجیے جو مجھے میرے بھتیجے (رسول اللہ ﷺ) سے بطور وراثت ملتی۔ اور یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ اتنی زمین میرے انتظام میں دے دیجیے جو میری بیوی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو وراثت میں

هٰذَا لِهٰؤُلَاءِ، ﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ﴾ [التوبة: ٦٠] هٰذِهِ لِهٰؤُلَاءِ، ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] قَالَ الزُّهْرِيُّ: هٰذِهِ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً قُرًى عَرَبِيَّةً فَدَكُ كَذَا وَكَذَا فَـ ﴿مَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ وَ﴿لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ﴾ ﴿وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ﴾ ﴿وَٱلَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ﴾ [الحشر: ٧-١٠] فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِي هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ، أَوْ قَالَ: حَظٌّ إِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُونَ مِنْ أَرِقَّائِكُمْ، وَلَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللهُ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقُّهُ، أَوْ قَالَ: حَظُّهُ.

ملتی۔ اگر تو یہ چاہیں کہ میں ان کو اس شرط پر زمین سپرد کر دوں کہ وہ اس میں اس طرح انتظام کریں جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں کرتا رہا ہوں' پھر تو میں اس شرط پر زمین ان کے سپرد کرتا ہوں' ورنہ میں انتظام سنبھال لیتا ہوں' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ......﴾ "تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو' اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ' رشتے داروں (اہل بیت)' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔" خمس تو ان کے لیے ہو گیا۔ ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ "بلاشبہ صدقات فقراء' مساکین' صدقات جمع کرنے والے ملازمین' مؤلفۃ قلوب' غلاموں' مقروضوں اور مجاہدین کے لیے ہیں"۔ یہ (صدقات) ان کے لیے ہو گئے۔ ﴿وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ......﴾ "اور جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ان سے (بنونضیر) سے عطا فرمایا ہے' اس کے لیے تم نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔" حضرت زہری بیان کرتے ہیں کہ یہ زمینیں خالص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھیں۔ اسی طرح کچھ عربی بستیاں جیسے فدک وغیرہ بھی آپ کے لیے خاص تھیں۔ "جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم (ﷺ) کو ان بستیوں سے دیا ہے' وہ اللہ تعالیٰ' اس کے رسول (ﷺ)' اہل بیت' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے"۔ نیز "یہ ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جن کو ان کے گھر بار سے نکال دیا گیا اور ان انصار کے.

لیے جو دارالاسلام (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہیں اور مہاجرین کی آمد سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو ان کے بعد آئے (یا آئیں گے)۔'' یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے۔ کسی مسلمان کو بھی باہر نہیں رہنے دیا۔ سب کا اس مال میں حق ہے' البتہ وہ غلام جو تمھاری ملکیت میں ہیں (ان کا کوئی حق نہیں)۔ اور اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ ہر مسلمان کو اس کا حق لازماً ملے رہے گا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان زمینوں کی ملکیت نہیں مانگتے تھے بلکہ ان کا انتظام ہی مانگتے تھے لیکن چونکہ دونوں کا آپس میں اتفاق نہیں رہتا تھا' مزاج مختلف تھے' اس لیے عام لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ چونکہ ان کا مطالبہ تھا کہ آپ ہمیں ان کا انتظام تقسیم فرما دیں' یعنی نصف ایک کو نصف دوسرے کو۔ (یا جتنا حصہ بنتا اگر وراثت ملتی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ تقسیم کرنے سے یہ تصور پیدا ہوگا (خصوصاً حصہ وراثت کے مطابق تقسیم کرنے سے) کہ شاید ان کی ملکیت ہے جبکہ یہ تصور صحیح نہیں' لہٰذا میں تقسیم نہیں کرتا۔ دونوں مل کر انتظام کریں۔ اگر وہ اس سے عاجز ہیں تو میرے سپرد کر دیں۔ میں خود انتظام کرتا رہوں گا۔ صحیح بخاری میں اس کی تفصیل صراحت سے ہے۔ ② ''بطور وراثت ملتی'' یعنی اگر وراثت جاری ہوتی اور حصے تقسیم ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ اب ہمیں بطور وراثت تقسیم کر دیں۔ ③ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک خمس خیبر' بنو نضیر کی زمینیں' فدک اور صدقۃ النبی ﷺ وغیرہ (جنھیں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی ذاتی جائیداد سمجھتے تھے اور بطور وراثت اپنا حق سمجھتے تھے) دراصل بیت المال کی ملکیت تھے اور اس میں رسول اللہ ﷺ' اہل بیت اور مہاجرین و انصار بلکہ تمام (موجودہ و آئندہ) مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے' یعنی جو بھی ضرورت مند اور محتاج ہو' اسے دے دیا جائے گا' خواہ وہ اہل بیت سے ہو یا دیگر مسلمانوں سے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ آیات و اجزاء پڑھے جن سے ان کا مدعی ثابت ہوتا ہے۔ یقیناً اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ان لوگوں سے زیادہ معتبر ہے جنھوں نے خمس میں باقاعدہ حصے دار بنا دیے ہیں کہ ان کے حصے سے سر مو کمی بیشی نہیں ہو سکتی بلکہ تقسیم میں بھی برابری فرض کر دی ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے خیالات اوپر گزرے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ راشد ہیں۔ تجربہ کار حکمران ہیں۔ مالی معاملات کی نزاکتوں سے خوب واقف ہیں' نیز شریعت سے بھی کما حقہ واقف ہیں۔ مجتہد صحابہ میں داخل ہیں بلکہ ان کے سرخیل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خصوصاً ان کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ ان کی بات عقل اور اصول کے بھی بہت موافق ہے۔ واللہ أعلم.

## بیعت کا مفہوم و معنی

یہ کتاب بیعت کے مسائل پر مشتمل ہے۔اس سے ماقبل کتاب' تقسیم فے کے مسائل کے متعلق ہے۔ ان دونوں کے مابین مناسبت یہ ہے کہ مال فے اور مال غنیمت اس وقت تقسیم ہوگا جب اسے کوئی تقسیم کرنے والا بھی ہو۔ چونکہ تقسیم کی نازک اور گرانبار ذمہ داری امام اور امیر ہی کی ہوتی ہے' اس لیے امیر کا تعین مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب امیر کا تعین ہوگا تو لامحالہ اس کی بیعت بھی ہوگی۔ لیکن مسلمانوں کا امام اور امیر ایسا شخص ہونا چاہیے جو اس حساس اور نازک ذمہ داری کا اہل ہو کیونکہ مسلمانوں کے تمام امور کی انجام دہی کا انحصار امیر و خلیفہ ہی پر ہوتا ہے' قوم و ملت کی ترقی' فلاح و بہبود اور ملکی انتظام و انصرام کا محور و مرکز اس کی ذات ہوتی ہے۔ حدود و تعزیرات کی تنفیذ ملک میں قیام امن کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ صرف خلیفہ ہی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب وہ شرعی طور پر شرائط خلیفہ کا حامل ہو' لہٰذا جب اس منصب کے حامل شخص کا انتخاب ہوگا تو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہوگا کہ اس کی بیعت کرے۔ یہ بیعت دراصل اس قلبی اعتماد کا اظہار ہوتی ہے جس کی بنیاد پر کسی کو امیر اور امام تسلیم کیا جاتا ہے' نیز یہ عہد بھی ہوتا ہے کہ ہم اس وقت تک آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت بجا لائیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے متلاشی اور اس کے قرب کے حصول کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں گے۔ جب تک آپ اللہ کی اطاعت پر کاربند رہیں گے

ہم بھی خلوص نیت کے ساتھ آپ کے اطاعت گزار رہیں گے۔ اگر آپ نے اللہ سے وفا نہ کی تو ہم سے بھی وفا کی امید نہ رکھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [لَا طَاعَةَ لِمَنْ لَّمْ يُطِعِ اللّٰهَ] ”اللہ کے نافرمان کی قطعاً کوئی اطاعت نہیں۔“ (مسند أحمد: ۲۱۳/۳)

بیعت بَیْعٌ (سودا) سے ماخوذ ہے۔ بیع کرتے وقت لوگ عموماً ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ بیعت (معاہدہ) میں بھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے معاہدے اور عہد کو بھی بیعت کہہ دیتے ہیں۔ بیعت دراصل ایک عہد ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے تاکہ خلاف ورزی نہ ہو۔ بیعت کا دستور اسلام سے پہلے بھی تھا۔ اسلام نے بھی اس کو قائم رکھا۔ رسول اللہ ﷺ سے تین قسم کی بیعت ثابت ہے: اسلام قبول کرتے وقت بیعت، جہاد کے وقت بیعت اور شریعت کے اوامر ونواہی کے بارے میں بیعت۔ بعض اوقات آپ نے تجدید عہد کے وقت بھی بیعت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء نے بیعت خلافت لی، یعنی نئے خلیفہ کے انتخاب کے بعد اہم عہدیداران اور معاشرے کے اہم افراد نئے خلیفہ سے بیعت کرتے تھے کہ ہم آپ کی خلافت کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی حتی الامکان اطاعت کریں گے۔ بیعت جہاد بھی قائم رہی جو عام طور پر امام کا نائب کسی بہت اہم موقع پر لیتا تھا۔ بیعت اسلام (اسلام قبول کرتے وقت) اور بیعت اطاعت (شریعت کے اوامر ونواہی کی پابندی) ختم ہو گئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نے ان دو بیعتوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا۔ اگرچہ صحابہ سے یہ بات صراحتاً ثابت نہیں مگر ان کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ ان دو بیعتوں (بیعت اسلام اور بیعت اطاعت) سے پرہیز کیا جائے۔ البتہ بیعت خلافت اور بیعت جہاد مشروع اور باقی ہیں۔ لیکن بیعت اسلام اور بیعت اطاعت کو بھی قطعاً ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ بعض صوفیاء نے جو بیعتِ سلسلہ ایجاد کی ہے کہ جب کوئی شخص ان کا مرید بنتا ہے تو وہ اس سے بیعت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب یہ ہمارے سلسلے میں داخل ہو گیا ہے، مثلاً: سلسلۂ چشتیہ، سلسلۂ نقش بندیہ، سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ سہروردیہ اور پنج پیریہ وسلسلۂ غوثیہ وغیرہ، تو یہ بیعت ایجاد بندہ اور خیر القرون کے بعد کی خود ساختہ چیز ہے۔ اس کا ثبوت صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور محدثین وفقہاء سے نہیں ملتا، اس لیے اس سے پرہیز واجب ہے خصوصاً جب کہ ایسی بیعت کرنے والا

سمجھتا ہے کہ اب مجھ پر اس سلسلے کی تمام پابندیوں پر عمل کرنا لازم ہے' خواہ وہ شریعت کے مطابق ہوں یا اس سے ٹکرا رہی ہوں جب کہ قرآن وحدیث کی رو سے انسان کسی بھی انسان کی غیر مشروط اطاعت نہیں کر سکتا بلکہ اس میں شریعت کی قید لگانا ضروری ہے' یعنی میں تیری اطاعت کروں گا بشرطیکہ شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی نہ ہو مگر بیعت سلاسل میں یہ پابندی ناپید ہوتی ہے بلکہ اسے نامناسب خیال کیا جاتا ہے۔ بیعت سلسلہ کو بیعت اسلام پر قطعاً قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسلام دین الٰہی ہے اور سلسلہ ایک انسانی حلقہ' فکر وعمل۔ باقی رہی بیعت اطاعت تو وہ بھی دراصل بیعت اسلام ہی کی تجدید ہے کیونکہ اطاعت سے مراد شریعت اسلامیہ ہی کی اطاعت ہے' لہٰذا بیعت سلسلہ کو اس پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا' نیز اس بیعت سلسلہ سے امت میں گروہ بندی اور تفریق پیدا ہوتی ہے جس سے روکا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## (المعجم ٣٩) - كِتَابُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٢٢)

## بیعت سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ (التحفة ١)

### باب:۱- سمع وطاعت کی بیعت

٤١٥٤- أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَّقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا، لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۴۱۵۴- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر آسانی وتنگی اور خوشی وناخوشی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم حاکم سے اس کی حکومت نہیں چھینیں گے۔ اور ہم حق پر قائم رہیں گے جہاں بھی ہوں۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ سمع و طاعت پر امام کی بیعت مشروع ہے۔ ② شرعی امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ہر مسلمان پر ہر حالت میں واجب ہے۔ حالت تنگی کی ہو یا آسانی کی، خوشی کی ہو یا ناخوشی کی۔ بات پسند ہو یا ناپسند، یعنی اختلاف احوال سے وجوب اطاعت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بقدر استطاعت ہر حال میں اطاعت کرنی پڑے گی الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔ ③ شرعی

---

٤١٥٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٠، انظر الحديث الآتي برقم: ٤١٥٦.

امیر جب تک خود اطاعت الٰہی پر کار بند رہے گا' اس وقت تک اسے معزول کیا جا سکتا ہے نہ اس کی اطاعت ہی سے دست کش ہوا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر کسی امیر و امام میں ظاہر کفر دیکھا جائے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری واجب نہیں رہے گی بلکہ اسے معزول کرنے کی اگر طاقت ہو تو اسے معزول بھی کیا جائے گا یا کم از کم اس کی معزولی کی کوشش کی جائے گی۔ ④ حق پر قائم رہنا' نیز حق کا اظہار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طور پر کرنا' ہر شخص کے لیے ہر جگہ ضروری ہے۔ اس میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ⑤ ''آسانی و تنگی'' یعنی امیر کے حکم میں ہم پر تنگی آئے یا آسانی' ہم اس پر خوش ہوں یا ناخوش' اسے پسند کریں یا ناپسند' اس کی اطاعت کریں گے بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ ⑥ ''نہیں چھینیں گے'' یعنی کسی ناراضی کی بنا پر یا امیر کی کسی غلطی کی بنا پر اس کے خلاف بغاوت نہیں کریں گے الا یہ کہ اس سے صریح کفر صادر ہو جائے تو پھر اس کی امارت شرعاً ختم ہو جائے گی۔ بغاوت نہ کرنے کا حکم ہر امیر کے بارے میں ہے' خواہ وہ منتخب ہو یا منتخب امیر کا نامزد کردہ۔ ⑦ ''نہیں ڈریں گے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی ملامت اور ناراضی کے ڈر سے حق بات کہنے سے نہیں رکیں گے ورنہ گناہ کے مسئلے میں تو لوگوں کی ملامت سے ڈرنا چاہیے تا کہ انسان گناہوں سے بچ سکے۔

٤١٥٥- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۱۵۵- حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہر آسانی اور تنگی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور باقی روایت حسب سابق ذکر کی۔

## (المعجم ٢) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ (التحفة ٢)

## باب:۲- یہ بیعت کہ ہم حاکم سے حکومت نہیں چھینیں گے

٤١٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۱۵۶- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی

---

٤١٥٥- [صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧١.

٤١٥٦- أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧١٩٩، ٧٢٠٠ من حديث مالك، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٧٠٩/٤١ بعد، ح: ١٨٤٠ ◄◄

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَقُولَ أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر تنگی و آسانی اور ہر پسند و ناپسند میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم حاکم سے اس کی حکومت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' حق پر قائم و دائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

فائدہ: حاکم' امیر یا امام کی کسی غلطی کی بنا پر اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جا سکتی کیونکہ غلطی سے پاک تو کوئی بھی نہیں۔ کیا اس شخص کے بعد پھر کسی فرشتے کو حاکم یا امام بنائیں گے؟ نیا حاکم یا امام بھی تو انسان ہی ہوگا' نیز بغاوت کرنے والے کیا خود غلطی سے پاک اور معصوم ہیں؟ البتہ اگر حاکم یا امام سے صریح کفر صادر ہو جائے تو اس کو بزور برطرف کر دیا جائے گا۔

## (المعجم ٣) - بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ (التحفة ٣)

## باب:٣-حق بات کہنے کی بیعت

٤١٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

۴۱۵۷- حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم ہر تنگی و آسانی اور خوشی و ناخوشی میں آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے' خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے۔ اور ہم حاکموں سے ان کی حکومت نہیں چھینیں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' حق بات ڈنکے کی چوٹ کہیں گے۔

---

◀◀ من حديث يحيى بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٢، والموطأ (رواية عبدالرحمٰن بن القاسم، ص: ٥٢٣، ح: ٥٠٥).

٤١٥٧_ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٥٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٤، وأخرجه مسلم من حديث ابن إدريس به، انظر الحديث السابق.

وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ والْأَثَرَةِ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلٰى أَنْ نَّقُولَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا.

فائدہ: ''جہاں بھی ہوں'' گھر میں ہوں یا باہر بازار میں ہوں یا دربار میں حتیٰ کہ ظالم وجابر سلطان وحاکم کے سامنے بھی حق بات کہیں گے۔

(المعجم ٤) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ (التحفة ٤)

باب:۴- عدل وانصاف کی بات کہنے پر بیعت کرنا

٤١٥٨- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنَّ أَبَاهُ الْوَلِيدَ حَدَّثَهُ عَنْ جَدِّهِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا، وَعَلٰى أَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَعَلٰى أَنْ نَّقُولَ بِالْعَدْلِ أَيْنَ كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

۴۱۵۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی کہ ہم اپنے عسر ویسر اور اپنی پسند وناپسند میں (آپ کی) بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اور ہم کسی صاحب اقتدار سے اس کے اقتدار کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور ہم جہاں بھی ہوں' عدل وانصاف پر قائم رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(المعجم ٥) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْأَثَرَةِ (التحفة ٥)

باب:۵- اطاعت کی بیعت کرنا اگرچہ دوسروں کو ترجیح دی جائے

٤١٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُبَادَةَ بْنَ الْوَلِيدِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَمَّا سَيَّارٌ فَقَالَ:

۴۱۵۹- حضرت عبادہ بن ولید کے دادا محترم (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہم اپنی تنگی وآسانی اور اپنی پسند وناپسند میں (ہر حال میں) آپ کی بات سنیں

---

٤١٥٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٥٥، ٤١٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٣.

٤١٥٩ـ أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد به، كما تقدم، ح: ٤١٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٥.

عَنْ أَبِيهِ، وَأَمَّا يَحْيٰى فَقَالَ: عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَّا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، وَأَنْ نَّقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كَانَ، لَا نَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

گے اور اطاعت کریں گے' خواہ دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے۔ اور ہم صاحبان اقتدار سے ان کا اقتدار نہیں چھینیں گے۔ اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں' حق بات پر قائم رہیں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ (کی اطاعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

قَالَ شُعْبَةُ: سَيَّارٌ لَمْ يَذْكُرْ هٰذَا الْحَرْفَ حَيْثُ مَا كَانَ وَذَكَرَهُ يَحْيٰى، قَالَ شُعْبَةُ: إِنْ كُنْتُ زِدْتُ فِيهِ شَيْئًا فَهُوَ عَنْ سَيَّارٍ أَوْ عَنْ يَحْيٰى.

شعبہ نے کہا: حیث ما کان کے الفاظ سیار نے ذکر نہیں کیے' یحییٰ نے ذکر کیے ہیں۔ (سیار نے صرف وأن نقول بالحق کے الفاظ کہے ہیں۔) شعبہ نے کہا: اگر میں نے اس میں کچھ زیادتی کی ہے تو وہ سیار یا یحییٰ کی طرف سے ہے۔

فائدہ: ''ترجیح دی جائے'' ظاہر ہے سب لوگوں کو عہدے نہیں دیے جا سکتے' خواہ وہ اہل ہی ہوں' پھر امیر سے غلطی بھی ممکن ہے کہ وہ ہر شخص سے اس کے مرتبے کے مطابق سلوک نہ کر سکے۔ ایسی صورت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلاں کو مجھ پر ترجیح دی گئی ہے اور مجھ سے میرے مقام و مرتبے کے مطابق سلوک نہیں کیا گیا۔ لیکن اتنی بات سے امیر سے بغاوت یا اس کی نافرمانی کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا' لہٰذا ایسے حالات میں بھی امیر سے وفادار رہنا ہوگا اور اس کی اطاعت کرنا ہوگی ورنہ وہ شرعاً سزا کا حق دار ہوگا۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امارت و حکومت قریش مہاجرین ہی کو ملی' انصار محروم رہے مگر آفرین ہے ان مخلص ترین لوگوں پر کہ انھوں نے اپنے شہر میں اور اکثریت میں ہونے کے باوجود قریش کی امارت کو دل و جان سے تسلیم کیا اور کبھی مخالفت کا نہیں سوچا۔ رضي الله عنهم و أرضاهم.

٤١٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،

۴۱۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اے ابو ہریرہ!) تو اپنی پسند

---

٤١٦٠- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٧٦.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَعُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَأَثَرَةٍ عَلَيْكَ».

و ناپسند اور ہر تنگی و آسانی میں امیر کی اطاعت پر کاربند رہنا اگرچہ تجھ پر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔"

## (المعجم ٦) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (التحفة ٦)

## باب:٦- ہر مسلمان کے لیے خلوص و خیر خواہی کی بیعت

٤١٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۱۶۱- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔

**فوائد و مسائل:** ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث مبارکہ کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ ہر شرعی امیر کی بیعت مشروع ہے اور شرعی امیر پر اعتماد کا اظہار بھی، لہٰذا مقدور بھر اس عہد کی وفا انسان پر واجب ہے۔ ہاں! البتہ استطاعت سے زیادہ ایفائے عہد کا کوئی شخص مکلف نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦) ② لفظ "مسلم" کے عموم کی وجہ سے ہر چھوٹے بڑے، امیر غریب، عالم جاہل، مرد عورت، کالے گورے، آقا و ملازم، استاد و شاگرد، عربی عجمی اور عزیز و اقارب، نیز غیر رشتہ دار کی خیر خواہی کرنا اور اسے نصیحت کرنا فرض ہے۔ ③ معلوم ہوا کسی بھی مسلمان کے لیے دھوکا دینا، ملاوٹ کرنا، بددیانتی اور خیانت کرنا، دوسرے مسلمان سے کینہ و بغض اور حسد و عناد رکھنا، کسی کی غیبت کرنا اور چغلی کھانا، نیز اس کی بابت کسی بھی قسم کے نقصان کا سوچنا قطعاً ناجائز اور حرام بلکہ تقاضائے ایمان کے بھی منافی ہے۔ ایک اور فرمان رسول ہے: [لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ] "تم میں سے کوئی شخص (اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی کچھ نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔" (صحيح البخاري، الإيمان، حديث:١٣، وصحيح مسلم، الإيمان، حديث:٤٥) ④ دنیا و آخرت کو کارآمد اور قیمتی بنانے، نیز ابدی اور لازوال زندگی کو پرسکون اور آرام دہ گزارنے

---

٤١٦١_ أخرجه البخاري، الشروط، باب ما يجوز من الشروط في الإسلام والأحكام والمبايعة، ح:٢٧١٤، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح:٥٦/٩٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٧٧.

کے لیے ضروری ہے کہ انسان تمام انسانوں کا خیرخواہ رہے اور اس نصیحت و خیرخواہی کا دامن کسی بھی وقت نہ چھوڑے بلکہ تاحیات اس کو حرز جاں بنائے رکھے۔ وفّقنا اللّٰہ جمیعًا۔

٤١٦٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو ابْنِ جَرِيرٍ، قَالَ جَرِيرٌ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۴۱۶۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ آپ کی بات سنوں گا اور مانوں گا اور ہر مسلمان سے خیرخواہی کروں گا۔

فائدہ: خیرخواہی کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مسلمان سے بھلا کروں گا اور اسے فائدہ پہنچاؤں گا، خواہ اپنا نقصان ہو جائے۔ واللّٰہ أعلم۔

## (المعجم ٧) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ (التحفة ٧)

## باب:۷- میدان جنگ سے نہ بھاگنے کی بیعت

٤١٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَوْتِ، إِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ.

۴۱۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت موت (کے الفاظ) پر نہیں کی تھی، ہم نے صرف اس بات کی بیعت کی تھی کہ (میدانِ جنگ سے) بھاگیں گے نہیں۔

فائدہ: موت پر بیعت کرنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ ہم ثابت قدم رہیں گے، بھاگیں گے نہیں، خواہ موت والے حالات پیدا ہو جائیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے بیعت کرتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ اگرچہ مر جائیں۔ صرف یہ کہا تھا کہ بھاگیں گے نہیں۔ ویسے مفہوم اور نتیجے میں کوئی فرق نہیں۔ بعض لوگوں نے موت کا لفظ بھی بولا ہے کہ بھاگیں گے نہیں، خواہ موت بھی آ جائے جیسا کہ آئندہ روایت میں اس کی صراحت ہے۔

---

٤١٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النصيحة، ح: ٤٩٤٥ من حديث يونس بن عبيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٨، وأصله متفق عليه من حديث الشعبي عن جرير به.

٤١٦٣ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال ..... الخ، ح: ٦٨/١٨٥٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٧٩.

(المعجم ٨) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْمَوْتِ (التحفة ٨)

باب:۸-موت پر بیعت (بھی درست ہے)

٤١٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.

۴۱۶۴-حضرت یزید بن ابی عبید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حدیبیہ کے دن تم (یعنی صحابہ) نے کس بات پر نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی؟ انھوں نے فرمایا: موت پر۔

فائدہ: موت پر بیعت کا مفہوم سابقہ روایت میں بیان ہو چکا ہے اور دونوں روایات میں تطبیق بھی کہ بعض صحابہ نے بیعت کے موقع پر موت کے لفظ بولے تھے اور بعض نے نہیں۔ یہ واقعہ بیعت رضوان کا ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع پر لی گئی۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے جسے آج کل شمیسہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے صلح کی بات چیت کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا مگر مشہور ہو گیا کہ انھیں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس وقت یہ بیعت لی گئی تھی۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

(المعجم ٩) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْجِهَادِ (التحفة ٩)

باب:۹-جہاد کی بیعت

٤١٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ أَخِي يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: جِئْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَبِي أُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۱۶۵-حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد حضرت امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ان سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ ہجرت تو اب ختم ہو چکی۔“

---

٤١٦٤ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح: ٤١٦٩، ومسلم، الإمارة، باب استحباب مبايعة الإمام الجيش عند إرادة القتال . . . الخ، ح: ١٨٦٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٠.

٤١٦٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٢. * عمرو بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان وحده، وللحديث شواهد عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٢ـ٢٥٤ وغيره.

بَایِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُبَایِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ».

فائدہ: ''ختم ہو چکی'' مراد مکہ مکرمہ سے ہجرت ہے کیونکہ مکہ مکرمہ فتح کے بعد دارالاسلام بن گیا تھا۔ اب وہاں سے ہجرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی' البتہ اگر کوئی اور علاقہ کافروں کے قبضے میں ہو اور وہ مسلمانوں کو اپنے دین پر آزادی سے عمل نہ کرنے دیں تو وہاں سے مسلمانوں کے لیے دارالاسلام کی طرف ہجرت کر جانا اب بھی ضروری ہے۔

٤١٦٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ [سَعْدِ] بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ - وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ -: «تُبَایِعُونِي عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ».

۴۱۶۶- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد صحابۂ کرام کی ایک جماعت تھی کہ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' کسی پر اپنی طرف سے گھڑ کر جھوٹ و بہتان نہیں باندھو گے اور کسی نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے' پھر جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ اور تم میں سے جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کر لیا اور اس کو (دنیا میں) اس کی سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کو مٹا دے گی۔ اور جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کیا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' چاہے معاف فرمائے' چاہے سزا دے۔''

---

٤١٦٦_ أخرجه البخاري، الإيمان، باب(١١)، ح:١٨، ومسلم، الحدود، باب: الحدود كفارات لأهلها، ح:١٧٠٩ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٧٨٤. * عمه يعقوب، وصالح هو ابن كيسان.

خَالَفَهُ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ.

احمد بن سعید نے (عبیداللہ بن سعد کی) مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ جس بیعت پر دلالت کرتی ہے وہ بیعت اسلام ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھی' اب کسی سے یہ بیعت لینا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی سے یہ بیعت لینا منقول نہیں ہے۔ اس سے بیعت تصوف کا فلسفہ کشید کرنا قطعی طور پر غلط اور ناجائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص پر دنیا میں اس کے جرم کی حد قائم ہو جائے (اسے اپنے جرم کی شرعی سزا مل جائے) تو یہ سزا اس مجرم کے لیے کفارہ بن جاتی ہے۔ جمہور اہل علم کا بھی یہی قول ہے' البتہ بعض اہل علم اقامت حد کے ساتھ ساتھ' کفارے کے لیے توبہ بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن جمہور کا قول ہی قابل حجت اور دلائل کے اعتبار سے مضبوط ہے۔ ③ یہ روایت امام نسائی ؒ نے دو استادوں' یعنی عبیداللہ بن سعد اور احمد بن سعید سے بیان کی ہے۔ استاد احمد بن سعید نے اپنی روایت میں امام نسائی ؒ کے دوسرے استاد عبیداللہ بن سعد کی مخالفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ جب عبیداللہ بن سعد یہ روایت بیان کرتے ہیں تو وہ ابن شہاب (امام زہری) اور حضرت عبادہ بن صامت ؓ کے درمیان ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر کرتے ہیں اور جب احمد بن سعید یہ روایت بیان کرتے ہیں تو وہ ابوادریس خولانی کا واسطہ ذکر نہیں کرتے بلکہ وہ ابن شہاب ؒ کو حضرت عبادہ بن صامت ؓ کا شاگرد بناتے ہیں' حالانکہ امام زہری (ابن شہاب) نے حضرت عبادہ ؓ کو نہیں پایا۔ اس طرح یہ روایت منقطع بھی ہے۔

٤١٦٧- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونِي عَلَى مَا بَايَعَ عَلَيْهِ النِّسَاءُ، أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي

۴۱۶۷- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم ان کاموں کی مجھ سے بیعت نہیں کرتے جن کی عورتوں نے بیعت کی ہے؟ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' کسی پر اپنی طرف سے گھڑ کر بہتان نہیں باندھو گے اور کسی اچھے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ (ہم بیعت کریں گے) پھر ہم نے ان کاموں پر رسول اللہ ﷺ

٤١٦٧_[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٥، وانظر الحديث السابق.

مَعْرُوفٍ؟» قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ! فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَنْ أَصَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا فَنَالَتْهُ عُقُوبَةٌ فَهُوَ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ لَّمْ تَنَلْهُ عُقُوبَةٌ فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ».

کی بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بعد جس نے ان میں سے کوئی کام کیا اور اس کو سزا مل گئی تو وہ سزا اس کے گناہ کو مٹا دے گی اور جس کو (دنیا میں) سزا نہ ملی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے‘ چاہے وہ اسے معاف فرما دے‘ چاہے سزا دے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اور سابقہ روایت متعلقہ باب سے تعلق نہیں رکھتیں کیونکہ ان میں جہاد کا کوئی ذکر نہیں‘ البتہ اصل باب‘ یعنی بیعت کے مسائل سے تعلق ہے۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ ”اچھے اور نیکی کے کام“ میں جہاد بھی داخل ہے۔ ② ”عورتوں نے بیعت کی“ جب کوئی عورت مکہ سے ہجرت کر کے آپ کے پاس پہنچتی اور مسلمان ہوتی تو آپ اس سے مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ بیعت لیتے تھے۔ سورۂ ممتحنہ‘ آیت نمبر: ۱۲ میں آپ کو ان الفاظ کے ساتھ عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا گیا تھا مگر یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت سے معروف بیعت (دست مبارک سے) نہیں لی بلکہ آپ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے۔ ساری زندگی آپ کا دست مبارک کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ فداہ أبي و أمي‘ ثم نفسي و روحي ﷺ. ③ ”کسی اچھے کام میں“ یہ لفظ عرفاً آ گئے ہیں ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی برے کام کا حکم دیں۔ ④ ”مٹا دے گی“ معلوم ہوا کہ دنیا میں ملنے والی شرعی سزا گناہ کو مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پوچھ گچھ نہیں فرمائے گا۔ احناف کے نزدیک گناہ کی معافی کے لیے توبہ بھی ضروری ہے۔ سزا تو صرف آئندہ روکنے اور عبرت کے لیے ہے لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ اس کے خلاف ہیں۔ ⑤ ”اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے“ پردہ پوشی کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید یہی ہے کہ معاف فرما دے گا بشرطیکہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا پردہ پوشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سچی توبہ کرے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم.

## (المعجم ١٠) - اَلْبَيْعَةُ عَلَى الْهِجْرَةِ (التحفة ١٠)

## باب: ۱۰- ہجرت پر بیعت

٤١٦٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ

۴۱۶۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

---

٤١٦٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرجل يغزو وأبواه كارهان، ح: ٢٥٢٨، وابن ماجه، ح: ٢٧٨٢ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبة، والثوري وغيرهما عنه به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٦، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وله طرق أخرى، فالحديث صحيح.

ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَقَدْ تَرَكْتُ أَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ، قَالَ: «ارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا».

کہنے لگا کہ میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں جبکہ میں اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس واپس جا اور جیسے تو نے انھیں رلایا ہے اسی طرح انھیں ہنسا۔“

**فوائد ومسائل:** ① ہجرت پر بیعت لینا مشروع نہیں رہا' ہاں دار کفر سے دار اسلام کی طرف ہجرت باقی ہے لیکن بغیر بیعت کے۔ ② ترجمۃ الباب 'یعنی ہجرت پر بیعت' کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ہجرت پر بیعت کی نیت سے آنے والے شخص سے رسول اللہ ﷺ نے' اس کے والدین کی عدم رضامندی کی وجہ سے بیعت نہیں لی۔ اگر اس کے والدین کا مسئلہ نہ ہوتا تو آپ بیعت لے لیتے۔ واللہ أعلم. ③ والدین کی نافرمانی اور ان کو ایذا پہنچانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر جہاد کی فرضیت کے حالات بھی نہ ہوں تو اجازت کے بغیر جانا درست نہیں۔ ④ ہر دار کفر سے ہجرت کرنا فرض نہیں اگر قبضہ کافروں کا ہو مگر وہ دینی امور میں رکاوٹ نہ ڈالتے ہوں تو وہاں سے ہجرت فرض نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو خود حبشہ بھیجا' حالانکہ وہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔

## (المعجم ١١) - شَأْنُ الْهِجْرَةِ (التحفة ١١)

## باب:۱۱- ہجرت کا معاملہ

٤١٦٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: «وَيْحَكَ، إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:

۴۱۶۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تجھ پر رحم کرے! ہجرت بہت مشکل کام ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو ان کی زکاۃ دیتا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”بستیوں سے باہر رہ کر نیکی کے کام کرتا رہ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (ہجرت نہ کرنے کی بنا پر) تیرے عمل کے ثواب میں کوئی کمی نہیں

٤١٦٩ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب زكاة الإبل، ح: ١٤٥٢، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير . . . الخ، ح: ١٨٦٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٧.

«فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا». کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ ہجرت کرنا انتہائی مشکل اور عزیمت وعظمت والا کام ہے' ایسے لوگ بھی عظیم اور جلیل القدر ہیں' تاہم یہ ہر ایک کے بس کا معاملہ نہیں بلکہ بسا اوقات راہ ہجرت میں پیش آمدہ مشکلات سے انسان گھبرا جاتا ہے اور اپنی ہجرت پر نادم ہوتا ہے جس سے اس کی ہجرت یقیناً متاثر ہوتی ہے۔ ② اونٹوں کی زکاۃ ادا کرنا فضیلت والا عمل ہے۔ ③ مذکورہ حدیث سے صحرانشینوں اور اعرابیوں کے لیے نرمی کا پہلو بھی نکلتا ہے کہ ان کی استطاعت کو مدنظر رکھ کر انھیں کسی چیز کا پابند کیا جائے۔ اسی لیے ان پر ہجرت فرض نہیں تھی جبکہ مکہ شہر والوں پر ہجرت فرض تھی۔

## (المعجم ١٢) - هِجْرَةُ الْبَادِي (التحفة ١٢)

## باب: ١٢- دیہاتی وبدوی کی ہجرت

٤١٧٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ هِجْرَةُ الْحَاضِرِ وَهِجْرَةُ الْبَادِي، فَأَمَّا الْبَادِي فَيُجِيبُ إِذَا دُعِيَ وَيُطِيعُ إِذَا أُمِرَ، وَأَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَ أَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَأَعْظَمُهُمَا أَجْرًا».

۴۱۷۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت کون سی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو ان کاموں کو چھوڑ دے جنھیں تیرا رب تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو شہری کی ہجرت' دوسری بدوی (اعرابی) کی ہجرت۔ بدوی کا کام یہ ہے کہ جب اسے بلایا جائے تو وہ آجائے اور جب اسے حکم دیا جائے تو وہ اطاعت کرے لیکن شہری کو مشقت بھی زیادہ ہے اور ثواب بھی۔''

فوائد ومسائل: ① ''ان کاموں کو چھوڑ دے'' ہجرت کے لغوی معنی چھوڑ دینے کے ہیں۔ معروف ہجرت میں گھر بار' رشتہ دار اور مال ومنال چھوڑا جاتا ہے۔ آپ نے اس لحاظ سے فرمایا کہ افضل ہجرت گناہوں کو چھوڑنا

---

٤١٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٩، ١٦٠ من حديث شعبة به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٨٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٨٠، ١٥٨١، والحاكم: ١/ ١١، وللحديث شواهد عند الحسن بن عرفة (٩٠٤) وغيره.
* أبو كثير ثقة، اسمه زهير بن الأقمر الزبيدي.

ہے کیونکہ ہجرت بھی تو دین کے تحفظ کے لیے کی جاتی ہے۔ گناہوں کے چھوڑنے سے بھی دین محفوظ ہو جاتا ہے۔ اگر گناہ نہ چھوڑے جائیں تو خالی ہجرت کا کیا فائدہ؟ گناہوں کو چھوڑنے والی ہجرت ہی اصل ہجرت ہے کیونکہ گناہ چھوڑنا' وطن چھوڑنے سے بہتر ہے اور ہجرت میں بھی وطن چھوڑنے کا اصل مقصد تو گناہ چھوڑنا اور اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہی ہے۔ ④ "جب اسے بلایا جائے" یعنی جب اسے جہاد کے لیے بلایا جائے تو وہ آ جائے۔ اور اپنے گھر میں رہ کر شریعت پر عمل کرتا رہے۔ گاؤں اور قبائل کے رہنے والوں پر ہجرت فرض نہیں تھی جبکہ مکہ شہر میں رہنے والے مسلمانوں پر ہجرت فرض تھی' لہٰذا شہری کے لیے مشقت بھی زیادہ اور اس کا اجر بھی زیادہ تھا۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - **تَفْسِيرُ الْهِجْرَةِ** (التحفة ١٣)

**باب:١٣- ہجرت کی ایک تشریح**

٤١٧١- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لِأَنَّهُمْ هَجَرُوا الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ مُهَاجِرُونَ لِأَنَّ الْمَدِينَةَ كَانَتْ دَارَ شِرْكٍ، فَجَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ.

٤١٧١- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر ؓ اس لیے مہاجر تھے کہ انھوں نے مشرکین (اور ان کے علاقے) کو چھوڑ دیا تھا۔ اور انصار میں سے بھی کچھ لوگ مہاجر تھے کیونکہ مدینہ بھی (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) شرک اور مشرکین کا علاقہ تھا' چنانچہ کچھ انصار عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ کے پاس (مکہ مکرمہ) چلے آئے تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت ابن عباس ؓ انتہائی ذہین شخص تھے۔ انھوں نے یہ لطیف نکتہ پیدا کیا کہ اگر گھر بار چھوڑ کر جانے کی وجہ سے کوئی شخص مہاجر بن سکتا ہے تو وہ انصار جو بیعت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے تھے' وہ بھی مہاجر تھے کیونکہ وہ مدینہ چھوڑ کر آپ کے پاس گئے تھے اور آپ کے حکم سے دوبارہ مدینہ آئے تھے۔ اسی طرح مہاجرین کو بھی انصار کہا جا سکتا ہے کیونکہ انھوں نے ہر موقع پر آپ کا ساتھ دیا اور آپ کی مدد کی۔ اور مدد کرنے والوں کو لغت کے لحاظ سے انصار کہا جا سکتا ہے۔ یہ صرف ایک نکتہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مہاجرین وہی تھے جنھوں نے ہمیشہ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑ دیے۔ حتیٰ کہ مکہ فتح ہونے پر باوجود دارالاسلام بن جانے کے وہاں ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ اور انصار وہی تھے جنھوں نے اپنا شہر' اپنے گھر' اپنی زمینیں' اپنی جائیدادیں حتیٰ کہ اپنی

---

٤١٧١- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٨٩.

جانیں رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دیں۔ رضي الله عنهم وأرضاهم. ⑥ ”عقبہ کی رات“ یہ رات دراصل دو راتیں تھیں۔ ایک ۱۲ نبوت میں جسے لیلہ عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے اور دوسری ۱۳ نبوت میں جسے لیلہ عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ عقبہ منیٰ سے مکہ کی طرف آخری جمرے کا نام ہے۔ اس جمرے کے پاس رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ یہ ۱۱ نبوت کی بات ہے۔ وہ چھ آدمی تھے۔ انھوں نے آئندہ سال آپ سے ملنے کا وعدہ کیا اور مدینہ جا کر آپ کی دعوت مدینہ والوں کے سامنے پیش کی۔ ۱۲ نبوت میں حج کے بعد بارہ آدمی اس جمرے کے پاس آپ کو ملے' اسلام قبول کیا اور آپ کی بیعت کی۔ آپ نے ان کے ساتھ مبلغ بھی بھیج دیا۔ اگلے سال ۱۳ نبوت میں حج کے بعد اسی جمرے کے پاس ستر (۷۰) سے زیادہ انصار نے آپ کی بیعت کی اور آپ سے مدینہ چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے اسے قبول فرمایا اور مناسب وقت پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

## (المعجم ١٤) - اَلْحَثُّ عَلَى الْهِجْرَةِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- ہجرت کی ترغیب

٤١٧٢- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عِيسَى بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ أَبَا فَاطِمَةَ - يَعْنِي - حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْنِي بِعَمَلٍ أَسْتَقِيمُ عَلَيْهِ وَأَعْمَلُهُ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهَا».

۴۱۷۲- حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جس پر میں قائم رہوں اور اسے جاری رکھوں۔ آپ نے فرمایا: ”ہجرت کر۔ (اس وقت' تیرے حق میں) اس کے برابر کوئی اور کام نہیں۔“

فائدہ: وقت وقت کی بات ہے۔ کسی وقت ہجرت افضل ہے' کبھی جہاد اور کبھی کوئی اور کام۔ اسی طرح آدمی آدمی کا فرق ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لیے ہجرت افضل ہے' کسی کے لیے کوئی اور کام' جیسے آپ نے اعرابی کو ہجرت سے روک دیا تھا۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۸، ۴۱۶۹)

## (المعجم ١٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ فِي انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۵- انقطاع ہجرت کی بابت اختلاف کا ذکر

---

٤١٧٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كثرة السجود، ح: ١٤٢٢ من طريق آخر عن كثير بن مرة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٠.

٤١٧٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى قَالَ: جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِأَبِي يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ، وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ».

۴۱۷۳- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن اپنے والد محترم کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ان سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ ہجرت تو اب ختم ہو چکی ہے۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے‘ حدیث: ۴۱۶۵۔

٤١٧٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ ابْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا مُهَاجِرٌ، قَالَ: «لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۴۱۷۴- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ کہتے ہیں کہ مہاجرین کے علاوہ کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ”فتح مکہ کے بعد (مکہ سے) ہجرت (کی کوئی ضرورت) نہیں رہی لیکن جہاد کرو اور نیت رکھو (کہ اگر کبھی ہجرت کرنا پڑی تو کریں گے) اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کو کہا جائے تو نکلو۔“

فائدہ: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مستقلاً گھر بار چھوڑنے کی ضرورت نہیں‘ البتہ جہاد اور دوسرے نیک کاموں کے لیے وقتی طور پر گھروں سے نکلو۔

٤١٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۱۷۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

٤١٧٣_[حسن] تقدم، ح: ٤١٦٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩١.

٤١٧٤_[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠١، ٦/ ٤٦٦ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٢.

٤١٧٥_ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل الجهاد والسير . . . الخ، ح: ٢٧٨٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة . . . الخ، ح: ١٣٥٣/ ٨٥ بعد، ح: ١٨٦٣ من حديث

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: «لَا هِجْرَةَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: ”اب (مکہ سے) ہجرت کرنے کی ضرورت نہیں‘ البتہ جہاد کرو اور نیت رکھو۔ جب تم سے جہاد کے لیے گھروں سے نکلنے کو کہا جائے تو نکلو۔“

**فوائد و مسائل:** ① لَا هِجْرَةَ، اس کے یہ معنی لینا درست نہیں کہ اب ہجرت بالکل ختم ہو چکی ہے‘ کوئی مسلمان دارالکفر میں‘ خواہ کسی بھی حالت میں ہو‘ اس کے لیے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا جائز نہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارے اصحاب اور دیگر علماء نے کہا ہے: دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا قیامت تک باقی ہے‘ چنانچہ انھوں نے مذکورہ حدیث مبارکہ [لَا هِجْرَةَ ...... الخ] کی دو توجیہیں بیان فرمائی ہیں: ایک تو یہ کہ فتح مکہ کے بعد‘ مکہ سے ہجرت نہیں کیونکہ مکہ دارالاسلام بن چکا ہے‘ اس لیے وہاں سے ہجرت کرنے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری توجیہ یہ کہ وہ فضیلت والی اہم ہجرت جو (ابتدائے اسلام میں) مطلوب تھی اور جس کے فاعل ممتاز حیثیت کے حامل بن گئے‘ اب مکہ سے وہ ہجرت ختم ہو چکی ہے۔ اس ہجرت کا اعزاز جس جس کے مقدر میں تھا‘ وہ ہر اس شخص کو مل چکا ہے جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر لی۔ اب (فتح مکہ کے بعد) ہجرت کرنے کا وہ اعزاز کسی اور کو نہیں مل سکتا‘ اس لیے کہ فتح مکہ کے بعد اسلام معزز اور مضبوط ہو چکا ہے۔ دیکھیے: (شرح مسلم: ۱۳/۱۲/۱۳) ہجرت کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۲/۲۴۷) ② اس حدیث میں ہے کہ اب ہجرت نہیں رہی جبکہ بعد والی احادیث میں ہے کہ ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔ ظاہراً ان احادیث میں تضاد معلوم ہوتا ہے‘ حالانکہ ان میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ جن احادیث میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو چکی‘ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ہجرت فتح مکہ سے پہلے یعنی ابتدائے اسلام میں فرض تھی‘ وہ اب ختم ہو گئی ہے کیونکہ مکہ دارالاسلام بن چکا ہے‘ لہٰذا وہاں سے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور جن احادیث میں ہے کہ ہجرت ختم نہیں ہو سکتی تو اس کا مطلب ہے کہ ہر دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا باقی ہے۔ اس صورت میں دارالحرب سے ہر زمانے میں ہجرت کی جائے گی اور ایسی ہجرت قیامت تک باقی ہے۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے‘ چنانچہ جب کچھ لوگوں کے کرنے سے کفایت ہو جائے تو پھر باقی لوگوں سے جہاد ساقط ہو جائے گا‘ ہاں! اگر تمام لوگ جہاد کرنا چھوڑ دیں تو اس صورت میں سب گناہ گار ہوں گے۔ ④ اس

---

◀◀ سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۷۷۹۳.

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب امام جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے تو ہر اس شخص کے لیے نکلنا ضروری ہو گا جسے امام حکم دے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کے متعلق اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔⑤ یہ حدیث ہر خیر اور بھلائی کے قول و عمل کا شوق دلاتی ہے، نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نیت خیر پر اجر و ثواب ہے، نیز ہر برائی اور عمل شر سے اجتناب اور اجتناب کی نیت بھی باعث اجر ہے۔

٤١٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ دِجَاجَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: لَاهِجْرَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۱۷۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہجرت کی ضرورت نہیں رہی۔

فائدہ: غالباً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود رسول اللہ ﷺ کا قول ہی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں، ویسے بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات فتح مکہ کے زمانے کے قریب ہی تھی۔ واللہ أعلم.

٤١٧٧- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ ابْنِ زَبْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَقْدَانَ السَّعْدِيِّ قَالَ: وَفَدْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كُلُّنَا يَطْلُبُ حَاجَةً، وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي تَرَكْتُ مَنْ خَلْفِي وَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، قَالَ: «لَاتَنْقَطِعُ

۴۱۷۷- حضرت عبداللہ بن وقدان سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم میں سے ہر شخص آپ سے کوئی نہ کوئی سوال کرتا تھا۔ میں سب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے پیچھے بہت سے لوگ چھوڑ آیا ہوں جو کہتے ہیں کہ اب ہجرت ختم ہو چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تک کفار سے لڑائی جاری ہے، ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔“

---

٤١٧٦ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى: ١/ ١٦٧، ح: ١٨٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٤، وللحديث شواهد صحيحة، ومعناه: لا هجرة من دار الإسلام بعد إقامتها بدون عذر شرعي.

٤١٧٧ـ [صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٧٩٥، وصححه أبوزرعة الدمشقي وغيره، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٥٧٩ وغيره، وانظر الحديث الآتي.

الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ».

فائدہ: ''ختم نہیں ہوسکتی'' کیونکہ جب تک اسلام وکفر میں آویزش (چپقلش) قائم ہے، کسی نہ کسی علاقے میں مسلمان مظلوم ومقہور رہیں گے لہٰذا دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف سفر جاری رہے گا اور یہی ہجرت ہے، یا اس سے مراد ہے کہ جہاد کے لیے مسلمان اپنے گھربار وقتی طور پر چھوڑتے رہیں گے۔ ان دو معانی کی مدد سے ہجرت کے ختم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں مروی روایات میں تطبیق ممکن ہوگی۔

٤١٧٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الضَّمْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ السَّعْدِيِّ قَالَ: وَفَدْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ أَصْحَابِي فَقَضَى حَاجَتَهُمْ، وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا، فَقَالَ: «حَاجَتُكَ؟» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَتَى تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ».

۴۱۷۸- حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ میرے ساتھی (اپنی اپنی باری پر) داخل ہوئے۔ آپ نے ان کی مطلوبہ حاجتیں پوری کیں۔ میں سب سے آخر میں داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا کام ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہجرت کب ختم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک کافروں سے لڑائی جاری ہے، ہجرت ختم نہیں ہوگی۔''

## (المعجم ١٦) - اَلْبَيْعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ (التحفة ١٦)

## باب: ۱۶- ہر پسند وناپسند حکم کی اطاعت کی بیعت

٤١٧٩- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَالشَّعْبِيِّ

۴۱۷۹- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے

٤١٧٨- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الطحاوي في المشكل: ٣/ ٢٥٧ من حديث ابن زبر به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٦.

٤١٧٩- أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧٢٠٤، ومسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٦/ ٩٩ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٧. * جرير هو ابن عبدالله البجلي.

قَالَا : قَالَ جَرِيرٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: أُبَايِعُكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيمَا أَحْبَبْتُ وَفِيمَا كَرِهْتُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ يَا جَرِيرُ؟ أَوَ تُطِيقُ ذٰلِكَ؟» قَالَ: «قُلْ فِيمَا اسْتَطَعْتُ» فَبَايَعَنِي وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

عرض کی کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں کہ ہر پسند و ناپسند میں آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جریر! تو اس کی طاقت بھی رکھتا ہے؟'' اور فرمایا: ''تو کہہ اپنی طاقت کے مطابق۔'' پھر آپ نے مجھ سے بیعت لی اور فرمایا کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا۔

فائدہ: ''اپنی طاقت کے مطابق'' قربان جائیں آپ کی شفقت و رحمت پر کہ خود آسانی کی راہ دکھائی۔ (دیکھیے: ۶۲-۴۱۶۱)

## (المعجم ۱۷) - اَلْبَيْعَةِ عَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ (التحفة ۱۷)

## باب: ۱۷-مشرکین سے علیحدگی کی بیعت

٤١٨٠- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلٰى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، وَعَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ.

۴۱۸۰- حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی نماز قائم کرنے، زکاۃ ادا کرنے، ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے اور مشرکین سے علیحدہ رہنے پر۔

٤١٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي نُخَيْلَةَ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۴۱۸۱- حضرت جریر ؓ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پھر راوی نے سابقہ روایت کی طرح بیان کیا۔

---

٤١٨٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٨، وانظر الحديث الآتي.

٤١٨١- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٧٩٩. * أبو نخيلة صحابي.

٤١٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي نُخَيْلَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أُبْسُطْ يَدَكَ حَتَّى أُبَايِعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ، فَأَنْتَ أَعْلَمُ، قَالَ: «أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ تَعْبُدَ اللهَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ، وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِينَ، وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ».

۴۱۸۲- حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ اور شرطیں آپ خود بتا دیجیے کیونکہ آپ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تجھ سے بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ وحدہ کی عبادت کرے گا‘ نماز قائم کرے گا‘ زکاۃ ادا کرے گا‘ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے گا اور مشرکین سے جدا رہے گا۔“

٤١٨٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي رَهْطٍ فَقَالَ: «أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِيهِ فَهُوَ طَهُورُهُ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَاكَ إِلَى اللهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

۴۱۸۳- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے چند لوگوں کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: ”میں تم سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے‘ چوری نہیں کرو گے‘ زنا نہیں کرو گے‘ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کرو گے اور کسی نیک کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ تم میں سے جو شخص اس عہد پر قائم رہا‘ اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور جس نے ان میں سے کوئی کام کر لیا‘ پھر اس کو اس کام کی سزا مل گئی تو اس کا گناہ دھل جائے گا۔ اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کی‘ تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ چاہے اسے عذاب دے‘ چاہے تو اسے معاف فرما دے۔“

---

٤١٨٢- [إسناده صحيح] تقدم قبله برقم، ح: ٤١٨١، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٠.

٤١٨٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠١.

فائدہ: اس روایت کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل باب (بیعت) سے تعلق ہے۔ یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۱۶۷)

(المعجم ١٨) - بَيْعَةُ النِّسَاءِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸-عورتوں سے بیعت لینا

٤١٨٤- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أُبَايِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَةً أَسْعَدَتْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَذْهَبُ فَأُسْعِدُهَا ثُمَّ أَجِيئُكَ فَأُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «اِذْهَبِي فَأَسْعِدِيهَا» يَعْنِي قَالَتْ: فَذَهَبْتُ فَسَاعَدْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ فَبَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ.

۴۱۸۴- حضرت ام عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک عورت نے دور جاہلیت میں نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی۔ میں جا کر اس کی مدد کر کے آتی ہوں' پھر آ کر آپ کی بیعت کروں گی۔ آپ نے فرمایا: ''جا' اس کی مدد کر آ۔'' میں گئی اور میں نے اس کی مدد کا اسے بدلہ دیا' پھر میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ عورتوں سے بیعت لینا مشروع ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تھی۔ ② حدیث سے معلوم ہوا کہ نوحہ کرنا حرام اور ناجائز ہے' لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ شرعاً یہ بہت قبیح کام ہے' اس لیے اس سے روکنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر اس سلسلے میں ڈانٹ ڈپٹ سے کام لینا پڑے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت عمر ؓ کی بابت منقول ہے کہ وہ کسی کی وفات پر اگر کسی کو غلط انداز میں اور غیر شرعی رونا روتے دیکھتے تو اسے پتھر وغیرہ مارتے اور اس رونے والے شخص کے منہ میں مٹی ٹھونستے۔ دیکھیے: (عون الباري: ۳۱۵/۲) حرمت نوحہ کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں' مثلاً: یہ جاہلیت کے کاموں میں سے ہے' غم زیادہ اور صبر نہ کرنے کا سبب بنتا ہے' نیز نوحہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کی مخالفت اور اس پر عدم رضا لازم آتی ہے۔ واللہ أعلم. ③ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شارع ؑ کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہیں اور جس کے لیے چاہیں عام قانون میں تخصیص فرما دیں' جس طرح کہ ام عطیہ ؓ کے لیے تخصیص کی گئی۔ ④ ''ایک عورت نے نوحہ کرنے میں میری مدد کی تھی'' جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ اگر کسی گھر کوئی میت ہوتی تو دوسری عورتیں باری باری اس کے گھر کی عورتوں سے مل کر جھوٹ موٹ نوحہ کرتیں اور زبانی رونا روتیں۔ حضرت ام عطیہ ؓ جب بیعت کرنے لگیں تو آپ نے بیعت کے وقت نوحہ نہ کرنے کا بھی ذکر فرمایا۔ ان کو خیال آیا کہ فلاں عورت نے

---

٤١٨٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٨ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٢.

تو نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ اور جاہلیت میں اس مدد کو بھی لین دین کی طرح سمجھا جاتا تھا اور اس کا باقاعدہ مطالبہ ہوتا تھا۔ حضرت ام عطیہ ؓ کو خطرہ ہوا کہ کل کلاں وہ عورت آ کر مجھ سے بدلے کا مطالبہ کرے گی' اس لیے مجھے بیعت سے پہلے ہی بدلہ چکا دینا چاہیے۔

٤١٨٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ [قَالَتْ]: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْعَةَ عَلَى أَنْ لَا نَنُوحَ.

۴۱۸۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

٤١٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ نُبَايِعُهُ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ، قَالَ: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ». قَالَتْ: قُلْنَا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

۴۱۸۶- حضرت امیمہ بنت رقیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں کچھ انصاری عورتوں کی معیت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہم آپ سے بیعت ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی' چوری نہیں کریں گی' زنا نہیں کریں گی' اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق (تم پابند ہوگی)۔'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہم پر (ہم سے بھی) زیادہ مہربان

---

٤١٨٥ـ أخرجه مسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح:٩٣٦ من حديث أبي الربيع، وأخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح:١٣٠٦ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٠٣.

٤١٨٦ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في بيعة النساء، ح:١٥٩٧ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٠٤، وصححه ابن حبان، ح:١٤، وهو في الموطأ:٢/ ٩٨٢ عن ابن المنكدر به.

ﷺ: «إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ مِثْلُ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ».

اور رحم فرمانے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اجازت دیجیے کہ ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا زبانی طور پر سو عورتوں سے (بیعت کی) بات چیت کرنا ایسے ہی ہے جیسے ہر ہر عورت سے الگ طور پر بات چیت کروں۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا ہے کہ عورتوں اور مردوں سے بیعت لینے میں فرق ہے۔ دونوں کی بیعت ایک جیسی نہیں ہے، یعنی بیعت کے وقت عورتوں سے ہاتھ ملانا حرام اور ناجائز ہے جبکہ مردوں سے حلال اور جائز ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ ملا کر صحابۂ کرام ﷺ سے بیعت لی تھی۔ قرآن وحدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے اگرچہ ضرورت کا تقاضا بھی ہوتا جیسا کہ آپ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت صرف زبان سے بیعت لینے پر اکتفا فرمایا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک کبھی کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ (صحیح البخاري، التفسیر، حدیث: ۴۸۹۱) بنابریں کسی بھی نیک و پارسا اور برادری وغیرہ کے معزز اور بڑے شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی غیر محرم عورت کے سر پر ہاتھ پھیرے یا کسی سے مصافحہ وغیرہ کرے۔ ③ نبی ﷺ کا جو حکم امت کے کسی ایک مرد یا ایک عورت کے لیے ہوتا ہے وہ امت کے تمام مردوں اور عورتوں کو شامل ہوتا ہے الا یہ کہ نبی ﷺ کسی کے لیے خود تخصیص فرما دیں۔ ⑤ ''عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا'' نبی ﷺ کے اس طرز عمل میں ان نام نہاد پیروں کے لیے درس عبرت ہے جو مردوں عورتوں سے بلا امتیاز دستی بیعت لیتے ہیں۔ اگر یہ جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس سے پرہیز نہ فرماتے۔ اسی طرح مجالس وعظ و سماع میں عورتوں کا مردوں کے سامنے بلا حجاب بیٹھنا بھی شرعی مزاج سے متصادم ہے۔ ⑥ ''الگ الگ بات چیت کروں'' مقصود یہ ہے کہ زبانی بیعت بھی الگ الگ عورت سے نہیں ہوگی بلکہ تمام عورتوں سے بیک وقت زبانی عہد لیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٩) - بَيْعَةُ مَنْ بِهِ عَاهَةٌ (التحفة ١٩)

## باب: ۱۹- آفت زدہ شخص کی بیعت

٤١٨٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

۴۱۸۷- آل شرید کے ایک شخص عمرو کے والد سے

٤١٨٧- أخرجه مسلم، السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوه، ح: ٢٢٣١ من حديث هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨٠٥. * عمرو هو ابن شريد.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ الشَّرِيدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: «اِرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْتُكَ».

روایت ہے کہ بنوثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی شخص بھی آیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے پیغام بھیجا: ”واپس چلے جاؤ (میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں) میں نے تیری بیعت قبول کرلی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ مجذوم شخص سے بیعت لینا مشروع ہے‘ تاہم ایسے شخص سے صرف زبانی کلامی بیعت بھی ہوسکتی ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطرناک بیماری میں مبتلا شخص سے دوری اختیار کرنا جائز ہے‘ تاہم ایسے شخص کو بالکل نظرانداز کرنا اور کلی طور پر اسے حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا درست نہیں۔ اس کا علاج کرانا چاہیے۔ ضرورت کے مطابق اس سے میل جول اور اس کی معاونت ہوسکتی ہے۔ ③ آفت زدہ شخص سے مراد وہ شخص ہے جو انتہائی قبیح مرض میں گرفتار ہو۔ لوگ اس سے بہت نفرت کرتے ہوں۔ دوسرے لوگوں کے متاثر ہونے کا خدشہ ہو‘ مثلاً: جذام (کوڑھ) یہ انتہائی قبیح اور خوف ناک مرض ہے۔ طبعاً ہر آدمی اس سے دور بھاگتا ہے۔ اس مرض کا مواد مریض کے جسم پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔ قریب آنے سے دوسرے شخص کو لگ سکتا ہے جس سے اس کے متاثر ہونے کا خدشہ ہے‘ اس لیے نبی ﷺ نے اسے مجلس میں آنے سے منع فرمادیا۔ ایسے مریض کو خود بھی حتی الامکان مجالس میں آنے سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے بچائے۔ آمین۔ ④ ”بیعت قبول کرلی ہے“ کیونکہ اصل اعتبار تو دلی عہد کا ہے۔ زبان وہاتھ تو صرف تاکید کے لیے ہیں‘ ضروری نہیں۔

## (المعجم ٢٠) - بَيْعَةُ الْغُلَامِ (التحفة ٢٠)

## باب: ۲۰- بچے کی بیعت

٤١٨٨- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ الْهِرْمَاسِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ: مَدَدْتُ يَدِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ لِيُبَايِعَنِي فَلَمْ يُبَايِعْنِي.

۴۱۸۸- حضرت ہرماس بن زیاد ؓ سے روایت ہے کہ میں نے (بیعت کے لیے) اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھایا جبکہ میں اس وقت (نابالغ) بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے بیعت نہیں لی۔

فائدہ: بیعت دراصل عظیم الشان عہد ہوتا ہے جو پوری عقل وحواس اور بصیرت سے کیا جاتا ہے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں اور نہ کوئی بے فائدہ رسم ہے جو صرف تبرک کے لیے ہر کس وناکس سے پوری کروائی جائے۔ آج

---

٤١٨٨- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٨٠٦.

کل بعض حضرات بیعت کو تبرک سمجھ کر کرتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ سے بیعت ہیں اور وہ اسے آخرت میں کوئی مفید شے سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت میں یہ غیر اسلامی عمل ہے۔ بیعت امام کی ہو سکتی ہے یا اس کے مقرر کردہ نائب کی۔ اسلامی بیعت تو عہد کا نام ہے جو ایک ذمہ داری ہے جس کی فکر کرنا پڑتی ہے نہ کہ بیعت انسان کو ذمہ داریوں سے آزاد کرتی ہے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ ”فلاں بزرگ سے بیعت ہو جاؤ بس نجات ہو جائے گی۔ شرعی فرائض کی ادائیگی کوئی ضروری نہیں“ گویا ہر قسم کی ذمہ داری بیعت لینے والے پر ڈال دی جاتی ہے۔ اسلام ایسی خرافات کا قائل نہیں۔

## (المعجم ٢١) - بَيْعَةُ الْمَمَالِيكِ (التحفة ٢١)

## باب:۲۱-غلام کی بیعت

٤١٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا حَتَّى يَسْأَلَهُ «أَعَبْدٌ هُوَ؟»

۴۱۸۹- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ ایک غلام آیا اور اس نے ہجرت پر نبی اکرم ﷺ کی بیعت کر لی۔ نبی اکرم ﷺ کو علم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے۔ کچھ دیر بعد اس کا مالک آ گیا' وہ اسے لے جانا چاہتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ غلام مجھے بیچ دے۔“ پھر آپ نے دو کالے غلام دے کر اس کو خریدا۔ اس کے بعد آپ کسی سے بیعت نہ لیتے حتی کہ پوچھ لیتے: ”وہ غلام تو نہیں؟“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر غلام کی بیعت ناجائز ہے۔ ② یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے عظیم مکارم اخلاق اور عام لوگوں کے ساتھ احسان کرنے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ آپ نے غلام کو واپس کرنا پسند نہیں فرمایا تاکہ وہ آزردہ خاطر نہ ہو' نیز جس غرض کے لیے وہ آیا تھا اس میں بھی خلل واقع نہ ہو' چنانچہ آپ نے احسان عظیم فرماتے ہوئے اسے خرید لیا تاکہ اس کا مقصد پورا ہو جائے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ دو غلاموں کے بدلے ایک غلام کی بیع جائز ہے' خواہ قیمت ایک جیسی ہو یا قیمت کا فرق ہو۔ تمام جانوروں اور حیوانات کا حکم بھی یہی ہے۔ جمہور اہل علم اس بیع کے جواز کے قائل ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت

٤١٨٩- أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلاً، ح:١٦٠٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٠٧.

ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ عالم الغیب تھے اور نہ آپ کو عطائی علم غیب حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس غلام کی بیعت قبول فرمالی جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر آ گیا تھا۔ اسی طرح اس واقعے کے بعد آپ بیعت کی خاطر آنے والے ہر شخص سے پوچھا کرتے تھے کہ وہ غلام تو نہیں ہے؟ ⑤ رسول اللہ ﷺ احتیاط پسند تھے' اسی لیے آپ بیعت کے لیے آنے والوں سے پوچھتے تھے۔ ⑥ غلام اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا۔ وہ مالک کے حکم کا پابند ہوتا ہے' لہٰذا غلام کا اسلام تو معتبر اور مقبول ہے مگر ہجرت اور جہاد وغیرہ کی بیعت معتبر نہیں۔ ممکن ہے مالک اسے اجازت نہ دے جیسا کہ مندرجہ بالا واقعہ میں ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ نے اس کی بیعت ہجرت کی لاج رکھتے ہوئے اسے خرید لیا مگر ہر غلام کے ساتھ ایسے ممکن نہ تھا۔

## (المعجم ٢٢) - اِسْتِقَالَةُ الْبَيْعَةِ (التحفة ٢٢)

## باب:٢٢- بیعت کی واپسی کا مطالبہ کرنا

٤١٩٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِينَةِ، فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا».

۴۱۹۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر قبول اسلام کی بیعت کی' پھر اس اعرابی کو مدینہ منورہ میں تپ چڑھ گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس فرما دیجیے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ وہ دوبارہ آیا اور پھر کہنے لگا: میری بیعت واپس فرما دیجیے۔ آپ نے پھر انکار فرمایا۔ آخر وہ اعرابی (بلا اجازت) چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے۔ میل کچیل کو نکالتا رہتا ہے اور خالص چیز کو باقی رکھتا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے۔ باب کا مطلب ہے کہ بیعت توڑنے کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہوا کہ یہ کام ناجائز اور حرام ہے۔ کسی شخص نے اسلام پر بیعت کی ہو یا ہجرت پر دونوں صورتوں میں بیعت توڑنا درست نہیں۔ ② اس حدیث مبارکہ سے مدینہ طیبہ کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی بھٹی کی طرح بنایا ہے جو شر پسند لوگوں کو نکال باہر پھینکتا ہے جبکہ

---

٤١٩٠ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الأعراب، ح:٧٢٠٩، ومسلم، الحج، باب المدينة تنفي خبثها وتسمى طابة وطيبة، ح:١٣٨٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٠٨، والموطأ(يحيى): ٢/٨٨٦.

ابرار واخیار لوگ اس میں سکون وقرار حاصل کرتے ہیں۔ ③ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ سے نکل جانے والے لوگ مذموم ہیں۔ لیکن کلی طور پر یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ کی بہت بڑی تعداد نے مدینہ کو خیر باد کہہ کر دوسرے مقامات پر بسیرا کر لیا تھا۔ بعد میں بھی کئی اصحاب العلم فضلاء نے مدینہ چھوڑا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کا مدینہ سے نکلنا مذموم ومکروہ ہے جنھیں مدینہ میں رہنا پسند نہیں، یعنی مدینہ سے کراہت اور بے رغبتی کرتے ہوئے اس سے نکل جائیں جیسا کہ اس اعرابی نے کیا تھا، تاہم جن لوگوں نے صحیح اور درست مقاصد کی خاطر مدینے کو خیر باد کہا، جیسے تبلیغ دین اور علم کی نشر واشاعت کے لیے، کفار ومشرکین کے علاقے فتح کرنے، سرحدوں کی حفاظت کرنے اور دشمنان دین واسلام کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور نہ یہ اعمال حدیث میں وارد مذمت کے مصداق ہی ہیں۔ ④ جب اسلام پھیل گیا تو بعض لوگ مالی مفادات کے حصول کے لیے بھی اسلام قبول کرنے لگے۔ اسلام لانے کے بعد اگر مال حاصل ہوتا رہتا تو اسلام پر قائم رہتے اور اگر کوئی تکلیف آ جاتی یا مال نہ ملتا تو دین سے برگشتہ ہو جاتے۔ شاید یہ اعرابی بھی اسی قسم کا تھا۔ ممکن ہے اس نے ہجرت کی بھی بیعت کی ہو، پھر بخار سے گھبرا کر مدینہ چھوڑنا چاہتا ہو نہ کہ اسلام۔ ⑤ ”بھٹی کی طرح“ مدینہ منورہ میں رہ کر بہت سی جسمانی تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ آب وہوا کی ناموافقت، فقر وفاقہ، اجنبیت، ہر وقت حملے اور لڑائی کا خطرہ اور وقتاً فوقتاً جنگوں میں شرکت جبکہ اسلحہ اور حفاظتی سامان بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔ یہ ایسی چیزیں تھیں جنھیں ناقص اور کمزور ایمان والا شخص برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اولوالعزم اور پختہ ایمان والے ہی ان آزمائشوں پر پورا اترتے تھے۔ ⑥ میل کچیل سے مراد ناقص الایمان اور منافق لوگ ہیں۔ ایسے لوگ مدینہ میں نہیں رہ سکتے مدینہ انھیں باہر نکال دیتا ہے۔

## (المعجم ٢٣) - اَلْمُرْتَدُّ أَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ (التحفة ٢٣)

## باب:۲۳- جو شخص ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ اعرابی بن جائے

٤١٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ! اِرْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ، وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، وَبَدَوْتَ،

۴۱۹۱- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ حجاج کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے کہا: اے ابن اکوع! تم مرتد ہو گئے ہو اور ایک کلمہ کہا جس کے معنی تھے کہ (مدینہ چھوڑ کر) بادیہ میں رہنے لگے ہو؟ انھوں نے فرمایا: نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (اپنے بعد) بادیہ میں رہنے کی

---

٤١٩١ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب التعرب في الفتنة، ح:٧٠٨٧، ومسلم، الإمارة، باب تحريم رجوع المهاجر إلى استيطان وطنه، ح:١٨٦٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح:٧٨٠٩.

قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ لِي فِي الْبُدُوِّ.

اجازت دی تھی۔

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ہجرت کرنے کے بعد بادیہ نشینی نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کے صبر اور ان کی جرأت پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے حجاج کی بے ادبی پر صبر کیا' اور پھر اسے جواب بھی دیا۔ حجاج بنو امیہ کے دور کا ایک ظالم اور گستاخ گورنر تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے اس کا انداز تخاطب اس کے تکبر اور گستاخی کی واضح دلیل ہے۔ اسے اقتدار کے نشے نے چھوٹے بڑے کی تمیز بھلا دی تھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی اسے اچھے لفظوں سے یاد نہیں کرتا بلکہ لعنت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ بے ادبی انسان کی خوبیوں کو چھپا دیتی ہے۔ ③ "بادیہ" مراد صحرائی علاقہ ہے' یعنی آبادیوں سے باہر کھلے اور آزاد علاقے۔ ان میں رہنے والے کو بدوی یا اعرابی کہتے ہیں۔ ④ حجاج کا اعتراض فضول تھا۔ کوئی شخص کسی بھی جگہ رہائش اختیار رکھ سکتا ہے۔ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کوئی مہاجر نہیں تھے کہ مدینہ چھوڑ کر اپنے سابقہ گھر چلے گئے ہوں اور ان پر اعتراض ہو سکے۔ بہت سے مہاجر صحابہ بھی مدینہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں آباد ہو گئے تھے۔ خیر انھوں نے تو نبی ﷺ سے اجازت بھی لے رکھی تھی اور پھر وہ فوت بھی مدینہ منورہ ہی میں ہوئے۔ رضي الله عنه وأرضاه.

## (المعجم ٢٤) - اَلْبَيْعَةُ فِيمَا يَسْتَطِيعُ الْإِنْسَانُ (التحفة ٢٤)

## باب:۲۴- بیعت ان امور میں ہے جو انسان کی استطاعت میں ہوں

٤١٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَقَالَ عَلِيٌّ: فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۴۱۹۲- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیعت کیا کرتے تھے کہ آپ کی بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے کہ اپنی طاقت کے مطابق۔

---

٤١٩٢ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، ح: ١٨٦٧ عن علي بن حجر وغيره به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٠، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ بیعت کرتے وقت طاقت کی قید بھی ذکر کرنی چاہیے۔ یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ بیعت میں طاقت و وسعت کی قید ملحوظ ہوتی ہے' خواہ لفظاً ذکر نہ کی جائے۔ طاقت سے بڑھ کر کوئی اطاعت کا مکلف نہیں بن سکتا۔

٤١٩٣- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا حِينَ نُبَايِعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، يَقُولُ لَنَا: فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ.

۴۱۹۳- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم سمع و طاعت پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرتے تو آپ ہمیں فرماتے تھے کہ تمھاری طاقت کے مطابق۔

٤١٩٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَلَقَّنَنِي: «فِيمَا اسْتَطَعْتَ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ».

۴۱۹۴- حضرت جریر بن عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں نے سمع اور اطاعت پر رسول اللہ کی بیعت کی تو آپ نے مجھے (یہ کہنے کی) تلقین فرمائی: ''اپنی طاقت کے مطابق اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کروں گا۔''

٤١٩٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ».

۴۱۹۵- حضرت امیمہ بنت رقیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم چند عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ آپ نے ہمیں فرمایا: ''تمھاری استطاعت اور طاقت کے مطابق (یہ بیعت تم پر لاگو ہوگی)۔''

---

٤١٩٣_ أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟، ح: ٧٢٠٢، ومسلم، (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١١.

٤١٩٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٢.

٤١٩٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٣.

## (المعجم ٢٥) - ذِكْرُ مَا عَلٰى مَنْ بَايَعَ الْإِمَامَ وَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ (التحفة ٢٥)

## باب:۲۵- جو شخص امام کی بیعت کرے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور اسے خلوص کا یقین دلائے تو (اس پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے)؟

٤١٩٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ عَلَيْهِ مُجْتَمِعُونَ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ نَزَلْنَا [مَنْزِلًا]، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشْرَتِهِ، إِذْ نَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعْنَا، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَنَا فَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَإِنَّ آخِرَهَا سَيُصِيبُهُمْ بَلَاءٌ وَأُمُورٌ يُنْكِرُونَهَا، تَجِيءُ فِتَنٌ فَيُدَقِّقُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ، فَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ

۴۱۹۶- حضرت عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے پاس پہنچا۔ وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے اردگرد جمع تھے۔ میں نے انھیں فرماتے سنا کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم ایک منزل میں اترے۔ ہم میں سے کوئی شخص ابھی خیمہ لگا رہا تھا، کوئی (بطور مشق) تیر اندازی کر رہا تھا اور کوئی اپنے جانوروں کو چرانے کے لیے نکال رہا تھا کہ اتنے میں نبی ﷺ کے منادی نے اعلان کیا: نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ، چنانچہ ہم سب اکٹھے ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے (خطبہ کے دوران میں) فرمایا: ”جو بھی نبی مجھ سے پہلے گزرے ہیں، ان پر ضروری تھا کہ اپنی امت کی ان باتوں کی طرف رہنمائی فرمائیں جنھیں وہ ان کے لیے بہتر سمجھتے تھے۔ اور انھیں ان چیزوں سے ڈرائیں جنھیں وہ ان کے لیے برا سمجھتے تھے۔ اور تمھاری اس امت کی خیر و بھلائی اس کے ابتدائی لوگوں میں رکھ دی گئی ہے۔ بعد میں آنے والوں پر بڑی آزمائشیں آئیں گی اور

٤١٩٦_أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول، ح: ١٨٤٤ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٤.

تَنْكَشِفُ، ثُمَّ تَجِيءُ فَيَقُولُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ مَا يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ، وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمْرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا رَقَبَةَ الْآخِرِ» فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، مُتَّصِلٌ.

ایسے حالات طاری ہوں گے جنھیں وہ ناپسند کریں گے۔ بے شمار فتنے آئیں گے جو ایک دوسرے کے مقابلے میں ہلکے معلوم ہوں گے۔ (ایک سے بڑھ کر ایک ہوگا۔) ایک فتنہ آئے گا' مومن سمجھے گا کہ یہ مجھے ہلاک کر ڈالے گا' پھر وہ فتنہ ٹل جائے گا اور اس کی جگہ اور بڑا فتنہ آئے گا۔ مومن کہے گا: یہ ہلاک کن ہے (اس سے تو میں بچ ہی نہیں سکتا)' پھر وہ بھی ٹل جائے گا' چنانچہ تم میں سے جو شخص چاہتا ہے کہ اسے آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے تو اس کو موت اس حال میں آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو وہ خود پسند کرتا ہے کہ میرے ساتھ کیا جائے۔ جو شخص کسی امام (امیر) کی بیعت کرے' اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس سے دلی طور پر (خلوص کا) عہد کرے تو جہاں تک ہو سکے' وہ اس کی اطاعت کرے' پھر اگر کوئی دوسرا شخص (مسلمہ) امیر سے حکومت چھیننے کی کوشش کرے تو اس کی گردن مار دو۔" (راوی نے کہا:) میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے قریب ہو کر پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سب باتیں فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! (یقیناً)

**فوائد ومسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت یوں بنتی ہے کہ جو شخص کسی امیر اور امام برحق کی بیعت کر لیتا ہے اور اسے اپنا تمام تر خلوص ومحبت پیش کر دیتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ شخص حسب استطاعت وفا کے تقاضے پورے کرے اور اس پر جو اطاعتِ امیر لازم ہے اسے پورا کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص آ کر پہلے امیر کی خلافت چھیننا چاہے تو وہ پہلے امیر کے ساتھ مل کر دوسرے سے لڑائی کرے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے انبیاء کے ذمے ان فرائض کی وضاحت بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر عائد کیے تھے' یعنی اخلاص کے ساتھ انھیں

خیر وشر کے متعلق خبردار کرنا' انھیں ان کی دنیوی واخروی بھلائیوں کی رہنمائی کرنا اور انھیں ان کے دینی ودنیوی شر اور نقصان سے ڈرانا اور اس پر متنبہ کرنا۔ ③ موت تک ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت پر پکا رہنا' نیز لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا' آگ سے نجات اور جنت میں داخلے کا سبب ہے۔ ④ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ ویسا سلوک اور برتاؤ کرے جیسا وہ اپنے لیے لوگوں سے چاہتا ہے۔ یہ حدیث اس بات پر صریح نص ہے۔ نبی ﷺ کے ان کلمات کو آپ کے جوامع الکلم میں سے شمار کیا گیا ہے۔ یہ شریعت مطہرہ کا اہم قاعدہ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ ⑤ ''ابتدائی لوگوں میں'' معلوم ہوا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم افضل امت تھے۔ ان کا دین محفوظ تھا۔ دنیوی فتنوں کا بہت کم شکار ہوئے۔ ⑥ ''ہلکے معلوم ہوں گے'' یعنی بعد والا فتنہ پہلے فتنے سے بڑا ہوگا' لہٰذا پہلا فتنہ دوسرے کے مقابلے میں ہلکا محسوس ہوگا' حالانکہ وہ حقیقتاً بہت بڑا ہوگا جیسا کہ حدیث ہی میں تفصیل مذکور ہے۔ ⑦ ''گردن مار دو'' اسلام میں بغاوت بہت بڑا جرم ہے۔ لوگ ایک امیر پر متفق اور مطمئن ہوں تو اس کے خلاف افراتفری پیدا کرنے والا امن وامان کو درہم برہم کرنے والا بڑا مجرم ہے۔ اس کی سزا قتل ہے۔ گویا بغاوت ارتداد کے جرم کے برابر ہے۔ گزشتہ صفحات (حدیث: ۴۰۲۶) میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْحَضُّ عَلٰى طَاعَةِ الْإِمَامِ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶- امام (امیر) کی اطاعت کا شوق دلانا اور اس پر ابھارنا

٤١٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَدَّتِي تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا».

۴۱۹۷- حضرت یحییٰ بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے اپنی دادی سے سنا' وہ فرماتی تھیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے سنا: ''اگر تم پر ایک حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جو تمھیں اللہ تعالیٰ کی کتاب (شریعت اسلامیہ) کے مطابق چلائے تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔''

---

٤١٩٧ـ أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح:١٨٣٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨١٥.

**فوائد ومسائل:** ① چونکہ عام طور پر معاشرے میں غلام کو کم تر خیال کیا جاتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مبالغے کی حد تک تاکیدی حکم فرمایا کہ اگر خلیفۃ المسلمین کسی غلام اور وہ بھی حبشی غلام جو کہ عموماً پرکشش اور جاذب نظر نہیں ہوتا' کو ماتحت امیر وامام مقرر کر دے تو اس کی اطاعت وفرماں برداری بھی اسی طرح فرض ہے جس طرح کہ ایک آزاد مرد کی۔ اس اطاعت میں حریت وعبدیت کی وجہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام وامیر بننے کے لیے حریت اور آزادی شرط نہیں ہے کہ صرف آزاد شخص ہی امام اور امیر بن سکے۔ آقا ومولا کی اجازت سے غلام بھی امام وامیر بن سکتا ہے۔ اس صورت میں غلام' صرف غلام ہی نہیں بلکہ امام برحق بھی ہوگا' لہٰذا اس کی اطاعت بھی واجب ہوگی۔ ③ یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بھی امام وامیر یا خلیفۃ المسلمین صرف اس صورت میں واجب الطاعۃ ہے جب تک وہ کتاب وسنت کے مطابق احکام دے' لوگوں کو شریعت اسلامیہ کے مطابق چلائے اور خود بھی پابند شریعت بن کر رہے' ہاں! اگر کوئی امیر کتاب وسنت کے مخالف' محض اپنی خواہش نفس کی اطاعت کرانا چاہے تو اس صورت میں وہ قطعاً اطاعت کا حق دار نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ] (مسند أحمد: ۱/۹۴) ④ نیز اس حدیث مبارکہ سے تقلید شخصی کا مکمل طور پر رد ہوتا ہے۔ غیر مشروط اطاعت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حق ہے جو کسی دوسرے کو نہیں دیا جا سکتا۔

## (المعجم ۲۷) - اَلتَّرْغِيبُ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ (التحفة ۲۷)

## باب: ۲۷- اطاعت امام کی ترغیب دینا

٤١٩٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ زِيَادَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ

۴۱۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے میری اطاعت کی' درحقیقت اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اور جس شخص نے میری نافرمانی کی' اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (اسی طرح) جس شخص نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی' اس نے درحقیقت میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی

---

٤١٩٨- أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٥ من حديث ابن جريج، والبخاري، الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾، ح: ٧١٣٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٦.

عَصٰی أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي».

کی اس نے درحقیقت میری نافرمانی کی۔"

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مطابقت واضح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے امیر کی اطاعت کی ترغیب اس طرح دی ہے کہ اس کی اطاعت کو اپنی اور اللہ عزوجل کی اطاعت ہی قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے کئی صحابہ کو امیر مقرر فرمایا جیسا کہ اہل یمن کی طرف حضرت معاذ بن جبل، حضرت علی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کو مقرر فرمایا۔ ② رسول اللہ ﷺ نے جس اطاعت کی ترغیب دلائی ہے وہ مشروط ومقید اطاعت ہے، یعنی صرف معروف میں اطاعت، اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ] یعنی خالق کی نافرمانی کی صورت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

(المعجم ٢٨) - قَوْلُهُ تَعَالٰى : ﴿وَأُولِي ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ کی وضاحت

٤١٩٩- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ﴾ [النساء: ٥٩] قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ ابْنِ عَدِيٍّ بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ.

۴۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو" حضرت عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی ؓ کے بارے میں اتری۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں (امیر بنا کر) بھیجا تھا۔

فوائد ومسائل: ① آیت میں ﴿أُولِي الْأَمْرِ﴾ سے مراد امراء اور حکام ہیں۔ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے مراد علماء بھی ہیں، خواہ علماء ہوں یا امراء وحکام سب کی اطاعت قرآن وسنت کے ساتھ مشروط ہے۔ اگر ان کا کوئی حکم شریعت کے مخالف ہو اس میں ان کی اطاعت بجالانا ناجائز اور حرام ہے۔ ② اس آیت سے بعض لوگوں نے تقلید شخصی کا مسئلہ کشید کرنے کی جسارت کی ہے۔ حالانکہ آیت مبارکہ سے تو تقلید شخصی کا رد ہوتا ہے، بالخصوص منصوص امور میں تو کسی کی قطعاً کوئی تقلید جائز ہی نہیں، چاہے کوئی شخص کتنا ہی محترم، بزرگ، فقیہ اور بڑا

٤١٩٩_ أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول. . .﴾، ح: ٤٥٨٤، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٨١٧.

کیوں نہ ہو‘ نص کے مقابلے میں تو ہر شخص ہی چھوٹا ہے۔ یہی حال امراء کا بھی ہے کہ ان کی اطاعت بھی صرف معروف میں ہے‘ نہ کہ منکر میں جیسا کہ متعدد بار سابقہ احادیث کے فوائد میں ذکر ہو چکا ہے۔ ③ یہ حدیث متفق علیہ‘ یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور ایک شخص (حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی ؓ) کو اس دستے کا امیر مقرر فرمایا۔ امیر دستہ نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر اپنے معمورین کو حکم دیا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اسے آگ لگاؤ اور اس آگ میں کود جاؤ‘ چنانچہ کچھ لوگ تو آگ میں کودنے پر تیار ہو گئے جبکہ کچھ نے کہا کہ آگ سے بچنے کے لیے تو ہم مسلمان ہوئے ہیں اور نبی ﷺ کی طرف دوڑ کر آئے ہیں اور وہ آگ کے اندر جانے پر تیار نہ ہوئے۔ بالآخر نبی ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے اس وقت فرمایا: [لَوْ دَخَلُوهَا مَاخَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ] ”اگر یہ لوگ آگ میں داخل ہو جاتے تو روز قیامت تک اسی میں رہتے‘ اس سے نکل نہ سکتے۔“ اور آپ نے مزید فرمایا: [اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ] ”اطاعت تو صرف معروف (شریعت مطہرہ کے عین مطابق) کاموں میں ہے۔“ (صحيح البخاري‘ المغازي‘ حديث:٤٣٤٠) تقلید شخصی کے لیے اس آیت کو پیش کرنے والوں کو بہت بڑی ٹھوکر لگی ہے کیونکہ نزول قرآن کے وقت تو موجودہ دور کے مقلدین کے مجتہدین کا وجود تک دنیا میں نہیں تھا۔ پھر ان کی تقلید کیسی؟ ان مجتہدین کے زمانے میں بھی ان کی تقلید کا قطعاً کوئی رواج تھا اور نہ اس کا تصور ہی۔ بلکہ بدعتِ تقلید تو ہجرت نبوی کے چار سو سال بعد رائج ہوئی جیسا کہ شاہ ولی اللہ ؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ دین اسلام میں تو اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تمام دینی معاملات میں کسی ایک متعین امتی مجتہد کی تقلید کی جائے چہ جائیکہ اس کو واجب قرار دیا جائے۔

## (المعجم ٢٩) - اَلتَّشْدِيدُ فِي عِصْيَانِ الْإِمَامِ (التحفة ٢٩)

## باب: ۲۹- امام (شرعی حکمران) کی نافرمانی پر سخت وعید

٤٢٠٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغَى

۴۲۰۰- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنگ دو قسم کی ہوتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت کرے امام کی اطاعت کرے اور قیمتی مال (جہاد میں) صرف کرے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا جاگنا سب اس

---

٤٢٠٠ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح:٣١٩٠، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨١٨.

وَجْهَ اللهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ، فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنُبْهَتَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ».

کے لیے ثواب کا ذریعہ ہیں۔ لیکن جو شخص ریا کاری اور شہرت کے لیے لڑائی کرے امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد پھیلائے وہ تو پہلی حالت میں بھی واپس نہیں لوٹے گا۔"

**فوائد ومسائل:** ① حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے سابقہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهَا. ② اس حدیث سے ریا کاری شہرت اور فساد فی الارض کی مذمت ثابت ہوتی ہے نیز ان کاموں سے نہ صرف نیکیاں برباد ہوتی ہیں بلکہ اس کا مرتکب شخص گناہوں کا بہت بڑا بوجھ بھی اٹھا لیتا ہے۔ ③ وہ مجاہد جو حدیث میں مذکور صفات کا حامل ہوگا وہی جہاد کے فضائل حاصل کر سکے گا وگرنہ جو امیر کا نافرمان ہوگا وہ جہاد کی فضیلت حاصل نہیں کر پائے گا۔ ④ "فساد سے بچے" باہمی فساد مراد ہے یعنی آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرے اس سے مسلمانوں میں آپس میں پھوٹ پڑے گی اور کافروں پر ان کا رعب ختم ہو جائے گا۔ ⑤ "پہلی حالت میں بھی واپس نہیں لوٹے گا" یعنی جہاد سے پہلے والے اعمال بھی برقرار نہیں رہیں گے بلکہ اس قسم کے جہاد کا گناہ پہلے سے کیے ہوئے بہت سے اعمال کے ثواب کو بھی ضائع کر دے گا چہ جائیکہ اس جہاد کا ثواب ملے جبکہ صحیح نیت اور طریقے کے ساتھ جہاد کرنے سے جہاد کے علاوہ عادی امور کا بھی ثواب ملے گا مثلاً: سونا، چلنا، پھرنا اور کھانا پینا وغیرہ۔

## (المعجم ٣٠) - ذِكْرُ مَا يَجِبُ لِلْإِمَامِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ (التحفة ٣٠)

## باب: ٣٠- امام کے حقوق وفرائض کیا ہیں؟

٤٢٠١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ:

۴۲۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام ڈھال ہے۔ اس کی آڑ میں لڑا جائے اور اس کی مدد کے ساتھ دشمن سے بچا جائے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے حکم دے اور انصاف کرے تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اگر وہ اس

٤٢٠١ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب: يقاتل من وراء الإمام ويتقى به، ح: ٢٩٥٧ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٥/ ٣٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨١٩.

«إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ، فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرًا وَإِنْ أَمَرَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ وِزْرًا».

طرح حکم نہ دے تو اسے گناہ ہوگا۔“

فوائد و مسائل: ① امیر و امام کے حقوق و فرائض کی تعیین و تبیین کے بعد جو بھی اس سے عدول اور تجاوز کرے گا' گناہ گار ہوگا۔ امام اپنے فرائض عدل و انصاف سے ادا کرے گا تو وہ اجر عظیم کا مستحق ہوگا اور اگر ظلم و بے انصافی کرے گا تو اللہ کے ہاں گناہ گار ٹھہرے گا۔ ② حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ امام کو ڈھال بنایا جائے' شر اور فتنہ و فساد سے امام کے ذریعے سے بچا جائے۔ تمام معاملات میں اس کے مبنی بر انصاف فیصلے تسلیم کیے جائیں' اور اس کی اطاعت کی جائے' اسے کسی بھی صورت میں اپنے تعاون سے محروم نہ کیا جائے اور نہ اسے کسی حالت میں بے یار و مددگار چھوڑا جائے۔ اپنی ہلاکت کے ڈر سے اسے تنہا نہ چھوڑا جائے وغیرہ۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ شرعی امیر و حاکم لوگوں کے لیے اس طرح ڈھال ہوتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص دوسرے پر ظلم نہیں کرتا' نیز دشمن بھی اس سے خوف زدہ رہتا ہے' لہٰذا اس ڈھال کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ”اس کی آڑ میں لڑا جائے“ کے معنی ہیں کہ امام کو محفوظ جگہ رکھا جائے' یعنی فوج کی اگلی صفوں میں امام کو نہ رکھا جائے' اس کی رائے اور منصوبہ بندی کے ساتھ دشمن سے مقابلہ کیا جائے' دوسرے معنی یہ ہیں کہ امام خود مجاہدین کی اگلی صفوں میں ہو اور بہادری سے دشمن کے ساتھ قتال کرے۔ دونوں معانی درست ہیں کیونکہ بعض مقامات پر نبی ﷺ کے لیے محفوظ جگہ بنائی گئی۔ جہاں سے آپ میدان جنگ کا مشاہدہ کرتے اور اس کے مطابق اوامر جاری فرماتے اور بعض مقامات میں نبی ﷺ کا اگلی صفوں میں رہ کر قتال کرنا بھی ثابت ہے' جب جنگ کی شدت ہوتی تو صحابہ آپ کو اپنے لیے ڈھال بناتے۔

## (المعجم ٣١) - اَلنَّصِيحَةُ لِلْإِمَامِ (التحفة ٣١)

## باب: ۳۱- امام کے ساتھ خلوص کا برتاؤ کیا جائے

٤٢٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَأَلْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قُلْتُ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِيكَ قَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنَ

۴۲۰۲- حضرت تمیم داری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین تو بس خلوص و خیر خواہی کا نام ہے۔“ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کس سے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے' اس کی

٤٢٠٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح:٥٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٧٨٢٠.

الَّذِي حَدَّثَ أَبِي حَدَّثَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»

کتاب سے‘ اس کے رسول سے‘ مسلمانوں کے حکام سے اور عوام الناس سے۔“

فائدہ: دین اخلاص کا نام ہے۔ اخلاص نہ ہو تو شرک‘ نفاق‘ ریاکاری‘ دغابازی اور دھوکا دہی جیسے قبیح اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اخلاص یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرے‘ اسی کو پکارے‘ اسی پر بھروسا کرے اور اسی سے ڈرے۔ کتاب سے اخلاص یہ ہے کہ اس پر عمل کرے اور اس کا احترام کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے اخلاص یہ ہے کہ آپ کی اطاعت کرے‘ ہر چیز سے بڑھ کر محبت رکھے‘ آپ کے فرمان پر مرمٹے۔ آپ کے مقابلے میں کسی کی پروانہ کرے۔ حکام سے اخلاص یہ ہے کہ ان کی بیعت کر کے ان سے وفادار رہے اور حتی الامکان شرعی حدود کے اندر ان کی اطاعت کرے۔ ان کے خلاف بغاوت نہ کرے۔ اور عام مسلمانوں سے اخلاص یہ ہے کہ ان کا خیر خواہ رہے‘ ان کو دھوکا نہ دے‘ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور دوسروں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

٤٢٠٣- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

۴۲۰۳- حضرت تمیم داری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین تو ہے ہی اخلاص کا نام۔“ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کس کے ساتھ اخلاص؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ‘ اس کی کتاب کے ساتھ‘ اس کے رسول کے ساتھ اور مسلمانوں کے حکام کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ۔“

---

٤٢٠٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢١.

٤٢٠٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

۴۲۰۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً دین خیر خواہی کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ بے شک دین خیر خواہی سے عبارت ہے۔'' صحابۂ کرام ؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس کی (خیر خواہی۔) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی' اس کی کتاب کی' اس کے رسول کی' مسلمان حاکموں کی اور عام مسلمانوں کی۔''

٤٢٠٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْكَبِيرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، وَعَنْ سُمَيٍّ، وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلدِّينُ النَّصِيحَةُ» قَالُوا: لِمَنْ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

۴۲۰۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دین خلوص کا نام ہے۔'' صحابۂ کرام ؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کس سے (خلوص۔) آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے' اس کی کتاب سے' اس کے رسول سے' مسلمانوں کے حکام اور رعایا سے۔''

---

٤٢٠٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في النصيحة، ح:١٩٢٦ من حديث محمد بن عجلان به، وعنعن، وقال محمد بن نصر المروزي "حديثه غلط" (الصلاة، ح:٧٥٠)، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٢٢، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٤٢٠٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٢٣، وأخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١٨٨ عن النسائي به.

(المعجم ٣٢) - بِطَانَةُ الْإِمَامِ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-امام کے مشیر اور راز دان (اچھے ہونے چاہئیں)

٤٢٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ يَعْمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ وَّالٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِي تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا».

۴۲۰۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر حاکم کے مشیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مشیر وہ جو اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور دوسرا مشیر وہ جو اس کو خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ جو حاکم برے مشیروں سے بچ گیا' وہ حقیقتاً بچ گیا۔ اور اس کا شمار ان میں سے ہوگا جو اس پر غالب آئے رہے۔“

فائدہ: معلوم ہوا کہ امیر یا حاکم کی کامیابی اور ناکامی اس کے مشیروں پر موقوف ہے۔ اگر مشیر اچھے ہوں گے تو حاکم اچھا رہے گا۔ اور اگر مشیر برے ہوں گے تو حاکم بھی برا ہوگا' خواہ بذات خود اچھا ہو۔ یہی مطلب ہے آخری جملے کا کہ حاکم پر جس قسم کے مشیروں کا غلبہ ہو' حاکم کو اسی قسم میں شمار کیا جائے گا۔ اس کی اپنی ذات کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ تجربہ بھی اس بات کا شاہد ہے کہ بعض برے حاکموں کو اچھے مشیروں کی وجہ سے نیک نامی حاصل ہوگئی' جیسے سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھوں حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کی نامزدگی ایک اچھے مشیر کا کارنامہ ہے۔

٤٢٠٧- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَّسُولِ اللهِ

۴۲۰۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا اور جسے بھی خلیفہ مقرر فرمایا' اس کے دو قسم کے مشیر ہوتے ہیں۔ ایک مشیر اسے نیکی کا حکم دیتے تھے

٤٢٠٦_ أخرجه البخاري، الأحكام، باب بطانة الإمام وأهل مشورته، ح: ٧١٩٨ من حديث معاوية بن سلام به معلقًا، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٤.

٤٢٠٧_ أخرجه البخاري، القدر، باب: المعصوم من عصم الله، ح: ٦٦١١ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٥.

ﷺ قَالَ: «مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

اور دوسرے مشیر اسے برائی کا مشورہ دیتے تھے اور برائی کی ترغیب دلاتے تھے۔ اور محفوظ وہی رہتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔"

فائدہ: یہ بات صرف نبی و خلیفہ ہی سے خاص نہیں، ہر شخص کو اسی صورت حال سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس کو اچھے ساتھی بھی ملتے ہیں اور برے بھی۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جس پر غلبہ اچھے ساتھیوں اور مشیروں کا ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں۔ اور بدنصیب ہے وہ شخص جو برے ساتھیوں اور مشیروں کے زیر اثر رہا۔

٤٢٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا بُعِثَ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا كَانَ بَعْدَهُ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَأْلُوهُ خَبَالًا، فَمَنْ وُقِيَ بِطَانَةَ السُّوءِ فَقَدْ وُقِيَ».

۴۲۰۸- حضرت ابو ایوب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو بھی نبی مبعوث ہوئے یا جو ان کے بعد خلیفہ بنے، ان کے مشیر دو قسم کے ہوتے تھے۔ ایک مشیر تو ان کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے روکتے تھے اور دوسرے ان کو خراب کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔ جو شخص برے مشیر سے بچ گیا، وہ حقیقتاً بچ گیا۔"

فوائد و مسائل: ① "مشیر" عربی میں لفظ بطانة استعمال ہوا ہے۔ اس کے لفظی معنی راز دان اور مشیر کے ہیں۔ گہرے دوست کو بھی بطانة کہہ لیا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی راز دان ہوتا ہے۔ ② "حقیقتاً بچ گیا" دنیا میں خرابی، ذلت اور رسوائی سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب سے۔ خلق بھی راضی، خالق بھی راضی۔

## (المعجم ٣٣) - وَزِيرُ الْإِمَامِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۳- امام کا وزیر (بھی نیک اور مخلص ہونا چاہیے)

---

٤٢٠٨- أخرجه البخاري، الأحكام، باب بطانة الإمام وأهل مشورته، ح: ٧١٩٨ من حديث عبيدالله بن أبي جعفر به معلقًا، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٦.

**٤٢٠٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:** حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِي تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَلِيَ مِنكُمْ عَمَلًا فَأَرَادَ اللهُ بِهِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرًا صَالِحًا إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ».

**۴۲۰۹- حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ** میں نے اپنی پھوپھی (حضرت عائشہؓ) کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص کسی کام کا ذمہ دار بنے' پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہتری کا ارادہ فرمائے تو اس کے لیے اچھا وزیر مہیا فرما دیتا ہے۔ جو اس کو بھول جانے کی صورت میں اس کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے اور اگر اسے یاد ہو تو اس کی (ذمہ داری کی ادائیگی میں) مدد کرتا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ امام اور حاکم کے لیے اچھا' لائق و مخلص وزیر بنانا مشروع ہے تاکہ امارت کے اہم معاملات میں وہ امیر کا معاون و مددگار بنے اور امیر سے امارت کا کچھ بوجھ ہلکا کرے۔ ② بعض امراء و حکام پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور اس کی خصوصی عنایت و رحمت ہوتی ہے کہ وہ ان کو سچے، سُچے، خالص اور کھرے وزیر عطا فرماتا ہے جو اس کے مخلص معاون اور ہمدرد و خیر خواہ ہوتے ہیں۔ امیر و امام اگر کوئی اہم بات بھول جائے تو وہ اسے یاد کراتے ہیں' اور اگر اسے یاد ہو تو اس سلسلے میں اس کا تعاون کرتے ہیں۔ ③ امیر و حاکم کو مطلق العنان قطعاً نہیں ہونا چاہیے کہ بغیر کسی کے صلاح و مشورے کے من مانے فیصلے کرے' محض اپنی رائے اور پسند کو ترجیح دے' اپنے آپ کو عقل کل سمجھے اور اپنی مرضی کی سیاست و سیادت اور حکمرانی کرے۔ ایسا کرنے سے رعایا کے بہت سے حقوق ضائع اور پامال ہوتے ہیں' بلکہ امیر و حاکم کو چاہیے کہ امین و دیانت دار' دین پر کاربند' پختہ فکر اور باعمل صاحب بصیرت و صاحب کردار وزیر و مشیر اپنائے جو اچھے مشوروں اور مثبت صلاحیتوں سے اس کی رہنمائی کریں۔ یہ معاملہ اس قدر اہم اور سنجیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو تمام تر اعلیٰ و افضل انسانی کمالات کے حامل' ذہانت و فطانت اور شرافت و نجابت کے بادشاہ تھے' نیز آپ کو وحی الٰہی کی تائید بھی حاصل تھی' اس کے باوجود آپ ﷺ کو ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ کے امر سے حکماً مشاورت کا پابند کر دیا گیا۔ اس کے بعد تو اس مسئلے کی اہمیت کی بابت کسی مزید بات کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ ④ ''وزیر'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی بوجھ اٹھانے والے کے ہیں۔ مراد اس سے ساتھی اور معاون ہے۔ اچھا ساتھی اور معاون بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ صرف حاکم کے لیے ہی نہیں بلکہ ہر ذمہ دار کے لیے حتیٰ کہ خاوند کے لیے اچھی بیوی بھی۔

---

**٤٢٠٩ـ [صحيح]** أخرجه البيهقي: ١٠/ ١١١ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٧، وله شاهد عند البخاري، ح: ٧١٩٨. * عمته عائشة رضي الله عنها.

## (المعجم ٣٤) - جَزَاءُ مَنْ أَمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَأَطَاعَ (التحفة ٣٤)

## باب:٣٤- اگر کسی کو گناہ کا حکم دیا جائے اور وہ اطاعت کرے تو......؟

٤٢١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْأَيَامِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ: اُدْخُلُوهَا، فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَدْخُلُوهَا وَقَالَ الْآخَرُونَ: إِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِلَّذِينَ أَرَادُوا أَنْ يَدْخُلُوهَا: «لَوْ دَخَلْتُمُوهَا لَمْ تَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» وَقَالَ لِلْآخَرِينَ خَيْرًا -وَقَالَ أَبُو مُوسٰى فِي حَدِيثِهِ -: قَوْلًا حَسَنًا وَقَالَ: «لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ».

۴۲۱۰- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر فرمایا۔ اس نے آگ جلائی اور کہنے لگا: اس میں چھلانگیں لگا دو۔ کچھ لوگوں نے چھلانگیں لگانے کا ارادہ کرلیا۔ دوسرے کہنے لگے: ہم آگ سے بچنے کے لیے تو مسلمان ہوئے ہیں (لہٰذا ہم آگ میں چھلانگ نہیں لگائیں گے)۔ پھر (واپسی پر) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے ان لوگوں کو جنھوں نے چھلانگ لگانے کا ارادہ کیا تھا (مخاطب کر کے) فرمایا: ''اگر تم آگ میں چھلانگیں لگا دیتے تو قیامت تک آگ ہی میں رہتے۔'' اور دوسروں کے لیے خیر کا کلمہ کہا۔ (استاد) ابوموسیٰ (محمد بن مثنیٰ) نے اپنی حدیث میں کہا: اور آپ نے دوسرے لوگوں کے بارے میں اچھی بات فرمائی۔ اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ صرف اطاعت اچھے کاموں میں ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی امام وامیر ایسا حکم دے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر مبنی ہو تو ایسا حکم اور امیر قطعاً واجب الطاعۃ نہیں۔ اور اگر کوئی شخص ایسے کسی حکم کو مانے گا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ غصہ بڑے بڑے عقیل وفہیم اور جلیل القدر عظماء کی عقل کو بھی ماؤف کر دیتا ہے جیسا کہ اس صحابیٔ رسول کا معاملہ ہے کہ جسے خود رسول اللہ ﷺ

---

٤٢١٠ـ أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلاة . . . الخ، ح:٧٢٥٧ عن محمد بن بشار، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية، وتحريمها في المعصية، ح:١٨٤٠ عن محمد بن المثنى من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٨٢٨.

نے امیر سریہ مقرر فرمایا اور کسی بات پر ناراض ہو کر وہ غصے میں آ گئے اور اپنے ساتھیوں کو آگ جلا کر اس میں کود جانے کا حکم دے دیا۔ ④ اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ساری امت، ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی جیسا کہ صحابۂ کرام ؓ کی ایک جماعت نے اپنے امیر کے غیر شرعی حکم کی اطاعت نہیں کی۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے سریہ میں جانے والے تمام صحابۂ کرام ؓ کو حکم دیا تھا کہ اپنے امیر کی اطاعت کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حالت ناراضی میں بھی انھیں امیر نے آگ میں کودنے کا حکم دیا تو کچھ لوگ اس پر تیار ہو گئے کیونکہ انھوں نے اطاعت امیر والے مطلق حکم کو عام، یعنی ہر قسم کے حالات کو شامل سمجھا، لیکن اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حکم مطلق کا اطلاق عام اور ہر قسم کے حالات پر ضروری نہیں بلکہ وہاں اطلاق ہوگا جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ کے لیے اس کی وضاحت فرما دی۔ ⑥ "آگ ہی میں رہتے" یعنی ان کو قبر میں عذاب ہوتا۔ برزخی زندگی میں جہنم سے تعلق ہی کو عذاب قبر کہا جاتا ہے اور جنت سے تعلق کو ثواب قبر۔ اور جہنم میں غالب آگ ہی ہے۔

٤٢١١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

۴۲۱۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان شخص پر ضروری ہے کہ وہ امیر کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے، خواہ پسند کرتا ہو یا نہ۔ الا یہ کہ اسے (اللہ اور اس کے رسول کی) نافرمانی اور گناہ والا حکم دیا جائے۔ ایسی صورت میں نہ وہ امیر کی بات سنے، نہ اس کی اطاعت کرے۔"

## (المعجم ٣٥) - ذِكْرُ الْوَعِيدِ لِمَنْ أَعَانَ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ (التحفة ٣٥)

## باب:۳۵- ظلم پر امیر کی مدد کرنے والے شخص کے لیے وعید

٤٢١٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي

۴۲۱۲- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نو

---

٤٢١١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٨٢٩، وأخرجه مسلم، الإمارة، الباب السابق، ح: ١٨٣٩/ ٣٨ عن قتيبة به.

٤٢١٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب في التحذير عن موافقة أمراء السوء، ح: ٢٢٥٩ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٠.

حَصِينٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ فَقَالَ: «إِنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ».

ساتھی تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے بعد کچھ ایسے امیر ہوں گے کہ جو شخص ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے گا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ اس سے میرا کوئی تعلق ہے۔ اور اسے میرے پاس حوض کوثر پر آنا نصیب نہیں ہوگا۔ اور جو شخص ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم میں ان کا ساتھ نہ دے، وہ مجھ سے تعلق رکھتا ہے اور میں اس سے تعلق رکھتا ہوں اور وہ لازماً میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔''

**فوائد ومسائل:** ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ جو شخص، کسی بھی طریقے سے، حاکم وامیر کے ظلم پر اس کی حمایت واعانت کرے گا، اس کے لیے یہ خطرناک وعید ہے کہ وہ حوض کوثر پر آنے اور جام کوثر نوش کرنے کی عظیم سعادت سے محروم ہو جائے گا، لہٰذا اس وعید شدید کو مدنظر رکھتے ہوئے ظالم حکمرانوں کے حضور اپنی بزرگانہ ومشفقانہ، نیز عالمانہ وفاضلانہ خدمات پیش کرنے کے عوض اسمبلی کی ممبری، پرمٹ وپلاٹ اور دیگر عارضی وفانی اور زوال پذیر مراعات حاصل کرنے اور ان ''کامیابیوں'' کو اپنا کمال ہنر سمجھنے والے متلاشیانِ قربِ شاہی، درباری ملاؤں اور اصحاب جبہ ودستار کو بھی اپنی ''سنہری خدمات'' کا از سر نو جائزہ ضرور لینا چاہیے۔ ظلم وناانصافی والے معاملے میں حاکم وامیر کی مدد کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ② ظالم حکمرانوں اور بے انصاف امراء سے فاصلہ رکھنا چاہیے تاکہ ان کے شر سے اپنے دین وایمان کو سلامت رکھا جا سکے۔ ان سے قرب کی صورت میں یا تو ان کے ظلم وزیادتی پر، کسی بھی انداز سے، انھیں تعاون ملے گا یا ان کی تائید ہوگی یا پھر ظلم وزیادتی پر خاموشی اور سکوت کرنا پڑے گا، اور اصلاح کی صورت میں اپنے دین وایمان کے فساد یا اپنی جان ومال کے اتلاف کا خطرہ ہے، اس لیے عافیت، اور سلامتی ان لوگوں سے دور رہنے ہی میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر سلف صالح حکمرانوں سے دور ہی رہا کرتے تاکہ ان کے شر سے اپنے آپ کو اور اپنے دین کو محفوظ رکھ سکیں۔ ③ ''تصدیق نہ کرے'' یعنی ان کے پاس جائے تو سہی مگر حق پر قائم رہے اور انھیں بھی حق کی طرف دعوت دیتا رہے۔ واقعتاً یہ بلند مرتبہ ہے۔

## (المعجم ٣٦) - مَنْ لَّمْ يُعِنْ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ (التحفة ٣٦)

## باب:۳۶- جو شخص ظلم کے معاملے میں امیر کا ساتھ نہ دے؟

٤٢١٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ -يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ- قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ قَالَ: خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ: خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ، أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ: «اِسْمَعُوا، هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ؟ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ».

۴۲۱۳- حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نو آدمی تھے۔ پانچ عربی' چار عجمی یا چار عربی اور پانچ عجمی۔ آپ نے فرمایا: ''سنو! کیا تم سن رہے ہو؟ یقیناً میرے (فوت ہونے کے) بعد کچھ ایسے امیر ہوں گے کہ جو شخص ان کے پاس جائے گا' پھر ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق کرے گا' اور ان کے ظلم میں ان کا ساتھ دے گا' نہ اس کا مجھ سے تعلق ہے اور نہ میرا اس سے۔ اور وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں آ سکے گا۔ اور جو شخص ان کے پاس نہ گیا (یا گیا لیکن) ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی اور ظلم میں ان کا ساتھ نہ دیا' وہ میرا ہے۔ میں اس کا ہوں اور وہ ضرور میرے پاس حوض کوثر پر حاضری کی سعادت حاصل کرے گا۔''

## (المعجم ٣٧) - فَضْلُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ (التحفة ٣٧)

## باب:۳۷- جو شخص ظالم امیر (حکمران) کے سامنے کلمۂ حق کہے' اس کی فضیلت

٤٢١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ:

۴۲۱۴- حضرت طارق بن شہاب ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا' جبکہ آپ ﷺ اپنا پاؤں مبارک رکاب میں رکھ چکے تھے:

---

٤٢١٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، عن هارون بن إسحاق به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣١.

٤٢١٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٥ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٤، وأورده الضياء المقدسي في الأحاديث المختارة. * سفيان الثوري عنعن، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٤٠١٢، وأبي داود، ح: ٤٣٤٤ وغيرهما.

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔“

فوائد و مسائل: ① یہ اس لیے افضل جہاد ہے کہ اس میں جان کا جانا یقینی ہوتا ہے‘ پھر میدان جنگ میں تو آدمی اپنا دفاع بھی کر سکتا ہے جبکہ یہاں وہ بھی ممکن نہیں۔ ہر لحاظ سے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں۔ اور پھر برے طریقے سے مارا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی حوصلہ افزائی کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ ملامت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ ② ”رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے“ یعنی اونٹ پر سوار ہو رہے تھے۔ ③ ”ظالم بادشاہ“ جو کلمۂ حق کہنے والے کو برداشت نہ کرتا ہو۔

## (المعجم ٣٨) - ثَوَابُ مَنْ وَفَّى بِمَا بَايَعَ عَلَيْهِ (التحفة ٣٨)

## باب:۳۸- جو شخص اپنی بیعت کا وفادار رہے اس کا ثواب

٤٢١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ: «بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا» وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ «فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ».

۴۲۱۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مجلس میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے‘ چوری نہیں کرو گے۔ زنا نہیں کرو گے۔“ (آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی۔) ”تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا‘ اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے لیکن جس شخص نے ان میں سے کوئی کام کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چاہے اس کو عذاب دے‘ چاہے معاف فرمائے۔“

فوائد و مسائل: ① ”پوری آیت“ اس سے مراد سورۂ ممتحنہ کی آیت ہے جس میں عورتوں سے مذکورہ بالا دیگر امور پر بیعت لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ آیت عورتوں کے بارے میں ہے اور الفاظ بھی عورتوں والے ہیں۔ ظاہر تو یہی ہے کہ آپ نے مردوں والے الفاظ کے ساتھ پڑھی ہوگی۔ لیکن اگر اصل الفاظ کے ساتھ پڑھی ہو‘

---

٤٢١٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٧٨٣٥.

تب بھی کوئی بعد نہیں کیونکہ مقصد تو امور بیعت کی نشان دہی ہے۔ ② ”پردہ ڈال دیا“ اس کے گناہ کا کسی کو پتا نہ چلنے دیا۔ گواہ ایسا مہیا نہ ہو سکے جن سے سزا نافذ ہو سکتی۔ یا سزا نہ ملی۔

(المعجم ٣٩) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۹- امارت (اور عہدے) کی حرص وخواہش ناپسندیدہ ہے

٤٢١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَإِنَّهَا سَتَكُونُ نَدَامَةً وَحَسْرَةً، فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ».

۴۲۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عن قریب تم لوگ امارت (اقتدار و سرداری) کی حرص کرو گے اور بلاشبہ یہ (قیامت کے دن) ندامت و شرمندگی اور حسرت و افسوس (کا سبب) ہوگی۔ یہ دودھ پلاتے اچھی لگتی ہے مگر دودھ چھڑاتے ہوئے بری محسوس ہوتی ہے۔“ (اس کی ابتدا اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن انجام برا ہوگا۔)

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت بالکل واضح ہے کہ امارت، یعنی اقتدار و سرداری کی حرص و ہوس شرعاً ناپسندیدہ اور مذموم ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنے مذکورہ بالا فرمان سے امت کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جس کام کے انجام میں دکھ، تکلیف اور رنج والم ہو، اسے معمولی اور زوال پذیر لذت وراحت کی خاطر ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ دنیوی لذات کے بجائے اخروی سعادت کے حصول اور آخرت کے عذاب سے خلاصی کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ اصل مقصدِ حیات اور کامیابی دنیا کی لذتوں کا حصول نہیں بلکہ عذاب آخرت سے بچاؤ اور جنت میں داخلہ ہے۔ ④ ”ندامت و شرمندگی اور حسرت و افسوس“ آخرت میں یا دنیا ہی میں کیونکہ جب اقتدار چھن جاتا ہے تو عموماً عذاب سہنا پڑتا ہے۔ تخت یا تختہ۔ ⑤ ”دودھ پلاتے ہوئے“ حدیث میں مذکور اس مثال میں امارت کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے اور حریصِ امارت کو بچے سے۔ ماں جب تک دودھ پلاتی ہے، بچہ ماں سے خوب خوش رہتا ہے اور جب وہ دودھ چھڑا دیتی ہے تو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔ اقتدار کا بھی یہی حال ہے۔

---

٤٢١٦ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب ما يكره من الحرص على الإمارة، ح:٧١٤٨ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح:٧٨٣٦.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## (المعجم ٤٠) - كِتَابُ الْعَقِيقَةِ (التحفة ٢٣)

# عقیقہ سے متعلق احکام و مسائل

عقیقہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جو بچے کی پیدائش کے ساتویں دن بچے کی طرف سے بطور شکرانہ ذبح کیا جائے۔ یہ مسنون عمل ہے۔ جو صاحب استطاعت ہو اسے ضرور عقیقہ کرنا چاہیے ورنہ بچے پر بوجھ رہتا ہے۔ استطاعت نہ ہو تو الگ بات ہے۔ اس کے مسنون ہونے پر امت متفق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عقیقے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ عقیقے کو امر جاہلیت، یعنی قبل از اسلام کی ایک رسم قرار دیتے تھے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ عقیقے کی بابت وارد فرامین رسول ان کے علم میں نہ آسکے ہوں۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١) - [بَابٌ: عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ . . . ] (التحفة ١)

## باب:۱-لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (ذبح کرنے کا بیان)

٤٢١٧ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ: «لَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْعُقُوقَ» - وَكَأَنَّهُ كَرِهَ الْاسْمَ - قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا يَنْسُكُ أَحَدُنَا يُولَدُ لَهُ، قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَنْسُكْ عَنْهُ،

۴۲۱۷-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (معلوم ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے لفظ عقیقہ کو اچھا نہیں سمجھا۔) اس سائل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ جانور ذبح کرتا ہے۔ (ہم تو اس کے متعلق پوچھ رہے ہیں) آپ نے فرمایا: ''جو

---

٤٢١٧ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٤٢ من حديث داود به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٣٨، ولبعضه شاهد في الموطأ: ٢/ ٥٠٠.

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

شخص اپنے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو پوری بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔"

قَالَ دَاوُدُ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ عَنِ الْمُكَافَأَتَانِ قَالَ: اَلشَّاتَانِ الْمُشَبَّهَتَانِ تُذْبَحَانِ جَمِيعًا.

(راویٔ حدیث) داود نے کہا کہ میں نے زید بن اسلم سے اَلْمُكَافَأَتَانِ کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا: اس سے مراد دو ایک جیسی بکریاں ہیں جو بیک وقت ذبح کی جائیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے عقیقے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ شریعت مطہرہ نے لڑکے اور لڑکی کے عقیقے میں یہ فرق کیا ہے کہ لڑکے کی طرف سے ایک جیسی دو بکریاں جبکہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری بطور عقیقہ ذبح کی جائے گی' تاہم اگر استطاعت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے بھی ایک بکری کفایت کر جائے گی۔ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ میں ایک جانور ذبح کرنا متفقہ مسئلہ ہے اور اس میں کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ وراثت میں بھی تو لڑکے اور لڑکی کے حصوں میں فرق ہے۔ ویسے بھی عموماً لوگ لڑکے کی پیدائش پر زیادہ خوشی مناتے ہیں' لہٰذا اس کا شکرانہ بھی زیادہ ہی ہونا چاہیے۔ ② "ناپسند فرماتا ہے" یعنی لفظ عقوق کو' جیسا کہ راوی نے وضاحت کی ہے۔ عقوق کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ یہ لفظ اچھا نہیں' لہٰذا بہتر ہے کہ بجائے عقیقہ کے نسیکۃ (اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح ہونے والا جانور) کہا جائے لیکن یہ بھی ضروری نہیں۔ بعض احادیث میں صراحتاً لفظ عقیقہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں لے سکتے کہ اللہ تعالیٰ فعل عقیقہ کو ناپسند فرماتا ہے کیونکہ آئندہ الفاظ میں تو آپ خود عقیقے کی سنیت ذکر فرما رہے ہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عقیقہ نہ کرنے کو ناپسند فرماتا ہے کیونکہ عقوق کے معنی قطع رحم کے بھی ہیں' جیسے کہ نافرمان اولاد کو عاق کہا جاتا ہے۔ جو والد اپنے بچے کا عقیقہ نہ کرے' گویا اس نے اس رشتے کا حق ادا نہیں کیا' لہٰذا اسے بھی عاق کہا جائے گا کیونکہ اس نے عقوق کیا۔ لیکن یہ معنی ذرا پیچیدہ ہیں۔ ③ "ذبح کرنا چاہے" ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کرنا ضروری نہیں۔ لیکن دوسری روایات کو ساتھ ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ عقیقہ سنت ہے اور سنت کو بلا وجہ چھوڑنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ ④ "دو پوری بکریاں" یعنی عمر میں بھی پوری ہوں اور اوصاف میں بھی۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ عقیقے کا جانور کم از کم قربانی کے جانور کی طرح ہو اور اس میں کوئی عیب نہیں ہونا چاہیے ورنہ وہ پورا نہیں ہوگا۔ اس لفظ کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے: "دو بکریاں جو قربانی کے جانور کے برابر ہوں۔" تیسرا ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ ایک جیسی دو بکریاں۔ تینوں ترجمے صحیح ہیں۔ ⑤ عقیقہ میں بکرا' بکری' مینڈھا' بھیڑ برابر ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔

٤٢١٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ.

۴۲۱۸- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن اور حسین ؓ کی طرف سے عقیقہ کیا۔

## (المعجم ٢) - اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْغُلَامِ (التحفة ٢)

## باب:۲- لڑکے کا عقیقہ

٤٢١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَحَبِيبٌ وَيُونُسُ وَقَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ ابْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذٰى».

۴۲۱۹- حضرت سلمان بن عامر ضبی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بچے کی طرف سے عقیقہ ہونا چاہیے‘ لہٰذا جانور ذبح کرو اور بچے سے میل کچیل دور کرو۔“

فوائد ومسائل: ① ”ذبح کرو“ حکم ہے‘ نیز عقیقہ آپ کا فعل ہے‘ لہٰذا کم از کم سنت تو ہے اگرچہ بعض اہل علم نے امر کی وجہ سے واجب کہا ہے۔ ② ”میل کچیل دور کرو“ مراد سر کے بال ہیں۔ گویا عقیقہ کے ساتھ بچے کا سر بھی مونڈا جائے گا بلکہ ایک روایت کے مطابق اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ بعض نے اس سے ختنہ مراد لیا ہے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے کے بعد اس کا خون بچے کے سر پر نہ ملا جائے جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔

٤٢٢٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۴۲۲۰- حضرت ام کرز ؓ بیان کرتی ہیں کہ

---

٤٢١٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٥، ٣٦١ من حديث الحسين بن واقد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٩. * الفضل هو ابن موسى.

٤٢١٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤٠، وعلقه البخاري، العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ٥٤٧١، وله طرق عنده.

٤٢٢٠- [صحيح] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٤٥٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤١، وانظر الحديث الآتي: ٤٢٢٢. * مجاهد هو ابن جبر.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِي الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَفِي الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو کامل بکرے ذبح کیے جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔“

فائدہ: عقیقہ یا قربانی کے جانور میں نر یا مادہ کی تخصیص کی شرط نہیں۔

## (المعجم ٣) - اَلْعَقِيقَةُ عَنِ الْجَارِيَةِ (التحفة ٣)

## باب:۳- لڑکی کا عقیقہ

٤٢٢١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

۴۲۲۱- حضرت ام کرز ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو کامل بکرے ذبح کیے جائیں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔“

## (المعجم ٤) - كَمْ يُعَقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ (التحفة ٤)

## باب:۴- لڑکی کی طرف سے کتنے جانور ذبح کیے جائیں؟

٤٢٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ - عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنْ لُحُومِ الْهَدْيِ

۴۲۲۲- حضرت ام کرز ؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس (حدیبیہ میں) حاضر ہوئی تا کہ آپ سے قربانی کے گوشت کے بارے میں پوچھوں۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور

---

٤٢٢١ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ـــــ الحميدي، ح: ٣٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٠ . * عمرو هو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح، وأم كرز هي الخزاعية.

٤٢٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٣٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٩، والحاكم، والذهبي.

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «عَلَى الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَلَى الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا».

لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے۔ کوئی حرج نہیں، وہ مذکر ہوں یا مؤنث۔"

فائدہ: "فرماتے سنا" یعنی اپنے سوال کے جواب کے علاوہ عقیقے کا مسئلہ فرماتے ہوئے سنا۔ "مذکر ہوں یا مؤنث" لڑکے کی طرف سے مؤنث اور لڑکی کی طرف سے مذکر یا ملے جلے جانور ذبح کیے جا سکتے ہیں۔ ثواب میں کوئی فرق نہیں۔

٤٢٢٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَوْ إِنَاثًا».

۴۲۲۳- حضرت ام کرز ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں) ذبح کی جائے۔ وہ (عقیقے کے جانور) نر ہوں یا مادہ (بکرے ہوں یا بکریاں) کوئی حرج نہیں۔"

٤٢٢٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ ابْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ.

۴۲۲۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین ؓ کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقے میں ذبح فرمائے۔

فائدہ: روایات میں بکری، بھیڑ اور مینڈھے کا ذکر آیا ہے، لہٰذا عقیقے میں یہی جانور ذبح کرنے چاہئیں۔ گائے اور اونٹ کو عقیقہ میں ذبح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، نیز عقیقے کو قربانی پر قیاس کرنے کی

---

٤٢٢٣ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٤، وأخرجه الترمذي، ح: ١٥١٦ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح".

٤٢٢٤ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٣١١، ح: ١١٨٣٨ من حديث أحمد بن حفص به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٥، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ٢٨٤١ عن عكرمة به، وسنده صحيح، وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٢.

بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ قربانی سب لوگ معین دنوں میں کرتے ہیں جبکہ عقیقہ ہر گھرانہ اپنے بچے کی پیدائش سے ساتویں دن کرتا ہے۔ عقیقہ کی وضع ہی قربانی سے مختلف ہے۔ لڑکے کے عقیقے میں صراحتاً دو بکریاں ذبح کرنے کا ذکر ہے' اس لیے عقیقے میں بکرا' بکری' بھیڑ اور مینڈھے وغیرہ ذبح کیے جائیں اور گائے' اونٹ ذبح نہ کیے جائیں۔

## (المعجم ٥) - مَتٰى يُعَقُّ؟ (التحفة ٥)

## باب: ۵- عقیقہ کب کیا جائے؟

٤٢٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ سَعِيدٍ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمّٰى».

۴۲۲۵- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہوتا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے' سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① ''گروی ہوتا ہے'' جس طرح گروی شدہ چیز کو معاوضہ دے کر چھڑانا ضروری ہوتا ہے' اسی طرح بچے کی آزادی کے لیے عقیقہ کرنا ضروری ہے' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ''آزادی'' کا کیا مطلب ہے۔ امام احمد بن حنبل ؒ سے منقول ہے کہ گروی شدہ بچہ اگر فوت ہو گیا تو وہ ماں باپ کی سفارش نہیں کرے گا کیونکہ گروی شدہ چیز سے مالک فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسے چھڑانے کے بعد ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے جبکہ حافظ ابن قیم ؒ نے شیطان کے چنگل سے چھڑانا مراد لیا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''ساتویں دن'' گویا اس سے پہلے عقیقہ نہیں ہو سکتا۔ بالفرض اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو امام مالک کا خیال ہے کہ بعد میں نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس کا وقت گزر گیا' جیسے قربانی کا وقت گزر جائے تو بعد میں قربانی نہیں کی جا سکتی۔ دیگر ائمہ کا خیال ہے کہ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو اگلے ساتویں دن' یعنی چودھویں دن عقیقہ کیا جائے۔ اگر اس دن بھی عقیقہ نہ ہو سکے تو اکیسویں دن عقیقہ کیا جائے۔ اس مفہوم کی ایک مرفوع حدیث بیہقی میں آتی ہے مگر اس کا راوی ضعیف ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ ؓ کا قول بھی اسی مفہوم کے ساتھ مستدرک حاکم (۴/ ۲۳۸، ۲۳۹) میں آتا ہے' لیکن وہ بھی انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء' حدیث: ۱۱۷۰) اس لیے سنت ساتویں دن ہی ہے' تاہم اگر اس روز ممکن نہ ہو تو بعد میں کسی روز بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کا حکم بھی

---

٤٢٢٥- [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٣٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٤٦، وقال الترمذي، ح: ١٥٢٢ "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

قربانی والا ہوگا' یعنی اس سے سب کھا سکتے ہیں۔ گھر والے بھی اور دوسرے بھی۔ امیر بھی اور فقیر بھی۔ واللہ أعلم. ④ "نام رکھا جائے" ساتویں دن نام رکھنا مستحب ہے' البتہ ساتویں دن سے پہلے اور بعد میں بھی رکھا جاسکتا ہے۔ ⑤ اگر بچہ ساتویں دن سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو ظاہر بات یہی ہے کہ اس کا عقیقہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ عقیقے کے وقت تک زندہ نہیں رہا۔

٤٢٢٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ: قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَهُ فِي الْعَقِيقَةِ؟ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ سَمُرَةَ.

۴۲۲۶- حضرت حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں کہ مجھے محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت حسن بصری سے پوچھو انھوں نے عقیقے کے بارے میں یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے یہ روایت حضرت سمرہ (بن جندب) ؓ سے سنی ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے یہ صراحت اس لیے فرمائی ہے کہ حضرت حسن بصری کے حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے سماع میں اختلاف ہے کہ انھوں نے حضرت سمرہ سے براہ راست احادیث سنی ہیں یا کسی واسطے سے۔ بعض محدثین کے نزدیک ان کا سماع حضرت سمرہ سے درست نہیں' بعض درست سمجھتے ہیں۔ یہ امام بخاری اور امام ترمذی ؒ کا خیال ہے۔ بعض محدثین صرف اس روایت میں ان کا سماع درست سمجھتے ہیں' باقی میں نہیں۔

٤٢٢٦_ أخرجه البخاري، العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح:٥٤٧٢ من حديث قريش بن أنس به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٤٧.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## (المعجم ٤١) - كِتَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ (التحفة ٢٤)

## فرع اور عتیرہ سے متعلق احکام ومسائل

### (المعجم ١) - [بَابٌ: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ] (التحفة ١)

### باب:۱-(اس کا بیان کہ) فرع اور عتیرہ درست نہیں

٤٢٢٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ».

۴۲۲۷-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرع اور عتیرہ درست نہیں۔''

فائدہ: یہ دوقسم کی قربانیاں تھیں جو جاہلیت میں رائج تھیں۔ اونٹنی سے پیدا ہونے والا پہلا بچہ بتوں کے نام پر بطور تشکر ذبح کر دیا جاتا تھا۔ اسے فرع کہتے تھے۔ یا جس کے پاس سو اونٹ پورے ہو جاتے تو وہ ہر سال ایک جوان اونٹ بتوں کے نام پر ذبح کر دیتا تھا۔ اسے بھی فرع کہتے تھے۔ ماہ رجب کے شروع میں مشرکین ایک بکری ذبح کرتے تھے' اسے عتیرہ کہا جاتا تھا۔ اسلام نے جہاں جاہلیت کی دوسری رسمیں ختم کر دیں' ان کو بھی ختم کر دیا' البتہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور کا پہلا بچہ یا سوواں جانور بطور تشکر ذبح کر کے مساکین کو صدقہ کر دے تو اسے صدقہ کا ثواب مل جائے گا جبکہ قربانی کی بجائے مسلمانوں کے لیے ذوالحجہ میں قربانی مشروع کی گئی ہے' لہٰذا وہی کرنی چاہیے۔ ہاں' کوئی ویسے ہی صدقہ کرنا چاہے تو جب مرضی ہو' گوشت بنا کر صدقہ کر دے۔ کوئی پابندی نہیں۔ حدیث میں فرع اور عتیرہ کی نفی بتوں کے نام پر قربانی دینے میں ہے ورنہ اللہ کے نام پر کسی بھی وقت قربانی دینا مستحب عمل ہے۔

---

٤٢٢٧ـ أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح:٥٤٧٤، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح:١٩٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٤٨.

٤٢٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ مَعْمَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَحَدُهُمَا: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ وَقَالَ الْآخَرُ: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ.

۴۲۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا ہے۔

٤٢٢٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ مُعَاذٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَمْلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَةَ فَقَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحَاةً وَعَتِيرَةً»

۴۲۲۹- حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عرفہ میں وقوف کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا: ”اے لوگو! ہر گھر والوں پر ایک سال بعد قربانی بھی ہے اور عتیرہ بھی۔“

قَالَ مُعَاذٌ: كَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَعْتِرُ، أَبْصَرَتْهُ عَيْنِي فِي رَجَبٍ.

(راویِ حدیث) معاذ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ (عبداللہ) ابن عون رجب میں عتیرہ (جانور) ذبح کرتے تھے۔

فائدہ: قربانی سے مراد تو ذوالحجہ والی قربانی ہے جو سنت مؤکدہ ہے البتہ عتیرہ صدقے کے طور پر دیگر دلائل کی رو سے مستحب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نام پر۔

٤٢٣٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ

۴۲۳۰- حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ

---

٤٢٢٨ـ أخرجه البخاري، العقيقة، باب الفرع، ح: ٥٤٧٣، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ١٩٧٦ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٤٩.

٤٢٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب الأضاحي واجبة هي أم لا؟، ح: ٣١٢٥ من حديث معاذ به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٠، وحسنه الترمذي، ح: ١٥١٨، والحديث الآتي يغني عنه.

٤٢٣٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العقيقة، ح: ٢٨٤٢ من حديث داود به، وهو في ◄◄

إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ ابْنُ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ الْفَرَعَ؟ قَالَ: «حَقٌّ، فَإِنْ تَرَكْتَهُ حَتّٰى يَكُونَ بَكْرًا وَتَحْمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ تُعْطِيَهُ أَرْمَلَةً خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْصَقَ لَحْمُهُ بِوَبَرِهِ فَتُكْفَأُ إِنَاءَكَ وَتُوَلِّهَ نَاقَتَكَ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ فَالْعَتِيرَةُ؟ قَالَ: «اَلْعَتِيرَةُ حَقٌّ».

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرع کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ”(اللہ کے نام پر) ٹھیک ہے لیکن اگر تو اسے (ذبح کرنے کی بجائے) چھوڑ دے (بڑا ہونے دے) حتی کہ وہ جوان اونٹ ہو جائے‘ پھر تو اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی کو سواری کے لیے دے یا کسی بیوہ کو دے دے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تو اسے (پیدا ہوتے ہی) ذبح کر ڈالے جبکہ اس کا گوشت اس کے بالوں ہی سے لگا ہوا اور تو اپنے (دودھ کے) برتن کو اوندھا کر دے اور اپنی اونٹنی (اس کی ماں) کو بلاوجہ پریشان کرے۔“ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! عتیرہ؟ آپ نے فرمایا: ”عتیرہ بھی حق ہے۔ (وہ بھی ٹھیک ہے)۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُمْ أَرْبَعَةُ إِخْوَةٍ، أَحَدُهُمْ أَبُو بَكْرٍ وَبِشْرٌ وَشَرِيكٌ وَآخَرُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: (راویٔ حدیث) ابوعلی حنفی (اور اس کے بھائی) وہ چار ہیں۔ ان میں سے ایک ابوبکر ہے‘ ایک بشر ہے اور ایک شریک ہے‘ نیز ایک اور ہے (اس کا نام عمیر ہے۔)

**فوائد و مسائل:** ① آپ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا تو ٹھیک ہے مگر وہ کام کرنا چاہیے جس کے کرنے سے زیادہ فائدہ ہو۔ لوگ بچہ پیدا ہوتے ہی اسے ذبح کر دیتے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ گوشت صرف چھیچھڑوں کی صورت میں ہوتا تھا جو کھانے کے قابل بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور اس قدر قلیل کہ گوشت پوست میں امتیاز مشکل سے ہوتا تھا۔ اونٹنی غم کی وجہ سے دودھ سے بھی جواب دے دیتی تھی۔ گویا کسی کو بھی فائدہ نہ ہوا۔ الٹا گھر کا نقصان ہو گیا‘ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اسے بڑا ہونے دیا جائے حتی کہ جب وہ سواری کے قابل ہو جائے تو پھر جہاد فی سبیل اللہ میں سواری کے لیے دیا جائے‘ یا کسی بیوہ کو دے دیا جائے‘ یا وہ جانور کسی محتاج و مسکین کو دے دیا جائے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ ② فرع‘ یعنی جانور کا پہلا بچہ پیدا ہونے یا سو جانور پورے ہونے پر جانور ذبح کرنا‘ درست ہے۔ اسلام سے پہلے اس قسم کا جانور بتوں اور معبودانِ باطلہ کی

---

◀◀ الكبرى، ح: ٤٥٥١.

خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور انھی کی خاطر ذبح کیا جاتا۔ لیکن اسلام میں اس تصور کو جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا حرام قرار دیا گیا جبکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے بطور صدقہ جانور ذبح کرنا مستحب ٹھہرایا گیا۔ یہ اب بھی مستحب اور حصولِ ثواب ودفع مصیبت کا بہترین ذریعہ ہے۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کرنا صرف یہ نہیں کہ جانور ذبح کر کے اس کا گوشت لوگوں کو کھلا دیا جائے بلکہ فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے اور اس میں بہت سی بہتر صورتیں موجود ہیں جو صدقہ کرنے والے کے لیے کہیں زیادہ اجر وثواب کا سبب ہیں۔ ④ جانوروں کے نوزائدہ بچوں کو ذبح کرنا یا انھیں ان کی ماؤں سے جدا کرنا قطعاً پسندیدہ نہیں۔ ایک تو اس لیے کہ اس سے ماں کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ بے چین و بے قرار ہوتی ہے اور دوسرا اس لیے بھی کہ ایسا کرنے سے اس بچے کی ماں کا دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

٤٢٣١ - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى -وَهُوَ ابْنُ زُرَارَةَ بْنِ كُرَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ- قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ الْحَارِثَ ابْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ: أَنَّهُ لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ فَأَتَيْتُهُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، اِسْتَغْفِرْ لِي فَقَالَ: «غَفَرَ اللهُ لَكُمْ» ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ أَرْجُو أَنْ يَخُصَّنِي دُونَهُمْ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! اِسْتَغْفِرْ لِي فَقَالَ بِيَدَيْهِ: «غَفَرَ اللهُ لَكُمْ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ: يَارَسُولَ اللهِ! الْعَتَائِرُ وَالْفَرَائِعُ؟ قَالَ: «مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ

۴۲۳۱ - حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں ملا۔ آپ اپنی عضباء اونٹنی پر سوار تھے۔ میں ایک جانب سے آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔“ پھر میں دوسری جانب سے آپ کے پاس اس امید کے ساتھ آیا کہ آپ میرے لیے خصوصی دعا فرمائیں گے۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔“ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! عتیرہ اور فرع کا حکم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جو چاہے عتیرہ ذبح کرے جو چاہے نہ

٤٢٣١ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٢٦١، ح: ٣٣٥٠ من حديث يحيى بن زرارة به، وهو مستور، وتابعه مستور مثله عند أبي داود، ح: ١٧٤٢، وللحديث شواهد، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٢.

شَاءَ لَمْ يَعْتِرْ، وَمَنْ شَاءَ فَرَّعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ أُضْحِيَّتُهَا». وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ إِلَّا وَاحِدَةً.

کرے۔ جو شخص چاہے فرع ذبح کرے‘ جو چاہے نہ کرے‘ البتہ بکریوں میں قربانی ضروری ہے۔“ آپ نے اشارہ فرماتے وقت اپنی سب انگلیاں بند کر لیں مگر ایک کھلی رکھی۔

٤٢٣٢ - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي الْحَارِثِ ابْنِ عَمْرٍو؛ ح: وَأَخْبَرَنَا هَارُونُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ لَقِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُولَ اللهِ وَأُمِّي! اِسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: «غَفَرَ اللهُ لَكُمْ» وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ ثُمَّ اسْتَدَرْتُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۲۳۲- حضرت حارث بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو ملا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرے لیے بخشش کی دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔“ اس وقت آپ اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے‘ پھر میں دوسری جانب سے گھوم کر آیا۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

## (المعجم ٢) - تَفْسِيرُ الْعَتِيرَةِ (التحفة ٢)

## باب:۲- عتیرہ کی تفسیر

٤٢٣٣ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَمِيلٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نَعْتِرُ فِي

۴۲۳۳- حضرت نبیشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں (ماہ رجب میں) جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرو جس مہینے میں بھی

---

٤٢٣٢_[حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٣.

٤٢٣٣_[صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في العتيرة، ح: ٢٨٣٠ من حديث أبي المليح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٤.

الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: «اِذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا».

ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو۔ اور (غریبوں کو) کھانا کھلایا کرو۔"

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ نیکی کے لیے کسی مہینے کی قید نہیں' کسی بھی وقت غریبوں کو کھلایا جا سکتا ہے۔ رجب کی قید مناسب نہیں۔ اپنی طرف سے کسی مہینے' دن یا وقت کو متعین کر لینا اور پھر اس کو واجب یا افضل خیال کرنا صحیح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی نیکی کے لیے خاص اوقات وایام اور ماہ وسال مقرر کرنا کسی انسان کا حق ہے نہ اس کی ذمہ داری' بلکہ نیکی کے لیے وقت کی تعیین صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس میں تصرف کا اختیار کسی اور کو نہیں۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ نیکی کی کیفیت اور مقدار وہی معتبر ہو گی جو شریعت نے مقرر کر دی ہے۔ اس سے تجاوز بدعات اور ایجادِ بندہ قرار پائیں گی۔

٤٢٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ خَالِدٍ، وَرُبَّمَا قَالَ: عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، وَرُبَّمَا ذَكَرَ أَبَا قِلَابَةَ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: نَادَى رَجُلٌ وَهُوَ بِمِنًى فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَأْمُرُنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «اِذْبَحُوا فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَطْعِمُوا» قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ».

۴۲۳۴- حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے منیٰ میں بآواز بلند کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں ماہ رجب میں جانور ذبح کیا کرتے تھے تو اے اللہ کے رسول! آپ اب ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "جو بھی مہینہ ہو (اللہ تعالیٰ کے لیے) ذبح کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے نیکی کرو۔ اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ۔" اس آدمی نے کہا: ہم فرع بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہر قسم کے چرنے والے جانوروں میں سے کوئی جانور ذبح کرنا چاہیے (مگر اس طرح کہ) بچے کو اس کی ماں دودھ پلائے حتی کہ جب وہ سواری کے قابل ہو جائے (پورا اونٹ بن جائے) تو پھر اس کو ذبح کر اور اس کا گوشت صدقہ کر۔"

٤٢٣٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۲۳۵- حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

٤٢٣٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٥

٤٢٣٥_ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب ادخار لحوم الأضاحي، ح: ٣١٦٠ من حديث خالد الحذاء

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، وَأَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ كَيْمَا تَسَعَكُمْ، فَقَدْ جَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْخَيْرِ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا، وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ». فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَأَطْعِمُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نُفَرِّعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَرَعٌ تَغْذُوهُ غَنَمُكَ حَتّٰى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ».

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے روکا تھا تاکہ سب لوگ کھا سکیں لیکن اب اللہ تعالیٰ نے صورت حال بہتر فرما دی ہے۔ اب کھاؤ' صدقہ کرو اور ذخیرہ کر کے بھی رکھ لو۔ یہ (عید کے) دن کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: ہم زمانۂ جاہلیت میں رجب کے دوران میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرو' جس مہینے میں بھی ممکن ہو۔ اور خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں فرع بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چرنے والی بکریوں میں سے کوئی بھی بکری ذبح کرنی چاہیے لیکن (اس طرح کہ) تو اسے اپنی بکریوں میں رکھ کر پالے پوسے حتی کہ جب وہ جوان ہو جائے تو تو اسے ذبح کرے' پھر اس کا گوشت مسافروں وغیرہ پر صدقہ کر دے۔ یہ طریقہ (جاہلیت کی رسم سے) بدرجہا بہتر ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ ② ایام تشریق کی بابت بھی مسئلہ واضح ہو رہا ہے کہ یہ کھانے' پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں' اس لیے ان دنوں میں ایام عید کی طرح روزے رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ ③ مذکورہ احادیث میں اس مسئلے کی مکمل طور پر وضاحت موجود ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ جب ایسا کرنے سے معبودانِ باطلہ اور غیر اللہ کی رضا اور

---

◀◀ به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٦، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١١٤١ وغيره.

خوشنودی مطلوب ہو' یا خاص وقت کے ساتھ اس کی تخصیص ہو جیسا کہ وہ لوگ ماہِ رجب کے ابتدائی ایام میں جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ہاں' جب جانور ذبح کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور کسی خاص دن' مہینے اور وقت کا تعین بھی نہ ہو تو ایسا کرنا صرف جائز نہیں مستحب بھی ہے۔ ⑨ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے چھوٹے اور نوزائیدہ بچے ذبح نہ کیے جائیں بلکہ انھیں پال پوس کر بڑا کیا جائے' جب ان کا گوشت پختہ اور کھانے کے قابل ہو جائے تب ذبح کیے جائیں اور ان کا گوشت صدقہ کیا جائے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٣) - تَفْسِيرُ الْفَرَعِ (التحفة ٣)

## باب:٣-فرع کی تفسیر

٤٢٣٦- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ: نَادَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً -يَعْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فِي رَجَبٍ فَمَاذَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اِذْبَحُوهَا فِي أَيِّ شَهْرٍ كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا» قَالَ: إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ حَتَّى إِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ».

۴۲۳۶- حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بآواز بلند نبی اکرم ﷺ کو پکار کر کہا: ہم دور جاہلیت میں ماہ رجب کے دوران میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ذبح کرو جس مہینے میں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھلاؤ۔'' اس نے کہا: ہم جاہلیت میں فرع بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر چرنے والے جانوروں میں سے جانور ذبح کرنا چاہیے لیکن اس وقت جب وہ جوان ہو جائے' پھر تو اسے ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کر دے۔ یقیناً یہ بہتر ہے۔''

٤٢٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ: فَحَدَّثَنِي عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ:

۴۲۳۷- حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت میں عتیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرو۔ جون سا

---

٤٢٣٦ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، من حديث أبي المليح به، انظر الحديث المتقدم: ٤٢٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٧.

٤٢٣٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٢٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٥٨.

قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «اِذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي أَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ، وَبَرُّوا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَطْعِمُوا».

مہینہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ (کی رضامندی کے حصول) کے لیے نیکی کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔"

٤٢٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا كُنَّا نَذْبَحُ ذَبَائِحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَنَأْكُلُ وَنُطْعِمُ مَنْ جَاءَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا بَأْسَ بِهِ» قَالَ وَكِيعٌ: اِبْنُ عُدُسٍ فَلَا أَدَعُهُ.

۴۲۳۸- حضرت ابو رزین لقیط بن عامر عقیلی ڈاٹٹؤ سے منقول ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم دور جاہلیت میں ماہ رجب کے دوران میں کچھ جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ہم خود بھی کھاتے تھے اپنے پاس آنے والوں (اور ملنے ملانے والوں) کو بھی کھلاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں۔" (راویٔ حدیث) وکیع بن عدس نے کہا: میں تو یہ نیکی نہیں چھوڑوں گا۔

**فائدہ:** اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے یا اپنے پکانے کھانے کے لیے کسی وقت بھی جانور ذبح کیا جاسکتا ہے، اوروں کو بھی کھلایا جاسکتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۲۲۷)

## (المعجم ٤) - جُلُودُ الْمَيْتَةِ (التحفة ٤)

## باب: ۴- مردار کا چمڑا

٤٢٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى شَاةٍ مَيْتَةٍ مُلْقَاةٍ فَقَالَ: «لِمَنْ هٰذِهِ؟» فَقَالُوا: لِمَيْمُونَةَ، فَقَالَ: «مَا

۴۲۳۹- حضرت میمونہ ڈاٹٹا سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جسے باہر پھینک دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ کس کی ہے؟" لوگوں نے کہا: (ام المومنین) حضرت میمونہ ڈاٹٹا کی۔ آپ نے فرمایا: "اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ

---

٤٢٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/١٢،١٣ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٥٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٧. * وكيع بن عدس حسن الحديث (نيل المقصود، ح: ٤٧٣١).

٤٢٣٩ـ أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٠، وانظر الحديث الآتي.

عَلَيْهَا لَوِ انْتَفَعَتْ بِإِهَابِهَا؟» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ! فَقَالَ: «إِنَّمَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَكْلَهَا».

اٹھا لیتی تو کیا حرج ہوتا؟'' لوگوں نے کہا: یہ تو مردہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے صرف اس کا (گوشت وغیرہ) کھانا حرام کیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ مردہ جانور کے چمڑے کا حکم یہ ہے کہ اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے بشرطیکہ اسے رنگ دیا جائے جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی امام یا ذمہ دار شخص کی بات کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو اس سے پوچھا جا سکتا ہے' یہ اس کے احترام کے منافی نہیں جس طرح صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیا تھا کہ مردار جانور کے چمڑے سے کس طرح نفع اٹھایا جا سکتا ہے؟ ③ قابل احترام اور ذی وقار شخصیت کو بھی سوال' بحث و تحقیق کے وقت برہم نہیں ہونا چاہیے اور نہ وہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا بہترین اسوہ ہے کہ آپ نے لوگوں کے پوچھنے پر بلا تأمل بتا دیا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کے عموم کی تخصیص حدیث شریف سے ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید میں مطلق طور پر فرمایا گیا ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ مردار کی حرمت کا حکم اس کے ہر ہر جز کو شامل ہے اور ہر حال میں شامل ہے۔ حدیث اور سنت نے اس عام حکم میں یہ تخصیص کر دی ہے کہ مردار جانور کا چمڑا رنگ لیا جائے تو اس کا استعمال حلال ہو جاتا ہے۔

٤٢٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا مَيْتَةٌ!

۴۲۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا جو آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ میمونہ ؓ کی آزاد کردہ لونڈی کو دی تھی' تو (اسے دیکھ کر) آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھا لیا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مردار ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردار (بکری) کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے۔''

٤٢٤٠- أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، ح: ١٤٩٢، ومسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٨، والكبرى، ح: ٤٥٦١.

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا .

٤٢٤١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي، عنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ حَفْصِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ: أَبْصَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَاةً مَيِّتَةً لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ وَكَانَتْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ: «لَوْ نَزَعُوا جِلْدَهَا فَانْتَفَعُوا بِهِ» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ! قَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

۴۲۴۱- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی اہلیہ) میمونہ ؓ کی لونڈی کی مردار بکری کو دیکھا جو صدقے کے مال سے اس کو دی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”اگر وہ اس کی کھال اتار لیتے اور پھر اس سے فائدہ اٹھاتے تو (بہتر ہوتا)۔“ انھوں نے کہا: وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا صرف کھانا حرام کیا گیا ہے۔“

٤٢٤٢- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ مُذْ حِينٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ: أَنَّ شَاةً مَاتَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَّا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ».

۴۲۴۲- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: مجھے حضرت میمونہ ؓ نے بتلایا کہ ایک بکری مر گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کی کھال کو رنگ کیوں نہیں لیا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟“

٤٢٤٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ:

۴۲۴۳- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: نبی ﷺ کا گزر حضرت میمونہ ؓ کی مردار بکری کے پاس سے

---

٤٢٤١_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٢.

٤٢٤٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٣.

٤٢٤٣_ أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٣/ ١٠٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٦٤.

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِشَاةٍ لِمَيْمُونَةَ مَيْتَةٍ فَقَالَ: «أَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمْ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ».

ہوا تو آپ نے فرمایا: ”تم نے اس کی کھال لے کر اسے رنگ کیوں نہیں لیا کہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟“

٤٢٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ: «أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا».

۴۲۴۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کا گزر ایک مردار بکری کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: ”تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھالیا؟“

٤٢٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: «مَاتَتْ شَاةٌ لَنَا فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا فَمَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيهَا حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا».

۴۲۴۵- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت سودہ ؓ نے بیان کیا کہ ہماری ایک بکری مرگئی تو ہم نے اس کی کھال کو رنگ لیا' پھر ہم اس میں نبیذ بناتے رہے حتی کہ وہ مشک بن گئی۔

٤٢٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ».

۴۲۴۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کچی کھال کو بھی رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔“

---

٤٢٤٤_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٦٥، وللحديث شواهد كثيرة جدًا. * جرير هو ابن عبدالحميد.

٤٢٤٥_ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: إذا حلف أن لا يشرب نبيذًا فشرب طلاء أو سكرًا ... الخ، ح:٦٦٨٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٦٦.

٤٢٤٦_ أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح:٣٦٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٦٧.

٤٢٤٧- أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ -: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنَّا نَغْزُو هٰذَا الْمَغْرِبَ وَإِنَّهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ وَلَهُمْ قِرَبٌ يَكُونُ فِيهَا اللَّبَنُ وَالْمَاءُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلدِّبَاغُ طَهُورٌ. قَالَ ابْنُ وَعْلَةَ: عَنْ رَأْيِكَ أَوْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۲۴۷-حضرت ابن وعلہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم ان مغربی لوگوں سے جنگ کرنے جاتے ہیں جو کہ بت پرست ہیں۔ان کے پاس مشکیزے ہوتے ہیں جن میں دودھ یا پانی ہوتا ہے۔(تو کیا ہم وہ استعمال کر سکتے ہیں؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دباغت چمڑے کو پاک کر دیتی ہے۔میں نے کہا: یہ آپ کی رائے ہے یا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا اگرچہ بت پرست کا ذبیحہ تو حلال نہیں مگر وہ چمڑے کو دباغت دے تو چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔

٤٢٤٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَأَةٍ قَالَتْ: مَا عِنْدِي إِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ، قَالَ: «أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا» قَالَتْ بَلٰى! قَالَ: «فَإِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا».

۴۲۴۸-حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے غزوۂ تبوک (کے سفر) میں ایک عورت کے پاس سے پانی منگوایا۔وہ کہنے لگی: میرے پاس پانی تو ہے مگر مردار کے چمڑے سے بنے ہوئے مشکیزے میں ہے۔آپ نے فرمایا: ”تو نے اسے دباغت نہیں دی تھی؟“ اس نے کہا: جی! دباغت تو دی تھی۔آپ نے فرمایا: ”تو دباغت (رنگنے) سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔“

٤٢٤٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ

۴۲۴۹-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم

---

٤٢٤٧_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٨.

٤٢٤٨_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٥ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٦٩، وللحديث شواهد. * الحسن البصري عنعن.

٤٢٤٩_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٤، ١٥٥ عن الحسين بن محمد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٧٠.

جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ: «دِبَاغُهَا طُهُورُهَا».

ﷺ سے مردار کے کچے چمڑے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''دباغت (رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: دباغت کسی بھی ایسی چیز سے دی جا سکتی ہے جو چمڑے کی رطوبت کو ختم کر دے اور بدبو کو زائل کر دے۔

٤٢٥٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ: «دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا».

۴۲۵۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مردار کے چمڑے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''دباغت چمڑے کو پاک کر دیتی ہے۔''

٤٢٥١- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا».

۴۲۵۱-حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دباغت سے مردار کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے۔''

٤٢٥٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۲۵۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردار کا چمڑا دباغت سے

---

وللحديث شواهد كثيرة.

٤٢٥٠_[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧١، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٢٥١_[صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٤ عن حجاج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٢، وانظر الحديث السابق.

٤٢٥٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٥٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٣.

إِسْرَائِيلُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا».

پاک ہو جاتا ہے۔"

## (المعجم ٥) - مَا يُدْبَغُ بِهِ جُلُودُ الْمَيْتَةِ (التحفة ٥)

## باب:۵-مردار کے چمڑے کو کس چیز سے دباغت دی جائے؟

٤٢٥٣- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ: أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهَا أَنَّهُ مَرَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ».

۴۲۵۳-حضرت عالیہ بنت سبیع سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ ؓ نے مجھے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے کچھ قریشی گزرے۔ وہ اپنی ایک مری ہوئی بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: "اگر تم اس کا چمڑا اتار لیتے (تو اچھا ہوتا)۔" انھوں نے کہا: یہ تو مری ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: "اسے پانی اور کیکر کا چھلکا پاک کر دیتا ہے۔"

فائدہ: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مردار جانور کے کچے چمڑے کو رنگنے کے لیے پانی اور کیکر کی چھال ضروری ہے یا اسی قسم کی صلاحیت رکھنے والا ایسا کیمیکل جو چمڑے کی بو اور رطوبت کو ختم کر دے' اس کا استعمال بھی جائز ہے۔ مقصود دباغت ہے۔

٤٢٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ -

۴۲۵۴-حضرت عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے کہ میں اس وقت جوان لڑکا تھا جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کا

---

٤٢٥٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٦ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٤، وصححه ابن حبان، والحاكم، وابن السكن (التلخيص الحبير: ١/ ٤٩).

٤٢٥٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من روى أن لا يستنفع بإهاب الميتة، ح: ٤١٢٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٥، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٢٩، والبيهقي: ١/ ١٨، وصححه ابن حبان. ☆ الحكم ابن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١١، وانظر نيل المقصود.

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: «أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

خط پڑھ کر سنایا گیا کہ ”تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔“

**فوائد ومسائل:** ① حضرت عبداللہ بن عکیم صحابی نہیں لیکن آپ کے دور میں موجود تھے اور مسلمان تھے مگر آپ کی زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ ایسے شخص کو محدثین کی اصطلاح میں مُخَضرَم کہتے ہیں۔ مخضرم کے معنی ہیں: ”صحابہ سے الگ کیا گیا باوجود اس زمانے میں ہونے کے۔“ ② یہ روایت سابقہ روایات کے خلاف ہے مگر وہ اس سے صحیح تر ہیں، نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ دباغت کے بغیر چمڑے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔ دباغت کے بعد فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ یہ اشارہ احادیث میں موجود ہے، لہٰذا جن حضرات نے اس حدیث کے ساتھ جواز کی احادیث کو منسوخ قرار دیا ہے، وہ درست نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ”یہ حدیث متاخر ہے کیونکہ یہ آپ کی وفات سے صرف ایک ماہ قبل کی ہے۔“ مگر نسخ تو آخری حربہ ہے۔ اگر تطبیق ممکن ہے تو نسخ کی کیا ضرورت ہے؟ جمہور تطبیق ہی کے قائل ہیں۔

٤٢٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

۴۲۵۵- حضرت عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تحریر لکھ کر بھیجی: ”تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔“

**فائدہ:** ”لکھ کر“ ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود یہ تحریر لکھی لیکن یہ صحیح نہیں۔ آپ لکھنا یا لکھا ہوا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ یہ بات قطعی دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا اس حدیث میں مجاز ہے، یعنی تحریر لکھوائی۔

٤٢٥٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

۴۲۵۶- حضرت عبداللہ بن عکیم سے منقول ہے کہ

---

٤٢٥٥- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٦.

٤٢٥٦- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٧٧.

حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى جُهَيْنَةَ: «أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

رسول اللہ ﷺ نے جہینہ قبیلے کی طرف یہ تحریر لکھ کر بھیجی: ”تم مردار کے (غیر مدبوغ) چمڑے اور پٹھے کو استعمال نہ کرو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَصَحُّ مَا فِي هٰذَا الْبَابِ فِي جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ وَاللهُ أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) نے فرمایا: اس مسئلے میں صحیح ترین روایت وہ ہے جس میں دباغت سے چمڑے کے پاک ہونے کا ذکر ہے، یعنی زہری عن عبیداللہ عن ابن عباس، عن میمونہ والی روایت۔ واللہ أعلم.

فائدہ: گویا امام صاحب اس روایت کو ترجیح دے رہے ہیں۔ دونوں روایات میں تطبیق پیچھے گزر چکی ہے۔

## (المعجم ٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ (التحفة ٦)

## باب:٦- جب مردار جانور کے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے

**٤٢٥٧-** أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

۴۲۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جب مردار کے چمڑے کو رنگ دیا جائے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

---

٤٢٥٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٨، والكبرى، ح: ٤٥٧٨. * قوله عن أبيه غلط، والصواب عن أمة، وهي أم محمد، لم يوثقها غير ابن حبان، وقال الأثرم: غير معروفة (الجوهر النقي: ١/ ١٧).

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کوسنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٤٠/٥٠٤، و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٣/٣٣، ٣٦) ② ''حکم دیا'' یعنی اجازت اور رخصت دی۔ ممکن ہے حکم ہی مراد ہو کیونکہ مال ضائع کرنے کی اجازت نہیں۔

## (المعجم ٧) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْانْتِفَاعِ بِجُلُودِ السِّبَاعِ (التحفة ٧)

## باب: ٧- درندوں کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت

٤٢٥٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيٰى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ.

۴۲۵۸- حضرت ابوالملیح کے والد محترم (حضرت اسامہ ؓ) سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے درندوں کے چمڑے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: درندوں کے چمڑے عموماً متکبر لوگ استعمال کرتے ہیں' اس لیے ان کے استعمال سے منع فرمایا جس طرح مسلمان مردوں کو سونے اور ریشم کے استعمال سے منع فرمایا گیا ہے۔ شیر اور چیتے وغیرہ کا چمڑا عام استعمال میں تھا۔ ممکن ہے دباغت کے بغیر استعمال کیا گیا ہو لیکن یہ مرجوح احتمال ہے۔ صحیح بات پہلی ہی ہے۔ والله أعلم.

٤٢٥٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ وَمَيَاثِرِ النُّمُورِ.

۴۲۵۹- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) ریشم' سونے اور چیتوں کے چمڑے سے بنے ہوئے گدیلوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

---

٤٢٥٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في جلود النمور والسباع، ح: ٤١٣٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٧٩، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٧٥، والحاكم: ١/ ١٤٨، والذهبي، وله شاهد حسن عند البيهقي: ١/ ٢١.

٤٢٥٩ـ [حسن] أخرجه أبوداود، ح: ٤١٣١ (انظر الحديث السابق) عن عمرو بن عثمان بن سعيد الحمصي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٨٠، وللحديث شواهد. * بحير هو ابن سعد، وبقية صرح بالسماع من شيخه، وهذا النهي من الذهب والحرير للرجال فقط دون النساء.

٤٢٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُبُوسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۲۶۰- حضرت خالد سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑے پہننے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں۔

## (المعجم ٨) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِشُحُومِ الْمَيْتَةِ (التحفة ٨)

## باب:۸- مردار کی چربی سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت

٤٢٦١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ، يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ». فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا، هُوَ حَرَامٌ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ جَمَّلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

۴۲۶۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں فرماتے سنا: ”بلاشبہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول (ﷺ) نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔“ عرض کی گئی: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ کشتیوں کو ملی جاتی ہے اور چمڑوں کو لگائی جاتی ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، یہ حرام ہے۔“ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کا استعمال حرام فرمایا تو انھوں نے چربی کو پگھلا کر بیچ دیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔“

---

٤٢٦٠ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨١.

٤٢٦١ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ح: ٢٢٣٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح: ١٥٨١ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨٢.

**فوائد و مسائل:** ① مردار جانور کی چربی انواع استعمال میں سے کسی بھی نوع میں استعمال نہیں ہو سکتی۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ ہر وہ حیلہ جو کسی حرام چیز کو حلال کرنے کی خاطر اختیار کیا جائے، باطل ہے۔ ایسا حیلہ بھی باطل ہے جو حرام چیز کی حلت تک لے جائے اور اسی طرح اس کے برعکس بھی۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی ہیئت اور اس کے نام کی تبدیلی سے اس چیز کا حکم نہیں بدلتا، مثلاً: یہودیوں نے جامد چربی کو پگھلا کر اسے مائع میں تبدیل کر کے استعمال کیا، اس کے باوجود ان پر لعنت کی گئی۔ یہی حکم دیگر اشیاء کا ہے۔ نیز اس مسئلے کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ جو کوئی حرام چیزوں کو حلال کرنے کی خاطر کسی قسم کا حیلہ تراشتا ہے، وہ ملعون ہے کیونکہ وہ بھی اس سلسلے میں یقیناً ان یہودیوں کی راہ پر چلا ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرنے کے لیے حیلے بہانے گھڑ لیے تھے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ④ مذکورہ تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ جو چیز فی نفسہ حرام ہے، اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا حرام ہے نیز اس کا کاروبار بھی حرام ہے۔ اس کو کسی حیلے سے حلال نہیں کیا جا سکتا، مثلاً: شراب کو سرکہ بنا کر بیچا نہیں جا سکتا۔ حرام چیز کی قیمت بھی حرام ہے۔

## (المعجم ٩) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ (التحفة ٩)

## باب:٩- اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز سے (کسی بھی طرح) فائدہ اٹھانے کی ممانعت

٤٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُبْلِغَ عُمَرُ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا، قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَّلُوهَا، قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي أَذَابُوهَا.

۴۲۶۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر ؓ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سمرہ ؓ نے شراب بیچی ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سمرہ کو ہلاک کرے، اسے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ ان پر چربی حرام ہوئی تو انھوں نے اسے پگھلایا (اور بیچ دیا)۔

**فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ ② یہ حدیث ناجائز حیلے کے بطلان پر بھی واضح طور پر دلالت کرتی ہے اور یہ بھی کہ شریعت کی حرام کردہ اشیاء کو کسی بھی حیلے بہانے سے یا کسی

---

٤٢٦٢ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٨٢ عن إسحاق بن إبراهيم (وهو ابن راهويه)، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيوع، باب: لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه، ح: ٢٢٢٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨٣.

چیز کی آڑ لے کر حلال نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی قبیح حرکت کے مرتکب لعنت کے مستحق قرار پا سکتے ہیں۔ ⑦ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ شراب کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز فی نفسہٖ حرام ہو تو اس کی قیمت بھی حرام ہی ہوتی ہے۔ ⑧ یہ حدیث مبارکہ سگریٹ، تمباکو، بیڑی، نسوار اور دیگر مسکرات و مفترات کی تجارت کی ممانعت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ واللّٰہ أعلم.

## (المعجم ١٠) - بَابُ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ (التحفة ١٠)

## باب: ١٠- چوہا گھی میں گر جائے تو......؟

٤٢٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ».

۴۲۶۳- حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک چوہیا گھی میں گری اور مر گئی۔ نبیٔ اکرم ﷺ سے (اس کے متعلق) سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”چوہیا اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دو اور باقی کھا لو۔“

٤٢٦٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ جَامِدٍ فَقَالَ: «خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَأَلْقُوهُ».

۴۲۶۴- حضرت میمونہ ؓ سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ جمے ہوئے گھی میں چوہا گر گیا ہے۔ (اسے کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا: ”چوہے اور اس کے ارد گرد کے گھی کو نکال پھینکو۔“

٤٢٦٥- أَخْبَرَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ:

۴۲۶۵- حضرت میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم

---

٤٢٦٣ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفأرة في السمن الجامد أو الذائب، ح:٥٥٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٨٤.

٤٢٦٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٧١، ٩٧٢، والكبرٰى، ح:٤٥٨٥.

٤٢٦٥ـ [إسناده ضعيف] رواه أبوداود، ح:٣٨٤٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٨٦. ✱ الزهري عنعن.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ بُوذُوَيْهِ: أَنَّ مَعْمَرًا ذَكَرَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ».

ﷺ سے پوچھا گیا: چوہا گھی میں گر جائے تو (کیا کیا جائے؟) آپ نے فرمایا: ''اگر (گھی) جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے اردگرد والا گھی باہر پھینک دو۔ (اور باقی کو استعمال کر لو) لیکن اگر وہ پگھلا ہوا ہے تو اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔''

فائدہ: چوہا مرنے سے پلید ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی وہ حرام جانور ہے لیکن اگر گھی جما ہوا ہو تو اس کی نجاست سارے گھی میں سرایت نہیں کرے گی' لہٰذا چوہے کے قریب والا گھی جو اس سے متاثر ہوا ہے' مثلاً: اس میں آلودگی وغیرہ ہے تو چوہے سمیت باہر پھینک دیا جائے' باقی گھی پاک صاف ہے۔ اس حد تک تو اتفاق ہے لیکن اگر گھی مائع حالت میں ہے تو جمہور اہل علم کے نزدیک اس حدیث کے مطابق اسے ضائع کر دیا جائے گا کیونکہ وہ پلید ہو چکا ہے مگر بعض اہل علم نے اس میں بھی پہلے طریقے پر عمل کیا ہے کہ چوہا اور اس کے اردگرد والا گھی پھینک دیا جائے اور باقی گھی استعمال کر لیا جائے۔ ان کے نزدیک مائع چیز اس وقت تک پلید نہیں ہوتی جب تک اس کا رنگ یا بو یا ذائقہ نجاست کے ساتھ بدل نہیں جاتا' لہٰذا اگر چوہے کے مرنے سے گھی (مائع) میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو وہ پلید نہیں' استعمال ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کو وہ ضعیف کہتے ہیں (شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے شاذ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: ضعيف سنن النسائي للألباني' رقم: ٤٢٧١) لیکن امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ بہر صورت مائع میں امکان ہے کہ چوہا مرنے کے بعد اس میں تیرتا رہا ہو۔ اس صورت میں پورا گھی اس کا ماحول قرار دیا جائے گا' اس لیے سارا گھی ہی ضائع کرنا ہوگا۔ ویسے بھی مائع میں چوہے کے قریبی گھی کا تعین مشکل ہے' اس لیے جمہور اہل علم کا مسلک ہی احتیاط کے قریب ہے' اسے ہی اختیار کرنا چاہیے۔ واللہ أعلم۔

٤٢٦٦- أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمِ بْنِ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي الْخَطَّابُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ:

۴۲۶۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اس بکری کے مالک اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھا لیتے تو کیا حرج تھا؟''

---

٤٢٦٦ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب جلود الميتة، ح: ٥٥٣٢ عن خطاب بن عثمان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٨٧.

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: «مَا كَانَ عَلَى أَهْلِ هٰذِهِ الشَّاةِ لَوِ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا».

فائدہ: اس حدیث کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں، البتہ گزشتہ ابواب سے تعلق ہے۔ ممکن ہے قربی باب ضمنی ہو۔ اصل باب سابقہ ہی ہو۔ قربی باب جملہ معترضہ کی طرح ہوگا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١١) - اَلذُّبَابُ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ (التحفة ١١)

## باب: ١١- مکھی برتن میں گر جائے (تو کیا کیا جائے؟)

٤٢٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَمْقُلْهُ».

۴۲۶۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کے (کھانے پینے کے) برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر نکال دیا جائے۔“

فوائد ومسائل: ① کھانے پینے والی کسی چیز یا برتن میں مکھی گر جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز اور برتن پلید نہیں ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مکھی کی بابت حکم فرمایا ہے کہ اس کو ڈبو دیا جائے اور پھر ڈبو کر نکال پھینکا جائے۔ ② اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مکھی زندہ ہو یا مردہ، وہ پاک ہوتی ہے۔ ③ ”ڈبو کر“ ڈبونے سے اس کے مرنے کا امکان ہے۔ معلوم ہوا مکھی وغیرہ (جن میں خون کثیر مقدار میں نہیں ہوتا) کے مرنے سے مشروب پلید نہیں ہوگا۔ ④ رسول صادق ومصدوق ﷺ سے دیگر روایات میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔ اور مکھی کسی چیز میں گرتے وقت وہ پر پہلے لگاتی ہے جس میں بیماری ہے، لہٰذا تم دوسرا پر بھی ڈبو دو تا کہ بیماری کا علاج ساتھ ہی ہو جائے۔ (صحيح البخاري، بدء الخلق، حديث: ۳۳۲۰، وسنن أبي داود، الأطعمة، حديث: ۳۸۴۴) ⑤ بعض حضرات نے اس حدیث پر

---

٤٢٦٧_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الذباب يقع في الإناء، ح: ٣٥٠٤ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٨٨، وحسنه البوصيري.

اعتراض کیا ہے کہ مکھی تو گندی چیزوں پر بیٹھتی ہے۔ پھر کھانے پینے والی چیزوں کو خراب کرتی ہے' لہٰذا مکھی کو ڈبونے سے تو مزید خرابی پیدا ہوگی۔ ان معترض حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مکھی سے نہیں بچ سکتے اور نہ اس کی خرابی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اس کا علاج تجویز فرمایا ہے تو کیا برا کیا ہے؟ باقی رہی یہ چیز کہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ شہد کی مکھی میں شہد بھی ہے اور زہر بھی۔ جانوروں میں دودھ بھی ہے اور گوبر بھی' نیز یہ عملی تجربہ ہے کہ بھڑ وغیرہ کاٹ لے تو اس کو وہیں جسم پر مسل دینے سے زہر ختم ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ ایک سچے نبی کی بات کو صدق دل سے مان لیا جائے؟ فداہ نفسي و روحي ﷺ.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## (المعجم ٤٢) - كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ (التحفة ٢٥)

## شکار اور ذبیحہ سے متعلق احکام و مسائل

### (المعجم ١) - اَلْأَمْرُ بِالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الصَّيْدِ (التحفة ١)

٤٢٦٨- أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ بِمِصْرَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ، فَإِنْ أَدْرَكْتَهُ لَمْ يَقْتُلْ فَاذْبَحْ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ فَقَدْ أَمْسَكَهُ عَلَيْكَ، وَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَطْعَمْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَ كَلْبُكَ كِلَابًا فَقَتَلْنَ فَلَمْ يَأْكُلْنَ فَلَا تَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ».

### باب:۱- شکار کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم

۴۲۶۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا کتا (شکار کے پیچھے) چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چھوڑ‘ پھر اگر تو شکار کو اس حال میں پالے کہ کتے نے اسے قتل نہیں کیا تو اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر لے۔ اور اگر شکار کو اس حال میں پائے کہ کتا اسے قتل کر چکا ہے لیکن اس نے کچھ نہیں کھایا تو وہ شکار تو کھا سکتا ہے کیونکہ اس نے اسے تیرے لیے پکڑا ہے اور اگر تو دیکھے کہ کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہے تو تو اس میں سے کچھ بھی نہ کھا کیونکہ کتے نے تو اسے اپنے لیے پکڑا ہے۔ اور اگر تیرے کتے کے ساتھ اور کتے بھی مل جائیں‘ پھر وہ مل کر کسی جانور کو قتل کر دیں‘ پھر خواہ وہ اسے نہ بھی کھائیں تو بھی تو اس

---

٤٢٦٨ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:١٩٢٩/٧ من حديث ابن المبارك، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح:٥٤٨٤ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٧٤.

سے کچھ نہ کھا کیونکہ تجھے علم نہیں کہ ان میں سے کس کتے
نے اسے قتل کیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جب شکاری کتا شکار کے لیے چھوڑا جائے تو اس وقت بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ یہی حکم تیر اور دوسرے آلاتِ شکار کا ہے کہ ان کے ذریعے سے بھی بسم اللہ پڑھ کر ہی شکار کیا جائے۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اس طریقے سے شکار کرنا جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے' مباح اور جائز کام ہے۔ یہ اس لہو ولعب کی قسم سے نہیں جس سے منع کیا گیا ہے۔ اگر شکار کرنا ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کی قطعاً اجازت نہ دیتے۔ ③ شوقیہ طور پر کتے پالنا جائز نہیں' تاہم بغرض شکار اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح کتوں کی خرید و فروخت ویسے تو ممنوع ہے البتہ ایسے ''سدھائے ہوئے'' کتے کی خرید و فروخت کی بعض فقہاء اجازت دیتے ہیں۔ ④ سکھلایا ہوا کتا اگر بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا جائے اور وہ مالک کی خاطر ہی شکار کرے اور اس اثنا میں شکار ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو بھی اس کو کھانا درست ہے۔ ہاں' البتہ شکار اگر زندہ حالت میں مل جائے تو اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ شکاری اور تربیت یافتہ کتے کے جھوٹے کا بھی وہی حکم ہے جو غیر تربیت یافتہ کتے کے جھوٹے کا حکم ہے کہ وہ حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے اس شکار کے کھانے کی اجازت نہیں دی جسے کتے نے کھایا ہو' خواہ تھوڑا سا حصہ ہی سہی۔ حکمت اس کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ امت اور مخلوق کے حقیقی خیر خواہ انھیں کتے کے زہریلے جراثیم کے خطرناک نتائج سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں ...... ﷺ ...... مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن نسائی (اُردو) ج:١، ص:٣١٨-٣٢٢ طبع دارالسلام) ⑤ اس حدیث سے ضمناً یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک جانور کو شکار کرنے کے لیے کتا چھوڑا جائے لیکن کتا اس کے علاوہ کوئی دوسرا جانور مالک کی خاطر شکار کر لے تو اس کو کھانا بھی جائز ہے کیونکہ کتے نے اسے اپنے مالک کے لیے شکار کیا ہے۔ ⑥ کتے کا شکار جائز ہے مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں: بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑا جائے اور اس کے ساتھ کوئی ایسا کتا شریک نہ ہو جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو' کتا شکار کے لیے سدھایا گیا ہو' یعنی وہ شکار کو مالک کے لیے پکڑے نہ کہ اپنے لیے' اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ شکار کو صرف پکڑے' کھائے نہ۔ اگر کھا لے تو وہ سدھایا ہوا شمار نہ ہوگا۔ بعض علماء نے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے کہ وہ کتا شکار کو بھنبھوڑ کر نہ مار دے بلکہ دانت لگائے اور جانور خون نکلنے سے ختم ہو ورنہ بھنبھوڑنے سے مرنے والا جانور حلال نہ ہوگا۔ ⑦ جس شخص کا ذبیحہ حلال ہے' اسی کے چھوڑے ہوئے کتے کا شکار حلال ہے' مثلاً: مسلمان' یہودی' عیسائی۔ اور جس شخص کا ذبیحہ حلال نہیں' اس کے چھوڑے ہوئے کتے کا شکار بھی حلال نہیں' مثلاً: بت پرست' مجوسی' آتش پرست وغیرہ۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ مَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ (التحفة ٢)

باب:۲-وہ جانور کھانا حرام ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو

٤٢٦٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَمَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ» وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَأَخَذَ وَلَمْ يَأْكُلْ، فَكُلْ، فَإِنَّ أَخْذَهُ ذَكَاتُهُ، وَإِنْ كَانَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبٌ آخَرُ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ أَخَذَ مَعَهُ فَقَتَلَ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ».

۴۲۶۹-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض تیر کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جو جانور تو تیر کی نوک سے شکار کرے وہ تو کھا لے اور جو جانور اس کے پہلو سے شکار کرے (وہ نہ کھا کیونکہ) وہ چوٹ سے مرا ہے۔“ میں نے آپ سے کتے (کے شکار) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا کتا چھوڑے اور وہ جانور کو جا پکڑے لیکن خود نہ کھائے تو تو اسے کھا سکتا ہے کیونکہ کتے کا پکڑنا بھی ذبح ہی ہے۔ اور اگر تیرے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا مل جائے اور تجھے خطرہ ہو کہ شاید اس کے ساتھ اس نے بھی پکڑا ہے اور مار دیا ہے تو تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر نہیں۔“

فائدہ: معراض ایک خاص قسم کا تیر ہوتا تھا جس کے نہ تو پر ہوتے تھے نہ نوک۔ بس ایک چھڑی سمجھ لیجیے۔ اس کی چوٹ سے شکار مر جاتا تھا جبکہ تیر کے شکار میں ضروری ہے کہ تیر کی نوک لگے تاکہ جانور خون نکل کر ختم ہو۔ اگر تیر بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا ہو تو خون نکل کر ختم ہونے کی وجہ سے یہ ذبح کے قائم مقام ہے لہٰذا اس کا کھانا جائز ہے البتہ چوٹ لگے تو پھر ذبح شرط ہے ورنہ وہ جانور حرام ہوگا۔ بندوق سے کیے گئے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔

(المعجم ٣) - صَيْدُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ (التحفة ٣)

باب:۳-سدھائے ہوئے کتے کا شکار

٤٢٦٩_ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الصيد ... الخ، ح: ٥٤٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٤ من حديث زكريا بن أبي زائدة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧٥. * عبدالله هو ابن المبارك.

٤٢٧٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أُرْسِلُ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ فَيَأْخُذُ، فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَأَخَذَ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلَ». قُلْتُ: أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ، قَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

۴۲۷۰- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں' وہ اسے پکڑ لے تو؟ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑے اور بسم اللہ بھی پڑھے' پھر وہ پکڑ لے تو تو کھا سکتا ہے۔'' میں نے کہا: اگرچہ وہ قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ قتل کر دے۔'' میں نے کہا: میں معراض تیر چلاتا ہوں تو پھر؟ آپ نے فرمایا: ''اگر وہ نوک کے بل لگے تو تو کھا سکتا ہے اور اگر وہ کسی اور جانب سے لگے تو پھر نہ کھا۔''

**فوائد ومسائل:** ① سدھائے ہوئے اور تربیت یافتہ کتے سے شکار کرنا جائز ہے' نیز سدھائے اور غیر سدھائے کتوں کے شکار کا فرق ہے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ تیر اور اس قسم کی دیگر چیزوں' مثلاً: بندوق وغیرہ کے ذریعے سے شکار کرنا بھی جائز ہے' تاہم اس کے لیے شرط یہ ہے کہ تیر یا بندوق کی گولی شکار کیے جانے والے پرندے یا جانور کا خون نکال دے' اسے محض چوٹ کے انداز پہ نہ مار ڈالے' یعنی ان کے ذریعے سے بھی اس طرح سے شکار کیا جائے جس طرح دھاردار چیز سے کیا جاتا ہے۔ اگر تیر یا بندوق وغیرہ بسم اللہ پڑھ کر چلائی جائے اور شکار مر جائے تو وہ شکار حلال ہے بصورت دیگر ناجائز ہوگا' تاہم اگر بندوق چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لینا بھول جائے تو ایسی صورت میں اس شکار کو کھانا جائز ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بھول چوک معاف فرما دی ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٤) - صَيْدُ الْكَلْبِ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ (التحفة ٤)

## باب:۴- اس کتے کا شکار جسے سدھایا نہ گیا ہو

٤٢٧١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ

۴۲۷۱- حضرت ابو ثعلبہ خشنی ؓ بیان کرتے ہیں

---

٤٢٧٠ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح:٥٤٧٧، ومسلم، ح:١٩٢٩ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٧٦.

٤٢٧١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التصيد، ح:٥٤٨٨، ومسلم، الصيد والذبائح، باب ◄◄

مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا بِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ، فَقَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ وَكُلْ، مَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ وَكُلْ، وَمَا أَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ».

کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم شکار والے علاقے میں رہتے ہیں۔ میں تیر سے بھی شکار کرتا ہوں' اپنے سدھائے ہوئے اور ان سدھائے کتوں کے ساتھ بھی۔ آپ نے فرمایا: ''جو تو اپنے تیر سے شکار کرے' اسے کھا سکتا ہے بشرطیکہ تو نے (چھوڑتے وقت) بسم اللہ پڑھی ہو۔ اسی طرح جو شکار سدھائے ہوئے کتے سے کرے' وہ بھی کھا سکتا ہے بشرطیکہ تو نے کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی ہو' البتہ جو شکار تو ان سدھائے (غیر تربیت یافتہ) کتے سے کرے' اگر اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے' تب کھا سکتا ہے۔''

فائدہ: یہ باب اُن سدھائے اور غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعے سے کیے ہوئے شکار کے متعلق ہے' یعنی ایسے شکار کو کھانے کی بابت شریعت کا حکم کیا ہے؟ اُن سدھائے' کتے کے ذریعے سے کیا ہوا شکار مطلقاً حرام ہے نہ مطلقاً حلال' بلکہ اس میں تفصیل ہے کہ اگر ایسے کتے کے ذریعے سے کیا ہوا شکار زندہ حالت میں مل جائے اور اسے ذبح کر لیا جائے تو اس کو کھانا جائز ہوگا۔ اور اگر شکار مر چکا ہو' خواہ کتے نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا ہو تو بھی اس کو کھانا حرام ہے اگرچہ کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام بھی لیا گیا ہو۔

## (المعجم ٥) - إِذَا قَتَلَ الْكَلْبُ (التحفة ٥)

## باب:۵- اگر کتا شکار کو قتل کر دے تو؟

٤٢٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ أَبُوصَالِحِ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أُرْسِلُ كِلَابِي

۴۲۷۲- حضرت عدی بن حاتم (طائی) ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتا ہوں۔ وہ شکار کو میرے لیے پکڑ کر رکھتے ہیں تو کیا میں کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تو سدھائے ہوئے کتے

◄◄ الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٣٠ من حديث ابن المبارك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧٧.

٤٢٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٧٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٧٨.

الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ، فَآكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ فَأَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ» قُلْتُ: فَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلْنَ». قَالَ: «مَالَمْ يَشْرَكْهُنَّ كَلْبٌ مِنْ سِوَاهُنَّ» قُلْتُ: أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَيَخْزِقُ، قَالَ: «إِنْ خَزَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

چھوڑے اور وہ تیرے لیے شکار پکڑے رکھیں (خود نہ کھائیں) تو کھا لے۔'' میں نے کہا: اگر وہ قتل کر دیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ قتل کر دیں' البتہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو۔'' میں نے کہا کہ میں معراض تیر پھینکتا ہوں جو شکار کو پھاڑ دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تو تیر پھاڑ دے تو کھا لے لیکن اگر وہ جانور کو نوک کی بجائے کسی اور جگہ سے لگے تو نہ کھا۔''

(المعجم ٦) - **إِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا لَمْ يُسَمَّ عَلَيْهِ** (التحفة ٦)

**باب:٦- اگر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے جس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی گئی تو؟**

**٤٢٧٣- أَخْبَرَنَا** عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَخَالَطَتْهُ أَكْلُبٌ لَمْ تُسَمِّ عَلَيْهَا فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَهُ».

**۴۲۷۳- حضرت عدی بن حاتم** ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنے (سدھائے ہوئے) کتے کو چھوڑے' پھر اس کے ساتھ اور کتے مل جائیں جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ ان میں سے کس کتے نے قتل کیا ہے۔''

**فائدہ:** معلوم ہوا اگر ان کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو' خواہ کسی دوسرے نے پڑھی ہو تو شکار حلال ہے۔

(المعجم ٧) - **إِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهِ كَلْبًا غَيْرَهُ** (التحفة ٧)

**باب:٧- جب کوئی شخص اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو؟**

---

٤٢٧٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٧٩.

٤٢٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا - وَهُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ، وَإِنْ وَجَدْتَ كَلْبًا آخَرَ مَعَ كَلْبِكَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ».

۴۲۷۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کتے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا کتا چھوڑے' بسم اللہ پڑھے تو اس کا شکار کھالے۔ اور اگر تو اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو پھر نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی نہ کہ دوسرے پر۔''

٤٢٧٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَكَانَ لَنَا جَارًا وَدَخِيلًا وَرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا قَدْ أَخَذَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ؟ قَالَ: «لَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ».

۴۲۷۵- حضرت شعبی نے کہا کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو کہ نہرین شہر میں ہمارے پڑوسی تھے' ملنے جلنے والے اور اللہ لوگ (زاہد) آدمی تھے' نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں' پھر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا پاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو نہ کھا کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی تھی نہ کہ دوسرے پر۔''

٤٢٧٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ،

۴۲۷۶- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت آتی ہے۔

---

٤٢٧٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٠.

٤٢٧٥ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩/ ٥ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨١.

٤٢٧٦ـ أخرجه مسلم من حديث محمد بن جعفر به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٢.

عَنْ عَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

٤٢٧٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو الْغَيْلَانِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَإِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَوَجَدْتَ مَعَهُ غَيْرَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ».

۴۲۷۷- حضرت عدی بن حاتم ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں شکار کے لیے اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھے تو اس کا شکار کھا سکتا ہے۔ اگر کتا اس میں سے کچھ کھا لے تو پھر تو نہ کھا کیونکہ اس نے وہ شکار اپنے لیے پکڑا ہے۔ اور جب تو اپنا کتا چھوڑے، پھر اس کے ساتھ کوئی اور کتا پائے تو اس کا شکار نہ کھا کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے نہ کہ دوسرے پر۔''

٤٢٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَ كَلْبِي كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ؟ قَالَ: «لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهِ».

۴۲۷۸- حضرت عدی بن حاتم ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، پھر اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا بھی پاتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہ کھا کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے دوسرے پر نہیں۔''

---

٤٢٧٧ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا، ح:١٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:١٩٢٩/٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٨٣.

٤٢٧٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٨٤.

## (المعجم ٨) - اَلْكَلْبُ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٨)

## باب:۸- کتا شکار سے کھانا شروع کر دے تو؟

٤٢٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ -: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ» قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنْ كَلْبِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلَ، فَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ، وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَهُ كَلْبًا غَيْرَ كَلْبِكَ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلَى غَيْرِهِ».

۴۲۷۹- حضرت عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے تیر کے شکار کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جسے تیر نوک کے بل لگا ہوا سے کھا لے اور جسے عرض کے بل (یا کسی اور طرف سے) لگا ہو وہ چوٹ سے مرنے والا جانور ہے۔“ میں نے آپ سے شکاری کتے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو کتا چھوڑے اور اللہ کا نام لے تو اس کا شکار کھا لے۔“ میں نے کہا: اگر وہ قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا: ”خواہ وہ قتل کر دے۔ لیکن اگر وہ اس میں سے کھانے لگے تو پھر نہ کھا۔ اور اگر تو اس کے ساتھ کوئی اور کتا پائے جبکہ جانور ختم ہو چکا ہو تو اسے نہ کھا کیونکہ تو نے اللہ کا نام صرف اپنے کتے پر لیا ہے نہ کہ دوسرے کتے پر۔“

٤٢٨٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ

۴۲۸۰- حضرت عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا کتا چھوڑے اور اس پر بسم اللہ پڑھے پھر وہ قتل بھی کر دے لیکن خود نہ کھائے تو وہ شکار تو کھا لے۔ اور اگر وہ کھانا شروع کر دے تو پھر نہ کھا کیونکہ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ) اس

---

٤٢٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٥.

٤٢٨٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٦.

فَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَقَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ».

نے شکار اپنے لیے پکڑا ہے نہ کہ تیرے لیے۔"

فائدہ: "نہ کہ تیرے لیے" مقصد یہ ہے کہ وہ کتا سدھایا ہوا نہیں' لہٰذا اس کا شکار جائز نہیں۔ حدیث کا اس قدر تکرار تمام تفصیلات بتانے کے لیے ہے' نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ یہ حدیث غریب (ایک آدھ سند والی) نہیں۔

## (المعجم ٩) - اَلْأَمْرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ (التحفة ٩)

## باب:٩- کتے قتل کرنے کا حکم

٤٢٨١- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الصَّغِيرِ.

۴۲۸۱- حضرت میمونہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا: ...... لیکن ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس دن آپ نے صبح کے وقت کتے مارنے کا حکم دیا حتی کہ آپ چھوٹے چھوٹے کتے مارنے کا بھی حکم دیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ضرورت پڑنے پر کتوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ ② "داخل نہیں ہوتے" یعنی رحمت کے فرشتے ورنہ کاتب' محافظ اور موت کے فرشتے تو ہر گھر میں جاتے ہیں۔ ③ "تصویر" مراد ذی روح کی تصویر ہے' خواہ وہ آدمی کی ہو یا حیوان کی' مجسم ہو یا نقش و نگار کی صورت میں ہو یا کپڑے پر بنائی گئی ہو یا وہ شمسی تصویر ہو' یہ سب اقسام حرام ہیں۔ صحیح احادیث کی روشنی میں فرشتے ان گھروں میں داخل نہیں ہوتے جن میں تصویریں ہوں۔ ہاں! صرف ان تصویروں کی رخصت ہے جو ناگزیر مقاصد کے لیے ہوں اور ان کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو' جیسے پاسپورٹ' شناختی کارڈ یا لائسنس وغیرہ کے لیے انھیں بھی محفوظ یا بند مقام میں رکھا جائے' آویزاں نہ کیا جائے۔ اسی طرح کسی کپڑے پر بنی تصاویر کو پھاڑ کر بستر یا تکیے بنا لیے جائیں اور استعمال میں لایا جائے تو جائز ہے۔ بالفاظ دیگر اگر اس قسم کی صورت میں ان کی پامالی ہوتی ہے تو جائز ہیں۔ ④ "کتے مارنے کا حکم"

---

٤٢٨١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٨٧.

رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے آغاز میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم عام تھا جو ہر قسم کے کتے کے قتل کو شامل تھا' اس لیے کسی قسم کے کتے کو پالنا جائز نہ تھا' پھر آپ نے کالے کتے کے علاوہ باقی کتوں کے قتل سے منع فرما دیا اور شکاری' کھیتی باڑی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے کتے پالنے کی اجازت دے دی۔ ان اقسام کے علاوہ تمام کتوں کو ضرورت کے تحت خصوصاً اس وقت قتل کرنا جائز ہے جب وہ ضرر رساں بھی ہوں۔ والله أعلم.

٤٢٨٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ غَيْرَ مَا اسْتَثْنَى مِنْهَا.

۴۲۸۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مستثنیٰ شدہ کتوں کے علاوہ کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔

فائدہ: مستثنیٰ کتوں کا ذکر آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

٤٢٨٣- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَافِعًا صَوْتَهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، فَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ.

۴۲۸۳- حضرت عبداللہ (بن عمر) رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلند آواز کے ساتھ کتوں کے قتل کا حکم دیتے سنا' پھر کتے مارے جاتے تھے مگر شکاری یا جانوروں (اور کھیتوں) کی حفاظت کی خاطر رکھے ہوئے کتوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

٤٢٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۴۲۸۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری اور جانوروں (یا کھیتوں) کی

---

٤٢٨٢ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣٢٣، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٠/ ٤٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٦٩، والكبرى، ح: ٤٧٨٨.

٤٢٨٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب قتل الكلاب إلا كلب صيد أو زرع، ح: ٣٢٠٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٨٩.

٤٢٨٤ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧١ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٠. * عمرو هو ابن دينار.

أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ.

حفاظت کے لیے رکھے گئے کتوں کے علاوہ دوسرے کتے مارنے کا حکم دیا۔

(المعجم ١٠) - صِفَةُ الْكِلَابِ الَّتِي أُمِرَ بِقَتْلِهَا (التحفة ١٠)

باب:١٠-کس قسم کے کتے مارنے کا حکم دیا گیا تھا؟

٤٢٨٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا، فَاقْتُلُوا مِنْهَا الْأَسْوَدَ الْبَهِيمَ، وَأَيُّمَا قَوْمٍ اتَّخَذُوا كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ حَرْثٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۴۲۸۵-حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی ایک مخلوق ہیں تو میں ان سب کے قتل کا حکم دیتا۔ اب تم خالص سیاہ کتے کو قتل کرو۔ جو لوگ بھی ایسا کتا رکھیں جو نہ تو کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو اور نہ شکار کے لیے تو ان کی نیکیوں سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔“

فوائد ومسائل: ① کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لیے اور شکار کرنے کی خاطر کتا رکھا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں انسان گناہ گار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اشد ضرورت کی بنا پر گھر کی رکھوالی کے لیے بھی اس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ جس نے مذکورہ ضرورتوں کے علاوہ کتا رکھا تو وہ شخص بہت گناہ گار اور نہایت خسارے میں ہے' اس لیے کہ بلا ضرورت کتا رکھنے والے شخص کے نیک اعمال میں سے روزانہ ایک قیراط وزن کم کر دیا جاتا ہے۔ ذرا سوچیے کہ یہ کس قدر عظیم نقصان ہے۔ ② انسان کو نیک اعمال کر کے ان کی حفاظت کرتے رہنا چاہیے' اور ایسے برے اعمال سے گریز کرنا چاہیے جن کی وجہ سے اعمال صالحہ کی بربادی لازم آتی ہو۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے اور برے اعمال سے بچنے کی ترغیب بھی اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ ③ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس عظیم لطف و کرم کی طرف بھی اشارہ ہے جو وہ اپنی معزز مخلوق انسان پر فرماتا ہے' یعنی جس چیز سے لوگوں کو کسی قسم کا فائدہ ہو سکتا ہے اسے ان کے لیے مباح اور جائز

٤٢٨٥ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الصيد، باب اتخاذ الكلاب للصيد وغيره، ح: ٢٨٤٥ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩١، وقال الترمذي، ح: ١٤٨٦، ١٤٨٩: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.
* يونس هو ابن عبيد.

فرما دینا۔سبحان الله و بحمده، سبحان الله العظيم. ④ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے ان کی معاش و معاد کے تمام امور' جن کے وہ محتاج اور ضرورت مند تھے' بیان فرما دیے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ اصول اور قاعدہ معلوم ہوا کہ نفع و نقصان دونوں کی حامل چیز میں اگر مصلحت راجح ہو تو اسے ترجیح حاصل ہوگی' یعنی مصلحتِ راجحہ کا لحاظ رکھا جائے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کتے میں نفع و نقصان کی دونوں صفات پائی جاتی ہیں۔ عام طور پر اس میں نقصان و فساد والی صفت کا غلبہ ہوتا ہے' اس لیے کتا رکھنے سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے' تاہم جہاں اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچنا راجح تھا' وہاں عام حکم سے استثنا فرما دیا گیا۔ واللہ أعلم. ⑥ ''ایک مخلوق'' عربی میں أُمَّةٌ مِّنَ الْأُمَمِ، یعنی امتوں میں سے ایک امت' کے الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بے فائدہ نہیں بنایا' خواہ وہ وقتی طور پر کسی کے لیے نقصان دہ ثابت ہو مگر مجموعی طور پر ہر مخلوق انسان کے لیے بلا واسطہ یا بالواسطہ مفید ہے' مثلاً: کتے حفاظت کا کام دیتے ہیں۔ شکار بھی کرتے ہیں۔ بعض ایسے مقامات ہوتے ہیں جہاں کتوں کے علاوہ شکار کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور بھی بہت سے فوائد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو خالق و رازق ہے' اس لیے کسی بھی مخلوق کو مکمل طور پر ختم کر دینا حکمت الٰہیہ کے منافی ہے' نیز یہ انسانی بقا کے بھی خلاف ہے' لہٰذا صرف موذی کو ختم کیا جائے' مثلاً: باؤلا کتا' بہت کاٹنے والا کتا یا آوارہ اور فالتو کتا وغیرہ۔ ⑦ ''خالص سیاہ کتا'' یہ بہت ڈراؤنا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''کالا کتا شیطان ہے'' جس طرح برے اور شرارتی انسان کو شیطان کہہ دیا جاتا ہے' اسی طرح ڈراؤنے اور موذی کتے کو بھی شیطان کہا جا سکتا ہے۔ شیطان کسی کا نام نہیں بلکہ یہ وصف ہے۔ جس میں بھی پایا جائے' وہ شیطان ہے۔ ⑧ ''ایک قیراط'' ایک قیراط سے مراد کیا ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ اس طرح کہ قیراط کا اطلاق دو طرح کے وزن پر ہوتا تھا۔ ایک انتہائی معمولی وزن پر اور دوسرے انتہائی غیر معمولی وزن پر۔ معمولی وزن پر اس طرح کہ ایک دینار بیس قیراط کا ہوتا ہے' اور دینار ساڑھے چار ماشے' یعنی ۴.۳۷۴ گرام کا ہوتا ہے۔ گویا ایک قیراط کا وزن تقریباً ۲۲۰ ملی گرام بنتا ہے۔ دوسری قسم کا قیراط وہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کے برابر قرار دیا ہے۔ اس کی مقدار کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہاں اس حدیث میں قیراط سے مراد کون سا قیراط ہے؟ تو اس کی بابت اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ بعض اہل علم نے اس سے معمولی وزن مراد لیا ہے جبکہ بعض نے غیر معمولی وزن۔ ہمارا رجحان پہلی رائے کی طرف ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا مزاج نرمی کرنا ہے' سختی اور شدت نہیں اور نرمی پہلی صورت میں ہے نہ کہ دوسری میں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مطلقاً قیراط فرمایا ہے' کسی قسم کا تعین نہیں کیا' یہ تو معلوم بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت' اس کے غصے اور سزا سے کہیں زیادہ وسیع ہے' اس لیے سزا میں تخفیف اور فضل میں تکثیر والے ضابطے کی بنیاد پر بھی یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ قیراط سے مراد پہلی صورت ہوگی اور یہی ارحم الراحمین کے فضل و کرم اور اس کی رحمت و مہربانی کا تقاضا ہے۔ ﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الأعراف ٧:

۱۵۶) اس سب کچھ کے باوجود حتمی اور یقینی طور پر صرف ایک بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ ہی کے علم میں ہے کہ اس حدیث میں قیراط سے مراد کونسا قیراط ہے؟ بہر حال ایک مومن شخص کو اس سے بھی بچنا چاہیے کہ وہ کسی ایسے کام کا مرتکب ہو کہ جس کی وجہ سے اس کے نیک اعمال میں سے ذرہ بھر کمی کر دی جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.
⑨ ''کمی ہوتی رہے گی'' یعنی ہر روز کی ہوئی نیکیوں میں سے اتنی مقدار ضائع ہوتی رہے گی کیونکہ ضرورت کے بغیر کتا گھر والوں کے لیے بھی نقصان دہ ہے اور گزرنے والوں کے لیے بھی۔ مزید برآں یہ کہ کتے میں باؤلا ہونے کے امکانات بھی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ لوگوں کے لیے خوف ناک اذیت اور موت کا سبب بھی بنے گا۔ بہر حال بے فائدہ کتا رکھنے والے کے لیے یہ حدیث بہت بڑی وعید ہے۔

## (المعجم ١١) - اِمْتِنَاعُ الْمَلَائِكَةِ مِنْ دُخُولِ بَيْتٍ فِيهِ كَلْبٌ (التحفة ١١)

## باب:۱۱- فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (ناجائز) کتا ہو

٤٢٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَلَائِكَةُ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

۴۲۸۶- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو۔''

فائدہ: بلا ضرورت جنبی رہنا بھی قبیح بات ہے۔ جب جنابت طاری ہو جائے تو فوراً نہانا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ تاخیر ہو تو آئندہ فرض نماز تک لازمی نہا لینا چاہیے۔ اس سے زائد تاخیر کرنا گناہ کا موجب ہے۔ اصل یہی ہے کہ فوراً نہائے شرعی اور طبی اعتبار سے یہی بہتر ہے۔

٤٢٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَإِسْحَاقُ بْنُ

۴۲۸۷- حضرت ابو طلحہ ؓ سے روایت ہے کہ

٤٢٨٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٢.
٤٢٨٧ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣٢٢، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٦/ ٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٧٩٣.

مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔“

٤٢٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا فَقَالَتْ لَهُ مَيْمُونَةُ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمَ. فَقَالَ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِيَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي، أَمَا وَاللهِ! مَا أَخْلَفَنِي». قَالَ: فَظَلَّ يَوْمَهُ كَذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ نَضَدٍ لَنَا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا أَمْسٰى لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِي أَنْ تَلْقَانِيَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ أَجَلْ! وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ». قَالَ: فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

۴۲۸۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت میمونہ ؓ نے بیان فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بڑے افسردہ سے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج صبح سے آپ کی حالت عجیب سی محسوس ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جبریل ؑ نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ ملے نہیں۔ اللہ کی قسم! انھوں نے کبھی مجھ سے وعدہ خلافی نہیں کی۔“ آپ سارا دن اسی طرح رہے، پھر آپ کو خیال آیا کہ ہماری بستروں والی چارپائی کے نیچے کتے کا ایک پلا بیٹھا ہے۔ آپ نے حکم دیا اور اسے نکال دیا گیا، پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے وہاں کچھ پانی چھڑک دیا۔ جب شام ہوئی تو جبریل ؑ آپ سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”آپ نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ گزشتہ رات مجھ سے ملیں گے؟“ وہ کہنے لگے: ہاں، لیکن ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اس دن سے رسول اللہ ﷺ نے کتوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① مسئلہ واضح ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔ لیکن

---

٤٢٨٨_ أخرجه مسلم، ح: ٢١٠٥ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٤.

یہ بات ضرور یاد رہنی چاہیے کہ جس گھر میں بوجہ ضرورت کتا رکھا جائے وہ اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کی اجازت شارع علیہ السلام نے خود دی ہے۔ اور آپ ﷺ کا ہر کام منشائے الٰہی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم ٥٣:٣،٤) ② اس حدیث مبارکہ سے وعدہ وفا کرنے کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ وعدہ وفائی ضروری ہے۔ جس سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ وعدے کا منتظر رہتا ہے۔ اندازہ لگایئے ایک بار جبریل امین علیہ السلام وعدے کے مطابق نہیں آئے تو رسول اللہ ﷺ سارا دن پریشان رہے۔ ③ معلوم ہوا فرشتے بھی قوانین الٰہی کے پابند ہیں' نیز انبیاء کے لیے بھی قانون بدلا نہیں جاتا ورنہ رسول اکرم ﷺ کے لیے قانون بدل دیا جاتا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْمَاشِيَةِ (التحفة ١٢)

## باب:١٢- جانوروں (کی حفاظت) کے لیے کتا رکھنے کی رخصت

٤٢٨٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ إِلَّا ضَارِيًا أَوْ صَاحِبَ مَاشِيَةٍ».

۴۲۸۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کتا رکھے' اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم کیے جائیں گے' الا یہ کہ وہ شکاری ہو یا جانوروں کی حفاظت کے لیے رکھا گیا ہو۔''

فائدہ: یہ تفصیلی بحث حدیث: ۴۲۸۵ میں گزر چکی ہے' البتہ وہاں ایک قیراط کا ذکر تھا یہاں دو قیراط کا ذکر ہے ممکن ہے کتے' کتے کا فرق ہو' یعنی جو زیادہ نقصان دہ ہو' وہاں دو قیراط کی کمی ہوتی ہے اور کم نقصان دہ پر ایک قیراط کی۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا سبب جگہ کا فرق ہو' یعنی شہری آبادی میں دو قیراط اور بادیہ اور کھلی جگہ میں ایک قیراط وغیرہ۔ بعض لوگوں نے اس فرق کا سبب مدینہ اور غیر مدینہ میں کتا رکھنے کو قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

---

٤٢٨٩- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد أو ماشية، ح: ٥٤٨١، ومسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ٥٤/١٥٧٤ من حديث حنظلة بن أبي سفيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٥.

٤٢٩٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِجِ بْنِ خَالِدٍ السَّعْدِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ خُصَيْفَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ وَفَدَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَائِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ» قُلْتُ: يَاسُفْيَانُ، أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ!.

۴۲۹۰- حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس سفیان بن ابوزہیر شنائی ؓ آئے اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا کتا رکھا جو نہ کھیتی کی حفاظت کرتا ہو اور نہ جانوروں کی (اور نہ وہ شکاری ہو) تو اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم کیا جائے گا۔“ میں نے کہا: اے سفیان! کیا آپ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! اس مسجد کے رب کی قسم!

## (المعجم ١٣) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ (التحفة ١٣)

## باب:۱۳- شکار کے لیے کتا رکھنے کی رخصت

٤٢٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارِي أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ».

۴۲۹۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شکار یا جانوروں کے لیے کتے کے علاوہ کتا رکھے تو اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم کیے جائیں گے۔“

٤٢٩٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ

۴۲۹۲- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت ابن

---

٤٢٩٠ـ أخرجه مسلم، ح: ١٥٧٦، انظر الحديث السابق، عن علي بن حجر، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث، ح: ٢٣٢٣ من حديث يزيد بن خصيفة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٦.

٤٢٩١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد أو ماشية، ح: ٥٤٨٢، ومسلم، المساقاة، الباب السابق، ح: ١٥٧٤ من حديث مالك عن نافع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٧٩٧.

٤٢٩٢ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه ... الخ، ح: ١٥٧٤ من حديث سفيان بن ◄◄

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ».

عمر ﷜) سے منقول ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے شکار یا جانوروں (اور کھیتی) کے کتے کے علاوہ کتا رکھا' اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم کیے جائیں گے۔''

## (المعجم ١٤) - اَلرُّخْصَةُ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۴-کھیتی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی رخصت

٤٢٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۴۲۹۳-حضرت عبداللہ بن مغفل ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کتا رکھا جو نہ شکاری ہو اور نہ جانوروں یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو تو اس کے ثواب سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔''

فائدہ: ممکن ہے نیکیوں میں کمی یا تو لوگوں کی تکلیف کی بنا پر ہو یا فرشتوں کے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ فرشتوں کی آمد سے اہل خانہ میں نیکیوں کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ یا شرعی حکم کی نافرمانی کی وجہ سے' یا اس لیے کہ وہ کتا گھر کے برتنوں میں منہ مارتا رہے اور صاحب خانہ کو پتا نہ چلے وغیرہ۔ المختصر اس کی وجہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی۔

٤٢٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اتَّخَذَ

۴۲۹۴-حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے شکار یا کھیتی یا جانوروں کے کتے کے علاوہ کوئی کتا رکھا' اس کے اعمال صالحہ سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔''

---

◄ عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٩٨.

٤٢٩٣ـ [حسن] تقدم، ح:٤٢٨٥، وهو في الكبرٰى، ح:٤٧٩٩.

٤٢٩٤ـ أخرجه مسلم، ح:١٥٧٥، انظر الحديث المتقدم: ٤٢٩٢ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٠٠.

كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

٤٢٩٥- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ».

۴۲۹۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایسا کتا رکھے جو نہ شکاری ہو اور نہ جانوروں یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو، اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔“

٤٢٩٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ» قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ.

۴۲۹۶- حضرت عبداللہ (بن عمر ؓ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جانوروں کی حفاظت یا شکار کرنے والے کتے کے علاوہ کتا رکھا، اس کے نیک اعمال سے ہر روز ایک قیراط کی کمی کی جائے گی۔“ حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے یہ الفاظ بھی بیان فرمائے کہ کھیتی کی حفاظت والا کتا بھی رکھ سکتا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① شکار کے کتے سے مراد وہ کتا ہے جو عملاً شکار کے لیے استعمال ہو، یعنی اس کے ساتھ شکار کیا جائے نہ کہ وہ صرف شکاری نسل سے ہو جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے۔ شرعاً ہر وہ کتا شکاری ہو سکتا ہے جسے شکار کی تربیت و تعلیم دی جائے۔ یہ بات بہر صورت یاد رہنی چاہیے کہ جس شکار کی تربیت دے کر کتے کو سدھاتا ہے، وہ شوقیہ خنزیر وغیرہ کا شکار نہیں بلکہ حلال جانوروں کا شکار ہے۔ ② دوڑ کے لیے کتا رکھنا بھی گناہ ہے کیونکہ

---

٤٢٩٥_ أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠١.

٤٢٩٦_ أخرجه مسلم، ح: ١٥٧٤/ ٥٣ عن علي بن حجر به، انظر الحديث المتقدم: ٤٢٩٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٠٢.

اللہ تعالیٰ نے کتے کو دوڑنے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ کتے کے دوڑنے سے بنی نوع انسان کو کوئی فائدہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ③ کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا کھیت میں ہی رہنا چاہیے۔ اسی طرح جانوروں کی حفاظت کرنے والا کتا بھی جانوروں ہی میں رہے۔ گھر میں ان کا کوئی کام نہیں۔ شکار والا کتا بھی ممکن حد تک گھر سے باہر ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ (التحفة ١٥)

## باب: ۱۵- کتے کی قیمت (لینے دینے) کی ممانعت

٤٢٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ عُقْبَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۴۲۹۷- حضرت ابو مسعود عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی (نذر و نیاز) سے منع فرمایا ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① جمہور اہل علم کے نزدیک کتے کی خرید و فروخت منع ہے، خواہ اس کا رکھنا جائز ہو یا ناجائز، اور یہی بات صحیح ہے کیونکہ کتا خریدنے یا بیچنے والی چیز نہیں کہ اس کو کمائی کا ذریعہ بنایا جائے، البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کتے کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ چونکہ ہر کتے سے شکار اور حفاظت کا کام لیا جا سکتا ہے، لہٰذا ہر کتے کی خرید و فروخت جائز ہے، خواہ وہ سدھایا ہوا ہو یا نہ، جبکہ بعض فقہاء کے نزدیک شکار کرنے والے کتے کی خرید و فروخت جائز ہے، عام کی نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات صریح حدیث کے مقابلے میں قابل تسلیم نہیں۔ وہ اس حدیث کو اس دور سے متعلق بتاتے ہیں جب آپ نے کتے مارنے کا حکم دیا تھا۔ گویا یہ وقتی پابندی تھی۔ لیکن یہ صرف ایک احتمال ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ ② ''زانیہ کی اجرت'' چونکہ زنا جرم ہے، لہٰذا اس کی اجرت بھی حرام ہے اور یہ متفقہ بات ہے۔ ③ ''کاہن کی نذر و نیاز'' کاہن سے مراد غیب کی خبریں بتلانے والا ہے۔ ان لوگوں کے جنات و شیاطین سے روابط ہوتے ہیں، لہٰذا یہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ چونکہ یہ کام منع ہے، اس لیے اس پر ملنے والی چیز بھی منع ہے۔ شریعت اسلامیہ میں نہ کسی سے غیب کی خبریں پوچھنا جائز ہے اور نہ بتانا کیونکہ جنات و شیاطین ایک سچ کے ساتھ کئی جھوٹ بھی بولتے ہیں، لہٰذا ان کی بات کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔

---

٤٢٩٧- أخرجه البخاري، البيوع، باب ثمن الكلب، ح: ٢٢٣٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن . . . الخ، ح: ١٥٦٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٠٣.

٤٢٩٨ - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْرُوفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَايَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ، وَلَاحُلْوَانُ الْكَاهِنِ، وَلَامَهْرُ الْبَغِيِّ».

۴۲۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی قیمت' کاہن کی نذر و نیاز اور زانیہ کی اجرت حلال نہیں۔''

٤٢٩٩ - أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، عَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ».

۴۲۹۹- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زانیہ کی اجرت' کتے کی قیمت اور حجام کی کمائی بہت بری کمائی ہے۔''

فائدہ: ''حجام'' اس دور میں سنگی لگانے والے کو حجام کہتے تھے۔ چونکہ سنگی لگانے والے کو گندا خون چوسنا پڑتا ہے' اس لیے آپ نے اس پیشے کو کمائی کے لیے مناسب خیال نہیں فرمایا۔ کمائی کے لیے کوئی اچھا پیشہ اختیار کیا جائے۔ ہاں' ہمدردی کے طور پر سنگی لگائے تو مفت لگائے تاکہ ثواب حاصل ہو۔ جمہور اہل علم کے نزدیک حجام کی اجرت مکروہ تنزیہی ہے' حرام نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود سنگی لگانے والے کو اجرت دی ہے۔ اگر حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے۔ کسی مسئلے کا فیصلہ کرتے وقت متعلقہ تمام روایات کو دیکھنا ضروری ہے نہ کہ کسی ایک کو دیکھ کر حکم لگانا درست ہے۔

## (المعجم ١٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ (التحفة ١٦)

## باب:۱۶- شکاری کتے کی قیمت (لینے دینے) کی رخصت

---

**٤٢٩٨ـ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، البيوع، باب في أثمان الكلب، ح: ٣٤٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٠٤.

**٤٢٩٩ـ** أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن . . . الخ، ح: ١٥٦٨ من حديث يحيى ابن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٠٥.

٤٣٠٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ.

۴۳۰۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے مگر شکاری کتے کی قیمت لی جا سکتی ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدِيثُ حَجَّاجٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ حجاج کی حماد بن سلمہ سے مروی (بیان کردہ) روایت صحیح نہیں۔

فائدہ: امام صاحب کی بات کی تائید دوسرے محدثین نے بھی کی ہے کیونکہ یہ روایت شکاری کتے کے استثنا کے بغیر صحیح سندوں کے ساتھ آتی ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہے مگر شکاری کتے کا استثنا مذکور نہیں۔ اس روایت کے الفاظ ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَ حُلْوَانِ الْكَاهِنِ] ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی (نذر و نیاز) سے منع کیا ہے۔'' (صحیح مسلم' المساقاة' باب تحريم ثمن الكلب......، حديث: ١٥٦٧)

٤٣٠١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ سَوَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً فَأَفْتِنِي فِيهَا؟ قَالَ: «مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ كِلَابُكَ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ:

۴۳۰۱- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس سدھائے ہوئے کتے ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں بتائیے؟ آپ نے فرمایا: ''جو جانور وہ تیرے لیے پکڑ رکھیں' تو کھا سکتا ہے۔'' میں نے کہا: اگرچہ وہ اسے قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا:

---

٤٣٠٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٦، ٧، والدارقطني قبله: ٣/ ٧٢ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٠٦، وسيأتي، ح: ٤٦٧٢. * أبوالزبير عنعن، تقدم، ح: ٥٩٤، وفيه علة أخرى، وله شواهد ضعيفة، وأخرج مسلم، ح: ١٥٦٩/ ٤٢ عن أبي الزبير، قال: "سألت جابرًا عن ثمن الكلب والسنور؟ فقال: زجر النبي ﷺ عن ذلك"، وهو المحفوظ.

٤٣٠١_ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٠٧. * ابن سواء هو محمد، وشيخه سعيد بن أبي عروبة.

«وَإِنْ قَتَلْنَ» قَالَ: أَفْتِنِي فِي قَوْسِي؟ قَالَ: «مَا رَدَّ عَلَيْكَ سَهْمُكَ فَكُلْ» قَالَ: وَإِنْ تَغَيَّبَ عَلَيَّ قَالَ: «وَإِنْ تَغَيَّبَ عَلَيْكَ، مَا لَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ سَهْمٍ غَيْرَ سَهْمِكَ أَوْ تَجِدْهُ قَدْ صَلَّ يَعْنِي قَدْ أَنْتَنَ»

''خواہ وہ اسے قتل کر دیں۔'' اس آدمی نے کہا: مجھے میرے تیر کمان کے بارے میں بتایئے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا تیر جو کچھ شکار کرے' وہ تو کھا سکتا ہے۔'' اس نے کہا: اگرچہ وہ شکار مجھ سے غائب ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ تجھ سے غائب ہو جائے۔ جب تک تو اس میں اپنے تیر کے علاوہ کسی اور تیر کا نشان نہ پائے یا وہ بدبودار نہ ہو جائے۔''

قَالَ ابْنُ سَوَاءٍ: وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي مَالِكٍ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ابن سواء نے کہا: میں نے یہ حدیث (جس طرح سعید کے واسطے سے سنی ہے' اسی طرح واسطے کے بغیر' براہ راست بھی) ابو مالک عبید اللہ بن اخنس سے سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① سکھلائے اور سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرنا درست ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو شکار کتے نے مالک کے لیے پکڑا ہو اور اسے مار ڈالا ہو لیکن خود اس میں سے نہ کھایا ہو تو شکاری کتے کا مارا ہوا جانور کھایا جا سکتا ہے اگرچہ اسے ذبح نہ کیا جا سکا ہو بلکہ وہ ذبح کیے جانے سے پہلے ہی مر گیا ہو' البتہ اس میں یہ شرط ضروری ہے کہ کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو۔ ③ یہ حدیث تیر کے ساتھ کیے ہوئے شکار اور اس کے علاوہ آلات شکار کے ذریعے سے کیے ہوئے شکار کی حلت پر دلالت کرتی ہے بشرطیکہ شکار اس آلۂ شکار کی دھار سے قتل ہوا ہو نہ کہ اس کی چوٹ سے۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ تیر وغیرہ چلاتے وقت اللہ کا نام بھی لیا گیا ہو جیسا کہ پہلے بھی اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ④ اگر شکاری شخص اپنے زخمی شکار کو چند دن بعد مردہ حالت میں پاتا ہے جبکہ اس میں ابھی بو پیدا نہ ہوئی ہو تو وہ اسے کھا سکتا ہے' البتہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس شکار کو کسی اور شکاری نے زخمی نہ کیا ہو۔ یہ اس لیے کہ اس صورت میں یہ بات معلوم ہی نہیں ہو سکتی کہ دوسرے شکاری نے تیر وغیرہ چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں' لہٰذا ایسے شکار کو کھانا' جو مشکوک ہو' کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ ⑤ ''غائب ہو جائے'' یعنی تیر کھانے کے بعد وہ جانور بھاگ جائے اور پھر کسی اور جگہ بے جان ملے تو کیا اسے کھایا جا سکتا ہے؟ ⑥ ''بدبودار نہ ہو جائے'' ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بدبودار ہو جائے تو اسے نہیں کھایا جا سکتا' حالانکہ بدبو کسی جانور یا گوشت کو حرام نہیں کرتی لیکن چونکہ بدبودار چیز میں طبی طور پر مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں' لہٰذا اسے کھانا مناسب نہیں' سوائے اشد ضرورت کے ایسی چیز استعمال نہ کی جائے۔ ⑦ اس حدیث کا متعلقہ باب سے تو کوئی تعلق نہیں' البتہ اصل کتاب سے تعلق ہے۔ ممکن ہے یہ باب ضمنی ہو۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٧) - اَلْإِنْسِيَّةُ تَسْتَوْحِشُ. (التحفة ١٧)

باب:١٧-گھریلو جانور وحشی بن جائے (جنگلی جانور کی طرح بھاگ جائے) تو؟

٤٣٠٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَابُوا إِبِلًا وَغَنَمًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجَّلَ أَوَّلُهُمْ فَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ، فَدُفِعَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَسَّمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ عَشْرًا مِنَ الشَّاءِ بِبَعِيرٍ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَدَّ بَعِيرٌ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا».

۴۳۰۲-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ذوالحلیفہ میں تھے۔لوگوں کو کچھ اونٹ اور بکریاں ملیں۔رسول اللہ ﷺ لوگوں کے آخر میں تھے۔لشکر کے ابتدائی لوگوں نے جلدی کرتے ہوئے ان جانوروں کو ذبح کیا اور ہانڈیاں (یا دیگیں) چڑھا دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ دیگیں الٹ دی جائیں، پھر آپ نے غنیمت ان میں تقسیم فرمائی اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔اس دوران میں ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔لوگوں کے پاس خال خال گھوڑے تھے۔لوگوں نے اس کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ قابو نہ آسکا۔ایک آدمی نے اس کو تیر مارا تو وہ رک گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان گھریلو جانوروں میں بھی بعض کبھی کبھی وحشی بن جاتے (جنگلی جانوروں کی طرح انسانوں سے بھاگنے لگتے) ہیں، لہٰذا اگر کوئی جانور قابو نہ آئے تو تم اس سے یہی سلوک کرو۔“

فوائد ومسائل: ① گھریلو جانور جب وحشی بن جائے اور انسانوں سے متنفر ہو کر بھاگ کھڑا ہو تو اس پر وحشی (جنگلی) جانور والا حکم لگے گا۔ایسی صورت میں جب اس قسم کے جانور پر قابو پانا اور اسے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اسے خشکی کے شکار کی طرح زخمی کیا جا سکتا ہے۔پھر ذبح کرنے سے پہلے مرجانے کی صورت میں اس پر

---

٤٣٠٢ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن وسائر العظام، ح:١٩٦٨/ ٢٢ من حديث حسين بن علي، والبخاري، الشركة، باب قسمة الغنم، ح:٢٤٨٨ من حديث سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٠٩.

جنگلی شکاری جانوروں والا حکم ہی لاگو ہوگا' یعنی زخمی ہونے کے بعد زندہ قابو آنے کی صورت میں اسے ذبح کرنا ضروری ہوگا جبکہ اس سے پہلے مر جانے کی صورت میں' اگر اسے اللہ کا نام لے کر تیر یا گولی وغیرہ ماری گئی ہو تو وہ حلال سمجھا جائے گا اور اس کا گوشت کھانا درست ہوگا۔ جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔ واللہ أعلم. ② مشترکہ مال میں' اجازت کے بغیر انفرادی اور شخصی تصرف ناجائز ہے اگرچہ وہ مال تھوڑا ہی ہو' خواہ ضرورت کا تقاضا یہی کیوں نہ ہو۔ ③ یہ حدیث صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کمال درجے کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی واضح دلیل ہے کہ سخت بھوکے ہونے کے باوجود انھوں نے ابلتی ہانڈیاں الٹا دیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کیا۔ ④ شرعی مصلحت کا تقاضا ہو تو حاکم وقت رعایا کو سزا دے سکتا ہے' خواہ اس صورت میں مال ضائع ہی کیوں نہ ہوتا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ شرعی مصلحت ہی غالب ہو۔ محض اپنی انا کی تسکین کے لیے سزا دینا مقصود نہ ہو۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مخلوط اور ملے جلے مالِ غنیمت میں ہر چیز کی الگ الگ تقسیم ضروری نہیں بلکہ تعدیل وتقویم (مختلف اشیاء میں کمی بیشی کر کے انھیں قیمتاً ایک دوسرے کے برابر قرار دینا) بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا۔ ⑥ اصول یہ ہے کہ گھریلو جانوروں کو قابو کر کے حلق سے ذبح کیا جائے۔ چھوٹے جانوروں کو لٹا کر ذبح کیا جائے اور اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں گھٹنا باندھ کر اس کے حلق میں چھری کی نوک یا نیزہ وغیرہ مار کر اسے نحر کیا جائے۔ گھریلو جانوروں کو شکار کی طرح تیر مار کر ذبح نہیں کرنا چاہیے' البتہ جنگلی جانور چونکہ انسانوں کے قابو میں نہیں آتے' لہٰذا ان کے لیے یہی طریقہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکا جائے' جہاں بھی جا لگے۔ جب وہ خون نکلنے سے کمزور ہو جائے تو اس کو پکڑ لے اور ذبح کر لے لیکن اگر وہ اسی تیر سے بے جان ہو جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔ ⑦ ''تہامہ کا ذوالحلیفہ'' اشارہ ہے کہ یہاں وہ ذوالحلیفہ مراد نہیں جو مدینہ کا میقات ہے اور جہاں احرام باندھا جاتا ہے۔ بلکہ یہ اور ذوالحلیفہ ہے۔ ⑧ ''ذبح کیا'' نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر' حالانکہ مال غنیمت امیر کی معرفت تقسیم ہونا چاہیے۔ ⑨ ''دس بکریاں'' معلوم ہوا دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر ہیں' لہٰذا اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ ⑩ ''خال خال گھوڑے تھے'' یعنی اونٹ کا تعاقب کرنے اور اسے پکڑنے کے لیے گھوڑے مہیا نہ ہو سکے۔ اور گھوڑوں کے بغیر اسے پکڑا نہیں جا سکتا تھا۔ ⑪ ''بھاگنے لگتے ہیں'' یعنی وحشت محسوس کرتے ہیں۔ عربی میں لفظ أَوَابِد استعمال ہوا ہے جو آبِدَۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی غیر مانوس' وحشی' بدکنے اور بھاگنے والے جانور کے ہیں۔ چونکہ جنگلی جانور انسان سے غیر مانوس ہوتے ہیں اور دیکھتے ہی بھاگتے ہیں' اس لیے انھیں اوابد کہا جاتا ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٨) - فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقَعُ فِي الْمَاءِ (التحفة ١٨)

## باب:١٨- کوئی شخص شکار پر تیر چلائے اور وہ پانی میں گر جائے تو؟

٤٣٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِنْ وَجَدْتَهُ قَدْ قُتِلَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِي مَاءٍ وَلَا تَدْرِي، الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ».

۴۳۰۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”جب تو تیر چلائے تو بسم اللہ پڑھ لے۔ اگر وہ تیر جانور کو قتل بھی کر دے تو بھی کھا لے الا یہ کہ تو اسے پانی میں گرا ہوا پائے۔ تجھے کیا علم کہ اسے پانی نے مارا ہے یا تیرے تیر نے؟“

فائدہ: کسی زخمی جانور یا پرندے کے محض پانی میں گرنے سے وہ شکار حرام نہیں ہو جاتا بلکہ حرام اس صورت میں ہوگا جب پانی میں گرنے ہی سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ اگر پانی میں اس انداز میں گرے کہ اسے زندہ حالت میں پالیا جائے تو اسے ذبح کر کے کھانا درست ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پانی کے اندر ڈوب کر نہ مرا ہو۔

٤٣٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ سَهْمَكَ وَكَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَقَتَلَ سَهْمُكَ فَكُلْ» قَالَ: فَإِنْ بَاتَ عَنِّي لَيْلَةً يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «إِنْ وَجَدْتَ

۴۳۰۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”جب تو بسم اللہ پڑھ کر اپنا تیر چلائے یا کتا چھوڑے اور تیرا تیر (شکار کو) قتل کر دے تو تو شکار کھا سکتا ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ شکار مجھ سے ایک رات تک غائب رہا تو؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو اس جانور میں اپنا تیر پالے اور اس کے علاوہ کسی اور زخم کا نشان نہ ہو تو اسے کھا سکتا ہے البتہ اگر وہ پانی میں گر گیا (اور مر گیا) ہو تو اسے مت کھا۔“

---

٤٣٠٣_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:٧/١٩٢٩ من حديث ابن المبارك، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح:٥٤٨٤ من حديث عاصم به، وهو في الكبرى، ح:٤٨١٠.

٤٣٠٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٨١١.

سَهْمَكَ وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ شَيْءٍ غَيْرَهُ فَكُلْ، وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ».

## (المعجم ١٩) - فِي الَّذِي يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ (التحفة ١٩)

## باب:١٩- جو شخص جانور کو تیر مارے پھر وہ اس سے غائب ہو جائے تو؟

٤٣٠٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا أَهْلُ الصَّيْدِ وَإِنَّ أَحَدَنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ اللَّيْلَةَ وَاللَّيْلَتَيْنِ فَيَبْتَغِي الْأَثَرَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا وَسَهْمُهُ فِيهِ؟ قَالَ: «إِذَا وَجَدْتَ السَّهْمَ فِيهِ وَلَمْ تَجِدْ فِيهِ أَثَرَ سَبُعٍ وَعَلِمْتَ أَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ فَكُلْ».

۴۳۰۵- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم شکاری لوگ ہیں۔ کبھی ہم میں سے کوئی شخص شکار پر تیر چلاتا ہے اور وہ (شکار) اس سے ایک دو راتیں غائب رہتا ہے۔ شکاری اس کی کھوج لگاتا ہوا پہنچتا ہے تو اسے بے جان پاتا ہے جبکہ اس کا تیر اس میں پیوست ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب تو اپنا تیر اس میں لگا ہوا پہچان لے اور جانور میں کسی درندے کے زخم لگانے کا کوئی نشان نہ ہو اور تجھے یقین ہو کہ تیرے تیر ہی نے اسے قتل کیا ہے تو تو اسے کھا سکتا ہے۔“

فائدہ: البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ بدبودار نہ ہو چکا ہو اور نہ کسی درندے نے اسے کھایا ہو۔

٤٣٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتَ سَهْمَكَ فِيهِ وَلَمْ تَرَ

۴۳۰۶- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنا تیر اس میں لگا ہوا پہچان لے اور کوئی دوسرا نشان اس میں نہ ہو اور تجھے یقین ہو کہ تیرے تیر ہی نے اسے قتل کیا ہے تو تو اسے کھا سکتا ہے۔“

---

٤٣٠٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في الرجل يرمي الصيد فيغيب عنه، ح:١٤٦٨ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨١٢، وله شواهد، منها الحديث السابق.

٤٣٠٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨١٣.

فِيهِ أَثَرًا غَيْرَهُ وَعَلِمْتَ أَنَّهُ قَتَلَهُ فَكُلْ».

٤٣٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ فَأَطْلُبُ أَثَرَهُ بَعْدَ لَيْلَةٍ، قَالَ: «إِذَا وَجَدْتَ فِيهِ سَهْمَكَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ سَبُعٌ فَكُلْ».

۴۳۰۷- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں شکار کو تیر مارتا ہوں' پھر اس کا کھوج لگاتے ہوئے ایک رات کے بعد اسے پاتا ہوں (تو کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ''جب تو اس میں اپنا تیر پہچان لے۔ تو اسے کھا سکتا ہے بشرطیکہ کسی درندے نے اس میں سے کچھ نہ کھایا ہو۔''

(المعجم ٢٠) - اَلصَّيْدُ إِذَا أَنْتَنَ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰- شکار بدبودار ہو جائے تو؟

٤٣٠٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ -وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فِي الَّذِي يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَلْيَأْكُلْهُ إِلَّا أَنْ يُنْتِنَ.

۴۳۰۸- حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے شکار کو تین دن بعد بھی پالے تو اسے کھا سکتا ہے الا یہ کہ وہ بدبودار ہو جائے۔''

٤٣٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُرِّيَّ بْنَ قَطَرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ

۴۳۰۹- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں' وہ کسی شکار کو پکڑ لیتا ہے لیکن میں کوئی ایسی چیز نہیں

٤٣٠٧_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨١٤.

٤٣٠٨_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب: إذا غاب عنه الصيد ثم وجده، ح: ١٩٣١/ ١٠ من حديث معن بن عيسٰى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨١٥.

٤٣٠٩_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٤ من حديث سماك بن حرب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨١٦، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤٠، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة والثوري عن سماك به.

حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ! أُرْسِلُ كَلْبِي فَيَأْخُذُ الصَّيْدَ وَلَا أَجِدُ مَا أُذَكِّيهِ بِهِ فَأُذَكِّيهِ بِالْمَرْوَةِ وَالْعَصَا قَالَ: «أَهْرِقِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

پاتا جس کے ساتھ اسے ذبح کر سکوں تو میں کسی تیز دھار پتھر یا لکڑی سے اسے ذبح کر لیتا ہوں (تو کیا یہ درست ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''خون بہا جس چیز سے بھی ہو سکے۔ (اور ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لے۔''

فائدہ: ''خون بہا'' جانور کے ذبح ہونے کے لیے خون کا مکمل بہہ جانا ضروری ہے' چاہے کسی چیز سے بہایا جائے' یعنی لوہا' پتھر' لکڑی وغیرہ۔ مگر اس کا تیز دھار ہونا لازمی ہے تاکہ جانور کو ناجائز تکلیف نہ ہو' نیز جانور کو چوٹ نہ لگے' دباؤ نہ پڑے ورنہ جانور چوٹ یا دباؤ سے بھی ختم ہو سکتا ہے یا مکمل خون بہنے سے رک سکتا ہے۔ اس طرح جانور حرام ہو جائے گا۔ اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ کتاب الصید سے تعلق ہے۔ سنن نسائی میں ایسے بہت ہے۔ کیوں؟ واللہ أعلم. ممکن ہے کسی ناسخ کی غلطی ہو یا لفظ باب چھوٹ گیا ہو۔ کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔

## (المعجم ٢١) - صَيْدُ الْمِعْرَاضِ (التحفة ٢١)

## باب:۲۱- معراض تیر کا شکار

٤٣١٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتُمْسِكُ عَلَيَّ فَآكُلُ مِنْهُ، قَالَ: «إِذَا أَرْسَلْتَ الْكِلَابَ - يَعْنِي الْمُعَلَّمَةَ - وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَأَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ» قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا» قُلْتُ: وَإِنِّي أَرْمِي الصَّيْدَ بِالْمِعْرَاضِ فَأُصِيبُ فَآكُلُ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَسَمَّيْتَ فَخَزَقَ فَكُلْ وَإِذَا

۴۳۱۰- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتا ہوں اور وہ اسے میرے لیے پکڑ رکھتے ہیں تو کیا میں اسے کھا لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تو سدھائے ہوئے کتے اللہ کا نام لے کر چھوڑے اور وہ شکار کو تیرے لیے پکڑ رکھیں (خود نہ کھائیں) تو تو اسے کھا سکتا ہے۔'' میں نے کہا: خواہ اسے قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ قتل کر دیں بشرطیکہ ان کے ساتھ کوئی اور کتا شریک نہ ہو۔'' میں نے کہا: میں معراض تیر پھینکتا ہوں اور کوئی جانور شکار کرتا ہوں تو کیا اسے کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تو

---

٤٣١٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٨١٧.

أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

معراض تیر پھینکے اور بسم اللہ پڑھے' پھر وہ تیر شکار کو نوک کے ساتھ پھاڑے تو اسے کھا سکتا ہے۔ اور اگر وہ تیر چوڑائی کے بل جا کر لگے تو پھر اسے نہ کھا۔"

## (المعجم ٢٢) - مَا أَصَابَ بِعَرْضٍ الْمِعْرَاضِ يُعَدُّ بِعَرْضٍ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ (التحفة ٢٢)

## باب:۲۲-جس جانور کو معراض تیر عرض کے بل لگے؟

٤٣١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقُتِلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ».

۴۳۱۱-حضرت عدی بن حاتم ﷛ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض تیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جب وہ جانور کو نوک کے بل لگے تو اسے کھا سکتا ہے اور جب وہ عرض کے بل لگے اور جانور کو قتل کر دے تو وہ چوٹ سے مرا ہے۔ اسے مت کھا۔"

## (المعجم ٢٣) - مَا أَصَابَ بِحَدٍّ مِنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ (التحفة ٢٣)

## باب:۲۳-جس جانور کو معراض کی نوک لگے؟

٤٣١٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الذَّارِعُ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مِحْصَنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ

۴۳۱۲-حضرت عدی بن حاتم ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جب وہ نوک کے بل لگے تو شکار کھا لے اور جب عرض کے بل لگے تو

٤٣١١_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح:١٩٢٩/ ٣ من حديث محمد بن جعفر غندر به، والبخاري، البيوع، باب تفسير المشبهات، ح:٢٠٥٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨١٨.

٤٣١٢_ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٤٨١٩، وسنده حسن. ● حصين هو ابن عبدالرحمٰن السلمي، وأبومحصن هو حصين بن نمير.

الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ». مت کھا۔"

٤٣١٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَغَيْرُهُ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: «مَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ».

۴۳۱۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''جس جانور کو تو اس کی نوک سے شکار کرے' اسے تو کھا لے اور جس جانور کو وہ عرض کے بل لگے' وہ چوٹ سے مرنے والا جانور ہے۔''

## (المعجم ٢٤) - اِتِّبَاعُ الصَّيْدِ (التحفة ٢٤)

## باب:۲۴- شکار کے پیچھے چلتے جانا

٤٣١٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا، وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ، وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ» وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى.

۴۳۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صحرا میں رہے گا' سخت طبیعت ہو جائے گا۔ اور جو شخص شکار کے پیچھے لگ گیا' وہ (ہر چیز سے) غافل ہو گیا۔ اور جو شخص بادشاہ کا دم چھلہ بنا' وہ آزمائش میں پڑ گیا۔'' الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① اس حدیث مبارکہ سے بادیہ نشینی اور صحرا نشینی کی مذمت کا پہلو نکلتا ہے' اور وہ اس طرح کہ ایسا شخص زیادہ تر اہل علم کی مجلس سے دور ہی رہتا ہے' اسی طرح وہ اخلاق فاضلہ سے بھی دور ہوتا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ صحرا نشین شخص جمعہ و جماعت اور اس قسم کی دیگر خیر و برکات اور فہم دین کی مجالس و محافل سے بھی

---

٤٣١٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٠.

٤٣١٤_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، ح: ٢٢٥٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢١، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب". * سفيان الثوري صرح بالسماع عند أبي داود، ح: ٢٨٥٩.

اکثر و بیشتر الگ تھلگ رہتا ہے۔ ② شرعاً ایک حد تک شکار کرنے کی اجازت ہے' تاہم یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی وضاحت بھی کرتی ہے کہ کسی انسان کا محض شکار کا ہو کر رہ جانا انتہائی مذموم ہے' اس لیے کہ ایسا شخص اپنے دینی اور دنیوی واجبات وفرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔ شکار کے لیے جانا بالکل ممنوع نہیں۔ اگر شکار ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ حضرت عدی بن حاتم اور ابو ثعلبہ خشنی ؓ کو اس کی اجازت نہ دیتے۔ المختصر اعتدال میں رہتے ہوئے شکار کرنا درست ہے' افراط وتفریط کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ ③ حدیث مذکور سے حکمرانوں اور صاحبِ اختیار واقتدار لوگوں کی کاسہ لیسی کرنے اور ان کے دروازوں پر حاضری دینے کی مذمت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ ملوک وسلاطین کا قرب اچھے بھلے انسان کو فتنوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہ فتنے کئی طرح کے ہو سکتے ہیں جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ جسمانی فتنے تو اس طرح ہو سکتے ہیں کہ حکمرانوں کی ہاں میں ہاں نہ ملانے کی وجہ سے اور ان کے اختیار کردہ منکرات وفواحش کا انکار کرنے سے جسمانی سزائیں بھگتنا پڑ سکتی ہیں جیسا کہ دنیادار' نفس پرست بادشاہوں اور اصحابِ اقتدار کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ان کے دین کو خطرہ ہوتا ہے' یعنی حکمرانوں کی موافقت کرنے سے یا ان کی بے راہ روی اور منکرات پر خاموش رہنے سے دین سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ أعاذنا الله منه. ④ ''وہ غافل ہو گیا'' کیونکہ شکار پتا نہیں کہاں کہاں بھاگتا پھرے۔ ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں' دوسرے سے تیسرے میں وھکذا' لہٰذا اس کے پیچھے پیچھے پھرنے والا شخص اپنے گھر بار سے دور ہو جائے گا۔ گھریلو کام پڑے رہ جائیں گے۔ ایسا شخص نماز روزے کا پابند بھی نہیں رہ سکتا۔ پھر شکار ملے یا نہ ملے۔ گویا وہ دنیا سے بھی گیا اور آخرت سے بھی۔

## (المعجم ٢٥) - اَلْأَرْنَبُ (التحفة ٢٥)

## باب:۲۵-خرگوش (کی حلت) کا بیان

٤٣١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ - وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ،

۴۳۱۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس خرگوش بھون کر لایا اور آپ کے آگے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ نہ بڑھایا اور نہ کھایا لیکن آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ کھائیں۔ اعرابی نے بھی نہ کھایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کیوں نہیں کھاتا؟'' اس نے کہا: میں

---

٤٣١٥ـ[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٢٣.

فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ؟» قَالَ: إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ».

ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتا ہوں (آج میرا روزہ ہے)۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو نے نفل روزے رکھنے ہوں تو چاندنی راتوں کے روزے رکھا کر۔''

٤٣١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَنْ حَاضِرُنَا يَوْمَ الْقَاحَةِ؟ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: أَنَا، أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْنَبٍ، فَقَالَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ بِهَا: إِنِّي رَأَيْتُهَا تَدْمٰى فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَمْ يَأْكُلْ، ثُمَّ إِنَّهُ قَالَ: «كُلُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «وَمَا صَوْمُكَ؟» قَالَ: مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، قَالَ: «فَأَيْنَ أَنْتَ عَنِ الْبِيضِ الْغُرِّ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۴۳۱۶- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا: قاحہ کے دن ہمارے ساتھ کون حاضر تھا؟ حضرت ابوذر کہنے لگے: میں! وہاں نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا۔ لانے والے شخص نے یہ بھی کہا کہ میں نے اسے حیض آتے دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے نہ کھایا' پھر آپ نے (حاضرین سے) کہا: تم کھاؤ۔ وہ آدمی کہنے لگا: میرا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیسا روزہ؟'' اس نے کہا: ہر مہینے سے تین روزے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو چاندنی راتوں تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے کیوں نہیں رکھتا؟''

فوائد و مسائل: ① ''قاحہ'' یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ ② ''نہ کھایا'' رسول اللہ ﷺ بہت لطیف اور حساس مزاج والے تھے۔ حیض کے خون کا نام سن کر آپ کی لطیف طبع نے کھانا گوارا نہ فرمایا اگرچہ حیض کے خون کا جانور کی حلت اور حرمت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر جانور سے نجاست خارج ہوتی ہے' حلال ہو یا حرام۔ اگر کسی سے حیض کا خون خارج ہو گیا تو کیا قباحت ہے؟ تبھی تو آپ نے دیگر حاضرین کو کھانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا خرگوش نہ حرام ہے نہ مکروہ بلکہ مستحب کہا جا سکتا ہے کیونکہ آپ نے کھانے

---

٤٣١٦ـ [حسن] تقدم، ح: ٢٤٢٨ مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٣ . * الثوري صرح بالسماع من اثنين غير عمرو بن عثمان.

کا حکم دیا ہے' بلکہ جب ایک شخص نے نہ کھایا تو آپ نے اس سے وضاحت طلب فرمائی۔ ④ ''چاندنی راتیں'' گویا ان دنوں کا روزہ افضل ہے۔ کیوں؟ واللہ أعلم. ممکن ہے ان راتوں اور دنوں میں چاند کے کامل ہونے کی بنا پر طبع انسانی میں چستی اور نشاط کامل ہوتے ہوں' جیسے سمندر۔ یہاں ذکر تو راتیں ہیں مگر مراد دن ہیں کیونکہ روزہ تو دن کا ہوتا ہے نہ کہ رات کا۔ ہاں' ابتدا اندھیرے میں ہوتی ہے۔

٤٣١٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا، فَبَعَثَنِي بِفَخِذَيْهَا وَوَرِكَيْهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَبِلَهُ.

۴۳۱۷- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ مقام مرالظہران میں ہم ایک خرگوش کے پیچھے بھاگے۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے لے کر ابوطلحہ ؓ کے پاس آیا۔ انھوں نے اسے ذبح کیا' پھر اس کی چاروں ٹانگیں مجھے دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے انھیں قبول فرما لیا۔

**فوائد و مسائل:** ① خرگوش حلال ہے۔ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں: ''خرگوش مباح ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے بھی خرگوش کا گوشت کھایا ہے۔ ابوسعید، عطاء، سعید بن مسیب، لیث، امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور ابن منذر ؒ سے خرگوش کا گوشت کھانے کی رخصت منقول ہے۔ ہمیں خرگوش کو حرام قرار دینے والا ایک شخص بھی معلوم نہیں' ہاں! عمرو بن عاص ؓ سے کچھ اختلاف منقول ہے' لیکن دیگر نے ان کی مخالفت بھی کی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى: ۱۷۴/۳۳، ۱۷۵) ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کئی لوگ ایک شکار کو پکڑنے کے لیے اس کا پیچھا کریں تو پکڑے جانے کی صورت میں اس کو پکڑنے والا شخص ہی اس کا مالک ہوگا' دوسرا شخص اس کا مالک نہیں ہوگا۔ ہاں' اگر وہ سارے لوگ ہی مشترکہ طور پر شکار کر رہے ہوں تو وہ تمام اس میں شریک ہوں گے اور باہمی رضامندی سے اپنا اپنا حصہ لیں گے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شکار کا ہدیہ دینا اور لینا دونوں جائز ہیں جیسا کہ حضرت انس ؓ نے شکار کیا ہوا خرگوش ہدیہ کیا اور رسول اللہ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول فرمایا۔ ④ چھوٹے بچے کا سرپرست اس کی مملوکہ چیز میں' کسی مصلحت کے تحت جائز تصرف کر سکتا ہے۔ سرپرست کو شرعاً ایسا کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ حضرت ابوطلحہ ؓ نے اسی شرعی اختیار کے تحت ہی حضرت انس ؓ کے کیے ہوئے شکار میں سے کچھ گوشت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیتاً پیش کیا اور آپ نے بلاتردد وہ ہدیہ قبول فرما لیا۔ ⑤ ''مرالظہران'' مکہ مکرمہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔

---

٤٣١٧ـ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول هدية الصيد، ح: ٢٥٧٢، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ١٩٥٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٤.

⑥ ''ابوطلحہ'' یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کے دوسرے خاوند تھے۔ ⑦ ''چاروں ٹانگیں'' حدیث میں فَخِذَیْن اور وَرِکَیْن کا لفظ ہے۔ فَخِذَیْن رانوں کو کہتے ہیں مگر جانور کے فَخِذَیْن اگلی ٹانگوں کو کہتے ہیں۔ اسی طرح وَرِکَیْن چوتڑوں کو کہتے ہیں مگر جانور کے وَرِکَیْن اس کی پچھلی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ ⑧ ''قبول فرمایا'' یہ خرگوش کے حلال ہونے کی واضح دلیل ہے۔

٤٣١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا [حَفصٌ] عَنْ عَاصِمٍ وَدَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ: أَصَبْتُ أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ أَجِدْ مَا أُذَكِّيهِمَا بِهِ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا.

۴۳۱۸- حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دو خرگوش شکار کیے لیکن مجھے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے میں انھیں ذبح کر سکتا تو میں نے انھیں ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا' پھر میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کا حکم دیا (کھانے کی اجازت دی)۔

## (المعجم ٢٦) - اَلضَّبُّ (التحفة ٢٦)

## باب:۲۶- سانڈے کا بیان

وضاحت: ''ضب'' جنگلی چوہے کے مشابہ ایک جانور ہے لیکن اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی مادہ کو ''ضَبّۃ'' کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ایک قبیلے کا نام بھی ضبہ ہے۔ منیٰ کے قریب وادیٔ خیف میں ایک پہاڑ کو بھی ''ضب'' کہا جاتا ہے۔ اونٹ کے پاؤں میں ایک بیماری ہوتی ہے اس کا نام بھی ''ضَب'' ہے۔ ماہرین حیوانات نے ضب، یعنی سانڈے کے متعلق بڑی عجیب وغریب باتیں بھی کی ہیں' مثلاً: یہ کہا جاتا ہے کہ ضب (سانڈا) سات سو برس زندہ رہتا ہے' وہ پانی نہیں پیتا اور چالیس دنوں میں ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے۔ اور اس کا کوئی دانت نہیں گرتا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سانڈے کے دانت (الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ) ایک ہی قطعہ ہوتے ہیں۔ سانڈے کا گوشت کھانے سے پیاس ختم ہو جاتی ہے۔ اہل عرب کے ہاں یہ ضرب المثل بھی معروف ہے کہ جب کسی شخص نے کوئی کام نہ کرنا ہو تو وہ کہتا ہے: (لَا أَفْعَلُ كَذَا حَتّٰى يَرِدَ الضَّبُّ) ''میں یہ کام نہیں کروں گا یہاں تک کہ ضب پانی (پینے کے لیے گھاٹ) پر آئے۔'' یہ ضرب المثل اس لیے بولی جاتی ہے کہ سانڈا پانی پینے کے لیے گھاٹ' تالاب یا چشمے وغیرہ پر نہیں آتا بلکہ اسے باد نسیم' زمین کی نمی اور ٹھنڈی ہوا کافی ہو جاتی ہے اور اس کو پانی پینے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ سردیوں میں تو سانڈا اپنی بل سے نکلتا ہی نہیں۔ مزید دیکھیے: (فتح الباري: ٨٢٠/٩)

---

٤٣١٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب الذبيحة بالمروة، ح: ٢٨٢٢ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٩، والحاكم، والذهبي. * داود هو ابن أبي هند.

٤٣١٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ سُئِلَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ: «لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

۴۳۱۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ سے سانڈے کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں نہ تو اسے کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① سانڈا حلال ہے۔ حدیث میں مذکور الفاظ [وَلَا أُحَرِّمُهُ] اس کی صریح دلیل ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی حضرت خالد بن ولید ؓ کی حدیث اس سے بھی صریح ہے کہ انھوں نے ضب، یعنی سانڈے کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: [أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟] ”اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي، فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ] ”نہیں (سانڈا حرام نہیں) لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں تھا، اس لیے میں اس سے (طبعی طور پر) کراہت محسوس کرتا ہوں۔“ (صحیح البخاري، الأطعمة، حديث: ۵۳۹۱، و صحیح مسلم، الصيد والذبائح، حديث: ۱۹۴۵) ② معلوم ہوا حلال وطیب چیز جو طبعاً ناپسند ہو اسے کھانا ضروری نہیں۔ اس سے اس کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ طبی لحاظ سے دیکھا جائے تو ناپسند چیز کھانے سے ناخوش گوار اور منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ③ حدیث میں لفظ ”ضب“ استعمال ہوا ہے۔ ہمارے ہاں عموماً اس کے معنی ”گوہ“ کیے جاتے ہیں لیکن جو اوصاف ضب کے بیان کیے گئے ہیں، وہ تمام کے تمام سانڈے میں بھی پائے جاتے ہیں، اس لیے درست بات یہی ہے کہ اس سے مراد سانڈا ہے، گوہ نہیں۔ واللہ أعلم. ⑤ معلوم ہوا ضب حرام نہیں ورنہ آپ کھانے سے منع فرما دیتے، بلکہ آپ کے دستر خوان پر آپ کے سامنے اسے کھایا گیا۔ باقی رہا آپ کا اسے نہ کھانا تو یہ آپ کی طبع لطیف کا تقاضا تھا۔ آپ بہت سی ایسی چیزوں سے پرہیز فرماتے تھے جو قطعاً حلال ہیں، مثلاً: لہسن، پیاز وغیرہ۔ حلت اور حرمت الگ چیز ہے اور طبعی کراہت و ناپسندیدگی الگ چیز ہے۔

٤٣٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا تَرٰى فِي الضَّبِّ قَالَ: «لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ».

۴۳۲۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! سانڈے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہ میں اسے کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں۔“

---

٤٣١٩- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الضب، ح: ١٧٩٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٦٨، والكبرى، ح: ٤٨٢٦.

٤٣٢٠- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٢٧.

٤٣٢١- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ فَأَهْوَى إِلَيْهِ بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ مِنْهُ، قَالَ لَهُ مَنْ حَضَرَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَرَفَعَ يَدَهُ عَنْهُ، فَقَالَ لَهُ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ: يَارَسُولَ اللهِ! أَحَرَامٌ الضَّبُّ؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ» فَأَهْوَى خَالِدٌ إِلَى الضَّبِّ فَأَكَلَ مِنْهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ.

۴۳۲۱-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا ضب لایا گیا اور آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ حاضرین میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ضب کا گوشت ہے۔ آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ضب حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کے علاقے (میرے وطن) میں نہیں پایا جاتا' اس لیے مجھے اس سے کچھ کراہت سی محسوس ہوتی ہے۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ ضب کی طرف بڑھے اور اس سے کھایا جبکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کسی حلال چیز سے مطلقاً نفرت کرنا یا طبیعت کو اس کا اچھا نہ لگنا اس کی حرمت کو لازم نہیں' تفصیل گزشتہ حدیث کے فوائد میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ② کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ اس کے سوا کوئی شخص طبعی کراہت یا کسی اور وجہ سے کسی حلال چیز کو حرام قرار نہیں دے سکتا۔ ③ حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کھانے پر عیب نہیں لگاتے تھے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ بظاہر تعارض ہے' دونوں میں کیا تطبیق ہے؟ تعارض والی کوئی بات نہیں کیونکہ کسی چیز کی ناپسندیدگی اور چیز ہے اور اس پر عیب لگانا اور ہے۔ عیب لگانا تو یہ ہے کہ کوئی شخص یا اہل خانہ آپ کے لیے چیز پکائیں اور آپ اس پکی پکائی چیز میں کیڑے نکالنا شروع کر دیں۔ وغیرہ۔ ④ حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں کی طبیعتیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کا گوشت کھانے سے کراہت محسوس فرمائی جبکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا۔

---

٤٣٢١_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ لا يأكل حتى يسمى له فيعلم ما هو؟، ح: ٥٣٩١، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٦/ ٤٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٢٨.

٤٣٢٢- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ وَهِيَ خَالَتُهُ، فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَحْمُ ضَبٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتَّى يَعْلَمَ مَا هُوَ؟ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ: أَلَا تُخْبِرْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَأْكُلُ؟ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَتَرَكَهُ، قَالَ خَالِدٌ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنَّهُ طَعَامٌ لَيْسَ فِي أَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ» قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ إِلَيَّ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ،

۴۳۲۲-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کی زوجۂ محترمہ) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ وہ میری خالہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سانڈے کا گوشت پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے تھے جب تک پتا نہ چل جاتا کہ یہ کیا ہے؟ اس لیے ایک عورت نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتے کہ آپ کیا کھانے لگے ہیں؟ پھر اس نے آپ کو بتا دیا کہ یہ سانڈے کا گوشت ہے۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کے علاقے (میرے وطن) میں نہیں پایا جاتا، اس لیے مجھے اس سے کچھ کراہت سی محسوس ہوتی ہے۔“ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے برتن اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھا لیا جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے (کھاتے ہوئے) دیکھ رہے تھے۔

وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ وَكَانَ فِي حِجْرِهَا.

اور (یزید) ابن الاصم نے (یہ روایت اپنی خالہ ام المومنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس (ابن شہاب امام زہری رحمہ اللہ) کو بیان کی۔ اور وہ (ابن اصم) حضرت میمونہ کی پرورش میں تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کی بیوی کے رشتہ دار اس کے خاوند کی اجازت اور رضامندی سے اس کے گھر آ جا سکتے ہیں جیسا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رضامندی اور اجازت سے اپنی خالہ ام المومنین کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی کام ہوتا دیکھ کر خاموش رہیں تو وہ کام شرعاً جائز اور حجت ہوتا

---

٤٣٢٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٢٩.

ہے اور یہ صرف نبی ﷺ کا مقام ومرتبہ ہے۔ اسے محدثین کرام کی اصطلاح میں حدیث تقریری کہا جاتا ہے۔

٤٣٢٣- أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهْدَتْ خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ مِنَ الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا، وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

۴۳۲۳- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: میری خالہ محترمہ نے رسول اللہ ﷺ کو پنیر، گھی اور سانڈے پیش کیے۔ آپ نے پنیر اور گھی تو کھا لیا لیکن سانڈے ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیے (نہ کھائے)، البتہ وہ آپ کے دسترخوان پر کھائے گئے۔ اگر یہ حرام ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے اور نہ آپ ان کے کھانے کا حکم دیتے۔

٤٣٢٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَكْلِ الضِّبَابِ فَقَالَ: أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْأَقِطِ وَتَرَكَ الضِّبَابَ تَقَذُّرًا لَهُنَّ، فَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

۴۳۲۴- حضرت ابن عباس ؓ سے سانڈے (کا گوشت) کھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ام حفید ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی، پنیر اور سانڈے بھیجے۔ آپ نے گھی اور پنیر تو کھا لیے لیکن سانڈے ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیے۔ اگر یہ حرام ہوتے تو نہ آپ کے دسترخوان پر کھائے جاتے اور نہ آپ ان کے کھانے کی اجازت دیتے۔

**فائدہ:** یہ ام حفید حضرت میمونہ ؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ اور یہ دونوں حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید ؓ کی خالہ تھیں۔ ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ضب حرام نہیں البتہ آپ اس میں رغبت نہیں رکھتے تھے۔

٤٣٢٥- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۳۲۵- حضرت ثابت بن یزید انصاری ؓ نے

---

٤٣٢٣_ أخرجه البخاري، الهبة، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٥، ومسلم، الصيد، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٣٠.

٤٣٢٤_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٣١.

٤٣٢٥_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل الضب، ح: ٣٧٩٥ من حديث حصين به، وهو في◀◀

الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ ابْنُ سُلَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَأَصَابَ النَّاسُ ضِبَابًا فَأَخَذْتُ ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ عُودًا يَعُدُّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ»؟ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ قَدْ أَكَلُوا مِنْهَا، قَالَ: «فَمَا أَمَرَ بِأَكْلِهَا وَلَا نَهٰى».

فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگ ایک منزل میں اترے تو انھیں بہت سے سانڈے مل گئے۔ میں نے ایک سانڈا پکڑا' اسے بھونا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے ایک لکڑی پکڑی اور اس کے ساتھ اس کی انگلیاں گننے لگے' پھر فرمایا: ''بنی اسرائیل کی ایک قوم کو زمین کے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون سے جانور تھے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے تو اسے کھا بھی لیا ہے۔ لیکن آپ نے نہ تو اس کے کھانے کا حکم دیا اور نہ (اس کے کھانے سے) روکا۔

٤٣٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِضَبٍّ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيُقَلِّبُهُ وَقَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مُسِخَتْ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا».

۴۳۲۶- حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سانڈا لے کر آیا۔ آپ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے' پھر فرمایا: ''ایک قوم کی شکلیں بگاڑ دی گئی تھیں۔ معلوم نہیں اس کا کیا بنا؟ مجھے معلوم نہیں' شاید یہ بھی انھی میں سے ہو۔''

٤٣٢٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۳۲۷- حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ سے منقول

---

◀◀ الكبرٰى، ح:٤٨٣٢، وصححه الحافظ في الفتح: ٩/ ٦٦٣، وانظر الحديث الآتي: ٤٣٢٧، وله شواهد عند مسلم، ح:١٩٤٩، ١٩٥١ وغيره.

٤٣٢٦_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٣٣.

٤٣٢٧_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٣٤.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِضَبٍّ فَقَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مُسِخَتْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ».

ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس ضب لے کر آیا۔ آپ نے فرمایا: ''ایک امت کو مسخ کر دیا گیا تھا' (یہ ان میں سے نہ ہو) واللہ أعلم۔''

**فوائد و مسائل:** ① اس باب کے تحت آنے والی روایات سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ ضب حلال ہے۔ اسے بلا شک و شبہ کھایا جا سکتا ہے' البتہ آپ اس سے مالوف نہیں تھے' لہٰذا آپ کو طبعاً اچھا نہیں لگتا تھا ورنہ آپ کے سامنے کھایا گیا' اگر حرام یا مکروہ ہوتا تو آپ کھانے نہ دیتے' البتہ آخری تین روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس کے بارے میں شک تھا کہ کہیں یہ مسخ شدہ نسل نہ ہو۔ لیکن ایک صحیح روایت میں آپ نے فرمایا ہے کہ مسخ شدہ نسل تین دن سے زائد زندہ نہیں رہتی۔ معلوم ہوتا ہے' پہلے آپ کو شک تھا' پھر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا کہ یہ مسخ شدہ نسل نہیں کیونکہ مسخ شدہ نسل تین دن سے زائد زندہ نہیں رہتی' اس لیے ان روایات میں ذکر کردہ شک کا ضب کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا' البتہ سنن ابوداود کی ایک روایت' جس کی سند کو حافظ ابن حجر ؒ نے حسن قرار دیا ہے اور شیخ ناصر الدین البانی ؒ اسے سلسلة الأحاديث الصحيحة (۲۳۹۰) میں لائے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضب کھانے سے منع فرمایا۔ بلا شبہ حلت کی روایات اعلیٰ درجے کی صحیح اور صریح ہیں' اس لیے اس روایت کو اس دور پر محمول کیا جائے گا جب آپ کو اس کے بارے میں مسخ شدہ نسل ہونے کا شک تھا۔ اس بنا پر آپ ﷺ اس سے کنارہ کش رہے۔ صحابۂ کرام ؓ کو اسے کھانے کا حکم دیا نہ اس سے روکا۔ بعد ازاں جب آپ کو اس کی حلت سے آگاہ کر دیا گیا تو آپ نے صراحتاً اسے حلال قرار دیا' البتہ خود طبعاً اسے پسند نہیں فرماتے تھے' اس لیے نہیں کھایا۔ لہٰذا ممانعت اور اباحت و حلت کی روایات کے مابین تطبیق یہی بہتر ہے کہ ممانعت و کراہت کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے اول دور سے ہے جبکہ اباحت و اجازت کا تعلق بعد کے دور سے ہے۔ ہاں! جو طبعاً اسے ناپسند کرتا ہو اس کے حق میں یہ کراہت تنزیہ پر محمول ہوگی۔ و اللہ أعلم. تفصیل کے لیے حوالۂ مذکور دیکھیے۔ ② عام مترجمین ''ضب'' کے معنی ''گوہ'' کرتے ہیں لیکن یہ قطعاً صحیح نہیں ''ضب'' سانڈا ہی ہے' گوہ یا سوسمار نہیں۔ اگرچہ ان کی شکل و صورت ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے۔ ان میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ گوہ' مینڈک اور چھپکلیاں وغیرہ کھاتی ہے جبکہ سانڈا گھاس کھاتا ہے۔ مزید برآں یہ کہ گوہ جسامت میں سانڈے سے بڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں سانڈے کا گوشت کھانے کا ذکر ہے لیکن گوہ کا کوئی ذکر نہیں۔

(المعجم ٢٧) - اَلضَّبُعُ (التحفة ٢٧)

## باب:۲۷-لگڑبگڑ کا بیان

وضاحت: اَلضَّبُع لگڑبگڑ، لگڑ بھگا، لگڑ بھگو اور لکڑ بھگا وغیرہ، یہ سارے نام اسی کے ہیں۔ یہ ذوناب کچلیوں والا جانور ہے۔ یہ جانور انسانی گوشت کھانے کا شوقین ہوتا ہے' اس لیے یہ قبریں اکھیڑ کر مدفون لاشوں کا گوشت کھا جاتا ہے۔ کچلی والا جانور ہونے کے باوجود عموماً درندگی کا مظاہرہ کم ہی کرتا ہے' البتہ کبھی کبھار چوہے' خرگوش اور اسی قسم کے چھوٹے چھوٹے جانوروں پر حملہ آور ہو کر انھیں کھا جاتا ہے لیکن یہ عادی' یعنی چیر پھاڑ کرنے والا درندہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی حلت و حرمت کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ کچھ اہل علم اسے حلال کہتے ہیں' اس لیے وہ اس کا گوشت کھانا جائز قرار دیتے ہیں جبکہ بعض لوگ اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے لگڑبگڑ کو حلال کہنے والوں میں حضرت سعد' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی معروف ہیں جبکہ تابعین عظام میں حضرت عروہ بن زبیر' عکرمہ وغیرہ وہ نمایاں اصحاب العلم ہیں جو لگڑبگڑ کا گوشت حلال قرار دیتے ہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب ہمیشہ سے لگڑبگڑ کھاتے چلے آرہے ہیں اور وہ اس کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ امام شافعی اور احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا موقف بھی یہی ہے۔ لگڑبگڑ کو حرام قرار دینے والوں میں سرفہرست امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ ہیں' نیز جلیل القدر تابعی جناب سعید بن مسیب بھی اسے حرام ہی کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ لگڑ بگڑ کچلی والا جانور ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کچلی والے جانور کا گوشت کھانا حرام قرار دیا ہے' لہٰذا اس کا گوشت کھانا بھی حرام ہے۔ جو صحابۂ کرام اور دیگر اہل علم حضرات اسے حلال کہتے ہیں ان کی دلیل اسی باب کے تحت مروی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے۔ اس حدیث میں واضح طور پر لگڑبگڑ کو شکار قرار دیا گیا ہے اور اس کا گوشت کھانے کی اجازت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ بظاہر حلت و حرمت والی دونوں حدیثیں ایک دوسری کے مخالف ہیں لیکن در حقیقت ان دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے جس کی وجہ سے ان کا تضاد ختم ہو جاتا ہے اور اپنی اپنی جگہ صحیح اور قابل عمل ٹھہرتی ہیں۔

تطبیق یہ ہے کہ اصل قانون اسی طرح ہے کہ کچلی والے درندے حرام ہیں لیکن شارع علیہ السلام نے اس عام قانون میں سے لگڑبگڑ کو مستثنیٰ قرار دے دیا ہے' اور اصول بھی ہے کہ عام پر خاص کو تقدیم حاصل ہوتی ہے لہٰذا اس کا گوشت کھانا از روئے حدیث حلال ہے۔

دلائل کے اعتبار سے لگڑبگڑ کو حلال سمجھنے والے اہل علم کا موقف ہی مضبوط ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ٢٣/٢٠٢-٢٠٣' و سنن أبوداود مترجم' مطبوعہ دارالسلام: ۹۴۳،۹۴۴/۳)

٤٣٢٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الضَّبُعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا، فَقُلْتُ: أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۳۲۸- حضرت ابن ابی عمار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے لگڑ بگڑ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے مجھے اس کے کھانے کو کہا۔ میں نے کہا: کیا وہ شکار میں داخل ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ کہنے لگے: ہاں؟

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لگڑ بگڑ شکار ہے' اس لیے محرم شخص اس کا شکار کرے گا تو اسے اس کی مثل یعنی مینڈھا بطور فدیہ دینا پڑے گا۔ ② اسلاف میں یہ سوچ شعوری طور پر کارفرما تھی کہ وہ اپنے سوال کا مدلل و محکم جواب حاصل کرنے کے لیے دلیل ضرور طلب کیا کرتے تھے جیسا کہ ابن ابو عمار نے حضرت جابر ؓ سے پوچھا کہ آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ اور انھوں نے فرمایا: ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ③ کسی بڑے سے بڑے عالم سے بھی دلیل طلب کی جاسکتی ہے۔ ④ دلیل طلب کرنا اس عالم کی توہین نہیں اور نہ اسے اپنی توہین ہی سمجھنا چاہیے بلکہ اسے بخوشی دلیل بیان کر دینی چاہیے۔

## (المعجم ٢٨) - تَحْرِيمُ أَكْلِ السِّبَاعِ (التحفة ٢٨)

## باب: ۲۸- درندوں کو کھانا حرام ہے

٤٣٢٩ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ».

۴۳۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر کچلی والا درندہ حرام ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① لگڑ بگڑ کے علاوہ باقی تمام درندوں کا یہی حکم ہے۔ لگڑ بگڑ کو خود رسول اللہ ﷺ نے اس عام حکم سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ ہر درندے کو کچلی (نوکیلا دانت) لازم ہے۔ اور شکار میں اس کا بہت دخل ہے۔ یہ

---

٤٣٢٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٣٥.

٤٣٢٩_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع ... الخ، ح: ١٩٣٣ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٦، والكبرى، ح: ٤٨٣٦.

اوپر نیچے دونوں طرف کل چار ہوتی ہیں۔ درمیان والے چار دانتوں سے آگے اور کچلیوں کے بعد ڈاڑھیں ہوتی ہیں۔④ درندے کو حرام قرار دینے کی وجہ شاید یہ ہو کہ درندے کا گوشت کھانے سے انسان میں بھی درندگی پیدا ہونے کا امکان ہے' پھر یہ درندے جانور کو مار کر اس کا خون بھی پی لیتے ہیں جو کہ حرام ہے۔ گویا ان کی اصل غذا حرام ہے۔ واللہ أعلم.

٤٣٣٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۳۳۰- حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٤٣٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا [تَحِلُّ] النُّهْبٰى وَلَا يَحِلُّ مِنَ السِّبَاعِ كُلُّ ذِي نَابٍ وَلَا يَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ».

۴۳۳۱- حضرت ابوثعلبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ڈاکا ڈالنا حلال نہیں اور کوئی کچلی والا درندہ بھی حلال نہیں۔ اور باندھ کر نشانوں سے مارا ہوا جانور بھی حلال نہیں۔''

فائدہ: ''باندھ کر نشانوں سے مارا ہوا جانور'' اس سے مراد وہ جانور ہے جس کو پکڑ کر اس طرح باندھ دیا جائے کہ وہ بھاگ نہ سکے بلکہ حرکت بھی نہ کر سکے اور پھر تیروں وغیرہ کے ساتھ نشانے باندھ باندھ کر اسے تڑپا تڑپا کر مارا جائے۔ یہ طریقہ ظالمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ ذبح اور شکار کے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ اصول یہ ہے کہ جو جانور پکڑا ہوا ہے' خواہ وہ گھریلو ہو یا جنگلی' اسے لٹا کر ذبح کیا جائے یا کھڑا کر کے نحر کیا جائے۔ اور اگر وہ جانور قابو میں نہ رہے، جیسے جنگلی جانور ہوتے ہیں تو اسے بسم اللہ پڑھ کر تیر یا کتے کے ساتھ شکار کیا جائے۔ ان دو طریقوں کے علاوہ مارا گیا جانور حرام ہوگا۔ اس کا حکم مردار کا ہوگا۔

---

٤٣٣٠- أخرجه البخاري، الطب، باب ألبان الأتن، ح: ٥٧٨٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع ... الخ، ح: ١٩٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٧.

٤٣٣١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٤ من حديث بقية به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٣٦، ويأتي، ح: ٤٣٤٨، ٤٤٤٣، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي، ح: ٤٤٥٣. * بحير هو ابن سعد، وخالد هو ابن معدان.

(المعجم ٢٩) - اَلْإِذْنُ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۹-گھوڑے کا گوشت کھانا حلال ہے

٤٣٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : نَهٰى - وَذَكَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ - يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَأَذِنَ فِي الْخَيْلِ.

۴۳۳۲- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

فائدہ: جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں کہ گھوڑا حلال جانور ہے کیونکہ اس کی حلت کی روایات صریح ہیں اور اعلیٰ درجے کی صحیح ہیں۔ ائمہ میں سے صرف امام ابوحنیفہ ؒ گھوڑے کی حرمت کے قائل ہیں لیکن ان کے شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد اس مسئلے میں ان کے ساتھ نہیں' مانعین کی طرف سے یہ معذرت پیش کی گئی ہے کہ وہ گھوڑے کو پلید نہیں سمجھتے' بلکہ قابل احترام ہونے کی وجہ سے حرام سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جہاد میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر گھوڑے ذبح کر کے کھائے جائیں تو جہاد کے لیے گھوڑوں کی قلت ہو جائے گی۔ ان کی طرف سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ گھوڑا جنسی لحاظ سے گدھے اور خچر کا ساتھی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ان تینوں کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل ۱۶:۸) ان کا مقصد زینت اور سواری بیان کیا گیا ہے نہ کہ کھانا' لہٰذا گھوڑے کو کھانا نہیں چاہیے لیکن یہ بات محل نظر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کھائے جانے والے جانوروں میں ذکر کیا ہے جبکہ اسے خوراک کی بجائے سواری اور باربرداری میں بھی یکساں استعمال کیا جاتا ہے' اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ گھوڑا حلال ہے۔ اگر ضرورت پڑ جائے تو اسے کھایا جا سکتا ہے۔ ہاں' جہاد کے لیے قلت کا خطرہ ہو تو پھر گھوڑے نہ کھائے جائیں لیکن آج کل تو جہاد میں گھوڑوں کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے' لہٰذا وہ وجہ بھی ختم ہو گئی جس کی بنا پر امام صاحب اس کے نہ کھانے کے قائل تھے۔ گویا اب تو اس کی حلت پر ''اجماع'' ہو گیا ہے۔

٤٣٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا

۴۳۳۳- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

---

٤٣٣٢ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح:١٩٤١ عن قتيبة، والبخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢١٩، ح:٥٥٢٠، ٥٥٢٤ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٣٩.

٤٣٣٣ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الخيل، ح:١٧٩٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٤٠، وانظر الحديث السابق.

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے دیا اور گدھے کے گوشت سے روک دیا۔

٤٣٣٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ، وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَطْعَمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ.

۴۳۳۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ کے دن ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے دیا اور گدھے کے گوشت سے روک دیا۔

٤٣٣٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۳۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں گھوڑے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔

## (المعجم ٣٠) - تَحْرِيمُ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ٣٠)

## باب:۳۰-گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے؟

٤٣٣٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۳۳۶- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٣٣٤ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤١، وانظر الحديثين السابقين.

٤٣٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب لحوم البغال، ح: ٣١٩٧ من حديث عبدالكريم الجزري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤٢.

٤٣٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل لحوم الخيل، ح: ٣٧٩٠، وابن ماجه، ح: ٣١٩٨ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٤٣، وضعفه موسى بن هارون الحافظ والبيهقي وغيرهما. * صالح لين (تقريب)، وقال البخاري فيه: "فيه نظر"، وأبوه مستور.

قَالَ: أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ أَكْلُ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ».

ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا جائز نہیں۔''

فائدہ: علامہ سندھی فرماتے ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن کبریٰ میں فرمایا ہے: اس سے پہلے آنے والی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو تو یہ منسوخ ہے کیونکہ جواز کی روایت میں اجازت دینے کے الفاظ اس کے منسوخ ہونے کی تائید کرتے ہیں۔ دیکھیے: (التعليقات السلفية على سنن النسائي: ۶۰۳/۳) یہ حدیث کسی بھی لحاظ سے جواز کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

٤٣٣٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۳۳۷- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے گھوڑے، خچر، گدھے اور کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔

فائدہ: یہ روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ ان کے نزدیک گھوڑا جہاد میں استعمال ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اس لیے اس کا گوشت نہیں کھایا جائے گا مگر اس حدیث میں گھوڑے کو خچر، گدھے اور درندوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ گویا یہ پلید ہے۔ دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔ حدیث کی حیثیت پر سابقہ حدیث میں بھی بحث ہو چکی ہے۔

٤٣٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ

۴۳۳۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم گھوڑے کا

---

٤٣٣٧ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٤.

٤٣٣٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٥.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ لُحُومَ الْخَيْلِ، قُلْتُ: اَلْبِغَالَ قَالَ: لَا.

گوشت کھاتے تھے۔ عطاء (شاگرد) نے کہا: خچر کا بھی؟ فرمایا: نہیں۔

## (المعجم ٣١) - تَحْرِيمُ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ (التحفة ٣١)

## باب:٣١- گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

٤٣٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَبْدِ اللهِ ابْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِمَا قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۴۳۳۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۳۶۷۔

٤٣٤٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَمَالِكٌ وَأُسَامَةُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۴۳۴۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے روک دیا تھا۔

---

٤٣٣٩- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٦٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٦.

٤٣٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٣٦٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٤٧.

٤٣٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ.

۴۳۴۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں سے منع فرما دیا تھا۔

٤٣٤٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَقُلْ خَيْبَرَ.

۴۳۴۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبیٔ اکرم ﷺ سے ایسی ہی حدیث ذکر فرمائی ہے مگر اس میں خیبر کا ذکر نہیں کیا۔

٤٣٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ نَضِيجًا وَنِيئًا.

۴۳۴۳- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے روک دیا تھا۔ بھنا ہوا ہو یا کچا۔

٤٣٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

۴۳۴۴- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

٤٣٤١_ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الإنسية، ح:٥٥٢٢ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٤٨.

٤٣٤٢_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢١٨ من حديث محمد بن عبيد، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح:٥٦١/٢٤ بعد، ح:١٩٣٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٤٩.

٤٣٤٣_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢٢٦، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح:١٩٣٨/٣١ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٨٥٠.

٤٣٤٤_ أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح:٣١٥٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الإنسية، ح:١٩٣٧ من حديث الشيباني به، وهو في الكبرٰى ◄◄

يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: أَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَاهَا، فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ فَأَكْفِئُوا الْقُدُورَ بِمَا فِيهَا فَأَكْفَأْنَاهَا.

ہم نے خیبر کے دن بستی سے باہر کچھ گدھے پکڑ لیے اور ان کا سالن پکایا' پھر نبی' اکرم ﷺ کی طرف سے ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت کو حرام قرار دے دیا ہے' لہٰذا گدھے کے گوشت والی ہانڈیاں الٹ دو۔ ہم نے الٹا دیں۔

فوائد و مسائل: ① گھریلو گدھے حرام ہیں' نیز معلوم ہوا کہ جس جانور یا پرندے کا گوشت کھانا حرام ہے' اس جانور یا پرندے پر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تب بھی وہ حرام ہی رہتا ہے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ نے جو گدھوں کا گوشت پکانا شروع کیا ہوا تھا انھیں اللہ کے نام پر ہی ذبح کیا گیا تھا۔ ② اگر کوئی پلید چیز' کسی پاک چیز کے ساتھ لگ جائے تو اس کی نجاست صرف ایک بار دھونے سے زائل ہو جاتی ہے۔ ہاں' اگر شریعت ایک سے زیادہ بار دھونے کا مطالبہ کرے تو' پھر شریعت مطہرہ کا تقاضا پورا کرنا ضروری ہو گا۔ ③ اشیاء میں اصل اباحت (حلال اور جائز ہونا) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے بلا تأمل گدھے ذبح کر کے ان کا گوشت پکانا شروع کر دیا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان میں موجود تھے لیکن انھوں نے اس سلسلے میں آپ سے کوئی بات کی نہ مشورہ ہی لیا کیونکہ ان کے ذہنوں میں یہی بات راسخ تھی کہ چیزیں دراصل حلال ہی ہوتی ہیں' البتہ حرمت کی دلیل ہوا کرتی ہے۔ ⑤ امیر' مسئول اور ذمہ دار شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماتحت اور مامورین کے حالات معلوم کرے' ان کے مسائل اور ان کی مشکلات حل کرے۔ مزید برآں یہ کہ اگر ان میں کوئی غیر شرعی معاملہ دیکھے تو خود اس کی اصلاح کرے یا اپنے کسی نمائندے کے ذریعے اس کی اصلاح کرائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ غیر شرعی معاملے پر خاموشی کو لوگ جائز سمجھنا شروع کر دیں اور اس طرح ایک ناجائز کام محض غفلت سے جائز قرار پائے۔ ⑥ "ہم نے الٹا دیں" یعنی ہم نے وہ گوشت باہر پھینک دیا اور ضائع کر دیا۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جن کا خیال ہے کہ گدھے بذات خود حرام نہیں مگر چونکہ لوگوں نے آپ کی اجازت اور تقسیم کے بغیر گدھے ذبح کر لیے تھے جبکہ ان میں سے خمس بھی نہیں دیا گیا تھا' اس لیے آپ نے بطور سزا ہانڈیاں الٹانے کا حکم دیا تھا' حالانکہ اگر یہ بات ہوتی تو گوشت ضائع نہ کیا جاتا بلکہ اسے بحق سرکار ضبط کر لیا جاتا۔ حلال چیز کو ضائع کرنا حرام ہے۔

---

◀◀ ح: ٤٨٥١.

٤٣٤٥ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَبَّحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ فَخَرَجُوا إِلَيْنَا وَمَعَهُمُ الْمَسَاحِي، فَلَمَّا رَأَوْنَا قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، وَرَجَعُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ». فَأَصَبْنَا فِيهَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

۴۳۴۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا جبکہ وہ اپنی کدالیں لے کر (کام کاج کے لیے) ہماری طرف آ رہے تھے۔ جونہی انھوں نے ہمیں دیکھا' شور مچا دیا: محمد (ﷺ) اور اس کا لشکر آ گیا۔ اور وہ مڑ کر قلعے کی طرف بھاگے۔ رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ تشکر و دعا) اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اللہ اکبر! اللہ اکبر! خیبر تباہ ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے علاقے میں آ دھمکتے ہیں تو ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا بہت برا حال ہوتا ہے۔'' ہم نے وہاں گدھے پکڑ لیے اور ان کو پکا لیا تو نبی اکرم ﷺ کے منادی نے اعلان کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم (ﷺ) تمھیں گدھوں کے گوشت سے روکتے ہیں کیونکہ وہ پلید (حرام) ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① ''شور مچا دیا'' کیونکہ انھوں نے مدینہ منورہ میں نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا ہوا تھا۔ ② ''ہاتھ اٹھائے'' ممکن ہے نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) لگانے کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوں' جیسے نماز کے شروع میں اٹھائے جاتے ہیں یا اس سے اوپر۔ ③ ''خیبر تباہ ہو گیا'' یا ''خیبر تباہ ہو جائے'' دونوں معانی ہو سکتے ہیں بطور فال فرما دیا یا بطور پیش گوئی یا یہ دعا ہے کہ خیبر تباہ ہو جائے۔ ④ ''وہ پلید ہیں'' مطلب یہ کہ گدھوں کا گوشت حرام ہے۔ ویسے ان پر سواری کرنا جائز ہے' البتہ گدھے کے پسینے' لعاب اور جوٹھے وغیرہ کی بابت حدیث میں کسی قسم کی کوئی صراحت نہیں ملتی۔ ظن غالب یہی ہے کہ یہ چیزیں پلید نہیں مزید برآں یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بکثرت گدھے اور خچر پر سواری کی ہے۔ اگر ان کا پسینہ' لعاب اور جھوٹا وغیرہ پلید ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور اس کی وضاحت فرماتے۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن النسائي' مترجم: ۱/ ۳۱۹، ۳۲۰' مطبوعہ دار السلام)

٤٣٤٦ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ:

۴۳۴۶- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان

---

٤٣٤٥_[صحيح] تقدم، ح: ٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٥٢.

٤٣٤٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣١، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٥٣.

أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَوَجَدُوا فِيهَا حُمُرًا مِنْ حُمُرِ الْإِنْسِ، فَذَبَحَ النَّاسُ مِنْهَا فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ: أَلَا إِنَّ لُحُومَ الْحُمُرِ الْإِنْسِ لَا تَحِلُّ لِمَنْ شَهِدَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ.

فرمایا: لوگ جہاد کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ لوگوں کو اس وقت بہت بھوک لگی تھی۔ وہاں لوگوں نے گھریلو گدھے پائے تو انھوں نے ان کو ذبح کر لیا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو حکم دیا اور انھوں نے لوگوں میں اعلان کیا: خبردار! گھریلو گدھوں کا گوشت کسی ایسے شخص کے لیے حلال نہیں جو میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

٤٣٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۴۳۴۷- حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: گھریلو گدھوں سے مراد وہ گدھے ہیں جنھیں لوگ گھروں میں رکھتے ہیں۔ گھریلو کی صراحت اس لیے کہ جنگلی گدھا حرام نہیں جیسا کہ آئندہ باب میں آ رہا ہے۔

## (المعجم ٣٢) - بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ لُحُومِ حُمُرِ الْوَحْشِ (التحفة ٣٢)

## باب:۳۲- جنگلی گدھوں کا گوشت کھانا جائز ہے

٤٣٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ - هُوَ ابْنُ فَضَالَةَ - عَنِ ابْنِ

۴۳۴۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے خیبر کے دن گھوڑوں اور جنگلی گدھوں کا گوشت کھایا' البتہ

٤٣٤٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٤.

٤٣٤٨ـ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤١/ ٣٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٥.

جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَكَلْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُومَ الْخَيْلِ وَالْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحِمَارِ.

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا۔

فائدہ: جنگلی گدھا صرف نام کا گدھا ہوتا ہے۔ اس کے صرف کھر گدھے کی طرح ہوتے ہیں۔ ورنہ حقیقتاً وہ جنگلی گائے ہے۔ شکل وصورت کے لحاظ سے بھی گائے ہوتی ہے۔ صرف کھروں کی وجہ سے اسے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے۔ جنگلی گائے ایک خوب صورت جانور ہے بلکہ خوب صورتی میں ضرب المثل ہے۔ یہ قطعاً حلال ہے۔

٤٣٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ - هُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ أَثَايَا الرَّوْحَاءِ وَهُمْ حُرُمٌ إِذَا حِمَارُ وَحْشٍ مَعْقُورٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَيُوشِكُ صَاحِبُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ» فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَهْزٍ هُوَ الَّذِي عَقَرَ الْحِمَارَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! شَأْنَكُمْ هٰذَا الْحِمَارُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ يَقْسِمُهُ بَيْنَ النَّاسِ.

۴۳۴۹- حضرت عمیر بن سلمہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روحاء کے کسی مقام پر تھے۔ سب لوگ محرم تھے۔ انھوں نے ایک زخمی جنگلی گدھا دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کچھ نہ کہو حتی کہ اس کو شکار کرنے والا آ جائے۔“ تھوڑی دیر بعد بہز قبیلے کا وہ آدمی بھی آ گیا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ اس گدھے کو جو چاہیں کیجیے! رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

فوائد ومسائل: ① شکاری شخص ہی اپنے مارے یا زخمی کیے ہوئے شکار کا مالک ہوتا ہے۔ حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ: دَعُوهُ فَيُوشِكُ صَاحِبُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ ② احرام والے شخص کے لیے شکار کی طرف اشارہ کرنا، شکار کو دوڑانا یا شکار کرنا وغیرہ سب کچھ ناجائز ہے۔ ہاں، اگر غیر محرم شخص نے اپنے لیے شکار کیا ہو جبکہ اس شکار کرنے کرانے میں اس (محرم) کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو وہ اسے کھا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی عمل دخل ہو تو پھر کھا بھی نہیں سکتا۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ کئی

---

٤٣٤٩- [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان في صحيحه، ح: ٩٨٢ من حديث قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٦.
* ابن الهاد هو يزيد بن عبدالله بن أسامة، ومحمد بن إبراهيم هو التيمي، ورواه مالك: ١/ ٣٥١ عنه مطولاً.

لوگوں کو مشترکہ طور پر ایک چیز ہبہ کی جا سکتی ہے جیسا کہ اس ''بہزی'' شخص نے ایک جنگلی گدھا' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام کو مشترکہ طور پر ہبہ کیا تھا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو اسے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

٤٣٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: أَصَابَ حِمَارًا وَحْشِيًّا فَأَتَى بِهِ أَصْحَابَهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ حَلَالٌ فَأَكَلْنَا مِنْهُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَوْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْهُ، فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: «قَدْ أَحْسَنْتُمْ» فَقَالَ لَنَا: «هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: «فَاهْدُوا لَنَا» فَأَتَيْنَاهُ مِنْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۴۳۵۰- حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا۔ میں اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ سب محرم تھے۔ صرف میں محرم نہیں تھا۔ ہم سب نے اس میں سے کچھ گوشت کھا لیا' پھر ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: اگر ہم اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں (تو بہتر ہے)۔ ہم نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا۔'' پھر فرمایا: ''کیا تمھارے پاس اس کا کچھ گوشت باقی ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ ہمیں بھی بھیجو۔'' ہم نے آپ کو بھیجا۔ آپ نے اسے کھایا' حالانکہ آپ محرم تھے۔

فائدہ: غیر محرم کا اپنے لیے کیا ہوا شکار محرم کے لیے کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس نے کوئی تعاون نہ کیا ہو حتی کہ اشارہ تک نہ کیا ہو' نیز شکار کرتے وقت غیر محرم کی نیت محرمین کے لیے شکار کی نہ ہو۔ بلکہ وہ شکار اپنے لیے کرے' پھر بے شک وہ اس میں سے کچھ گوشت کسی محرم کو دے دے۔

## (المعجم ٣٣) - بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ لُحُومِ الدَّجَاجِ (التحفة ٣٣)

## باب:۳۳-مرغ کا گوشت کھانا بھی جائز ہے

٤٣٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۳۵۱- حضرت زہدم سے روایت ہے کہ حضرت

٤٣٥٠_ أخرجه البخاري، الهبة، باب من استوهب من أصحابه شيئًا، ح: ٢٥٧٠، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٦/ ٦٣ من حديث أبي حازم به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٥٧.

٤٣٥١_ أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها ... الخ، ح: ١٦٤٩/ ٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين ... الخ، ح: ٣١٣٣ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٥٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ: أَنَّ أَبَا مُوسٰى أُتِيَ بِدَجَاجَةٍ فَتَنَحّٰى رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَّا آكُلَهُ، فَقَالَ أَبُو مُوسٰى: أُدْنُ فَكُلْ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ.

ابوموسیٰ ؓ کے پاس ایک مرغ لایا گیا۔ ایک شخص ایک طرف کو ہٹ گیا (باقی لوگ کھانے لگے)۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ کہنے لگے: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے' اس لیے مجھے اس سے نفرت ہوگئی ہے۔ تو میں نے قسم کھالی تھی کہ مرغ کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ فرمانے لگے: قریب آ کر کھا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کھاتے دیکھا ہے' پھر آپ نے اسے اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے کو کہا۔

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے خود مرغ کا گوشت کھایا ہے' اس لیے اس کا گوشت کھانے میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ' اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتوں کے استعمال سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس کو تقویٰ کے منافی خیال کرتے ہیں۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ کو ایسا ''اندھا'' تقویٰ قطعاً مطلوب نہیں جو اسوۂ رسول ﷺ سے ٹکراتا ہو' بلکہ اصل تقویٰ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فیض یاب اور مستفید ہو کر' کما حقہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔ ② اگر کوئی جانور یا پرندہ اس قدر زیادہ گندگی کھاتا ہو کہ اس کا اثر اس جانور کے دودھ اور گوشت میں محسوس ہو تو ایسا جانور اس وقت تک استعمال میں نہ لایا جائے جب تک اس سے گندگی کا اثر (بو وغیرہ) زائل نہ ہو جائے۔ جب گندگی کا اثر زائل ہو جائے تو ایسے جانور یا پرندے کا گوشت اور دودھ، بلا تردد، استعمال کرنا مباح اور جائز ہے۔ ہاں' البتہ جو جانور تھوڑی بہت گندگی کھاتے رہتے ہوں اور اس کا اثر ان میں نہ ہو تو اس کو کھا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کا عمل اس کی واضح دلیل ہے۔ ③ صاحب طعام کو چاہیے کہ آنے والے شخص کو کھانا کھانے کی دعوت دے' اسے اپنے قریب بٹھائے اور کھانا پیش کرے' خواہ کھانا تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ جب زیادہ لوگ کھانا کھائیں گے تو اس میں زیادہ برکت ہوگی' اس لیے کہ اجتماعی طور پر کھانا کھانے میں برکت ہی ہوتی ہے۔ ④ ''میں نے اسے'' مراد وہ خاص مرغ نہیں جو بھون کر لایا گیا تھا بلکہ عام مراد ہے' یعنی مرغ گندگی کھاتے ہیں' لہٰذا میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ کا مقصد یہ تھا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ مرغ کچھ نہ کچھ گندگی کھاتے ہی ہیں۔ اس کے باوجود میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ معلوم ہوا' اتنی گندگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا' البتہ اگر کوئی جانور اس قدر گندگی کھاتا ہو کہ اس کے گوشت یا دودھ میں گندگی کا رنگ' بو یا ذائقہ محسوس ہو تو پھر اس جانور کا گوشت کھانا یا اس کا دودھ پینا حرام ہے۔ اس سے کم میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم.

٤٣٥٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسٰى فَقُدِّمَ طَعَامُهُ وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللهِ، أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى فَلَمْ يَدْنُ، فَقَالَ لَهُ أَبُومُوسٰى: اُدْنُ فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ.

۴۳۵۲-حضرت زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوموسیٰ ؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا کھانا پیش کیا گیا اور ان کے کھانے میں مرغ کا گوشت تھا۔ حاضرین میں بنو تیم اللہ کے قبیلے میں سے ایک سرخ رنگ کا شخص تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ غلام ہو۔ وہ کھانے کے قریب نہ آیا۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے فرمایا: (کھانے کے) قریب ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

٤٣٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۳۵۳-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے خیبر کے دن پنجے کے ساتھ شکار کرنے والے پرندے اور کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: ظاہراً تو اس حدیث کا باب سے تعلق نہیں بنتا بلکہ اس کے لیے الگ باب ہونا چاہیے تھا' تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ مرغ پنجے کے ساتھ شکار کرنے والا پرندہ نہیں' لہٰذا حلال ہے۔

## (المعجم ٣٤) - إِبَاحَةُ أَكْلِ الْعَصَافِيرِ (التحفة ٣٤)

## باب:۳۴-چڑیا کا گوشت کھانا بھی حلال ہے

٤٣٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۳۵۴-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت

٤٣٥٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٥٩.

٤٣٥٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب ما جاء في أكل السباع، ح: ٣٨٠٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦١، وحديث مسلم: ١٩٣٤ يغني عنه.

٤٣٥٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٦، والحميدي، ح: ٥٨٧ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٠، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٣٣، والذهبي، وله شاهد حسن يأتي، ح: ٤٤٥١. * عمرو هو ابن دينار.

يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ إِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا إِلَّا سَأَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «يَذْبَحُهَا فَيَأْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَأْسَهَا يَرْمِي بِهَا».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چڑیا یا اس سے بھی چھوٹے جانور کو ناحق قتل کرے' اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس سے اس کے بارے میں پوچھے گا۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے ذبح کر کے کھائے۔ اس کا سر کاٹ کر نہ پھینک دے۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس سے بھی چھوٹا جانور'' مثلاً ٹڈی۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے ''چڑیا یا اس سے بڑا جانور'' مثلاً: مرغی' کبوتر وغیرہ۔ فَمَا فَوْقَهَا میں یہ دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں اور دونوں ہی صحیح ہیں۔ ② بعض لوگ شغلاً شکار کرتے ہیں۔ کھانا مقصد نہیں ہوتا بلکہ یا تو کتے بھگانے کا شوق ہوتا ہے یا نشانہ بازی کا اور وہ اپنے شوق کو شکار کی صورت میں پورا کرتے ہیں' یہ شرعاً گناہ ہے۔ کسی بھی جاندار چیز کو بلاوجہ قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر وہ حلال جانور ہے تو اسے صرف کھانے کے لیے شکار یا ذبح کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ حرام جانور ہے تو اس کے نقصان سے بچنے کے لیے ہی اسے مارا جا سکتا ہے۔ یا دوسری معاشی ضروریات کے لیے' مثلاً: کاروبار جیسے ہاتھی کے دانت۔ صرف شوق پورا کرنے کے لیے کسی جاندار کو ضائع نہیں کیا جا سکتا۔

## (المعجم ٣٥) - بَابُ مَيْتَةِ الْبَحْرِ (التحفة ٣٥)

## باب: ۳۵- سمندری مردہ جانوروں کا حکم

٤٣٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَاءِ الْبَحْرِ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، اَلْحَلَالُ مَيْتَتُهُ».

۴۳۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سمندر کے پانی کے بارے میں فرمایا: ''سمندر کا پانی طاہر و مطہر ہے اور اس کا جانور بلا ذبح حلال ہے۔''

---

٤٣٥٥- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٢.

فوائد و مسائل: ① سمندر کا پانی ذائقے کے لحاظ سے عام پانی سے مختلف ہوتا ہے۔ اس میں رہنے والے جانوروں اور سفر کرنے والے انسانوں کی گندگی پانی ہی میں رہتی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو وہ بھی پانی میں ہی گلتا سڑتا ہے۔ اس سے یہ شبہ پڑ سکتا ہے کہ شاید وہ پاک نہ ہو' اس لیے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کیونکہ اولاً تو وہ انتہائی کثیر پانی ہے۔ ثانیاً اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام کر رکھا ہے کہ نہ تو پانی متعفن ہوتا ہے اور نہ کوئی آلودگی اپنا اثر چھوڑتی ہے۔ واللہ عزیز حکیم. ② "طاہر و مطہر" عربی میں لفظ طہور استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں' خود بھی پاک' دوسری چیزوں کو بھی پاک کرنے والا۔ ③ "بلا ذبح حلال ہے" عربی میں لفظ مَيْتَة استعمال ہوا ہے' یعنی جو بغیر ذبح کیے مر جائے' مثلاً: جسے شکار کیا جائے یا جو طبعی موت پانی میں مر جائے۔ احناف طبعی موت والے آبی جانور کی حلت کے قائل نہیں لیکن حدیث کے الفاظ عام ہیں۔ اسی طرح یہ حدیث ہر آبی جانور کو شامل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں جبکہ امام مالک صرف ان آبی جانوروں کو حلال سمجھتے ہیں جن کے نام کے جانور خشکی میں حلال ہیں۔ اور احناف صرف مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں' کیونکہ بعض روایات میں مچھلی کا لفظ مذکور ہے لیکن قرآن و حدیث کے الفاظ عام ہیں۔ قرآنِ مجید کے الفاظ اس مفہوم کو واضح طور پر بیان کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ (المآئدة٥:٩٦) ④ آبی جانور کو ذبح کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں کہ اس میں خون نہیں ہوتا۔ اور ذبح خون نکالنے کے لیے ہوتا ہے۔ باقی رہا وہ سرخ محلول جو مچھلی وغیرہ سے زخم کے وقت نکلتا ہے تو اس میں خون کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں' مثلاً: اسے دھوپ میں رہنے دیا جائے تو وہ سفید ہو جائے گا جبکہ خون تو سیاہ ہو کر جم جاتا ہے۔ اور حرام خون ہی ہے' لہٰذا اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

٤٣٥٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا، فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَ يَكُونُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ، فَقِيلَ لَهُ: يَاأَبَا عَبْدِ اللهِ! وَأَيْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ؟ قَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا

۴۳۵۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں (ساحل سمندر پر) بھیجا۔ ہم تین سو آدمی تھے۔ ہم نے اپنا زادِ راہ اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ وہ بھی ختم ہو گیا حتی کہ ہم میں سے ہر آدمی کو ایک دن میں ایک کھجور ملتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا: اے ابوعبداللہ! ایک کھجور آدمی کا کیا گزارا کرتی ہو گی؟ انھوں نے فرمایا: جب کھجوریں بالکل ختم ہو گئیں تو ہمیں

---

٤٣٥٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب حمل الزاد على الرقاب، ح: ٢٩٨٣ من حديث عبدة بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٦٣.

حِينَ فَقَدْنَاهَا فَأَتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا بِحُوتٍ قَذَفَهُ الْبَحْرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

اس ایک کھجور کی بھی قدر معلوم ہوتی تھی۔ ہم ساحل سمندر پر پہنچے تو ہم نے ناگہاں وہاں ایک بڑی مچھلی دیکھی جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا۔ ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی مزید تفصیل آئندہ حدیث میں آ رہی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مچھلی حلال ہے' خواہ وہ شکار کی گئی ہو یا اسے سمندر کی لہروں نے باہر پھینک دیا ہو۔ یا وہ سمندر پر بے جان تیر رہی ہو۔ کیونکہ سمندر عموماً بے جان مچھلی کو باہر ہی پھینک دیتا ہے۔ زندہ مچھلیاں تو پانی کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں' پھر اتنی بڑی مچھلی کہ جسے تین سو آدمی اٹھارہ دن تک کھاتے رہے ہوں اور وہ پھر بھی ختم نہ ہوئی ہو' زندہ حالت میں ساحل کے قریب نہیں آتی بلکہ گہرے سمندر میں رہتی ہے۔ لازماً اس کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی کنارے پر آئی ہوگی۔

٤٣٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيرُنَا أَبُوعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، قَالَ: فَأَلْقَى الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا [الْعَنْبَرُ]، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ فَثَابَتْ أَجْسَامُنَا وَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَظَرَ إِلَى أَطْوَلِ جَمَلٍ وَأَطْوَلِ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ فَمَرَّ تَحْتَهُ، ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ جَاعُوا فَنَحَرَ رَجُلٌ

۴۳۵۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم تین سو اونٹ سواروں کو (ساحل کی طرف) بھیجا۔ ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے۔ ہم قریش کے ایک قافلے کی گھات میں تھے۔ ہم ساحل پر جا ٹھہرے۔ ہمیں سخت بھوک کا سامنا تھا حتی کہ ہم پتے کھانے لگے' پھر سمندر (کی لہروں) نے ایک آبی جانور (ساحل پر) پھینک دیا۔ اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ہم اس سے تقریباً نصف ماہ کھاتے رہے۔ ہم نے اس کی چربی کو بھی خوب استعمال کیا تو ہمارے جسم پہلے کی طرح موٹے تازے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا' پھر لشکر میں سے سب سے اونچا اونٹ اور سب سے لمبا آدمی تلاش کیا۔ وہ آدمی اس اونٹ پر سوار ہو کر پسلی کے نیچے سے صاف

٤٣٥٧ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة سيف البحر ... الخ، ح: ٤٣٦١، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ١٩٣٥/١٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٤.

ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَهَاهُ أَبُو عُبَيْدَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: فَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» قَالَ: فَأَخْرَجْنَا مِنْ عَيْنَيْهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةً مِنْ وَدَكٍ وَنَزَلَ فِي حِجَاجِ عَيْنِهِ أَرْبَعَةُ نَفَرٍ وَكَانَ مَعَ أَبِي عُبَيْدَةَ جِرَابٌ فِيهِ تَمْرٌ فَكَانَ يُعْطِينَا الْقَبْضَةَ ثُمَّ صَارَ إِلَى التَّمْرَةِ فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا.

گزر گیا۔ (اسی سفر کا واقعہ ہے کہ) پھر لوگ بھوک میں مبتلا ہوئے تو ایک آدمی نے تین اونٹ نحر کیے' پھر انھیں بھوک لگی تو مزید تین اونٹ نحر کر دیے' وہ پھر بھوک کا شکار ہوئے تو اسی نے مزید تین اونٹ نحر کیے' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے (بحیثیت امیر) اسے روک دیا۔ (راویٔ حدیث) سفیان نے ابوزبیر سے' انھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا (انھوں نے فرمایا کہ جب ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس واپس پہنچے اور) ہم نے نبی ﷺ سے (اس کے متعلق) پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس اس جانور کا کچھ گوشت باقی ہے؟'' (حضرت جابر نے فرمایا:) ہم نے اس آبی جانور کی آنکھوں سے بہت سے مٹکے چربی کے نکالے۔ اور اس کی آنکھ کے گڑھے میں چار آدمی باآسانی اتر گئے۔ اور (اسی سفر کا واقعہ ہے کہ) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کھجوروں کی تھیلی تھی جس میں سے وہ ہمیں مٹھی مٹھی دیا کرتے تھے' پھر نوبت ایک ایک کھجور تک آ گئی۔ جب کھجوریں بالکل ختم ہو گئیں تو (اس وقت) ہمیں ایک کھجور کی قدر و قیمت معلوم ہوتی تھی۔

**فوائد و مسائل:** ① ''میتة البحر'' (دریائی اور سمندری مردار) کے متعلق شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہے۔ سابقہ اور اس حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ وہ مچھلی سمندری لہروں نے باہر پھینکی تھی' یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اسے شکار نہیں کیا تھا۔ مزید برآں یہ بھی کہ اسے ذبح بھی نہیں کیا گیا تھا بلکہ ویسے ہی استعمال کیا تھا۔ تین سو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اٹھارہ دن تک مسلسل اسے کھاتے رہے' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں سے کھایا۔ ② حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ ہر چھوٹے بڑے لشکر پر امیر مقرر کرنا چاہیے جو اس لشکر کے لیے درست انتظام کرے' ان کی ضروریات وغیرہ کا خیال رکھے اور انھیں پورا کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ امیر کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی

برتے۔ ③ امیر لشکر' ان میں سے افضل اور بہتر شخص کو بنانا چاہیے۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر ان کے بہترین اور اچھے لوگوں میں سے کسی کو امیر بنایا جائے۔ لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے امیر کے احکام کی تعمیل کریں۔ ہاں' اگر وہ انھیں غیر شرعی حکم دے تو پھر اس کی اطاعت قطعاً جائز نہیں جیسا کہ معروف حدیث ہے: [لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى] ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کر کے کسی کی اطاعت جائز نہیں۔'' (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث:١٧٩-١٨١) ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک دنیاوی مال و متاع اور اس کی آسائشوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور حصول جنت کے لیے ہر قسم کے مصائب کو برداشت کیا...... رضی اللہ عنہم...... ⑤ بھوک' غربت' افلاس اور تنگ دستی کے وقت ہمدردی اور ایثار سے بہت سی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ اس حدیث سے اس کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ ⑥ انسان اپنے قریبی احباب اور دوستوں سے ان کا مال و متاع مانگ سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا: ''اگر تمھارے پاس عنبر مچھلی میں سے کچھ باقی ہو تو مجھے بھی دو۔'' ⑦ یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاکیزہ دور میں بھی اجتہاد جائز تھا جیسا کہ آج کے دور میں جائز ہے۔ اگلی حدیث: ۴۳۵۹ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ: [لَا تَأْكُلُوهُ، ثُمَّ قَالَ: جَيْشُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ نَحْنُ مُضْطَرُّونَ، كُلُوا بِاسْمِ اللّٰهِ] احکام میں اجتہاد کی بہت واضح اور کھلی دلیل ہیں۔ ⑧ ''اپنی گردنوں پر اٹھایا ہوا تھا'' اس میں اشارہ ہے کہ ہمارے پاس زادِ راہ بہت کم مقدار میں تھا۔ اسے اٹھانے کے لیے جانور کی ضرورت نہیں تھی۔ ⑨ اس روایت میں واقعات کی ترتیب آگے پیچھے ہے' مثلاً: لشکر کے ساحل پر پہنچنے سے پہلے وہ آبی جانور موجود تھا۔ اس طرح اونٹوں کو نحر کرنے کا واقعہ آبی جانور کے ملنے سے پہلے کا ہے۔ کھجوریں بانٹنے کا واقعہ بھی آبی جانور ملنے سے پہلے کا ہے اگرچہ ذکر آخر میں ہے۔ آبی جانور سے چربی وغیرہ نکالنے کے واقعات بھی ساحل سمندر سے تعلق رکھتے ہیں نہ کہ مدینہ منورہ سے جیسا کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔ ⑩ اونٹ نحر کرنے والے شخص بنوخزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔ جو بہت سخی تھے اور سخی باپ کے بیٹے تھے۔ مذکور ہے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا پتا چلا تو بیٹے سے کہا: تم نے اور جانور کیوں نہ ذبح کیے؟ انھوں نے بتایا کہ امیر صاحب نے روک دیا تھا' مبادا تیرے والد محترم ناراض ہوں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے میں آ گئے اور فوراً ایک بہت بڑا باغ بیٹے کے نام منتقل کر دیا تاکہ کل کو کوئی شخص سخاوت سے نہ روک سکے۔ رضي الله عنهما و أرضاهم. ⑪ ''نحر کیے'' نحر کرنا اس طرح ہوتا ہے کہ اونٹ کا بایاں گھٹنا رسی وغیرہ کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے اور پھر چھری کی نوک اس کے لیے (گردن کی نچلی طرف انتہائی نرم گڑھے) میں چبھو دی جاتی ہے۔ اونٹ کو دوسرے جانوروں کی طرح ذبح نہیں کیا جاتا۔

٤٣٥٨- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَبِي عُبَيْدَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَنَفِدَ زَادُنَا فَمَرَرْنَا بِحُوتٍ قَدْ قَذَفَ بِهِ الْبَحْرُ فَأَرَدْنَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْهُ، فَنَهَانَا أَبُو عُبَيْدَةَ ثُمَّ قَالَ: نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللهِ، كُلُوا، فَأَكَلْنَا مِنْهُ أَيَّامًا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ بَقِيَ مَعَكُمْ شَيْءٌ فَابْعَثُوا بِهِ إِلَيْنَا».

۴۳۵۸- حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت ابوعبیدہ ؓ کے ماتحت ایک لشکر میں بھیجا۔ ہمارے زاد ختم ہو گئے۔ ہم ایک مچھلی کے پاس سے گزرے جسے سمندر نے (ساحل پر) پھینک دیا تھا۔ ہم نے اس میں سے کھانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ ؓ نے ہمیں روک دیا' پھر خود ہی کہنے لگے: ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں آئے ہیں' اس لیے کھالو۔ ہم کئی دن تک اس میں سے کھاتے رہے۔ جب ہم واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ کو اس بات سے مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تمھارے پاس کچھ گوشت باقی ہے تو ہمارے پاس بھی بھیجو۔''

٤٣٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ أَبِي عُبَيْدَةَ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ فَأَعْطَانَا قَبْضَةً قَبْضَةً فَلَمَّا أَنْ جُزْنَاهُ أَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً، حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ وَنَشْرَبُ عَلَيْهَا الْمَاءَ، فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَخْبِطُ الْخَبَطَ

۴۳۵۹- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضرت ابوعبیدہ ؓ کے ساتھ بھیجا۔ ہم تین سو دس سے زائد تھے۔ آپ نے ہمیں کھجوروں کی ایک بوری بطور زاد راہ دی تھی۔ حضرت ابوعبیدہ ہمیں روزانہ ایک ایک مٹھی کھجوریں دیتے تھے۔ جب ہم نے انھیں تقریباً ختم کر دیا تو وہ ہمیں ایک ایک کھجور دینے لگے حتی کہ ہم اسے بچوں کی طرح چوستے رہتے۔ اوپر سے پانی پی لیتے۔ جب کھجوریں بالکل ختم ہو گئیں تو ایک کھجور کا نہ ملنا بھی ہم کو محسوس ہوتا تھا حتی کہ ہم اپنی لاٹھیوں سے درختوں کے پتے جھاڑ لیتے اور

---

٤٣٥٨ـ أخرجه مسلم، ح: ١٩٣٥/١٧، انظر الحديث السابق من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٥.

٤٣٥٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٦.

بِقِسِيِّنَا وَنَسَفُّهُ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى سُمِّينَا جَيْشَ الْخَبَطِ، ثُمَّ أَجَزْنَا السَّاحِلَ فَإِذَا دَابَّةٌ مِثْلُ الْكَثِيبِ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ لَا تَأْكُلُوهُ، ثُمَّ قَالَ: جَيْشُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَحْنُ مُضْطَرُّونَ، كُلُوا بِاسْمِ اللهِ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ وَجَعَلْنَا مِنْهُ وَشِيقَةً وَلَقَدْ جَلَسَ فِي مَوْضِعِ عَيْنِهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، قَالَ: فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَرَحَلَ بِهِ أَجْسَمَ بَعِيرٍ مِنْ أَبَاعِرِ الْقَوْمِ فَأَجَازَ تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا حَبَسَكُمْ؟» قُلْنَا: كُنَّا نَتَّبِعُ عِيرَاتِ قُرَيْشٍ وَذَكَرْنَا لَهُ مِنْ أَمْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ: «ذَاكَ رِزْقٌ رَزَقَكُمُوهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَمَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟» قَالَ: قُلْنَا: نَعَمْ.

انھیں پھانک لیتے' پھر اوپر سے پانی پی لیتے حتی کہ ہمارے اس لشکر کا نام ہی پتوں والا لشکر رکھ دیا گیا' پھر ہم ساحل پر پہنچے تو وہاں ٹیلے جیسا ایک آبی جانور پڑا تھا جسے عنبر کہا جاتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا: یہ مرا ہوا ہے' لہٰذا اسے نہ کھاؤ' پھر خود ہی کہنے لگے: ہم اللہ کے رسول ﷺ کی فوج ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جا رہے ہیں' پھر ہم لاچار بھی ہیں' اس لیے اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے کچھ تو کھایا' کچھ سکھا لیا۔ اس جانور کی آنکھ کے گڑھے میں تیرہ آدمی (آرام سے) بیٹھ گئے' پھر حضرت ابوعبیدہ نے اس کی پسلی لی' پھر ایک موٹے اونچے اونٹ پر پالان کس کر (ایک لمبا تڑنگا آدمی بٹھا کر) اسے پسلی کے نیچے سے گزارا تو وہ صاف گزر گیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''تم اتنے دن کہاں رکے رہے؟'' ہم نے عرض کی: ہم قریش کے تجارتی قافلوں کو تلاش کرتے رہے' پھر ہم نے آپ کے سامنے اس آبی جانور کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے مہیا فرمایا۔ کیا تمھارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔

**فوائد ومسائل:** ① تین سو دس سے زائد' یعنی تین سو بیس سے کم۔ معلوم ہوا سابقہ روایات میں کسر گرا کر تین سو کہا گیا ہے۔ ② ''تیرہ آدمی'' پچھلی روایت میں ''چار'' کا ذکر ہے لیکن چار میں تیرہ کی نفی نہیں۔ چار چلتے پھرتے ہوں گے اور تیرہ جڑ کر بیٹھے ہوں گے۔ واللہ اعلم. ③ ''عنبر'' یہ عظیم الشان مچھلی ہوتی ہے جو جہاز کو ٹکر مار دے تو اسے بھی توڑ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ سمندر میں کیسی کیسی عظیم الشان مخلوقات پوشیدہ ہیں۔ وہیل مچھلی بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ.

## (المعجم ٣٦) - اَلضِّفْدِعُ (التحفة ٣٦)

## باب:٣٦-مینڈک کا حکم

٤٣٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ: أَنَّ طَبِيبًا ذَكَرَ ضِفْدَعًا فِي دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَنَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِهِ.

۴۳۶۰-حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی دوائی میں مینڈک ڈالنے کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مینڈک کے قتل سے منع فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① مینڈک کے متعلق حکم شریعت یہ ہے کہ وہ حرام ہے۔ بوقت ضرورت بھی رسول اللہ ﷺ نے اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی۔ آپ کا اجازت نہ دینا ہی اس کی حرمت کی دلیل ہے۔ ② مینڈک اگرچہ آبی جانور ہے لیکن یہ پانی سے باہر بھی زندہ رہ سکتا ہے بلکہ عرصۂ دراز تک باہر پھرتا رہتا ہے لہٰذا اسے آبی جانوروں والا حکم نہیں دیا جاسکتا، یعنی اسے حلال نہیں کہا جائے گا۔ ③ ”منع فرمادیا“ مقصد یہ ہے کہ مینڈک کو دوا کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قتل کیے بغیر تو اسے دوا میں ڈالنے سے رہے۔ جب قتل حرام ہے تو اس کو بطور دوا استعمال کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ پلید جانور ہے یا کم از کم قابل نفرت تو ضرور ہے۔ تبھی آپ نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔ قتل سے نہی بھی حرمت کی علامت ہے۔

## (المعجم ٣٧) - اَلْجَرَادُ (التحفة ٣٧)

## باب: ۳۷-ٹڈی کا بیان

٤٣٦١- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

۴۳۶۱-حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم سات جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہم (آپ کے ساتھ رہتے ہوئے) ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس ٹڈی سے مراد وہ ٹڈی نہیں جو عام گھروں میں ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ ٹڈی ہے جسے مکڑی

---

٤٣٦٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطب، باب في الأدوية المكروهة، ح: ٣٨٧١ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٧، وصححه الحاكم: ٤/ ٤١١، ووافقه الذهبي.

٤٣٦١ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل الجراد، ح: ٥٤٩٥ من حديث شعبة، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ١٩٥٢ من حديث أبي يعفور العبدي وقدان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٨.

بھی کہا جاتا ہے، وہ جو فصلوں کو بھی چٹ کر جاتی ہے۔ یہ حلال جانور ہے۔ اس کو ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَ دَمَانِ: اَلْجَرَادُ وَالْحِيتَانُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ] ''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ دو مردار (جنھیں ذبح نہ کیا گیا ہو) ٹڈی (مکڑی) اور مچھلی ہیں۔ اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔'' (مسند أحمد: ٩٧/٢ و سنن الكبرٰى للبيهقي: ٢٥٤/١) اس میں بھی مچھلی کی طرح دم مسفوح (بہنے والا خون) نہیں ہوتا۔

٤٣٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ -وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ- عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ قَتْلِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

۴۳۶۲- حضرت ابو یعفور نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے ٹڈی کو قتل کرنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں چھ جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا۔ ہم ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''چھ جنگوں میں'' سابقہ روایت میں سات جنگوں کا ذکر ہے۔ چھ، سات کے منافی نہیں ہے۔

## (المعجم ٣٨) - قَتْلُ النَّمْلِ (التحفة ٣٨)

## باب: ۳۸- چیونٹی کو قتل کرنے کا بیان

٤٣٦٣- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ أَنْ قَدْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ».

۴۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تو انھوں نے چیونٹی کی اس پوری آبادی کو آگ لگانے کا حکم دیا۔ انھیں جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹ لیا، تو نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والی مخلوق کو ہلاک کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① چیونٹی کے متعلق حکم شریعت یہ ہے کہ اگر وہ تکلیف پہنچائے تو اسے مارا جا سکتا ہے۔ ہر تکلیف دینے والی مخلوق کو قتل کیا جا سکتا ہے، البتہ اس بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ صرف اسے قتل کیا

---

٤٣٦٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٦٩.

٤٣٦٣ـ أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن قتل النمل، ح: ٢٢٤١ من حديث ابن وهب، والبخاري، الجهاد، باب (١٥٣)، ح: ٣٠١٩ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٨٧٠.

جائے جس نے تکلیف پہنچائی ہو۔ مذکورہ حدیث میں ایک نبی کا قصہ اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔ اصول یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سابقہ شریعتوں میں سے کسی شریعت کی کوئی بات بتائیں تو وہ ہمارے لیے بھی شریعت ہی ہوتی ہے۔ ہاں اگر ہماری شریعت میں اس کے منافی حکم آ جائے تو پھر سابقہ شریعت کی بات ہمارے لیے حجت نہیں ہوگی۔ ② معلوم ہوا حیوان بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے تو اس حد تک تصریح فرمائی ہے کہ ساتوں آسمان و زمین اور جو مخلوق ان (آسمانوں اور زمین) میں ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔ مطلب بالکل واضح ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد سمیت اس کی تسبیح کرتی ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَ إِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ (بني إسرآئيل ١٧:٤٤) اور یہ حقیقت ہے کہ ہر مخلوق ہی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے حیوانات وغیرہ کی تسبیح کو مجازی معنی پر محمول کرنے کی کوشش کی ہے یہ قطعاً درست نہیں۔ ③ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام ﷺ کو بھی عام انسانوں کی طرح درد اور موذی چیزوں کے کاٹنے سے تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف ذوی العقول یعنی صاحب شعور مخلوق ہی سے ظلم کا بدلا نہیں لیا جائے گا بلکہ غیر ذوی العقول سے بھی اس کے ظلم و زیادتی کا بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ شاید آگ سے جلانا ان کی شریعت میں جائز ہوگا ہماری شریعت میں منع ہے۔ ⑥ چیونٹی کے قتل سے نہی اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔

٤٣٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ -وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ- قَالَ: أَخْبَرَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ: «نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِبَيْتِهِنَّ فَحُرِّقَ عَلَى مَا فِيهَا، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً».

۴۳۶۴- حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ (سابقہ) انبیاء ﷺ میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے۔ ایک چیونٹی نے انھیں کاٹ لیا۔ انھوں نے حکم دیا تو ان کے پورے بل کو تمام چیونٹیوں سمیت جلا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی۔ کیوں نہ آپ نے صرف ایک چیونٹی کو مارا؟ (آخر یہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔)

وَقَالَ الْأَشْعَثُ: عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلَهُ وَزَادَ: «فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ».

اور اشعث نے ابن سیرین سے انھوں نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے اور انھوں نے نبی ﷺ سے اسی (سابقہ) حدیث کی مثل بیان کیا۔ اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:

---

٤٣٦٤_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٤٨٧١، ٤٨٧٢. * الأشعث هو ابن عبدالملك الحمراني.

[فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ] ''بلاشبہ یہ (چیونٹیاں اللہ تعالیٰ کی) تسبیح بیان کرتی ہیں۔''

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اشعث نے یہ روایت دو شیوخ سے بیان کی ہے: ایک حسن بصری سے اور دوسرے محمد بن سیرین سے۔ حسن بصری سے جو روایت ہے وہ موقوف ہے جبکہ دوسری یعنی محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کردہ روایت مرفوع ہے۔ دونوں روایتیں یعنی موقوف اور مرفوع صحیح ہیں البتہ دوسری مرفوع روایت میں فَإِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ کے الفاظ زیادہ ہیں۔ موقوف یعنی حسن بصری رحمہ اللہ والی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

٤٣٦٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۴۳۶۵- اسی قسم کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مگر وہ مرفوع نہیں (بلکہ ان کا اپنا قول ہے)۔

٤٣٦٥ـ [صحيح] تقدم قبله، وهو في الكبرى، ح: ٤٨٧٣، ورواه حبيب بن الشهيد وسلمة بن علقمة عن محمد بن سيرين عن أبي هريرة به موقوفًا، فالطريقان المرفوع والموقوف صحيحان، والله أعلم.

# قربانی سے متعلق احکام و مسائل

امام نسائی ؒ نے اپنی کتاب سنن نسائی کی ترتیب اس طرح فرمائی ہے کہ کتاب الصید و الذبائح (شکار اور ذبیحوں کے مسائل بیان کرنے ) کے بعد کتاب الضحایا یعنی قربانی کے احکام و مسائل بیان فرمائے ہیں۔ان دونوں کتابوں (الصید و الذبائح اور الضحایا) میں مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ ان میں ماکول اللحم حیوانات' یعنی جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے' ان کا خون بہانے اور انھیں ذبح کرنے کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ایسے تمام حلال جانور اور پرندے وغیرہ جن کا شکار شریعت نے مباح اور جائز قرار دیا ہے' جب وہ زندہ حالت میں پکڑے جائیں تو ان کا گوشت کھانے کے لیے ضروری ہے کہ انھیں ذبح کیا جائے' بصورت دیگر ان کا گوشت کھانا حرام اور ناجائز ہے۔ یہی حکم دوسرے جانوروں اور پرندوں کا ہے' انسان انھیں ذبح کرے اور ان کا گوشت کھالے' وگرنہ ذبح نہ کرنے کی صورت میں انھیں کھانا حلال نہیں۔البتہ شکار کیے جانے والے جانور کو اگر تکبیر پڑھ کر شکار کیا جائے اور وہ مر بھی جائے تب بھی حلال ہوگا۔المختصر خشکی کا جو بھی حلال جانور' بغیر ذبح کیے' اپنی موت آپ مر جائے' اس کا گوشت کھانا حرام ہے' سوائے مکڑی کے۔ یہی وجہ ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جائے اسے ''مردار'' نہیں کہا جاتا جبکہ ذبح کے بغیر مرنے والا جانور مردار ہی کہلاتا ہے اور مردار جانور کا گوشت کھانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔قرآن و حدیث میں اس مسئلے کی پوری وضاحت موجود ہے۔

بوقت ضرورت حلال جانور ذبح کیے جاتے ہیں اور ان کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے الصید والذبائح کے متعلق مسائل کو اسی لیے پہلے بیان فرمایا ہے کیونکہ شکار کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں۔ شکار کرنا سارا سال جائز اور مباح ہے لیکن قربانی کا جانور چونکہ عام دنوں میں ذبح نہیں کیا جاتا بلکہ صرف خاص دنوں، یعنی دس ذوالحجہ اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) میں ذبح کیا جا سکتا ہے اس لیے یہ ذبح' عام ذبح نہیں بلکہ خاص ہے' اس لیے عام ذبیحوں کے مسائل بیان کرنے کے بعد اس خاص ذبیحہ کے مسائل ذکر کیے گئے ہیں جسے قربانی کہا جاتا ہے' نیز یہ جانور محض گوشت کھانے کے لیے نہیں بلکہ قرب الٰہی کے حصول کی خاطر ذبح کیا جاتا ہے۔

* **لغوی معنی:** [الأضحية: اِسْمٌ لِمَا يُذْبَحُ أَيَّامَ الْأَضْحٰى] اضحیہ لغت میں اس جانور کو کہتے ہیں جسے یوم الاضحیٰ میں ذبح کیا جاتا ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ یوم الاضحیٰ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسے یوم الاضحیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ قربانی چاشت' یعنی ضحیٰ کے وقت کی جاتی ہے' اس لیے اسی مناسبت سے قربانی کے دن کو بھی یوم الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔

* **اصطلاحی معنی:** [هِيَ ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَّخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَّخْصُوصٍ أَوْ مَا يُذْبَحُ مِنَ النَّعَمِ تَقَرُّبًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِي أَيَّامِ النَّحْرِ] (الفقه الإسلامي و أدلته: ٥٩٤/٣) (اصطلاحِ شریعت میں) قربانی سے مراد وہ مخصوص جانور ہے جسے ایک خاص وقت پر' قربِ الٰہی کے حصول کے لیے ذبح کیا جائے یا قربانی سے مراد وہ مخصوص چوپائے ہیں جو قربانی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کیے جائیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قربانی سے مراد شریعت کی متعین کردہ خاص صفات کا حامل وہ جانور ہے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے' قربانی کے دنوں میں ذبح کیا جائے۔

* **قربانی کی مشروعیت:** زکاۃ اور نماز عیدین کی طرح قربانی کا حکم بھی سن ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ دیکھیے: (الفقه الإسلامي وأدلته: ٥٩٤/٣) قربانی کی مشروعیت قرآن کریم' حدیث رسول اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ ''المغنی'' میں فرماتے ہیں: [اَلْأَصْلُ فِي مَشْرُوعِيَّةِ الْأُضْحِيَّةِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ] (المغني لابن قدامة: ٣٦٠/١٣) ''قربانی کی مشروعیت

کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔"

قرآن کریم سے قربانی کی مشروعیت بڑی واضح ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر۱۰۸:۲) "(اے پیغمبر!) آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔"

حدیث رسول ﷺ سے بھی قربانی کی مشروعیت واضح طور پر ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: [أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، وَ يَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ] "بلاشبہ نبی ﷺ چتکبرے، سینگوں والے دو مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے اور آپ ان کے پہلوؤں پر اپنا پاؤں مبارک رکھتے اور اپنے ہاتھ مبارک سے انھیں ذبح کرتے تھے۔" (صحيح البخاري، الأضاحي، حديث: ۵۵۶۴، وصحيح مسلم، الأضاحي، حديث: ۱۹۶۶)

قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ قربانی اجماعِ امت سے بھی ثابت ہے۔ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک سے لے کر آج تک ساری امتِ مسلمہ قربانی کرتی چلی آ رہی ہے اور ان شاء اللہ یہ زریں سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔

* قربانی کی حکمتیں: یوں تو قربانی کی بہت سی حکمتیں ہیں لیکن ذیل میں ہم چند ایک اہم حکمتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ قربانی کی سب سے بڑی حکمت تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ ایک مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے خالق ومالک کی خوشنودی کا خواہاں اور متلاشی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الأنعام۶:۱۶۲) "(اے پیغمبر!) کہہ دیجیے، بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت (سب) اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔"

قربانی سے معاشرے کے ناداروں، فقراء ومساکین، بیواؤں اور یتیموں، نیز ضرورت مندوں اور محتاج افراد کی مدد ہوتی ہے۔ ان کے دکھ درد کا کچھ نہ کچھ ازالہ ہوتا ہے اور اس سے کچھ وقت کے لیے ان کے راحت وسکون کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔ قربانی سے جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی عظیم، انوکھی اور بے لوث سنت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے آنے والے بہت سے مصائب و

مشکلات کو ہم سے ٹال دیتا ہے' نیز ہمیں سکون اور قرار کی دولت عطا فرماتا ہے۔قربانی کرنے سے انسان کے اندر قناعت اور ایثار کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ وسائل کو اس کی رضا کے حصول کی خاطر خرچ کرنے سے اس کا شکر ادا ہوتا ہے۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری اور دنبہ چھترا وغیرہ چوپائے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام ہیں' لہٰذا شریعت کے متعین کردہ چوپایوں میں سال بعد کم از کم ایک مخصوص صفات وخصوصیات کا حامل چوپایہ اللہ کو خوش کرنے کے لیے ذبح کرنے سے جانوروں کی شکل میں عطا کی ہوئی نعمت کا شکر ادا ہو جاتا ہے' اس لیے اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔

* قربانی کے چند اہم احکام ومسائل: ① قربانی کے لیے مسنہ (دودانتا) جانور ضروری ہے' یعنی جس کے دودھ کے دانت گر کر دو نئے دانت آ گئے ہوں' تاہم اگر دودانتا جانور نہ مل سکے تو صرف بھیڑ کا "کھیرا" بھی قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے' البتہ دودانتا افضل ضرور ہے۔

② رسول اللہ ﷺ چتکبرے' سینگوں والے اور خصی کیے ہوئے دو مینڈھے ذبح فرمایا کرتے تھے' اس لیے اتباع سنت کے کماحقہ تقاضے پورے کرنے کے لیے اسی قسم کے مینڈھے تلاش کرنا مستحب ہے۔

③ خصی جانور کی قربانی درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ایسے جانور کی قربانی کی ہے۔مزید برآں یہ کہ خصی جانور' غیر خصی جانور کی نسبت زیادہ موٹا تازہ اور صحت مند ہوتا ہے۔

④ ایسا جانور جو لنگڑا لولا' اندھا کانا' بیمار و لاغر' کان کٹا یا چرا ہو' نیز کان میں سوراخ والا اور اسی طرح جس جانور کا تھن ضائع ہو چکا ہو یا اس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو یا کسی بھی قسم کا واضح عیب زدہ جانور قربانی کا اہل نہیں ہوگا۔

⑤ دس ذوالحجہ کے دن قربانی کرنے سے افضل اور کوئی بھی عمل نہیں' تاہم ایام تشریق' یعنی گیارہ' بارہ اور تیرہ کو بھی قربانی ہو سکتی ہے۔کوشش کرنی چاہیے کہ عید کے روز ہی قربانی کی جائے اگرچہ باقی تین دنوں میں بھی جائز ہے۔

⑥ قربانی کا جانور' نماز عید کے بعد ذبح کیا جانا ضروری ہے۔عید کی نماز سے پہلے ذبح کیے ہوئے جانور

کی قربانی' اللہ تعالیٰ کے ہاں قطعاً قابل قبول نہیں' اس لیے جو لوگ صبح سویرے' نماز عید سے قبل ہی جانور ذبح کر لیتے ہیں وہ صرف گوشت والا جانور ہی ذبح کرتے ہیں۔ اس سے فریضۂ قربانی ادا نہیں ہوتا۔

⑦ تمام اہل خانہ (سارے گھر والوں) کی طرف سے ایک ہی جانور، یعنی بکرا، بکری، دنبہ، مینڈھا، چھترا یا چھتری کافی ہوتا ہے۔ زیادہ جانور قربان کرنا یا ایک بڑا چوپایہ ذبح کرنا افضل اور زیادہ اجر وثواب' یعنی سات قربانیاں کرنے کے برابر ہے۔

⑧ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون اور افضل عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک ہی سے قربانی کے جانور ذبح فرمایا کرتے تھے' حتی کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ نے خود تریسٹھ اونٹ نحر کیے تھے۔

⑨ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور حسب استطاعت قیمتی ہونا چاہیے اور اسے ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کرنا چاہیے' نیز قربانی کا جانور تیز چھری ہی سے ذبح کرنا چاہیے۔

⑩ قربانی کرنے والے شخص کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے ناخن اور بال وغیرہ نہ اتارے۔ تمام اہل خانہ کو اس حکم کی پابندی کرنی چاہیے کیونکہ قربانی تمام گھر والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔

⑪ قربانی کا گوشت خود کھانا' غرباء' فقراء ومساکین اور محتاجوں کو کھلانا' نیز اپنے عزیز واقارب کو ہدیہ کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے' تاہم قربانی کا گوشت اور اس کی کھال یا چمڑا قصاب کو بطور اجرت دینا ناجائز ہے۔ قصاب اگر مستحق ہو تو اسے بھی قربانی کا گوشت دیا جا سکتا ہے' اسی طرح چمڑا اور کھال بھی اسے دی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو۔

⑫ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات گھرانے شریک ہو سکتے ہیں جبکہ اونٹ میں دس افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

⑬ حاملہ (گابھن) جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔ ایسے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اگر اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو قربانی کرنے والا شخص اگر چاہے تو اسے ذبح کر لے اور اگر چاہے تو ذبح نہ

کرے بلکہ اسے زندہ رہنے دے۔اس کو "قربان کرنا" ضروری نہیں کیونکہ قربانی کرنے والے شخص نے اس بچے کی ماں کو قربانی کے لیے متعین کیا تھا اس بچے کو نہیں۔ ہاں' البتہ اگر ذبح کرنے کے بعد حاملہ کے پیٹ سے مردہ بچہ برآمد ہو تو ذبح کیے بغیر ہی اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔اس کی ماں کو ذبح کرنا ہی اس بچے کو کفایت کر جائے گا۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:[ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ] "بچے کا ذبح کرنا اس کی ماں کے ذبح کرنے میں ہے۔" (مسند أحمد:٣/٣٩، و سنن أبي داود، الضحايا، حديث:٢٨٢٨) اور اگر طبعی کراہت وغیرہ کی وجہ سے کوئی شخص اس کا گوشت نہ کھانا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں ہوگا۔

⑲ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت درج ذیل دعا پڑھنی چاہیے:

[إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] (مسند أحمد:٣/٣٧٥، و سنن أبي داود، الضحايا، حديث:٢٧٩٥، واللفظ له)

دعا میں مذکور الفاظ میں عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهِ کے بجائے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نام لے' یعنی یوں کہے: عَنِّي وَأَهْلِ بَيْتِي یا جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہے اس کا نام لے۔ دعا کا مفہوم درج ذیل ہے: "میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ میں یکسو ہو کر ملت ابراہیم (علیہ السلام) پر ہوں' اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! (یہ قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے۔ اے محمد (ﷺ) اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ اللہ کے نام سے (ذبح کرتا ہوں) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔" [عَنِّي وَأَهْلِ بَيْتِي] کا مفہوم ہوگا: (یہ قربانی) میری اور میرے گھر والوں کی طرف سے ہے۔

اسلام میں ذوالحجہ کی دس تاریخ کو قربانی کرنا عام مسلمانوں پر واجب یا کم از کم سنت مؤکدہ ہے۔لیکن سہولت کے لیے ایک گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی کفایت کر جاتی ہے۔حج کو جانے والے حضرات کے لیے بھی قربانی سنت ہے مگر جو شخص حج کے ساتھ عمرہ بھی حج کے دنوں میں ہی کرے' اس کے لیے قربانی واجب ہے۔قربانی کے دنوں کے علاوہ بھی اگر کسی دن کوئی شخص نفلی قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔اسے صدقہ کہا جاتا ہے' البتہ اس میں پابندی ہے کہ اسے صرف مستحقین صدقہ کھا سکتے ہیں جبکہ دس ذوالحجہ والی قربانی امیر وغریب سب لوگ بلا امتیاز کھا سکتے ہیں۔قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾ (الحج۲۲:۲۸) ''تم (خود) ان میں سے کھاؤ اور فاقہ کش وتنگ دست فقیر کو (بھی) کھلاؤ۔'' اور یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی کرم نوازی ہے۔پہلی امتوں میں خود کھانے کی اجازت نہیں تھی۔

قربانی ہر امت میں رہی ہے۔اس کا راز یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔اس کا عملی اظہار ہر سال قربانی کی صورت میں ہوتا ہے۔اس کی سنیت پر صحابہ سے لے کر ہر دور کے علماء اور عوام کا اجماع رہا ہے۔البتہ ماضی قریب کے بعض ملحدین نے قربانی پر اعتراضات کیے ہیں کہ ہر سال ایک دن میں اتنے جانور ضائع کر دیے جاتے ہیں۔اس کی بجائے یہی رقم اکٹھی کر کے مستحقین پر خرچ کرنی چاہیے۔حالانکہ قربانی میں صرف رقم ہی خرچ نہیں ہوتی بلکہ قربانی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے جسے اللہ کے نام پر چھری چلانے والا ہی محسوس کر سکتا ہے' پھر یہ ممکن ہی نہیں کہ قربانی پر خرچ ہونے والی رقم ہر شخص کسی ادارے کو جمع کروا دے حتی کہ یہ لوگ بھی خود کوئی ایسا ادارہ قائم نہ کر سکے۔یہ خطیر رقم عبادت اور قربانی کے تصور ہی سے خرچ ہو سکتی ہے اور پھر یہ لوگ نہیں جانتے کہ قربانی کے ساتھ کتنے لوگوں کا معاش وابستہ ہے جو سب غریب ہیں۔ہر آدمی اپنے اپنے گھر بیٹھ کر اس ذریعے سے اپنا معاش حاصل کر رہا ہے' مثلاً: غریب دیہاتی لوگ اور بیوہ عورتیں جو قربانی کے لیے جانور پالتے ہیں اور لوگ ان سے مہنگے داموں لے جاتے ہیں۔جانوروں کا کاروبار کرنے والے لوگ' چرم کا کاروبار کرنے والے لوگ' غریب لوگ جو جانور ذبح کرتے ہیں' غریب لوگ جن پر چرم کی رقم تقسیم ہوتی ہے' دینی' تعلیمی اور جہادی ادارے وغیرہ۔اور پھر قربانی کے دن سال میں اس لحاظ سے یادگار ہیں

کہ ان دنوں ہر غریب اور امیر خوب سیر ہو کر گوشت کھاتا ہے۔ وہ لوگ بھی جنھیں شاید عام دنوں میں اپنی جسمانی ضرورت کے مطابق گوشت مل ہی نہیں سکتا بلکہ کئی لوگ کئی کئی دنوں کے لیے گوشت محفوظ کر لیتے ہیں اور ضرورت کے مطابق کھاتے رہتے ہیں۔ یہ سب قربانی ہی کی برکتیں ہیں، پھر قربانی کی کوئی چیز ضائع نہیں جاتی حتی کہ آنتیں تک بھی کام میں لائی جاتی ہیں، لہٰذا ضیاع والا اعتراض فضول ہے، پھر ان معترضین کو ہندوؤں کی رسم ''بلی دان'' نظر نہیں آتی جس میں انتہائی سفاکی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ ہر سال لاکھوں جانوروں کو بڑی سنگ دلی اور بے رحمی سے تیز دھار آلے سے قتل کیا جاتا ہے۔ زوردار واروں سے ان کی گردنیں تن سے جدا کی جاتی ہیں۔ وہ یہ سب کچھ گہی مائی (Gahhimai) دیوی کے تقرب کی خاطر کرتے ہیں۔ کیا اس میں ضیاع مال نہیں؟ یہ لاکھوں جانور ضائع ہو جاتے ہیں۔ ان کا گوشت کھایا جاتا ہے نہ ان کی چربی اور کھال کام میں آتی ہے، نہ آنتیں اور نہ دیگر اعضائے جسم ہی، مقصود صرف نذرانہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد سب کچھ بیکار لیکن سبحان اللہ اس کے برعکس عید قربان میں ایک حکمت ہے۔ ایک مقدس فرض کی تکمیل اور ہر سال ایک عظیم عہد کی تجدید ہوتی ہے، نیز اسلام نے ذبیحہ کے ساتھ حسن سلوک اور انتہائی رحم دلی کا درس دیا ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ. لہٰذا اگر ہر چیز میں مادی نقطہ نظر اپنایا جائے تو کل کلاں حج کو بھی موقوف کرنا پڑے گا کیونکہ اس میں بھی اربوں کھربوں روپے صرف ہوتے ہیں۔ روزہ بھی چھوڑنا ہوگا کیونکہ اس میں خواہ مخواہ جسمانی کمزوری برداشت کرنا پڑتی ہے اور قوت کار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ نماز کو بھی طلاق دینا ہوگی کہ اس میں بھی چوبیس میں سے دو تین گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں جن کا کوئی معاوضہ نہیں ملتا۔ زکاۃ دینے کی بھی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ کمائی ہوئی دولت میں سے کسی کو بلاوجہ کیوں دیا جائے؟ گویا دمڑی نہ جائے، چمڑی بے شک چلی جائے، یعنی دین، اخلاق اور انسانیت کا شمہ بھی باقی نہ رہے گا۔ تو بتائیے اس سودے میں کیا منافع ہوا؟ کیا پیسہ ہی کل کائنات ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# (المعجم ٤٣) - كِتَابُ الضَّحَايَا (التحفة ٢٦)

# قربانی سے متعلق احکام ومسائل

## (المعجم ١) - [بَابٌ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ . . .] (التحفة ١)

## باب:۱- جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو' وہ اپنے بال نہ کاٹے

٤٣٦٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَأَى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ حَتّٰى يُضَحِّيَ».

۴۳۶۶- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھ لے اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے حتی کہ قربانی کر لے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے قربانی کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو' وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن وغیرہ کاٹے نہ تراشے۔ ③ ''چاند دیکھ لے'' مقصد یہ ہے کہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے ورنہ یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی اسے دیکھے۔ ④ ''ارادہ رکھتا ہو'' گویا جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو' اس پر یہ پابندی نہیں مگر اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ قربانی کے دن ہی حجامت بنوائے۔

---

٤٣٦٦- أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو يريد التضحية أن يأخذ من شعره وأظفاره شيئًا، ح: ١٩٧٧/ ٤١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥١.

٤٣٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَقْلِمْ مِنْ أَظْفَارِهِ وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهِ فِي عَشْرِ الْأُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ».

۴۳۶۷- نبیٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ اپنے ناخن کٹوائے اور نہ بال۔ یہ حکم ذوالحجہ کے پہلے دس دن کے لیے ہے۔''

فائدہ: ''دس دن'' یعنی دسویں دن قربانی ذبح کرنے تک۔ قربانی ذبح کرنے کے بعد حجامت بنوالینی چاہیے۔

٤٣٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ الْأَحْلَافِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَدَخَلَتْ أَيَّامُ الْعَشْرِ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا أَظْفَارِهِ، فَذَكَرْتُهُ لِعِكْرِمَةَ فَقَالَ: أَلَا يَعْتَزِلُ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ.

۴۳۶۸- حضرت سعید بن مسیب ؒ سے مروی ہے کہ جو آدمی قربانی ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ذوالحجہ شروع ہو جائے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ میں نے عکرمہ سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے: کیا وہ عورت اور خوشبو سے بھی الگ نہ رہے؟

فائدہ: حضرت عکرمہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر حجامت نہیں بنوائی تو پھر عورت اور خوشبو کا استعمال بھی منع ہونا چاہیے کیونکہ محرم سے مشابہت تو تب ہی مکمل ہوگی۔ شاید انھوں نے اسے حضرت سعید بن مسیب کا اپنا قول سمجھا ہوگا۔ اور ان کو مرفوع روایت نہیں پہنچی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر تو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ شریعت نے جتنی پابندی مناسب سمجھی' لگا دی' جیسے وضو اور غسل کا فرق ہے۔ جنبی کے لیے غسل مشروع فرما دیا اور محدث (بے وضو) کے لیے وضو۔ اسی طرح محرم کے لیے زیادہ پابندیاں لگا دیں اور صرف قربانی کرنے والے کے لیے کم۔ یہ کون سی قابل اعتراض بات ہے؟

---

٤٣٦٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٥٢.

٤٣٦٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٦٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٥٣.

٤٣٦٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ بَشَرِهِ شَيْئًا».

۴۳۶۹-حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ذوالحجہ شروع ہو جائے تو جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال یا جسم کا کوئی اور حصہ (مثلاً ناخن وغیرہ) نہ کاٹے۔“

## (المعجم ٢) - بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَّةَ (التحفة ٢)

## باب:۲-جو شخص قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو

٤٣٧٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرِينَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحٰى عِيدًا جَعَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ» فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةً أُنْثٰى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ: «لَا، وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ أَظْفَارَكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۳۷۰-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”مجھے قربانیوں والے دن کو عید بنانے کا حکم دیا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔“ اس شخص نے عرض کی: اگر میرے پاس دودھ والی بکری کے علاوہ کوئی اور جانور قربانی کے لیے نہ ہو تو فرمایئے کیا میں اسے ہی ذبح کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ لیکن تو (قربانی والے دن) اپنے بال کاٹ لے ناخن اور مونچھیں تراش لے اور زیر ناف بال صاف کر لے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تیری طرف سے یہی مکمل قربانی شمار ہو گی۔“

---

٤٣٦٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٣٦٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٤.

٤٣٧٠_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ماجاء في إيجاب الأضاحي، ح: ٢٧٨٩ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٥٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٤٣، والحاكم: ٤/ ٢٢٣، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا' اس کے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنی جسمانی صفائی ستھرائی کا خاص اہتمام کرے۔ عید والے دن اپنے بال اور ناخن تراشے۔ اپنی مونچھیں کاٹے اور زیر ناف بالوں کی صفائی کرے۔ یہ اہتمام اس کے لیے قربانی کرنے کے قائم مقام ہوگا۔ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ. ② عید کے دن بننا سنورنا اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا مستحب ہے چونکہ یہ لوگوں کے اجتماع کا دن ہے' اس لیے اس دن کی خاطر خاص طور پر نہانا دھونا' اچھا لباس پہننا' خوشبو لگانا اور شریعت کے بتلائے ہوئے دیگر امور بجالانا مطلوب اور شریعت مطہرہ کی نظر میں پسندیدہ عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی نہ کر سکنے کے باوجود مذکورہ امور کو کماحقہ بجالانا' اجر وثواب میں مکمل قربانی کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ قربانی کرنے کی خصوصی اہمیت بھی اجاگر کرتی ہے کیونکہ قربانی کرنے کا اس قدر تاکیدی اور پختہ حکم ہے کہ استطاعت قربانی نہ رکھنے کے باوجود جسمانی اور بدنی ہیئت قربانی کرنے والوں جیسی بنانا مستحب قرار دیا گیا ہے تاکہ قربانی کرنے والے لوگوں کے ساتھ بدنی مشابہت ہو جائے۔ ④ معلوم ہوا قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے شخص کو قربانی معاف ہے۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

## (المعجم ٣) - ذَبْحُ الْإِمَامِ أُضْحِيَّتَهُ بِالْمُصَلّٰى (التحفة ٣)

## باب: ٣- امام اپنی قربانی عیدگاہ میں ذبح کرے

٤٣٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ أَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.

۴۳۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں قربانی ذبح یا نحر فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں شوق پیدا ہو۔ آپ کو قربانی ذبح کرتے دیکھنے کے بعد کوئی شخص سستی نہیں کر سکتا تھا بشرطیکہ وہ طاقت رکھتا ہو۔ اب بھی امام کے لیے یہ طریقہ مستحب ہے' ضروری نہیں۔ امام مالک نے اسے ضروری خیال کیا ہے مگر وجوب کی کوئی دلیل نہیں۔ ② ''ذبح یا نحر'' گائے' بکری اور دنبہ' چھترا وغیرہ کو ذبح کیا جاتا ہے جبکہ اونٹ کو نحر۔

---

٤٣٧١- [صحيح] تقدم، ح: ١٥٩٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٥٦.

٤٣٧٢- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ يَوْمَ الْأَضْحٰى بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: وَقَدْ كَانَ إِذَا لَمْ يَنْحَرْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى.

۴۳۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے دن مدینہ منورہ میں اونٹ نحر فرمایا۔ اور اگر (کسی سال) اونٹ نحر نہ فرماتے تو قربانی کو عیدگاہ میں ذبح فرماتے۔

فائدہ: گویا اونٹ کو عیدگاہ میں نہ لے جاتے بلکہ اسے شہر ہی میں ذبح کر دیتے۔ چھوٹا جانور ہوتا تو ساتھ لے جاتے کیونکہ بڑے جانور کو ذبح کرنے میں دیر بھی لگتی ہے اور معاون بھی زیادہ چاہییں، اس لیے گھر ہی بہتر ہے۔

## (المعجم ٤) - ذَبْحُ النَّاسِ بِالْمُصَلّٰى (التحفة ٤)

## باب:۴- دوسرے لوگ بھی قربانی عیدگاہ میں ذبح کر سکتے ہیں

٤٣٧٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ: شَهِدْتُ أَضْحٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ رَأٰى غَنَمًا قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۳۷۳- حضرت جندب بن سفیان ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدالاضحیٰ میں حاضر ہوا۔ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز ادا کر لی تو آپ نے دیکھا کہ کچھ بکریاں ذبح ہو چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جس نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر دی ہے وہ اس کی جگہ اور بکری ذبح کرے اور جو ذبح نہیں کر چکا تو وہ اللہ عزوجل کا نام لے کر ذبح کرے۔“

٤٣٧٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٥٧، وأخرجه البخاري، ح:٩٨٢، ١٧١٠، ٥٥٥٢ من حديث نافع به مختصرًا، فالحديث صحيح . * عبدالله بن سليمان هو الطويل أبوحمزة المصري، والمفضل بن فضالة هو ابن عبيد القتباني، وسعيد بن عيسى هو ابن سعيد بن تليد.

٤٣٧٣ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح:١٩٦٠ من حديث أبي الأحوص، والبخاري، العيدين، باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد . . . الخ، ح:٩٨٥ من حديث الأسود به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٥٨.

فوائد ومسائل: ① مصنف رحمہ اللہ نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے وہ عام لوگوں کے عیدگاہ میں قربانی کے جانور ذبح کرنے کے متعلق ہے۔ ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ نے نماز عید ادا کرنے کے بعد دیکھا تو کچھ بکریاں ذبح کی جا چکی تھیں، ظاہر ہے کہ آپ نے نماز عید عیدگاہ ہی میں پڑھائی تھی، لہٰذا ذبح کی ہوئی بکریاں بھی آپ نے وہاں ہی دیکھی ہوں گی۔ ② مسجد سے الگ، باہر کھلے میدان میں نماز عید ادا کرنا سنت ہے۔ عام حالات میں باہر، عیدگاہ ہی میں عید ادا کی جائے گی، تاہم بوقت ضرورت، یعنی بارش، آندھی اور سخت سردی وغیرہ کی صورت میں نماز عید، مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ ③ نماز عید کی ادائیگی سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کرے گا تو اس کی قربانی ہرگز ہرگز نہیں ہوگی، لہٰذا اس پر قربانی کے لیے دوسرا جانور ذبح کرنا ضروری ہوگا، بشرطیکہ دوسرے جانور کی استطاعت ہو۔ یہ اس لیے کہ قربانی کا وقت مقرر ہے۔ اس سے پہلے قربانی غیر معتبر ہے، جیسے نماز کا وقت مقرر ہے۔ وقت سے پہلے پڑھی ہوئی نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ اسی طرح عید کی نماز کے اختتام سے قبل قربانی کا وقت نہیں ہوتا، لہٰذا قربانی دوبارہ کرنا ہوگی۔

## (المعجم ٥) - مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ: اَلْعَوْرَاءِ (التحفة ٥)

٤٣٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى بَنِي أَسَدٍ، عَنْ أَبِي الضَّحَّاكِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ مَوْلَى بَنِي شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ: حَدِّثْنِي عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِيِّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ فَقَالَ: «أَرْبَعٌ لَا يَجْزِينَ: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ

## باب: ٥- جن جانوروں کی قربانی منع ہے، ان کا بیان: کانے جانور کی (قربانی منع ہے)

٤٣٧٤- حضرت ابوضحاک عبید بن فیروز مولیٰ بنی شیبان سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے عرض کی: مجھے بتایئے رسول اللہ ﷺ نے کن جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے اٹھے اور (اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ویسے میرا ہاتھ ہر لحاظ سے آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوتاہ ہے۔ ”چار جانور قربانی میں کفایت نہیں کرتے: کانا جانور جس کا کانا پن واضح ہو، بیمار جانور جس

---

٤٣٧٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٢ من حديث شعبة به، وقال الترمذي، ح: ١٤٩٧ "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٥٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩١٢، وابن حبان، ح: ١٠٤٦، ١٠٤٧، وابن الجارود، ح: ٩٠٧، والنووي، والحاكم: ١/ ٤٦٧، ٤٦٨، والذهبي وغيرهم.

ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي» قُلْتُ: إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ وَأَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ قَالَ: «مَا كَرِهْتَهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ».

کی بیماری واضح ہو لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور وہ جانور جو ہڈی ٹوٹنے سے اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ اس میں گودا نہ رہا ہو۔" میں نے کہا: میں تو یہ بھی ناپسند کرتا ہوں کہ سینگ میں کوئی نقص ہو یا دانت میں کوئی نقص ہو۔ وہ فرمانے لگے: جسے تو ناپسند کرتا ہے اس کی قربانی نہ کر لیکن کسی پر حرام نہ کر۔

فوائد ومسائل: ① جس جانور کا کانا پن واضح ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ یہی حکم دوسرے عیوب ونقائص یعنی بیمار لنگڑے اور انتہائی لاغر وکمزور جانور کا ہے کہ اگر ان کے یہ عیوب واضح ہوں تو ان کی قربانی بھی درست نہیں ہوگی۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ کمال درجے رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے فعل کی نقل کرتے ہوئے جب اپنے ہاتھ کی چار انگلیوں سے قربانی کے ممنوعہ جانوروں کی بابت اشارہ کیا تو یہ بھی فرما دیا کہ میرے ہاتھ (اور انگلیوں) کا رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے کوئی موازنہ ہی نہیں۔ میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک سے ہر لحاظ سے چھوٹا ہے۔ ③ تقرب الی اللہ کے حصول کے لیے صحابۂ کرام ؓ تندرست اور فربے جانور اور دوسری قیمتی اور پسندیدہ اشیاء ہی خرچ کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے خواہ اس کے متعلق حکم شریعت نہ بھی ہو۔ ④ حدیث مذکور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ کسی کی ذاتی پسند اور ناپسند کا دین وشریعت میں کوئی عمل دخل نہیں بلکہ شریعت خالصتاً منصوص (کتاب وسنت) سے ثابت امور کا نام ہے۔ اسی لیے حضرت براء ؓ نے عبید بن فیروز سے فرمایا کہ تجھے جو جانور ناپسند ہے تو اس کی قربانی نہ کر لیکن کسی اور کو مت روک۔ یہ تیرا نہیں شریعت مطہرہ کا کام ہے اس لیے جس عیب کے متعلق شریعت کی نص (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ممانعت) نہیں اس عیب کے ہوتے ہوئے بھی جانور کی قربانی جائز ہے۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ واللہ أعلم. ⑤ "کسی پر حرام نہ کر" یعنی کسی کو حرمت کا فتویٰ نہ دے۔ معمولی نقص جو محسوس نہ ہوتا ہو قابل درگزر ہے البتہ قربانی کرنے والا اپنی طرف سے بہترین جانور ذبح کرے۔ سینگ اور کان کے بارے میں روایات آگے آ رہی ہیں اس لیے بحث بھی وہاں ہوگی۔ إن شاء الله.

## (المعجم ٦) - اَلْعَرْجَاءُ (التحفة ٦)

## باب:٦- لنگڑے جانور کا بیان

٤٣٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۴۳۷۵- حضرت عبید بن فیروز سے منقول ہے کہ

٤٣٧٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٠.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَأَبُو دَاوُدَ وَيَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَأَبُو الْوَلِيدِ قَالُوا: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوزٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: حَدِّثْنِي مَا كَرِهَ أَوْ نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِي، قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ، وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «أَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِينَ فِي الْأَضَاحِي: اَلْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي» قَالَ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ نَقْصٌ فِي الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ، قَالَ: «فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ».

میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے بیان فرمائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے کن جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے یا ناپسند فرمایا ہے؟ وہ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے یوں اشارہ فرمایا:...... اور میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے...... ”چار جانور قربانی میں کفایت نہیں کرتے: کانا جس کا کانا پن واضح ہو، بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور وہ جانور جس کی ہڈی ٹوٹ چکی ہو اور وہ اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ اس میں گودا باقی نہ رہا ہو۔“ میں نے کہا: میں تو کان اور سینگ کے نقص کو بھی ناپسند کرتا ہوں۔ وہ فرمانے لگے: جس کو تو ناپسند کرتا ہے اسے قربان نہ کر لیکن اسے دوسروں کے لیے حرام قرار نہ دے۔

فائدہ: معلوم ہوا تھوڑا بہت لنگڑا پن جو غور کیے بغیر محسوس نہ ہوتا ہو یا صرف بھاگتے ہوئے محسوس ہوتا ہو، قربانی میں عیب نہیں ہے۔ اسی طرح دوسرے عیوب غیر محسوس حد تک معاف ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧) - اَلْعَجْفَاءُ (التحفة ٧)

## باب: ٧- انتہائی کمزور جانور کی قربانی (بھی درست نہیں)

٤٣٧٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَذَكَرَ آخَرَ وَقَدَّمَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ

۴۳۷۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ اپنی مبارک انگلیوں کے ساتھ اشارہ بھی فرما رہے تھے:...... اور میری انگلیاں رسول اللہ ﷺ کی مقدس انگلیوں سے

٤٣٧٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦١.

ابْنِ فَيْرُوزٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يُشِيرُ بِأَصْبُعِهِ يَقُولُ: «لَا يَجُوزُ مِنَ الضَّحَايَا الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ عَرَجُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي».

کوتاہ ہیں...... "چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں: کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح ہو' مریض جس کا مرض واضح ہو اور اتنا کمزور جانور کہ اس میں گودا تک نہ ہو۔"

## (المعجم ٨) - اَلْمُقَابَلَةُ وَهِيَ مَا قُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا (التحفة ٨)

## باب:٨-جس جانور کے کان کا اگلا کنارہ کٹا ہو (اس کی قربانی جائز نہیں)

٤٣٧٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ -وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ- عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا بَتْرَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ.

۴۳۷۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی والے جانور کے) آنکھ اور کان کو غور سے دیکھیں اور ہم کوئی ایسا جانور ذبح نہ کریں جس کا کان آگے سے کٹا ہو یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا دم کٹی ہوئی ہو یا کان میں سوراخ ہو۔

فائدہ: جانور کی خوب صورتی اس کے کان آنکھ ہی سے ہوتی ہے' اس لیے آپ نے ان میں ہلکا سا عیب بھی قبول نہیں فرمایا' خصوصاً اس لیے بھی کہ مشرکین بتوں کے نام پر جانوروں کے کان کچھ حد تک کاٹ دیتے تھے۔ چونکہ کن کٹے جانور کے بارے میں یہ شبہ قائم ہے کہ شاید وہ کسی بت کے لیے نامزد ہو' لہٰذا اس قسم کے ہر جانور کو قربانی میں ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ دم بھی جانور کی خوبصورتی میں اصل ہے' لہٰذا دم کٹا جانور بھی ممنوع ہے۔

---

٤٣٧٧- [حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وسمعه من ابن أشوع عن شريح به، في رواية قيس بن الربيع (المستدرك)، وللحديث شاهد حسن يأتي، ح: ٤٣٨١، وقال الترمذي، ح: ١٤٩٨ "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦٢، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٤، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٩) - اَلْمُدَابَرَةُ وَهِيَ مَا قُطِعَ مِنْ مُؤَخَّرِ أُذُنِهَا (التحفة ٩)

باب:٩-جس جانور کے کان کا پچھلا کنارہ کٹا ہو

٤٣٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ - وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ.

۴۳۷۸- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی والے جانور کے) آنکھ اور کان کو اچھی طرح دیکھیں۔ اور ہم کوئی ایسا جانور ذبح نہ کریں جو کانا ہو یا اس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا وہ درمیان سے چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔

(المعجم ١٠) - اَلْخَرْقَاءُ وَهِيَ الَّتِي تُخْرَقُ أُذُنُهَا (التحفة ١٠)

باب:١٠-جس جانور کے کان میں سوراخ ہو

٤٣٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ ابْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ أَوْ شَرْقَاءَ أَوْ خَرْقَاءَ أَوْ جَدْعَاءَ.

۴۳۷۹- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ایسا جانور قربانی میں ذبح کیا جائے جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا یا چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔ یا اس کا کوئی عضو کٹا ہوا ہو۔

فائدہ: ”کوئی عضو کٹا ہوا ہو“ مثلاً ناک‘ کان یا ہونٹ وغیرہ۔ عربی میں اسے جَدْعَاء کہتے ہیں۔

(المعجم ١١) - اَلشَّرْقَاءُ وَهِيَ مَشْقُوقَةُ الْأُذُنِ (التحفة ١١)

باب:١١-جس جانور کا کان چرا ہوا ہو

---

٤٣٧٨- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦٣.

٤٣٧٩- [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦٤.

٤٣٨٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُضَحّٰى بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا عَوْرَاءَ».

۴۳۸۰-حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا جانور قربانی میں ذبح نہ کیا جائے جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا یا چرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو یا وہ آنکھ سے کانا ہو۔“

٤٣٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ سَلَمَةَ - وَهُوَ ابْنُ كُهَيْلٍ - أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ حُجَيَّةَ بْنَ عَدِيٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ.

۴۳۸۱-حضرت علی ؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ غور سے دیکھیں (کہ ان میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہ ہو)۔

فائدہ: ”غور سے دیکھیں“ بعض حضرات نے معنی کیے ہیں کہ ہم بہترین کانوں اور آنکھوں والا جانور پسند کریں۔ مفہوم اس کا بھی یہی ہے کہ آنکھوں اور کانوں میں کسی قسم کا معمولی سا بھی کوئی عیب گوارا نہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہ آنکھ اور کان وہی خوبصورت اور بہترین ہوں گے جو نقص اور عیب سے پاک ہوں‘ عیب والی آنکھ کان تو بہترین نہیں ہو سکتے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٢) - اَلْعَضْبَاءُ (التحفة ١٢)

## باب:۱۲-ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور (کی قربانی) کا بیان

٤٣٨٢- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ

۴۳۸۲-حضرت علی ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

---

٤٣٨٠ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٣٧٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٥.

٤٣٨١ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ١٥٠٣ من حديث سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٦، وصححه الحاكم.

٤٣٨٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، ح: ٢٨٠٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي، ح: ١٥٠٤: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٦٧.

سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُضَحّٰى بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: نَعَمْ، اَلْأَعْضَبُ: النِّصْفُ وَأَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

نے ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔ یہ بات حضرت سعید بن میتب سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: اس سے مراد وہ جانور ہے جس کا نصف یا نصف سے زیادہ سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

فائدہ: عربی میں لفظ أَعْضَب استعمال ہوا ہے۔ حضرت سعید بن میتب نے اسی لفظ کی تشریح فرمائی ہے کہ معمولی ٹوٹے ہوئے سینگ کی وجہ سے جانور کو اعضب نہیں کہا جاتا' بلکہ نصف یا اس سے زائد ٹوٹا ہو تب اس کی قربانی منع ہوگی۔ گویا سینگ کی حیثیت کان کی سی نہیں۔ اس میں تھوڑا بہت نقص معاف ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٣) - اَلْمُسِنَّةُ وَالْجَذَعَةُ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- مسنہ اور جذعہ جانور (کی قربانی) کا بیان

٤٣٨٣- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ أَعْيَنَ - وَأَبُو جَعْفَرٍ - يَعْنِي النُّفَيْلِيَّ - قَالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

۴۳۸۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قربانی میں صرف مسنہ جانور ہی ذبح کروالا یہ کہ تمھیں مسنہ ملنا مشکل ہو تو پھر تم بھیڑ کا جذعہ ذبح کر سکتے ہو۔''

فوائد ومسائل: ① دو دانتا جانور قربان کرنا مستحب ہے۔ مسنہ نہ ملنے یا عدم استطاعت کی صورت میں بھیڑ کا جذعہ بھی جائز ہے۔ اس کی عمر کے متعلق اہل علم کے مختلف اقوال ہیں کہ کتنی عمر کا جذعہ قربانی کے قابل ہوگا۔ جمہور اہل علم اور محدثین کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس کی عمر سال یا اس کے قریب قریب ہونی چاہیے۔ نیز معلوم ہوا کہ جذعہ یعنی پکا کھیرا صرف بھیڑ کا قربان ہو سکتا ہے۔ بکری' گائے یا اونٹ وغیرہ کا نہیں۔ حدیث کے الفاظ [فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ] اس کی صریح اور ٹھوس دلیل ہیں۔ اہل علم محدثین وغیرہ کا یہی قول

---

٤٣٨٣- أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح:١٩٦٣ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرى، ح:٤٤٦٨. ✱ أبوالزبير صرح بالسماع عند أبي عوانة.

ہے۔ ② جس جانور کے دانت گر جائیں' اسے عربی زبان میں مُسِنَّة یا ثَنِیّ کہا جاتا ہے۔ اردو میں اسے "دو دانتا" اور پنجابی میں "دوندا" کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے مسنہ کے معنی "ایک سال" کا کیا ہے' حالانکہ یہ معنی لغت کے لحاظ سے صحیح ہیں نہ عرف کے لحاظ سے کیونکہ مسنہ لفظ سِنٌّ سے بنا ہے جس کے معنی دانت ہوتے ہیں' نہ کہ سَنَۃٌ سے' جس کے معنی سال کے ہوتے ہیں۔ عرفاً بھی بکرا ایک سال میں دو دانتا نہیں ہوتا' اکثر بعد میں ہوتا ہے۔ شاذ و نادر طور پر ایک سال کا بھی ہو سکتا ہے مگر عموماً نہیں۔ حکم عموم کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جبکہ اصل مقصد دانت کا گرنا ہے نہ کہ عمر' اس لیے کہ دانت گرنے کے لیے کوئی عمر معین نہیں' نیز عمر کا تعین بھی مشکل ہے۔ اس میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص بیچنے کے لیے جھوٹ بھی بول سکتا ہے' مگر دانت گرنا اور اس کی جگہ نیا دانت آنا ایک واضح اور یقینی علامت ہے جس میں فراڈ ممکن نہیں' لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ قربانی کا جانور دو دانتا (دوندا) ہو' بکرا ہو یا گائے یا اونٹ اور یہ سب جانور مختلف عمروں میں دو دانتے ہوتے ہیں' البتہ اگر یہ نہ مل سکے یا اس کی استطاعت نہ ہو تو بھیڑ کے جذعہ کی بھی اجازت ہے مگر ضروری ہے کہ وہ موٹا تازہ اور دو دانتے سے قریب ہو۔ بعض لوگوں نے تحدید کی کوشش کی ہے۔ چھ ماہ سے لے کر ایک سال تک کے اقوال ہیں۔ شک و شبہ سے بچنے کے لیے ایک سال سے کم بھیڑ یا دنبہ نہیں کرنا چاہیے۔ لغت میں ایک سال کا قول ہی زیادہ مشہور ہے' جمہور اہل علم نے اسے ہی اختیار کیا ہے۔ عقلاً بھی یہی بات درست ہے کیونکہ دو دانتا نہ ہونے کی صورت میں کوشش یہی ہونی چاہیے کہ اس سے ملتا جلتا جانور ہی ذبح کیا جائے نہ کہ چھ ماہ کا جو دو دانتے سے بہت کم ہوتا ہے۔

٤٣٨٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يُقَسِّمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «ضَحِّ بِهِ أَنْتَ».

۴۳۸۴- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ بکریاں دیں کہ صحابہ میں تقسیم کر دے۔ آخر میں ایک جذعہ (بکری کا ایک سالہ بچہ' یعنی میمنا) بچ گیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "چلو! تم اس کی قربانی کر دو۔"

**فوائد و مسائل:** ① امام اور حاکم وقت کو چاہیے کہ جب رعایا کے پاس قربانی کرنے کے لیے جانور نہ ہوں تو وہ قربانی کے جانور ان میں تقسیم کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام ؓ میں بکریاں تقسیم

---

٤٣٨٤- أخرجه البخاري، الشركة، باب قسمة الغنم والعدل فيها، ح: ٢٥٠٠، ومسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٦٩.

فرمائیں۔ ② حدیث مبارکہ سے مسئلہ توکیل (کسی کو اپنا وکیل بنانا) بھی ثابت ہوتا ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ میں بکریاں تقسیم کرنے کے لیے حضرت عقبہ بن عامر ؓ کو وکیلِ تقسیم بنایا۔ ③ ایک بکری بھی قربانی کے لیے کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مقصد کی خاطر صحابۂ کرام ؓ میں ایک ایک بکری ہی تقسیم کرائی تھی۔ ④ جذعہ، حدیث میں لفظ عَتُود آیا ہے اور اس سے مراد بکری کا نوجوان بچہ ہے جو ماں کے بغیر چرتا پھرتا ہے اور ایک سال کا ہو جائے۔ جذعہ بھی اسی طرح کا ہوتا ہے لہٰذا معروف لفظ کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں یہ بھی ہے کہ دیگر صحیح احادیث میں بھی یہی لفظ "جذعہ" مذکور ہے جیسا کہ امام نسائی ؒ نے خود بھی وہ احادیث بیان کی ہیں۔ سابقہ اور آنے والی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ ⑤ "اس کی قربانی کر دو" بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔ معلوم ہوا انھیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خاص اجازت ملی' اس لیے اب کسی فرد کے لیے اس کا جواز نہیں' خواہ تنگ دست ہی کیوں نہ ہو۔

٤٣٨٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَسَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا، فَصَارَتْ لِي جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! صَارَتْ لِي جَذَعَةٌ، فَقَالَ: «ضَحِّ بِهَا».

۴۳۸۵- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے۔ میرے لیے ایک جذعہ رہ گیا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے لیے جذعہ بچا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو وہی قربان کر دے۔"

٤٣٨٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ أَضَاحِيَّ، فَأَصَابَنِي جَذَعَةٌ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!

۴۳۸۶- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے۔ مجھے ایک جذعہ ملا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے جذعہ ملا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو یہی ذبح کر دے۔"

---

٤٣٨٥_ أخرجه البخاري، الأضاحي، باب قسمة الإمام الأضاحي بين الناس، ح:٥٥٤٧، ومسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح:١٦/١٩٦٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح:٤٤٧٠.

٤٣٨٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٤٧١.

أَصَابَتْنِي جَذَعَةٌ فَقَالَ: «ضَحِّ بِهَا».

٤٣٨٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِجَذَعٍ مِنَ الضَّأْنِ.

۴۳۸۷-حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی میں بھیڑ کے جذعے ذبح کیے۔

٤٣٨٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَشْتَرِي الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوفِي مِمَّا يُوفِي مِنْهُ الثَّنِيُّ».

۴۳۸۸-حضرت عاصم بن کلیب کے والد محترم نے فرمایا: ہم ایک سفر میں تھے۔ قربانیوں کا وقت آ گیا تو ہم میں سے کوئی شخص دو دو' تین تین جذعے دے کر مسنہ خریدتا تھا۔ مزینہ قبیلے کا ایک شخص ہمیں کہنے لگا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ یہ دن (عید الاضحیٰ) آ گیا تو لوگ دو دو' تین تین جذعے دے کر مسنہ خریدنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جذعہ کفایت کرسکتا ہے جہاں دو دانتا کفایت کرتا ہے۔“

**فوائد ومسائل:** ① مسنہ اور بوقت ضرورت بھیڑ کے جذعہ کی قربانی جائز ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں بھی قربانی کرنا مشروع ہے۔ ③ جانوروں کی' جانوروں کے بدلے خرید وفروخت جائز ہے' نیز اس میں کمی بیشی بھی جائز ہے' یعنی ایک جانور کے بدلے میں دو یا زیادہ جانور لیے اور دیے جا سکتے ہیں۔ ④ اس اور دیگر روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسنہ کی قربانی افضل ہے۔

---

٤٣٨٧- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/٣٤٦، ح: ٩٥٣ من حديث عمرو بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٢. * بكير هو ابن عبدالله بن الأشج.

٤٣٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب ما يجوز في الضحايا من السن، ح: ٢٧٩٩، وابن ماجه، ح: ٣١٤٠ من حديث عاصم بن كليب به مختصرًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٣. * ورجل من مزينة اسمه مجاشع بن مسعود كما في سنن أبي داود وابن ماجه وغيرهما.

٤٣٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ الْأَضْحٰى بِيَوْمَيْنِ نُعْطِي الْجَذَعَتَيْنِ بِالثَّنِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِيءُ مَا تُجْزِيءُ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ».

۴۳۸۹- ایک صحابی ﷺ سے روایت ہے کہ ہم عیدالاضحیٰ سے دو دن قبل نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم دو دانتے کے عوض دو دو جذعے دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دانتے کی جگہ جذعہ بھی کفایت کر سکتا ہے۔''

## (المعجم ١٤) - اَلْكَبْشُ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۴- مینڈھے کی قربانی کا بیان

٤٣٩٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ - وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ - عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ. قَالَ أَنَسٌ: وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.

۴۳۹۰- حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو مینڈھے قربان کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھے ہی قربان کرتا ہوں۔

**فائدہ:** دیگر روایات میں ہے کہ ایک مینڈھا اپنی طرف سے اور دوسرا مینڈھا اپنی امت کے ان غریب لوگوں کی طرف سے قربان کرتے تھے جو خود قربانی نہیں کر سکتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصا ہے کیونکہ عام امتی کی قربانی صرف اپنے اہل خانہ کی طرف سے کفایت کرتی ہے' اس لیے اس حدیث سے صرف فوت شدہ کے لیے قربانی کرنے کا جواز کشید کرنا' جبکہ قربانی کرنے والا خود اس قربانی میں شریک نہ ہو' محل نظر ہے۔ واللہ أعلم.

٤٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ

۴۳۹۱- حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ

٤٣٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٨ من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٤.

٤٣٩٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠١ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٥، والبخاري، الأضاحي، باب أضحية النبي ﷺ بكبشين أقرنين ... الخ: ٥٥٥٣ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

٤٣٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٨ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٦، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھے قربان کیے۔

٤٣٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحّٰى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا.

۴۳۹۲- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے قربان کیے۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے پہلو پر رکھا۔

فائدہ: ترتیب الٹ ہے۔ آپ نے جانور کو لٹایا۔ اپنا پاؤں اس کی گردن کے پہلو پر رکھا۔ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا اور اپنے دست مبارک سے اسے ذبح فرمایا۔ گردن کے پہلو پر پاؤں رکھنے کی وجہ اسے قابو کرنا تھا تاکہ چھری چلنے کے دوران میں وہ اٹھ کھڑا نہ ہو نیز چھری تیزی اور قوت سے چل سکے۔ سر ادھر ادھر نہ حرکت کرے۔ اور زیادہ تکلیف نہ ہو۔

٤٣٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ أَضْحٰى وَانْكَفَأَ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا. مُخْتَصَرٌ.

۴۳۹۳- حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا' پھر دو سیاہ وسفید مینڈھوں کی طرف بڑھے اور ان کو ذبح فرمایا۔ (یہ روایت) مختصر ہے۔

٤٣٩٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ فِي

۴۳۹۴- حضرت ابوبکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

---

٤٣٩٢- أخرجه البخاري، الأضاحي، باب التكبير عند الذبح، ح:٥٥٦٥، ومسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرةً بلاتوكيل، والتسمية والتكبير، ح:١٩٦٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٧٧.

٤٣٩٣- [صحيح] تقدم، ح:١٥٨٩، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٧٨.

٤٣٩٤- أخرجه مسلم، القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، ح:١٦٧٩/٣٠ من حديث يزيد◄◄

حَدِيثِهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفَ كَأَنَّهُ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ إِلٰى كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَإِلٰى جُذَيْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا.

پھر نبیٔ اکرم ﷺ قربانی والے دن دو سیاہ و سفید مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا' نیز آپ نے کچھ بکریاں صحابہ میں تقسیم فرمائیں (تاکہ وہ بھی قربانی کرسکیں)۔

٤٣٩٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُوسَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: ضَحّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَمْشِي فِي سَوَادٍ وَيَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ.

۴۳۹۵-حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک نر' سینگوں والا مینڈھا قربان فرمایا جس کی ٹانگیں سیاہ تھیں' منہ اور پیٹ بھی سیاہ تھا اور آنکھیں بھی سیاہ تھیں۔ (باقی سفید تھا۔)

**فوائد و مسائل:** ① مینڈھے' دنبے اور چھترے وغیرہ کی قربانی جائز ہے۔ ② سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بذات خود سینگوں والے مینڈھے قربان فرمایا کرتے تھے۔ ③ حدیث مبارکہ سے سینگوں والے' چتکبرے اور نر مینڈھوں کی قربانی کا استحباب معلوم ہوتا ہے' نیز خصی جانور کو قربان کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آتا ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابُ مَا تُجْزِيءُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ فِي الضَّحَايَا** (التحفة ١٥)

**باب: ۱۵-قربانی میں اونٹ کتنے افراد کی طرف سے کفایت کرسکتا ہے؟**

٤٣٩٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

۴۳۹۶- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غنیمت تقسیم فرماتے وقت دس بکریوں کو

---

◄◄ ابن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٧٩.

٤٣٩٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في ما يستحب من الأضاحي، ح: ١٤٩٦ عن عبدالله ابن سعيد الأشج به، وقال: "حسن صحيح غريب لا نعرفه إلا من حديث حفص"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٠، وله شاهد في مسلم، ح: ١٩٦٧ وغيره، وبه صح الحديث.

٤٣٩٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٠٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨١.

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْعَلُ فِي قَسْمِ الْغَنَائِمِ عَشْرًا مِنَ الشَّاءِ بِبَعِيرٍ.

ایک اونٹ کے برابر رکھا کرتے تھے۔

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ وَحَدَّثَنِي بِهِ سُفْيَانُ عَنْهُ.

(راویٔ حدیث امام) شعبہ نے یہ حدیث حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ کی سند سے بیان کی ہے یعنی شعبہ یہ حدیث سفیان ثوری سے اور وہ اپنے باپ (سعید بن مسروق) سے بیان کرتے ہیں' تاہم امام شعبہ فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ میں نے یہ حدیث (سفیان ثوری کے واسطے کے بغیر) اس (سفیان) کے والد محترم سعید بن مسروق سے بھی سنی ہے۔

**فائدہ:** قربانی اونٹ' گائے' بکری اور بھیڑ کی ہو سکتی ہے۔ چونکہ ہر آدمی بڑے جانور کی استطاعت نہیں رکھتا' لہٰذا چھوٹے جانور' یعنی بھیڑ بکری کی قربانی کرنا بھی درست ہے جبکہ گائے اور اونٹ کی قربانی مستحب ہے۔ جس طرح ایک قربانی واجب ہے' زائد مستحب۔ گائے' بکری سے بہت بڑی ہوتی ہے اور اونٹ گائے سے کافی بڑا' اس لیے گائے کو سات افراد کی طرف سے کافی سمجھا گیا ہے اور اونٹ کو دس کی طرف سے۔ جمہور اہل علم اونٹ اور گائے کو برابر سمجھتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے مگر اونٹ اور گائے کا فرق واضح ہے جسے بچہ بھی محسوس کر سکتا ہے۔ دونوں کو برابر سمجھنا عجیب بات ہے۔ باب والی حدیث اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دے رہی ہے۔ باقی رہی سات والی حدیث تو اس میں سات سے زائد کی نفی نہیں جبکہ آئندہ حدیث دس کے بارے میں صریح ہے' لہٰذا اس کو ترجیح ہونی چاہیے۔ بعض علماء نے یوں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ دس والی روایت عام قربانیوں کے بارے میں ہے جبکہ سات والی روایت حرم میں ذبح ہونے والی قربانیوں کے بارے میں ہے۔ بعض اہل علم نے سفر میں اونٹ کو دس قربانیوں کے برابر قرار دیا ہے جبکہ حضر میں سات کے برابر لیکن یہ سارے کے سارے اپنے اپنے انداز اور تخمینے ہی ہیں۔ واللہ أعلم.

٤٣٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ غَزْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - يَعْنِي ابْنَ وَاقِدٍ - عَنْ عِلْبَاءَ ابْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ النَّحْرُ فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَعِيرِ عَنْ عَشْرَةٍ وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ.

۴۳۹۷-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ قربانیوں کا وقت آ گیا تو ہم اونٹ میں دس اور گائے میں سات افراد شریک ہوئے۔

فائدہ: معلوم ہوا سفر میں بھی قربانی کی جائے گی جس طرح گھر میں۔ یاد رہنا چاہیے کہ پورے ایک گھر پر ایک قربانی ہی واجب ہے' نہ کہ ہر ہر فرد پر۔ گائے سات گھروں کی طرف سے اور اونٹ دس گھروں کی طرف سے کافی ہے۔ گھر سے مراد خاوند' بیوی بچے ہیں یا وہ افراد جو ایک سربراہ (باپ) کی کفالت میں رہتے ہوں جبکہ شادی شدہ مرد الگ گھرانہ ہوگا' بشرطیکہ وہ خود کفیل ہوں۔ اگر خود کفیل نہیں بلکہ باپ ہی کے زیردست ہوں تو پھر وہ سب ایک ہی فیملی شمار ہوں گے۔

## (المعجم ١٦) - بَابُ مَا يُجْزِىءُ عَنْهُ الْبَقَرَةُ فِي الضَّحَايَا (التحفة ١٦)

## باب:۱۶-قربانی میں گائے کتنے افراد کی طرف سے کفایت کر سکتی ہے؟

٤٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَنَشْتَرِكُ فِيهَا.

۴۳۹۸-حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا تو ہم گائے سات افراد کی طرف سے ذبح کرتے تھے اور اس میں شریک ہوتے تھے۔

فائدہ: یہ شرکت قربانی ہی میں ہو سکتی ہے عقیقے میں نہیں کیونکہ قربانی کا ایک ہی دن معین ہے جبکہ عقیقہ ہر بچے کی پیدائش کے حساب سے کیا جاتا ہے۔

---

٤٣٩٧_[إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الاشتراك في البدنة والبقرة، ح: ٩٠٥، ١٥٠١ من حديث فضل بن موسٰى به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٢.

٤٣٩٨_أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي، وإجزاء البدنة والبقرة كل واحدة منهما عن سبعة، ح: ٣٥٥/١٣١٨ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٦.

(المعجم ١٧) - ذَبْحُ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ الْإِمَامِ (التحفة ١٧)

باب:١٧-امام سے پہلے قربانی ذبح کرنا

٤٣٩٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ، فَذَكَرَ أَحَدُهُمَا مَا لَمْ يَذْكُرِ الْآخَرُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْأَضْحٰى فَقَالَ: «مَنْ وَجَّهَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يُصَلِّيَ» فَقَامَ خَالِي فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي عَجَّلْتُ نُسُكِي لِأُطْعِمَ أَهْلِي وَأَهْلَ دَارِي أَوْ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعِدْ ذَبْحًا آخَرَ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقَ لَبَنٍ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، قَالَ: «اِذْبَحْهَا، فَإِنَّهَا خَيْرُ نَسِيكَتَيْكَ وَلَا تَقْضِي جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۴۳۹۹- حضرت براء بن عازب ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن (خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”جو شخص ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے‘ ہماری طرح نماز پڑھتا ہے اور ہماری طرح قربانی کرتا ہے تو وہ اپنی قربانی ذبح نہ کرے حتی کہ نماز عید پڑھ لے۔“ میرے ماموں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں نے تو اپنی قربانی جلدی ذبح کر لی تاکہ میں اپنے گھر والوں اور محلے دار پڑوسیوں کو (جلدی) گوشت کھلاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اور قربانی ذبح کر۔“ انھوں نے کہا: میرے پاس بکری کا ایک مادہ بچہ ہے جو مجھے گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بھی اچھا لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے ہی ذبح کر دے۔ وہ تیری دو قربانیوں میں سے اچھی قربانی ہوگی۔ لیکن تیرے علاوہ کسی کی طرف سے جذعہ قربانی میں کفایت نہیں کرے گا۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ جس شخص نے قربانی کا التزام کیا ہو اگر وہ قربانی اس سے ضائع ہو جائے بایں طور کہ وہ نماز عید سے پہلے قربانی کر دے‘ یا قربانی کا جانور مر جائے‘ یا اسی طرح کا کوئی مسئلہ بن جائے تو اس کے بدلے اس پر دوسری قربانی واجب اور ضروری ہوگی۔ بشرطیکہ وہ قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر وہ شخص دوسری قربانی کی استطاعت ہی نہیں رکھتا تو اس پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ ارشاد باری ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة ٢:٢٨٦) ”اللہ کسی نفس کو نہیں تکلیف دیتا مگر اس کی وسعت کے مطابق ہی۔“ اسی طرح یہ بھی ارشاد ربانی ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن ٦٤:١٦)

---

٤٣٩٩_[صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٦.

"اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھتے ہو۔" یاد رہے طاقت اور وسعت کے باوجود اگر کوئی قربانی نہیں کرتا تو وہ گناہ گار ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ احکام ومسائل میں مرجع صرف نبی ﷺ کی ذات مبارک ہے۔ یہ حیثیت آپ ہی کی ہے کہ افرادِ امت میں سے کسی کو کسی حکم کے ذریعے سے خاص کر دیں اور دوسرے لوگوں کو روک دیں جیسا کہ آپ نے حضرت براء بن عازب کے ماموں حضرت ابوبردہ بن نیار کے ساتھ کیا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نماز عید کی ادائیگی سے پہلے قربانی کرنا قطعی طور پر ناجائز ہے' خواہ نیت نیکی اور ثواب کمانے ہی کی ہو جیسا کہ حضرت ابوبردہ ؓ کی نیت اپنے اہل و عیال اور محلے دار (غریب) ہمسایوں کو گوشت کھلانے کی تھی۔ ④ حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو چاہیے خطبۂ عید میں قربانی سے متعلق احکام ومسائل بیان کرے۔ ⑤ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ شارع ؑ کا ایک شخص کو خطاب تمام لوگوں کے لیے خطاب ہوتا ہے' لہٰذا دیگر لوگ بھی اس حکم کے مکلف اور پابند ہوتے ہیں حضرت ابوبردہ ؓ کو بکری کا بچہ ذبح کرنے کی اجازت دی تو ساتھ ہی یہ بھی بیان فرما دیا کہ تیرے بعد اور کسی کے لیے' قربانی میں' اس عمر کا بکری کا بچہ کفایت نہیں کرے گا۔ اگر نبی ﷺ یہ الفاظ نہ فرماتے تو پھر ہر شخص کے لیے یہ اجازت ہوتی۔ ⑥ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک نیتی سے کیا جانے والا صالح عمل بھی اس وقت تک اللہ کے ہاں صحیح اور قابل قبول نہیں ہو سکتا جب تک وہ شریعت مطہرہ کے مطابق سرانجام نہ دیا جائے۔ ⑦ اس حدیث میں یہ ذکر تو نہیں کہ امام سے پہلے قربانی نہیں کرنی چاہیے لیکن چونکہ اس دور میں نبی ﷺ نماز عید کے بعد سب لوگوں کے سامنے وہیں قربانی کر دیتے تھے۔ باقی لوگ بعد میں کرتے تھے' لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ امام کے بعد قربانی کرنی چاہیے لیکن اگر امام قربانی نہ کرے یا وہ عیدگاہ میں خطبہ کے فوراً بعد نہ کرے تو لوگوں پر کوئی ایسی پابندی نہیں کہ وہ لازماً امام صاحب سے بعد ہی کریں' البتہ نماز عید سے پہلے قطعاً نہیں ہونی چاہیے۔ امام مالک ؒ تو ایسے امام کی امامت عید ہی درست نہیں سمجھتے جو قربانی نہ کرے' نیز ان کے نزدیک امام کو قربانی عیدگاہ میں سب سے پہلے کرنی چاہیے۔ خیر یہ امام مالک ؒ کی رائے اور اجتہاد ہے جس سے اتفاق ضروری نہیں۔ ⑧ "اچھی قربانی ہوگی" کیونکہ وہ بروقت ہوئی اور قبول ہوئی' بخلاف پہلی قربانی کے کہ وہ وقت سے پہلے ذبح ہونے کی وجہ سے قبولیت سے محروم رہی۔ ⑨ "کفایت نہیں کرے گا" رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصود یہ تھا کہ تیرے جیسا لاچار شخص بھی' مثلاً: جو غلطی سے قربانی بے وقت ذبح کر چکا ہو یا اس کی قربانی کا جانور مر گیا ہو' یا گم ہو گیا ہو اور وہ مزید خریدنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو' تو وہ بکری کا جذعہ ذبح نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے ظاہر الفاظ کا خیال رکھتے ہوئے اب کسی کو بھی' خواہ وہ معذور و مجبور ہی ہو' جذعہ (بکرا) قربان کرنے کی اجازت نہیں دی۔ واللہ أعلم.

٤٤٠٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ». فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِيءُ عَنِّي قَالَ: «نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيءَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۴۴۰۰-حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن نماز عید کے بعد ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: ”جو شخص ہم جیسی نماز پڑھتا ہے اور ہم جیسی قربانی کرتا ہے اس نے تو صحیح قربانی کی اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے ہی قربانی کر دی تو وہ گوشت والی بکری ہے (وہ صرف گوشت کے لیے ذبح کیا گیا جانور متصور ہوگا۔ قربانی نہیں ہوگی)۔“ حضرت ابوبردہ ؓ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے تو نماز کے لیے آنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی تھی۔ میں نے سمجھا کہ یہ سارا دن ہی کھانے پینے کے لیے ہے اس لیے میں نے جلد بازی کی۔ خود بھی گوشت کھایا اور گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو گوشت والی بکری ہوگئی (قربانی نہیں ہوئی)۔“ انھوں نے عرض کی: میرے پاس ایک جذعہ بکری ہے جو گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بھی بہتر ہے تو کیا وہ مجھ سے کفایت کر جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ لیکن وہ تیرے علاوہ کسی اور سے کفایت نہیں کرے گی۔“

٤٤٠١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا [ابْنُ عُلَيَّةَ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ: «مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ

۴۴۰۱-حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانیوں کے دن فرمایا: ”جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے وہ دوبارہ ذبح کرے۔“ ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا: اے اللہ

---

٤٤٠٠_[صحيح] تقدم، ح: ١٥٦٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٨٧.

٤٤٠١_ أخرجه البخاري، العيدين، باب الأكل يوم النحر، ح: ٩٥٤، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٨٨.

الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ». فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ اللَّحْمُ - فَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَدَّقَهُ - قَالَ: عِنْدِي جَذَعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

کے رسول! یہ دن ایسا ہے کہ اس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے' پھر اس نے اپنے پڑوسیوں کی حالت شاقہ (محتاجی اور فقر و فاقے) کا ذکر کیا۔ ایسے لگتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ اس نے کہا: میرے پاس ایک جذعہ (بکری کا چھوٹی عمر کا بچہ) ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بھی مجھے زیادہ پسند ہے۔ آپ نے اسے وہی جذعہ ذبح کرنے کی رخصت دی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ رخصت اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی پہنچی یا نہیں' پھر آپ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح کیا۔

**فوائد ومسائل:** ① عنوان کے ساتھ حدیث کی مناسبت بظاہر تو معلوم نہیں ہوتی۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے غالبًا رسول اللہ ﷺ کے فرمان: [مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلْيُعِدْ] ''جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی' وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔'' کو امام کے ذبح کرنے پر محمول کیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور بعض دیگر اہل علم کا یہی قول ہے۔ لیکن راجح بات یہی ہے کہ امام کے ذبح کرنے سے پہلے بھی قربانی ذبح کی جا سکتی ہے بشرطیکہ نماز عید کے بعد ہو۔ ظاہراً تو حدیث مبارکہ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ② افضل یہ ہے کہ انسان اپنی قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھوں ہی سے ذبح کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں مینڈھے خود ہی ذبح کیے تھے۔ اس پر اجماع ہے' تاہم اگر کوئی دوسرا شخص بھی ذبح کر دے تو قربانی جائز ہوگی۔ ③ پورے گھرانے کی طرف سے ایک جانور (بھیڑ، بکری، بکرا، چھترا، چھتری اور مینڈھے وغیرہ) کی قربانی کفایت کر جاتی ہے' تاہم دو یا زیادہ جانور ذبح کرنا افضل اور پسندیدہ عمل ہے۔

٤٤٠٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ،

۴۴۰۲- حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی قربانی نبی اکرم ﷺ سے پہلے ذبح کر دی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے انھیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا: میرے پاس ایک

---

٤٤٠٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٦ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٨٤. * وشيخ القطان هو يحيى بن سعيد الأنصاري.

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ: أَنَّهُ ذَبَحَ قَبْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعِيدَ، قَالَ: عِنْدِي عَنَاقُ جَذَعَةٍ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ، قَالَ: «اِذْبَحْهَا» - فِي حَدِيثِ عُبَيْدِ اللهِ - فَقَالَ: إِنِّي لَا أَجِدُ إِلَّا جَذَعَةً فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْبَحَ.

جذعہ بکری ہے جو میرے نزدیک (گوشت کے لحاظ سے) دو مسنوں سے بھی بہتر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے ذبح کر دو۔“

٤٤٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ سُفْيَانَ قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَضْحٰى ذَاتَ يَوْمٍ، فَإِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُمْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى، وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۴۰۳- حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانیاں ذبح کیں تو دیکھا کہ کچھ لوگ نماز سے پہلے ہی اپنی قربانیاں ذبح کر چکے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ کو پتا چلا کہ وہ نماز سے پہلے ہی ذبح کر چکے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے قربانی نماز سے پہلے ذبح کی ہے وہ اس کی جگہ اور قربانی ذبح کرے اور جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح نہیں کی وہ اب اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔“

فائدہ: کسی ایک حدیث میں پوری تفصیلات ذکر نہیں ہوتیں اس لیے اسے مختلف سندوں سے ذکر کیا جاتا ہے تاکہ تمام تفصیلات معلوم ہو جائیں۔ فیصلہ کرتے وقت تمام تفصیلات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

## (المعجم ١٨) - بَابُ إِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ (التحفة ١٨)

## باب:۱۸- تیز دھار پتھر کے ساتھ ذبح کرنا بھی جائز ہے

٤٤٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ:

۴۴۰۴- حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے دو خرگوش پکڑے لیکن ان کو ذبح کرنے کے لیے انھیں کوئی چھری وغیرہ نہ ملی تو انھوں نے ان کو

---

٤٤٠٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٣٧٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٥.

٤٤٠٤_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٣١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٨٩. * عامر هو الشعبي.

أَنَّهُ أَصَابَ أَرْنَبَيْنِ وَلَمْ يَجِدْ حَدِيدَةً يَذْبَحُهُمَا بِهِ فَذَكَّاهُمَا بِمَرْوَةٍ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي اصَّدْتُ أَرْنَبَيْنِ فَلَمْ أَجِدْ حَدِيدَةً أُذَكِّيهِمَا بِهِ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ أَفَآكُلُ؟ قَالَ: «كُلْ».

ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے دو خرگوش شکار کیے تھے لیکن مجھے کوئی چھری وغیرہ نہیں ملی جس سے ذبح کرتا۔ تو میں نے ایک تیز دھار پتھر سے ان کو ذبح کر دیا۔ کیا میں ان کو کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' کھالے۔''

فائدہ: ذبح کرنے کا مقصد خون بہانا ہے جس چیز کے ساتھ بھی بہادیا جائے جائز ہے' بشرطیکہ وہ تیز دھار ہو اور یکبارگی ذبح کرے۔ گلے پر دباؤ نہ ڈالے بلکہ تیزی سے کاٹ دے تاکہ مذبوح کو کم سے کم تکلیف ہو۔

٤٤٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاضِرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِي شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِالْمَرْوَةِ، فَرَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَكْلِهَا.

۴۴۰۵- حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے۔ لوگوں نے (اس کو چھڑانے کے بعد) اسے ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے کھانے کی اجازت دی۔

فائدہ: اگر کسی جانور کو درندہ کاٹ کھائے اور اس میں روح باقی ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے' وہ حلال ہوگا۔ ہاں' اگر وہ ذبح ہونے سے پہلے بے جان ہو تو خواہ سارا خون نکل چکا ہو' وہ جانور حرام ہوگا۔

## (المعجم ١٩) - إِبَاحَةُ الذَّبْحِ بِالْعُودِ (التحفة ١٩)

## باب:۱۹-(تیز دھار) لکڑی سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے

٤٤٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ

۴۴۰۶- حضرت عدی بن حاتم ؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنا کتا چھوڑتا

---

٤٤٠٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب ما يذكى به، ح:٣١٧٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٩٠، وصححه ابن حبان، ح:١٠٧٦، والحاكم:٤/ ١١٣، ١١٤، ووافقه الذهبي، ورواه زيد بن أبي عتاب عن سليمان بن يسار به، والبيهقي:٩/ ٢٥٠.

٤٤٠٦ـ [إسناده حسن] تقدم، ح:٤٣٠٩، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٩١.

شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُرِّيَّ بْنَ قَطَرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي فَآخُذُ الصَّيْدَ فَلَا أَجِدُ مَا أُذَكِّيهِ بِهِ فَأَذْبَحُهُ بِالْمَرْوَةِ وَبِالْعَصَا، قَالَ: «أَنْهِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ، وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

ہوں اور شکار کو پکڑ لیتا ہوں لیکن مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے ذبح کر سکوں تو کیا میں اسے تیز دھار پتھر یا لکڑی سے ذبح کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''جس چیز سے بھی ہو سکے خون بہا دے البتہ اللہ عزوجل کا نام ضرور لے۔''

٤٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، فَلَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ نَاقَةٌ تَرْعَى فِي قِبَلِ أُحُدٍ، فَعُرِضَ لَهَا فَنَحَرَهَا بِوَتَدٍ، فَقُلْتُ لِزَيْدٍ: وَتَدٌ مِنْ خَشَبٍ أَوْ حَدِيدٍ؟ قَالَ: لَا بَلْ خَشَبٌ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

۴۴۰۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری کی اونٹنی احد کی طرف چر رہی تھی کہ وہ قریب المرگ ہو گئی۔ اس انصاری نے اسے ایک نوک دار کھونٹے کے ساتھ نحر (ذبح) کر دیا۔ (راوئ حدیث ایوب یا جریر نے کہا) میں نے پوچھا کہ وہ کھونٹا لکڑی کا تھا یا لوہے کا؟ استاد نے کہا: نہیں' وہ لکڑی کا تھا' پھر وہ انصاری نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اسے کھانے کا حکم دیا۔

فائدہ: ''حکم دیا'' یعنی اجازت دی یا حقیقتاً حکم مراد ہے کیونکہ شریعت کی رو سے حلال چیز کو ضائع کرنا جائز نہیں۔

## (المعجم ٢٠) - اَلنَّهْيُ عَنِ الذَّبْحِ بِالظُّفُرِ (التحفة ٢٠)

## باب:۲۰- ناخن کے ساتھ ذبح کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٤٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۴۰۸- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٤٠٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن الجارود في المنتقى، ح:٨٩٦ من حديث حبان بن هلال به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٩٢، وله طريق آخر عند أبي داود، ح:٢٨٢٣ وغيره، وسنده صحيح.

٤٤٠٨ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم إلا السن وسائر العظام، ح:١٩٦٨ من◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ، إِلَّا بِسِنٍّ أَوْ ظُفُرٍ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز خون بہا دے اور اللہ کا نام لیا گیا ہو تو (وہ ذبیحہ) کھا لے مگر دانت اور ناخن کا ذبح نہیں۔“

فائدہ: دانت اور ناخن ذبح کرنے کے لیے نہیں بلکہ اور مقاصد کے لیے ہیں‘ اس لیے دانتوں اور ناخنوں سے ذبح کرنا وحشیانہ فعل ہے جیسا کہ آپ نے ایک ارشاد فرمایا کہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (صحیح البخاري‘ الشركة‘ حديث:٢٤٨٨‘ و صحيح مسلم‘ الأضاحي‘ حديث:١٩٦٨) یعنی یہ غیر مہذب قوموں کا شیوہ ہے۔ وہ لوگ چھوٹے موٹے جانوروں کی گردن منہ میں داخل کر کے دانتوں سے کاٹ دیتے تھے۔ اسی طرح بڑے بڑے ناخن رکھتے تھے۔ ذبح کرنے کے لیے ان کو استعمال کرتے تھے۔ ظاہر ہے شریعت اس ظالمانہ طریقے کو جائز قرار نہیں دے سکتی‘ البتہ دانت اور ناخن جسم سے الگ ہو چکے ہوں تو احناف کے نزدیک ان سے ذبح کیا جا سکتا ہے۔ بعض احادیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ جو چیز بھی خون بہا دے‘ اس سے ذبح کرنا جائز ہے‘ اس لیے بظاہر ان کی یہ بات معقول لگتی ہے مگر احادیث رسول کا تقاضا یہی ہے کہ ناخن اور دانت سے کسی بھی صورت ذبح نہ کیا جائے کیونکہ ایک دوسری روایت میں دانت سے ذبح نہ کرنے کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ ہڈی ہے۔ ظاہر ہے دانت الگ بھی ہو تو وہ ہڈی ہی رہتا ہے۔ ناخن بھی ہڈی ہی ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الذَّبْحِ بِالسِّنِّ (التحفة ٢١)

## باب:٢١- دانت کے ساتھ ذبح کرنا (منع ہے)

٤٤٠٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا

٤٤٠٩- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم کل دشمن سے ملیں گے (اور وہاں جانور بھی بطور غنیمت ملیں گے) اور ہمارے پاس چھریاں وغیرہ نہ ہوں تو

---

◀◀ حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الشركة، باب قسمة الغنم، ح: ٢٤٨٨ من حديث أبي عمر سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٢م.

٤٤٠٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٣، وأخرجه البخاري، ح: ٥٥٤٣ من حديث أبي الأحوص به.

نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلُوا مَا لَمْ يَكُنْ سِنًّا أَوْ ظُفُرًا وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ».

(ہم جانور کیسے ذبح کریں)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز بھی خون بہا دے اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو (ذبیحہ حلال ہے) کھا سکتے ہو بشرطیکہ وہ چیز ناخن یا دانت نہ ہو۔ اور میں تمھیں اس کی وجہ بھی بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ایک ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔“

فائدہ: حبشی لوگ ناخنوں سے چھری کا کام لیتے ہیں۔ ایک تو وہ کافر ہیں' اس لیے ان کی مشابہت سے بچنا چاہیے اور دوسرا یہ کہ یہ ذبح کرنے کا غیر مہذب طریقہ ہے۔

## (المعجم ٢٢) - اَلْأَمْرُ بِإِحْدَادِ الشَّفْرَةِ (التحفة ٢٢)

## باب:٢٢-(ذبح کے لیے) چھری تیز کرنے کا حکم

٤٤١٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: اِثْنَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۴۴۱۰- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے خوب یاد رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے کہ ہر چیز پر احسان کیا جائے' لہٰذا جب تم (کسی انسان کو قصاص میں یا کسی موذی جانور اور درندے وغیرہ کو) قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور جب تم ذبح کرنے لگو (کسی پرندے یا حلال جانور کو) تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ اور ذبح کرتے وقت چھری تیز کر لیا کرو اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔“

فوائد ومسائل: ① جانور کو ذبح کرنے کے لیے چھری کو تیز کرنا چاہیے تاکہ ذبح ہونے والے جانور کو تکلیف کم ہو۔ ② امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث قواعد اسلام کی جامع ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم بشرح النووي: ١٣/ ١٥٧) ③ یہ حدیث مبارکہ اللہ تعالیٰ کے' اپنی تمام مخلوق کے ساتھ' بے پناہ لطف وکرم پر دلالت کرتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت ہی ہے کہ اس نے ضروری قرار دیا ہے کہ ہر چیز کے ساتھ

---

٤٤١٠- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل، وتحديد الشفرة، ح: ١٩٥٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٤.

احسان کیا جائے بلکہ اس نے جانوروں تک کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح غلاموں اور مجرموں کے ساتھ بھی مثلاً: اگر کسی مجرم کو قصاصاً قتل بھی کرنا ہو تو اسے اچھے طریقے سے قتل کرنے کا حکم ہے نہ کہ اسے ایذائیں دے دے کر قتل کیا جائے۔ مزید برآں یہ بھی کہ قتل کے مجرم کو بھی کھانے' پینے' پہننے اور زندگی کی دیگر لذتوں سے جو جائز اور مناسب ہوں' محروم نہیں کرنا ④ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: [إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ] ''جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔'' کی بابت امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذبح کرنے میں جانور کے ساتھ احسان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جانور کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ ذبح کرنے کی خاطر اسے سختی' اور بے دردی سے نہ گرائے اور نہ اسے گھسیٹتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے' تیز چھری کے ساتھ اسے ذبح کرے۔ (نیز جانور کے سامنے چھری تیز نہ کرے۔) جانور کو ذبح کرتے ہوئے اسے حلال کرنے اور اس سے تقرب الٰہی حاصل کرنے کی نیت کرے۔ اسے قبلہ رخ لٹائے۔ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔ جلدی جلدی ذبح کرے۔ جانور کا گلا اور اس کی گردن کی رگیں کاٹے۔ اسے آرام پہنچائے اور (ذبح کرنے کے فوراً بعد اس کا چمڑا اور کھال اتارنا شروع نہ کرے بلکہ) ٹھنڈا ہونے دے۔ (اس کا تڑپنا ختم ہو تو تب اس کی کھال اور چمڑا اتارے۔) اور (اس کے ساتھ ساتھ) اللہ تعالیٰ کا احسان مند ہو کر اس کے احسان اور فضل وکرم کا اعتراف واقرار کرے' نیز اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام واحسان پر کہ اس نے یہ جانور (جسے اس نے ذبح کیا ہے) اس کے لیے مسخر کر دیا تھا' اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اگر اللہ چاہتا تو (اسے مسخر نہ فرماتا بلکہ) ہم پر مسلط کر دیتا۔ اسی طرح اگر وہ چاہتا تو اس جانور کو ہمارے لیے حلال کرنے کی بجائے ہم پر حرام کر دیتا (پھر ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے تھے؟) اور ربیعہ کہتے ہیں کہ ذبح میں احسان یہ ہے کہ اسے دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے (تاکہ دیکھنے والے کو تکلیف محسوس نہ ہو)۔ امام قرطبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان: [إِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ] ''جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو'' کو ہر چیز کی بابت عموم پر محمول کیا جائے گا' خواہ کسی جانور کو ذبح کرنا ہو یا کسی انسان کو حدود و قصاص میں قتل کرنا اور مارنا ہو۔ (کسی جانور کو ذبح کرنا ہو یا کسی انسان کو قصاص میں قتل کرنا' ہر صورت میں) جلدی جلدی ذبح یا قتل کر دیا جائے اور انھیں تکلیف اور عذاب دے کر نہ مارا جائے۔ دیکھیے: (المفہم: ٥/٢٤٠، ٢٤١) ⑤ اگر کسی شخص نے مقتول کو برے طریقے سے قتل کیا ہو تو اسے بھی برے طریقے سے قتل کیا جائے گا کیونکہ قصاص کا تقاضا یہی ہے۔ یہ بحث' المحاربہ میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نَحْرِ مَا يُذْبَحُ وَذَبْحِ مَا يُنْحَرُ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- ذبح والے جانور کو نحر اور نحر والے کو ذبح کرنے کی رخصت کا بیان

٤٤١١- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ - عَسْقَلَانَ بَلْخٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ.

۴۴۱۱- حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں گھوڑا نحر کیا، پھر اسے کھایا۔

فوائد ومسائل: ① جو جانور ذبح کیے جاتے ہیں انھیں نحر اور جو نحر کیے جاتے ہیں انھیں ذبح کیا جا سکتا ہے۔ ② اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا حلال جانور ہے۔ جن لوگوں نے مکروہ کہا ہے انھیں ٹھوکر لگی ہے' اس کی کراہت پر کوئی مستند صحیح دلیل موجود نہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ الفاظ کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ مبارک میں اس طرح کیا' مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسی طرح مِنَ السُّنَّةِ كَذَا "اس طرح کرنا سنت سے ہے۔" نیز "ہمیں اس طرح کرنے کا حکم دیا گیا" اور "ہمیں اس سے روکا گیا" یا ان سے ملتے جلتے مفہوم والے دوسرے الفاظ' ان کے متعلق' محدثین کرام رحمہم اللہ کا فیصلہ یہی ہے کہ ان کا حکم مرفوع حدیث ہی کا حکم ہے۔ ③ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے اور باقی جانوروں کو ذبح۔ ذبح کا طریقہ معروف ہے' نحر، کھڑے جانور کو گلے میں چھرا وغیرہ گھونپ کر کیا جاتا ہے۔ جب خون کافی حد تک بہہ جاتا ہے تو جانور گر پڑتا ہے' پھر اسے ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اونٹ میں مسنون عمل نحر ہی ہے' تاہم بوقت ضرورت ذبح میں بھی کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ حدیث میں یا تو نحر ذبح کے معنی میں ہے اور عرب لوگ اکثر ایک لفظ اس سے ملتے جلتے لفظ کی جگہ استعمال کر لیتے ہیں۔ یا وہ گھوڑا قوی ہوگا اور قابو نہ آتا ہوگا' اس لیے اس کے ساتھ اونٹ والا سلوک کیا گیا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢٤) - بَابُ ذَكَاةِ الَّتِي قَدْ نَيَّبَ فِيهَا السَّبُعُ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۴- جس جانور میں درندے نے دانت گاڑ دیے ہوں' اسے ذبح کرنا

٤٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۴۴۱۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٤٤١١- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب النحر والذبح، ح: ٥٥١٠ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح: ١٩٤٢ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٥.

٤٤١٢- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٤٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٤٩٦.

مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ حَاضِرَ بْنَ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِي شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ، فَرَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَكْلِهَا.

کہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیے۔ لوگوں نے (اس سے چھڑا کر) اس کو ایک تیز دھار پتھر سے ذبح کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو کھانے کی اجازت دے دی۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۴۰۵۔

(المعجم ٢٥) - ذِكْرُ الْمُتَرَدِّيَةِ فِي الْبِئْرِ الَّتِي لَا يُوصَلُ إِلَى حَلْقِهَا (التحفة ٢٥)

باب:۲۵-جانور کنویں میں گر جائے اور اس کے حلق تک نہ پہنچا جائے تو کیسے ذبح کیا جائے؟

٤٤١٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ: «لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَكَ».

۴۴۱۳- حضرت ابو العشراء کے والد محترم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا ذبح صرف حلق اور سینے کے گڑھے ہی میں ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو اس کے ران میں نیزہ یا برچھی وغیرہ مار دے تو بھی کفایت کر جائے گا۔“

فائدہ: اصل تو یہی ہے کہ حلق میں ذبح کیا جائے اور سینے کے گڑھے میں نحر کیا جائے کیونکہ اس طریقے سے خون تیزی سے نکل جائے گا۔ یہاں بڑی رگیں ہوتی ہیں۔ مگر کبھی مجبوری بن جاتی ہے جیسا کہ باب میں بیان کی گئی ہے تو جہاں بھی زخم لگایا جا سکے لگا دیا جائے تاکہ خون نکل جائے۔ یہ جائز ہے مگر یہ مجبوری کے وقت ہی ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابُ ذِكْرِ الْمُنْفَلِتَةِ الَّتِي لَا يُقْدَرُ عَلَى أَخْذِهَا (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-کوئی جانور چھوٹ جائے اور قابو میں نہ آ سکے تو؟

---

٤٤١٣- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الضحايا، باب في ذبيحة المتردية، ح:٢٨٢٥، وابن ماجه، ح:٣١٨٤، والترمذي، ح:١٤٨١ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "غريب"، وهو في الكبرٰى، ح:٤٤٩٧. ● أبوالعشراء حسن الحديث ولكن قال البخاري: "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي (مجمع الزوائد: ٤/ ٣٤).

٤٤١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ رَافِعٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، قَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ [عَزَّ وَجَلَّ] فَكُلْ مَا خَلَا السِّنَّ وَالظُّفُرَ» قَالَ: فَأَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَهْبًا فَنَدَّ بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ: «إِنَّ لِهٰذِهِ النَّعَمِ أَوْ قَالَ: الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَافْعَلُوا بِهِ هٰكَذَا».

۴۴۱۴- حضرت رافع ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا۔ ہمارے پاس چھری قسم کی چیز نہیں (تو ذبح کیسے کریں؟) آپ نے فرمایا: ”جو چیز بھی خون بہا دے اور اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر دیا جائے تو (ایسا ذبیحہ) کھایا جا سکتا ہے۔ علاوہ دانت اور ناخن کے۔“ رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں اونٹ حاصل ہوئے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ ایک آدمی نے اس کو (پیچھے سے) تیر مارا جس سے وہ رک گیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ گھریلو جانور یا اونٹ بھی کبھی جنگلی جانوروں کی طرح بے قابو ہو جاتے ہیں، لہٰذا جو جانور تم سے بے قابو ہو جائے، اس سے یہی سلوک کرو۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۳۰۲.

٤٤١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى، قَالَ: «مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ: أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ» وَأَصَبْنَا نُهْبَةَ غَنَمٍ أَوْ إِبِلٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ

۴۴۱۵- حضرت رافع بن خدیج ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کل دشمن سے ہماری ملاقات ہوگی اور ہمارے پاس چھری (وغیرہ کچھ) نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو چیز بھی خون بہا دے بشرطیکہ اللہ کا نام لیا گیا ہو، اسے کھا سکتے ہو۔ علاوہ دانت اور ناخن کے۔ اور اس کی وجہ بھی میں تمھیں بیان کرتا ہوں: دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔“ ہمیں اس جنگ میں اونٹ اور بکریاں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو

٤٤١٤- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٨.

٤٤١٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٠٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٤٩٩.

بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِهٰذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هٰكَذَا».

ایک آدمی نے تیر مار کر اسے روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اونٹ بھی کبھی جنگلی جانوروں کی طرح بھاگ اٹھتے ہیں۔ جب وہ تم سے بے قابو ہو جائیں تو تم ان سے یہی سلوک کرو۔''

فائدہ: ابتدائی حصے کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۳۰۸۔

٤٤١٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ إِذَا ذَبَحَ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۴۴۱۶- حضرت شداد بن اوس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک فرض قرار دیا ہے' لہٰذا جب تم کسی کو (قصاص وغیرہ میں) قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ اور ذبح کرتے وقت اپنی چھری کو تیز کرو اور اپنے ذبیحہ کو جلدی نجات دو۔''

فائدہ: اس حدیث کا تعلق متعلقہ باب کی بجائے آئندہ باب سے ہے اور سنن نسائی میں بہت جگہ ایسے ہی ہے۔

## (المعجم ٢٧) - بَابُ حُسْنِ الذَّبْحِ (التحفة ٢٧)

## باب:۲۷- ذبح اچھی طرح کرنا چاہیے

٤٤١٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ،

۴۴۱۷- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز سے حسن سلوک

---

٤٤١٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٠٠.

٤٤١٧_[صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٠١.

عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے' اس لیے جب تم کسی کو قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے والا شخص اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے مذبوح جانور کو راحت پہنچائے۔"

٤٤١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِثْنَتَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ثُمَّ لِيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۴۴۱۸- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے دو باتیں سنیں۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے حسن سلوک ضروری قرار دیا ہے' لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے کرو اور جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے والا شخص اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔"

**فائدہ:** "دو باتیں سنیں" ان سے مراد آئندہ باتیں ہی ہیں' یعنی اچھے طریقے سے قتل کرنا اور اچھے طریقے سے ذبح کرنا۔

٤٤١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ:

۴۴۱۹- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد رکھیں: (آپ نے فرمایا:) "یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے حسن سلوک ضروری قرار دیا ہے' لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرنے لگو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ ذبح کرنے

---

٤٤١٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٢.

٤٤١٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١٠، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٣.

ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، لِيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

والا اپنی چھری کو تیز کرلے اور اپنے ذبح ہونے والے جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچائے۔ (مطلب یہ کہ یکبارگی ذبح کرے' دیر نہ لگائے۔)

فائدہ: ان مذکورہ احادیث کے تفصیلی احکام جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں' حدیث: ۴۴۱۰ کے فوائد ومسائل۔

## (المعجم ٢٨) - وَضْعُ الرِّجْلِ عَلٰى صَفْحَةِ الضَّحِيَّةِ (التحفة ٢٨)

## باب: ۲۸-قربانی کے جانور کے ایک پہلو پر پاؤں رکھنا

٤٤٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ: أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: ضَحّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ يُكَبِّرُ وَيُسَمِّي، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ.

۴۴۲۰- حضرت قتادہ ؒ نے کہا کہ میں نے حضرت انس ؓ سے سنا' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو چتکبرے (سیاہ وسفید)' سینگوں والے مینڈھے قربانی فرمائے۔ ذبح فرماتے وقت آپ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کو اپنے دست مبارک سے انھیں ذبح فرماتے دیکھا جبکہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

(شعبہ نے کہا) میں نے (قتادہ سے) کہا: کیا آپ نے ان (حضرت انس ؓ) سے سنا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت جانور کے پہلو پر اپنا پاؤں رکھنا جائز ہے۔ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جانور کو بائیں پہلو کے بل لٹایا جائے۔ اور اس صورت میں پاؤں اس کے دائیں پہلو پر رکھا جائے گا۔ ② قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت تسمیہ (بسم اللہ) پڑھنا مشروع ہے۔ اسی طرح تمام جانور ذبح کرتے وقت تسمیہ پڑھنی چاہیے۔ اس پر اجماع ہے۔ تسمیہ کے ساتھ ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھنا بھی مشروع

---

٤٤٢٠_أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير، ح:١٩٦٦/١٨ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الأضاحي، باب من ذبح الأضاحي بيده، ح:٥٥٥٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٥٠٤.

ہے جیسا کہ دیگر روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ③ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کی مشروعیت بھی معلوم ہوتی ہے' تاہم بوقت ضرورت کسی اور کو بھی وکیل بنایا جاسکتا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے ذبح فرمائے' اس سے ایک سے زیادہ جانور قربان کرنے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سینگوں والے خوبصورت جانور کی قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا' تاہم بغیر سینگوں والے جانور کی قربانی بھی درست ہے۔ ⑥ جانور کو لٹانے کے بعد اس کے پہلو پر پاؤں رکھ لینا چاہیے تاکہ وہ قابو میں رہے۔ چھری قوت سے چل سکے اور وہ سر کو حرکت دے کر ذبح میں رکاوٹ نہ بنے' نیز اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔ یہ حکم قربانی سے خاص نہیں۔

## (المعجم ٢٩) - تَسْمِيَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الضَّحِيَّةِ (التحفة ٢٩)

## باب:٢٩-قربانی ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا

٤٤٢١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَكَانَ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا.

۴۴۲۱- حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو سیاہ وسفید' سینگوں والے مینڈھے ذبح کرتے تھے۔ آپ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کو اپنے دست مبارک سے انھیں ذبح کرتے دیکھا۔ آپ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

فائدہ: ویسے تو ہر ذبیحہ پر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے مگر قربانی پر پڑھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اسے ذبح کرنے سے پہلے تو باقاعدہ نیت کی جاتی ہے۔ دلی طور پر بھی اور لفظی طور پر بھی۔ ذبیحہ پر اگر اللہ کا نام لینا بھول جائے تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا' البتہ جان بوجھ کر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

## (المعجم ٣٠) - اَلتَّكْبِيرُ عَلَيْهَا (التحفة ٣٠)

## باب:٣٠-قربانی ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا

٤٤٢٢- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ

۴۴۲۲- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ دو سیاہ وسفید' سینگوں

---

٤٤٢١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٥.

٤٤٢٢ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٦.

الْحَسَنِ - يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا عَلَى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ.

والے مینڈھوں کو بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرما رہے تھے اور اپنا قدم مبارک ان کے پہلو پر رکھا ہوا تھا۔

(المعجم ٣١) - ذَبْحُ الرَّجُلِ أُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ (التحفة ٣١)

باب:٣١-قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

٤٤٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ يَطَؤُ عَلَى صِفَاحِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ.

۴۴۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سینگوں والے سیاہ وسفید دو مینڈھے بسم اللہ واللہ اکبر پڑھتے ہوئے قربان فرمائے جبکہ آپ نے ان کے پہلو پر پاؤں مبارک رکھا ہوا تھا۔

(المعجم ٣٢) - ذَبْحُ الرَّجُلِ غَيْرَ أُضْحِيَّتِهِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢-کوئی شخص کسی دوسرے کی قربانی بھی ذبح کر سکتا ہے

٤٤٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَحَرَ

۴۴۲۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کے کچھ اونٹ خود نحر فرمائے اور کچھ اونٹ کسی اور نے نحر کیے۔

---

٤٤٢٣_ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها . . . الخ، ح:١٩٦٦/١٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٠٧.

٤٤٢٤_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٤٥٠٨، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٤، وأخرجه مسلم، ح:١٢١٨ من حديث جعفر به مطولاً.

بَعْضَ بُدْنِهِ بِيَدِهِ وَنَحَرَ بَعْضَهَا غَيْرُهُ.

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ آپ نے سو اونٹ قربانی کیے تھے۔ ان میں سے تریسٹھ (۶۳) آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر کیے اور باقی سینتیس (۳۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نائب بن کر نحر کیے۔

(المعجم ٣٣) - **نَحْرُ مَا يُذْبَحُ** (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- ذبح والا جانور نحر کرنا

٤٤٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَكَلْنَاهُ.

۴۴۲۵- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں گھوڑا نحر کیا اور پھر اس کا گوشت کھایا۔

وَقَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ: فَأَكَلْنَا لَحْمَهُ. خَالَفَهُ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ.

قتیبہ (استاد) نے کہا: فَأَكَلْنَا لَحْمَهُ پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا۔ عبدہ بن سلیمان نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبدہ بن سلیمان نے اس روایت میں سفیان بن عیینہ کی مخالفت کی ہے۔ اگلی روایت میں اس مخالفت کی پوری وضاحت موجود ہے۔ وہ اس طرح کہ سفیان نے ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہوئے ذَبَحْنَا کے الفاظ بیان کیے ہیں جبکہ عبدہ بن سلیمان نے نَحَرْنَا کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہ عبدہ بن سلیمان نے وَ نَحْنُ بِالْمَدِينَةِ کے الفاظ بھی زیادہ بیان کیے ہیں۔

٤٤٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: ذَبَحْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ.

۴۴۲۶- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں مدینہ میں رہتے ہوئے گھوڑا ذبح (نحر) کیا اور پھر اسے کھایا۔

---

٤٤٢٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١١، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٠٩.

٤٤٢٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤٤١١، وهو في الكبرى، ح: ٤٥١٠.

(المعجم ٣٤) - مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٣٤)

٤٤٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ - عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي مَنْصُورًا - عَنْ عَامِرِ ابْنِ وَاثِلَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسِرُّ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ؟ فَغَضِبَ عَلِيٌّ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ: مَا كَانَ يُسِرُّ إِلَيَّ شَيْئًا دُونَ النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّهُ حَدَّثَنِي بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَأَنَا وَهُوَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ».

## باب:٣٤- جو شخص غیر اللہ کی خاطر ذبح کرے؟

۴۴۲۷- حضرت عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ آپ کو لوگوں سے الگ کوئی پوشیدہ باتیں بتلایا کرتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے حتی کہ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا: آپ مجھے لوگوں سے الگ کوئی پوشیدہ بات نہیں بتلاتے تھے' البتہ ایک دفعہ آپ نے مجھے یہ چار باتیں ارشاد فرمائیں جبکہ اس وقت گھر میں' میں اور آپ ہی تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے باپ کو لعنت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو کسی بدعتی یا باغی کو ٹھکانا مہیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر بھی لعنت کرے جو زمین کی علامات کو تبدیل کرتا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① مؤلف رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد ذبح لغیر اللّٰہ کی مذمت ہے' لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی (پیر' پیغمبر' نبی' قطب' ابدال' نیک صالح اور بزرگ وغیرہ) کے لیے' ان کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی خاطر جانور ذبح کرتا ہے' وہ ملعون ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ لعنتی شخص' اللہ عزوجل کی رحمت سے دور اور محروم ہوتا ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اعمال کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ لعنت' مرتکب کبیرہ پر ہی کی جاتی ہے' مرتکب صغیرہ پر نہیں' نیز ان کے مرتکب کو لعنتی بھی قرار نہیں دیا گیا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے شیعہ' روافض اور امامیہ وغیرہ کے عقیدے کی کھلی تردید ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خاص کوئی وصیت فرمائی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مبتدعین جن دیگر من گھڑت باتوں اور خرافات پر اپنے عقائد وافکار کی بنیاد رکھتے ہیں اس کی عمارت بھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

---

٤٤٢٧_ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله، ح: ١٩٧٨ من حديث منصور بن حيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١١.

مذکورہ فرمان کی وجہ سے دھڑام سے زمین بوس ہو جاتی ہے۔ ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ فَلِلّٰه الحمدُ علی ذٰلك. بعض بے دین لوگوں نے عجیب عجیب باتیں مشہور کر رکھی تھیں جن میں ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اصل وحی کی تعلیم صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی ہے جو کہ اس قرآن سے بہت زیادہ ہے۔ یہ بات خالص احمقانہ ہے' اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا۔ رضي الله عنه وأرضاه. پھر آپ نے بتایا کہ خصوصی تعلیم تو کوئی نہیں دی' البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی فرمان کے موقع پر میں اتفاقاً آپ کے پاس اکیلا تھا۔ مگر وہ فرمان بھی سب امت کے لیے ہے نہ کہ صرف میرے لیے۔ ④ غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے' اسی طرح جو شخص غیر اللہ کی رضا کی خاطر جانور ذبح کرتا ہے' خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لے' وہ بھی ذبح لغیر اللہ ہی ہے اور ایسا شخص ملعون ہے۔ ⑤ ''زمین کی علامات'' ان علامات سے مراد یا تو صحرائی راستوں کی علامات ہیں جن کی مدد سے مسافر بھٹکنے سے محفوظ رہتے ہیں۔ ان علامات کو مٹانے سے ان کی موت کا خطرہ ہے' لہٰذا یہ سخت گناہ ہے۔ یا وہ علامات مراد ہیں جن کے ساتھ لوگوں کی ملکیت کی حد بندی ہوتی ہے۔ والله أعلم.

## (المعجم ٣٥) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ وَعَنْ إِمْسَاكِهَا (التحفة ٣٥)

## باب:۳۵- تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے یا رکھنے کی ممانعت

٤٤٢٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۴۴۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

**فوائد و مسائل:** ① فقر و فاقہ کے مارے ہوئے لوگوں کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے وقتی طور پر رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے سے منع فرما دیا تھا' بعد ازاں جب حالات بہتر ہو گئے تو آپ ﷺ نے یہ پابندی ختم کر دی۔ آگے آنے والی احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مذکورہ پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے انسان کی

---

٤٤٢٨ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث ... الخ، ح: ٢٧/١٩٧٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٤.

مصلحت کا خوب خوب لحاظ رکھا ہے' لہٰذا اب بھی اگر حالات کی تنگی کی وجہ سے ایسی مشکلات کا سامنا ہو تو مذکورہ لائحہ عمل اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ② اگلے باب میں امام نسائی رحمہ اللہ جو احادیث لائے ہیں ان میں تین دن سے زیادہ قربانیوں کے گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے کی رخصت ہے' اس لیے اب تین دن سے زائد گوشت کھایا بھی جا سکتا ہے' اور ذخیرہ بھی کیا جا سکتا ہے' البتہ فقراء کو دینا لازم ہے۔

٤٤٢٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ - مَوْلَى ابْنِ عَوْفٍ - قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ - كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ - فِي يَوْمِ عِيدٍ بَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ صَلَّى بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ يُمْسِكَ أَحَدٌ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

۴۴۲۹- حضرت ابو عبید سے روایت ہے کہ میں نے عید کے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید پڑھی۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز عید پڑھائی۔ اذان ہوئی نہ اقامت' پھر فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرماتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① یہ حدیث مبارکہ خطبۂ عید کی مشروعیت پر واضح دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ عید پر مداومت اور ہمیشگی فرمائی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبۂ عید اور خطبۂ جمعۃ المبارک ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ خطبۂ عید، نماز عید کے بعد ہوتا ہے جبکہ خطبۂ جمعہ، نماز جمعہ سے پہلے ہوتا ہے' البتہ عید اور جمعہ دونوں کے خطبے کھڑے ہو کر دینا مشروع ہے الا کہ کوئی معقول شرعی عذر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے عید اور جمعۃ المبارک کا خطبہ ہمیشہ کھڑے ہو کر دیا ہے۔ ③ نماز عیدین کے لیے اذان ہے نہ اقامت۔

٤٤٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا عُبَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ

۴۴۳۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں تین دن سے زائد اپنی قربانیوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا ہے۔

---

**٤٤٢٩ـ** أخرجه البخاري، الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي وما يتزود منها، ح: ٥٥٧٣، ومسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي . . . الخ، ح: ١٩٦٩ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٣ . * والزهري صرح بالسماع، وأبوعبيد اسمه سعد بن عبيد مولى ابن أزهر .

**٤٤٣٠ـ [إسناده صحيح]** انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٤، ومسلم، ح: ١٩٦٩ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به .

أَبِي طَالِبٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ.

## (المعجم ٣٦) - اَلْإِذْنُ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٣٦)

## باب:٣٦-اس کی اجازت کا بیان

٤٤٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ قَالَ: كُلُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا.

۴۴۳۱-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا' پھر آپ نے فرمایا:''اب کھاؤ۔ سفر میں بھی ساتھ لے جاؤ اور ذخیرہ بھی کرو۔''

فائدہ: حدیث مبارکہ کے الفاظ سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب قربانی کا گوشت کھانے اور ذخیرہ کرنے کا حکم ہے' یعنی ایسا کرنا ضروری ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں: [كُلُوا وَ تَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا] یعنی کھاؤ' زادِ راہ بناؤ اور ذخیرہ کرو۔ یہ تینوں صیغے امر کے ہیں لیکن جب کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو تو پھر امر استحباب' رخصت اور جواز وغیرہ پر بھی دلالت کرتا ہے۔ اس جگہ امر استحباب اور رخصت کے معنی میں ہے کیونکہ صحابۂ کرام ؓ نے اس سے رخصت ہی سمجھی ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَأْكُلَهُ وَ نَدَّخِرَهُ] ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا' پھر آپ نے ہمیں اس کے کھانے اور ذخیرہ کرنے کی رخصت دے دی۔'' (دیکھیے حدیث:۴۴۳۳)

٤٤٣٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ

۴۴۳۲-حضرت عبداللہ بن خباب سے روایت

---

٤٤٣١ـ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث . . . الخ، ح: ١٩٧٢ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٥ . والموطأ (يحيى): ٢/ ٤٨٤ .

٤٤٣٢ـ أخرجه البخاري، المغازي، باب: (١٢)، ح: ٣٩٩٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٦ .

قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ - هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ خَبَّابٍ - أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَقَالَ: مَا أَنَا بِآكِلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ، فَانْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لِأُمِّهِ قَتَادَةَ ابْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضًا لِمَا كَانُوا نُهُوا عَنْهُ، مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو ان کے گھر والوں نے ان کو قربانی کا گوشت پیش کیا۔ وہ فرمانے لگے: میں تو نہیں کھاؤں گا حتی کہ میں یہ مسئلہ پوچھوں' پھر وہ اپنے اخیافی (مادری) بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی تھے' کے پاس گئے اور ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا: آپ کے بعد ایک نیا حکم جاری ہو چکا ہے' اس حکم کو ختم کرنے کے لیے جس میں انھیں (صحابۂ کرام کو) تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا تھا۔ (مطلب یہ ہے کہ تمھارے بعد ایک نیا حکم جاری ہو چکا ہے۔ جس سے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔)

٤٤٣٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي زَيْنَبُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَقَدِمَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَكَانَ أَخَا أَبِي سَعِيدٍ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَقَدَّمُوا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهٰى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِيهِ أَمْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَأْكُلَهُ وَنَدَّخِرَهُ.

۴۴۳۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ آئے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اخیافی (مادری) بھائی اور بدری صحابی تھے۔ گھر والوں نے انھیں گوشت پیش کیا تو وہ فرمانے لگے: کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا: اس کی بابت نیا فرمان جاری ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا' پھر اجازت فرما دی کہ ہم کھا بھی سکتے ہیں اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہیں۔

---

٤٤٣٣- [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٤٥١٧. * يحيى هو ابن سعيد القطان، وانظر الحديث السابق، وهو المحفوظ.

فائدہ: یہ روایت اوپر والی روایت کے مخالف ہے کہ اُس میں رخصت والی روایت حضرت ابوقتادہ بیان فرما رہے ہیں اور حضرت ابوسعید کھانے سے انکاری ہیں اور اس روایت میں حضرت ابوقتادہ کھانے سے انکاری ہیں اور رخصت کی رِوایت کے راوی حضرت ابوسعید ہیں۔ پہلی روایت صحیح ہے کیونکہ وہ صحیح بخاری کے موافق ہے۔ اس روایت میں "قلب" ہوگیا ہے یعنی یہ روایت مقلوب ہے۔

٤٤٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ النُّفَيْلِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُبَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَمْسِكُوا مَا شِئْتُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فِي الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوا فِي أَيِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا»

وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ: وَأَمْسِكُوا.

۴۴۳۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمھیں تین باتوں سے روکا تھا: (ایک تو میں نے تمھیں) قبروں پر جانے سے (روکا تھا)۔ اب جایا کرو لیکن قبروں پر جانا تمھاری نیکی میں اضافے کا ذریعہ بننا چاہیے۔ (دوسرا) میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا' اب کھاؤ جب تک چاہو۔ اور رکھو جب تک چاہو۔ اور (تیسرا) میں نے تمھیں چند برتنوں میں (پانی یا نبیذ) پینے سے روکا تھا' اب تم جس برتن میں چاہو پی سکتے ہو لیکن کوئی نشے والی چیز نہ پینا۔"

محمد (ابن معدان) نے وَأَمْسِكُوا کے الفاظ بیان کیے۔ (مطلب یہ کہ یہ الفاظ استاد عمرو بن منصور نے بیان کیے ہیں۔)

٤٤٣٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ

۴۴۳۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

---

٤٤٣٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٣٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٨.

٤٤٣٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥١٩. * أبوإسحاق هو عمرو بن عبدالله السبيعي، وابن بريدة هو عبدالله، وله شاهد، تقدم قبله، ح: ٤٤٣٤، ٢٠٣٤.

الْعَنْبَرِيُّ عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، [عَنِ] الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ: وَعَنِ النَّبِيذِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ، وَعَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ مَا بَدَا لَكُمْ وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا، وَمَنْ أَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُورِ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، وَاشْرَبُوا وَاتَّقُوا كُلَّ مُسْكِرٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے روکا تھا' اور مشکیزے کے علاوہ کسی برتن میں نبیذ بنانے سے بھی روکا تھا۔ اسی طرح قبروں پر جانے سے بھی منع کیا تھا۔ اب تم جب تک چاہو' قربانی کا گوشت کھا سکتے ہو۔ سفر میں ساتھ بھی لے جا سکتے ہو اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔ اور جو شخص چاہے' قبروں پر جا سکتا ہے کیونکہ وہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔ اسی طرح اب تم ہر برتن میں نبیذ بنا کر پی سکتے ہو لیکن ہر نشے والی چیز سے بچو۔“

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ بالا احادیث اس بات پر صریح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ پہلے قبروں کی زیارت کے لیے جانا ممنوع تھا' بعدازاں اس کی اجازت دے دی گئی۔ اب عورتیں اور مرد' سب جا سکتے ہیں۔ جن احادیث میں عورتوں پر' قبرستان جانے کی صورت میں' لعنت کی گئی ہے ان کا مفہوم یہ ہے کہ جو عورتیں شرعی تقاضے پامال کریں اور ان کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے قبروں کی زیارت کے لیے جائیں ان پر لعنت ہے' مثلاً: کثرت سے قبرستان جائیں' بے پردہ جائیں' خوشبو لگا کر جائیں' نیز اسی طرح خاوندوں کے حقوق کا خیال کیے بغیر ان کا قبرستان آنا جانا لگا رہے تو وہ لعنت کی حق دار ٹھہریں گی۔ حدیث میں اجازت کے الفاظ اگرچہ مذکر کے صیغے سے مروی ہیں' تاہم عام احکام میں عورتیں بھی مردوں کے تابع ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن وحدیث کے دیگر بہت سے احکام میں ایسے ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی طرف بھی واضح رہنمائی کرتی ہے کہ احکام میں نسخ ہوتا ہے جیسا کہ زیارتِ قبور کی ممانعت کا حکم منسوخ کر دیا گیا اور قبرستان جانے کی رخصت دے دی گئی' اسی طرح پہلے چند مخصوص قسم کے برتنوں میں مشروبات پینے سے روکا گیا تھا' پھر بعد میں اس ممانعت والے حکم کو مکمل طور پر منسوخ کر کے ان برتنوں میں مشروبات پینے کی اجازت دے دی گئی اور وہ اجازت تا حال باقی ہے۔ ہاں' البتہ نشہ آور مشروب' خواہ تھوڑی مقدار میں استعمال کیا جائے یا زیادہ مقدار میں' ہر دو صورت میں اس کا پینا حرام اور ناجائز ہے۔ اور یہ حرمت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

## (المعجم ٣٧) - اَلْاِدِّخَارُ مِنَ الْأَضَاحِيِّ (التحفة ٣٧)

## باب: ٣٧- قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کا بیان

٤٤٣٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحٰى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا وَادَّخِرُوا ثَلَاثًا» فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَنْتَفِعُونَ مِنْ أَضَاحِيهِمْ يَجْمِلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ، قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: الَّذِي نَهَيْتَ مِنْ إِمْسَاكِ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ، قَالَ: «إِنَّمَا نَهَيْتُ لِلدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ كُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا».

۴۴۳۶-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اعرابیوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ آیا۔ ادھر قربانیوں کا وقت آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(قربانیوں کا گوشت) تین دن رکھ کر کھا سکتے ہو (زائد نہیں)۔“ اس کے بعد (آئندہ سال) لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ ان کی چربی پگھلا لیا کرتے تھے اور چمڑوں سے مشکیزے بنا لیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا مطلب؟“ لوگوں نے کہا: آپ نے جو قربانی کا گوشت وغیرہ رکھنے سے روک دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تو اس قافلے کی وجہ سے روکا تھا جو (دیہات سے) آیا تھا۔ اب تم کھاؤ، جمع بھی رکھو اور صدقہ بھی کرو۔“

فائدہ: گویا پہلے سال آپ کا روکنا مخصوص حالات کی وجہ سے تھا جو اس قافلے کی آمد سے پیدا ہوئے تھے ورنہ اصولی طور پر قربانی کی ہر چیز، مثلاً: گوشت، چربی اور چمڑے وغیرہ سے دیر تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، البتہ فقراء اور سائلین کو دینا بھی ضروری ہے۔

٤٤٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي بَعْدَ ثَلَاثٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَصَابَ النَّاسَ شِدَّةٌ فَأَحَبَّ رَسُولُ اللهِ

۴۴۳۷-حضرت عابس سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ ؓ کے ہاں حاضر ہوا اور پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ قربانی کا گوشت تین دن سے زائد کھانے سے روکتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، لوگ بہت تنگ تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بہتر سمجھا کہ مالدار لوگ فقیروں کو کھلائیں، پھر فرمانے لگیں: میں نے

---

٤٤٣٦_ أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث ... الخ، ح: ١٩٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٨٤، ٤٨٥، والكبرٰى، ح: ٤٥٢٠.

٤٤٣٧_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم وأسفارهم من الطعام واللحم وغيره، ح: ٥٤٢٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢١ . * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

ﷺ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ، ثُمَّ [قَالَتْ]: لَقَدْ رَأَيْتُ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ يَأْكُلُونَ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ، قُلْتُ: مِمَّ ذَاكَ؟ فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزٍ مَأْدُومٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

دیکھا ہے کہ آل محمد ﷺ پندرہ پندرہ دن کے بعد قربانی کے جانوروں کے پائے کھاتے تھے۔ میں نے کہا: ایسے کیوں؟ ہنس کر فرمانے لگیں: حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں نے تین دن مسلسل سالن والی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ حتی کہ آپ اللہ عزوجل کے پاس تشریف لے گئے۔

فائدہ: آغاز میں تنگ دستی تھی' بعد ازاں بے انتہا سخاوت کی وجہ سے آپ کے گھریلو حالات اسی طرح سادہ رہتے تھے۔

٤٤٣٨- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي قَالَتْ: كُنَّا نَخْبَأُ الْكُرَاعَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَهْرًا ثُمَّ يَأْكُلُهُ.

۴۴۳۸- حضرت عابس نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے قربانی کے گوشت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: ہم ایک ایک ماہ تک قربانی کے پائے رسول اللہ ﷺ کے لیے رکھ چھوڑتے تھے۔ اور آپ کھا لیا کرتے تھے۔

٤٤٣٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ إِمْسَاكِ الْأُضْحِيَّةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ قَالَ: «كُلُوا وَأَطْعِمُوا».

۴۴۳۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرما دیا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''(جب تک چاہو) کھاؤ اور (فقراء و مساکین کو بھی) کھلاؤ۔''

---

٤٤٣٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٢.

٤٤٣٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/٥٧ من طريق آخر عن محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٣، وله شواهد عند الحاكم: ٤/٢٣٢ وغيره. * عبدالله هو ابن المبارك.

## (المعجم ٣٨) - بَابُ ذَبَائِحِ الْيَهُودِ (التحفة ٣٨)

## باب:٣٨- یہودیوں کا ذبح شدہ جانور

٤٤٤٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُغِيرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُغَفَّلٍ قَالَ: دُلِّيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَمْتُهُ، قُلْتُ: لَا أُعْطِي أَحَدًا مِنْهُ شَيْئًا، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ.

۴۴۴۰- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن چربی کا ایک تھیلا (قلعہ سے) باہر پھینکا گیا۔ میں اس سے چمٹ گیا۔ میں نے (اپنے آپ سے) کہا: میں اس سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ اچانک میں مڑا تو رسول اللہ ﷺ (مجھے دیکھ سن کر) مسکرا رہے تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① اہل کتاب، یعنی یہودی اور عیسائی لوگوں کے ذبیحے کے متعلق حکم شریعت یہ ہے کہ اسے کھایا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ﴾ (المآئدة٥:٥) ”اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کا طعام تمھارے لیے حلال ہے۔“ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: [طَعَامُهُمْ، ذَبَائِحُهُمْ] یعنی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے طعام سے مراد ان کے ذبح شدہ جانور ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الذبائح والصيد' قبل حديث:٥٥٠٨) ② ترجمۃ الباب (عنوان) کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ پھینکے گئے تھیلے میں جو چربی تھی وہ یقیناً کسی ذبح شدہ جانور ہی کی تھی اور ظاہر ہے اسے کسی یہودی ہی نے ذبح کیا تھا۔ اگر ان کا ذبح شدہ جانور حلال نہ ہوتا تو اس جانور کی چربی بھی حلال نہ ہوتی، اور صحابیٔ رسول بھی اسے نہ اٹھاتے، رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے، وہ بھی منع فرما دیتے، لیکن بجائے روکنے کے آپ ﷺ اسے دیکھ کر مسکرا دیے جس سے اس چربی کے حلال ہونے کا پتا چلتا ہے، نیز معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے ساتھ جنگ ہو رہی ہو تب بھی ان کا ذبیحہ اور اس کے تمام اجزاء حلال ہیں۔ ③ یہودیوں کی بدکرداری کی وجہ سے گائے اور بکری کی کچھ چربی ان کے لیے حرام کر دی گئی تھی، اس کے باوجود حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے اسے اٹھا لیا کیونکہ وہ یہودیوں کے لیے حرام تھی، نہ کہ مسلمانوں کے لیے، اور رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر ان کے اس عمل کی توثیق فرما دی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو دیکھا تو مجھے حیا آ گئی، یعنی میں شرمندہ سا ہو گیا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' فرض

---

٤٤٤٠- أخرجه مسلم، الجهاد، باب جواز الأكل من طعام الغنيمة في دارالحرب، ح: ١٧٧٢ من حديث سليمان ابن المغيرة، والبخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ٣١٥٣ من حديث حميد بن هلال به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢٤.

الخمس، حدیث:۳۱۵۳، و صحیح مسلم، الجهاد، حدیث:۱۷۷۲) ④ ''مسکرا رہے تھے'' میری حرص دیکھ کر۔ اسے تقریری حدیث کہا جاتا ہے۔ اور یہ بالاتفاق حجت شرعی ہے۔ یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ شرعاً ایک کام ناجائز اور حرام ہو اور نبی ﷺ اسے دیکھ کر مسکرائیں یا خاموش رہیں۔

## (المعجم ٣٩) - ذَبِيحَةُ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ (التحفة ٣٩)

## باب:۳۹- غیر معروف شخص کا ذبح شدہ جانور؟

٤٤٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَعْرَابِ كَانُوا يَأْتُونَا بِلَحْمٍ وَلَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَكُلُوا».

۴۴۴۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے تھے اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا تھا انھوں نے (ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھا لیا کرو۔''

**فوائد و مسائل:** ① مسلمانوں اور اہل کتاب میں سے کسی بھی شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حلال سمجھا جائے گا اور شک و شبہ ہونے کی صورت میں گوشت کھاتے ہوئے اللہ کا نام لے لینے سے شک و شبہ بھی زائل ہو جائے گا۔ لیکن سکھ، مجوسی اور مشرک وغیرہ کا ذبیحہ کھانا قطعاً جائز نہیں۔ ② مسلمانوں کے شہروں اور بازاروں وغیرہ میں پائی جانے والی اشیاء حلال سمجھی جائیں گی الا یہ کہ ان کی حرمت کی کوئی صریح دلیل موجود ہو، محض شک کی بنا پر کسی چیز کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس مسئلے کی مزید وضاحت سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ؒ کے کلام سے ملاحظہ فرمایے۔ وہ فرماتے ہیں: ''غیر اسلامی ملکوں کے بازاروں میں جو گوشت بک رہا ہوتا ہے، اگر اس کی بابت یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اہل کتاب (یہودیوں یا عیسائیوں) کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کا گوشت ہے تو وہ مسلمانوں کے لیے (اس وقت تک) حلال ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ (جس جانور کا وہ گوشت ہے) اس کو غیر شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا تھا۔ یہ اس لیے کہ قرآنی نص کی رو سے تو اس کی اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہے، لہٰذا اس صورت میں، قرآن کریم کی بیان کردہ اصل (حلت) سے اس وقت تک عدول

---

٤٤٤١- أخرجه البخاري، البيوع، باب من لم ير الوساوس ونحوها من الشبهات، ح:٢٠٥٧، ٥٥٠٧، ٧٣٩٨ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٢٥ روي مرسلاً وليس بعلة.

نہیں کیا جائے گا جب تک کوئی ایسی پختہ دلیل نہ مل جائے جو اس (گوشت) کے حرام ہونے کا تقاضا کرتی ہو۔ اور اگر وہ گوشت (یہود و نصاریٰ کے علاوہ) دیگر کافروں کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کا ہو تو وہ مسلمانوں پر حرام ہے اور بوجہ نص اور اجماع امت اس گوشت کو کھانا ناجائز ہے۔ ایسا گوشت محض کھاتے وقت اللہ کا نام لے لینے سے حلال نہیں ہوگا۔" واللہ أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۵۱/۳۴)

(المعجم ٤٠) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- اللہ تعالیٰ کے فرمان "جس ذبیحے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ" کی تفسیر

٤٤٤٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ أَبِي وَكِيعٍ - وَهُوَ هَارُونُ بْنُ عَنْتَرَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام ٦: ١٢١] قَالَ: خَاصَمَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَقَالُوا: مَا ذَبَحَ اللهُ فَلَا تَأْكُلُوهُ، وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ أَكَلْتُمُوهُ!.

۴۴۴۲- حضرت ابن عباس ؓ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ "وہ جانور نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔" کے بارے میں فرمایا: مشرکین نے مسلمانوں سے حجت بازی کی تھی کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ ذبح کرے اسے تم نہیں کھاتے اور جسے تم خود ذبح کرتے ہو اسے کھا لیتے ہو؟

فائدہ: معلوم ہوا آیت کریمہ میں وہ جانور مراد ہے جو خود بخود مر گیا ہو اور اسے ذبح کرنے کا موقع نہ ملا ہو۔ اسی طرح جس جانور کو اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو وہ بھی حرام ہے۔ اسی طرح جس جانور کو مشرک نے ذبح کیا ہو وہ بھی حرام ہے خواہ اللہ یا غیر اللہ کا نام لے یا نہ کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں البتہ موحد شخص ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو حقیقتاً طور پر اس کا ذبیحہ حلال ہے کیونکہ نسیان عذر ہے۔ ہاں اگر موحد جان بوجھ کر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو اکثر اہل علم کے نزدیک ذبیحہ حرام ہے کیونکہ اس آیت میں وہ جانور کھانے سے منع کیا گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو مگر امام شافعی اور بعض دوسرے علماء نے ایسے ذبیحے کو حلال کہا ہے کیونکہ اللہ کا نام مومن کے دل میں قائم رہتا ہے۔ زبان

---

٤٤٤٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبري في تفسيره: ٨/ ١٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢٦. * يحيى هو القطان، وحديثه عن الثوري محمول بسماع الثوري من شيخه.

سے ذکر کرے یا نہ کرے۔ سنن ابوداود کی ایک مرسل روایت بھی اس مفہوم میں آتی ہے۔ ان کے نزدیک مندرجہ بالا آیت: ﴿مَالَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ سے مردار جانور مراد ہے یا وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ واللہ أعلم. لیکن جمہور اہل علم کی بات راجح ہے۔

## (المعجم ٤١) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ (التحفة ٤١)

## باب: ۴۱-مجثمہ کی ممانعت کا بیان

٤٤٤٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ».

۴۴۴۳- حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجثمہ حلال نہیں۔“

فائدہ: مجثمہ سے مراد وہ جانور ہے جسے باندھ کر دور سے تیروں وغیرہ کا نشانہ بنایا جائے اور وہ مرجائے۔ یہ حرام ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۳۳۱)

٤٤٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ - يَعْنِي ابْنَ أَيُّوبَ - فَإِذَا أُنَاسٌ يَرْمُونَ دَجَاجَةً فِي دَارِ الْأَمِيرِ، فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

۴۴۴۴- حضرت ہشام بن زید سے منقول ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا تو کچھ لوگ امیر کے گھر میں ایک مرغی کو نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنایا جائے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کسی بھی جاندار کو (جیسا کہ حدیث: ۴۴۴۶ وغیرہ میں آرہا ہے) خواہ وہ انسان ہو یا حیوان اور پرندہ یا درندہ وغیرہ اس کو بلا وجہ عذاب اور تکلیف دینا حرام ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے۔ اس میں کسی ملامت گر کی ملامت یا کسی صاحب اقتدار واختیار شخص کا خوف نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کیا۔ انھوں نے حجاج بن

---

٤٤٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٣١، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٧.

٤٤٤٤- أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٦ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٢٨.

یوسف کے چچیرے بھائی' اس کے نائب اور حاکم بصرہ حکم بن ایوب جیسے ظالم اور سفاک حکمران کے سامنے یہ فریضہ، کما حقہ، ادا فرمایا۔ حکم بن ایوب کے متعلق معروف ہے کہ وہ بھی ظلم و جور میں اپنے چچازاد حجاج بن یوسف کی طرح تھا۔ واللہ أعلم.

٤٤٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى أُنَاسٍ وَهُمْ يَرْمُونَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ: «لَا تَمْثُلُوا بِالْبَهَائِمِ».

۴۴۴۵- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو ایک مینڈھے کو نشانہ بنا کر تیر مار رہے تھے۔ آپ نے اس کو سخت ناپسند کیا اور فرمایا: ”جانوروں کا مثلہ نہ کرو۔“

فائدہ: مثلہ سے مراد ہے کسی کی شکل بگاڑنا یا زندہ سے کچھ گوشت الگ کرنا۔ ظاہر ہے کسی جاندار (حیوان یا پرندے) کو باندھ کر تیروں کے ساتھ نشانہ بنانے سے شکل بھی بگڑے گی کیونکہ تیر چہرے پر بھی لگ سکتے ہیں اور تیر لگنے سے گوشت بھی الگ ہو سکتا ہے۔

٤٤٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا.

۴۴۴۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار کو نشانہ بنائے۔

٤٤٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۴۴۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

٤٤٤٥_ [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى: ١٢/ ١٦٢، ح: ٦٧٩٠ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٢٩.

٤٤٤٦_ أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٨ من حديث هشيم، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٥ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٠.

٤٤٤٧_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣١، وأخرجه البخاري، ح: ٥٥١٥ من حديث شعبة به تعليقًا.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَعَنَ اللهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جو کسی جاندار کا مثلہ کرے۔''

٤٤٤٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا».

۴۴۴۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی چیز جس میں روح ہو اسے نشانہ نہ بناؤ۔''

٤٤٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَنْ تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا.

۴۴۴۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جاندار چیز کو نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: جاندار چیز کو نشانہ بنانا ظلم ہے اور ظلم حرام ہے۔ انسان پر ہو یا حیوان پر۔ حتیٰ کہ بے جان چیزوں پر بھی۔ ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک فرض ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۴۳۱)

فوائد و مسائل ... مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهَا ... جو شخص چڑیا یا کسی اور حلال جانور ... (التحفة ٤٢) ... اور اس صورت ... ناحق مارے ... وقت تسمیہ (بسم اللہ) پڑھنا مشروع ہے۔ اسی طر

٤٤٤٨ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح:٥٥١٥ تعليقًا، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح:١٩٥٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٤٥٣٢.

٤٤٤٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٤٥٣٣.

٤٤٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ صُهَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «حَقُّهَا أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَأْكُلَهَا، وَلَا تَقْطَعْ رَأْسَهَا فَيَرْمِي بِهَا».

۴۴۵۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”جس شخص نے چڑیا یا اس سے بڑے کسی جانور کو ناحق قتل کیا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے متعلق پوچھے گا۔“ پوچھا گیا: اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کر کے کھائے۔ اس کا سر کاٹ کر پھینک نہ دے۔“

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۳۵۴ کے فوائد و مسائل۔

٤٤٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعُبَيْدَةَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ خَلَفٍ - يَعْنِي ابْنَ مِهْرَانَ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّرِيدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: يَا رَبِّ! إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ».

۴۴۵۱- حضرت شرید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس شخص نے ایک چڑیا کو بھی بے فائدہ قتل کیا' قیامت کے دن چڑیا اس شخص کے خلاف با آواز بلند اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے کہے گی: اے میرے پروردگار! فلاں شخص نے مجھے بے فائدہ قتل کیا۔ کسی فائدے کے لیے ذبح نہیں کیا۔“

فائدہ: ”بے فائدہ“ نہ کھانے کے لیے' نہ کسی دوائی میں ڈالنے کے لیے بلکہ شغل اور کھیل کے طور پر۔ یہ فریاد خالی فریاد نہیں ہوگی بلکہ اس پر دادرسی بھی ہوگی۔ اور اس شخص کو سزا بھی ملے گی۔

---

٤٤٥٠_[حسن] تقدم، ح: ٤٣٥٤، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٣٤.

٤٤٥١_[حسن لغيره] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٣١٧، ح: ٧٢٤٥ من حديث عبدالواحد بن واصل به، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٣٥، والمسند لأحمد: ٤/ ٣٨٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧١، وله شاهد ضعيف في مشكل الآثار: ١/ ٣٧٢. * صالح بن دينار وثقه ابن حبان، وأشار المنذري إلى تحسين حديثه.

(المعجم ٤٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-گندگی کھانے والے جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت کا بیان

٤٤٥٢- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ مَرَّةً: عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ مَرَّةً: عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنْ رُكُوبِهَا وَعَنْ أَكْلِ لَحْمِهَا.

۴۴۵۲-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر (کی جنگ) کے دن گھریلو (پالتو) گدھوں کے گوشت سے نیز گندگی کھانے والے جانوروں کے گوشت اور سواری سے منع فرمایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جس جانور کی اکثر خوراک گندگی ہو اس جانور (حیوان یا پرندے) کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جَلّالَة، یعنی گندگی کھانے پر گزارا کرنے والے جانور پر سواری کرنا ممنوع ہے۔ ③ گھریلو یعنی پالتو گدھے کا گوشت تو مطلقاً حرام ہے خواہ وہ گندگی کھائے یا نہ البتہ اس پر سواری کرنا جائز ہے کیونکہ اسے پیدا ہی سواری اور بار برداری کے لیے کیا گیا ہے۔ اس کا پسینہ وغیرہ پاک ہے لیکن گندگی کھانے والا جانور خواہ کوئی بھی ہو اگر گندگی اس قدر کھائے کہ اس کے اثرات اس کے گوشت میں محسوس ہوں مثلاً: گوشت سے گندگی کی بدبو آئے یا ذائقہ خراب ہو یا رنگ بدل جائے تو اسے نہ صرف کھانا حرام ہے بلکہ ایسے جانور پر سواری بھی منع ہے کیونکہ اس کے پسینے میں بھی گندگی کے اثرات ہوں گے لہٰذا پسینہ پلید ہو گا۔ سوار کے کپڑے لازماً جانور کے پسینے سے آلودہ ہو جائیں گے۔ وہ بھی پلید ہو جائیں گے۔ کپڑے جسم کو لگتے ہیں لہٰذا سوار کا جسم بھی پلید ہو جائے گا اس لیے سواری بھی منع ہے۔ پسینہ تو گوشت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ گوشت پلید تو پسینہ بھی پلید۔ البتہ معمولی گندگی کھانے والے جانور کا یہ حکم نہیں کیونکہ جانوروں کو خالص اور پاک خوراک کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ معمولی گندگی کے اثرات گوشت وغیرہ تک نہیں پہنچتے۔

---

٤٤٥٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب في أكل لحوم الحمر الأهلية، ح: ٣٨١١ عن سهل بن بكار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٥٣٦.

(المعجم ٤٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ٤٤)

## باب:۴۴-جلالہ کا دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

٤٤٥٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَلَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَالشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

۴۴۵۳-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ‘ گندگی کھانے والے جانور کے دودھ اور مشکیزے کے منہ سے (اس کے منہ سے منہ لگا کر) پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① عنوان کا مقصد بالکل واضح ہے کہ جس جانور کی ساری یا اکثر خوراک گندگی کھانا ہی ہے‘ اس جانور کا دودھ پینا ممنوع ہے۔ ② ممانعت کی وجہ وہی ہے جو سابقہ حدیث کے فوائد ومسائل میں بیان ہو چکی ہے کہ گندگی کے اثرات‘ گندگی کھانے والے جانور کے دودھ میں سرایت کر جاتے ہیں۔ واللہ أعلم. ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے‘ منہ لگا کر پانی پینا ممنوع ہے۔ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اگر مشکیزے کے اندر کوئی کیڑا وغیرہ یا کوئی اور مضر چیز ہوگی تو وہ پینے والے کے منہ میں چلی جائے گی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔ ہاں مجبوری کی صورت میں پیا جا سکتا ہے۔ عام اجازت نہیں۔

٤٤٥٣_[صحيح]أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح: ١٨٢٥ من حديث هشام الدستوائي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٤٥٣٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٣، وابن دقيق العيد، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٤، ووافقه الذهبي، وله شواهد عند البخاري، والترمذي، ح: ١٧٩٥ وغيرهما.

# بیع کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

اَلْبُیُوع، جمع ہے اَلْبَیْعُ کی۔ اس کے معنی ہیں: خرید، فروخت، فروختگی۔ (دیکھیے: القاموس الوحید، مادہ [بیع]) البیع، دراصل مصدر ہے: باعه یبیعه بیعًا، و مَبِیعًا، فَهُوَ بَائِعٌ و بَیِّعٌ - البیوع کو جمع لایا گیا ہے جبکہ مصدر سے تثنیہ اور جمع نہیں لائے جاتے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی انواع واقسام بہت زیادہ ہیں، اس لیے اسے جمع لایا گیا ہے۔

البیع اضداد میں سے ہے جیسا کہ اَلشِّرَاء اضداد میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں، یعنی البیع اور الشراء ایک دوسرے کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسی لیے متعاقدین، یعنی خرید وفروخت کرنے والے دونوں اشخاص پر لفظ بائع کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ جب البائع کا لفظ بولا جائے تو متبادر الی الذہن (فوری طور پر ذہن میں آنے والا) فروخت کنندہ ہی ہوتا ہے، تاہم بیچنے اور خریدنے والے، دونوں پر اس لفظ کا اطلاق درست ہے۔ عربی میں لفظ البیع کا اطلاق اَلْمَبِیع پر بھی کیا جاتا ہے، مثلاً: کہا جاتا ہے: بَیْعٌ جَیِّدٌ، بمعنی مَبِیعٌ جَیِّدٌ یعنی یہ مبیع (فروخت شدہ چیز) بہترین اور عمدہ ہے۔

امام ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البیع لغۃً بَاعَ کا مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے: بَاعَ کَذَا بِکَذَا، یعنی اس نے فلاں چیز فلاں کے عوض بیچی۔ مطلب یہ کہ اس نے مُعَوَّض دیا اور اس کا عوض لیا۔ جب کوئی شخص ایک چیز دے کر اس کے بدلے میں کوئی چیز لیتا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ کوئی بائع

ہو جو اس چیز کا اصل مالک ہوتا ہے یا مالک کا قائم مقام۔ اسی طرح اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ کوئی مُبْتَاع (خریدار) بھی ہو۔ مُبتاع وہ شخص ہوتا ہے جو ثمن خرچ کر کے مبیع حاصل کرتا ہے اور یہ مبیع چونکہ ثمن کے عوض لی جاتی ہے' اس لیے یہ مثمون ہوتی ہے۔ اس طرح ارکان بیع چار ہوئے ہیں: اَلْبَائِع (بیچنے والا) اَلْمُبْتَاع (خریدار) اَلثَّمَن (قیمت)، اور اَلْمَثْمُون (قیمت کے عوض میں لی ہوئی چیز)۔ دیکھیے: (المفهم: ۴/۳۶۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: البیوع جمع ہے بیع کی۔ اور جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی مختلف انواع ہیں۔ البیع کے معنی ہیں: نَقْلُ مِلْكٍ إِلَى الْغَيْرِ بِثَمَنٍ ثمن، یعنی قیمت کے بدلے میں کسی چیز کی ملکیت دوسرے کی طرف منتقل کرنا اور اس قبولیت ملک کو شراء کہتے ہیں' تاہم البیع اور الشراء دونوں کا اطلاق ایک دوسرے پر بھی ہوتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا خرید وفروخت کے جواز پر اجماع ہے۔ حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کسی انسان کے پاس ہوتی ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کا ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ پہلا شخص، یعنی مالک اپنی چیز (بلا معاوضہ) دوسرے پر خرچ کرنے (یا دینے) کے لیے تیار نہیں ہوتا' لہٰذا شریعت نے بذریعہ بیع اس چیز تک پہنچنے کا ایسا جائز ذریعہ مہیا کر دیا ہے جس میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ اس (بیع) کا جواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرۃ ۲:۲۷۵) ''اللہ نے بیع (خرید وفروخت) کو حلال فرما دیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرا دیا۔'' (فتح الباري: ۴/۳۶۴، طبع دار السلام، الرياض)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی چیز کا مالک بننے یا کسی اور کو مالک بنانے کے لیے مال کے بدلے مال کا تبادلہ بیع کہلاتا ہے۔ بیع، کتاب وسنت اور اجماع کی رو سے جائز ہے۔ قرآنِ کریم کی رو سے تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ﴾ (البقرۃ ۲:۲۷۵) ''اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے۔'' سنت، یعنی حدیث کی رو سے بھی بیع جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: [اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا] ''دونوں سودا کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہ ہوں (اس وقت تک) انھیں (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہے۔'' (صحيح البخاري، البيوع، حديث: ۲۱۰۹، ۲۱۱۰ وصحيح مسلم، البيوع، حديث: ۱۵۳۲) نیز تمام مسلمانوں کا اس کے جائز ہونے پر اجماع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۳۴/۷۲-۷۵)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

## (المعجم ٤٤) - كِتَابُ الْبُيُوعِ (التحفة ٢٧)

## خرید وفروخت سے متعلق احکام ومسائل

### (المعجم ١) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ (التحفة ١)

### باب:١-کمانے (محنت کرنے) کی ترغیب

٤٤٥٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ السَّرْخَسِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ، وَإِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ».

۴۴۵۴-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی بہترین خوراک وہ ہے جو وہ اپنی محنت سے کما کر کھائے۔ اور اولاد بھی آدمی کی اپنی کمائی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① محنت سے کما کر کھانے کو رسول اللہ ﷺ نے بہترین اور پاکیزہ کمائی قرار دیا ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کی کمائی میں والد کو' اولاد کی اجازت کے بغیر بھی' تصرف کرنے کا حق اور اختیار ہے۔ امام خطابی ؒ فرماتے ہیں کہ اگر اولاد صاحب استطاعت ہو تو ان پر والدین کا نان ونفقہ واجب ہے۔ تمام فقہاء نے اولاد پر والدین کا خرچہ واجب اور ضروری قرار دیا ہے۔ ③ ''اولاد بھی آدمی کی اپنی کمائی ہے'' گویا انسان کو یا تو اپنی محنت سے کما کر کھانا چاہیے یا اپنی اولاد کی کمائی سے کیونکہ وہ بھی غیر نہیں۔ اور اپنی اولاد کا مال کھانا عار بھی نہیں جبکہ اور کسی سے لے کر کھانا عار ہے' خواہ وہ سگا بھائی ہی ہو۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ کوئی شخص مفت خور یا منگتا نہیں ہونا چاہیے الا یہ کہ کوئی معذور ہو۔ کمائی کے قابل نہ ہو ورنہ کسی پر

٤٤٥٤_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب الرجل يأكل من مال ولده، ح:٣٥٢٨ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٤٣، وقال الترمذي، ح:١٣٥٨ "حسن صحيح"، وصححه الذهبي.

بوجہ بنا صدقہ لینے کے مترادف ہے۔ واللہ أعلم.

٤٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ».

۴۴۵۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمھاری اولاد تمھاری بہترین کمائی ہے‘ لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔“

فائدہ: ”کھا سکتے ہو“ لیکن ضرورت کے مطابق۔ یہ نہیں کہ اولاد کے مال کو ضائع کرتا پھرے یا انھیں بلاوجہ تنگ کرے۔ احادیث میں ”کھانے“ کا لفظ ہے۔ مراد تمام ضروریات ہیں‘ خواہ وہ خوراک سے متعلق ہوں یا لباس سے۔ علاج سے متعلق ہوں یا رہن سہن سے لیکن ضرورت اور احتیاج کے وقت اور مطابق۔ چونکہ خوراک انسان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے‘ اس لیے اس کا خصوصاً ذکر فرمایا۔

٤٤٥٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۴۴۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی بہترین خوراک وہ ہے جو وہ اپنی محنت سے کما کر کھائے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہی ہے۔“

فائدہ: بہترین محنت اور کمائی کیا ہے؟ علماء نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے اس کا تعین کیا ہے۔ بعض نے تجارت کو افضل پیشہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ صاف ستھرا اور معزز پیشہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار فرمایا تھا۔ بعض علماء نے ہاتھ کی محنت کو افضل کہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام عموماً ہاتھ کی کوئی نہ کوئی محنت فرماتے تھے۔ بعض نے زراعت کو بہترین کمائی کہا ہے کیونکہ زراعت سے تمام مخلوقات اپنی اپنی خوراک حاصل کرتی ہیں۔ ظاہر ہے ان

---

٤٤٥٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٤٤.

٤٤٥٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الحث على المكاسب، ح: ٢١٣٧ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٩٢، ١٠٩٣، وله شواهد كثيرة جدًا.

کی خوراک کا ثواب زراعت کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کی کمائی سے پرندے جانور کیڑے مکوڑے اور غریب انسان مفت خوراک حاصل کرتے ہیں۔ بعض نے مال غنیمت کو افضل کمائی سمجھا ہے مگر یہ تو صرف فوج کو حاصل ہو سکتی ہے۔ آج کل کے دور میں فوج کے لیے بھی ممکن نہیں، لہٰذا یہ قول کمزور ہے۔ نہ ہر وقت لڑائی ہو سکتی ہے نہ ہر شخص لڑ سکتا ہے اور نہ ہر لڑائی سے غنیمت حاصل ہو سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذہنی استعداد اور رجحان کے ساتھ کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتا ہے۔ اُس سے حلال کمائے تو وہی اس کے لیے افضل ہے۔

٤٤٥٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۴۴۵۷- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کی پاکیزہ ترین خوراک وہ ہے جو وہ اپنی کمائی سے کھائے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہی ہے۔“

فائدہ: ”اس کی کمائی ہے“ کیونکہ اس نے بڑی محنت اور مشقت سے ان کو پال پوس کر جوان کیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ اِجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ فِي الْكَسْبِ (التحفة ٢)

باب:۲- کمائی کے دوران مشتبہ چیزوں سے بچنا

٤٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ

۴۴۵۸- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا اور اللہ کی قسم! میں آپ کے بعد کسی سے نہ سنوں گا آپ فرما رہے تھے: ”حلال واضح ہے حرام بھی واضح ہے لیکن ان

---

٤٤٥٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٦.

٤٤٥٨- أخرجه البخاري، البيوع، باب: الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات، ح: ٢٠٥١ من حديث عبدالله ابن عون، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩ من حديث عامر الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٠.

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَوَاللهِ! لَا أَسْمَعُ بَعْدَهُ أَحَدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَاتٍ، وَرُبَّمَا قَالَ: وَإِنَّ بَيْنَ ذٰلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَةً قَالَ: وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذٰلِكَ مَثَلًا، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَمٰى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَرَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَ الْحِمٰى، وَرُبَّمَا قَالَ: إِنَّهُ مَنْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ وَإِنَّ مَنْ يُخَالِطُ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ».

کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں بھی ہیں۔ اس سلسلے میں میں تمھیں ایک مثال بیان کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے کچھ علاقہ ممنوعہ قرار دیا ہے اور وہ علاقہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ جو شخص اس ممنوعہ علاقے کے قریب قریب (جانور) چرائے گا' بہت ممکن ہے کہ وہ اس ممنوعہ علاقے میں چرنے لگے۔ اسی طرح جو شخص مشتبہ کام کرتا ہے' بہت ممکن ہے کہ وہ حرام کام پر بھی جرأت کر بیٹھے۔"

فوائد ومسائل: ① کسب معاش میں شبہات سے بچنا چاہیے' یعنی انسان کی کمائی بالکل صاف ستھری اور حلال طیب ہونی چاہیے نہ کہ مشکوک ومشتبہ۔ ② حلال اور حرام، دونوں واضح ہیں لیکن اس شخص کے لیے جسے شرعی نصوص کا علم ہو۔ ہر کہ مہ کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔ یہ مرتبہ اور بصیرت راسخ فی العلم اہل علم کو حاصل ہو سکتا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ. ③ یہ حدیث بہت زیادہ قدر ومنزلت والی ہے۔ اکثر محدثین کرام نے اسے "کتاب البیوع" میں بیان فرمایا ہے کیونکہ زیادہ تر شکوک وشبہات معاملات ہی میں ہوتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ اس حدیث کا تعلق نکاح وطلاق' مطعومات ومشروبات اور شکار وغیرہ کے ساتھ بھی ہے۔ جو شخص غور وفکر کرے گا' اسے یہ سب کچھ بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ ④ حلال وحرام کے درمیان ایک ایسا درجہ ہے جس کی معرفت اور پہچان ضروری ہے اور اس سے بچنا بھی۔ اور وہ ایسے شبہات اور ایسی مشکوک ومشتبہ اشیاء کا درجہ ہے جن کی حلت وحرمت دونوں غیر واضح ہیں' اس لیے ایک عقل مند شخص کے لیے اس درجے کی معرفت بہت ضروری ہے۔ ⑤ کسی مسئلے اور شرعی حکم کی وضاحت کے لیے مثال بیان کی جا سکتی ہے تاکہ وہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مثال بیان فرمائی۔ ⑥ جو شخص شبہات کا شکار ہوتا ہے' اس کا دین اور اس کی عزت داغ دار ہو جاتے ہیں۔ ⑦ احکام کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم ایسے احکام کی ہے کہ قرآن و حدیث میں انھیں بجا لانے کا تقاضا ہے اور نہ کرنے پر وعید ہے۔ دوسری قسم ایسے احکام کی ہے کہ ان کے نہ کرنے کی نص ہو اور کرنے پر وعید ہو۔ اور تیسری قسم ایسے احکام کی ہے جن کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق کوئی نص نہ ہو۔ پہلی قسم کے احکام واضح طور پر حلال ہیں اور دوسری قسم کے احکام واضح طور پر حرام جبکہ تیسری قسم کے

احکام واضح طور پر حلال ہیں نہ واضح طور پر حرام بلکہ وہ مشتبہ ہیں۔ جن احکام کی صورت حال اس طرح ہو ان سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ انسان حرام کا مرتکب نہ ہو۔ ⑧ ''ممنوعہ علاقہ'' عرب میں عام رواج تھا کہ بادشاہ اور سردار کچھ علاقہ اپنے جانوروں کے چرنے کے لیے مخصوص قرار دے دیتے تھے۔ عام لوگ وہاں جانور نہیں چرا سکتے تھے بلکہ لوگ ڈرتے ہوئے اس علاقے کے قریب بھی نہیں پھٹکتے تھے کہ کہیں غلطی ہی سے جانور اس علاقے میں داخل نہ ہو جائیں اور بادشاہ کے کارندوں کے ظلم وستم کا نشانہ بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی مثال حرام' حلال اور مشتبہ چیزوں کے لیے بیان فرمائی۔ مخصوص علاقہ ''حرام ہے'' قریبی علاقہ ''مشتبہ'' ہے۔ اور دور کا علاقہ ''حلال'' ہے۔ محفوظ وہی شخص ہے جو صرف حلال علاقے میں رہے۔ مشتبہ علاقے میں جانے والے کے لیے خطرہ ہے کہ وہ کسی وقت بھی حرام کے علاقے میں داخل ہو سکتا ہے۔ عموماً مشتبہ کام کرنے والا حرام سے نہیں بچ سکتا۔

٤٤٥٩- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ مَا يُبَالِي الرَّجُلُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ الْمَالَ مِنْ حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ».

۴۴۵۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ آدمی پروا نہیں کرے گا کہ مال کہاں سے آ رہا ہے؟ حلال (طریقے) سے یا حرام سے؟''

**فوائد ومسائل:** ① اس باب کے قائم کرنے سے امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد' کمائی میں شبہات سے بچنے کا شوق دلانا ہے کیونکہ جب انسان شبہات سے نہیں بچتا بلکہ ان کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر مشتبہ اشیاء میں پڑنا اسے محرمات (اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء) کی طرف گھسیٹ لے جاتا ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کا کھلا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے جس بات کی پیشین گوئی اپنے عہد مبارک میں فرمائی تھی وہ آج من وعن پوری ہو رہی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی زمانے میں حلال' ساری دنیا سے مکمل طور پر' ختم نہیں ہوگا بلکہ کسی نہ کسی جگہ یہ موجود رہے گا' لہٰذا ضروری ہے کہ ہر مسلمان شخص کسب حلال کی کوشش کرے۔ جب وہ طلب حلال میں مخلص ہوگا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ ④ ان تمام باتوں کا لب لباب یہ ہے کہ لوگوں کا مقصود صرف مال ہوگا۔ مال ملے جہاں سے بھی ملے۔ حلال وحرام کی تمیز نہیں رہے

---

٤٤٥٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب قول الله عزوجل: ﴿يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا ... ﴾ الخ، ح:٢٠٨٣ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٤١. * سفيان هو الثوري.

گی۔ آج ہمارے ملک میں عموماً یہی فضا ہے۔ ہر شخص' ہر ادارہ' ہر جماعت' ہر تنظیم حصول مال کو اولیں مقصد قرار دے رہے ہیں۔ حلال وحرام بعد کی بات ہے' حتی کہ مذہبی ادارے اور تنظیمیں بھی کوئی خاص احتیاط کا ثبوت نہیں دے رہے۔ إلّا ماشاء الله.

٤٤٦٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي خَيْرَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ الرِّبَا فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

۴۴۶۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ عموماً لوگ سود خور ہوں گے۔ جو شخص براہ راست سود خور نہ ہوگا' اسے سود کا غبار تو ضرور پہنچے گا۔''

## (المعجم ٣) - بَابُ التِّجَارَةِ (التحفة ٣)

## باب:۳- تجارت کا بیان

٤٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَفْشُوَ الْمَالُ وَيَكْثُرَ، وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ، وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ، وَيَبِيعَ الرَّجُلُ الْبَيْعَ فَيَقُولُ: لَا، حَتَّى أَسْتَأْمِرَ تَاجِرَ بَنِي فُلَانٍ وَيُلْتَمَسَ فِي الْحَيِّ الْعَظِيمِ الْكَاتِبُ فَلَا يُوجَدُ».

۴۴۶۱- حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک یہ بھی قیامت کی نشانیاں ہیں کہ مال عام اور بہت زیادہ ہو جائے گا۔ تجارت پھیل جائے گی۔ علم (دیکھنے میں) عام ہوگا (مگر) آدمی کوئی سودا کرے گا تو کہے گا: میں سودا پکا نہیں کرتا حتی کہ میں فلاں قبیلے کے تاجر سے مشورہ کرلوں۔ اور ایک بہت بڑے قبیلے میں کاتب تلاش کیا جائے گا تو نہیں ملے گا۔''

---

٤٤٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اجتناب الشبهات، ح: ٣٣٣١ من حديث داود بن أبي هند به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٢. ✱ الحسن البصري لم يصرح بالسماع.

٤٤٦١- [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٣/ ٢٨٤، ح: ١٦٦٤ من حديث وهب بن جرير به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٤٨، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٧، ✱ الحسن عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، والمراد بالكاتب، الكاتب العادل الذي لا يطمع في مال بغرض.

فوائد ومسائل: ① ترجمۃ الباب کا مقصد تجارت اور سوداگری کی بابت فرامینِ رسول بیان کرنا ہے اور باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس طرح بنتی ہے کہ اس میں تجارت کے عام ہونے اور علاماتِ قیامت میں سے ہونے کا ذکر ہے۔ ② کثرتِ مال قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ مال انسان کے لیے خیر بھی ہو سکتا ہے اور شر بھی' تاہم دوسرا امکان بہت زیادہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ عام انسانوں کے انداز تجارت اور مال کمانے سے بخوبی یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں صرف مال کمانے کی فکر ہے' اور وہ آخرت کی فکر سے بالکل عاری اور غافل ہو چکے ہیں۔ ہاں' البتہ جسے اللہ توفیق عطا فرمائے تو وہ اپنے مال کے ذریعے سے جنت ہی خریدتا ہے۔ اللّٰهم اجعلنا منهم. ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ دنیوی علم کا ظہور اور امت مسلمہ میں اس کا پھیلاؤ علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ اور اس میں بھی امت کے لیے کوئی زیادہ خیر اور بھلائی نہیں ہے الا یہ کہ افراد امت اس کے ساتھ ساتھ شرعی علم حاصل کریں اور وہ احکام شریعت سے، کماحقہ، آگاہ ہوں۔ لیکن عام مشاہدہ اس کے برعکس ہی ہے' تاہم جو شخص علم دین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی' صحیح طور پر حاصل کرتا ہے تو یہ سونے پہ سہاگا ہے اور یہ بہت زیادہ خیر و بھلائی والا عمل ہے۔ ④ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا کھلم کھلا اور صریح معجزہ ہے کہ آپ نے بہت عرصہ پہلے جن امور کی خبر دی تھی' وہ من وعن اسی طرح وقوع پذیر ہوئے جس طرح آپ نے بیان فرمایا تھا۔ ⑤ ''علم ہوگا'' بعض نسخوں میں علم کی بجائے جہالت کا لفظ ہے اور وہ آئندہ کلام سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے کہ اس قدر جہالت ہوگی کہ سوجھ بوجھ رکھنے والا اور دستاویز لکھنے والا خال خال ہی ملے گا۔ اگر یہاں لفظ علم ہی ہو تو پھر مناسبت یوں ہوگی کہ دیکھنے میں تو علم بہت ہوگا مگر لیاقت نہیں ہوگی حتی کہ نہ تجارت کی سوجھ بوجھ ہوگی نہ دستاویز لکھنی آئے گی۔ آج کل بھی کچھ ایسی ہی صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ سکول عام ہیں' استاد بھی بہت ہیں مگر نہ اساتذہ خلوص سے پڑھاتے ہیں نہ طلبہ محنت سے پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ پڑھے لکھے جاہل بڑھ رہے ہیں۔

## (المعجم ٤) - مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوْقِيَةِ فِي مُبَايِعِهِمْ (التحفة ٤)

## باب:۴-تاجروں کو خرید وفروخت میں کس چیز سے پرہیز کرنا چاہیے؟

٤٤٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ

۴۴۶۲- حضرت حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خرید و فروخت

---

٤٤٦٢ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب الصدق في البيع والبيان، ح:١٥٣٢ عن عمرو بن علي الفلاس، والبخاري، البيوع، باب: إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ح:٢٠٧٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٤٩. * يحيى هو القطان.

عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا».

کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں' انھیں سودا ختم کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اگر وہ دونوں سچ بولیں اور ہر بات وضاحت سے بیان کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور صورت حال چھپالیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھ جائے گی۔"

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ تاجروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خرید وفروخت کرتے وقت شرعی تقاضوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے معاملات طے کریں۔ ایک دوسرے سے نہ تو جھوٹ بولیں اور نہ ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کریں بلکہ سچ کا دامن تھامے رکھیں اور ہر صورت میں سچی بات کریں اور سچ پر پہرہ دیتے رہیں۔ بائع اور مشتری دونوں کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں۔ بائع پر واجب ہے کہ وہ اپنی مبیع (جو چیز وہ بیچ رہا ہے) کے متعلق درست معلومات دے۔ اگر اس میں کوئی نقص اور عیب وغیرہ ہو تو خریدار کو اس سے مطلع کرے۔ داؤ نہ لگائے۔ ایک مسلمان تاجر کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ عیب اور نقص والی یا دو نمبر چیز' بتائے بغیر فروخت کرے۔ یہ حرام ہے۔ ② حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ برکت تب ہوگی جب تجارت سچ پر مبنی ہوگی' اس لیے ضروری ہے کہ حصول برکت کے لیے تاجر لوگ سچ بول کر ہی اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ تجارت میں جھوٹ بولنے اور سودے کا عیب چھپانے سے نہ صرف برکت حاصل نہیں ہوتی بلکہ الٹا نقصان ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ضمیر کی خلش الگ بے چین کرتی رہتی ہے۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ. ③ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دنیوی فوائد کا حقیقی اور بھرپور حصول بھی عمل صالح سے ہوتا جبکہ گناہوں کی نحوست سے دنیا و آخرت' دونوں کی خیر و برکت تباہ و برباد ہو جاتی ہے' اس لیے اس زریں قانون فطرت کو ہمیشہ مدنظر رکھ کر اپنے تمام معاملات ترتیب دینے چاہئیں۔ ④ "اختیار رہتا ہے" اسے خیار مجلس کہا جاتا ہے' یعنی جب تک فریقین سودے والی جگہ میں بیٹھے ہیں' وہ چاہیں تو ان میں سے کوئی بھی سودا واپس کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ فریق ثانی کے لیے اسے ماننا لازم ہوگا' البتہ اگر مجلس بدل جائے تو پھر دونوں کی رضا مندی ہی سے سودا واپس ہو سکتا ہے۔ احناف و موالک خیار مجلس کے قائل نہیں کہ خیار مجلس کی کوئی حد نہیں' نیز یہ اختیار اصول کے خلاف ہے کیونکہ طے شدہ سودے کو ایک فریق ختم نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کی وہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں "جدا ہونے" سے مراد سودے کی بات چیت کا طے ہونا ہے' حالانکہ یہ بات بیان کرنے کی تو ضرورت ہی نہیں۔ یہ تو بدیہی بات ہے' نیز اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ نے اسے ظاہری معنی پر ہی محمول کیا ہے۔ بعض دیگر احادیث میں صراحت

ہے کہ واپسی کے ڈر سے کوئی جگہ نہ بدلے۔ گویا یہ معنیٰ قطعی ہے کہ جب تک مجلس نہ بدلے اختیار قائم رہتا ہے۔ باقی رہی اصول کی بات تو اصول بھی احادیث ہی سے ثابت ہوتے ہیں' نیز حدیث بھی تو اصول شرع میں سے ایک بنیادی اصل ہے' لہٰذا اصول کا نام لے کر کسی صحیح اور صریح حدیث کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ ⑤ ''وضاحت سے بیان کریں'' یعنی اپنی اپنی چیز کے عیوب ونقائص وغیرہ۔ ⑥ ''برکت اٹھ جائے گی'' یعنی مال حرام ہو جائے گا اور کثیر ہونے کے باوجود ضروریات پوری نہیں کرے گا اور ضائع ہوتا رہے گا۔ پریشانی الگ ہوگی۔

## (المعجم ٥) - اَلْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ (التحفة ٥)

٤٤٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: «اَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ».

## باب:٥- جو شخص اپنے سامان کو جھوٹی قسم کھا کر بیچے؟

۴۴۶۳- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا' نہ انھیں دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔'' رسول اللہ ﷺ نے یہ (مذکورہ) جملے ارشاد فرمائے تو حضرت ابوذر ؓ نے کہا: وہ تو ناکام ہو گئے اور خسارے میں رہے۔ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا تہبند (زمین پر یا اپنے ٹخنوں سے نیچے) لٹکاتا ہے' جو شخص اپنا سامان جھوٹی قسم کھا کر بیچتا ہے اور جو شخص اپنے عطیے کا احسان جتلاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مؤلف ؒ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد جھوٹ بول کر سودا بیچنے کی قباحت و شناعت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرنا بھی ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی کئی ایک صفات معلوم ہوتی ہیں' مثلاً: کلام کرنا' دیکھنا اور تزکیہ کرنا وغیرہ۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات' اس کی ذات ہی کے شایانِ شان ہیں۔ مخلوق میں پائی جانے والی صفات کے مشابہ ہرگز ہرگز نہیں جیسا کہ ایک گمراہ فرقے مُشَبِّہہ کا عقیدہ ہے' نیز اس سے دیگر گمراہ فرقوں مُعَطِّلہ اور ممثلہ وغیرہ کا بھی مکمل طور پر رد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں یا وہ اس کی صفات تو مانتے ہیں لیکن انھیں

---

٤٤٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٦٥، ويأتي بعده، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٠.

مخلوق کی صفات جیسا قرار دیتے ہیں۔ ③ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے مومن بندوں پر نظر کرم فرمائے گا۔ وہ انھیں محبت بھری نظر سے دیکھے گا' ان کا تزکیہ کرے گا اور انھیں عذاب سے بھی نجات عطا فرمائے گا۔ ④ شلوار' تہ بند' پینٹ اور پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا' مردوں کے لیے بالکل حرام ہے۔ اور یہ سنگین جرم ہے۔ بعض لوگ جب نماز کے لیے مسجدوں میں آتے ہیں تو اس وقت ٹخنے ننگے کر لیتے ہیں اور نماز کے بعد پھر اسی پہلی حالت میں آ جاتے ہیں۔ یہ دورنگی ہے۔ ⑤ جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنا' تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا نیز کسی کے ساتھ نیکی اور احسان کر کے جتلانا کبیرہ گناہ ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے حدیث میں مذکور شدید وعید بیان فرمائی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ⑥ ''نہ کلام کرے گا'' یعنی محبت اور پیار سے باتیں نہیں کرے گا۔ رحمت وشفقت کی نظر سے نہیں دیکھے گا اور انھیں گناہوں کی معافی دے کر پاک نہیں کرے گا۔ مقصود ان باتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض اور غضب ناک رہے گا۔ غصے کی جھڑک اور ڈانٹ کو عرف عام میں کلام کرنا نہیں کہتے۔ اسی طرح غصے اور غضب کی نظر سے دیکھنے کو دیکھنا نہیں کہتے۔ ⑨ ''تہ بند لٹکاتا ہے'' ایک دوسری روایت میں ہے جو شخص تکبر سے اپنا ازار زمین پر گھسیٹتا پھرتا ہے۔ ایک حدیث میں ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے کو تکبر کہا گیا ہے۔ ہاں اگر باوجود اہتمام اور خیال رکھنے کے بھی کبھی کبھار کپڑا ٹخنوں سے نیچے چلا جاتا ہے تو مذکورہ بالا وعید' ان شاء اللہ' اس پر صادق نہیں آتی۔

٤٤٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: اَلَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْكَذِبِ».

۴۴۶۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو (نظر رحمت ومحبت سے) نہیں دیکھے گا' اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ وہ شخص جو اپنے عطیے پر احسان جتلاتا ہے۔ جو شخص اپنا تہ بند لٹکاتا ہے اور جو شخص جھوٹ بول کر اپنا سامان بیچتا ہے۔''

٤٤٦٥- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۴۴۶۵- حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی

٤٤٦٤ـ [صحيح] تقدم قبله، ح: ٢٥٦٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٥١.

٤٤٦٥ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح: ١٦٠٧ من حديث أبي أسامة، حماد بن ◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ - يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ - عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ».

ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سودا کرتے وقت زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو کیونکہ (جھوٹی) قسم سے سامان تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔“

٤٤٦٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ».

۴۴۶۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قسم اٹھانے سے سامان تو فروخت ہو جاتا ہے مگر کمائی (کی برکت) ختم ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: سامان بیچنے کے لیے جھوٹی قسم تو ایک طرف رہی، سچی قسمیں بھی نہیں کھانی چاہئیں کیونکہ جب قسم کھانے کی عادت بن جائے تو سچ جھوٹ کا امتیاز نہیں رہتا، نیز اس طرح اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت ختم ہو جاتی ہے۔ قسم اسی وقت کھائی جائے جب اس کے بغیر چارہ نہ رہے۔ برکت اٹھ جانے کا مفہوم دیکھیے حدیث نمبر: ۴۴۶۴ میں۔

## (المعجم ٦) - اَلْحَلِفُ الْوَاجِبُ لِلْخَدِيعَةِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ٦)

## باب: ٦- سودے میں دھوکا دینے کے لیے قسم کھانا

٤٤٦٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي

۴۴۶۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ

---

◀◀ أسامة به وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٥٣.

٤٤٦٦- أخرجه مسلم، ح: ١٦٠٦ (انظر الحديث السابق) عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، البيوع، باب: "يمحق الله الربا ويربي الصدقات ... الخ"، ح: ٢٠٨٧ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٥٢.

٤٤٦٧- أخرجه البخاري، الشهادات، باب اليمين بعد العصر، ح: ٢٦٧٢، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية ... الخ، ح: ١٠٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٥٤.

صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ ابْنَ السَّبِيلِ مِنْهُ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لِدُنْيَا إِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللهِ! لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْآخَرُ».

تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو پاک ہی کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ آدمی جس کے ہاں گزرگاہ کے پاس (اس کی ضرورت سے) فالتو پانی ہے لیکن وہ مسافر کو پانی لینے سے روک دے۔ دوسرا وہ آدمی جو صرف دنیوی مفاد کی خاطر کسی امام سے بیعت کرتا ہے۔ اگر امام اس کو اس کی منشا کے مطابق دیتا رہے تو وہ بیعت پر قائم رہتا ہے اور اگر نہ دے تو توڑ دیتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی آدمی سے عصر کے بعد سامان کا بھاؤ کرتا ہے اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس سامان کے بدلے اسے اس قدر رقم ملتی تھی (حالانکہ اسے اتنی رقم نہیں ملتی تھی) دوسرا اس کی تصدیق کر دیتا ہے (اور سامان خرید لیتا ہے)۔"

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث مبارکہ میں اس شخص کی بابت سخت ترین وعید ہے جو محض ذاتی مفاد کی خاطر حاکم وقت کی مخالفت کرتا ہے' اس کے ساتھ کی ہوئی بیعت توڑتا اور اس کے خلاف خروج وغیرہ کرتا ہے۔ اس جرم کے مرتکب کے لیے اس قدر شدید وعید کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ امام وقت کی مخالفت کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کا اتفاق پارا پارا ہو جائے گا اور امت میں شر' فساد اور ظلم پھیلے گا۔ یہ یاد رہے کہ وفائے عہد میں عزت وعفت' مال اور خون' سب چیزوں کی حفاظت شامل ہے۔ ② ہر وہ عمل جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اگر اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول نہ ہو بلکہ اس سے صرف دنیوی فائدے کا حصول مطلوب ہو' تو وہ انسان کے لیے وبال اور اس کی آخرت کی تباہی وبربادی کا سبب ہوتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ "تین شخص" حدیث میں جن تین اشخاص کا ذکر ہے' حدیث نمبر: ۴۴۶۳ میں ان میں سے صرف ایک شخص کا ذکر ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر پانچ شخص بن گئے۔ گویا تین کا لفظ حصر کے لیے نہیں بلکہ یادداشت کے لیے ہے۔ ویسے بھی تین میں زائد کی نفی نہیں۔ احادیث میں کئی مقامات پر ایسے ہے۔ اسے اختلاف پر محمول نہیں کرنا چاہیے بلکہ جو آپ کے ذہن میں تھے یا جن کو آپ نے موقع محل کے مناسب سمجھا' ذکر فرما دیا۔ اس سے باقی کی نفی نہیں ہو گی۔ ④ "پانی سے روک دے" پانی زندگی کی بقا کے لیے اشد ضروری چیز ہے۔ اس کے نہ ملنے سے موت

بھی واقع ہو سکتی ہے، نیز یہ اللہ تعالیٰ نے مفت مہیا کیا ہے، لہٰذا زائد پانی روکنے کا کوئی جواز نہیں، البتہ اگر اپنی ضرورت سے زائد نہ ہو تو روکا جا سکتا ہے لیکن پینے سے نہیں روکا جا سکتا الا یہ کہ اپنے پینے کے لیے رکھا گیا ہو۔
⑤ ''عصر کے بعد'' ممکن ہے یہ قید اتفاقی ہو کیونکہ عصر کے بعد خرید وفروخت زیادہ ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے، یہ قید قصداً ذکر کی گئی ہو کیونکہ عصر دن کا آخر وقت ہے جو انسان کو موت اور قیامت کی یاد دلاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ توبہ واستغفار کا وقت ہے۔ ایسے وقت میں جھوٹی قسمیں کھانا انتہائی قبیح کام ہے۔

(المعجم ٧) - اَلْأَمْرُ بِالصَّدَقَةِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ فِي حَالِ بَيْعِهِ (التحفة ٧)

باب:٧-اس شخص کو صدقہ کرنے کا حکم جو خرید وفروخت کے وقت قصداً قسم نہیں کھاتا (اتفاقاً قسم نکل جاتی ہے)

٤٤٦٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ نَبِيعُ الْأَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَنُسَمِّي أَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّينَا النَّاسُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ لَنَا مِنَ الَّذِي سَمَّيْنَا بِهِ أَنْفُسَنَا فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّهُ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

۴۴۶۸-حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ میں غلے وغیرہ کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور ہم اپنے آپ کو سمسار کہا کرتے تھے۔ لوگ بھی ہمیں اسی لفظ سے موسوم کرتے تھے حتی کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں (بازار میں) تشریف لائے اور ہمیں ایسے نام سے پکارا جو ہمارے رکھے ہوئے نام سے بدرجہا بہتر تھا: آپ نے فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! تمھارے سودوں میں بلا قصد قسمیں اور فضول باتیں واقع ہوتی رہتی ہیں، لہٰذا تم صدقہ کیا کرو۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۸۲۸.

(المعجم ٨) - وُجُوبُ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا (التحفة ٨)

باب:٨-خرید وفروخت کرنے والوں کو جدا ہونے سے پہلے بیع کی واپسی کا اختیار ہے

٤٤٦٨- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢٨، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٥.

٤٤٦٩- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ بَيَّنَا وَصَدَقَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا».

۴۴۶۹- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دو شخص جدا ہونے سے پہلے بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہر بات واضح بیان کر دیں اور سچ بولیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی۔ اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور صورت حال کو چھپائیں تو ان کی بیع سے برکت اٹھ جائے گی۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۴۶۲۔

(المعجم ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى نَافِعٍ فِي لَفْظِ حَدِيثِهِ (التحفة ٨) - أ

باب: ۹- نافع کی حدیث کے الفاظ میں (راویوں کے) اختلاف کا بیان

وضاحت: اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کرنے والے ان کے سات شاگرد ہیں اور ان ساتوں کے بیان کردہ الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ امام نافع رحمہ اللہ سے مذکورہ روایت بیان کرنے والے' ان کے درج ذیل سات شاگرد ہیں: ○ پہلی سند میں (امام) مالك عن نافع۔ ○ دوسری میں عبيدالله عن نافع۔ ○ تیسری میں إسماعيل (ابن أمية) عن نافع۔ ○ چوتھی میں ابن جريج قال: أملى عَلَيَّ نافع۔ ○ پانچویں میں أيوب عن نافع، پھر ليث عن نافع اور ○ ساتویں سند میں يحيى بن سعيد عن نافع۔ ان سات شاگردوں کی بیان کردہ روایات کو سرسری طور پر دیکھنے سے ہی' ان کے بیان کردہ الفاظ کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔

٤٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ

۴۴۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرید وفروخت کرنے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ

---

٤٤٦٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٥٦.

٤٤٧٠_ أخرجه البخاري، البيوع، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ح: ٢١١١، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٧١، والكبرى، ح: ٦٠٥٧.

قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

جدا ہونے سے قبل سودا واپس کرے' البتہ بیع خیار میں ایسے نہیں ہوتا۔"

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث مبارکہ سے خرید وفروخت کرنے والوں کے اختیار کا مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ بائع اور مشتری' دونوں کو اس وقت تک سودا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار حاصل ہے جب تک کہ وہ اس مجلس سے الگ نہ ہو جائیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اختیار ختم ہو جائے گا' تاہم اگر وہ کچھ وقت تک ایک دوسرے کو سوچنے سمجھنے اور سودا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دے دیں تو پھر مقررہ وقت تک اختیار باقی رہے گا۔ وہ وقت گزر جانے کے بعد سودا پکا ہو جائے گا اور اختیار بھی ختم ہو جائے گا۔ ② اس حدیث سے بیع خیار کا' یعنی ایک دوسرے کو یا کسی ایک کا دوسرے کو اختیار دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ③ بیع خیار سے مراد وہ بیع ہے جس میں دونوں میں سے ہر ایک نے بیع کرتے وقت واپسی کا اختیار ختم کر دیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ اگر واپس کرنا ہے تو ابھی کر لو ورنہ واپسی نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں مجلس بیع قائم رہنے کے باوجود اختیار نہیں رہے گا۔ بیع خیار کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں: وہ بیع جس میں زیادہ مدت (مثلاً: تین دن وغیرہ) تک واپسی کا اختیار رکھ لیا گیا ہو تو ایسی بیع میں مجلس برخاست ہونے کے باوجود مقررہ وقت تک واپسی کا اختیار رہے گا۔ دونوں مفہوم صحیح ہیں۔

٤٤٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ خِيَارًا».

۴۴۷۱- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرید وفروخت کرنے والے دو اشخاص جب تک جدا نہ ہوں' واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ بیع خیار ہو۔"

٤٤٧٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

۴۴۷۲- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ

---

٤٤٧١_ أخرجه مسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح:١٥٣١ من حديث يحيى القطان، والبخاري، البيوع، باب كم يجوز الخيار؟، ح:٢١٠٧ من حديث نافع به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٥٨. * عبيدالله هو ابن عمر، ويحيى هو القطان.

٤٤٧٢_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٥٩، انظر الحديثين السابقين. * إسماعيل هو ابن أمية بن عمرو ابن سعيد بن العاص.

حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْبَيْعُ كَانَ عَنْ خِيَارٍ، فَإِنْ كَانَ الْبَيْعُ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو سودا کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں' واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ سودا خیار والا ہو۔ اگر سودے میں اختیار ختم کر دیا گیا ہو تو بیع پکی ہو گئی۔ (اب واپسی کا اختیار نہیں رہے گا' خواہ مجلس قائم بھی ہو)۔''

٤٤٧٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَمْلٰى عَلَيَّ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا تَبَايَعَ الْبَيِّعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ، فَإِنْ كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ».

۴۴۷۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو شخص سودا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اپنی بیع کی واپسی کے بارے میں ایک دوسرے کے جدا ہونے تک اختیار حاصل ہے۔ یا ان کی بیع میں اختیار ختم کر دیا گیا ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو بیع پکی ہو گئی۔ (اب واپسی نہیں ہو گی)۔''

٤٤٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ».

۴۴۷۴- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دو شخص واپسی کا اختیار رکھتے ہیں جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں' یا پھر ان میں سے ایک دوسرے کو بیع کے دوران ہی میں کہہ دے کہ اب پسند کر لو۔ (بعد میں واپسی نہیں ہو گی۔ ایسی صورت میں اختیار نہیں رہے گا)۔''

---

٤٤٧٣ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١/ ٤٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٠.

٤٤٧٤ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا لم يوقت الخيار هل يجوز البيع؟، ح: ٢١٠٩، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦١.

٤٤٧٥- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ» وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ: «أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ».

۴۴۷۵- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیع کرنے والے دو افراد ایک دوسرے سے جدا ہونے تک بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ بیع خیار ہو“ اور کبھی نافع نے کہا (آپ نے فرمایا تھا): ”یا ان میں سے ایک دوسرے کو (بیع کرتے وقت) کہہ دے: اب پسند کر لے (بعد میں واپسی نہیں ہوگی)۔“

٤٤٧٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعَ خِيَارٍ» وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ: «أَوْ يَقُولَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: اِخْتَرْ».

۴۴۷۶- حضرت ابن عمر ؓ سے بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سودا کرنے والے دو شخص ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ اختیار والا سودا ہو۔“ اور کبھی نافع نے کہا (آپ نے فرمایا تھا): ”یا (سودا کرتے وقت) ایک نے دوسرے سے کہہ دیا ہو: ابھی پسند کر لے۔“

٤٤٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا» وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: «مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا أَوْ يُخَيِّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ،

۴۴۷۷- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو شخص سودا کریں تو ان میں سے ہر ایک کو واپسی کا اختیار رہتا ہے حتی کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہوں۔“ ایک اور مرتبہ (نافع نے ان الفاظ سے) بیان کیا کہ (آپ نے فرمایا: ”ان دونوں کو اختیار ہے) جب تک وہ دونوں جدا نہ ہوں اور

٤٤٧٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٢، ومسلم، ح: ١٥٣١ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٤٤٧٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب إذا خير أحدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع، ح: ٢١١٢، ومسلم، (انظر الحديث السابق)، ح: ١٥٣١/ ٤٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٣.

٤٤٧٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٤.

فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، فَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ».

اکٹھے رہیں الا یہ کہ ان میں سے کوئی ایک' دوسرے کو (بیع کے وقت ہی) اختیار دے دے۔ اگر بیع کے وقت ہی ان دونوں میں سے ایک' دوسرے کو اختیار دے دے اور وہ دونوں اس پر سودا کر لیں تو بیع پکی ہو گئی۔ اور اگر سودا کرنے کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اس وقت تک کسی نے بیع واپس نہیں کی تو بیع پکی ہو گئی (اب واپس نہیں ہو گی)۔"

٤٤٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْبَيْعُ خِيَارًا» قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ إِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهُ فَارَقَ صَاحِبَهُ.

۴۴۷۸- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو سودا کرنے والے ایک دوسرے سے جدائی تک اپنی بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ بیع خیار والی ہو۔" نافع نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جب کوئی چیز خریدتے اور وہ چیز ان کو اچھی لگتی تو (سودا کرتے ہی) اپنے ساتھی سے جدا ہو جاتے (تاکہ وہ واپس نہ کر سکے)۔

فائدہ: "جدا ہو جاتے" ویسے ایک دوسری روایت میں اس سے روکا گیا ہے' دیکھیے: (سنن أبي داود' البيوع' حديث:٣٤٥٦' و سنن النسائي' البيوع' حديث:٤٤٨٨) شاید حضرت عبداللہ ؓ کو اس حدیث کا علم نہیں ہو گا۔ واللہ أعلم.

٤٤٧٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ

۴۴۷۹- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو سودا کرنے والے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' ان کا سودا پکا نہیں ہوتا الا یہ کہ وہ سودا کرتے وقت اختیار ختم

---

٤٤٧٨- أخرجه مسلم من حديث عبدالوهاب الثقفي به، انظر الحديث المتقدم:٤٤٧٦، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٦٥.

٤٤٧٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٦٦.

الْخِيَارِ».

کرلیں۔"

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ فِي لَفْظِ هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٨) - ب

باب:١٠-اس حدیث کے الفاظ میں عبداللہ بن دینار پر (راویوں کا) اختلاف

وضاحت: مذکورہ عنوان کا مطلب واضح ہے کہ عبداللہ بن دینار کے شاگرد اس سے مروی روایت کے الفاظ میں اختلاف کرتے ہیں۔ یاد رہے یہ اختلاف رواۃ' سابقہ حدیث عبداللہ بن عمر کے راویوں کے اختلاف جیسا ہرگز نہیں بلکہ اس سے مختلف ہے۔ پہلی سند میں اسماعیل (ابن جعفر) دوسری میں ابن الهاد' تیسری میں سفیان ثوری' چوتھی میں یزید بن عبداللہ' پانچویں میں شعبہ اور چھٹی سند میں سفیان بن عیینہ' عبداللہ بن دینار سے بیان کرتے ہیں۔ عبداللہ بن دینار کے تمام شاگرد [كُلُّ بيعين فلا بيع بينهما حتى يتفرقا إلا بيع الخيار] کے الفاظ کے ساتھ حدیث بیان کرتے ہیں' سوائے سفیان بن عیینہ کے' کہ وہ [البيعان بالخيار مالم يتفرقا' أو يكون بَيعُهُمَا عن خيار] کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ اختلاف الفاظ واضح ہے۔

٤٤٨٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سودا کرنے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک کے لیے سودا پکا نہیں ہوتا حتی کہ وہ جدا ہو جائیں مگر اختیار والا سودا۔"

٤٤٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "سودا کرنے والے دو اشخاص کے درمیان بیع مستقل نہیں ہوتی حتی کہ وہ الگ الگ ہو جائیں علاوہ اختیار والی بیع کے۔"

---

٤٤٨٠_أخرجه مسلم، ح: ٤٦/١٥٣١ عن علي بن حجر به، انظر الحديث المتقدم: ٤٤٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٦٧ . * إسماعيل هو ابن جعفر بن أبي كثير المدني.

٤٤٨١_[صحيح] انظر الحديث السابق، والحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٦٨، وانظر الحديث الآتي برقم: ٤٤٨٣.

٤٤٨٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ [عَبْدِاللهِ] بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۲- حضرت ابن عمر ؓ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع کرنے والے دو افراد کے درمیان بیع پکی نہیں ہوتی حتی کہ وہ الگ الگ ہو جائیں علاوہ بیع خیار کے۔''

٤٤٨٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۳- حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سودا کرنے والے دو افراد کے درمیان سودا مستقل نہیں ہوتا حتی کہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں مگر خیار والی بیع (کا حکم الگ ہے)۔''

٤٤٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ بَهْزِ ابْنِ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ».

۴۴۸۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو سودا کرنے والوں کے درمیان سودا پکا نہیں ہوتا حتی کہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں مگر خیار والی بیع (کا حکم الگ ہے)۔''

٤٤٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۴۴۸۵- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ

---

٤٤٨٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع؟، ح: ٢١١٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٦٩. ✽ مخلد هو ابن يزيد، وقوله: "عمرو بن دينار" تحريف، والصواب "عبدالله بن دينار" كما في السنن الكبرٰى، وتحفة الأشراف وغيرهما.

٤٤٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٤٨١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧١. ✽ بكر هو ابن نصر، وشيخه هو يزيد بن عبدالله بن الهاد.

٤٤٨٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١، ٥٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٠، وهو متفق عليه، انظر الأحاديث السابقة: ٤٤٨٠، ٤٤٨٢ وغيرهما.

٤٤٨٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٩ عن سفيان بن عيينة به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٢.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ».

نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”سودا کرنے والے دو شخص جب تک جدا نہ ہوں' سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ بیع خیار والی ہو۔“

٤٤٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَأْخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْبَيْعِ مَا هَوِيَ وَيَتَخَايَرَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».

۴۴۸۶- حضرت سمرہ ؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”سودا کرنے والے دو شخص ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں' یا پھر ان میں سے ہر ایک اپنی پسند کی بیع کرے۔ اور وہ دونوں تین دفعہ ایک دوسرے کو اختیار دے دیں۔“

**فائدہ:** ”یا پھر ان میں سے ہر ایک“ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو کہہ دے' کہ ابھی پسند کر لو' تمھیں اختیار ہے۔ بعد میں واپس نہیں ہو سکے گی۔ دونوں تین دفعہ اس بات کی صراحت کر لیں' پھر باوجود مجلس قائم ہونے کے واپسی کا اختیار نہیں رہے گا۔ اسی مفہوم کو سابقہ روایات میں بیع خیار کہا گیا ہے۔ بیع خیار کا دوسرا مفہوم حدیث نمبر: ۴۴۷۰ میں بیان ہو چکا ہے۔

٤٤٨٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَيَأْخُذْ أَحَدُهُمَا مَا رَضِيَ مِنْ صَاحِبِهِ أَوْ هَوِيَ».

۴۴۸۷- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سودا کرنے والے دو شخص ایک دوسرے سے جدا ہونے تک بیع کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں۔ یا ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے اس کی حتمی رضامندی معلوم کر لے۔“

**فائدہ:** ”حتمی رضامندی“ یعنی واپسی کا اختیار ختم کر لے جیسا کہ بیع خیار کے مفہوم میں گزرا۔

---

٤٤٨٦_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ح: ٢١٨٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٧٣.

٤٤٨٧_ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٧٤.

(المعجم ١١) - وُجُوبُ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا بِأَبْدَانِهِمَا (التحفة ٩)

باب:١١-سودا کرنے والے دو اشخاص جب تک جسمانی طور پر ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے' ان کو واپسی کا اختیار باقی رہتا ہے

٤٤٨٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

۴۴۸۸-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سودا کرنے والے دونوں شخص (بائع اور مشتری) جدا ہونے تک سودے کی واپسی کا اختیار رکھتے ہیں الا یہ کہ وہ سودے کے دوران میں اختیار ختم کر چکے ہوں۔ اور کسی ایک فریق کو اجازت نہیں کہ وہ سودے کی واپسی کے ڈر سے اپنے ساتھی سے جدا ہو جائے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث تفرق بالابدان' یعنی ایک دوسرے سے جسمانی اور بدنی طور پر الگ ہونے کی صریح دلیل ہے۔ بعض لوگوں کا مسلک ہے کہ کسی مجلس میں سودا طے ہو جانے کے بعد مجلس کے اندر دوسری باتیں شروع ہو جائیں تو اختیار ختم ہو جاتا ہے' یعنی یہ حضرات تفرق بالاقوال کے قائل ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث سے واضح طور پر ان کے اس مسلک کا' جو خالصتاً رائے پر مبنی ہے' رد ہو رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ تفرق بالاقوال والا مسلک ازروئے دلائل مرجوح ہے اور صریح حدیث کے خلاف بھی۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر اسی مجلس میں ایک فریق نے دوسرے کو یہ اختیار دیا ہے کہ جو فیصلہ کرنا ہے ابھی اور اسی وقت کر لو' پھر سودا ہو جاتا ہے تو اب ان کا اختیار ختم ہو جائے گا' خواہ وہ مجلس کتنی دیر ہی برقرار رہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ بائع اور مشتری دونوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں' لہٰذا دونوں میں سے کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ سودا پکا کرنے کے لیے جلدی کرے اور طے ہوتے ہی دونوں میں سے کوئی ایک اس مجلس سے فوراً چلا جائے اور دوسرے فریق کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ دے۔

٤٤٨٨ـ [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في خيار المتبايعين، ح:٣٤٥٦، والترمذي، ح:١٢٤٧ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرى، ح:٦٠٧٥، وصححه ابن الجارود، ح:٦٢٠، ورواه بكير بن عبدالله بن الأشج عن عمرو بن شعيب به، عند الدارقطني: ٣/ ٥٠ وغيره.

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اپنے فیصلے پر نادم ہوگا اور پچھتائے گا' اس لیے یہ ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی کو غور وفکر کی مہلت دے۔ ④ "واپسی کے ڈر سے" کسی کو دھوکے میں رکھنا جائز نہیں چونکہ مجلس برقرار رکھنے تک واپسی کا حق ہے۔ اس حق کو زائل کرنے کی کوشش بھی حق تلفی میں آتی ہے۔ فریق ثانی سے خیر خواہی اور خلوص کا تقاضا یہ ہے کہ اسے اس کا حق استعمال کرنے کا پورا موقع دیا جائے۔ حدیث کے آخری الفاظ اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ یہاں خیار مجلس ثابت کیا جا رہا ہے اور جب تک وہ جسمانی طور پر اکٹھے ہیں' یہ حق باقی رہتا ہے ورنہ جدا ہونے سے روکنے کے کیا معنی؟

## (المعجم ١٢) - اَلْخَدِيعَةُ فِي الْبَيْعِ (التحفة ١٠)

## باب:١٢-سودے میں دھوکا لگتا ہو تو؟

٤٤٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بِعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَاعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

۴۴۸۹-حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ (اکثر و بیشتر) اس کے ساتھ سودے میں دھوکا اور فریب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو سودا کرنے لگے تو کہہ دیا کر: دھوکا نہیں چلے گا۔" پھر وہ آدمی جب بھی سودا کرتا تو کہہ دیا کرتا تھا کہ دھوکا نہیں چلے گا۔

فائدہ: سنن بیہقی (۲۷۳/۵) کی روایت میں ہے: "پھر تجھے تین دن تک سودے کی واپسی کا اختیار ہوگا۔" گویا جب سودے میں تنبیہ کر دی جائے کہ دھوکا نہیں چلے گا' یعنی دھوکا نہ کرنا' میں سادہ آدمی ہوں۔ اس کے باوجود فریق ثانی چالاکی دکھا جائے تو اس سادہ شخص کو تین دن تک واپسی کا اختیار رہے گا۔ بعض فقہاء نے یہ رعایت صرف اسی شخص سے خاص کی ہے جس سے یہ مسئلہ صادر ہوا تھا' حالانکہ اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔ کیا سادہ لوگوں کو اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں؟ یا ان کو دھوکا دینا شرعاً جائز ہے؟ اسلام تو ایسی خود غرضی کی اجازت نہیں دیتا' لہٰذا چالاک لوگوں کی بجائے سادہ مومنوں کی حمایت کرنی چاہیے اور دھوکا دینے والوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور وہ مندرجہ بالا صورت ہی میں ہے۔

---

٤٤٨٩- أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع، ح:٢١١٧ من حديث مالك، ومسلم، البيوع، باب من يخدع في البيع، ح:١٥٣٣ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٥، والكبرٰى، ح:٦٠٧٦.

٤٤٩٠- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ كَانَ يُبَايِعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! أُحْجُرْ عَلَيْهِ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللهِ ﷺ فَنَهَاهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، قَالَ: «إِذَا بِعْتَ فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ».

۴۴۹۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کی سوجھ بوجھ میں کچھ کمی تھی۔ وہ سودے کیا کرتا تھا (اور نقصان اٹھاتا تھا) اس کے گھر والوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس پر سودے کرنے کی پابندی لگا دیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اسے سودے کرنے سے منع فرمایا۔ اس شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں سودا کرنے سے نہیں رک سکوں گا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو سودا کرے تو کہہ دیا کر: دھوکا نہیں ہونا چاہیے۔ (ورنہ سودا واپس ہو جائے گا)۔''



فوائد ومسائل: ① تجارت اور سوداگری میں دھوکا دینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ایسا تاجر جو لوگوں کو خرید وفروخت میں دھوکا دیتا ہے وہ ان کا مال باطل طریقے سے کھاتا ہے اور یہ حرام ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک فریق کی طرف سے بھی کوئی ایسی شرط ہو جو شرعاً جائز ہو تو وہ معتبر ہو گی۔ نہ صرف شرط معتبر ہوگی بلکہ اس کی وجہ سے سودا فسخ اور ختم کرنے کا اختیار بھی اسے حاصل ہوگا۔ ③ یہ حدیث اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ خبر واحد قطعی طور پر حجت ہے۔ ④ معقول عذر کی وجہ سے بالغ شخص پر تجارت نہ کرنے کی پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔ ⑤ ''دھوکا نہیں ہونا چاہیے'' گویا کہا جا رہا ہے: اگر دھوکا ہوگا تو سودا واپس ہوگا۔ اگر صراحتاً واپسی کی شرط لگانے سے واپسی ہو سکتی ہے تو کنایۃً واپسی کی شرط سے واپسی میں کیا حرج ہے؟

## (المعجم ١٣) - اَلْمُحَفَّلَةُ (التحفة ١١)

## باب: ۱۳- وہ جانور جس کا دودھ دوہنا (دھوکا دینے کے لیے) روک دیا جائے

٤٤٩١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۴۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

٤٤٩٠- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء فيمن يخدع في البيع، ح: ١٢٥٠ عن يوسف بن حماد البصري به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٧٧، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٦٨، والحاكم: ٤/ ١٠١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما، انظر الحديث السابق. * سعيد هو ابن أبي عروبة، وعبدالأعلى هو ابن عبدالأعلى.

٤٤٩١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧٣ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ٨/ ١٩٨، ح: ١٤٨٦٤، والكبرى، ح: ٦٠٧٨. * أبوكثير هو يزيد بن عبدالرحمٰن بن أذنية، ثقة.

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوكَثِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَاعَ أَحَدُكُمُ الشَّاةَ أَوِ اللَّقْحَةَ فَلَا يُحَفِّلْهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بکری یا دودھ والی اونٹنی بیچنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اس کا دودھ دوہنا بند نہ کرے۔''

فائدہ: ''بیچنے کا ارادہ رکھتا ہو'' تاکہ خریدنے والے کو دھوکا نہ لگے' البتہ اگر بیچنے کا پروگرام نہ ہو اور دودھ تھوڑا ہو تو ناغہ کر کے دودھ دوہا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے کسی کو دھوکا دینا مقصود نہیں۔ بعض کا خیال ہے دودھ پستانوں میں جمع رکھنے سے جانور کو تکلیف ہوتی ہے' لہٰذا دودھ دوہتے رہنا چاہیے لیکن یہ شرعی کی بجائے طبی مسئلہ ہے۔

(المعجم ١٤) - اَلنَّهْيُ عَنِ الْمُصَرَّاةِ وَهُوَ أَنْ يُرْبَطَ أَخْلَافُ النَّاقَةِ أَوِ الشَّاةِ وَتُتْرَكَ مِنَ الْحَلْبِ يَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ حَتَّى يَجْتَمِعَ لَهَا لَبَنٌ فَيَزِيدَ مُشْتَرِيهَا فِي قِيمَتِهَا لِمَا يَرٰى مِنْ كَثْرَةِ لَبَنِهَا (التحفة ١٢)

باب:۱۴- تصریہ منع ہے' وہ یہ ہے کہ اونٹنی یا بکری کے تھن باندھ دیے جائیں اور دو تین دن دودھ دوہنا چھوڑ دیا جائے تاکہ دودھ جمع ہو جائے اور خریدنے والا دودھ زیادہ سمجھ کر جانور کی زیادہ قیمت لگائے

٤٤٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ، مَنِ ابْتَاعَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، فَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعُ تَمْرٍ».

۴۴۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''غلے والے قافلوں کو (منڈی سے باہر جا کر) خرید وفروخت کے لیے نہ ملو اور اونٹنی یا بکری کا دودھ نہ روکو۔ جو شخص ایسا جانور خرید لے تو اسے (دودھ دوہنے کے بعد) دو چیزوں میں سے بہتر کا اختیار ہے۔ اگر چاہے تو جانور رکھ لے اور اگر واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے۔''

---

٤٤٩٢- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٢، ٢٤٣ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٧٩، وهو متفق عليه، أخرجه البخاري، ح: ٢١٥٠، ومسلم، ح: ١٥١٥/ ١١ من حديث مالك عن أبي الزناد به.

**فوائد ومسائل:** ① بیع المصراۃ، ناجائز اور حرام ہے کیونکہ اس میں دھوکا اور فریب ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ ② اس حدیث کی بابت امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دھوکا دہی سے ممانعت' عیب کا پتا چلنے کے بعد خریدار کو چیز واپس کرنے کے اختیار اور مدتِ اختیار کے تعین میں اصل ہے' نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصل بیع حرام نہیں (الا یہ کہ خریدار اس سے راضی نہ ہو' مطلب یہ کہ پوشیدہ عیب کا علم ہو جانے کے بعد بھی اگر خریدار سودا واپس نہ کرنا چاہے' یعنی سودا فسخ نہ کرنا چاہے تو اسے' اس کا اختیار حاصل ہے کہ وہ سودا فسخ نہ کرے۔) ③ جانور کے تھنوں میں دودھ' اس لیے روکا جاتا ہے تاکہ خریدار کو یہ معلوم ہو کہ جانور دودھیل (بہت دودھ دینے والا) ہے۔ اس طرح کے فریب کی وجہ سے خریدار زیادہ قیمت دینے پر تیار ہو جاتا ہے۔ ④ تصریہ کی تفسیر باب میں بیان ہو چکی ہے۔ چونکہ اس کا مقصد خریدار کو دھوکا دینا ہے اور ایسا دھوکا لگنا بہت ممکن ہے' لہٰذا شریعت نے خریدار کو سودے کی منسوخی کا اختیار دیا ہے۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں' البتہ احناف کو یہ بات اصول کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ طے شدہ سودے کو ایک فریق کیسے منسوخ کر سکتا ہے؟ حالانکہ دھوکا ایک بہت بڑا سبب ہے جو کسی بھی عقد کو فسخ کر سکتا ہے۔ خود احناف عیب کی بنا پر سودے کے فسخ کے قائل ہیں۔ اگر عیب معلوم ہونے سے سودا فسخ ہو سکتا ہے تو دھوکا معلوم ہونے سے سودا فسخ کیوں نہیں ہو سکتا؟ ⑥ ''کھجوروں کا ایک صاع'' اس دودھ کا معاوضہ جو پہلے مالک کے پاس ہوتے ہوئے جانور کے تھنوں میں جمع ہو چکا تھا اور خریدار نے وہ دودھ استعمال کیا۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ دودھ تو کم وبیش ہو سکتا ہے' معاوضہ متعین کیوں کر دیا گیا؟ تو یہ دراصل قطع نزاع کے لیے ہے ورنہ قیمت کے تعین میں باہمی اختلاف ہو سکتا ہے۔ شریعت اس مسئلے میں ہم سے زیادہ سمجھ دار ہے۔ تبھی پیٹ کا بچہ ضائع کر دینے کی صورت میں شریعت نے ایک غلام یا گھوڑا معاوضہ مقرر کیا ہے۔ وہ بچہ پانچ ماہ کا بھی ہو سکتا ہے' نو ماہ کا بھی۔ اور یہ ضروری نہیں کہ غلام اور گھوڑے کی قیمت برابر ہو۔ بلکہ غلام اور غلام' نیز گھوڑے اور گھوڑے کی قیمت بھی برابر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح شریعت نے ہاتھوں اور پاؤں کی ہر ہر انگلی کی دیت دس دس اونٹ مقرر کر رکھی ہے' خواہ وہ چھنگلی ہو یا انگوٹھا' خواہ ہاتھ سے ہو یا پاؤں سے' حالانکہ سب کی جسامت اور مفاد برابر نہیں۔ اور اونٹوں کی قیمت بھی ایک جیسی نہیں۔ صاع کیوں مقرر کیا گیا؟ حتی کہ انھوں نے اپنا غصہ راویٔ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بھی جھاڑا ہے کہ وہ فقیہ نہیں تھے۔ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر چار سال تک صبح وشام رسول اللہ ﷺ سے فیض یاب ہونے والے وہ صحابی فقیہ نہیں بنے تو آپ حضرات کی فقاہت کی سند کیا ہے؟ چاند پر نہیں تھوکنا چاہیے ورنہ اپنا منہ بھی دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔ چاند کا کچھ نہیں بگڑتا' نیز یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ نہیں کہ ان پر اعتراض کیا جائے بلکہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جسے انھوں نے نقل فرمایا ہے' نیز یہ روایت تو احناف کے مسلمہ فقیہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی آتی ہے۔ اب اپنے گھر کو تو ڈھانے سے رہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ صحیح سند سے ثابت فرمانِ رسول کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا جائے اور شریعت کی باریکیوں کو شارع علیہ السلام کی بصیرت کے

حوالے کر دیا جائے کہ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔ مختصر آیہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے جانور کے ساتھ ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ اس جانور سے حاصل ہونے والے دودھ کا معاوضہ ہو جائے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب خریدار نے وہ جانور خریدا تھا تو کچھ دودھ اس کی ملکیت میں آنے سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور کچھ دودھ ملکیت میں آنے کے بعد پیدا ہوا ہے لیکن یہ قطعاً معلوم نہیں ہو سکتا کہ کتنے دودھ کی قیمت خریدار نے ادا کی ہے اور کتنا دودھ نیا ہے' اس لیے دودھ یا اس کی قیمت واپس کرنا ممکن ہی نہیں تھا' لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس دودھ کے مقابلے میں ایک صاع کھجوریں مقرر فرما دیں تاکہ مشتری اور بائع کے درمیان اختلاف پیدا نہ ہو۔ خریدنے والے شخص کو جو دودھ حاصل ہوا ہے یہ صاع اس کا معاوضہ بن جائے گا۔ اس معاملے میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ دودھ' معاوضے سے زیادہ تھا یا تھوڑا۔ حقیقت یہ ہے کہ دودھ کم تھا یا زیادہ' اس کو معلوم کرنے کا کوئی آلہ اور پیمانہ وجود میں آیا ہے نہ آ ہی سکتا ہے۔ واللّٰہ أعلم. ⑥ جن علاقوں میں کھجور فراواں نہیں ہوتی' وہاں اس علاقے کی عام خوراک دی جا سکتی ہے' مثلاً: ہمارے علاقے میں گندم دی جا سکتی ہے۔ یہاں تو کھجوروں کا صاع بہت مہنگا ہو گا۔ کھجور کا تعین عرب علاقے کی مناسبت سے ہے کہ وہاں کھجور عام خوراک تھی اور باآسانی اور بہ افراط ملتی تھی' جیسے ہمارے ہاں گندم ہے۔ لیکن اس میں بھی مستحب یہی ہے کہ پورا صاع گندم دی جائے۔ اور اسی طرح جس علاقے کی خوراک چاول ہو' وہاں ایک صاع چاول دیے جا سکتے ہیں۔ واللّٰہ أعلم.

٤٤٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً فَإِنْ رَضِيَهَا إِذَا حَلَبَهَا فَلْيُمْسِكْهَا، وَإِنْ كَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ».

۴۴۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا تو (اس دھوکے کا پتا چل جانے پر) وہ (خریدار) چاہے تو اسے رکھ لے' چاہے واپس کر دے (لیکن واپسی کی صورت میں) اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دینا ہو گا۔''

٤٤٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۴۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

---

٤٤٩٣_ أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصراة، ح: ١٥٢٤ من حديث داود به، وعلقه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر والغنم وكل محفلة، ح: ٢١٤٨ من حديث موسى بن يسار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٠.

٤٤٩٤_ أخرجه مسلم، ح: ٢٦/١٥٢٤ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً أَوْ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا، وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ».

ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ تھنوں میں جمع کیا گیا تھا' اسے تین دن تک اختیار رہتا ہے' چاہے تو رکھ لے' چاہے واپس کر دے اور ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے دے۔ گندم کا نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''ابوالقاسم'' یہ رسول اللہ ﷺ کی کنیت تھی' یا تو آپ کے بڑے بیٹے قاسم کی نسبت سے یا اس لیے کہ آپ اللہ کے حکم سے علم اور مال تقسیم فرماتے تھے۔ تقسیم کرنے والے کو بھی قاسم کہا جاتا ہے۔ عربوں میں کنیت کا عام رواج تھا۔ جب کسی کا احترام مقصود ہوتا تھا تو اسے کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ ② ''تین دن تک'' کیونکہ اتنے دنوں میں اصل دودھ کا پتا چل جاتا ہے اور دھوکا واضح ہو جاتا ہے۔ ③ ''گندم کا نہیں'' کیونکہ اس وقت عرب میں گندم بہت مہنگی تھی۔ خال خال کسی کے پاس تھوڑی بہت ہوتی تھی جیسے آج کل ہمارے ہاں کھجوریں ہیں' لہٰذا گندم کی نفی اس علاقے کے لحاظ سے ہے نہ کہ ہمارے علاقے کے لحاظ سے جہاں کی عام خوراک گندم ہے بلکہ یہاں گندم دی جائے گی۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٥) - اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ (التحفة ١٣)

## باب: ۱۵- نفع اس کو ملے گا جو چیز کا ضامن ہو

٤٤٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَوَكِيعٌ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ.

۴۴۹۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ کسی چیز کا نفع اس کو ملے گا جو اس چیز کا ضامن ہوگا۔

فائدہ: مثلاً: کسی شخص نے کوئی جانور خریدا' چند دن کے بعد اس میں عیب یا دھوکے کا انکشاف ہوا تو بیع واپس ہوگئی مگر جتنے دن وہ جانور خریدار کے پاس رہا' اس سے حاصل ہونے والا دودھ وغیرہ اسی کا ہوگا کیونکہ ان دنوں

---

٤٤٩٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الخراج بالضمان، ح: ٢٢٤٢ من حديث وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٨١، وقال الترمذي، ح: ١٢٨٥ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٧، وابن حبان، ح: ١١٢٥ وغيرهما. * مخلد حسن الحديث (نيل المقصود، ح: ٣٥٠٨).

اگر اس جانور کا نقصان ہو جاتا تو خریدار کے ذمے پڑتا۔ اسی طرح ان دنوں کے دوران میں خوراک وغیرہ بھی اسی کی ذمہ داری تھی۔

(المعجم ١٦) - بَيْعُ الْمُهَاجِرِ لِلْأَعْرَابِيِّ (التحفة ١٤)

باب:١٦-شہری آدمی کا اعرابی کی چیز بیچنا

٤٤٩٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيعَ مُهَاجِرٌ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَعَنِ التَّصْرِيَةِ وَالنَّجْشِ، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ، وَأَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا.

۴۴۹۶- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی تاجر تجارتی قافلے کو منڈی سے باہر جا کر ملے' یا کوئی شہری کسی اعرابی (دیہاتی) کی کوئی چیز بیچے' یا کوئی اپنے جانور کا دودھ روکے' یا کوئی شخص ناجائز بھاؤ بڑھائے یا کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرے۔ یا کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے۔

فوائد ومسائل: ① ''باہر جا کر ملے'' یہ ایک طریقہ تھا تجارتی قافلے کو دھوکے میں رکھنے کا کہ منڈی میں داخل ہونے سے پہلے آگے جا کر تجارتی قافلے کے ساتھ سودے کر لیے جائیں تا کہ قافلے والوں کو منڈی کے بھاؤ کا علم نہ ہو سکے اور ان سے سستا مال خرید لیا جائے۔ دراصل اس میں دھوکا مقصود ہے' لہٰذا شریعت نے اس سے منع فرما دیا بلکہ قافلے کو منڈی میں آنے دیا جائے' پھر ان سے سودے کیے جائیں۔ ② ''کوئی شہری کسی اعرابی'' حدیث میں لفظ مہاجر استعمال ہوا ہے کیونکہ اس وقت اکثر مہاجر ہی تجارت کرتے تھے' انصار تو زمیندار تھے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ شہری آدمی دیہاتی کا سامان نہ بیچے کیونکہ اس سے مہنگائی پیدا ہوگی۔ آخر شہری نے اپنا کمیشن بھی تو نکالنا ہے۔ اگر دیہاتی خود اپنا سامان بیچے گا تو ظاہر ہے' وہ سستا بیچے گا کیونکہ اس نے اسی دن بیچ کر گھر واپس جانا ہوتا ہے جبکہ شہری اسے کہتا ہے کہ سامان میرے پاس رکھ چھوڑو' جب بھاؤ تیز ہوگا تو میں بیچ دوں گا۔ اس طریقے سے مہنگائی بڑھتی ہے' اس لیے منع فرمایا۔ ہاں' اگر شہری دیہاتی کے لیے کوئی چیز خریدے تو اجازت ہے کیونکہ اس سے مہنگائی نہیں ہوگی بلکہ وہ سستی چیز خریدے گا تا کہ کچھ اپنے لیے بھی بچا سکے۔

---

٤٤٩٦_ أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الطلاق، ح:٢٧٢٧، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه وسومه على سومه ... الخ، ح:١٥١٥/١٢ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٦٠٨٢.

③ ”بھاؤ بڑھانے“ کسی آدمی کی نیت چیز خریدنے کی نہیں لیکن وہ جان بوجھ کر ایک چیز کا بھاؤ زیادہ لگاتا ہے تاکہ اصل خریدار کو دھوکا دیا جا سکے اور وہ مہنگی خریدے۔ عام طور پر ایسے لوگ دکاندار کے ایجنٹ ہوتے ہیں جو کمیشن لیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی دھوکا ہے' اس لیے منع کیا گیا ہے۔ ④ ”طلاق کا مطالبہ کرے“ کوئی عورت نکاح کے موقع پر یا بعد میں یہ شرط لگائے کہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے۔ یا پہلی بیوی دوسری بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں بھی خودغرضی اور حسد کارفرما ہے۔ ہر عورت کا اپنا نصیب ہے جس پر اسے قناعت کرنی چاہیے۔

## (المعجم ١٧) - بَيْعُ الْحَاضِرِ لِلْبَادِيِّ (التحفة ١٥)

## باب:١٧-شہری کے لیے دیہاتی کا مال بیچنا جائز نہیں

٤٤٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَبَاهُ أَوْ أَخَاهُ.

۴۴۹۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال بیچے اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہو۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۴۹۶ کا فائدہ نمبر: ۲۔

٤٤٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ نُوحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ.

۴۴۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں منع فرمایا گیا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سامان بیچے اگرچہ وہ اس کا باپ یا بھائی ہو۔

---

٤٤٩٧- [صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في النهي أن يبيع حاضر لباد، ح: ٣٤٤٠ من حديث يونس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٣، وانظر الحديث الآتي فإنه شاهد له.

٤٤٩٨- أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ٢١/١٥٢٣ من حديث يونس بن عبيد، والبخاري، البيوع، باب: يشتري حاضر لباد بالسمسرة، ح: ٢١٦١ من حديث محمد بن سيرين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٤.

٤٤٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۴۴۹۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں روکا گیا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان بیچے۔

٤٥٠٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۴۵۰۰-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے بلکہ لوگوں کو خود بیچنے دو تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسرے سے رزق عطا فرمائے۔“

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ معاملات فطری طریقے سے جاری رہنے چاہئیں۔ مصنوعی طریقے سے قلت پیدا کر کے یا ذخیرہ اندوزی کے ذریعے سے مہنگائی پیدا نہیں کرنی چاہیے بلکہ جوں جوں پیداوار آتی جائے' بازار میں فروخت ہوتی جائے اور ضرورت مند لوگوں تک پہنچتی رہے۔ ظاہر ہے اگر شہری دیہاتی کا مال بیچے گا تو ذخیرہ اندوزی کرے گا اور مصنوعی قلت پیدا کرے گا تا کہ پیداوار مہنگی فروخت ہو اور اس کا اپنا فائدہ ہو۔

٤٥٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ».

۴۵۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سودے کرنے کے لیے تجارتی قافلوں کو منڈی سے باہر جا کر نہ ملو۔ اور کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور ناجائز بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ اور شہری دیہاتی کا مال نہ بیچے۔“

---

٤٤٩٩ـ أخرجه البخاري، السابق، ومسلم، ح: ٢/١٥٢٣ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٥. * محمد هو ابن سيرين.

٤٥٠٠ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٢ من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٨٦.

٤٥٠١ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر والغنم وكل محفلة، ح: ٢١٥٠، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه ... الخ، ح: ١١/١٥١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٣، ٦٨٤، والكبرٰى، ح: ٦٠٨٧.

● ٤٥٠٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ ابْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّلَقِّي، وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۴۵۰۲-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھاؤ بڑھانے، تجارتی قافلوں کو آگے جا کر ملنے اور شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: تفصیلات حدیث: ۴۴۹۶ میں بیان ہو چکی ہیں۔

## (المعجم ١٨) - اَلتَّلَقِّي (التحفة ١٦)

## باب: ۱۸-تجارتی قافلے کو منڈی سے باہر جا کر ملنا

٤٥٠٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ التَّلَقِّي.

۴۵۰۳-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی تاجر منڈی سے باہر جا کر تجارتی قافلے کو ملے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث: ۴۴۹۶، فائدہ: ۱۔

٤٥٠٣ب- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ حَتّٰى يَدْخُلَ بِهَا السُّوقَ؟ فَأَقَرَّ بِهِ أَبُو أُسَامَةَ وَقَالَ: نَعَمْ.

۴۵۰۳ (ب)- اسحاق بن ابراہیم نے ابو اسامہ سے پوچھا: کیا آپ کو (مندرجہ ذیل حدیث) عبیداللہ نے بواسطہ نافع ابن عمر سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تجارتی قافلوں کو آگے جا کر ملنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ بازار میں (غلہ لے کر) پہنچ جائیں؟ تو

---

٤٥٠٢_[إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٦٠٨٨، وأصله متفق عليه، انظر الحديث الآتي.

٤٥٠٣_أخرجه البخاري، ح:٢١٦٧ بألفاظ أخرى، وأخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح:١٥١٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح:٦٠٨٩ . أخرجه البخاري، ح:٢١٦٦ من حديث نافع به * عبيدالله هو ابن عمر.

٤٥٠٣ب_أخرجه مسلم من حديث عبيدالله بن عمر به، (انظر الحديث السابق) وهو في الكبرى، ح: ٦٠٩٠.

ابواسامہ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا: جی ہاں۔

٤٥٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

۴۵۰۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی تاجر منڈی اور بازار سے باہر ہی تجارتی قافلے کو ملے یا کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال بیچے۔ (راویٔ حدیث جناب طاؤس نے کہا کہ) میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا: شہری کو دیہاتی کا مال بیچنے سے روکنے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: وہ اس کا دلال نہ بنے۔

فائدہ: ''دلال نہ بنے'' یعنی کمیشن لے کر اس کی چیز نہ بیچے کیونکہ اس طرح مہنگائی ہوگی۔ کمیشن کی رقم بھی تو اس چیز کی قیمت میں شامل ہوگی۔ ہاں! اگر وہ ازراہ ہمدردی دیہاتی کا سامان بیچے تاکہ اسے اپنی سادگی کی بنا پر کوئی نقصان نہ ہو اور اس سے کمیشن وصول نہ کرے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح مہنگائی کا خطرہ نہیں۔ کمیشن ہی مہنگائی کا سبب ہے۔ دلال کو آج کل کمیشن ایجنٹ کہا جاتا ہے۔

٤٥٠٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ الْقُرْدُوسِيُّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ، فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ، فَإِذَا أَتٰى سَيِّدُهُ السُّوقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ».

۴۵۰۵- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''تجارتی قافلوں کو منڈی سے باہر جا کر نہ ملو۔ اگر کوئی تاجر منڈی سے باہر جا کر ملے گا اور قافلے سے کوئی چیز خریدے گا تو جب قافلہ بازار میں پہنچے گا' مالک کو اختیار ہوگا کہ وہ سودا واپس کرلے۔''

فائدہ: ''واپس کرلے'' کیونکہ تاجر نے اس سے دھوکا کیا ہے اور دھوکا شریعت میں جائز نہیں' لہٰذا وہ بیع فسخ

---

٤٥٠٤ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح:١٥٢١ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، البيوع، باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟ . . . الخ، ح:٢١٥٨ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٩١.

٤٥٠٥ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم تلقي الجلب، ح:١٥١٩/ ١٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٠٩٢.

ہو سکتی ہے بشرطیکہ مالک کو یہ محسوس ہو کہ مجھے دھوکا دے کر مال بازار سے کم قیمت پر خریدا گیا ہے۔

(المعجم ١٩) - سَوْمُ الرَّجُلِ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ (التحفة ١٧)

باب:۱۹- اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا

٤٥٠٦- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبِيعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يُسَاوِمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِيءَ مَا فِي إِنَائِهَا وَلْتُنْكِحْ فَإِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللهُ لَهَا».

۴۵۰۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے' دھوکے سے بھاؤ نہ بڑھاؤ' کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت اپنی (سوکن) بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ بھی نکاح کرے جو اس کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے' اسے مل جائے گا۔“

**فوائد ومسائل:** ① مصنف رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرے۔ یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ سودے میں خرید وفروخت' دونوں چیزیں ہی آتی ہیں۔ تفصیل اس طرح ہے کہ کوئی شخص خریدار سے یہ کہے کہ اس سے یہ چیز نہ خرید۔ میں تجھے اس سے سستی دیتا ہوں اور نہ کوئی بیچنے والے سے یہ کہے کہ اسے نہ بیچ' میں یہ چیز اس سے زیادہ قیمت میں تجھ سے خرید لوں گا۔ یہ دونوں کام حرام ہیں۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس سے بھی روکتی ہے کہ کسی دیہاتی شخص کی چیز کوئی شہری بیچے' اس لیے کہ شہری کے لیے حرام ہے کہ وہ دیہاتی سے کہے کہ تو اپنا مال میرے پاس رکھ دے جب قیمت زیادہ ہو جائے گی' میں تیری چیز مہنگے داموں بیچ دوں گا۔ ہاں' اگر دیہاتی شخص کو منڈی وغیرہ کے بھاؤ کا کوئی علم نہیں یا یہ خطرہ ہے کہ خریدار اسے ”پینڈو“ سمجھتے ہوئے دھوکا دے کر اس کی چیز سستے داموں اس سے خرید لے گا اور اسے لاعلمی کی وجہ سے اپنی چیز کی اصل اور مناسب قیمت بھی نہیں ملے گی اور کوئی شہری از راہِ ہمدردی اس کا سودا' کماحقہ' مناسب قیمت کے عوض بیچ دے تو یہ عمل قابل تعریف ہے اور ایسا شخص

---

٤٥٠٦- أخرجه البخاري، الشروط، باب ما لا يجوز من الشروط في النكاح، ح: ٢٧٢٣، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣/ ٥٣ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٠٩٣، وتقدم طرفه، ح: ٣٢٤٣.

عنداللہ اجر وثواب کا حق دار ہے۔ ممانعت وہاں ہے جہاں شہری اپنا اُلو سیدھا کرنے کے چکر میں ہو دیہاتی کی خیر خواہی سرے سے مطلوب ہی نہ ہو۔ ③ یہ حدیث مبارکہ بیع نجش کی حرمت کی بھی دلیل ہے۔ بیع نجش کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص کا مقصد چیز خریدنا بالکل نہیں ہوتا لیکن وہ سودا کرنے والوں کے پاس آ کر وہ بکنے والی چیز کی زیادہ قیمت لگا دیتا ہے تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے اور ایک کم قیمت چیز زیادہ قیمت میں خرید لے۔ ایسے عموماً دکانداروں کے "پالتو" ایجنٹ ہی ہوتے ہیں وہ اپنی اس ناجائز حرکت اور غیر شرعی کام کے باقاعدہ پیسے لیتے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر وہ صورت ناجائز اور حرام ہے جس سے دوسرے مسلمان کو نقصان پہنچانا مقصود ہو اور وہ صورت جائز اور ممدوح ہے جس میں دوسرے مسلمان کی خیر خواہی مطلوب ہو اور اس سے شریعت کا کوئی تقاضا بھی مجروح نہ ہوتا ہو۔ واللہ أعلم. ④ یہ حدیث مبارکہ اس اہم اصول کی بھی صریح دلیل ہے کہ شریعت نے ہر اس سبب اور ذریعے کو قطعی طور پر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے جو باہمی بغض وعناد کی طرف لے جانے والا ہو یا بخیلی حسد اور کینے وغیرہ تک پہنچا دینے والا ہو۔ الغرض! شریعت مطہرہ نے ہر وہ دروازہ مسدود کر دیا ہے جو مذکورہ یا ان جیسی دیگر اشیاء کی طرف کھلتا ہو۔ ⑤ "برتن انڈیل دے" یعنی اس کو نکاح کے فوائد سے محروم کر دے۔ باقی دیکھیے روایت: ۳۲۹۶.

## (المعجم ٢٠) - بَابُ بَيْعِ الرَّجُلِ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ (التحفة ١٨)

## باب: ۲۰- اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا کرنا

٤٥٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ وَاللَّيْثُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَبِيعُ أَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ».

۴۵۰۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔"

٤٥٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ

۴۵۰۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع

---

٤٥٠٧ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ٢١٣٩، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه . . . الخ، ح: ١٤١٢ بعد، ح: ١٥١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٨٣، والكبرٰى، ح: ٦٠٩٤.

٤٥٠٨ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٥، وأخرجه مسلم، ح: ١٤١٢/ ٥٠ من حديث عبيدالله بن عمر به مختصرًا.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَبْتَاعَ أَوْ يَذَرَ».

پر بیع نہ کرے حتی کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۴۹۶' فائدہ: ۳

(المعجم ٢١) - اَلنَّجْشُ (التحفة ١٩)

باب: ۲۱- نجش' یعنی بھاؤ بڑھانے کا حیلہ کرنا

٤٥٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

۴۵۰۹- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حیلے کے ساتھ بھاؤ بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۴۴۹۶، فائدہ: ۳.

٤٥١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَزِيدُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ الْأُخْرٰى لِتَكْتَفِيءَ مَا فِي إِنَائِهَا».

۴۵۱۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے۔ بھاؤ بڑھانے کا حیلہ نہ کرو۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے طے شدہ سودے سے زیادہ کا لالچ نہ دے اور کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے۔''

---

٤٥٠٩ـ أخرجه البخاري، الحيل، باب ما يكره من التناجش، ح:٦٩٦٣ عن قتيبة، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، وسومه على سومه ... الخ، ح:١٥١٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٦٨٤، والكبرى، ح:٦٠٩١.

٤٥١٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٤/ ١٧١، ح:٣٠٢٨ من حديث بشر بن شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح:٦٠٩٦، ٦٠٩٧، انظر الحديث المتقدم: ٤٥٠٦.

٤٥١١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَزِيدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِيءَ بِهِ مَا فِي صَحْفَتِهَا».

۴۵۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے۔ بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ کوئی شخص اپنے بھائی کے طے شدہ سودے پر اضافے کا لالچ نہ دے اور کوئی عورت اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے۔“

فائدہ: ”اضافے کا لالچ نہ دے“ یعنی ایک شخص سودا طے کر چکا ہے۔ اب کوئی اور شخص دکان دار کو زیادہ قیمت کا لالچ دے کر سابقہ سودا منسوخ کرنے اور اپنے ساتھ نیا سودا کرنے کی ترغیب دے، یہ منع ہے کیونکہ اس میں پہلے شخص کی حق تلفی ہے جو سودا کر چکا ہے۔ ایسی صورت میں دوسرا سودا معتبر نہیں ہوگا بلکہ کالعدم ہوگا۔

## (المعجم ٢٢) - اَلْبَيْعُ فِيمَنْ يَزِيدُ (التحفة ٢٠)

## باب:۲۲- نیلامی والی بیع

٤٥١٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَاعَ قَدَحًا وَحِلْسًا فِيمَنْ يَزِيدُ.

۴۵۱۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ نیلامی کے ذریعے سے بیچا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک انصاری آدمی آپ کے پاس کچھ مانگنے آیا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز (موجود) ہے؟“ اس نے کہا: ہاں ایک کمبل ہے۔ ہم آدھا اوڑھ لیتے ہیں اور آدھا نیچے بچھاتے ہیں۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔“ وہ شخص دونوں چیزیں لے آیا تو نبی ﷺ نے دو درہم میں بیچ کر رقم اس انصاری کو دے دی اور

---

٤٥١١_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٠٩٨.

٤٥١٢_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ١٦٤١، وابن ماجه، ح: ٢١٩٨ من حديث عيسى بن يونس به، وقال الترمذي، ح: ١٢١٨: "حسن".

فرمایا: ایک درہم کا کھانے پینے کا سامان خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔'' اس شخص نے اسی طرح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (کلہاڑے) میں اپنے ہاتھ مبارک سے دستہ ٹھونک دیا اور فرمایا: ''جاؤ' لکڑیاں کاٹو اور بیچو۔ پندرہ دن تک میں تمھیں نہ دیکھوں۔'' وہ شخص چلا گیا' لکڑیاں کاٹتا اور فروخت کرتا رہا۔ اس کے بعد پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم (جمع ہو چکے) تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ رقم سے کھانے پینے کی چیزیں خرید لو اور کچھ رقم کا کپڑا خرید لو۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''یہ (محنت مزدوری کر کے کمانا) تیرے لیے اس سے بہت بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن آئے اور (لوگوں سے) مانگنے کی وجہ سے تیرا چہرہ داغ دار ہو...... الخ. (سنن أبي داود' الزكاة' حديث:١٦٤١' و سنن ابن ماجه' التجارات' حديث:٢١٩٨) ② ''نیلامی کے ذریعے بیچا'' اسی مذکورہ حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''انھیں کون خریدے گا؟'' ایک شخص نے کہا: میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے زیادہ کون دے گا؟'' ایک دوسرے شخص نے کہا: میں دو درہم میں خریدتا ہوں۔ آپ نے اسے بیچ دیا۔ (سنن أبي داود' الزكاة' حديث:١٦٤١' و سنن ابن ماجه' التجارات' حديث:٢١٩٨) ایسی بیع کو نیلامی کی بیع کہا جاتا ہے جس میں بیچنے والا پہلی پیش کش پر راضی نہیں ہوتا' لہٰذا وہ نئے شخص سے نئے بھاؤ کا مطالبہ کرتا ہے' خواہ اسے دس مرتبہ ایسا کرنا پڑے۔ جس شخص کے بھاؤ کو وہ پسند کرے گا' اسے بیچ دے گا۔ اس بیع میں اصولی طور پر کوئی خرابی نہیں کیونکہ بیچنے والے نے پہلے خریدار کا بھاؤ رد کر دیا' لہٰذا نئے خریدار کے لیے نیا بھاؤ لگانا جائز ہے۔ بھاؤ پر بھاؤ اس وقت منع ہے جب خریدار اور بیچنے والا آپس میں بھاؤ کی بحث کر رہے ہوں اور رد وقبول کا فیصلہ نہ ہوا ہو' یا بھاؤ طے ہو گیا ہو اور دونوں نے قبول کر لیا ہو۔ نیلامی میں یہ خرابی نہیں' لہٰذا یہ بیع جائز ہے' البتہ اس سے مہنگائی پیدا ہونے کا امکان ہے کیونکہ بسا اوقات خریدار حضرات ضد میں بھاؤ بڑھانا شروع کر دیتے ہیں' اس لیے بلاضرورت یہ طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو اس فقیر کے مفاد کی خاطر یہ طریقہ اختیار فرمایا تھا۔ یہ بیع اس وقت ہی ہونی چاہیے جب چیز فروخت کرنا مقصود ہو۔ اگر مقصد چیز فروخت کرنا نہ ہو بلکہ نیلامی صرف قیمت بڑھانے کے لیے ہو تو پھر نیلامی کی بیع ناجائز ہے۔ ہاں' اگر نیلامی سے مہنگائی نہ بڑھتی ہو تو اس بیع میں کوئی حرج نہیں۔

## (المعجم ٢٣) - بَيْعُ الْمُلَامَسَةِ (التحفة ٢١)

## باب:٢٣- بیع ملامسہ کا بیان

٤٥١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۵۱۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

---

٤٥١٣_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الملامسة، ح:٢١٤٦، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح:١٥١١ باختلاف في السند من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/٦٦٦، والكبرى، ح:٦١٠٠.

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ وَأَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① بیع ملامسہ حرام ہے کیونکہ اس میں نرا دھوکا ہی دھوکا ہے' جبکہ شرعاً اور اخلاقاً کسی کو دھوکا دینا قطعی طور پر ناجائز ہے۔ ② حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیع منابذہ بھی حرام ہے۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ لطیف سا اشارہ بھی نکلتا ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگوں کے مابین جو ناجائز معاملات رواج پذیر تھے اور ان کی وجہ سے ان میں باہمی کش مکش اور قطع تعلقی کی فضا بنی رہتی تھی' شارع علیہ السلام اس بات کے بے حد حریص تھے کہ اپنی امت کو ایسے تمام معاملات سے دور کر دیں جو ان کے باہمی تعلقات کے بگاڑ کا سبب بن سکتے تھے اور جس کی وجہ سے ان کے مابین منافرت اور بغض وعناد پیدا ہو سکتے تھے۔ بیع ملامسہ ومنابذہ اور دیگر ممنوع بیوع بھی اسی قبیل سے ہیں۔ لیکن باوجود ایں ہمہ' روپے پیسے اور مال ودولت کی حرص وہوس نے لوگوں کی اکثریت کو اندھا کر دیا ہے' دولت اکٹھی کرنے ہی کو اصل مقصد حیات سمجھ لیا گیا ہے اور اس میں حلال وحرام کی بھی تمیز نہیں کی جاتی۔

## (المعجم ٢٤) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٢٢)

## باب:۲۴- اس (ملامسہ) کی تفسیر

٤٥١٤- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ لَمْسِ الثَّوْبِ لَا

۴۵۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو چھوا جائے' کھول کر نہ دیکھا جائے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ بیچنے والا کپڑے کو خریدار کی طرف پھینک دے اور سودا ہو جائے بغیر اس کے کہ وہ اس کپڑے کو الٹ پلٹ کر دیکھے۔

---

٤٥١٤- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الملامسة، ح: ٢١٤٤ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١٢ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠١.

يَنظُرُ إِلَيْهِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ إِلَى الرَّجُلِ بِالْبَيْعِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ أَوْ يَنظُرَ إِلَيْهِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں اہل جاہلیت دھوکے والے سودے کرتے تھے۔ آپ نے ان سب کو ممنوع قرار دے دیا۔ یہ ملامسہ اور منابذہ بھی اسی قسم کے جاہلی سودے تھے جن میں صاف دھوکا ہوتا تھا، مثلاً: بیچنے والا خریدنے والے کو کہتا کہ جس کپڑے کو تمھارا ہاتھ لگ گیا' وہ اتنے میں تجھے فروخت' خواہ کسی کپڑے کو ہاتھ لگ جاتا' خواہ وہ اندر سے بالکل پھٹا ہوتا۔ صرف ہاتھ لگنے سے بیع پکی ہو جاتی تھی۔ کھول کر دیکھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی اور بعد میں وہ واپس بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے ملامسہ کہتے تھے۔ اسی طرح بیچنے والا خریدنے والے کی طرف کوئی چیز (کپڑا یا کچھ اور) پھینکتا' اتنے سے وہ سودا پکا ہو جاتا۔ اس چیز کو پرکھنے اور جانچنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ بعد میں وہ چیز بھی واپس نہیں ہو سکتی تھی' خواہ وہ کتنی ہی عیب دار کیوں نہ ہوتی۔ اسے منابذہ کہتے تھے۔ ظاہر ہے شریعت اس قسم کے مبہم سودے اور دھوکے بازی کو کیسے جائز قرار دے سکتی تھی' لہٰذا سختی کے ساتھ ان سے روک دیا گیا۔ منابذہ کی ایک اور تفسیر بھی کی گئی ہے کہ خریدار کنکری پھینکتا' کنکری جس چیز پر جا گرتی' اس کا سودا ہو جاتا تھا بغیر تحقیق کیے کہ وہ چیز کیسی ہے۔

## (المعجم ٢٥) - بَيْعُ الْمُنَابَذَةِ (التحفة ٢٣)

## باب: ۲۵- بیع منابذہ کا بیان

٤٥١٥- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ.

۴۵۱۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ قسم کی بیوع سے منع فرمایا۔

٤٥١٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

۴۵۱۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا:

---

٤٥١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠٢.

٤٥١٦- أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠٣.

الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے سودوں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔

## (المعجم ٢٦) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٢٤)

## باب:۲۶-اس (منابذہ) کی تفسیر

٤٥١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى بْنِ بُهْلُولٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ، وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَتَبَايَعَ الرَّجُلَانِ بِالثَّوْبَيْنِ تَحْتَ اللَّيْلِ يَلْمِسُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهِ بِيَدِهِ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ الثَّوْبَ فَيَتَبَايَعَا عَلَى ذٰلِكَ.

۴۵۱۷-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منابذہ اور ملامسہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ یہ ہے کہ دو آدمی رات کے اندھیرے میں دو کپڑوں کا اس طرح سودا کریں کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ سے چھوئے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی طرف کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف کپڑا پھینکے۔ بس اتنے میں سودا ہو جائے۔

فائدہ: کپڑا تو بطور مثال ذکر کیا گیا ہے ورنہ کوئی بھی چیز اس طریقے سے بیچی جائے یا خریدی جائے' اسے ملامسہ اور منابذہ کہا جائے گا۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ دونوں طرف ایک ہی جنس کی چیزیں ہوں جیسا کہ تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ نقدی کے ساتھ سودا ہو' تب بھی یہی حکم ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جس سودے میں بھی ابہام ہو یا دھوکا دہی کا امکان ہو' وہ منع ہے کیونکہ اس قسم کا سودا بعد میں لڑائی جھگڑے کا سبب بنتا ہے' نیز اس کی بنیاد خود غرضی اور دھوکا دہی پر ہے اور یہ دونوں انسانیت اور اسلام کے خلاف ہیں۔

٤٥١٨- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۵۱۸-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

٤٥١٧_[إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٣/ ٢١، ح: ١٧٢١ من حديث محمد بن المصفى به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠٤. * الزبيدي هو محمد بن الوليد.

٤٥١٨_[صحيح] تقدم، ح: ٤٥١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦١٠٥. * صالح هو ابن كيسان.

يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ، وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ، وَالْمُنَابَذَةُ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُقَلِّبَهُ.

رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو صرف چھوا جائے۔ (اچھی طرح کھول کر) دیکھا نہ جائے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف کپڑا وغیرہ پھینکے لیکن الٹ پلٹ کرنے کی اجازت نہ ہو۔

٤٥١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ إِذَا نَبَذْتُ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ - يَعْنِي الْبَيْعَ -، وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرَهُ وَلَا يُقَلِّبَهُ إِذَا مَسَّهُ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ.

۴۵۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کے سودوں سے منع فرمایا ہے۔ سودے تو ملامسہ اور منابذہ ہیں۔ منابذہ یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ جب میں یہ کپڑا پھینک دوں گا' بیع پکی ہو جائے گی۔ اور ملامسہ یہ ہے کہ خریدنے والا کپڑے کو صرف ہاتھ سے چھوئے اور اسے کھول کر الٹ پلٹ کر نہ دیکھے۔ جب چھو لیا تو سودا پکا ہو گیا۔

٤٥٢٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ [زَيْدِ] بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ: بَلَغَنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ

۴۵۲۰- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس سے منع فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو قسم کے سودوں سے منع فرمایا: ملامسہ اور منابذہ۔ اور یہ چند

---

٤٥١٩_ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المنابذة، ح:٢١٤٧، ٦٢٨٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٠٦، وأخرجه أبوداود، ح:٣٣٧٨ من حديث عبدالرزاق به.

٤٥٢٠_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب الجلوس على مائدة عليها بعض ما يكره، ح:٣٧٧٤ من حديث جعفر بن برقان به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٠٧، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ﷺ عَنْ لُبْسَتَيْنِ، وَنَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ: عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ، وَهِيَ بُيُوعٌ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

سودے تھے جو دور جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے۔

٤٥٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ: فَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُلَامَسَةُ، وَزَعَمَ أَنَّ الْمُلَامَسَةَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: أَبِيعُكَ ثَوْبِي بِثَوْبِكَ وَلَا يَنْظُرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا إِلٰى ثَوْبِ الْآخَرِ وَلٰكِنْ يَلْمِسُهُ لَمْسًا، وَأَمَّا الْمُنَابَذَةُ: أَنْ يَقُولَ: أَنْبُذُ مَا مَعِي وَتَنْبُذُ مَا مَعَكَ لِيَشْتَرِيَ أَحَدُهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَلَا يَدْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا كَمْ مَعَ الْآخَرِ وَنَحْوًا مِنْ هٰذَا الْوَصْفِ.

۴۵۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دو قسم کی بیوع سے منع فرمایا۔ اور وہ ملامسہ اور منابذہ ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ملامسہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہے: میں تجھے اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور ان میں سے کوئی بھی دوسرے کے کپڑے کو نہ دیکھے بلکہ صرف چھوئے۔ اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: میں اپنی چیز پھینکتا ہوں' تو اپنی چیز پھینک تاکہ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے اس کی چیز خریدے اور ان میں سے کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کیا ہے اور کتنا ہے۔

فائدہ: ملامسہ اور منابذہ کی تفسیریں مختلف ہو سکتی ہیں مگر ان میں ایک چیز مشترک ہے کہ چھونے اور پھینکنے کے علاوہ مزید تسلی وتشفی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ ابہام ہی دراصل اس قسم کی بیوع کے منع ہونے کی وجہ ہے جبکہ اس کے ساتھ ساتھ ان تمام صورتوں میں دھوکا دہی کا جذبہ بھی پایا جاتا ہے۔

## (المعجم ٢٧) - بَيْعُ الْحَصَاةِ (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۷- کنکریوں والی بیع کا بیان

٤٥٢٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۴۵۲۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

---

٤٥٢١_ أخرجه البخاري، اللباس، باب اشتمال الصماء، ح: ٥٨١٩، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١١ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٨. * خبيب هو ابن عبدالرحمن.

٤٥٢٢_ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصاة ... الخ، ح: ١٥١٣ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٠٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں والی بیع اور ہر دھو کے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① بیع الحصاۃ، لفظ بَیْع، بَاعَ یَبِیعُ کا مصدر ہے اور اَلْحَصَاۃ جمع ہے اَلْحَصٰی کی۔ یہ مصدر کی اضافت اپنے مفعول کی طرف ہرگز نہیں بلکہ مصدر کی اضافت نوع کی طرف ہے' اس لیے باب کے معنی ہیں: ''کنکریوں والی بیع۔'' اس کی کئی صورتیں ہوا کرتی تھیں' مثلاً: بائع مشتری سے کہتا کہ تو کنکری مار' وہ جس کپڑے کو یا دوسری اشیاء' جو وہ بیچنا چاہتا' کو کنکری جا لگے گی تو اتنی رقم میں وہ چیز تیری۔ اس میں نہ تو واپسی کا کوئی اختیار ہوتا اور نہ خیار مجلس ہی ہوتا اور نہ کپڑے وغیرہ کے کسی نقص اور عیب کی بابت کچھ معلوم ہوتا' اس لیے یہ بیع دراصل غرر اور دھوکے ہی کی بیع تھی جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

ایک صورت یہ ہوتی کہ بائع مشتری سے کہتا کہ کنکری پھینکو جہاں تک وہ پہنچے گی وہاں تک اپنی زمین تجھے اتنی رقم کے عوض بیچوں گا۔ یہ مجہول چیز کی بیع ہے' اس لیے ناجائز ہے۔

یہ صورت بھی ہوتی تھی کہ بیچنے والا شخص مٹھی میں کنکریاں بند کر لیتا اور کہتا کہ جتنی کنکریاں میری مٹھی سے نکلیں گی' اتنی چیزیں مبیع سے میری ہوں گی۔ یا وہ کوئی سودا فروخت کرتا اور کنکریاں مٹھی میں بند کر کے کہتا کہ میری مٹھی میں جتنی کنکریاں ہوں گی اتنے ہی درہم یا دینار لوں گا' یعنی جو بھی طے ہوتا۔ کبھی وہ لوگ اس طرح بھی کیا کرتے کہ خرید وفروخت کرنے والوں میں سے کوئی ایک اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیتا اور کہتا کہ جب بھی کنکریاں گریں گی' بیع واجب ہو جائے گی۔

کبھی وہ لوگ سودا کرتے اور کنکری پھینکنے ہی کو بیع کا واجب ہونا قرار دیتے۔ یہ تمام اقوال امام نووی اور امام ابوالعباس قرطبی ؒ نے (شرح صحیح مسلم، البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ و البیع الذي فیہ الغرر: ۱۰/ ۲۲۰ میں) بیان فرمائے ہیں۔

② حدیث کے آخر میں ہر دھوکے والی بیع سے منع کر دیا گیا ہے' مثلاً: پانی کے اندر موجود مچھلی یا فضا کے اندر اڑتے پرندے کی بیع جسے ابھی تک شکار نہیں کیا گیا۔ اللہ جانے وہ شکار ہو سکے یا نہ' اسی طرح بھاگے ہوئے غلام کی بیع۔ نہ معلوم وہ مل سکے یا نہ۔ جو چیز ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی' اس کی بیع بھی اسی کے تحت آتی ہے وغیرہ وغیرہ' البتہ اگر تھوڑا بہت ابہام ہو جس سے بچنا ممکن نہیں تو اس کی گنجائش ہے' مثلاً: ماہانہ یا یومیہ کرائے پر کوئی چیز لینا' حالانکہ سب مہینے' اسی طرح سب دن برابر نہیں ہوتے۔ ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن یہ مجبوری ہے' لہٰذا بلا تکلف جائز ہے' نیز ان میں دھوکا دہی کا تصور نہیں جو کہ منع کی اصل بنیاد ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ (التحفة ٢٦)

باب:۲۸-پھل پکنے سے پہلے اس کی بیع کا بیان

٤٥٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ» نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

۴۵۲۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھلوں کا سودا نہ کرو حتی کہ ان کی صلاحیت معلوم ہو جائے۔ آپ نے بیچنے والے کو بھی روکا اور خریدنے والے کو بھی۔“

فوائد ومسائل: ① پھل سے مقصود تو اسے پکنے کے بعد کھانا ہے نہ کہ کچے کو۔ اگر کچا پھل خریدا جائے گا تو پکنے تک اس پر کئی آفتیں آ سکتی ہیں۔ وہ سوکھ سکتا ہے اسے کیڑا لگ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا کل کلاں کو تنازع پیدا ہو سکتا ہے کہ جناب پھل تو ضائع ہو گیا۔ رقم کس چیز کی دوں؟ اس قسم کے سودے میں رقم عموماً پھل کی کٹائی کے وقت ہی دی جاتی ہے لہٰذا ان تنازعات کے پیش نظر اس قسم کی بیع سے منع فرما دیا گیا جیسا کہ حضرت زید بن ثابت ؓ نے یہ بات صراحتاً فرمائی ہے البتہ اگر تنازع کا خطرہ نہ ہو مثلاً: کچا پھل ہی توڑ کر استعمال کرنا ہو جیسے کچے آم اچار کے لیے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ کچا بھی پکے کے قائم مقام ہے۔ اس کے نقصان کا بھی کوئی خطرہ نہیں۔ اسی طرح غلے والی فصل کو پکنے سے پہلے نہیں بیچا جا سکتا مگر چارے والی فصل کو کچا ہی بیچا جا سکتا ہے کیونکہ اسے کچا ہی کاٹنا ہوتا ہے۔ ② یہاں پھل پکنے سے مراد اس کی وہ کیفیت ہے جس کے بعد اس پر آفت کا احتمال نہیں رہتا نہ یہ کہ وہ بالکل کھانے والی حالت میں ہو مثلاً: آم جب جسامت میں پورا ہو جاتا ہے تو اسے توڑ کر کچھ مسالا لگایا جاتا ہے جس سے وہ پک جاتا ہے اور کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تو ایسی کیفیت میں آموں کی خرید وفروخت درست ہے اگرچہ وہ کھانے کے قابل تو مسالا لگانے سے ہوں گے۔ یہی مطلب ہے ان کی صلاحیت ظاہر ہونے کا۔ گویا پھل آفت سے محفوظ ہو تو پکنے سے پہلے بھی فروخت ہو سکتا ہے۔

٤٥٢٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ،

۴۵۲۴- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ

---

٤٥٢٣- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ٢٢١٤ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١٠، وهو متفق عليه من حديث نافع عن ابن عمر به.

٤٥٢٤- أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر ... الخ، ح: ١٥٣٤/٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١١١.

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ.

ﷺ نے پھل کی فروخت سے روکا حتی کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے۔

٤٥٢٥- أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ».

۴۵۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل کا سودا نہ کرو حتی کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے اور تازہ پھل (تازہ کھجوریں) خشک کھجوروں کے عوض نہ خریدو۔''

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ... مِثْلَهُ سَوَاءً.

ابن شہاب (امام زہری) نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی سالم بن عبداللہ نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا...... پھر اسی (حدیث ابوہریرہ) کی مثل پوری حدیث بیان کی۔

**فوائد ومسائل:** ① امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری ؒ یہ حدیث تین اساتذہ، یعنی حضرت سعید بن میسب، ابوسلمہ اور حضرت سالم ؒ سے بیان فرماتے ہیں لیکن پہلے دونوں استاد (سعید بن میسب اور ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ ؓ سے بیان کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے جبکہ استاد سالم ؒ یہ حدیث اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ابن شہاب دونوں سندوں سے یہ روایت موصولاً بیان فرماتے ہیں۔ پہلی صورت میں حدیث مسند ابوہریرہ ہے اور دوسری صورت میں مسند عبداللہ بن عمر۔ ② ''تازہ کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض نہ خریدو'' کیونکہ جب دونوں طرف ایک جنس ہو تو کمی بیشی درست نہیں ہوتی بلکہ اس صورت میں برابری ضروری ہے مگر خشک اور تازہ کھجوروں میں برابری ممکن نہیں کیونکہ تازہ کھجوریں خشک ہو کر وزن میں کم ہو جاتی ہیں، لہٰذا انھیں الگ الگ خریدا اور بیچا جائے۔

---

**٤٥٢٥**ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:٥٨/١٥٣٨ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٦١١٢، والبخاري، البيوع، باب: إذا باع الثمار قبل أن يبدو صلاحها ... الخ، ح:٢١٩٩ من حديث ابن شهاب الزهري به تعليقًا.

٤٥٢٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ: سَمِعْتُ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الثَّمَرَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

۴۵۲۶-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”پھل نہ بیچو حتی کہ اس کی صلاحیت ظاہر ہو جائے۔“

٤٥٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَأَنْ يُبَاعَ الثَّمَرُ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَأَنْ لَا يُبَاعَ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۴۵۲۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ، مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ اور اس بات سے کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کیا جائے یا تازہ پھل کو خشک پھل کے عوض بیچا جائے بلکہ ان کو دینار و درہم (روپے پیسے) کے عوض بیچا جائے، البتہ آپ نے عطیہ کے درختوں میں اس بیع کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

فائدہ: ان بیوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۳۹۱۰۔

٤٥٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يُطْعَمَ إِلَّا الْعَرَايَا.

۴۵۲۸-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مخابرہ، مزابنہ، محاقلہ اور پکنے سے پہلے پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے، البتہ عطیہ کے درختوں میں مزابنہ کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

---

٤٥٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٦١، ٨٠ من حديث حنظلة بن أبي سفيان الجمحي به، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٣.

٤٥٢٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩١٠، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٤.

٤٥٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٩١٠، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٥.

فائدہ: مخابرہ: زمین بٹائی پر دینا' مزابنہ: تازہ درخت پر لگے ہوئے پھل کی بیع خشک پھل کے بدلے' محاقلہ: غلے والی کھیتی کی خشک غلے کے عوض خرید و فروخت' تفصیل' حدیث نمبر: ۳۹۱۰ وغیرہ میں دیکھیے۔

٤٥٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُطْعَمَ.

۴۵۲۹- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا حتی کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں۔



(المعجم ٢٩) - شِرَاءُ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا عَلَى أَنْ يَقْطَعَهَا وَلَا يَتْرُكَهَا إِلَى أَوَانِ إِدْرَاكِهَا (التحفة ٢٧)

باب: ۲۹- صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس شرط پر پھل خریدنا کہ خریدار انھیں (درختوں سے) کاٹ اور توڑ لے گا' پکنے تک (درختوں پر) باقی نہیں رکھ چھوڑے گا

٤٥٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا تُزْهِيَ؟ قَالَ: «حَتَّى تَحْمَرَّ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ».

۴۵۳۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھل پکنے سے پہلے ان کو بیچنے سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! پکنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ سرخ ہو جائیں (پکنے کے قریب ہو جائیں اور کسی قسم کی آفت کا احتمال نہ رہے۔'') رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو تم میں سے کوئی کس بنا پر اپنے بھائی سے رقم لے گا؟''

---

٤٥٢٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٧، ٣٧٢ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٦، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٤٨٧، ٢١٨٩، ومسلم، ح: ١٥٣٦/ ٥٣ وغيرهما.

٤٥٣٠ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا باع الثمار قبل أن يبدو صلاحها ... الخ، ح: ٢١٩٨، ومسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦١٨، والكبرى، ح: ٦١١٧.

**فوائد ومسائل:** ① اس باب سے مؤلف رحمہ اللہ کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ فوراً کاٹ لینے کی شرط پر پکنے سے پہلے پھلوں کی خرید وفروخت جائز ہے لیکن اس صورت میں جب اس سے انتفاع ممکن ہو۔ امام شافعی، احمد اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ ہمارے ہاں عموماً اچار کے لیے آم پکنے سے پہلے ہی کاٹ لیے جاتے ہیں۔ ② ہمارے ہاں جو یہ رواج ہے کہ لوگ اپنے باغ کا پھل کئی سال کے لیے بیچ دیتے ہیں تو یہ عمل اس حدیث کی رو سے ناجائز اور حرام ہے۔ جب موجودہ پھل، جو ابھی تک کھانے کے قابل نہیں ہوا، اس کی خرید وفروخت ممنوع ہے تو آئندہ سال یا کئی سالوں کا ٹھیکہ، جو کہ بالکل معدوم پھلوں کا ہوتا ہے، کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس ممانعت کی وجہ بالکل واضح ہے کہ اس میں نرا دھوکا ہی دھوکا ہے، نیز یہ مجہول چیز کی بیع ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ یہ ایک ایسی چیز کی بیع ہے جو بیچنے والے کے پاس نہیں ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: [لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ] ”جو چیز تیرے پاس نہیں وہ مت بیچ۔“ (جامع الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ما ليس عنده، حديث: ١٢٣٢، وسنن النسائي، البيوع، باب بيع ما ليس عند البائع، حديث ٤٦١٧) ③ ”سرخ ہو جائیں“، یعنی پھل رنگ بدلنا شروع کر دیں، خواہ وہ سرخ ہونے لگیں یا زرد۔ اس سے معلوم ہوا کہ پکنے سے مراد مکمل پکنا نہیں بلکہ آفت سے محفوظ ہونا ہے ورنہ صرف رنگ بدلنے سے تو پھل مکمل پک نہیں جاتا۔ ہاں، پکنا شروع ہو جاتا ہے۔ گویا پکنے کا آغاز کافی ہے۔ ④ ”کس بنا پر رقم لے گا؟“ گویا اگر اس نے فوراً پھل کاٹ لینا ہو تو رقم لے سکتا ہے کیونکہ آپ نے پھل پکنے سے رک جانے کی صورت میں رقم لینے سے روکا ہے۔ اگر فوراً کاٹ لیے جائیں تو پکنے کا مسئلہ ہی نہیں بنتا۔ باب پر اسی سے استدلال ہے اور یہی صحیح ہے۔ والله أعلم.

## (المعجم ٣٠) - وَضْعُ الْجَوَائِحِ (التحفة ٢٨)

## باب: ٣٠- ناگہانی آفات سے پہنچنے والے نقصان کی تلافی

٤٥٣١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

٤٥٣١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو اپنے (مسلمان) بھائی کو پھل بیچے، بعد میں پھل پر کوئی ناگہانی آفت آ جائے تو تیرے لیے اس کی قیمت لینا حلال نہیں۔ تو کس بنا پر اپنے بھائی کا مال ناحق لے گا؟“

---

٤٥٣١- أخرجه مسلم، ح: ١٥٥٤ من حديث ابن جريج به. انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٨.

فوائد و مسائل: ① مقصود یہ ہے کہ اگر پھل کسی ناگہانی آسمانی یا زمینی آفت وغیرہ کا شکار ہو جائے تو بیچنے والے کو چاہیے کہ وہ اس آفت کی تلافی کرے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ساری رقم ہی واپس کر دے ورنہ حتی المقدور بھرپور تعاون کرے' بصورت دیگر وہ اپنے مسلمان بھائی کا مال باطل طریقے سے کھانے کا مصداق قرار پائے گا۔ ② اس حدیث سے ہر قسم کے پھلوں کی خرید وفروخت کا جواز ثابت ہو رہا ہے' خواہ وہ جس مرحلے میں بھی ہوں' حالانکہ گزشتہ احادیث سے کچے' یعنی ایسے پھلوں کی خرید وفروخت ممنوع قرار پائی ہے جو کھانے کے قابل نہ ہوں' تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ حدیث سے بھی وہی پھل مراد ہیں جو کھانے کے قابل ہوں' انھی کی خرید وفروخت جائز ہوگی' ہاں ضرورت کے تحت اگر کچے پھلوں کی ضرورت ہو تو پھر اسی وقت کاٹنے کی شرط لازمی ہے' وگرنہ اس کی اجازت نہیں' جمہور اہل علم کی رائے یہی ہے۔ ③ کسی بھی مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان بھائی کا مال ناحق اور باطل طریقے سے کھانا منع ہے۔ قرآن وحدیث کے دیگر دلائل کے علاوہ یہ حدیث بھی اس کی صریح دلیل ہے۔ ④ انسانیت اور اسلام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو پھل آسمانی آفت سے ضائع ہو گیا' اس کی قیمت وصول نہ کی جائے کیونکہ اگر یہ پھل مالک کے ہاں آسمانی آفت سے ضائع ہو جاتا تو پھر بھی تو اسے برداشت کرنا ہی پڑتا۔ اب بھی برداشت کرنا چاہیے۔ اگر وہ خریدار سے اس پھل کی قیمت وصول کرے گا تو یہ ناحق اور ناجائز ہوگا۔ امام احمد اور محدثین ؒ اسی کے قائل ہیں کہ ناگہانی آفات کا نقصان معاف کرنا ضروری ہے۔ دیگر حضرات نے اسے مستحب قرار دیا ہے کیونکہ طے شدہ سودے سے دستبردار ہونے پر کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ظاہر حدیث اس کے خلاف ہے کیونکہ انسانیت اور اسلامی اخوت کا تقاضا ہر اصول سے مقدم ہے۔ ان اصولی حضرات نے اپنے اصول کو قائم رکھنے کے لیے اس حدیث کی دور از کار تاویلات کی ہیں جو ان کی مجبوری ہے لیکن انسانیت اور اخوت اس حدیث پر عمل کرنے ہی میں ہے۔

٤٥٣٢- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَأْخُذْ مِنْ أَخِيهِ، وَذَكَرَ شَيْئًا عَلَى مَا يَأْكُلُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ».

۴۵۳۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص پھل بیچے' پھر اس کو کوئی آفت پہنچ جائے اور وہ ضائع ہو جائے تو وہ اپنے بھائی سے اس کی قیمت نہ لے۔'' اور آپ نے لفظ شیئاً فرمایا' وہ کس بنا پر اپنے مسلمان بھائی کا مال کھائے گا؟

---

٤٥٣٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١١٩.

فائدہ: آپ نے لفظ شیئًا فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: [فَلَا يَأْخُذُ مِنْ أَخِيهِ شَيْئًا] ''وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے کوئی چیز نہ لے۔'' (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٢٦٨/٣٣)

٤٥٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ - وَهُوَ الْأَعْرَجُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ الْجَوَائِحَ.

۴۵۳۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ناگہانی آفات سے پہنچنے والے نقصانات کی تلافی کا حکم فرمایا ہے۔

٤٥٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ».

۴۵۳۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک آدمی کا پھل ضائع ہو گیا جو اس نے خریدا تھا۔ اس طرح وہ بہت مقروض ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے قرض خواہوں سے) فرمایا: ''جو تمھیں ملے وہ لے لو۔ اس کے علاوہ تمھیں کچھ نہیں ملے گا۔''

فوائد ومسائل: ① جس شخص کا خریدا ہوا پھل بوجہ آفت ضائع ہو گیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے اس پر نہ صرف صدقہ کرنے کا حکم دیا بلکہ موجود مال کے علاوہ اس سے مزید کچھ لینے سے بھی روک دیا۔ حدیث کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ بلکہ پوری امت پر انتہائی مہربان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ان کے معاملات کی اصلاح اور ان کی تدبیر فرماتے رہتے' فقراء اور محتاجوں کی بھرپور مدد کرتے۔ آپ کے ہاں اگر کچھ مال وغیرہ ہوتا تو وہ ضرورت مندوں کو دیتے اور کچھ پاس نہ ہوتا تو خوش حال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے تعاون اور صدقہ خیرات کرنے کا حکم فرماتے۔ ③ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص کا مال یا پھل وغیرہ کسی ارضی یا سماوی آفت سے تباہ ہو جائیں' اس کے لیے بقدر ضرورت سوال کرنا درست ہے۔ اس سے زیادہ کا سوال

---

٤٥٣٣_ أخرجه مسلم، ح: ١٧/١٥٥٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٠، انظر الحديثين السابقين.

٤٥٣٤_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٨/١٥٥٦ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢١.

کرنا جائز نہیں' نیز کنگال اور آفت زدہ شخص سے اس کے ذمہ قرض کا مطالبہ کیا جائے نہ اسے قید میں ڈالا جائے اور نہ ہمہ وقت اس کے تعاقب ہی میں رہا جائے۔ امام مالک' شافعی اور جمہور اہل علم کا یہی قول ہے لیکن ضروری ہے کہ تنگ دست شخص لوگوں سے قرض لے کر ضائع کرنے والا نہ ہو۔ ⑤ ظاہر یہ ہے کہ یہ پھل کچا خریدا گیا ہو گا۔ پکنے سے پہلے آفت آ گئی۔ اس وقت تک آپ نے ابھی کچے پھل کے سودے سے منع نہیں فرمایا ہو گا۔ یا ممکن ہے پھل تو وقت ہی پر خریدا گیا ہو مگر آفت آتے دیر نہیں لگتی۔ بارش اور آندھی وغیرہ بھی تو پھل کو ضائع کر دیتی ہے۔ نقصان کی معافی کا حکم بھی تو ایسے ہی پھل کے بارے میں ہو گا جو وقت پر خریدا گیا مگر پھر بھی نقصان ہو گیا۔

## (المعجم ٣١) - بَيْعُ الثَّمَرِ سِنِينَ (التحفة ٢٩)

## باب:٣١-کئی سال کے لیے پھل بیچنا

٤٥٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيكٍ، قَالَ قُتَيْبَةُ: عَتِيكٌ بِالْكَافِ وَالصَّوَابُ: عَتِيقٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ.

۴۵۳۵-حضرت جابر ؓ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے کئی سال کے لیے پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کئی سال کے لیے پیشگی فروخت کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں سراسر دھوکا ہے' نیز یہ ایک مجہول چیز کی بیع ہے۔ مزید برآں یہ کہ بائع ایک ایسی چیز کا سودا کر رہا ہے جس کا کوئی وجود نہیں اور خریدار بھی ایک ایسی چیز خرید رہا ہے جو معدوم ہے' پھر اس کی کوئی ضمانت بھی نہیں ہوتی کہ واقعی پیداوار ہو گی' لہٰذا فروخت کس چیز کی؟ لیکن اس حدیث نے بیع الصفات مستثنیٰ ہے۔ اس میں چیز کی جنس اور مدت کا تعین ہوتا ہے۔ وزن یا مقدار بھی معلوم ہوتی ہے۔ اور یکمشت رقم کی ادائیگی کر دی جاتی ہے۔ اسے بیع سلم یا سلف بھی کہتے ہیں۔ احادیث کی روشنی میں یہ جائز ہے۔ اس طریقے سے اختلاف اور دھوکے کی نوبت نہیں آتی۔

## (المعجم ٣٢) - بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٣٠)

## باب:٣٢-کھجور کے (درخت پر لگے ہوئے) تازہ پھل کا خشک کھجوروں سے سودا کرنا

---

٤٥٣٥- أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٣/١٠١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦١٢٢.

٤٥٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: «نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ».

۴۵۳۶-حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خشک کھجوروں کے بدلے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: مجھے حضرت زید بن ثابت ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیے کے درختوں میں اس سودے کی رخصت دی ہے۔

فوائد ومسائل: ① تازہ اور خشک کھجور کی آپس میں خرید وفروخت ممنوع ہے کیونکہ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جائے گی اور ہم جنس چیز میں کمی بیشی جائز نہیں۔ ہاں بیع عرایا میں تازہ کھجور کا خشک کھجور کے ساتھ سودا کرنا درست ہے اس لیے کہ اس میں فریقین یعنی عطیہ دینے اور قبول کرنے والوں کے لیے سہولت اور آسانی ہے۔ اگر عرایا میں اس سودے کا جواز ختم ہو جائے تو پھر غریب اور ضرورت مند لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی کیونکہ عطیہ کرنے والے عطیہ نہ کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ② یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب ایک ہی جنس کا تازہ پھل خشک ہو کر وزن میں کم ہو جاتا ہو تو اس جنس کے خشک اور تر (تازہ) پھل کی باہمی بیع حرام ہے اگرچہ سودا کرتے وقت دونوں (پھل) وزن اور کیل (ماپ) میں برابر ہی ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تساوی یعنی باہمی برابری کا اعتبار اس وقت معتبر اور صحیح ہوتا ہے جب وہ اشیاء حالت کمال کو پہنچ کر بھی برابر ہی رہیں اور ادھر یہ بات نہیں کیونکہ کھجور جب خشک ہو جاتی ہے تو اس کا وزن بہر صورت تازہ حالت کی نسبت کم ہو جاتا ہے اور پھر اس کا تعین بھی ناممکن ہے کہ وزن کتنا کم ہوتا ہے البتہ امام ابو حنیفہ ؒ وزن اور ماپ برابر برابر ہونے کی صورت میں خشک اور تازہ کھجور کے باہمی سودے کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ صاحبین (امام صاحب کے شاگردان امام محمد بن حسن اور امام ابو یوسف ؒ) اس مسئلے میں اپنے استاد محترم کی مخالفت کرتے ہیں اور اس مسئلے میں ممانعت کی بابت وارد صحیح احادیث کی بنیاد پر انھوں نے حدیث رسول کو قبول اور اپنے استاد صاحب کی بات کو رد کر دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۳۴/۲۷۵) ③ اس قسم کی بیع کو مزابنہ کہا جاتا ہے۔ یہ عموماً تو منع ہے مگر عریہ (عطیہ میں دیے گئے درخت) میں غرباء کی سہولت کے لیے رخصت دی گئی ہے جیسا کہ تفصیل فائدہ نمبر ا میں بیان ہو چکی ہے۔

---

٤٥٣٦_ أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٣٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٣، وهو متفق عليه، أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام، ح: ٢١٧٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٥٣٩/ ٦٠ من حديث ابن عمر عن زيد بن ثابت به.

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث:۳۹۱۰)

٤٥٣٧- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ يُبَاعَ مَا فِي رُءُوسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى، إِنْ زَادَ لِي وَإِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ.

۴۵۳۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگا ہوا پھل (کھجور) معین وزن (یا ماپ) کی خشک کھجوروں کے بدلے بیچا جائے کہ اگر کھجور کا پھل زیادہ ہوا تو اس کا فائدہ بھی مجھے ہے اور اگر پھل کم ہوا تو اس کا نقصان بھی مجھے ہوگا۔

فائدہ: ''کہ اگر کھجور کا پھل'' یہ جملہ پھل کے خریدار کی زبانی ہے کیونکہ اس کا فائدہ نقصان اسی کو ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ (التحفة ٣١)

باب:۳۳-تازہ انگور منقیٰ کے بدلے بیچنا

٤٥٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا.

۴۵۳۸- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ تازہ کھجوریں (درخت پر لگی ہوئیں) تولی ماپی ہوئی خشک کھجوروں کے بدلے اور درخت پر لگے ہوئے انگور ماپے ہوئے منقیٰ کے بدلے بیچے جائیں۔

فائدہ: مزابنہ کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی ایک فریق کو نقصان کا احتمال ہے۔ ممکن ہے درخت سے کم کھجوریں اتریں۔ ویسے بھی کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں۔

٤٥٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۴۵۳۹-حضرت رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے

---

٤٥٣٧- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام، ح:٢١٧٢ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٢٤.

٤٥٣٨- أخرجه البخاري، ح:٢١٧١، انظر الحديث السابق، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:١٥٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٢٤، والكبرٰى، ح:٦١٢٥.

٤٥٣٩- [إسناده حسن] تقدم، ح:٣٩٢١، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٢٦.

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیت میں اگی ہوئی فصل کی بیع خشک غلے سے اور درخت پر لگے ہوئے پھل کی بیع خشک پھل کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٤٥٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

۴۵۴۰- حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درختوں میں مزابنہ کی اجازت دی ہے۔

٤٥٤١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

۴۵۴۱- حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درختوں میں رخصت عطا فرمائی کہ ان پر لگا ہوا پھل خشک یا تازہ کھجوروں کے عوض بیچا یا خریدا جا سکتا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل حدیث: ۳۹۱۰.

## (المعجم ٣٤) - بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا (التحفة ٣٢)

## باب: ۳۴- عرایا (عطیہ کے درختوں) کا پھل اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچنا

٤٥٤٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۴۵۴۲- حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے

---

٤٥٤٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٧.

٤٥٤١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع العرايا، ح: ٣٣٦٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٨، وهو متفق عليه من طرق أخرى عن زيد بن ثابت به.

٤٥٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٦١٢٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا تُبَاعُ بِخَرْصِهَا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت عطا فرمائی کہ عطیہ کے درختوں کا پھل اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچا یا خریدا جاسکتا ہے۔

فائدہ: عرایا عریہ کی جمع ہے۔ عریہ اس درخت کو کہتے ہیں جسے باغ والا کسی غریب شخص کو پھل کھانے کے لیے دے دے۔ درخت اصل مالک ہی کا رہتا ہے۔ اس ایک درخت کی دیکھ بھال وغیرہ کے لیے غریب شخص کو بار بار باغ میں جانا پڑے گا۔ اس سے اس غریب شخص یا باغ والے کے لیے مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں' لہٰذا شریعت نے اجازت دی کہ وہ باغ والا اس درخت پر لگے ہوئے پھل کے عوض اس غریب شخص کو اندازاً اتنی خشک یا تازہ کھجوریں دے دے اور درخت واپس لے لے۔ یہ ہے تو مزابنہ کی صورت جو عموماً ممنوع ہے مگر شریعت لوگوں کی مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے' اس لیے غریب کے مفاد کی خاطر تھوڑی مقدار (پانچ وسق' یعنی پندرہ بیس من) میں اس بیع کی اجازت دی لیکن اس سے زائد تجارتی مقاصد کے لیے یہ بیع جائز نہیں۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل حدیث: ۳۹۱۰)

٤٥٤٣- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا.

۴۵۴۳- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درخت کے پھل کے بارے میں رخصت عطا فرمائی کہ اسے اندازاً پھل کے برابر خشک کھجوروں کے عوض بیچا جاسکتا ہے۔

## (المعجم ٣٥) - بَيْعُ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۵- عطیہ کے درختوں کا پھل تازہ کھجوروں کے عوض بھی فروخت کرنا

٤٥٤٤- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ

۴۵۴۴- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اجازت عطا فرمائی کہ عطیہ کے درختوں کا پھل خشک یا تازہ کھجوروں کے عوض بیچا جاسکتا

---

٤٥٤٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٠.

٤٥٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣١.

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ وَبِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ.

ہے البتہ آپ نے اس کے علاوہ (اس کی عام) اجازت نہیں دی۔

٤٥٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ.

۴۵۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عطیہ کے درختوں کے بارے میں رخصت عطا فرمائی کہ ان کا پھل اندازاً اس کے برابر کھجوروں پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم تک بیچا جا سکتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور صاع ایک پیمانہ ہوتا تھا جو تقریباً سوا دو یا اڑھائی کلو کا ہوتا تھا۔ اس لحاظ سے وسق پندرہ یا اٹھارہ من کا ہوگا۔ گویا پندرہ بیس من تک (پرانے سیر کے حساب سے) اس بیع کی اجازت ہے کیونکہ اتنی کھجوریں کھانے کے لیے ہوتی ہیں جبکہ زیادہ تجارت کے لیے رکھی جاتی ہیں۔ یہ رخصت چونکہ غرباء کی مجبوری کے پیش نظر ہے اس لیے زیادہ مقدار میں اس کی اجازت نہیں۔ ② ”پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم“ مقصد یہ ہے کہ پانچ وسق سے زائد میں اس رخصت سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

٤٥٤٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

۴۵۴۶- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پکنے سے پہلے پھل کی

---

٤٥٤٥ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح:٢١٩٠، ح:٢٣٨٢، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:١٥٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٢٠، والكبرى، ح:٦١٣٢.

٤٥٤٦ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح:٢١٩١، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح:١٥٤٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦١٣٣. * يحيى هو ابن سعيد الأنصاري.

يَحْيٰى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا.

فروخت سے روکا ہے۔ اور عطیہ کے درختوں کے بارے میں اجازت عطا فرمائی ہے کہ ان کا پھل اندازاً اس کے برابر خشک پھل کے عوض فروخت کر دیا جائے تاکہ ان درختوں والے غریب لوگ (جلدی) تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

فائدہ: ”تازہ کھجوریں کھا سکیں“ کیونکہ درخت والی کھجوریں تو دیر سے حاصل ہونا شروع ہوں گی۔ غریب کے لیے انتظار مشکل ہے۔

٤٥٤٧- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ: بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا لِأَصْحَابِ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ.

۴۵۴۷- حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا، یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کا سودا خشک کھجوروں سے کیا جائے، البتہ آپ نے عطیہ والے درختوں کے مالکوں کو (پانچ وسق تک) اس بیع کی اجازت دی۔

٤٥٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا: رَخَّصَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا.

۴۵۴۸- حضرت بشیر بن یسار نے بہت سے صحابۂ کرام ؓ سے بیان کیا کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عطیہ کے درختوں کے پھل کو اندازاً ان کے برابر خشک کھجوروں کے عوض فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

## (المعجم ٣٦) - اِشْتِرَاءُ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ (التحفة ٣٤)

## باب:۳۶- خشک کھجوروں کو تازہ کھجوروں کے عوض خریدنا

---

٤٥٤٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٣٤.

٤٥٤٨- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦١٣٥.

٤٥٤٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ: «أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَنَهٰى عَنْهُ.

۴۵۴۹- حضرت سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے تازہ کھجوروں کے عوض خشک کھجوریں خریدنے یا بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے حاضرین سے فرمایا: ''کیا تازہ کھجور خشک ہو کر وزن میں کم ہو جاتی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں' پھر آپ نے ایسے سودے سے منع فرما دیا۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے' اس لیے ایک فریق کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یہ سود ہی کی ایک صورت ہے' لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ اہم بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ شارع ؑ محض اشیاء کی حرمت بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ بسا اوقات حرمت کی وجہ بھی بیان فرما دیتے تھے تاکہ لوگ علی وجہ البصیرت ممنوعہ چیز سے رک جائیں' نیز انھیں ممنوعہ چیز کی بابت مکمل طور پر انشراح صدر ہو جیسا کہ مذکورہ مسئلے میں آپ نے حاضرین ہی سے پوچھا: ''کیا خشک ہو کر تازہ کھجور کا وزن کم ہو جاتا ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ یقیناً! اس حقیقت کا علم رسول اللہ ﷺ کو بھی تھا لیکن آپ نے ان سے پوچھا تاکہ ان کے سامنے حرمت کی وجہ بالکل واضح ہو جائے۔ ③ لوگوں کے مال کسی بھی باطل طریقے سے کھانا حرام ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (النساء۴:۲۹) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل اور ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔''

٤٥٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ زَيْدٍ،

۴۵۵۰- حضرت سعد بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خشک کھجوروں کے عوض تازہ کھجوریں خریدنے بیچنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تازہ کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی

---

٤٥٤٩_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الثمر بالتمر، ح: ٣٣٥٩، والترمذي، ح: ١٢٢٥، وابن ماجه، ح: ٢٢٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٢٤، والكبرٰى، ح: ٦١٣٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٥٧، والحاكم: ٢/ ٣٨، ٣٩، ووافقه الذهبي.

٤٥٥٠_[إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٧.

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ: «أَيَنْقُصُ إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَنَهٰى عَنْهُ.

ہیں؟" لوگوں نے کہا: جی ہاں' پھر آپ نے اس سودے سے منع فرمادیا۔

## (المعجم ٣٧) - بَيْعُ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ (التحفة ٣٥)

## باب:٣٧- کھجوروں کے ایک ڈھیر کا سودا' جس کا ماپ معلوم نہیں' مقرر ماپ کی کھجوروں کے ساتھ کرنا

٤٥٥١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيلُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ.

۴۵۵۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ کھجوروں کے اس ڈھیر کا سودا' جس کا وزن معلوم نہ ہو' مقررہ وزن کی کھجوروں کے ساتھ کیا جائے۔

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی ؒ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد یہ مسئلہ بیان کرنا ہے کہ کھجوروں وغیرہ کا ایسا ڈھیر جس کی مقدار یعنی اس کا وزن یا ماپ معلوم نہ ہو تو اسے معلوم مقدار والے ڈھیر کے عوض نہیں بیچا جاسکتا کیونکہ اس طرح ایک فریق کی حق تلفی ہوگی اور شرعاً یہ حرام ہے' نیز معلوم ہوا کہ ایک ہی جنس کی دو چیزوں کی خرید وفروخت کمی بیشی کے ساتھ نہیں ہوسکتی بلکہ اس میں تساوی اور ہاتھوں ہاتھ لینے دینے کی شرط ضروری ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ کے مفہوم سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اگر دونوں ڈھیروں کی جنس مختلف ہو تو نامعلوم ماپ یا وزن والی ڈھیری کا سودا' معلوم ومعین ماپ یا وزن والی ڈھیری سے کر دیا جائے تو یہ درست بیع ہوگی۔ اشارۃ النص سے اس کی تائید ہورہی ہے۔ ③ عرب لوگ اس دور میں کھجوروں کو تولنے کی بجائے ماپا کرتے تھے جبکہ آج کل لوگ وزن کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عربی میں اصل لفظ "کیل" استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ماپنے کے ہیں۔

---

٤٥٥١- أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة القدر بتمر، ح: ١٥٣٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٨.

(المعجم ٣٨) - بَيْعُ الصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٨- غلے کے ڈھیر کا سودا غلے کے ڈھیر سے کرنا

٤٥٥٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُبَاعُ الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالصُّبْرَةِ مِنَ الطَّعَامِ وَلَا الصُّبْرَةُ مِنَ الطَّعَامِ بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ الطَّعَامِ».

۴۵۵۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلے کا ایک ڈھیر دوسرے ڈھیر کے عوض یا معین وزن کے غلے کے عوض خریدا بیچا نہ جائے۔“

فائدہ: یہ ممانعت تب ہے جب دونوں طرف ایک ہی جنس کا غلہ ہو کیونکہ اس صورت میں کمی بیشی سے لینا دینا منع ہے۔ اگر جنس بدل جائے، مثلاً: ایک طرف گندم اور دوسری طرف کھجور وغیرہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے، نیز اس وقت نپی تلی اور غیر معین غلے کی خرید وفروخت میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سودا ہاتھوں ہاتھ ہو۔ ادھار درست نہیں۔

(المعجم ٣٩) - بَيْعُ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٩- کھیتی کی خشک غلے (اناج) کے عوض بیع

٤٥٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ: أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَإِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَ كَرْمًا أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلًا، وَإِنْ كَانَ زَرْعًا أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ، نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ.

۴۵۵۳- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ (کوئی شخص) اپنے باغ کا پھل (مثلاً) تازہ کھجوریں خشک تولی ہوئی کھجوروں کے عوض بیچے۔ اسی طرح انگوروں کو تولے ہوئے منقیٰ کے عوض بیچے اور اگر کھیتی ہو تو اسے معین غلے کے عوض بیچے۔ آپ نے ان تمام صورتوں سے منع فرما دیا۔

٤٥٥٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٣٩.

٤٥٥٣- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلاً، ح: ٢٢٠٥، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ٧٦/١٥٤٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤٠.

فائدہ: ان بیوع کو مزابنہ اور محاقلہ کہا جاتا ہے۔ حرمت کی وجہ حدیث نمبر: ۴۵۳۸ میں گزر چکی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد ومسائل، حدیث: ۳۹۱۰)

٤٥٥٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ، وَعَنْ بَيْعِ التَّمْرِ قَبْلَ أَنْ يُطْعَمَ، وَعَنْ بَيْعِ ذٰلِكَ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ.

۴۵۵۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ، مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا۔ اور پھل کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اس کی بیع سے بھی روکا۔ مزابنہ اور محاقلہ کی بجائے ان کو الگ الگ دینار اور درہم (روپے پیسے) سے خریدا بیچا جائے۔

## (المعجم ٤٠) - بَيْعُ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ (التحفة ٣٨)

## باب: ۴۰- سفید ہونے سے پہلے سٹے اور بالی کی بیع (کی ممانعت کا بیان)

٤٥٥٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ، وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

۴۵۵۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ درخت کے پھل کی بیع کی جائے حتی کہ وہ رنگ بدل جائے۔ اور سٹے کی بیع کی جائے حتی کہ وہ سفید ہو جائے اور آفت سے محفوظ ہو جائے۔ آپ نے بیچنے والے کو بھی روکا اور خریدنے والے کو بھی۔

فائدہ: منع کی وجہ پیچھے بیان ہو چکی ہے کہ اس میں خریدار کو نقصان کا احتمال ہے کیونکہ رنگ بدلنے سے پہلے پھل اور فصل کے بارے میں کوئی یقینی پیش گوئی نہیں کی جا سکتی۔ ناگہانی آفات کا بھی احتمال رہتا ہے۔ پھل اور فصل کی اصل صورت حال رنگ بدلنے کے بعد ہی واضح ہوتی ہے، اس لیے اس سے پہلے خریدنا منع ہے، نیز نقصان کی صورت میں تنازعات پیدا ہوں گے۔ بیچنے والا رقم کا تقاضا کرے گا۔ خریدار اپنا عذر پیش کرے گا، لہٰذا اس بکھیڑے میں پڑنے کا کیا فائدہ؟ (تفصیلات ملاحظہ فرمائیں، حدیث: ۴۵۲۳، ۴۵۳۰ میں)

---

٤٥٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٣٩١٠، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤١.

٤٥٥٥- أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع، ح: ١٥٣٥ عن علي ابن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٣.

٤٥٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ: قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا لَا نَجِدُ الصَّيْحَانِيَّ وَلَا الْعِذْقَ بِجَمْعِ التَّمْرِ حَتَّى نَزِيدَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بِعْهُ بِالْوَرِقِ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ».

۴۵۵۶- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے منقول ہے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں صیحانی اور عذق کھجوریں ردی اور ملی جلی کھجوروں کے برابر نہیں مل سکتیں جب تک کہ ہم زیادہ نہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ردی کھجوریں چاندی (رقم) کے عوض بیچ اور پھر اس (رقم) کے ساتھ (عمدہ کھجوریں) خرید۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کا مندرجہ بالا باب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق آئندہ باب سے ہے۔ سنن نسائی میں کئی مقامات پر ایسے ہوا ہے' کیوں؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ممکن ہے امام صاحب آئندہ باب کی طرف اشارہ فرما رہے ہوں یا کسی کاتب کے تصرف سے اس طرح ہو گیا ہو۔ ② مسئلہ یہ ہے کہ کیا ردی کھجوریں زیادہ مقدار میں دے کر اعلیٰ کھجوریں تھوڑی مقدار میں لینا جائز ہے؟ جائز نہیں کیونکہ جب دونوں طرف جنس ایک ہو تو کمی بیشی سود کا سبب ہے' لہٰذا دونوں کو الگ الگ رقم کے عوض خریدا بیچا جائے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فرق کیا پڑا؟ صرف رقم کا واسطہ آ گیا۔ کھجوریں تو پھر بھی دو کلو کے بدلے ایک کلو ہی ملیں۔ (مثلاً) کیونکہ زیر بحث مسئلے میں تو واقعتاً کوئی فرق نہیں پڑا مگر بہت سے دیگر مسائل میں ہم جنس چیزوں کی کمی بیشی کے ساتھ بیع میں بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اصول اصول ہوتا ہے۔ جب مسئلے کا آسان حل موجود ہے تو اصول توڑنے کا کیا فائدہ؟ ③ صیحانی اور عذق بہترین قسم کی کھجوریں تھیں۔

## (المعجم ٤١) - بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلًا (التحفة ٣٩)

## باب:۴۱- کھجور کی بیع کھجور کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ (جائز نہیں)

٤٥٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۴۵۵۷- حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں

٤٥٥٦_ [حسن] وهو في الكبرى، ح:٦١٤٤، وله شواهد معنوية عند البخاري، ح:٢٢٠١، ٢٢٠٢، ومسلم وغيرهما.

٤٥٥٧_ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، ح:٢٢٠١، ٢٢٠٢، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح:١٥٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/٦٢٣، والكبرى، ح:٦١٤٥.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟» قَالَ: لَا [وَاللهِ! يَا رَسُولَ اللهِ!] إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِصَاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا».

(کھجوروں کی وصولی کے سلسلے میں) ایک آدمی مقرر فرمایا۔ وہ جنیب (عمدہ) کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی (اعلیٰ) ہوتی ہیں؟'' اس نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! ہم ملی جلی اور ردی کھجوروں کے دوصاع دے کر اس کا ایک صاع اور تین صاع دے کر اس قسم کے دو صاع خریدتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کرو۔ ردی اور ملی جلی کھجوروں کو رقم کے ساتھ الگ بیچو اور پھر رقم کے ساتھ جنیب کھجوریں خریدو۔''

**فوائد ومسائل:** ① کھجور کے عوض کھجور کا کمی بیشی کے ساتھ سودا کرنا' حرام ہے خواہ کھجور کی ایک قسم کتنی ہی عمدہ واعلیٰ اور دوسری کتنی ہی ردی ہو۔ ② یہ حدیث صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ سودی کاروبار کرنا قطعاً حرام ہے۔ ایسا کیا ہوا سودا صحیح نہیں ہوگا۔ ③ بعض معاملات میں حرام کام کا مرتکب اس وقت تک معذور سمجھا جائے گا جب تک اسے اس کام کی حرمت کا علم نہ ہو۔ یہ یاد رہے کہ عذر بالجہل مطلقاً قابل قبول نہیں' تاہم بعض معاملات' جن کا شریعت مطہرہ اور عرف عام لحاظ رکھیں' ان میں ایسا عذر قابل قبول ہوگا۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے خود ساختہ صوفیوں کے اس خشک زہد کا رد ہوتا ہے جو اچھی اشیاء کے استعمال سے گریز کرتے اور اپنے باطل زعم میں اسے تقویٰ سمجھتے ہیں' اپنے آپ کو مشقت میں مبتلا کر کے اسے نفس کشی کا نام دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے بڑا عابد وزاہد بھلا کون ہو سکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنے استعمال کے لیے' ردی کھجور کے عوض اچھی اور عمدہ کھجور پسند کی ہے اور اسے خریدا ہے۔ ⑤ امام اور دینی و مذہبی ذمہ دار شخص کو خصوصی طور پر دین کے معاملات کو اہمیت دینی چاہیے۔ جن لوگوں کو ان کا علم نہ ہو انھیں تعلیم دینی چاہیے اور انھیں ناجائز وحرام امور سے متنبہ کر کے جائز ومباح اور حلال امور کی طرف ان کی راہنمائی کرنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی کی رہنمائی فرماتے ہوئے اسے حرام کام سے ہٹا کر حلال کی طرف راستہ دکھایا۔ ⑥ یہ حدیث ربوا بالفضل کی حرمت کی صریح دلیل ہے۔ ⑦ شکوک وشبہات میں مبتلا شخص کی تلاش حق میں اس وقت تک مدد کرنی چاہیے جب تک کہ اس کے لیے حق واضح نہ ہو جائے۔ ⑧ جنیب' اعلیٰ قسم کی کھجور تھی اور ''جمع'' ردی کھجور جس میں گٹھلی نہیں ہوتی تھی۔ یا جمع سے مراد ملی جلی کھجوریں ہیں۔ کوئی کسی قسم کی کوئی کسی قسم کی جیسا کہ صدقہ وعشر میں عام ہوتا ہے۔ چونکہ خیبر میں بھی ہر قسم کی کھجوروں سے حصہ وصول کیا گیا تھا'

لہٰذا وہ ملی جلی تھیں۔

٤٥٥٨- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانٍ وَكَانَ تَمْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْلًا فِيهِ يُبْسٌ، فَقَالَ: «أَنّٰى لَكُمْ هٰذَا؟» قَالُوا: إِبْتَعْنَاهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا، فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ هٰذَا لَا يَصِحُّ وَلٰكِنْ بِعْ تَمْرَكَ وَاشْتَرِ مِنْ هٰذَا حَاجَتَكَ».

۴۵۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موٹی تازی کھجوریں لائی گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی کھجوریں خودرو قسم کی تھیں جن میں کچھ خشکی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تمھیں کہاں سے مل گئیں؟“ لوگوں نے کہا: ہم نے اپنی کھجوروں کے دو صاع دے کر یہ ایک صاع کے حساب سے خریدی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کرو۔ یہ درست نہیں بلکہ اپنی کھجوریں الگ رقم کے عوض فروخت کرو اور پھر اپنی ضرورت کے مطابق ان کو الگ رقم کے ساتھ خریدو۔“

فائدہ: ”موٹی تازی کھجوریں“ مراد ان درختوں کی کھجوریں ہیں جن کو پانی وافر ملتا تھا۔ ظاہر ہے وہ ایسی ہی ہوں گی اور جن درختوں کو پانی نہیں ملتا' وہ زمین کے پانی ہی سے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ان کی کھجوریں خشک ہی ہوں گی۔

٤٥٥٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَبِيعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ

۴۵۵۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ملی جلی کھجوریں دی جاتی تھیں۔ ہم ان کے دو صاع دے کر عمدہ کھجور کا ایک صاع لے لیتے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”کھجور کے ایک صاع کے بدلے دو صاع نہیں لیے جا سکتے اور نہ گندم کے ایک صاع کے بدلے دو صاع لیے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ایک

٤٥٥٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٦.

٤٥٥٩- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الخلط من التمر، ح: ٢٠٨٠، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ١٥٩٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٤٧.

حِنطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ».

درہم کا سودا دو درہم سے ہوسکتا ہے۔"

٤٥٦٠- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ - يَعْنِي - تَمْرَ الْجَمْعِ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا صَاعَيْ حِنطَةٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ».

۴۵۶۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ردی کھجوروں کے دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجور لے لیا کرتے تھے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: "دو صاع کھجور کا سودا ایک صاع کے بدلے نہیں ہوسکتا۔ نہ دو صاع گندم کا سودا ایک صاع سے ہوسکتا ہے اور نہ دو درہم کو ایک درہم کے بدلے فروخت کیا جاسکتا ہے۔"

٤٥٦١- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى -وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ- قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: أَتٰى بِلَالٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» قَالَ: اِشْتَرَيْتُهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا لَا تَقْرَبْهُ».

۴۵۶۱- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس برنی کھجوریں لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا: "یہ کیسے؟" وہ کہنے لگے: میں نے عام کھجوروں کے دو صاع دے کر یہ ایک صاع لی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اوہو! اوہو! یہ تو عین سود ہے۔ اس کے قریب مت جانا۔"

فوائد ومسائل: ① کھجور کو کھجور کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنا حرام ہے' نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت کو اپنی رعایا اور متعلقہ لوگوں کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے' اسے ان کے مفادات کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ امام اور ذمہ دار شخص جب کوئی ایسی بات سنے جو شرعاً ناجائز ہو یا ایسی چیز اور معاملہ دیکھے جو شرعاً حرام ہو تو اسے حرام کام کرنے والوں کو نہ صرف روکنا چاہیے بلکہ حق کی طرف ان کی رہنمائی بھی کرنی چاہیے۔ ③ یہ حدیث

---

٤٥٦٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤٨.

٤٥٦١ـ أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا باع الوكيل شيئًا فاسدًا فبيعه مردود، ح: ٢٣١٢، ومسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح: ١٥٩٤/ ٩٦ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٤٩.

مبارکہ اس اہم مسئلے کی صریح دلیل ہے کہ خبر واحد شرعی حجت ہے۔ ④ ''عین سود'' یعنی خالص سود کیونکہ دونوں طرف ایک ہی جنس ہو تو سودے میں کمی بیشی سود ہے۔

٤٥٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ - يَعْنِي - بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۴۵۶۲- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کا سودا چاندی کے ساتھ سود ہے الا یہ کہ نقد ہو۔ کھجوروں کا سودا کھجوروں کے ساتھ سود ہے مگر نقد سود نہیں۔ گندم کا سودا گندم کے ساتھ سود ہے الا یہ کہ نقد ہو۔ اور جو کا سودا جو کے ساتھ سود ہے الا یہ کہ سودا نقد ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث میں وہ سود بیان کیا گیا ہے جس کا تعلق خرید وفروخت سے ہوتا ہے۔ سود کی دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق لین دین، یعنی تھوڑی چیز قرض دے کر زیادہ چیز لینے کی شرط لگانا۔ اسے قرض کا سود کہتے ہیں۔ خرید وفروخت میں سود یہ ہے کہ دونوں طرف ایک ہی جنس ہو مگر ان میں کمی بیشی کی جائے یا ادھار ہو، سودا نقد نہ ہو، جیسے مندرجہ بالا روایت میں مثالیں دے کر واضح کر دیا گیا ہے، یا پھر جنس تو مختلف ہو مگر سودا ادھار ہو، جیسے کہ پہلی مثال میں صراحت ہے کہ سونا چاندی کے عوض بھی سود ہے جبکہ سودا نقد نہ ہو کیونکہ چیزوں اور جنسوں کے بھاؤ بدلتے رہتے ہیں، لہٰذا جب دونوں طرف ایک ہی جنس ہو یا مختلف جنسیں ہوں، ادھار قطعاً نہیں ہونا چاہیے، البتہ اگر اجناس مختلف ہوں تو کمی بیشی جائز ہے۔ اگر سودا روپے پیسے کے ساتھ کسی جنس کا ہو، مثلاً: کھجور، گندم، جو وغیرہ کا تو اس میں ادھار بھی جائز ہے۔ ② ''مگر نقد'' عربی میں لفظ ہیں: إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، یعنی دونوں ایک دوسرے سے کہیں، لے بھئی اپنا مال۔ جب دونوں یہ کہیں تو لازماً سودا نقد ہو گا، اس لیے لازم معنی کیا گیا ہے۔

## (المعجم ٤٢) - بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ (التحفة ٤٠)

## باب:۴۲- کھجوروں کی کھجوروں کے ساتھ بیع (کیسے ہونی چاہیے؟)

---

٤٥٦٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح:٢١٣٤، ومسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح:١٥٨٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦١٥٠.

٤٥٦٣- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ يَدًا بِيَدٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى إِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ أَلْوَانُهُ».

۴۵۶۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھجور کا سودا کھجور کے ساتھ' گندم کا گندم کے ساتھ' جو کا جو کے ساتھ اور نمک کا نمک کے ساتھ سودا نقد (اور برابر) ہونا چاہیے۔ جو زیادہ دے یا زیادہ لے' اس نے سود کا لین دین کیا۔ الا یہ کہ جنسیں بدل جائیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی ؒ کا مقصد یہ ہے کہ کھجور کا کھجور کے عوض سودا جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے نقد بہ نقد اور برابری ہو۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکورہ اشیاء کی ایک دوسرے کے عوض بیع جائز ہے بشرطیکہ وہ اشیاء برابر مقدار میں ہوں' سودا نقد ہو اور اسی مجلس میں دونوں فریق چیز کو اپنے اپنے قبضے میں لے لیں۔ ③ سود لینے سے' صرف لینے والا ہی گناہ گار نہیں ہوتا بلکہ دینے والا بھی مجرم ہوتا ہے' لہٰذا سود لینے والے اور دینے والے دونوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ ④ حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنس بدل جائے تو کمی بیشی جائز ہے۔ امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ جنس کے مختلف ہونے کی صورت میں بھی تقابض (دونوں فریقوں کا چیز قبضے میں لینا) ضروری اور واجب ہے۔ اس پر تقریباً تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔ ⑤ ''جنسیں بدل جائیں'' مثلاً: کھجور کا سودا گندم کے ساتھ' گندم کا جو کے ساتھ' جو کا نمک کے ساتھ۔ ایسی صورت میں کمی بیشی جائز ہے' مثلاً: دو کلو گندم دے کر نصف کلو کھجور لے تو کوئی حرج نہیں' البتہ سودا نقد ہونا چاہیے۔

## (المعجم ٤٣) - بَيْعُ الْبُرِّ بِالْبُرِّ (التحفة ٤١)

## باب: ۴۳- گندم کی گندم کے ساتھ بیع (کیسے ہونی چاہیے؟)

٤٥٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۵۶۴- حضرت مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عتیک سے روایت ہے کہ ایک منزل میں حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ ؓ جمع ہوئے تو حضرت

---

٤٥٦٣- أخرجه مسلم، ح:١٥٨٨ عن واصل بن عبدالأعلى به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٥١.

٤٥٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلاً يدًا بيد، ح:٢٢٥٤ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٥٢، وللحديث طرق أخرى عند مسلم وغيره.

سِيرِينَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَتِيكٍ قَالَا: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ، إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ، وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ، يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا. قَالَ أَحَدُهُمَا: فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

عبادہ ؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونے کے بدلے سونے، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجوروں کے بدلے کھجوریں...... ان دونوں استادوں (مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عتیک) میں سے ایک نے (یہ بھی) کہا، جبکہ دوسرے نے یہ الفاظ نہیں کہے...... اور نمک کے بدلے نمک کے سودے سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ دونوں برابر اور نقد ہوں، البتہ ہمیں اجازت عطا فرمائی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے، چاندی کو سونے کے بدلے، گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں کم وبیش خرید وفروخت کر سکتے ہیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔ (جنس ایک ہونے کی صورت میں) جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے، اس نے سودی لین دین کیا۔

**فوائد ومسائل:** ① گندم کے بدلے گندم بیچنی شرعاً جائز ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے گندم برابر ہو، نیز فریقین اسے اسی مجلس میں اپنے اپنے قبضے میں بھی لے لیں۔ ② اس حدیث مبارکہ کے مختلف طرق (سندیں) دیکھنے سے بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جو عہد وفا باندھا تھا اسے نہ صرف نبھایا بلکہ وفا کا حق ادا کر دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر جو بیعت کی تھی اس کے تقاضے پورے کیے، خواہ اس ایفائے عہد سے ان کے کسی امیر کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو یا ناگواری محسوس ہوتی ہو۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ بھی انھی جلیل القدر عظماء میں سے تھے جنھوں نے نبی ﷺ سے اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ سیدنا عبادہ بن صامت ؓ کے اس حدیث بیان کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایک غزوے میں لوگوں کو بہت سی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ غنیموں میں چاندی کے برتن بھی تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے امیر حضرت معاویہ ؓ تھے اور انھوں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو، وہ چاندی کے برتن جو بطور غنیمت ملے تھے، وہ برتن بیچ دے اور لوگوں کو بیت المال سے جو عطایا ملتے تھے جب وہ ملیں گے تو اس وقت ان چاندی کے برتنوں کی قیمت ان سے وصول کر لی جائے گی۔ لوگوں نے دھڑا دھڑ یہ سودا کرنا شروع کر دیا۔ سیدنا عبادہ بن صامت تک یہ بات پہنچی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ حدیث سنا دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

سونے اور چاندی کی بیع ادھار پر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ان کی خرید وفروخت نقد کی صورت میں ہوسکتی ہے ورنہ نہیں۔ یہ سن کر لوگوں نے چاندی کے جو برتن ان سے خرید لیے تھے واپس کر دیے اور سودا ختم کر دیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو ہم نے آپ سے نہیں سنی ہوتیں، حالانکہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر پھر کھڑے ہو گئے اور وہی حدیث مبارکہ دوبارہ سنا دی جو انھوں نے پہلے سنائی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہم نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ ضرور بیان کریں گے، خواہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتنا ہی ناگوار گزرے یا فرمایا کہ اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ذلت محسوس کریں اور ساتھ ہی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مسئلہ بیان کرنے کی وجہ سے اگر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایک رات بھی نہ رہ سکوں تو مجھے اس کی قطعاً کوئی پروا نہیں۔ میں نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سن رکھا ہے، وہ ضرور بیان کروں گا، خواہ آج کا کوئی حکمران اسے پسند کرے یا نہ کرے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح مسلم، المساقاۃ، باب الصرف و بیع الذھب بالورق نقدا، حدیث: ١٥٨٧) اس تفصیل سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم لا یخافون لومۃ لائم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علمائے حق پر جو بھاری ذمہ داری عائد کی ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حق کھل کر بیان کریں، حق کو قطعاً نہ چھپائیں، نیز عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے والے بن جائیں اور دنیا میں شُهَدَاءُ اللّٰه بن کر رہیں۔③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنن کی تبلیغ کا خصوصی اہتمام کیا جائے، علم رسول پھیلایا جائے، چاہے کوئی بڑے سے بڑا شخص اس کو ناپسند ہی کرتا ہو۔ حق بات برملا اور سب کے سامنے کہنی چاہیے۔④ حدیث مبارکہ سے مذکورہ اشیاء کی باہمی خرید وفروخت کا جواز بھی نکلتا ہے۔ہم جنس اشیاء میں برابری اور تقابض کی شرط ہے۔لیکن اگر جنس مختلف ہو جائے تو ان میں کمی بیشی تو جائز ہے لیکن سودے کا ہاتھوں ہاتھ ہونا شرط ہے۔⑤ اس حدیث مبارکہ سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو گندم اور جو، کو ایک ہی جنس شمار کرتے ہیں۔ یہ دونوں ایک جنس نہیں بلکہ دو مختلف جنسیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ الفاظ اس کی صریح دلیل ہیں، آپ نے فرمایا: ''گندم کے عوض جو اور جو کے عوض گندم بیچ سکتے ہو جس طرح چاہو بشرطیکہ سودا نقد بہ نقد ہو، یعنی ادھار کسی طرف سے نہ ہو۔''⑥ مذکورہ چھ چیزوں میں کمی بیشی تو واقعی سود ہے، البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ان چھ کے علاوہ دوسری کون سی اشیاء میں کمی بیشی سود میں شمار ہو گی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تمام مکیلات وموزونات (جن چیزوں کو ماپا تولا جا سکے) کو اس حکم میں داخل کیا ہے۔امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ان کے علاوہ تمام ماکولات (جو چیزیں کھانے اور خوراک کے کام آتی ہیں) اس حکم کے تحت داخل ہیں بشرطیکہ ان کو ذخیرہ کیا جا سکے۔امام شافعی رحمہ اللہ نے دونوں قیود کو ملحوظ رکھا ہے، یعنی وہ مکیل و موزون بھی ہوں اور خوراک بھی ہوں۔اہل ظاہر کا موقف ہے کہ سود صرف ان مذکورہ چھ چیزوں میں منحصر

ہے۔ان کے علاوہ کسی بھی چیز میں کمی بیشی سود شمار نہیں ہوگی' مگر یہ بات عقلی طور پر قابل قبول نہیں کیونکہ شریعت کے احکام کسی نہ کسی مقصد کی خاطر لاگو ہوتے ہیں۔ مذکورہ چیزوں کی بیع کمی بیشی کے ساتھ روکنے میں ایک مقصد سادگی اور قناعت پسندی بھی ہے۔ظاہر ہے اچھی گندم ناقص گندم کے مقابلے میں ملنے سے تو رہی۔کوئی شخص بھی ردی کھجوروں کے مقابلے میں اعلیٰ قسم کی کھجوریں نہیں دے گا۔مذکورہ قسم کی بیع سے روکنے کا یہ فائدہ ہو گا کہ لوگ اپنے پاس موجود گندم' جو' کھجوروں پر ہی قناعت کریں گے اور ذائقے کی تلاش میں سرگرداں نہیں ہوں گے۔اس سے مہنگائی ختم ہوگی۔عموماً لوگوں کے پاس جنس ہی ہوتی ہے۔پیسے کم ہی ہوتے ہیں' لہٰذا وہ اعلیٰ سے اعلیٰ کے حصول کے چکر میں نہیں پڑیں گے اور سادگی اور قناعت کا دور دورہ ہوگا۔معاشرہ افراتفری سے محفوظ رہے گا۔اس مقصد کو پیش نظر رکھا جائے تو امام مالک ؒ کی بات زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ حکم ان تمام چیزوں کے بارے میں ہے جو بطور خوراک استعمال ہوتی ہوں اور ان کو ذخیرہ بھی کیا جا سکے۔جبکہ اہل ظاہر کا مسلک اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے جس میں بیل پر لگے انگوروں کی بیع معین منقیٰ سے کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ایسی بیع میں بھی کمی بیشی کا خطرہ ہو سکتا ہے' حالانکہ منقیٰ یا انگور اس حدیث میں مذکور چھ چیزوں میں داخل نہیں۔امام ابوحنیفہ ؒ کے مسلک کی رو سے لوہا' پیتل وغیرہ بھی اس حکم میں آ جائیں گے' حالانکہ یہ چیزیں بذات خود فروخت ہونے کی بجائے عموماً ان کی مصنوعات ہی فروخت ہوتی ہیں اور مصنوعات میں یہ حکم جاری کرنا تقریباً ناممکن ہے کیونکہ وہاں سودا صرف مادے کا نہیں بلکہ کاریگری اور مہارت کا بھی ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. ⑥''ایک منزل میں'' ان الفاظ سے ظاہراً گھر بھی مراد ہو سکتا ہے اور سفر کی منزل بھی' یہ دوسرا معنی ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی مذکورہ بالا تفصیلی حدیث: ۱۵۸۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دشمنوں کے ساتھ ایک لڑائی کے موقع پر پیش آیا اور وہ یقیناً سفر میں تھے۔

٤٥٦٥- أَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدٍ وَقَدْ كَانَ يُدْعَى ابْنَ هُرْمُزَ قَالَ: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَهُمْ

۴۵۶۵-حضرت مسلم بن یسار اور حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ ؓ ایک جگہ اکٹھے تھے تو حضرت عبادہ ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' کھجوریں کھجوروں کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا۔ایک استاد نے' نمک

---

٤٥٦٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٣، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٢٢٥٤ من حديث إسماعيل ابن علية به.

عُبَادَةُ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ، وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ، وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ. قَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى، وَلَمْ يَقُلْهُ الْآخَرُ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ، يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا.

نمک کے بدلے کے الفاظ بیان کیے' جبکہ دوسرے نے یہ الفاظ نہیں بیان کیے الا یہ کہ وہ (دونوں طرف سے مقدار میں) برابر ہوں (اور نقد سودا ہو)۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا' اس نے سودی لین دین کیا۔ یہ الفاظ (زیادہ دیا یا زیادہ لیا) بھی ایک ہی استاد نے بیان کیے تھے' دوسرے نے نہیں کیے' البتہ آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے یا چاندی کو سونے کے بدلے اور گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں کم وبیش بیچ خرید سکتے ہیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔

فائدہ: سونے اور چاندی کو اللہ تعالیٰ نے تجارت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور یہ قیمت بنتے ہیں۔ جب سونے کے مقابلے میں سونا یا چاندی کے مقابلے میں چاندی ہو تو ان میں کمی بیشی منع ہے' لہٰذا جو چیزیں قیمت بنتی ہوں' ان میں بھی کمی بیشی منع ہوگی' مثلاً: کرنسی نوٹ' بانڈ اور سرٹیفکیٹ وغیرہ۔ سوروپے کا بانڈ یا سرٹیفکیٹ سو روپے سے زائد میں خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا ورنہ سود بن جائے گا۔ اگر لوہے یا تانبے کے سکے بنائے جائیں یا لوہے تانبے کو بطور قیمت استعمال کیا جائے تو ان کی بیع یا تبادلے میں بھی کمی بیشی منع ہوگی' مثلاً: سوروپے کا کرنسی نوٹ تبادلے میں سو روپوں کے سکوں کے برابر تصور کیا جائے گا۔ کمی بیشی منع ہوگی۔ آج کل مروجہ شیئرز (حصص) بھی اپنی اصل مالیت سے کم وبیش فروخت نہیں کیے جا سکتے۔

## (المعجم ٤٤) - بَيْعُ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ (التحفة ٤٢)

## باب:۴۴- جو کی جو سے بیع (کم وبیش نہیں ہونی چاہیے)

٤٥٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا: جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ

۴۵۶۶- حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما ایک منزل میں اکٹھے ہوئے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجوریں کھجوروں کے

٤٥٦٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦١٥٤.

مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ عُبَادَةُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ، وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ، قَالَ أَحَدُهُمَا: وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ، وَلَمْ يَقُلِ الْآخَرُ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ. قَالَ أَحَدُهُمَا: مَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى، وَلَمْ يَقُلِ الْآخَرُ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ، وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ، وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ، وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ، يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا، فَبَلَغَ هٰذَا الْحَدِيثُ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ فَقَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ صَحِبْنَاهُ وَلَمْ نَسْمَعْهُ مِنْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَأَعَادَ الْحَدِيثَ فَقَالَ: لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَإِنْ رَغِمَ مُعَاوِيَةُ.

بدلے...... دونوں میں سے ایک استاد نے یہ الفاظ (جن میں نمک کا ذکر ہے) بیان کیے تھے جبکہ دوسرے نے بیان نہیں کیے...... اور نمک نمک کے بدلے بیچیں مگر جبکہ دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوں (اور بیع نقد ہو)۔ جو شخص زیادہ دے گا یا لے گا' اس نے سودی کاروبار کیا...... یہ الفاظ (جو شخص زیادہ دے گا یا لے گا اس نے سودی کاروبار کیا) بھی دونوں میں سے ایک استاد نے بیان کیے تھے' دوسرے نے بیان نہیں کیے...... البتہ آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے' چاندی کو سونے کے بدلے' گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں بیچیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔ یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ کہنے لگے: عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو ہم نے تو نہیں سنیں اگرچہ ہم بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ یہ بات حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو کھڑے ہو کر دوبارہ حدیث پڑھی اور فرمانے لگے: ہم نے جو بات رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنی ہے' ضرور بیان کریں گے اگرچہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) اسے ناپسند ہی کرے۔

خَالَفَهُ قَتَادَةُ، رَوَاهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ، عَنْ عُبَادَةَ.

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) قتادہ نے اس (محمد بن سیرین) کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے یہ روایت مسلم بن یسار سے بواسطۂ أبو الأشعث' عبادہ سے بیان کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت میں سلمہ بن علقمہ کے دو استاد ہیں: ایک محمد بن سیرین اور دوسرے قتادہ۔ محمد بن سیرین نے جب یہ روایت بیان کی تو فرمایا: [عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ] اور

جب قتادہ نے یہ روایت بیان کی تو فرمایا: [عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ] مطلب یہ ہے کہ قتادہ نے مسلم بن یسار اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ابوالاشعث صنعانی کا واسطہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ اگلی روایت: ۴۵۶۷ کی سند سے واضح ہوتا ہے۔ ④ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ کے نقباء میں سے ہیں۔ انصار کے اولیں مسلمانوں میں شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ ان کا دور تعلیم وتربیت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔ انھیں ان کی نسبت آپ سے فیض حاصل کرنے کا موقع کم ملا ہے، لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نہ سنا ہو۔ یہ فرمان حضرت ابوہریرہ، حضرت عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ اور بلا شک وشبہ صحیح ہے۔

٤٥٦٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَكَانَ بَدْرِيًّا، وَكَانَ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ لَا نَخَافَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، أَنَّ عُبَادَةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ قَدْ أَحْدَثْتُمْ بُيُوعًا لَا أَدْرِي مَا هِيَ، أَلَا إِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَإِنَّ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ يَدًا بِيَدٍ وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا، وَلَا تَصْلُحُ النَّسِيئَةُ، أَلَا إِنَّ الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيرِ بِالْحِنْطَةِ يَدًا بِيَدٍ وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا، وَلَا يَصْلُحُ نَسِيئَةً، أَلَا وَإِنَّ

۴۵۶۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بدری صحابی تھے اور انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ (کی شریعت) کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں رکھیں گے۔ تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تم نے کچھ ایسی خرید وفروخت کی صورتیں شروع کر لی ہیں کہ میں نہیں جانتا وہ کیا ہیں؟ خبردار! سونا سونے کے بدلے تول کر برابر دیا جائے ڈلی ہو یا سکہ، چاندی چاندی کے بدلے تول کر برابر دی جائے ڈلی ہو یا سکہ، البتہ چاندی سونے کے بدلے ہو تو کوئی حرج نہیں کہ چاندی زیادہ ہو جبکہ سودا نقد ہو۔ ادھار درست نہیں۔ خبردار! گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے ماپ کر برابر دیے جائیں، البتہ جو کو گندم کے بدلے نقد فروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ جو زیادہ ہوں لیکن ادھار درست نہیں۔

٤٥٦٧- أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٧ من حديث مسلم بن يسار به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٥٥.

التَّمْرَ بِالتَّمْرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ، حَتّٰى ذَكَرَ الْمِلْحَ مُدْيًا بِمُدْيٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ أَرْبٰى.

خبردار! کھجور کھجور کے عوض ماپ کر برابر دی جائے حتی کہ آپ نے نمک کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ بھی ماپ کر برابر دیا جائے۔ جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سودی لین دین کیا۔

٤٥٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَ[إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] قَالَا: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ مُسْلِمٍ [الْمَكِّيِّ]، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى» وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ، لَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوبُ: وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ.

۴۵۶۸-حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سونا سونے کے بدلے تول کر عین برابر دیا جائے ڈلی ہو یا سکہ۔ چاندی چاندی کے برابر تول کر عین برابر دی جائے ڈلی ہو یا سکہ۔ اسی طرح نمک نمک کے برابر، کھجور کھجور کے برابر، گندم گندم کے برابر اور جو جو کے برابر خریدے بیچے جائیں۔ جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سودی کاروبار کیا۔ مذکورہ الفاظ محمد بن مثنیٰ کے ہیں، یعقوب نے "جو جو کے برابر" والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔



فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے یہ روایت دو استادوں سے بیان کی: ایک محمد بن مثنیٰ اور دوسرے یعقوب بن ابراہیم۔ دونوں استاد ساری روایت ایک جیسی بیان کرتے ہیں لیکن یہ جملہ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ صرف استاد محمد بن مثنیٰ بیان کرتے ہیں، دوسرے استاد نے یہ جملہ بیان نہیں کیا۔ ② مذکورہ روایت بیان کرنے والے ایک استاد کا نام سنن نسائی میں یعقوب بن ابراہیم بیان کیا گیا ہے۔ سنن النسائی (المجتبیٰ) کے تمام نسخوں میں یہی نام مذکور ہے لیکن یہ غلط ہے۔ درست نام "ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی" ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ امام نسائی ؒ کے ایک استاد یعقوب بن ابراہیم الدورقی بھی ہیں لیکن مذکورہ روایت ان کی بیان کردہ

---

٤٥٦٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٥٦.

نہیں بلکہ یہ ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی کی بیان کردہ ہے۔ یہ تمام تر وضاحت حافظ مزی ؒ نے تحفۃ الاشراف میں بیان کی ہے۔ دیکھیے: (تحفة الأشراف: ۴/۴۵۰) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبىٰ شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۳۴/۳۶۲)

٤٥٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ مَرَّ بِهِمْ فِي السُّوقِ فَقَامَ إِلَيْهِ قَوْمٌ أَنَا فِيهِمْ قَالَ: قُلْنَا: أَتَيْنَاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنِ الصَّرْفِ؟ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؟ قَالَ: لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ غَيْرُهُ، قَالَ: فَإِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ قَالَ سُلَيْمَانُ: أَوْ قَالَ: وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ، فَمَنْ زَادَ عَلَى ذٰلِكَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى، وَالْآخِذُ وَالْمُعْطِي فِيهِ سَوَاءٌ.

۴۵۶۹-حضرت سلیمان بن علی سے روایت ہے کہ حضرت ابوالمتوکل ہمارے پاس سے بازار میں گزرے۔ بہت سے لوگ ان کی طرف اٹھے۔ ان میں میں بھی شامل تھا۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ سے سونے چاندی کے تبادلے کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں۔ وہ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے سنا۔ اتنے میں ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان حضرت ابوسعید خدری ؓ کے علاوہ اور کوئی واسطہ نہیں؟ تو ابوالمتوکل نے کہا: نہیں، میرے اور آپ کے درمیان ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ انھوں نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے عین برابر سودا کیا جائے۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا، اس نے سودی کاروبار کیا۔ لینے دینے والا برابر کے گناہ گار ہیں۔

٤٥٧٠- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ جَابِرٍ؛ ح:

۴۵۷۰-حضرت عبادہ بن صامت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سونا سونے کے بدلے بالکل برابر وزن کے ساتھ بیچا جائے۔“

---

٤٥٦٩ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٤ من حديث أبي المتوكل الناجي به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦١٥٨.

٤٥٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٣١٩ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرىٰ، ح: ٦١٥٩. * إسماعيل هو ابن أبي خالد.

أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلذَّهَبُ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ» وَلَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوبُ: «اَلْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ» فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ هٰذَا لَا يَقُولُ شَيْئًا. قَالَ عُبَادَةُ: إِنِّي وَاللهِ! مَا أُبَالِي أَنْ لَّا أَكُونَ بِأَرْضٍ يَكُونُ بِهَا مُعَاوِيَةُ، إِنِّي أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ.

(راویٔ حدیث) یعقوب نے الکفة بالکفة کے الفاظ ذکر نہیں کیے (بلکہ اس کے بدلے کوئی اور الفاظ کہے جیسا کہ تفصیلی روایات سے معلوم ہوتا ہے)۔ حضرت معاویہ ؓ کہنے لگے: یہ کوئی معتبر بات نہیں کہہ رہے۔ حضرت عبادہ ؓ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں اس علاقے میں نہ رہوں جس میں معاویہ رہتے ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (خود) رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔

فائدہ: ''معتبر بات نہیں کہہ رہے'' حضرت معاویہ ؓ نے یہ بات اپنے علم کے مطابق کہی لیکن چونکہ انداز مناسب نہیں تھا' اس لیے حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے اظہار ناراضی فرمایا۔ اور یہ ان کا حق بھی بنتا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ أَرْضَاهُمْ.

## (المعجم ٤٥) - بَيْعُ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ (التحفة ٤٣)

## باب:۴۵- دینار کو دینار کے بدلے فروخت کرنا

٤٥٧١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي تَمِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا».

۴۵۷۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار کا سودا دینار سے کرنا ہو اور درہم کا درہم سے تو کمی بیشی جائز نہیں۔''

---

٤٥٧١_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح:١٥٨٨/ ٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٣٢، والكبرٰى، ح: ٦١٦٠.

فائدہ: پرانے زمانے میں دینار سونے سے بنایا جاتا تھا اور درہم چاندی سے۔ جو حکم سونے کا وہی دینار کا اور جو حکم چاندی کا' وہی درہم کا۔

(المعجم ٤٦) - بَيْعُ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۶- درہم کا سودا درہم سے کرنا

٤٥٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: اَلدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا ﷺ إِلَيْنَا.

۴۵۷۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دینار کا سودا دینار سے ہو یا درہم کا درہم سے تو کمی بیشی جائز نہیں ہوسکتی۔ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہمیں یہ تاکید ہے۔

٤٥٧٣- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبٰى».

۴۵۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سونا سونے کے بدلے میں تول کر برابر دیا جائے اور چاندی چاندی کے بدلے تول کر برابر دی جائے۔ جو شخص زیادہ دے یا زیادہ لے' اس نے سود کا لین دین کیا۔“

(المعجم ٤٧) - بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۷- سونے کی بیع سونے کے ساتھ کرنا

٤٥٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۴۵۷۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٥٧٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه الشافعي في الرسالة، ص:٢٧٧ فقرة:٧٦٠ عن مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٣٣ بطوله، والكبرى، ح:٦١٦١.

٤٥٧٣ـ أخرجه مسلم، ح:١٥٨٨/ ٨٤ (انظر الحديث المتقدم:٤٥٧١) عن واصل به، وهو في الكبرى، ح:٦١٦١.

٤٥٧٤ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الفضة بالفضة، ح:٢١٧٧، ومسلم، المساقاة، باب الربا، ح:١٥٨٤/ ٧٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٣٢، ٦٣٣، والكبرى، ح:٦١٦٢.

نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر۔ کسی ایک کو دوسرے سے زیادہ نہ کرو۔ اور چاندی چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر اور ان میں سے کسی غائب کا نقد سے سودا نہ کرو۔''

فائدہ: ''سودا نہ کرو'' یعنی ادھار سودا جائز نہیں کیونکہ سونے چاندی کا بھاؤ اور باہمی تناسب بدلتا رہتا ہے۔ ایسی صورت میں جھگڑے کا امکان ہے۔ شریعت تنازع کو پسند نہیں کرتی۔

٤٥٧٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَصُرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «فَذَكَرَ النَّهْيَ عَنِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تَبِيعُوا غَائِبًا بِنَاجِزٍ، وَلَا تُشِفُّوا أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ»

۴۵۷۵- حضرت ابو سعید خدری ؓ نے فرمایا: میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میرے کانوں نے آپ کے منہ مبارک سے سنا: ''آپ نے سونے کی سونے کے بدلے اور چاندی کی چاندی کے بدلے خرید و فروخت سے منع فرمایا مگر جب (دونوں طرف سے) برابر ہوں۔ اور فرمایا کہ تم ان میں سے موجود کا غیر موجود سے سودا نہ کرو اور کسی ایک کو دوسرے سے زائد نہ کرو۔''

٤٥٧٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ.

۴۵۷۶- حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے سونے یا چاندی کا ایک برتن اس کے وزن سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا۔ حضرت ابوالدرداء ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جیسے سودے سے منع فرماتے سنا الا یہ کہ

---

٤٥٧٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٦٣.

٤٥٧٦- [إسناده صحيح] أخرجه الشافعي في الرسالة، ص: ٤٤٦ فقرة: ١٢٢٨ عن مالك به مطولاً، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٣٤، والكبرٰى، ح: ٦١٦٤.

دونوں کا وزن برابر ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① سونے کی خرید وفروخت سونے یا چاندی کی چاندی کے عوض درست ہے بشرطیکہ دونوں طرف سے برابری ہو اور سودا نقد بہ نقد ہو۔ اگر ایسا نہیں تو وہ بیع فاسد اور حرام ہے۔ ② ''برتن'' عربی میں لفظ سِقَايَةٌ استعال کیا گیا ہے' یعنی پانی وغیرہ پینے کا برتن۔ ویسے شریعت اسلامیہ میں سونے یا چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے روکا گیا ہے۔ ممکن ہے انھوں نے زینت اور آرائش کے لیے خریدا ہو' یا کوئی اور مقصد بھی ہو سکتا ہے' المختصر وہ پینے کے لیے نہیں خرید سکتے۔ ③ ''وزن سے زیادہ'' کیونکہ برتن میں سونے کے علاوہ اس کے بنانے کی اجرت بھی تو شامل ہے لیکن شریعت میں سونے کے بدلے سونے کی بیع میں کمی بیشی منع ہے' لہٰذا اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اگر سونے کا برتن سونے کے ساتھ ہی خریدنا ہے تو برتن کے برابر سونا دیا جائے اور اجرت الگ چاندی وغیرہ کی صورت میں دی جائے' یا ایسے برتن کا سودا چاندی کے ساتھ کیا جائے اور چاندی کے برتن کا سونے سے تاکہ اجرت بھی وصول ہو جائے اور شرعی ضابطہ بھی برقرار رہے۔ سونے اور چاندی کی باہم بیع میں کمی بیشی کی کوئی حد مقرر نہیں' اس لیے اجرت کو بھی قیمت میں آسانی سے شامل کیا جا سکتا ہے۔ آج کل کرنسی نوٹوں نے ایسے مسائل حل کر دیے ہیں۔

## (المعجم ٤٨) - بَيْعُ الْقِلَادَةِ فِيهَا الْخَرَزُ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٤٦)

## باب:۴۸- ایسے ہار کو سونے کے عوض خریدنا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور منکے بھی ہوں

٤٥٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: اِشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تُبَاعُ حَتّٰى تُفَصَّلَ».

۴۵۷۷- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار کا خریدا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور منکے بھی تھے۔ جب میں نے سونے اور موتی منکوں کو الگ الگ کیا تو اس سے بارہ دینار سے زائد سونا نکل آیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''اس قسم کی چیز کو نہ بیچا جائے حتی کہ سونے وغیرہ کو الگ الگ کر لیا جائے۔''

---

٤٥٧٧ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب، ح:١٥٩١/ ٩٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٦٥.

فوائد و مسائل: ① مؤلف رحمہ اللہ نے جو عنوان قائم کیا ہے اس کا مقصد سونے کے ایسے ہار کی سونے کے عوض خرید و فروخت کا مسئلہ بیان کرنا ہے جس میں سونے کے علاوہ موتی، نگینے اور منکے وغیرہ بھی ہوں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ سونے کے ایسے ہار کی سونے کے عوض خرید و فروخت اس وقت تک حرام ہے جب تک اسے الگ الگ کر کے سونے کا وزن معلوم نہ کر لیا جائے۔ جب سونے کا وزن معلوم ہو جائے تو پھر اس سونے کے برابر سونا دیا جائے اور موتی نگینے اور منکے وغیرہ الگ کر کے ان کی قیمت دی جائے، یا جو بھی معاملہ طے ہو اس کے مطابق کیا جائے۔ ② اگر تو ہار وغیرہ اس قسم کا ہو کہ اسے خراب کیے بغیر سونے کو موتیوں سے الگ کیا جا سکتا ہو تو الگ کرنے کے بعد ہر چیز کا الگ الگ سودا کیا جائے تاکہ سود کے شبہ سے حتی الامکان بچاؤ ہو سکے۔ اور اگر الگ الگ کرنے سے ہار خراب ہوتا ہو تو پھر سونے کے ہار کو چاندی، یعنی درہم کے عوض خریدا جائے اور چاندی کے ہار کو سونے، یعنی دینار کے عوض خریدا جائے جیسا کہ حدیث نمبر ۴۵۷۶ میں گزر چکا ہے۔ آج کل قیمت کرنسی نوٹوں کی صورت میں دی جاتی ہے، لہٰذا کوئی مسئلہ پیدا ہی نہیں ہونا چاہیے اور نہ الگ کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض حضرات نے ایسے ہار کو الگ الگ کیے بغیر کسی بھی صورت میں بیچنے کی نفی کی ہے اور ظاہر الفاظ کو پیش کیا ہے مگر یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ اس طرح تو زیورات کا بیچنا ایک لاینحل مسئلہ ہو گا۔ الفاظ کے ساتھ ساتھ شریعت کے مقاصد کو بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے ورنہ کبھی کبھی مضحکہ خیز نتائج حاصل ہو جاتے ہیں۔

٤٥٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهَا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اِفْصِلْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ بِعْهَا».

۴۵۷۸- حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر کے دن مجھے ایک ایسا ہار ملا جس میں سونے کے علاوہ موتی اور منکے بھی تھے۔ میں نے اسے بیچنے کا ارادہ کیا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اس کے اجزا الگ الگ کر کے بیچ۔“

## (المعجم ٤٩) - بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۹- چاندی کو سونے کے عوض ادھار فروخت کرنا

---

٤٥٧٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٦٦.

٤٥٧٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ، فَجَاءَنِي فَأَخْبَرَنِي فَقُلْتُ: هٰذَا لَا يَصْلُحُ، فَقَالَ: قَدْ وَاللهِ! بِعْتُهُ فِي السُّوقِ وَمَا عَابَهُ عَلَيَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ: «مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا» ثُمَّ قَالَ لِي: اِئْتِ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

۴۵۷۹- حضرت ابومنہال سے روایت ہے کہ میرے ایک شریک نے چاندی کا سودا ادھار کر لیا' پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھے بتایا۔ میں نے کہا: یہ تو درست نہیں۔ وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سودا بازار میں کیا ہے اور کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ میں حضرت براء بن عازب ؓ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: نبیٔ اکرم ﷺ ہمارے ہاں مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم اس قسم کی بیع کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''جو (خرید وفروخت) نقد ہو' اس میں کوئی حرج نہیں اور جو ادھار ہو' وہ سود ہے۔'' پھر انھوں نے مجھے کہا: حضرت زید بن ارقم ؓ سے جا کر پوچھو۔ میں ان کے پاس گیا اور پوچھا تو انھوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

٤٥٨٠- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَا: كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَسَأَلْنَا نَبِيَّ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَأْسَ، وَإِنْ كَانَتْ نَسِيئَةً فَلَا يَصْلُحُ».

۴۵۸۰- حضرت ابومنہال سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم ؓ سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تجارت کیا کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سونے چاندی کے تبادلے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ تبادلہ نقد ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر ادھار ہو تو پھر یہ جائز نہیں۔''

---

٤٥٧٩_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا، ح:١٥٨٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، البيوع، باب التجارة في البز وغيره، ح:٢٠٦١ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٦٧.

٤٥٨٠_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٦٨، وأخرجه البخاري، ح:٢٠٦٠، ٢٠٦١ من حديث حجاج بن محمد به.

فائدہ: سونے چاندی کے تبادلے سے مراد سونا دے کر چاندی لینا اور چاندی دے کر سونا لینا ہے۔ دوسرے لفظوں میں دینار کے بدلے درہم لینا یا درہم کے بدلے دینار لینا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سونے چاندی کے باہمی تناسب میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور بھاؤ بدلتے رہتے ہیں' اس لیے نقد تبادلہ تو جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے ادائیگی تک بھاؤ میں فرق پڑ جائے' پھر تنازع کا امکان پیدا ہو جائے گا۔

٤٥٨١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ: سَلْ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ، فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ، فَسَأَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ: سَلِ الْبَرَاءَ فَإِنَّهُ خَيْرٌ مِنِّي وَأَعْلَمُ، فَقَالَا جَمِيعًا: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا.

۴۵۸۱- حضرت ابومنہال نے فرمایا: میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے سونے اور چاندی کے تبادلے کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے: حضرت زید بن ارقم ؓ سے پوچھو۔ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والے ہیں۔ میں نے حضرت زید ؓ سے پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: حضرت براء سے پوچھو۔ وہ مجھ سے بہتر اور زیادہ علم والے ہیں۔ پھر ان دونوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سونے چاندی کے ادھار تبادلے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب علم کو فتویٰ دیتے وقت اپنے سے بڑے یا دیگر اصحاب العلم سے ضرور مشورہ کرنا چاہیے' نیز ان سے مدد لے اور تعاون حاصل کرے تاکہ بعد ازاں کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو جیسا کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے مسئلہ بتلانے کے بعد سائل کو حضرت زید بن ارقم ؓ سے بھی مسئلہ پوچھنے کی تلقین فرمائی۔ اہل علم کی یہی شان ہوا کرتی ہے۔ ② ''وہ مجھ سے بہتر ہیں'' یہ صحابۂ کرام ؓ کی کسر نفسی اور تواضع ہے کہ دوسرے کو اپنے سے بہتر اور بڑا عالم خیال کرتے تھے۔ کاش! آج علماء وفضلاء اور اہل علم میں یہ عظیم جذبہ پیدا ہو جائے اور خود نمائی وخود پسندی کی بیماری سے ''صحت یاب ہو جائیں۔'' آمین. اہل علم کو یہی رویہ اپنانا چاہیے' اس میں برکت اور احترام ہے۔

## (المعجم ٥٠) - بَيْعُ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ وَبَيْعُ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ (التحفة ٤٨)

## باب: ۵۰- چاندی کی سونے کے عوض اور سونے کی چاندی کے ساتھ بیع کرنا

٤٥٨١ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦١٦٩، وأخرجه مسلم، ح: ١٥٨٩/ ٨٧، والبخاري، ح: ٢١٨٠، ٢١٨١ من حديث شعبة به. * محمد هو ابن جعفر غندر.

٤٥٨٢- وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ. وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا.

۴۵۸۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی چاندی کے بدلے اور سونا سونے کے بدلے لینے سے منع کیا ہے الا یہ کہ وہ (باہم) برابر ہوں' البتہ ہمیں اجازت دی کہ ہم چاندی کے بدلے سونا یا سونے کے بدلے چاندی جس طرح چاہیں' کم وبیش لے سکتے ہیں۔

فائدہ: ایسی بیع جس میں سونا چاندی کے بدلے یا سونا سونے کے بدلے خریدا بیچا جائے یا اس کے برعکس' یعنی چاندی سونے کے بدلے یا چاندی کے بدلے خریدی بیچی جائے' بیع الصرف کہلاتی ہے۔ اس میں نقد ادائیگی اور برابری ضروری ہے جبکہ مختلف اشیاء کے باہمی تبادلے میں برابری کی شرط نہیں' البتہ نقد ادائیگی' اس میں بھی ضروری ہے۔

٤٥٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوتَوْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَبِيعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَلَا نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَبَايَعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ

۴۵۸۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاندی کو چاندی کے عوض بیچنے سے منع فرمایا مگر جب وہ آپس میں برابر اور نقد ہو۔ اسی طرح سونے کو سونے کے عوض بیچنے سے منع فرمایا الا یہ کہ وہ آپس میں برابر اور نقد ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کو چاندی کے عوض جیسے چاہو (کم وبیش) خرید و بیچو اور چاندی کو سونے کے بدلے جیسے چاہو (کم وبیش) خرید و بیچو۔''

---

٤٥٨٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الذهب بالورق يدًا بيد، ح: ٢١٨٢، ومسلم، المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا، ح: ١٥٩٠ من حديث عباد بن العوام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٠.

٤٥٨٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧١.

وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ».

٤٥٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا رِبًا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ».

۴۵۸۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سود صرف ادھار میں ہے۔“

فائدہ: یاد رہے یہ تب ہے جب دونوں طرف جنس مختلف ہو‘ مثلاً: سونا چاندی کے بدلے یا چاندی سونے کے بدلے ورنہ اگر جنس ایک ہو تو کمی بیشی بھی سود ہے جیسا کہ روایات میں صراحتاً ثابت ہے۔

٤٥٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَرَأَيْتَ هٰذَا الَّذِي تَقُولُ؟ أَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ أَوْ شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلٰكِنْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيئَةِ».

۴۵۸۵- حضرت ابو صالح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری ؓ کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کیا آپ نے اسے کتاب اللہ میں پایا ہے یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہ میں نے یہ بات اللہ عزوجل کی کتاب میں پائی ہے نہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے بلکہ مجھے تو حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سود صرف ادھار میں ہے۔“

فوائد ومسائل: ① چاندی کو سونے کے عوض یا سونے کو چاندی کے عوض خریدا بیچا جا سکتا ہے بشرطیکہ فریقین (دونوں) کی طرف سے نقد ادائیگی ہو۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عالم دین کو دینی مسئلے کی بابت دوسرے عالم دین سے دلیل کے ساتھ بات کرنی چاہیے اور ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عالم

---

٤٥٨٤ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ح:١٥٩٦/ ١٠٢ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، من طريق آخر (انظر الحديث الآتي) من حديث عبدالله بن عباس به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٧٢.

٤٥٨٥ـ أخرجه مسلم، ح:١٥٩٦/ ١٠١ من حديث سفيان بن عيينة، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساءً، ح:٢١٧٨، ٢١٧٩ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح:٦١٧٣.

دین سے معلوم کرے کہ آپ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے یہ قرآن مجید میں ہے یا حدیث رسول سے ثابت ہے (کیونکہ احکام شریعت کا اصل مأخذ قرآن وسنت ہے)۔ مزید برآں مسئول عنہ (جس سے ایسا سوال کیا جائے) کو اس قسم کے سوال، یعنی دلیل طلب کرنے کو اپنی ''شان میں گستاخی'' نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ بلا تاخیر جواب دے دینا چاہیے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فوراً جواب دیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے یہ خبر دی ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ عالم دین کا فرض ہے کہ وہ اجتماعیت سے ہٹے ہوئے شخص کو اجتماعیت کی طرف لائے اور یہ فریضہ کتاب وسنت کے دلائل کے ذریعے سے سرانجام دیا جانا چاہیے۔ ④ ''یہ جو آپ کہہ رہے ہیں'' دراصل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ سونے کو سونے کے بدلے اور چاندی کو چاندی کے بدلے کم وبیش بھی خریدا بیچا جا سکتا ہے بشرطیکہ ادھار نہ ہو، حالانکہ یہ حدیث ایک مخصوص صورت کے بارے میں ہے، یعنی جب طرفین کی جنس مختلف ہو، مثلاً: چاندی سونے کے بدلے ہو جیسا کہ اس کی طرف اوپر والی حدیث (۴۵۸۴) میں اشارہ ہو چکا ہے۔ کسی ایک روایت سے ایسے معنی اخذ نہیں کیے جا سکتے جو دیگر صریح، مفصل اور کثیر روایات کے خلاف ہوں۔ بعض احادیث مختصر ہوتی ہیں۔ ان کے معنی سمجھنے کے لیے دیگر تفصیلی روایات کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

٤٥٨٦- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ، إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، قَالَ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ».

۴۵۸۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بقیع میں اونٹوں کا کاروبار کیا کرتا تھا۔ (کبھی) سودا دیناروں سے کرتا تو درہم وصول کر لیتا تھا۔ میں (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں اونٹوں کا سودا کرتا ہوں۔ سودا دیناروں سے کرتا ہوں اور ان کی جگہ درہم وصول کر لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اس دن کے بھاؤ کے مطابق ہو تو کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت کوئی لین دین باقی نہ ہو۔''

---

٤٥٨٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ح: ٣٣٥٤ من حديث حماد ابن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٨٠، وصححه ابن حبان، ح: ١١٢٨، وابن الجارود، ح: ٦٥٥، والحاكم: ٢/ ٤٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

فائدہ: دینار سونے کا ہوتا تھا اور درہم چاندی کا۔ جب سونے اور چاندی کی بیع جائز ہے تو دینار کی جگہ اس کی قیمت کے مطابق درہم وصول کیے جا سکتے ہیں اور درہموں کی جگہ دینار وصول کیے جا سکتے ہیں۔ آج کل مختلف ممالک کی کرنسیوں کی یہی حیثیت ہے۔ سودا روپوں میں ہو تو ان کی جگہ روپوں کی قیمت کے مطابق ڈالر یا ریال یا پونڈ وصول کیے جا سکتے ہیں لیکن اسی وقت' بعد میں نہیں کیونکہ کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ رہتا ہے۔ جس کرنسی میں سودا طے ہوا ہے' وہ اصل ہوگی باقی کرنسیاں ادائیگی کے وقت کے لحاظ سے وصول کی جائیں گی۔

(المعجم ٥١) - أَخْذُ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ وَالذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ (التحفة ٤٩)

باب:٥١- سونے کی جگہ چاندی لینا اور چاندی کی جگہ سونا لینا اور حضرت ابن عمر ﷠ کی روایت کے ناقلین کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر

٤٥٨٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ أَوِ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا بَايَعْتَ صَاحِبَكَ فَلَا تُفَارِقْهُ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ».

۴۵۸۷- حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ میں سونے کا چاندی کے ساتھ اور چاندی کا سونے کے ساتھ سودا کیا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ بات بتلائی تو آپ نے فرمایا: ''جب تو اپنے ساتھی سے (اس قسم کا) سودا کرے تو اس سے ایسی حالت میں جدا نہ ہو کہ تیرے اور اس کے درمیان کوئی شبہات والی چیز باقی ہو۔''

فائدہ: ''شبہات والی چیز باقی ہو'' یعنی نقد ادائیگی ہونی چاہیے' ادھار نہ ہو جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گزرا۔

٤٥٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ.

۴۵۸۸- حضرت سعید بن جبیر کے بارے میں مروی ہے کہ وہ دراہم کی جگہ دینار اور دینار کی جگہ دراہم لینا پسند نہیں کرتے تھے۔

---

٤٥٨٧- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦١٧٥.

٤٥٨٨- [سنده حسن] وانظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦١٧٦.

فائدہ: ان کے ناپسند کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں جب کہ نبی ﷺ سے صراحتاً اس کا جواز ثابت ہے۔ ہاں، قرض کی صورت میں ان کے قول کی معقول وجہ ہو سکتی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

٤٥٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا -يَعْنِي- فِي قَبْضِ الدَّرَاهِمِ مِنَ الدَّنَانِيرِ، وَالدَّنَانِيرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ.

۴۵۸۹- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ وہ دینار کی جگہ درہم اور درہم کی جگہ دینار لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

٤٥٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْهُذَيْلِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي قَبْضِ الدَّنَانِيرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ: أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُهَا إِذَا كَانَ مِنْ قَرْضٍ.

۴۵۹۰- حضرت ابراہیم نخعی دراہم کی جگہ دینار لینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے مگر جب وہ قرض کے ہوں۔

فائدہ: یہ اس لیے کہ قرض کی صورت میں امکان ہے کہ قرض خواہ قیمت کی صورت میں کچھ مفاد حاصل کرے گا اور جب قرض سے کوئی مفاد حاصل کیا جائے تو وہ سود بن جاتا ہے لیکن یہ صرف ایک امکان ہے۔ اس کی وجہ سے دراہم کی جگہ دینار لینے سے منع نہیں کیا جا سکتا بشرطیکہ کوئی مفاد حاصل نہ کیا جائے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ذکر ہے۔

٤٥٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسٰى أَبِي شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ:

۴۵۹۱- حضرت سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ وہ (دراہم کی جگہ دینار اور دینار کی جگہ دراہم لینے میں) کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اگرچہ وہ قرض کے ہی کیوں

---

٤٥٨٩ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٧ . * مؤمل هو ابن إسماعيل، وسفيان هو الثوري، وله شاهد تقدم، ح: ٤٥٨٦ .

٤٥٩٠ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٨ . * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري، وعنعن، وأبوالهذيل هو غالب بن الهذيل.

٤٥٩١ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٧٩ . * سفيان هو الثوري، وتابعه وكيع عن موسى أبي شهاب به، وانظر الحديث الآتي.

أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا وَإِنْ كَانَ مِنْ قَرْضٍ.

نہ ہوں۔

٤٥٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِمِثْلِهِ.

۴۵۹۲- حضرت سعید بن جبیر سے اسی قسم کا قول منقول ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: كَذَا وَجَدْتُهُ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ اس جگہ میں نے ایسا ہی پایا ہے۔

فائدہ: التعلیقات السلفیہ میں ہے کہ شاید امام نسائی رحمہ اللہ اس قول کا ضعف ظاہر فرما رہے ہیں کیونکہ اس سے پہلے روایت نمبر ۴۵۸۸ میں تو گزرا ہے کہ وہ عام حالات میں بھی دراہم کی جگہ دینار اور دینار کی جگہ دراہم لینا پسند نہیں فرماتے تھے چہ جائیکہ وہ قرض کی صورت میں یہ جائز قرار دیں۔ والله أعلم. صاحب ذخیرۃ العقبی فرماتے ہیں کہ یہ سند تین احادیث پہلے گزر چکی ہے۔ اس جگہ سابقہ اور اس روایت کی باہمی مخالفت کی طرف اشارہ ہے۔ سابقہ روایت میں تھا کہ سعید بن جبیر دراہم کی جگہ دینار اور دیناروں کی جگہ درہم لینا ناپسند کرتے تھے جبکہ اس روایت میں ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اگرچہ وہ قرض ہی کے کیوں نہ ہوں۔ شارح فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس میں اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا' سابقہ روایت کی نسبت زیادہ راجح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت' امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت کے موافق ہے جس میں عدم کراہت کا بیان ہے۔ والله أعلم. دیکھیے: (ذخيرة العقبى، شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۲۰/۳۵)

## (المعجم ٥٢) - أَخْذُ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ (التحفة ٥٠)

## باب: ۵۲- سونے کی جگہ چاندی لینا

٤٥٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ، إِنِّي أَبِيعُ

۴۵۹۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ذرا سنیے! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں مقام بقیع میں دیناروں کے ساتھ اونٹ کی قیمت طے کرتا ہوں، پھر میں دیناروں کی بجائے دراہم لے لیتا ہوں۔ (کیا یہ

---

٤٥٩٢- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٦١٧٩ * موسى بن نافع هو أبوشهاب الحناط.

٤٥٩٣- [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٥٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٦١٨١.

الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، قَالَ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَ بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ».

جائز ہے؟) آپ نے فرمایا: ”تو اس دن کے بھاؤ کے حساب سے لے لے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ جدا ہوتے وقت تمھارا آپس میں کچھ لین دین باقی نہ ہو۔“

فائدہ: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۵۸۶ کا فائدہ۔

## (المعجم ٥٣) - اَلزِّيَادَةُ فِي الْوَزْنِ (التحفة ٥١)

## باب: ۵۳-تولتے وقت زیادہ دینا (چاہیے)

٤٥٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمَدِينَةَ دَعَا بِمِيزَانٍ فَوَزَنَ لِي وَزَادَنِي.

۴۵۹۴-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ترازو منگوایا۔ مجھے (اونٹ کی قیمت) تول کر دی اور کچھ زیادہ دی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دوران سفر میں ایک اونٹ خریدا تھا۔ قیمت چالیس درہم طے پائی تھی۔ ادائیگی مدینہ منورہ آ کر کی گئی۔ ② ”ترازو منگوایا“ اس دور میں عرب میں درہم اور دینار کے سکے موجود تھے لیکن بہت کم بلکہ عام سونے، چاندی سے سودے ہوتے تھے اور تول کر سونا چاندی دیتے تھے۔ ③ ”زیادہ دی“ کسی کو اس کے حق سے کچھ زائد دینا اچھی اور مستحب بات ہے، خواہ وہ قرض ہی ہو۔ سود تب بنتا ہے جب زیادہ کی شرط ہو یا قرض خواہ اس کا مطالبہ کرے یا کم از کم خواہش رکھے۔ اگر مقروض اپنی خوشی سے اس کے قرض کے علاوہ اس سے زیادہ بھی دے دے تو یہ اچھی بات ہے کیونکہ پورا پورا دینے میں تول کی کمی بھی ممکن ہے، اس لیے زیادہ دے تاکہ کمی کا احتمال نہ رہے۔ تولتے وقت زیادہ دینا اعلیٰ ظرفی ہے۔

٤٥٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرٍ

۴۵۹۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قیمت ادا کی اور زائد بھی دیا۔

---

٤٥٩٤- أخرجه البخاري، الهبة، باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة . . . الخ، ح: ٢٦٠٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين في المسجد لمن قدم من سفر أول قدومه، ح: ٧١٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٢.

٤٥٩٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٣.

قَالَ: قَضَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَزَادَنِي.

## (المعجم ٥٤) - اَلرُّجْحَانُ فِي الْوَزْنِ (التحفة ٥٢)

## باب:۵۴-تولتے وقت جھکا کر دینا

٤٥٩٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ، فَأَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى وَوَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ، فَاشْتَرٰى مِنَّا سَرَاوِيلَ، فَقَالَ لِلْوَزَّانِ: «زِنْ وَأَرْجِحْ».

۴۵۹۶-حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مخرفہ عبدی علاقۂ ہجر سے (بیچنے کے لیے) کپڑے لائے۔ رسول اللہ ﷺ مقام منیٰ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور ایک تولنے والا اجرت پر تول رہا تھا۔ آپ نے ہم سے ایک شلوار خریدی، پھر تولنے والے سے فرمایا: ''(قیمت) تول اور جھکا کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① سودا دیتے وقت کچھ نہ کچھ زیادہ دینا چاہیے' یعنی تولتے وقت ترازو جھکتا ہونا چاہیے۔ باہمی خیر خواہی، ہمدردی اور اسلامی بھائی چارے کا تقاضا یہی ہے چہ جائیکہ ڈنڈی ماری جائے' یہ حرام ہے۔ اس طرح برکت اٹھ جاتی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کپڑے کی تجارت شرعاً جائز ہے اور یہ حلال روزی کمانے کا بہترین ذریعہ بھی ہے، نیز دوسرے ممالک سے مال منگوانے کی مشروعیت پر بھی دلالت کرتی ہے' یعنی درآمد و برآمد کا کاروبار' شرعاً درست ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ جس طرح جھکتا تول کر دینے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے بعینہٖ اسی طرح کم تول کر دینے کی کراہت اور اس کے غیر مشروع ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ اس طرح انسان کی حق تلفی ہوتی ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ ④ ''اجرت پر تول رہا تھا'' یعنی قیمت میں سونا چاندی تول رہا تھا اور وہ تولنے کے پیسے لیتا تھا۔ اس سے خریدار کو ادائیگی کی سہولت ہوتی تھی کیونکہ قیمت کا تول خریدار کے ذمہ ہوتا ہے جبکہ سامانِ فروخت کا تول بیچنے والے کے ذمے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تولنے والا قیمت تول تول کر لے رہا تھا۔ اس صورت میں بیچنے والوں نے اسے مقرر کیا ہوگا۔ ⑤ ''شلوار خریدی'' ظاہر ہے پہننے کے لیے خریدی ہوگی' تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ گھر کے کسی اور فرد کے

٤٥٩٦_[صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ح: ٣٣٣٦، والترمذي، ح: ١٣٠٥، وابن ماجه، ح: ٢٢٢٠ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه قيس بن الربيع، وللحديث شواهد كثيرة، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٤٤، وابن الجارود، ح: ٥٥٩.

لیے خریدی ہو۔ آپ سے شلوار کی تعریف ثابت ہے کہ یہ پردے والا لباس ہے۔ ⑨ "جھکا کردے" تاکہ کمی کا احتمال نہ رہے۔ اور یہ حکم وزن کے علاوہ ماپ اور پیمائش میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ دینے والے کو چاہیے کہ ان میں بھی کچھ زائد ہی دے۔

٤٥٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَفْوَانَ قَالَ: بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَرَاوِيلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَأَرْجَحَ لِي.

۴۵۹۷- حضرت ابوصفوان ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو ایک شلوار بیچی۔ آپ نے مجھے قیمت تولتے وقت جھکا کر (زیادہ) دی۔

٤٥٩٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْمُلَائِيِّ عَنْ سُفْيَانَ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمِكْيَالُ عَلَى مِكْيَالِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَالْوَزْنُ عَلَى وَزْنِ أَهْلِ مَكَّةَ» وَاللَّفْظُ لِإِسْحَاقَ.

۴۵۹۸- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماپ مدینے والوں کے مطابق ہونا چاہیے اور وزن مکے والوں کے مطابق۔"

یہ الفاظ اسحاق کے ہیں۔

**فوائد ومسائل:** ① اس روایت میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: ایک اسحاق بن ابراہیم اور دوسرے محمد بن اسماعیل۔ روایت کے مذکورہ الفاظ استاد اسحاق (بن راہویہ) کے ہیں۔ دوسرے استاد محمد بن اسماعیل (ابن علیہ) کے بیان کردہ الفاظ ان سے قدرے مختلف ہیں۔ ② عرب میں باقاعدہ حکومت نہیں تھی کہ ایک ہی وزن اور ایک ہی ماپ رائج ہو بلکہ مختلف وزن اور ماپ رائج تھے۔ شریعت میں زکاۃ، عشر، کفارات و دیگر ضروریات کے احکام نازل ہوئے تو وزن اور ماپ معین کرنا ضروری تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک منظم حکومت بھی وجود میں لا چکے تھے، لہٰذا انتظامی لحاظ سے بھی وزن اور ماپ کے پیمانے معین کرنا ضروری تھے، اس لیے آپ نے وزن کے

---

٤٥٩٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٥.

٤٥٩٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٢١ب، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٦.

والوں کا اور ماپ مدینے والوں کا سرکاری اور شرعی طور پر معین فرما دیا۔ اس دور میں وزن عموماً سونے چاندی اور دیگر دھاتوں کا ہوتا تھا۔ غلے میں ماپ رائج تھا۔ مدینہ منورہ کے لوگ زمیندار تھے۔ وہاں غلہ وافر ہوتا تھا' اس لیے آپ نے ماپ' یعنی مد' صاع اور وسق وغیرہ مدینہ منورہ کے رائج فرمائے۔ مکے والوں کے ہاں دس درہم سات دینار کے وزن کے برابر ہوتے تھے اور دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا تھا۔ اب زکاۃ و دیت وغیرہ میں یہی وزن معتبر ہوگا۔ اور عشر و صدقۃ الفطر اور کفارات میں مدینے والوں کا مد و صاع معتبر ہوگا۔ مدینے والوں کا صاع چار مد کا ہوتا تھا۔ وزن میں یہ ۵⅓ رطل کے برابر تھا۔ مد اور صاع برتن تھے جن میں وہ غلہ اور کھجوریں ڈال کر ماپا کرتے تھے۔ آج کل غلے اور کھجوروں کا وزن کیا جاتا ہے' اس لیے مد اور صاع کے وزن میں اختلاف ہو گیا ہے۔ ویسے بھی ایک ہی برتن میں ڈالی جانے والی اشیاء کا وزن ایک نہیں ہوسکتا بلکہ ہر ایک کا وزن الگ الگ ہوگا' مثلاً: پانی، دودھ، پارہ، شربت، کھجور، گندم، چینی وغیرہ اپنا الگ الگ وزن رکھتے ہیں۔ درہم' دینار اور مد و صاع بعد میں بھی بدلتے رہے ہیں۔ مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے حساب سے کمی بیشی کی مگر شریعت میں آپ کے دور کے درہم' دینار اور مد و صاع ہی وزن اور ماپ میں معتبر ہوں گے' مثلاً: کوئی صاع مدینے کے صاع سے بڑا تھا لیکن صدقۃ الفطر وغیرہ میں مدینے کا صاع ہی چلے گا۔

## (المعجم ٥٥) - بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفَى (التحفة ٥٣)

## باب:۵۵-غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا (منع ہے)

٤٥٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۴۵۹۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی غلہ (غذائی جنس) خریدے' وہ کسی کو فروخت نہ کرے حتی کہ اسے (پورا پورا) اپنے قبضے میں لے لے۔''

فوائد ومسائل: ① جب کوئی شخص غذائی اجناس خریدے تو اسے اس وقت تک آگے نہیں بیچ سکتا جب تک وہ اسے مکمل طور پر اپنے قبضے میں نہ لے لے۔ اگر وہ مکیل چیز ہے تو اس کا ماپ پورا کرے اور اگر وہ موزون ہے تو اس کا وزن پورا کر لے۔ اگر ماپے تولے اور قبضے میں لیے بغیر ہی بیچے گا تو شرعاً یہ کام ناجائز اور حرام ہوگا۔ باب کے تحت درج تمام احادیث اس مسئلے کی پوری پوری وضاحت کر رہی ہیں جبکہ ہمارے ہاں آج کل یہ وبا

---

٤٥٩٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ح: ٢١٢٦، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤٠، والكبرى، ح: ٦١٨٧.

عام ہے کہ تاجر لوگ عموماً سودے پر سودا کیے جاتے ہیں جبکہ اصل چیز (مبیع) ایک ہی جگہ کسی سٹور وغیرہ میں پڑی رہتی ہے' کوئی خریدار اسے دیکھتا ہے نہ اس کا وزن یا کیل (ماپ تول) ہی معلوم کرتا ہے بلکہ اسے آگے سے آگے فروخت کیا جاتا ہے' اس طرح وہ اپنے پیسوں ہی پر نفع پہ نفع لیے جاتے ہیں' چیز کو دیکھنے تک کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور نہ انھیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مبیع چیز درست حالت میں ہے یا خراب ہو چکی ہے؟ غرض کسی کو کچھ علم نہیں ہوتا لیکن چیز آگے بک رہی ہوتی ہے بالآخر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخری خریدار کو نقصان ہوتا ہے اور یہی چیز باہمی جھگڑے فساد کا باعث بنتی ہے۔ شریعت مطہرہ کا حکم بالکل واضح اور دوٹوک ہے کہ جب کوئی شخص غذائی جنس' یعنی غلہ وغیرہ خریدے تو اسے چاہیے کہ اس چیز کو وہاں سے اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لے' اور کسی دوسری جگہ اسے فروخت کر دے۔ ② اس حدیث میں یہ حکم صرف غلے کے بارے میں ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا ذہن بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ فروخت کے لیے قبضے کی شرط صرف غلے میں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ہر چیز میں فروخت سے پہلے قبضہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہما اللہ زمین ومکان کے علاوہ تمام اشیاء میں اس حکم کو رائج فرماتے ہیں۔ گویا انھوں نے منقولہ وغیر منقولہ اشیاء میں فرق کیا ہے کہ منقولہ میں قبضہ ضروری ہے۔ باقی رہی جائیداد غیر منقولہ تو اس کو کون سا اٹھایا یا منتقل کیا جا سکتا ہے کہ اس پر قبضے کی قید ضروری ہو۔ ③ بیچنے سے پہلے قبضے کی قید لگانے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ قبضے میں لینے سے مال کی جانچ پڑتال ہو جائے' اس کی اصل کیفیت معلوم ہو جائے' نیز خریدار چیز کے خریدنے کے بعد کچھ محنت بھی کرے' مثلاً: وہ غلہ وہاں سے اٹھا کر اپنی دکان میں لے جائے۔ اگر وہ ڈھیر تولا نہیں گیا تھا تو اس کو تولے تاکہ یہ محنت اس منافع کا جواز بن سکے جو وہ بیچ کر حاصل کرے گا۔ اگر کسی نے کوئی چیز خرید کر اسی جگہ پڑی کی پڑی بیچ دی تو گویا اس نے پیسہ لگانے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کیا اور تھوڑا پیسہ لگا کر زیادہ پیسہ کمایا۔ یہ سود کے مشابہ ہے۔ کسی کو پیسہ دیا' پھر کچھ عرصے کے بعد زیادہ لے لیا۔ اسلام بلا محنت کمائی کو جوا اور سود قرار دیتا ہے۔ حلال کی کمائی وہی ہے جو محنت اور کام کے عوض ہو۔ رقم پر سود لینا' بانڈ خرید کر یا کسی اور طریقے سے (قرعہ اندازی کے ذریعے سے) انعام حاصل کرنا یہ سب حرام ہیں کیونکہ محنت سے خالی ہیں۔

٤٦٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۴۶۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے غلہ خریدا' وہ اسے نہ بیچے حتی کہ اپنے قبضے میں لے لے۔''

٤٦٠٠- [إسناده صحيح] وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٤٠، والكبرٰى، ح: ٦١٨٨، وهو متفق عليه، وأخرجه البخاري، ح: ٢١٣٣، ومسلم، ح: ٣٦/١٥٢٦ من حديث عبدالله بن دينار به.

ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ».

٤٦٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ».

۴۶۰۱-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غلہ خرید لے وہ اسے آگے نہ بیچے حتی کہ اسے تول لے۔''

فائدہ: تولنا بھی قبضے میں لینے کی ایک صورت ہے۔

٤٦٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَالَّذِي قَبْلَهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ.

۴۶۰۲-حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا۔ باقی روایت اسی طرح ہے۔ (اس میں یہ ہے) حتی کہ اسے قبضے میں لے لے۔

٤٦٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَمَّا الَّذِي نَهٰى

۴۶۰۳-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جس چیز سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا وہ یہ ہے کہ غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچا جائے۔

---

٤٦٠١ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٥/ ٣٠ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام والحكرة، ح: ٢١٣٢ من حديث عبدالله بن طاوس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٨٩ . * قاسم هو ابن يزيد الجرمي، أبويزيد الموصلي، * وقوله: "محمد بن حرب" خطأ، والصواب "أحمد بن حرب" كما في السنن الكبرٰى وتحفة الأشراف وغيرهما.

٤٦٠٢ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ما ليس عندك، ح: ٢١٣٥ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٥ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩٠ .

٤٦٠٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٠١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩١ .

عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُسْتَوْفَى الطَّعَامُ.

٤٦٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ». قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَحْسَبُ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

۴۶۰۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غلہ خریدے وہ اسے فروخت نہ کرے حتی کہ اسے قبضے میں لے۔“ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ ہر چیز کا حکم غلے کی طرح ہے۔

**فائدہ:** حضرت ابن عباس ؓ کا یہ خیال صحیح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت میں عموم کے الفاظ آتے ہیں کہ تو کوئی چیز بھی نہ بیچ حتی کہ اسے قبضے میں لے۔ سنن ابوداود میں حضرت زید بن ثابت ؓ سے مروی حدیث میں ہے: [إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ] ”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خریدنے کی جگہ ہی پر مال کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ تاجر اسے اپنی منزل (دوکانوں اور سٹوروں وغیرہ) پر لے جائیں۔“ (سنن أبي داود' البيوع' حدیث:۳۴۹۹) یہ حدیث مبارکہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کے تفقه في الدين کی بڑی واضح اور صریح دلیل ہے۔

٤٦٠٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَبِعْ طَعَامًا حَتَّى تَشْتَرِيَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ».

۴۶۰۵- حضرت حکیم بن حزام ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی غلہ نہ بیچ حتی کہ تو اسے خرید کر قبضے میں کر لے۔“



٤٦٠٤_[صحيح] تقدم، ح: ٤٦٠١، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٣.

٤٦٠٥_[صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٤٠٣ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٦، وللحديث شواهد كثيرة، رواه جماعة عن حكيم بن حزام به.

٤٦٠٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءٌ ذٰلِكَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِصْمَةَ الْجُشَمِيِّ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۶۰۶-ایک اور طریق سے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی حدیث بیان فرماتے ہیں۔

٤٦٠٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: قَالَ حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ: اِبْتَعْتُ طَعَامًا مِنْ طَعَامِ الصَّدَقَةِ فَرَبِحْتُ فِيهِ قَبْلَ أَنْ أَقْبِضَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «لَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَقْبِضَهُ».

۴۶۰۷-حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صدقے کے غلے میں سے کچھ غلہ خریدا۔ قبضے میں لینے سے پہلے ہی مجھے اس میں منافع ملنے لگا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے یہ بات عرض کی۔ آپ نے فرمایا: ”قبضے میں لینے سے پہلے نہ بیچ۔“

## (المعجم ٥٦) - اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتُرِيَ مِنَ الطَّعَامِ بِكَيْلٍ حَتّٰى يُسْتَوْفٰى (التحفة ٥٤)

## باب:۵۶-ماپ کر خریدا ہوا غلہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنے کی ممانعت کا بیان

٤٦٠٨- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو

۴۶۰۸-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص ماپ کر خریدے ہوئے غلے کو قبضے میں لینے سے پہلے بیچے۔

---

٤٦٠٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩٤.

٤٦٠٧_ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/١٩٧، ح: ٣١١٠ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩٥.

٤٦٠٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في بيع الطعام قبل أن يستوفى، ح: ٣٤٩٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦١٩٧ .. ● منذر بن عبيد وثقه ابن حبان وحده، وحديث مسلم: ١٥٢٥ يغني عنه.

ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اِشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ.

فائدہ: "ماپ کر خریدے ہوئے غلے" کیونکہ پہلی دفعہ تو بیچنے والے نے تولا ہوگا جیسا کہ عرف ہے۔ اب خریدار بھی اسے ماپ لے۔ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ بیچنے والے کے ماپنے کو کافی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ خود بھی ماپنا چاہیے تاکہ اعتماد سے آگے بیچ سکے۔ حدیث میں باب کا یہ مقصد نہیں کہ اگر غلہ بغیر ماپے خریدا گیا ہو تو اسے قبضے میں لیے بغیر بیچنا جائز ہے۔ یہ اس لیے کہ دیگر روایات میں قبضے کی شرط عام ہے۔

(المعجم ٥٧) - بَيْعُ مَا يُشْتَرٰى مِنَ الطَّعَامِ جِزَافًا قَبْلَ أَنْ يُنْقَلَ مِنْ مَكَانِهِ (التحفة ٥٥)

باب:٥٧- اندازاً خریدا ہوا غلہ (پہلی جگہ سے) منتقل کیے بغیر بیچنے کی ممانعت کا بیان

٤٦٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَا فِيهِ إِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ.

۴۶۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں ہم غلہ خریدتے تھے تو آپ ہمارے پاس اس شخص کو بھیجتے تھے جو ہمیں حکم دیتا تھا کہ اسے آگے بیچنے سے پہلے اس جگہ سے کسی اور جگہ منتقل کیا جائے جہاں پر خریدا گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیع کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ اس مقصد کے لیے آپ نے آدمی بھی متعین کیے تھے جو لوگوں کو خریدی ہوئی چیز پہلی جگہ سے منتقل کیے بغیر فروخت کرنے سے روکتے تھے۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے ڈھیر کی اندازاً بیع جائز ہے، خواہ اس کے

---

٤٦٠٩۔ أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح:١٥٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٤١، والكبرٰى، ح:٦١٩٨.

درست وزن یا مقدار کا علم نہ بھی ہو تاہم یہ ضروری ہے کہ اس میں نہ تو ملاوٹ ہو اور نہ کوئی اور خرابی ہی ہو۔
③ یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ فساد اور حرام بیوع کرنے والوں کی اصلاح اور اس ضمن میں ان کی تادیب ضروری ہے جیسا کہ حدیث: ۴۶۱۲ میں ہے کہ اس قسم کی خرید وفروخت کرنے والوں کی پٹائی کی جاتی تھی۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کے زریں دور کی بات ہے۔ ④ ”کسی اور جگہ منتقل کیا جائے“ تاکہ قبضہ محقق ہو جائے نیز کچھ محنت بھی ہو جائے تاکہ منافع حاصل کرنے کا جواز بن سکے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۴۵۹۹، فائدہ ۲)

٤٦١٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أَعْلَى السُّوقِ جِزَافًا، فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتّٰى يَنْقُلُوهُ.

۴۶۱۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں بازار کے آخر میں غلہ بغیر ماپے خریدا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی جگہ بیچنے سے منع فرما دیا حتی کہ اسے منتقل کر لیں۔

٤٦١١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الرُّكْبَانِ فَنَهَاهُمْ أَنْ يَبِيعُوا فِي مَكَانِهِمُ الَّذِي ابْتَاعُوا فِيهِ حَتّٰى يَنْقُلُوهُ إِلٰى سُوقِ الطَّعَامِ.

۴۶۱۱- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ تجارتی قافلوں سے غلہ خریدتے تھے۔ آپ نے انھیں منع فرمایا کہ اسی جگہ اسے فروخت کریں جہاں وہ خریدا گیا تھا حتی کہ وہ اسے غلہ منڈی میں منتقل کر لیں۔

٤٦١٢- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۶۱۲- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ

---

٤٦١٠_ أخرجه البخاري، البيوع، باب منتهى التلقي، ح: ٢١٦٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٦١٩٩.

٤٦١١_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٢٠٠، وتقدم طرفه، ح: ٣٩٦٣. * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن غنج.

٤٦١٢_ أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب؟، ح: ٦٨٥٢، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع ◀◀

حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جِزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتّٰى يُؤْوُوهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.

بن عمر رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں دیکھا کہ جو لوگ ماپے بغیر غلہ خرید کر وہیں بیچ دیتے تھے' ان کو (سرکاری عمال کی طرف سے) سزا دی جاتی تھی حتی کہ وہ اسے اپنی دکانوں پر لے جائیں۔

## (المعجم ٥٨) - اَلرَّجُلُ يَشْتَرِي الطَّعَامَ إِلٰى أَجَلٍ وَيَسْتَرْهِنُ الْبَائِعُ مِنْهُ بِالثَّمَنِ رِهْنًا (التحفة ٥٦)

## باب:۵۸- کوئی شخص ایک مدت تک غلہ ادھار خریدے اور بیچنے والا اس کی قیمت کی جگہ کوئی اور چیز گروی رکھ لے (تو جائز ہے)

٤٦١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَرٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ.

۴۶۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

**فائدہ:** ضمانت کے طور پر جو چیز حق دار کے پاس رکھی جائے کہ جب قیمت ادا کروں گا' مجھے میری چیز واپس مل جائے گی، اسے گروی رکھنا کہا جاتا ہے۔ جائز مقصد کے لیے کوئی چیز گروی رکھنے میں کوئی خرابی یا قباحت نہیں' لہٰذا شرعاً یہ جائز ہے۔ حالتِ اقامت ہو یا سفر۔ قرآن مجید میں سفر کی قید اتفاقی ہے' البتہ گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے' ورنہ یہ سود بن جائے گا۔ الا یہ کہ گروی رکھی ہوئی چیز پر خرچ کرنا پڑتا ہو تو خرچ کر کے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے' مثلاً: جانور گروی رکھا گیا ہو تو اسے گھاس اور چارہ وغیرہ ڈال کر اس پر سواری کر سکتا ہے اور بس۔ زیادہ فائدہ اٹھائے تو رقم میں کمی کرے' مثلاً: زمین گروی رکھی ہے تو اس کا کرایہ قرض سے منہا کرنا ضروری ہے' ورنہ یہ سود بن جائے گا۔ بہتر ہے ایسی چیز گروی رکھے جس پر خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہو' جیسے زیور وغیرہ تاکہ وہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

◀◀ المبيع قبل القبض، ح:١٥٢٧/ ٣٧ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٠١.

٤٦١٣ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء الطعام إلى أجل، ح:٢٢٠٠، ومسلم، المساقاة، باب الرهن وجوازه في الحضر والسفر، ح:١٦٠٣/١٦٦ من حديث حفص بن غياث به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٠٢.

(المعجم ٥٩) - اَلرَّهْنُ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۹-گھر (حالت اقامت) میں ہوتے ہوئے (کوئی چیز) گروی رکھنا

٤٦١٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ مَشَى إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ، قَالَ: وَلَقَدْ رَهَنَ دِرْعًا لَهُ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِالْمَدِينَةِ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ.

۴۶۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور باسی چربی لے کر گئے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ آپ نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی ہوئی تھی کیونکہ آپ نے اپنے گھر والوں کے لیے اس سے کچھ جو لیے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ حدیث میں مقررہ مدت تک چیز ادھار لینے کے عوض گروی چیز کی مشروعیت کا بیان ہے یعنی کوئی چیز گروی میں دینا جائز ہے۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اگر گروی رکھی ہوئی چیز پر کسی قسم کا خرچہ نہیں آ رہا تو اس سے فائدہ اٹھانا درست نہیں بلکہ اس کی حیثیت امانت کی سی ہوگی جب ادھار چکا دیا جائے گا' چیز اصل مالک کو اصلی حالت میں واپس ہو جائے گی۔ ② کافروں کے ساتھ معاملات اور خرید وفروخت کرنا (جبکہ وہ حربی نہ ہوں) جائز ہے بشرطیکہ وہ اصل چیز جس کا معاملہ کیا جا رہا ہے' شرعاً ناجائز اور حرام نہ ہو' نیز معاملہ کرنے میں کسی قسم کے شر فساد کا خطرہ بھی نہ ہو بالخصوص میل جول کے نتیجے میں اسلامی عقیدے پر قطعاً کوئی زد نہ پڑتی ہو ورنہ ہر قسم کا معاملہ کرنا حرام اور ناجائز ہوگا۔ یہی حکم ذمیوں کے ساتھ معاملات کرنے کا ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذمیوں کے مال ان کے ہاتھ اور قبضے میں ہونے چاہئیں' یعنی اسلامی حکومت میں ان کے حق ملکیت کو تسلیم کیا جائے گا۔ ④ ادھار کا لین دین اور خرید وفروخت جائز ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ دینی تقاضے مجروح نہ کیے جائیں۔ ⑤ جنگی ہتھیار اپنے پاس رکھنا اور ان کی اعلیٰ پیمانے پر تیاری بالکل درست عمل ہے۔ یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں' جیسے جدید ترین میزائل' ایٹم بم اور دیگر آلات حرب کی تیاری۔ ⑥ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی تواضع' زہد اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے عظمت وعزیمت کی راہ اختیار کی اور ہر قسم کی مشکلات پر صبر وشکر کیا اور آپ ﷺ کا ساتھ خوب خوب نبھایا۔ ⑦ یہ زرہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غلے کی قیمت دے کر یہودی سے واپس لی۔ ⑧ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی سادگی اور تنگ حالی بیان کرنا ہے مگر یہ تنگ حالی آپ نے خود اپنے آپ پر طاری کر رکھی تھی تا کہ آپ اپنے

---

٤٦١٤- أخرجه البخاري، البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، ح: ٢٠٦٩ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٠٣.

رب کے لیے صبر وشکر کر سکیں۔ آپ اور آپ کے اہل خانہ باوجود سال بھر کا غلہ رکھنے کے اس کو فقراء ومساکین پر سخاوت کر دیتے تھے اور خود تنگی وترشی سے گزارا کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ. ⑨ ''باسی چربی'' یعنی وہ پرانی چربی تھی۔ اس کا ذائقہ یا بو کچھ حد تک بدل چکی تھی۔ یہ نہیں کہ اس سے بدبو آتی تھی کیونکہ ایسی چیز استعمال کرنا تو شرعاً بھی منع ہے اور طبی طور پر بھی۔ فطرت سلیمہ اس سے نفرت کرتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ تو انتہائی نفیس اور پاکیزہ شخصیت تھے۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي. ⑩ باب کا مقصد ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ہے کہ شاید گروی کے جواز کے لیے سفر میں ہونا شرط ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ گروی کے لیے سفر شرط نہیں۔

## (المعجم ٦٠) - بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْبَائِعِ (التحفة ٥٨)

## باب:٦٠- جو چیز بیچنے والے کے پاس نہ ہو اس کی بیع

٤٦١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَحُمَيْدُ ابْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۴۶۱۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایک دوسرے سے مشروط) قرض اور بیع جائز نہیں۔ اور بیع میں دو شرطیں جائز نہیں اور جو چیز تیرے پاس نہیں اس کی بیع بھی جائز نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ایسی چیز جو فروخت کرنے والے کے پاس نہ ہو اس کا فروخت کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ہمارے ہاں اکثر دکاندار حضرات اپنی ''گاہکی'' پکی کرنے کے لیے اس قسم کی قبیح حرکات کا ارتکاب عام طور پر کرتے رہتے ہیں، حالانکہ شریعتِ مطہرہ نے اس قسم کے ''تعاون'' کو ناجائز قرار دیا ہے۔ بعض دکاندار اس سے بھی ایک قدم آگے چلے جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جو چیز ان کے پاس نہیں ہوتی آنے والے سے اس کی قیمت لے لیتے ہیں اور چند دن بعد چیز لا دینے کا وعدہ کر لیتے ہیں۔ یہ پہلی صورت سے بھی زیادہ خطرناک صورت ہے' اس لیے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مطلوبہ چیز ملے گی بھی یا نہیں؟ اگر ملے گی تو گاہک کو پسند آئے گی یا نہیں؟ یہ بھی معلوم نہیں۔ پسند آ جانے کی صورت میں قیمت کی کمی بیشی کا معاملہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ بنابریں شریعتِ مطہرہ کی ہدایات کے مطابق ایسی ہر بیع سے بچنا چاہیے جو شر فساد کا ذریعہ بن سکتی ہو۔ ② یہ حدیث مبارکہ ایسی

---

٤٦١٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ح: ٣٥٠٣ من حديث أيوب به، وقال الترمذي، ح: ١٢٣٤ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٤، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٠١، والحاكم: ٢/ ١٧، ووافقه الذهبي.

بیع سے روکتی ہے جو قرض لینے یا دینے کی شرط پر کی جائے' نیز یہ حدیث مبارکہ ایسی بیع کو بھی حرام ٹھہراتی ہے جسے دو شرطوں کے ساتھ معلق کر دیا جائے۔ ③ ''قرض اور بیع'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قرض بیع کی شرط پر ہو۔ اور وہ اس طرح کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھے تب قرض دوں گا کہ تو مجھ سے فلاں چیز اتنے کی خریدے۔ یا بیع قرض کی شرط پر ہو' اور وہ اس طرح کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھ سے فلاں چیز خریدتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے قرض دے۔ ان صورتوں میں چونکہ قرض سے مفاد حاصل کیا جا رہا ہے اور یہ سود ہے' اس لیے ان صورتوں سے منع فرما دیا گیا۔ ④ ''بیع میں دو شرطیں'' اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: میں تجھے فلاں چیز نقد دس روپے میں اور ادھار بارہ روپے میں دیتا ہوں اور معاملہ کسی ایک شرط پر طے نہ ہو تو یہ سود ہے' البتہ کسی ایک شرط پر معاملہ طے ہو جائے' مثلاً: گاہک ادھار بارہ روپے میں لے جائے یا نقد دس روپے میں لے جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب ایک شرط رہ گئی' دو نہ رہیں۔ نقد اور ادھار بھاؤ میں فرق فطری ہے جیسے تھوک اور پرچون بھاؤ میں فرق' لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں' نیز یکمشت ادائیگی اور قسطوں والی ادائیگی میں فرق بھی اسی طرح ہے۔ ⑤ ''جو چیز تیرے پاس نہیں'' مثلاً: غلام بھاگ گیا ہے تو اس کو پکڑنے سے پہلے اسے بیچا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح کسی کی چیز بھی نہیں بیچی جا سکتی۔ اسی طرح غلہ وغیرہ قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا منع ہے' البتہ اگر کوئی چیز بذات خود معین نہ ہو بلکہ اس کی صفات معین کر لی جائیں تو چیز موجود نہ ہونے کے باوجود اس کی بیع ہو سکتی ہے' مثلاً: کسی سے کہا جائے کہ میں گندم کی کٹائی کے موقع پر تجھ سے فلاں قسم کی بیس من گندم اتنے بھاؤ سے لوں گا اور رقم بھی اسے ادا کر دے' خواہ اس کے پاس گندم یا گندم کا کھیت موجود نہ ہو بلکہ خواہ اس کے پاس سرے سے زمین ہی نہ ہو کیونکہ وہ بازار سے گندم خرید کر مہیا کر سکتا ہے' البتہ اگر کہا جائے کہ فلاں کھیت کی گندم خریدتا ہوں جبکہ اس کھیت میں گندم ابھی پکی نہ ہو یا اس کھیت میں گندم بیجی ہی نہ گئی ہو تو یہ بیع درست نہیں کیونکہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس کھیت سے گندم پیدا ہوگی۔ اگر پیدا ہوگی تو کیسی پیدا ہوگی؟ ابہام والی بیع درست نہیں' جیسے اڑتے معین پرندے کی بیع یا پانی میں تیرتی معین مچھلی کی بیع درست نہیں۔ ابہام کے علاوہ ان میں ''پاس نہ ہونے والی'' خرابی بھی ہے۔

٤٦١٦- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ

۴۶۱۶- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس چیز کا مالک نہیں'

---

٤٦١٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح، ح: ٢١٩٠ من حديث مطر الوراق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٥، وللحديث طرق كثيرة عند الترمذي، وأحمد، والحاكم: ٢/ ٢٠٤، ٢٠٥.

أَبِي رَجَاءٍ قَالَ عُثْمَانُ: هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ».

اس کی بیع نہیں کرسکتا۔"

فائدہ: کسی کی چیز کوئی اور شخص نہیں بیچ سکتا۔ اگر بیچے تو ایسی بیع نہیں ہوگی' چیز اصل مالک کی رہے گی' لہٰذا خریدار کو چاہیے کہ خریدنے سے پہلے یقین حاصل کرلے کہ بیچنے والا شخص واقعتاً مالک ہے' ورنہ خریدار کی رقم ضائع ہوسکتی ہے کیونکہ وہ چیز تو اصل مالک ہی کو ملے گی۔ خریدار کو بیچنے والے سے رقم واپس مل گئی تو مل گئی ورنہ ضائع ہے کیونکہ اصل مالک سے رقم کا مطالبہ نہیں کیا جاسکے گا۔

٤٦١٧- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي أَبِيعُهُ مِنْهُ ثُمَّ أَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ قَالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

۴۶۱۷- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک آدمی آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز بیچنے کا مطالبہ کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی۔ میں اس سے اس کا سودا کرلیتا ہوں' پھر میں اسے بازار سے خرید کر لادیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "جو چیز تیرے پاس نہیں' اس کا سودا نہ کر۔"

فائدہ: "سودا نہ کر" کیونکہ ممکن ہے وہ چیز تجھے بازار سے نہ ملے یا تیرے طے شدہ بھاؤ سے مہنگی ملے' پھر تنازع پیدا ہوسکتا ہے۔ ویسے اگر کسی معین چیز کا سودا نہ ہو بلکہ عام چیز جو بازار سے ملتی ہے اور خریدار کو علم ہو کہ یہ چیز اس کے پاس نہیں' بازار سے لاکر دے گا تو ان شاء اللہ اس کا سودا کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ سابقہ حدیث (۴۶۱۵) میں وضاحت ہوچکی ہے۔ مزید وضاحت بیع سلم یا سلف کی بحث میں آئے گی۔

## (المعجم ٦١) - اَلسَّلَمُ فِي الطَّعَامِ (التحفة ٥٩)

## باب:۶۱- غلے میں بیع سلم کرنا

---

٤٦١٧- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ما ليس عنده، ح: ١٢٣٢ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٠٦، وصححه ابن حزم، وله طرق كثيرة عند ابن الجارود، ح: ٦٠٢ وغيره. * أبوبشر هو جعفر بن أبي وحشية.

٤٦١٨- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى عَنِ السَّلَفِ قَالَ: كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ إِلٰى قَوْمٍ لَا أَدْرِي أَعِنْدَهُمْ أَمْ لَا؟ وَابْنُ أَبْزٰى قَالَ - يَعْنِي - مِثْلَ ذٰلِكَ.

۴۶۱۸- حضرت عبداللہ بن ابو مجالد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بیع سلف (یا سلم) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں گندم' جو اور کھجور میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیع سلف کیا کرتے تھے جن کے متعلق مجھے علم نہیں ہوتا تھا کہ ان کے پاس (غلہ یا زمین) ہے یا نہیں۔ حضرت ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① بیع سلم جائز ہے۔ رسول ﷺ' سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زریں دور میں بیع سَلَم ہوا کرتی تھی۔ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہ بیع کیا کرتے تھے۔ ② بیع کرتے وقت جو چیز موجود ہی نہ ہو اس میں بیع سَلَم ہو سکتی ہے' تاہم یہ ضروری ہے کہ ادائیگی کے وقت وہ چیز بہر صورت موجود ہو۔ ③ ذمی اور دیگر غیر مسلم لوگوں کے ساتھ جس طرح عام تجارت اور خرید وفروخت کرنا جائز ہے' اسی طرح ان کے ساتھ بیع سَلَم کرنا بھی درست ہے۔ ④ بیع سلم یا سلف ایک ہی چیز ہے کہ خریدار بائع کو رقم پہلے دے دے اور اس سے غلہ وغیرہ (جو کچھ خریدنا مقصود ہو) کی مقدار' جنس ونوع اور بھاؤ طے کر لے اور غلے کی ادائیگی کا وقت بھی متعین کر لے' خواہ ابھی تک وہ غلہ منڈی میں نہ آیا ہو یا بچا بھی نہ گیا ہو۔ سال دو سال پہلے بھی رقم دی جا سکتی ہے۔ اس قسم کی بیع لوگوں کی مجبوری ہے کیونکہ زمیندار کاشتکاروں کو فصل کے اخراجات کے لیے رقم کی پیشگی ضرورت ہوتی ہے' لہٰذا اس بیع کو جائز رکھا گیا۔ وہ شخص جس سے سودا ہوا ہے' کاشتکار بھی ہو سکتا ہے غیر کاشتکار بھی کیونکہ وہ خرید کر بھی مہیا کر سکتا ہے۔ اس مسئلے کی کچھ تفصیل حدیث نمبر ۴۶۱۵' فائدہ نمبر ۵ اور حدیث نمبر ۴۶۱۷ میں بیان ہو چکی ہے۔

## (المعجم ٦٢) - اَلسَّلَمُ فِي الزَّبِيبِ (التحفة ٦٠)

## باب: ۶۲- منقّٰی میں بیع سلم کرنا

٤٦١٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

۴۶۱۹- حضرت ابن ابی مجالد سے روایت ہے کہ حضرت ابو بردہ اور حضرت عبداللہ بن شداد کا بیع سلم کی

---

٤٦١٨ـ أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٢، ٢٢٤٣ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٧.

٤٦١٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ مَرَّةً: عَبْدُ اللّٰهِ، وَقَالَ مَرَّةً: مُحَمَّدٌ، قَالَ: تَمَارٰى أَبُو بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ فِي السَّلَمِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى ابْنِ أَبِي أَوْفٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُنَّا نُسْلِمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَعَلٰى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، وَعَلٰى عَهْدِ عُمَرَ، فِي الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ إِلٰى قَوْمٍ مَا نَرَاهُ عِنْدَهُمْ، وَسَأَلْتُ ابْنَ أَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

بابت اختلاف ہوگیا۔ انھوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفی ؓ کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں گندم، جو، منقیٰ اور کھجوروں میں ایسے لوگوں سے بیع سلم کیا کرتے تھے جن کے پاس ہمارے خیال کے مطابق یہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں، پھر میں نے حضرت ابن ابزیٰ ؓ سے پوچھا تو انھوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

## (المعجم ٦٣) - بَابُ السَّلَمِ فِي الثِّمَارِ (التحفة ٦١)

## باب:۶۳-پھلوں میں بیع سلم کرنا

٤٦٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ: «مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

۴۶۲۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور وہ (لوگ) دو دو، تین تین سال کے لیے کھجوروں میں بیع سلف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: ''جو شخص بیع سلف کرے تو وہ معین ماپ یا معین وزن میں معین مدت تک کے لیے کرے۔''

**فائدہ:** معین ماپ سے مراد غلے یا پھل کی مقدار ہے جس کی بیع کی جارہی ہے۔ اور معین وزن سے مراد سونے چاندی کی مقدار ہے جو بطور قیمت دیا جارہا ہے، یعنی بھاؤ کر کے مقرر کرلیا جائے۔ معین مدت سے مراد وہ وقت ہے جب غلے یا پھل کی ادائیگی طے ہوئی ہے۔ گویا ہر چیز واضح کرلی جائے۔ کسی چیز میں ابہام نہ رہے

---

٤٦٢٠- أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤١ عن قتيبة، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح: ١٦٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٠٩.

تا کہ تنازع کا امکان ختم ہو جائے۔ اس صورت میں بیع سلم یا سلف جائز ہے' خواہ ایک سال سے زائد مدت کے لیے کی جائے۔

(المعجم ٦٤) - اِسْتِسْلَافُ الْحَيَوَانِ وَاسْتِقْرَاضُهُ (التحفة ٦٢)

باب:٦٤- کسی سے حیوان قرض لینا

٤٦٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اِسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا، فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ بَكْرَهُ فَقَالَ لِرَجُلٍ: «اِنْطَلِقْ فَابْتَعْ لَهُ بَكْرًا» فَأَتَاهُ فَقَالَ: مَا أَصَبْتُ إِلَّا بَكْرًا رَبَاعِيًّا خِيَارًا، فَقَالَ: «أَعْطِهِ فَإِنَّ خَيْرَ الْمُسْلِمِينَ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

۴۶۲۱- حضرت ابو رافع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے ایک جوان اونٹ قرض لیا۔ وہ شخص آپ سے اپنے اونٹ کی واپسی کا مطالبہ کرنے آیا۔ آپ نے ایک آدمی سے کہا: ''جاؤ' اس کو ایک جوان اونٹ خرید دو۔'' وہ واپس آ کر کہنے لگا: مجھے تو رباعی اونٹ مل رہا ہے جو اس کے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہی دے دو۔ بہترین مسلمان وہ ہے جو (قرض وغیرہ کی) ادائیگی میں اچھا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اکثر اہل علم کے نزدیک جانور اور حیوان بطور قرض لیا جا سکتا ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی کے وقت بہتر اور اعلیٰ چیز دینا افضل اور احسن عمل ہے بشرطیکہ قرض حاصل کرنے کے موقع پر اس قسم کی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ اگر قرض دینے والا اس قسم کی کوئی شرط لگائے گا تو یہ بالاتفاق حرام ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔ ③ یہ حدیث مبارکہ اس بات پر بھی صریح دلالت کرتی ہے کہ جب قرض کی ادائیگی کا وقت آ جائے تو قرض خواہ واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے' نیز یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مقروض کو کسی قسم کے لیت ولعل اور ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ قرض کی بروقت ادائیگی کو یقینی بنانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ ④ رسول اللہ ﷺ عام طور پر ضرورت مند محتاجوں اور سائلوں کی خاطر قرض لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی اور اطاعت کے امور میں تعاون کی خاطر قرض اٹھانا جائز ہے' نیز تمام مباح امور کے لیے قرض لینا دینا درست ہے۔ ⑤ یہ حدیث مبارکہ اس مسئلے کے اثبات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ امام وقت' یعنی مسلمانوں کا خلیفہ اور حکمران' محتاج رعایا اور ضرورت مند عوام کی خاطر قرض اٹھا سکتا ہے اور

---

٤٦٢١- أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز اقتراض الحيوان واستحباب توفيته خيرًا مما عليه، ح: ١٦٠٠ من حديث مالك به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١٠، والموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٠.

اس کی ادائیگی بیت المال میں جمع ہونے والی زکاۃ وصدقات کی رقم سے ہوگی۔ اس سلسلے میں ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ اس قسم کے قرض کی رقم صرف ضرورت مند لوگوں اور جائز امور پر خرچ ہونی چاہیے۔ ایسی رقم سے آج کے حکمران جو اللے تللے اور عیاشیاں کرتے ہیں یہ سراسر ناجائز اور حرام ہے۔ اس قسم کے قرض کی ادائیگی نہ تو بیت المال کے ذمے ہوگی اور نہ قومی خزانے کے ذمے' بلکہ عیاشی کرنے والے حکمرانوں ہی کی ذاتی رقم سے قرض ادا کرنا ضروری ہوگا۔ ⑨ قرض کی ادائیگی میں وکالت' یعنی کسی کو وکیل بنانا جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ تو جا کر اس کا قرض ادا کردے۔ ⑩ جانور قرض پر لیا جا سکتا ہے۔ وقت مقررہ پر اس جیسا جانور واپس کر دیا جائے جیسے کسی سے رقم ادھار یا قرض لے کر مقررہ وقت پر واپس کر دی جاتی ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں مگر امام ابوحنیفہ ؒ کے نزدیک یہ جائز نہیں کیونکہ یہ قرض نہیں' بیع ہے۔ اور حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار بیع درست نہیں جیسا کہ ایک صریح حدیث (۴۶۲۴) میں ہے۔ وہ اس حدیث کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ایک حدیث نہیں' اس قسم کی کئی احادیث ہیں جن میں جانور قرض لینے اور بعد میں ادا کرنے کا ذکر ہے۔ دراصل شریعت لوگوں کی مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے۔ اگر کوئی اصول لوگوں کے لیے مشکل کا باعث بنے تو وہ اصول قابل لحاظ نہیں رہتا۔ بلی کے جوٹھے کو احناف بھی پاک کہتے ہیں' حالانکہ وہ حرام جانور ہے۔ پلید چوہے کھاتی ہے۔ اسی طرح اگر ضرورت پڑ جائے تو جانور قرض پر لیا جا سکتا ہے اور وقت مقررہ پر اس جیسا جانور واپس کر دیا جائے' نیز یہ نہی والی روایت کا مفہوم بھی قطعی نہیں۔ امام شافعی ؒ نے اس حدیث کا مطلب یہ بتایا کہ حیوان کی حیوان کے بدلے بیع اس وقت منع ہے جب ادھار دونوں طرف سے ہو۔ اگر ادھار ایک طرف سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ بالا صورت میں بھی ادھار ایک طرف سے ہی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٦٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ، فَجَاءَ يَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: «أَعْطُوهُ» فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ، قَالَ:

۴۶۲۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے ایک خاص عمر کا اونٹ واپس لینا تھا۔ وہ لینے آیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کو دے دو۔'' لوگوں نے تلاش کیا تو اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ ملا۔ آپ نے فرمایا: ''یہی دے دو۔'' اس نے (بطور تشکر) کہا: آپ نے مجھے زیادہ دے دیا

---

٤٦٢٢- أخرجه البخاري، الوكالة، باب: وكالة الشاهد والغائب جائزة، ح: ٢٣٠٥ عن أبي نعيم الفضل بن أعين، ومسلم، المساقاة، باب من استسلف شيئًا فقضى خيرًا منه ... الخ، ح: ١٦٠١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢١١.

«أَعْطُوهُ» فَقَالَ: أَوْفَيْتَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً».

ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو (دوسروں کے حقوق کی) ادائیگی میں اچھے ہوں۔''

فائدہ: ''خاص عمر کا اونٹ'' اس نے آپ سے دو دانتا اونٹ لینا تھا۔ آپ نے اسے رباعی اونٹ دیا جسے ہماری زبان میں ''چوگا'' کہتے ہیں جس کا رباعی دانت نیا نکلنے لگے۔ رباعی چھ سال کے اونٹ کو کہتے ہیں اور دو دانتا (جسے ہماری زبان میں ''دوندا'' کہتے ہیں) چار سال کے اونٹ کو۔ گویا آپ نے کافی بہتر اور قیمتی اونٹ دیا۔ معلوم ہوا اگر مقروض اپنی خوشی سے قرض خواہ کو اس کے مال سے اچھا یا زیادہ مال دے دے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کوئی ایسی شرط نہ لگائی گئی ہو۔ جانوروں میں عین برابری ممکن بھی نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جیسا جانور لیا گیا تھا' بالکل ویسا ہی جس میں بال برابر بھی فرق نہ ہو' دیا جائے' لہٰذا دینے والا بہتر دینے کی کوشش کرے۔ خوشی سے زائد یا بہتر دینے کو سود نہیں کہیں گے بلکہ یہ حسن خلق ہے۔

٤٦٢٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ هَانِيءٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عِرْبَاضَ ابْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: بِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَكْرًا، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: «أَجَلْ! لَا أَقْضِيكَهَا إِلَّا بُخْتِيَّةً» فَقَضَانِي فَأَحْسَنَ قَضَائِي، وَجَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ يَتَقَاضَاهُ سِنَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطُوهُ سِنًّا» فَأَعْطَوْهُ يَوْمَئِذٍ جَمَلًا، فَقَالَ: هٰذَا خَيْرٌ مِنْ سِنِّي، فَقَالَ: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ قَضَاءً».

۴۶۲۳- حضرت عرباض بن ساریہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جوان اونٹ دیا تھا۔ میں اس کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ ضرور میں تجھے اس کی جگہ ایک (بہترین) بختی اونٹنی دوں گا۔'' پھر آپ نے مجھے وہ دی اور بہت اچھی دی۔ اسی طرح آپ کے پاس ایک اعرابی اپنا ایک خاص عمر کا اونٹ لینے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کوئی اونٹ دے دو۔'' لوگوں نے اس کو پوری عمر کا اونٹ دے دیا۔ وہ اعرابی کہنے لگا: یہ تو میرے اونٹ سے بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو ادائیگی میں بہترین ہے۔''

---

٤٦٢٣_ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب السلم في الحيوان، ح: ٢٢٨٦ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢١٢، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، والذهبي، وإسناده حسن، وله شواهد عند البخاري، ح: ٢٣٠٥ وغيره.

فائدہ: ''بختی'' یہ ایک اچھی قسم کے اونٹ ہوتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ تجھے تیرے اونٹ سے بہتر اور عمدہ اونٹنی دوں گا۔ اونٹنی عمر کے لحاظ سے مذکر اونٹ کے برابر ہو تب بھی قیمتی شمار ہوتی ہے۔

(المعجم ٦٥) - بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ٦٣)

باب:٦٥-حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار بیع (ناجائز ہے)

٤٦٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

۴۶۲۴-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیوان کے بدلے حیوان کی ادھار بیع سے منع فرمایا۔

فائدہ: پچھلے باب کی روایات حیوان قرض لینے کے بارے میں تھیں ا... جائز ہے۔ یہ باب اور یہ حدیث حیوان کی بیع کے بارے میں ہے۔ قرض تو ہوتا ہی ادھار ہے' البتہ بیع نقد بھی ہو سکتی ہے ادھار بھی۔ حیوان کی بیع حیوان کے ساتھ نقد تو درست ہے' خواہ کمی بیشی ہی ہو' مثلاً: ایک طرف ایک جانور ہے اور دوسری طرف دو یا تین تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ آئندہ باب میں صراحت ہے لیکن حیوان کی بیع حیوان کے بدلے میں ہو تو ادھار درست نہیں۔ جن لوگوں نے پچھلے باب کی حدیثوں میں بیان کردہ قرض کی صورت کو بیع قرار دیا ہے انھیں اس روایت کی تاویل کرنا پڑے گی جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حیوان کی بیع حیوان کے بدلے اس وقت منع ہے جب دونوں طرف ادھار ہو جیسا کہ بَيْعُ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ میں ہوتا ہے۔ اگر ادھار ایک طرف ہو تو بیع جائز ہے۔ اس تاویل سے پچھلے باب کی روایات اس حدیث کے خلاف نہیں رہیں گی لیکن صحیح یہ ہے کہ ادھار بیع تو ہر صورت میں منع ہے۔ ادھار ایک طرف ہو یا دونوں طرف' البتہ حیوان کا قرض جائز ہے۔ گویا بیع اور قرض

---

٤٦٢٤_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الحيوان بالحيوان نسيئة، ح: ٢٢٧٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢١٣، ٦٢١٤، وقال الترمذي، ح: ١٢٣٧ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦١١، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١١١٣ وغيره.

کے حکم میں فرق ہے۔ اس طریقے سے نہ تو حدیث کی تاویل کرنی پڑے گی اور نہ سابقہ احادیث کا انکار۔ اور یہی طریقہ صحیح ہے۔ بیع اور قرض میں فرق صرف حیوان کے مسئلے ہی میں نہیں دیگر اشیاء میں بھی جاری وساری ہے۔

(المعجم ٦٦) - بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ يَدًا بِيَدٍ مُتَفَاضِلًا (التحفة ٦٤)

باب:٦٦-حیوان کے بدلے حیوان کی نقد' کم وبیش بیع کرنا

٤٦٢٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ، وَلَا يَشْعُرُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ عَبْدٌ، فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِعْنِيهِ» فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ، ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدُ حَتَّى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ؟.

۴۶۲۵-حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ ایک غلام آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی۔ نبی اکرم ﷺ کو یہ علم نہیں تھا کہ وہ غلام ہے۔ اتنے میں اس کا مالک اسے لینے آ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ مجھے بیچ دے۔“ آپ نے دو کالے غلام دے کر اسے خرید لیا۔ اس کے بعد آپ نے کسی سے بیعت نہیں لی حتی کہ پوچھ لیتے کہ وہ غلام تو نہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے مکارم اخلاق اور آپ کے احسان عظیم پر واضح دلالت کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے غلام واپس نہ کیا' حالانکہ اس کا مالک پہنچ گیا۔ آپ نے غلام کا مقصد' یعنی ارادۂ ہجرت پورا فرما دیا۔ اسے اپنی رفاقت میں رہنے سے محروم نہ کیا اور دو غلاموں کے بدلے اسے خرید لیا۔ ② اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ایک غلام کی دو غلاموں کے عوض بیع (خرید وفروخت) جائز ہے' خواہ ان کی قیمت ایک جیسی ہو یا مختلف۔ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بیع نقد ہو۔ دونوں طرف سے ادھار نہ ہو۔ تمام حیوانات کا یہی حکم ہے' چاہے ایک غلام دو غلاموں کے عوض ہو یا ایک اونٹ دو کے بدلے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں اصل حریت اور آزادی ہی ہے' یہی وجہ ہے کہ آنے والے غلام سے رسول اللہ ﷺ نے اس کے آزاد یا غلام ہونے کی بابت نہیں پوچھا بلکہ مذکورہ اصول کے مطابق بیعت فرمالی۔ ④ یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے کی بھی صریح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس علم غیب ہرگز نہیں تھا۔ اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو فوراً معلوم ہو جاتا کہ آنے والا شخص غلام ہے' نیز یہ بھی ضرور معلوم ہو جاتا کہ اس کا مالک بھی اس کے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ آپ آئندہ بھی بیعت کے لیے آنے والے کسی شخص سے نہ پوچھتے کہ تو آزاد ہے یا غلام؟ رسول اللہ ﷺ کو صرف اس بات کا علم ہوتا جو آپ کو اللہ تعالیٰ بتا دیتا تھا۔ ⑤ معلوم ہوا حیوانات کی باہمی خریداری اور تبادلے میں کمی بیشی جائز ہے کیونکہ

٤٦٢٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٨٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٢١٥.

حیوانات کی حیثیت میں بسا اوقات فرق ہوتا ہے' گویا وہ الگ الگ جنس ہیں اور جب جنسیں مختلف ہوں تو کمی بیشی جائز ہوتی ہے۔ ایک اونٹ پندرہ ہزار کا مل سکتا ہے تو ایک اونٹ کئی لاکھ کا بھی ملتا ہے' لہٰذا جانوروں کو یوں سمجھا گیا جیسے وہ الگ الگ جنس کے ہوں۔ شریعت اپنے احکام میں لوگوں کی مجبوریوں کا بھی لحاظ رکھتی ہے' خواہ کوئی فرعی اصول بدلنا پڑے' عدم حرج بنیادی اصول ہے۔

## (المعجم ٦٧) - بَيْعُ حَبَلِ الْحَبَلَةِ (التحفة ٦٥)

## باب:٦٧-حمل کے حمل کی بیع (ناجائز ہے)

٤٦٢٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلسَّلَفُ فِي حَبَلِ الْحَبَلَةِ رِبًا».

۴۶۲۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حمل کے حمل کی بیع سلف سود ہے۔''

فائدہ: اس قسم کی بیوع جاہلیت میں عام تھیں۔ ایک آدمی کے پاس حاملہ اونٹنی ہوتی۔ کوئی شخص اس سے سودا کرتا کہ اس اونٹنی کے پیٹ میں جو حمل ہے' وہ پیدا ہونے کے بعد' پھر جوان ہونے کے بعد وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے گی' اس بچے کی اتنی قیمت میں تجھے ابھی دیتا ہوں۔ وہ بچہ میرا ہوگا۔ یہ ہے ''حمل کے حمل کی بیع سلف'' یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں موجودہ حمل مؤنث ہی ہے؟ وہ صحیح پیدا ہوگا یا عیب دار؟ وہ اپنے حمل تک زندہ رہے گی؟ پھر حاملہ ہوگی؟ اور پھر بچہ جن سکے گی؟ جب ان میں سے کوئی بات بھی معلوم نہیں تو سودا کس چیز کا؟ اسے دھوکے اور غرر کی بیع بھی کہتے ہیں' نیز وہ بیچنے والے کے پاس موجود بھی نہیں۔ گویا یہ کئی لحاظ سے منع ہے۔ اس بیع کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز فروخت کی جائے اور قیمت کی ادائیگی کے لیے حمل کے حمل کی پیدائش کو وقت مقرر کر لیا جائے یا رقم پہلے دے دی جائے اور چیز کی ادائیگی کا وقت حمل کے حمل کی پیدائش کو قرار دیا جائے۔ یہ سب صورتیں منع ہیں کیونکہ یہ مجہول مدت ہے۔ پتا نہیں آئے گی بھی یا نہیں؟ اور آئے گی تو کب؟ ادائیگی کی مدت واضح اور معلوم ہونی چاہیے' مثلاً: تاریخ' مہینہ یا سال یا گندم کی کٹائی یا سردیوں کا آغاز وغیرہ۔

٤٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۴۶۲۷- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ

---

٤٦٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٠ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢١٦.

٤٦٢٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن شراء ما في بطون الأنعام . . . الخ، ح: ٢١٩٧◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

نبی اکرم ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٢٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

۴۶۲۸- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: حدیث:۴۶۲۶ کے فائدے میں اس کے مفہوم کی بابت تفصیلی کلام ہو چکا ہے' تاہم اس جگہ ایک اہم مسئلے کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے' وہ یہ کہ کسی مجہول یا مبہم مدت کو ادھار کی ادائیگی کی مدت ہرگز نہ ٹھہرایا جائے بلکہ ادھار کی ادائیگی کی مدت کا بالکل واضح تعین ہونا چاہیے۔ اس کے باوجود بھی اگر مقروض شخص وقت مقررہ پر ادائیگی نہ کر سکے تو مزید مہلت مانگ لے۔ اور قرض خواہ کو بھی چاہیے کہ آسانی تک مہلت دے دے کیونکہ یہ بہت افضل عمل ہے۔ اس کی افضلیت کا اندازہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے لگائیں جس میں آپ نے فرمایا ہے: ''جو شخص کسی کو قرض دے اسے روزانہ اپنے قرض کے برابر صدقہ کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔ اور پھر جو شخص مقررہ وقت پر بھی قرض کی ادائیگی نہ کر سکے اور قرض خواہ' مقروض کو مزید مہلت دے دے تو اسے روزانہ اپنے دیے ہوئے قرض کی نسبت دگنا مال صدقہ کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔'' دیکھیے: (صحیح الترغيب والترهيب' الصدقات' باب الترغيب في التيسير على المعسر وإنظاره ......' حدیث:۹۰۷) لیکن اس صورت میں مقروض کو سہولت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ادائیگی قرض سے بے فکر اور بے نیاز نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے جلد از جلد قرض ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے محسن' یعنی قرض خواہ کے لیے پرخلوص دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

## (المعجم ٦٨) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٦٦)

## باب:۶۸- اس بیع کی تفسیر

٤٦٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۴۶۲۹- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ

من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢١٧، وله شواهد عند البخاري وغيره.

٤٦٢٨- أخرجه مسلم، البيوع باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح: ١٥١٤/ ٥ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٠، وانظر الحديث الآتي.

٤٦٢٩- أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبلة، ح: ٢١٤٣ من حديث نافع به، وهو في الموطأ

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ. كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ جَزُورًا إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا.

رسول اللہ ﷺ نے حَبَلُ الْحَبَلَہ (حمل کے حمل) کی بیع سے منع فرمایا اور یہ ایک قسم کی بیع تھی جو جاہلیت والے آپس میں کرتے تھے۔ کوئی آدمی اونٹنی خریدتا کہ اس کی قیمت اس وقت دوں گا جب یہ اونٹنی (مادہ) بچہ جنے اور پھر اس کے پیٹ والی اونٹنی (بڑی ہو کر) بچہ جنے۔

**فائدہ:** حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی بیان کردہ تفسیر سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ ادائیگی کی مدت مجہول ہے۔ مزید برآں یہ معلوم ہی نہیں کہ اونٹنی مؤنث جنے گی یا مذکر؟ مادہ بچہ جننے کی صورت میں پھر یہ معلوم نہیں کہ وہ مؤنث بڑی بھی ہوگی یا نہیں؟ اگر بڑی ہوگئی تو آگے حاملہ ہوگی یا نہیں؟ پھر نہ معلوم بچہ پیدا ہوگا یا نہ ہوگا؟ (تفصیل حدیث نمبر ۴۶۲۶ میں گزر چکی ہے) لہٰذا یہ بیع منع ہے۔

## (المعجم ٦٩) - بَيْعُ السِّنِينَ (التحفة ٦٧)

## باب:٦٩- (پھل وغیرہ کی) کئی سال کے لیے بیع کرنا

٤٦٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

۴۶۳۰- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال کے سودے سے منع فرمایا۔

**فائدہ:** کئی سال کا سودا اس لیے منع ہے کہ وہ چیز جس کا سودا کیا جا رہا ہے' موجود ہی نہیں۔ جب کسی معین چیز کا سودا کیا جا رہا ہو' مثلاً: اس درخت یا اس باغ کا پھل تو پھل کا موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ ہو سکتا ہے یہ درخت یا یہ باغ تباہ ہو جائے' پھر اس کا پھل کہاں سے آئے گا؟ البتہ اگر سودا غیر معین چیز کا ہو' مثلاً: ۲۰ من کھجور یا گندم وغیرہ تو سودا جائز ہے' خواہ ابھی گندم کاشت بھی نہ کی گئی ہو کیونکہ مجموعی طور پر دنیا یا منڈی سے کوئی چیز ناپید نہیں ہو سکتی' لہٰذا ایک کھیت سے نہ ہوئی تو دوسرے سے ہو جائے گی۔

---

◄◄ (يحيى): ٢/ ٦٥٣، ٦٥٤، والكبرى، ح: ٦٢٢١.

٤٦٣٠- [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ١٢٩١ (بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٢، وانظر الحديث الآتي، فإنه شاهد له.

٤٦٣١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ عَتِيقٍ - عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ.

۴۶۳۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی سال تک کے لیے سودے سے منع فرمایا ہے۔

## (المعجم ٧٠) - اَلْبَيْعُ إِلَى الْأَجَلِ الْمَعْلُومِ (التحفة ٦٨)

## باب:۷۰- معین مدت تک ادھار سودا (جائز ہے)

٤٦٣٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدَيْنِ قِطْرِيَّيْنِ، فَكَانَ إِذَا جَلَسَ فَعَرِقَ فِيهِمَا ثَقُلَا عَلَيْهِ، وَقَدِمَ لِفُلَانٍ الْيَهُودِيِّ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ فَقُلْتُ: لَوْ أَرْسَلْتَ إِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيدُ مُحَمَّدٌ، إِنَّهُ إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِي أَوْ يَذْهَبَ بِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَذَبَ قَدْ عَلِمَ أَنِّي مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ».

۴۶۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر قطر بستی کی بنی ہوئی دو موٹی چادریں تھیں۔ جب آپ بیٹھتے تو ان میں پسینہ آ جاتا جس سے وہ بوجھل ہو جاتیں۔ فلاں یہودی کے ہاں شام سے کپڑے آئے تو میں نے کہا: اگر آپ اس کو پیغام بھیج کر دو کپڑے ادھار خرید لیں کہ جب سہولت ہوگی تو رقم دے دوں گا (تو اچھی بات ہے)۔ آپ نے اسے پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگا: میں جانتا ہوں (حضرت) محمد (ﷺ) کا کیا ارادہ ہے؟ وہ میری رقم دبانا چاہتے ہیں یا یہ چادریں مفت میں لینا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اس کو دل میں یقین ہے کہ میں سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور سب سے بڑھ کر امانت ادا کرنے والا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا معین مدت تک ادھار سودا لینا دینا جائز ہے۔ اگر ایسا کرنا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ہرگز یہ کام نہ کرتے اور وہ بھی خبیث الفطرت یہودی سے۔ ② یہ حدیث مبارکہ نبی اکرم ﷺ کی سادگی اور

---

٤٦٣١_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٥، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٣.

٤٦٣٢_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في الشراء إلى أجل، ح: ١٢١٣ عن عمرو بن علي الفلاس به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٤.

آپ کی کسمپرسانہ زندگی گزارنے پر بھی دلالت کرتی ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ اختیار دیا تھا کہ آپ چاہیں تو آپ کو بادشاہ نبی بنا دیا جائے اور اگر چاہیں تو "عبد" نبی بنایا جائے۔ اس پیش کش کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے عبد' یعنی اللہ کے در کا فقیر نبی بننے ہی کو ترجیح دی۔ یہ اس لیے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں' آخرت میں جو کچھ ہے وہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اسی باعث رسول اللہ ﷺ نے دنیوی مال ومتاع اور بادشاہت کو ذرہ برابر حیثیت نہیں دی۔ ③ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تمام مخلوق کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرتے تھے' اس لیے آپ کے طریقے سے ہٹ کر خوف الٰہی کے خود ساختہ طریقے مردود ہیں اور ایسا دعویٰ کرنے والا انسان جھوٹا ہے' نیز آپ تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ باوفا اور ایفائے عہد کرنے والے اور سب سے بڑھ کر امانتیں ادا کرنے والے تھے۔ ④ آپ کا یہودیوں کے ساتھ معاملات اور لین دین کرنا' جبکہ وہ واضح طور پر رشوت اور حرام خور لوگ تھے' اس بات کی دلیل ہے کہ جس کے پاس حرام مال ہو اس کے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے بشرطیکہ جس مال کا معاملہ ہو رہا ہے وہ حرام نہ ہو۔ واللہ أعلم. ⑤ "جب سہولت ہوگی" گویا آپ نے کوئی مدت مقرر نہ فرمائی تھی جبکہ باب میں معین مدت کا ذکر ہے' لہٰذا باب یوں ہونا چاہیے "غیر معینہ مدت تک بیع" اور سنن کبریٰ میں یہ باب اسی طرح ہے تاکہ حدیث باب کے مطابق بن سکے۔ ⑥ "قطر بستی" یہ بحرین کے علاقے کی ایک بستی تھی جہاں بہترین کپڑے تیار ہوتے تھے۔ ⑦ اگر باب کا عنوان یہی رہے جو ہے تو حدیث سے مناسبت اس طرح ہوگی کہ سہولت کا وقت ان کے ہاں متعین تھا' مثلاً: جب کٹائی کا وقت ہو اور کھجوریں گھروں میں آئیں وغیرہ۔ یہ بھی تعیین ہی ہے۔ ⑧ "میں جانتا ہوں" یعنی اس نے صرف ادھار سے بچنے کے لیے یہ جھوٹ گھڑا ہے ورنہ اس کے دل میں بھی یہ بات نہیں تھی۔

(المعجم ٧١) - سَلَفٌ وَبَيْعٌ. وَهُوَ أَنْ يَبِيعَ السِّلْعَةَ عَلَى أَنْ يُسْلِفَهُ سَلَفًا (التحفة ٦٩)

باب: ۷۱- قرض اور بیع' اس سے مراد یہ ہے کہ قرض کی شرط پر سامان بیچے

٤٦٣٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ

۴۶۳۳- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض کی شرط پر بیع' ایک سودے میں

---

٤٦٣٣- [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٢٥٦٣ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٥، وانظر الحديث الآتي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ، وَشَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ، وَرِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

دو سودوں اور غیر مقبوضہ چیز کے منافع سے منع فرمایا۔

فائدہ: ”غیر مقبوضہ چیز کے منافع“ یعنی غیر مقبوضہ چیز کو بیچ کر اس سے نفع حاصل کرنا۔ اصل منع تو بیچنا ہے۔ دراصل نفع کمانے کے لیے ہی بیچا جاتا ہے' اس لیے منافع کا ذکر کیا۔ یہ مطلب نہیں کہ نقصان اٹھا کر بیچنا جائز ہے۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۱۵)

(المعجم ٧٢) - شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ إِلٰى شَهْرٍ بِكَذَا وَإِلٰى شَهْرَيْنِ بِكَذَا (التحفة ٧٠)

باب: ۷۲- ایک بیع میں دو شرطیں لگانا اور اس سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ ایک ماہ کے ادھار پر یہ بھاؤ ہوگا اور دو ماہ کے ادھار پر بھاؤ دوسرا ہوگا

٤٦٣٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ حَتّٰى ذَكَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ».

۴۶۳۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرض کی شرط پر بیع' ایک بیع میں دو شرطیں اور غیر مقبوضہ چیز کا منافع حلال نہیں۔“

٤٦٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ، وَعَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَاحِدٍ، وَعَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ، وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

۴۶۳۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قرض کی شرط پر بیع' ایک بیع میں دو شرطوں اور غیر موجود چیز کی بیع اور غیر مقبوضہ چیز کے منافع سے منع فرمایا ہے۔

---

٤٦٣٤_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٦١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٦.

٤٦٣٥_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٢٧.

فائدہ: تمام تفصیلات کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۱۶، ۴۶۳۳۔

(المعجم ٧٣) - بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ. وَهُوَ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ نَقْدًا وَبِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ نَسِيئَةً (التحفة ٧١)

باب: ۷۳- ایک سودے میں دو سودے کرنا اور اس سے مراد یہ ہے کہ بیچنے والا کہے کہ میں تجھے یہ سامان نقد سو درہم میں اور ادھار دو سو درہم میں بیچتا ہوں

٤٦٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

۴۶۳۶- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا۔

فائدہ: ایک سودے میں دو سودوں کی ایک تفسیر تو مصنف ؒ نے خود فرمائی ہے۔ اس کی کچھ بحث حدیث ۴۶۱۵ میں بیان ہو چکی ہے کہ اگر ادھار یا نقد ایک سودے پر بات طے ہو جائے تو نقد و ادھار قیمت کے فرق میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ فرق فطری ہے' البتہ اگر کوئی ایک سودا طے نہ ہو' ابہام رہے تو یہ بیع درست نہیں۔ ایک سودے میں دو سودوں کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: میں تجھے فلاں چیز بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے فلاں چیز بیچے۔ یہ جائز نہیں کیونکہ دوسری چیز کی فروخت کی شرط لگا کر ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ علامہ ابن قیم ؒ نے "ایک بیع میں دو بیع" کی تفسیر یہ کی ہے کہ (بائع مشتری کو کہے:) میں تجھے فلاں چیز ادھار سو روپے کی دیتا ہوں اور تجھ سے ابھی نقد اسی روپے کی لیتا ہوں۔ اور پھر اسے چیز کی بجائے ۸۰ روپے دے دے اور سال کے بعد سو روپے وصول کر لے۔ ظاہر ہے یہ ایک بیع میں دو سودے ہو رہے ہیں۔ اور یہ صریح سود ہے۔ ایسی بیع فاسد ہو گی کیونکہ یہ درحقیقت بیع ہے ہی نہیں۔ نہ کوئی چیز بیچی یا خریدی جا رہی ہے بلکہ اسی روپے دے کر سال کے بعد سو روپے لیے جا رہے ہیں جو صریح سود ہے۔ عصر حاضر میں بھی بعض لوگ اس طرح کرتے ہیں۔ بیع کا لفظ تو صرف دھوکا دینے کے لیے بولا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اسی روپے ہی واپس کرے گا۔ اگر یہ سو

---

٤٦٣٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ح: ١٢٣١ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٨، وأبوداود، ح: ٣٤٦١ من حديث محمد بن عمرو بلفظ: "من باع بيعتين في بيعة فله أوكسهما أو الربا"، وسنده حسن.

روپے واپس لے گا تو یہ سود ہوگا۔ [فَلَهُ أَوْ كَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا] یہ آخری دو صورتیں اس حدیث (ایک سودے میں دو سودے) کی بہترین تفسیر ہیں اور یہ دونوں منع ہیں' البتہ پہلی صورت نقد وادھار والی صحیح ہے۔ اگر سودا ایک صورت میں طے ہو جائے تو ادھار اور نقد قیمت میں فرق ہو سکتا ہے کیونکہ یہ ایک بیع ہے' دو نہیں' لہٰذا یہ صورت اس حدیث کی صحیح تفسیر نہیں۔ ابہام باقی رہے' کوئی اور صورت طے نہ ہو تو اسے اس حدیث کے تحت لایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٧٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ بَيْعِ الثُّنْيَا حَتَّى تُعْلَمَ (التحفة ٧٢)

باب:۷۴- بیع میں استثنا کرنا منع ہے الا یہ کہ وہ معلوم ہو

٤٦٣٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ تُعْلَمَ.

۴۶۳۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور سودے میں استثنا سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ وہ استثنا معلوم ہو۔

فائدہ: محاقلہ' مزابنہ اور مخابرہ کی تشریح پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے' حدیث:۳۹۱۰) بیع میں استثنا کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والا کہے: میں تجھے اس باغ کا پھل اتنے میں بیچتا ہوں مگر دس درختوں کا پھل میرا ہوگا۔ لیکن وہ یہ نہیں بتاتا کہ کون سے دس درختوں کا پھل اس کا ہوگا؟ اس صورت میں استثنا مجہول ہوگا جو تنازع اور اختلاف کا سبب بن سکتا ہے' لہٰذا یہ منع ہے۔ ہاں' اگر وہ دس درخت متعین کر لیے جائیں تو یہ معلوم استثنا ہے۔ اس میں کسی تنازع کا کوئی خطرہ نہیں' اس لیے یہ استثنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر بیچنے والا کہے کہ میں اتنے من پھل باغ میں سے لوں گا یا اتنے مالٹے تو یہ بھی معلوم استثنا ہے اور جائز ہے۔

٤٦٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ. وَأَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ

۴۶۳۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ' معاومہ اور بیع میں استثنا سے منع فرمایا' البتہ عطیے کے درختوں میں

---

٤٦٣٧ـ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٩١١، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٢٩.

٤٦٣٨ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة . . . الخ، ح: ١٥٣٦/ ٨٥ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٠.

عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ، وَالْمُزَابَنَةِ، وَالْمُخَابَرَةِ، وَالْمُعَاوَمَةِ، وَالثُّنْيَا، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا.

مزابنہ (موجود پھل کی بیع خشک پھل کے ساتھ) کی رخصت دی ہے۔

فائدہ: معاومہ سے مراد کئی سال کا سودا کرنا ہے۔ (تفصیل دیکھیے' حدیث: ۴۶۳۰) باقی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۳۹۱۰، ۴۵۴۲۔

## (المعجم ٧٥) - اَلنَّخْلُ يُبَاعُ أَصْلُهَا وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي ثَمَرَهَا (التحفة ٧٣)

## باب: ۷۵- کھجور کے درخت بیچے جائیں اور خریدنے والا ان کا پھل مستثنیٰ کرے تو؟

٤٦٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرِىءٍ أَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا، فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۴۶۳۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کھجور کے درختوں کو پیوند لگائے' پھر وہ درخت بیچ دے تو ان کا پھل پیوند لگانے والے کو ملے گا' الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگائے۔“

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ اگر کھجوروں کے درخت ایسی حالت میں بیچے جائیں کہ ان پر پھل لگ چکا ہو اور موجود بھی ہو تو وہ پھل بائع کا ہوگا' تاہم اگر خریدار یہ شرط کرلے کہ درختوں پر لگا ہوا پھل بھی میرا ہوگا اور بیچنے والا یہ شرط مان لے تو اس صورت میں پھل مُشتری کا ہوگا۔ اور یہ بیع بالکل درست ہوگی۔ اگر خریدار پھلوں کی شرط نہیں لگائے گا تو وہ پھل بیچنے والے کے ہوں گے۔ ② اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کھجوروں اور دیگر درختوں کی پیوند کاری کی جاسکتی ہے۔ یہ درست عمل ہے۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت اور خرابی نہیں ہے۔ ③ ایسی شرط جو معاہدے کے منافی نہ ہو' اس کے متعین کرلینے سے بیع فاسد نہیں ہوگی اور نہ یہ چیز اس حدیثِ مبارکہ کے حکم میں داخل ہوگی جس میں بیع اور شرط سے منع کیا گیا ہے' نیز معلوم ہوا کہ درختوں کی بیع پھل کے بغیر بھی ہوسکتی ہے۔

---

٤٦٣٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع النخل بأصله، ح: ٢٢٠٦، ومسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح: ١٥٤٣/ ٧٩ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣١.

(المعجم ٧٦) - اَلْعَبْدُ يُبَاعُ وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي مَالَهُ (التحفة ٧٤)

باب:٧٦- غلام بیچا جائے اور خریدار اس کے مال کی شرط لگا لے (تو مال خریدار کا ہوگا)

٤٦٤٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۴۶۴۰- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پیوند لگانے کے بعد درخت بیچے تو اس کا پھل بیچنے والے کو ملے گا الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔ اسی طرح جو شخص ایسا غلام فروخت کرے جس کے پاس مال ہو تو اس کا مال بیچنے والے کو ملے گا مگر یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔“

فائدہ: ”اس کا مال بیچنے والے کو ملے گا“ کیونکہ مالک نے غلام بیچا ہے نہ کہ مال۔ غلام کا مال دراصل مالک کا ہوتا ہے۔ غلام خود مالک نہیں ہوتا، خواہ مالک نے غلام کو کاروبار کی اجازت بھی دے رکھی ہو۔ باب میں لفظ استثنا استعمال کیا گیا ہے، مراد شرط لگانا ہے۔

(المعجم ٧٧) - اَلْبَيْعُ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَالشَّرْطُ (التحفة ٧٥)

باب:٧٧- بیع میں کوئی شرط لگائی جائے تو بیع اور شرط دونوں درست ہوں گے

٤٦٤١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَعْيَا جَمَلِي فَأَرَدْتُ

۴۶۴۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میرا اونٹ چلنے سے عاجز آ گیا۔ میں نے سوچا اسے (وہیں) چھوڑ دوں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ مجھے پیچھے سے

٤٦٤٠ـ أخرجه مسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح:١٥٤٣/ ٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٣٢.

٤٦٤١ـ أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز، ح:٢٧١٨، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح:٧١٥/ ١٠٩ بعد، ح:١٥٩٩ من حديث زكريا بن أبي زائدة به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٣٣. * عامر هو الشعبي.

أَنْ أُسَيِّبَهُ، فَلَحِقَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدَعَا لَهُ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ، فَقَالَ: «بِعْنِيهِ بِوُقِيَّةٍ» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «بِعْنِيهِ». فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَابْتَغَيْتُ ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: «أَتُرَانِي إِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِآخُذَ جَمَلَكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ».



آ ملے۔ آپ نے اس کے لیے دعا بھی فرمائی اور اسے مارا بھی۔ پھر تو وہ ایسے چلنے لگا کہ (ساری زندگی) کبھی ایسا نہیں چلا تھا' پھر آپ نے فرمایا: ''یہ اونٹ ایک اوقیہ (چالیس درہم) میں مجھے بیچ دے۔'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بیچ دے'' تو میں نے وہ اونٹ آپ کو ایک اوقیے میں بیچ دیا اور میں نے مدینہ منورہ تک سوار ہو کر جانے کی شرط لگا لی۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے' میں آپ کے پاس اونٹ لے کر حاضر ہوا اور آپ سے قیمت طلب کی۔ میں قیمت لے کر واپس جانے لگا تو آپ نے مجھے واپس بلا بھیجا اور فرمایا: ''کیا تو سمجھتا ہے کہ میں نے تیرا اونٹ لینے کے لیے تجھے کم قیمت دی ہے؟ اپنا اونٹ بھی لے جا اور قیمت بھی۔''

وضاحت: مندرجہ ذیل فوائد و مسائل کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ اہم بات ضرور یاد رہنی چاہیے کہ اس باب کے تحت مذکور حدیث حدیثِ جابر کے نام سے معروف ہے۔ اس کے بہت سے طرق ہیں' لہٰذا ان طرق کے لحاظ سے الفاظ کی کمی بیشی اور تفصیل و اجمال سب کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ فوائد و مسائل تحریر کیے گئے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① سودا کرتے ہوئے اگر ایسی شرط لگائی جائے جو مقصودِ عقد کے منافی نہ ہو تو اس صورت میں بیع اور شرط جائز ہوگی' خواہ اس شرط سے خریدنے یا بیچنے والے کو اضافی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ ② جس شخص کے پاس کوئی چیز ہو اس سے اس چیز کا سودا کرنا جائز ہے' نیز یہ حدیث سفر میں سودا کرنے کے جواز پر بھی دلالت کرتی ہے اور یہ کہ خرید و فروخت کے وقت' خریدار چیز کی قیمت بتا سکتا ہے کہ میں تمھاری چیز اتنی رقم میں خریدوں گا' یا تم مجھے اپنی فلاں چیز اتنی رقم کے عوض دے دو' اسی طرح سودا پکا ہونے سے پہلے' بیع (سودے) کی قیمت کم و بیش کرنے' کرانے کی بابت بحث کرنا درست ہے' البتہ یہ ناجائز ہے کہ کسی چیز کی قیمت' جائز حدود سے کم کرانے کے لیے اپنا اثر و رسوخ اور منصب و اختیار استعمال کیا جائے اور مالک کو نقصان پہنچایا جائے۔ ③ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحتِ بیع (سودا درست ہونے) کے لیے مبیع قبضے میں لینا شرط نہیں جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے سودا کر کے مبیع' یعنی اونٹ اپنے قبضے میں نہیں لیا بلکہ وہ مدینے تک سواری کے لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہا' البتہ یہ ضروری ہے کہ اس خریدی ہوئی چیز کو قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کیا جائے ایسا کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ④ عمر اور مرتبے میں بڑی شخصیت کو جائز معاملے میں

''نہیں'' کہا جاسکتا ہے جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بعنیه بوقیة کے جواب میں پہلے کہا: لاَ یہ بے ادبی یا گستاخی نہیں۔ ⑤ یہ حدیث اس مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نیک اور صالح عمل کا اظہار کرنا جبکہ وہ افراط وتفریط اور فخر وریا' نیز اپنی بڑائی بیان کرنے کی غرض سے نہ ہو' شرعاً مباح اور جائز ہے۔ اگر ایسا کرنے کا مقصد اپنی نیکی اور پارسائی کا اظہار ہو یا بطور فخر وتکبر ایسا کیا جائے تو یہ ناجائز اور انتہائی قبیح عمل ہے۔ اس سے احتراز کرنا ضروری اور واجب ہے۔ ⑥ اس حدیثِ مبارکہ سے' بوقتِ ضرورت جانوروں کو مارنے کا جواز نکلتا ہے۔ اگرچہ جانور غیر مکلف ہیں' تاہم ان کی ''اصلاح'' کے لیے انھیں ''سزا'' دی جاسکتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود' اپنے دستِ مبارک سے اونٹ کو مارا تھا۔ یہ یاد رہے کہ یہ طریقہ اس وقت استعمال کیا جائے جب جانور تھکاوٹ کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی ضد کی وجہ سے تنگ کر رہا ہو۔ ⑦ حاکمِ وقت' یا دیگر ذمہ داران کو اپنے ماتحت اشخاص کے حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ ان کی مالی معاونت کرنی چاہیے' نیز ہر وقت احسان کے جذبے سے معمور رہنا چاہیے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جابر کے ساتھ۔ ⑧ قرض کی ادائیگی میں کسی دوسرے شخص کو وکیل بنانا درست ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ جابر کو ادائیگی کر دو۔ ثمن کا وزن کرنا مشتری کے ذمے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ادھار چیز خریدنا شرعاً درست اور جائز ہے۔ ⑨ ضرورت کے وقت چوپائے مسجد کے صحن میں داخل کیے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح دیگر ساز وسامان بھی مسجد کے صحن میں رکھا جاسکتا ہے۔ ⑩ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا عطیہ قبول کرنے سے پہلے' اس پر رد کیا جاسکتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ کی بابت کہا: هُوَ لَكَ. اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا ہے لیکن آپ نے فرمایا: ''لَا، بَلْ بِعْنِيهِ نہیں (میں بلا قیمت قبول نہیں کرتا) بلکہ یہ اونٹ مجھے بیچ دو۔'' ⑪ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ اہم مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی حفاظت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [لَمْ يُفَارِقْنِي فَجَعَلْتُهُ فِي كِيسٍ] ''رسول اللہ ﷺ کی جانب سے زیادہ دیا ہوا قیراط مجھ سے کبھی جدا نہیں ہوا' میں نے اسے ایک تھیلی میں ڈال دیا۔'' لیکن اس سلسلے میں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ تبرکات مستند ذریعے سے ثابت ہوں' خود ساختہ نہ ہوں' نیز تبرکات کے ناقلین بھی ثقہ ہوں' غیر معتبر لوگوں کے قصے کہانیوں پر بلا تحقیق اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ⑫ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی اس حدیث سے واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کرتے ہوئے' ذاتی ضرورت کے باوجود اونٹ آپ کو بیچ دیا۔ ⑬ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ یاد رہے معجزے میں قدرت الٰہی کارفرما ہوتی ہے۔ اس میں انسانی اختیار نہیں ہوتا۔ ⑭ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق کا اثبات بھی ہوتا ہے۔ آپ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نہ صرف یہ کہ طے شدہ قیمت سے قیراط زیادہ دیا بلکہ وہ اونٹ بھی واپس کر دیا۔ ⑮ ''شرط لگائی'' گویا ایسی شرط بیع کے پکا ہونے کے منافی نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ احناف

اس شرط کو مقتضائے عقد کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ شرط نہیں تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کے لیے رعایت تھی۔ کسی راوی نے غلطی سے شرط کہہ دیا لیکن احناف کی یہ توجیہ محدثین کے فیصلے کے خلاف ہے۔ اکثر راوی شرط بیان کرتے ہیں۔

٤٦٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ: فَأُزْحِفَ الْجَمَلُ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَانْتَشَطَ حَتَّى كَانَ أَمَامَ الْجَيْشِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا جَابِرُ! مَا أَرَى جَمَلَكَ إِلَّا قَدِ انْتَشَطَ» قُلْتُ: بِبَرَكَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَقْدَمَ». فَبِعْتُهُ، وَكَانَتْ لِي إِلَيْهِ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، وَلٰكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ، فَلَمَّا قَضَيْنَا غَزَاتَنَا وَدَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُهُ بِالتَّعْجِيلِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، قَالَ: «أَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا؟» قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو أُصِيبَ وَتَرَكَ جَوَارِيَ أَبْكَارًا، فَكَرِهْتُ أَنْ آتِيَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ، فَأَذِنَ لِي وَقَالَ لِي: «ائْتِ أَهْلَكَ عِشَاءً» فَلَمَّا قَدِمْتُ

۴۶۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے پانی والے اونٹ پر ایک جنگ میں گیا، پھر انھوں نے لمبی حدیث بیان کی جس کا مفہوم یہ ہے کہ (واپسی کے دوران میں) اونٹ تھک کر رک گیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کو ڈانٹا تو وہ اتنا تیز ہو گیا کہ سب لشکر سے آگے نکل گیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جابر! میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا اونٹ بہت تیز ہو گیا ہے۔“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ آپ کی برکت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ مجھے بیچ دے۔ تجھے (مدینہ منورہ تک) سوار ہو کر جانے کی اجازت ہوگی۔“ میں نے آپ کو بیچ دیا جبکہ مجھے اس کی سخت ضرورت تھی۔ لیکن مجھے شرم محسوس ہوئی (کہ آپ کو انکار کروں)۔ غزوے کی تکمیل کے بعد جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں نے آپ سے جلدی جانے کی اجازت طلب کی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کنواری سے یا شوہر دیدہ سے؟“ میں نے کہا: اللہ کے رسول! شوہر دیدہ سے۔ وجہ یہ ہے کہ (میرے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ چھوٹی چھوٹی کنواری بیٹیاں چھوڑ گئے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں ان جیسی (نوجوان

---

٤٦٤٢ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٤.

أَخْبَرْتُ خَالِي بِبَيْعِي الْجَمَلَ فَلَامَنِي، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَوْتُ بِالْجَمَلِ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمًا مَعَ النَّاسِ.

لڑکی) لے آؤں اس لیے میں نے ایک شوہر دیدہ (بیوہ یا مطلقہ) سے شادی کی جوان کو علم وادب سکھائے۔ خیر! آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا: ''شام کے وقت گھر پہنچ جانا۔'' جب میں آیا تو میں نے اپنے ماموں کو اونٹ کے فروخت کرنے کا بتایا۔ انھوں نے مجھے ملامت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو میں آپ کے پاس صبح کے وقت اونٹ لے کر گیا۔ آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت بھی دی' اونٹ بھی دیا اور لوگوں کے برابر حصہ بھی دیا۔

فوائد ومسائل: ① ''شام کے وقت گھر پہنچ جانا'' یعنی رات کو گھر نہ جانا کیونکہ لمبے سفر کے بعد رات کے وقت گھر واپسی منع ہے کیونکہ غالب گمان یہ ہے کہ بیوی سادہ حالت میں ہوگی' صفائی وغیرہ نہ کی ہوگی' غسل بھی نہ کیا ہوگا۔ دیر کے بعد واپسی ہو تو جماع کی خواہش قدرتی بات ہے اور یہ حالت جماع کے لیے مناسب نہیں' لہٰذا شام سے پہلے گھر جائے تاکہ رات تک بیوی کو غسل' صفائی اور زینت کا موقع مل جائے۔ مرد زیادہ خوش ہوگا۔ ② اس حدیث کے تفصیلی فوائد سابقہ حدیث: ۴۶۴۱ کے تحت ذکر ہو چکے ہیں' وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

٤٦٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ، فَقَالَ: «مَا لَكَ فِي آخِرِ النَّاسِ؟» قُلْتُ: أَعْيَا بَعِيرِي، فَأَخَذَ بِذَنَبِهِ ثُمَّ زَجَرَهُ، فَإِنْ كُنْتُ إِنَّمَا أَنَا فِي أَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِي رَأْسُهُ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ: «مَا فَعَلَ

۴۶۴۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں ایک اونٹ پر سوار تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے تو سب سے آخر میں ہے؟'' میں نے کہا: میرا اونٹ چلنے سے عاجز آ چکا ہے۔ آپ نے اس کی دم پکڑ کر اسے ڈانٹا۔ پھر تو وہ اتنا آگے چلا گیا کہ مجھے اس کا سر سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''تیرے اونٹ کا کیا حال ہے؟ یہ مجھے بیچ

---

٤٦٤٣_ أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة . . . الخ، ح: ٢٧١٨ تعليقًا، ومسلم، ح: ٧١٥/١١١ بعد، ح: ١٥٩٩ (انظر الحديث المتقدم: ٤٦٤١) من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٥.

الْجَمَلُ؟ بِعْنِيهِ» قُلْتُ: لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «لَا، بَلْ بِعْنِيهِ» قُلْتُ: لَا بَلْ هُوَ لَكَ، قَالَ: «لَا، بَلْ بِعْنِيهِ، قَدْ أَخَذْتُهُ بِوُقِيَّةٍ ارْكَبْهُ، فَإِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ فَائْتِنَا بِهِ» فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ جِئْتُهُ بِهِ، فَقَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ! زِنْ لَهُ أُوقِيَّةً وَزِدْهُ قِيرَاطًا» قُلْتُ: هٰذَا شَيْءٌ زَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يُفَارِقْنِي، فَجَعَلْتُهُ فِي كِيسٍ، فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِي حَتّٰى جَاءَ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَأَخَذُوا مِنَّا مَا أَخَذُوا.

دے۔'' میں نے کہا: یہ ویسے ہی آپ کا ہے۔ (بیچنے کی کیا ضرورت ہے؟) آپ نے فرمایا: ''نہیں مجھے بیچ دے۔'' میں نے کہا: نہیں' بلکہ یہ ویسے ہی آپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ مجھے بیچ دے۔ میں نے یہ ایک اوقیے میں لے لیا۔ ہاں تو سوار رہ' پھر جب تو مدینے پہنچ جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔'' پھر جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو میں اونٹ لے کر آپ کے پاس گیا۔ آپ نے حضرت بلال ؓ سے فرمایا: ''بلال! اس کو تو ایک اوقیہ (چالیس درہم) تول دے اور ایک قیراط اس کو زائد دے دے۔'' میں نے کہا: یہ قیراط رسول اللہ ﷺ نے مجھے زائد دیا ہے، یہ کبھی بھی مجھ سے جدا نہیں ہوگا۔ میں نے اسے ایک تھیلی میں ڈال لیا۔ وہ ہمیشہ میرے پاس رہا حتی کہ حرہ والے دن شام والے آئے تو انھوں نے ہم سے جو چاہا' لوٹ لیا۔

**فوائد و مسائل:** ① ''قیراط'' دینار کا بیسواں حصہ یا جدید اعشاری نظام کے مطابق ۰۲۵۵ء۱ ملی گرام کا ہوتا ہے۔ ② ''جدا نہیں ہوگا'' رسول اللہ ﷺ کا تبرک تھا۔ ③ ''حرہ والے دن'' یہ یزید کے دور کی بات ہے۔ مدینے والوں نے حضرت حسین ؓ کی شہادت کے بعد یزید کی بیعت توڑ دی تھی۔ یزید نے سزا دینے کے لیے شام سے لشکر بھیجا۔ اہل مدینہ سے حرہ کے پتھریلے میدان میں لڑائی ہوئی۔ مدینے والوں کو شکست ہوئی۔ شامی لشکر نے خوب خون ریزی کی۔ اور مدینہ منورہ میں لوٹ مار کی۔ صحابہ تک کی توہین کی۔ اسی غدر میں حضرت جابر ؓ سے بھی ان وحشیوں نے وہ ''تبرک'' لوٹ لیا۔

**٤٦٤٤- أَخْبَرَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

۴۶۴۴- حضرت جابر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو میں اپنے ایک پانی بھرنے والے

---

**٤٦٤٤_[صحيح]** أخرجه الحميدي، ح: ١٢٩٤ عن سفيان بن عيينة به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٦، وأخرجه مسلم، المساقاة، ح: ٧١٥/ ١١٣ بعد، ح: ١٥٩٩ من حديث أيوب عن أبي الزبير به، نحو المعنى، وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما.

جَابِرٍ قَالَ: أَدْرَكَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكُنْتُ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا سَوْءٍ، فَقُلْتُ: لَا يَزَالُ لَنَا نَاضِحُ سَوْءٍ يَا لَهْفَاهُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَ تَبِيعُنِيهِ يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: بَلْ هُوَ لَكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ، قَدْ أَخَذْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا، وَقَدْ أَعَرْتُكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ» فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ هَيَّأْتُهُ فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَقَالَ: «يَابِلَالُ! أَعْطِهِ ثَمَنَهُ» فَلَمَّا أَدْبَرْتُ دَعَانِي فَخِفْتُ أَنْ يَرُدَّهُ فَقَالَ: «هُوَ لَكَ».

بدمزاج اونٹ پر سوار تھا۔ میں نے (افسوس کرتے ہوئے) کہا: افسوس! پانی کا نکما اونٹ ہمیشہ ہمارے پاس رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے جابر! کیا تو مجھے یہ اونٹ فروخت کرے گا؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ویسے ہی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ نے دعا دی: ”اے اللہ! اس کو معاف فرما۔ اس پر رحم فرما۔“ پھر فرمایا: ”میں نے یہ اتنے اتنے میں خرید لیا۔ ویسے میں مدینہ منورہ تک اس کی سواری کی تجھے اجازت دیتا ہوں۔“ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو میں نے اس اونٹ کو تیار کیا اور آپ کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا: ”بلال! اس کو اس اونٹ کی قیمت دے دو۔“ جب میں واپس مڑا تو مجھے بلایا۔ مجھے خطرہ ہوا کہ آپ اونٹ واپس فرما دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اونٹ تیرا ہی ہے۔“

٤٦٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ» قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ لَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ! قَالَ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللهُ يَغْفِرُ لَكَ» قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ

۴۶۴۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ میں اپنے پانی ڈھونے والے اونٹ پر سوار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اپنا یہ اونٹ مجھے اتنے اتنے میں فروخت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔“ میں نے کہا: اللہ کے نبی! وہ آپ کا ہی ہے۔ پھر فرمایا: ”مجھے اتنے اتنے میں فروخت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔“ میں نے کہا: اللہ کے نبی! یقیناً یہ آپ کا ہی ہے۔ آپ

---

٤٦٤٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٣، ٣٧٤ من حديث سليمان التيمي به مطولاً، وهو في صحيح البخاري، ح: ٢٧١٨ معلقًا، وصحيح مسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ٧١٥/ ١١٢ بعد، ح: ١٥٩٩ من حديث أبي نضرة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٧.

لَكَ يَا نَبِيَّ اللهِ! قَالَ: «أَتَبِيعُنِيهِ بِكَذَا وَكَذَا؟ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ» قُلْتُ: نَعَمْ، هُوَ لَكَ. قَالَ أَبُو نَضْرَةَ: وَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُولُهَا الْمُسْلِمُونَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ.

نے پھر فرمایا: ”تو یہ اونٹ مجھے اتنے میں فروخت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔“ میں نے کہا: جی ہاں۔ وہ آپ کا ہی ہے۔ راوی ابونضرہ نے کہا کہ (اللہ تجھے معاف کرے) ایک کلمہ ہے جو مسلمان عموماً کہتے تھے۔ تو یہ کام کر لے اللہ تجھے معاف کرے۔

**فوائد ومسائل:** ① وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ آپ کا بار بار فرمانا دراصل اس کو زیادہ دعا دینے کے لیے تھا اور شفقت کے طور پر بھی۔ یہ جملہ دعائیہ ہے۔ مسلمانوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص دوسرے کو کسی بات کا حکم دیتا یا اس سے کوئی معاملہ کرتا تو اس وقت یہ دعائیہ جملے بولا کرتا تھا۔ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے لیے فضیلت کی بات ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ. ② ایک ہی واقعہ مختلف اسانید کے ساتھ بیان کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تمام تفصیلات وجزئیات واضح ہو جاتی ہیں اور لفظی فرق کا پتا بھی چل جاتا ہے۔ جب روایات میں لفظی فرق ہو تو کسی ایک فریق کا لفظ سے استدلال کرنا کمزور ہو جاتا ہے، جیسے اس حدیث میں اختلاف ہے کہ مدینہ منورہ تک سواری کی شرط حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیع میں لگائی تھی یا رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ رعایت فرمائی تھی، لہٰذا شرط پر استدلال کمزور ہو جائے گا، البتہ امام بخاری جیسے عظیم محدث نے فیصلہ فرمایا ہے کہ شرط لگانے کے الفاظ زیادہ اور قوی ہیں، اس لیے ترجیح اسی کو ہوگی۔

## (المعجم ٧٨) - اَلْبَيْعُ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ الْفَاسِدُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ (التحفة ٧٦)

## باب: ۷۸- اگر بیع میں کوئی فاسد شرط لگالی جائے تو بیع صحیح ہوگی، البتہ وہ شرط غیر معتبر ہوگی

٤٦٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ» قَالَتْ: فَأَعْتَقْتُهَا قَالَتْ:

۴۶۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے بریرہ کو (اس کے مالکان سے) خریدا تو اس کے مالکان نے اس کے ولا کی اپنے لیے شرط لگالی۔ میں نے یہ بات نبی اکرم ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دے۔ ولا اسی کی ہوتی ہے جو پیسے دیتا (غلام کو خریدتا) ہے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے

---

٤٦٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٧٩، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٣٨.

فَدَعَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

اسے آزاد کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے اپنے خاوند کے (پاس رہنے یا نہ رہنے کے) بارے میں اختیار دیا۔ اس نے خاوند سے اپنی جدائی کو پسند کیا۔ اس کا خاوند آزاد تھا۔

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی شخص بیع کرتے وقت ایسی شرط لگاتا ہے جو شرعاً درست نہ ہو تو اس صورت میں بیع کرنا درست ہوگا جبکہ وہ شرط جو خلاف شریعت ہو' باطل ہوگی' لہٰذا اس شرط کو کالعدم سمجھا جائے گا اور اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا جیسا کہ سیدہ بریرہ ؓ کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ نے پوری وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ ② اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں اور مختلف روایات میں مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے والے راویوں نے کہیں تفصیلی روایت بیان کی ہے اور کہیں اختصار سے کام لیا ہے اور یہ سب کچھ ضرورت کے مطابق کیا گیا ہے۔ رواۃِ حدیث کے اس قسم کے تصرف کو تمام محدثین عظام نے من وعن قبول کیا ہے اور حق بھی یہی ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ احادیث سے مختلف احکام و مسائل اخذ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ (لہٰذا یہاں بھی مذکورہ حدیث سے علماء نے متعدد مسائل استنباط کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔) ③ مکاتبت جائز ہے۔ مکاتبت اس عہد و پیمان کو کہا جاتا ہے جو مالک اور اس کے غلام یا لونڈی کے درمیان' متعین رقم کے عوض طے ہوتا ہے' یعنی وہ لونڈی یا غلام جب طے شدہ رقم ادا کر دے تو وہ آزاد ہے۔ مکاتبت کی ساری رقم یک مشت دینا اور اس کی قسطیں کرنا' دونوں طرح جائز ہے۔ لونڈی یا غلام کی مکاتبت کی رقم دوسرا شخص دے سکتا ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص مکاتبت کی طے شدہ رقم ادا کر دے اور لونڈی و غلام کو آزاد کر دے تو وہ آزاد ہو جائیں گے' البتہ اس صورت میں اس لونڈی یا غلام کے وَلَاء کا حق دار آزاد کرنے والا ہوگا نہ کہ پہلا مالک۔ ④ وَلَاء اس ربط و تعلق کو کہتے ہیں جو آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ کے مابین' آزاد کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ تعلق نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو ہبہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ تعلق بالکل اسی طرح کا ہوتا ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان اُبُوّت و بُنُوّت والا تعلق ہوتا ہے جو نہ بیچا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو ہبہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ اس تعلق وَلَاء کا فائدہ یہ ہے کہ اگر آزاد کردہ شخص کے عصبہ اور ذوی الفروض (جن کا حصہ میراث مقرر ہے) نہ ہوں تو اس کی تمام جائداد کا مالک آزاد کرنے والا ہوتا ہے۔ ⑤ اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنی مکاتبت کی رقم کی ادائیگی کے لیے دستِ سوال دراز کرے تو یہ سوال کرنا درست ہے اور اس سلسلے میں اس کی مدد بھی کرنی چاہیے' نیز اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مستحق آدمی کا اپنی جائز ضرورت یا ضروریات پوری کرنے کی خاطر سوال کرنا درست ہے۔ ⑥ اس حدیثِ مبارکہ سے باہمی مشاورت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے خصوصاً میاں بیوی کی باہمی مشاورت کا اثبات ہوتا ہے' نیز اگر بیوی خاوند سے کسی مسئلے میں مشورہ

طلب کرے تو خاوند کے لیے ضروری ہے کہ اسے درست مشورہ دے۔ ⑦ اگر لونڈی یا غلام اپنی مکاتبت کی طے شدہ رقم ادا نہ کر سکتے ہوں تو انھیں بیچا جا سکتا ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مبارک اِشْتَرِيهَا وَ أَعْتِقِيهَا ہیں، یعنی اسے خرید و اور آزاد کر دو۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، المكاتب، باب المكاتب و نجومه...... الخ، حديث:٢٥٦٠ و صحيح مسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، حديث:١٥٠٤) ⑧ اگر میاں بیوی دونوں غلام ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں اکٹھے ہی بیچے جائیں۔ ⑨ اس حدیثِ بریرہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس لونڈی یا غلام کے پاس مال وغیرہ نہ ہو اس سے مکاتبت کرنا، یعنی اسے مکاتَب بنانا درست ہے، خواہ اس کے پاس مال کمانے کے وسائل ہوں یا نہ ہوں۔ ⑩ مکاتَب لونڈی یا غلام اس وقت تک آزاد نہیں ہوں گے جب تک مکاتبت کی بابت طے شدہ ساری رقم ادا نہ کر دیں۔ جب تک ان کے ذمے ایک درہم بھی باقی ہے وہ غلام ہی رہیں گے اور اسی اصل کے مطابق ان پر دیگر احکام جاری ہوں گے، یعنی نکاح، طلاق اور حدود وغیرہ کے احکام غلاموں والے ہی ان پر لاگو ہوں گے۔ ⑪ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شادی شدہ لونڈی کی فروخت اور آزادی نہ طلاق ہوگی اور نہ فسخِ نکاح ہی، اس لیے کہ سیدہ بریرہ ؓ کو بعد ازاں اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے تو وہ اپنے خاوند مُغیث کے نکاح میں رہے اور چاہے تو اس سے الگ ہو جائے۔ اس اختیار کے بعد انھوں نے اپنے خاوند سے علیحدگی کو اختیار کیا۔ ⑫ لونڈی سے اس کا مالک جماع کر سکتا ہے، تاہم اگر وہ کسی کی بیوی ہو تو پھر جائز نہیں، نیز لونڈی کو محض بیچ دینے سے، اس کے ساتھ جماع کرنا حلال نہ ہوگا۔ سیدہ بریرہ کو خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دینا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ابھی تک خاوند کے ساتھ ان کا تعلق باقی تھا۔ اگر کوئی تعلق باقی نہ رہتا تو پھر اختیار کس چیز کا تھا؟ ⑬ اگر بوقتِ سوال، سائل مجبور نہیں ہے تو بھی سوال کر سکتا ہے، یعنی مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے وقتِ ضرورت کے آنے سے پہلے بھی اس ضرورت کی بابت سوال ہو سکتا ہے۔ ⑭ شادی شدہ عورت سے مدد اور مالی تعاون مانگا جا سکتا ہے جیسا کہ سیدہ بریرہ ؓ نے سیدہ عائشہ ؓ سے اپنی مکاتبت کی بابت مالی تعاون مانگا تھا اور انھوں نے اس کی درخواست قبول فرمائی تھی اور بریرہ کو خرید کر اسے آزاد کر دیا تھا۔ ⑮ شادی شدہ خاتون، اپنے مال میں خاوند کی اجازت کے بغیر تصرف کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ تصرف کسی جائز ضرورت کی خاطر ہو۔ ⑯ طلبِ اجر کی خاطر مال خرچ کرنا بلکہ زائد از ضرورت خرچ کرنا درست ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ نے حضرت بریرہ ؓ کی مکاتبت کی ساری رقم جو نو قسطوں کی نو سال میں ادائیگی کی صورت میں طے ہوئے تھی، یکمشت ادا کر دی اور انھیں اسی وقت آزاد کر دیا۔ ⑰ غلام اور لونڈی کے لیے اپنی آزادی کی خاطر محنت اور کوشش کرنا جائز ہے، خواہ اس مقصد کے لیے اسے کسی ایسے شخص سے سوال کرنا پڑے جو اسے خرید کر آزاد بھی کر دے۔ ایسا کرنے سے اس کے مالک کا اگرچہ نقصان بھی ہوتا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ اس لیے کہ شارع علیہ السلام نے غلام کی آزادی کو سراہا اور اس عظیم نیکی کا شوق بھی دلایا ہے، اس لیے اس کی ہر ممکن کوشش

کرنی چاہیے۔ ⑱ اگر کوئی شخص لونڈی یا غلام بیچے لیکن یہ شرط لگا لے کہ یہ میری خدمت کرتا رہے گا تو یہ شرط باطل ہوگی۔ ⑲ اگر مکاتب اپنی قسط کی رقم اس مال سے ادا کرے جو اس پر صدقہ کیا گیا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مالک کو ایسی رقم قبول کرنے سے تامل نہیں کرنا چاہیے اگرچہ وقت مقررہ سے قبل ہی وہ رقم کی ادائیگی کر رہا ہو۔ مکاتب دراصل غلام ہی ہوتا ہے جب تک کہ وہ تمام رقم ادا نہ کر دے اور غلام پر صدقہ کرنا درست ہے۔ جب صدقہ اصل محل تک پہنچ جائے تو وہ مالدار شخص کے استعمال کے لیے جائز ہو جاتا ہے۔ ⑳ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا کہ سیدہ بریرہ ؓ کے مالک ایسی شرط لگا رہے ہیں جو شرعاً درست نہیں تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کسی کا نام لیے بغیر مسئلے کی وضاحت فرمائی اور ایسی ہر شرط کو باطل قرار دیا جو قرآن وحدیث کے منافی ہو۔ اس سے معلوم ہوا جب کوئی اہم شرعی معاملہ درپیش ہو تو کھڑے ہو کر خطبہ دینا مشروع ہے۔ ㉑ جس شخص سے کوئی غیر شرعی اور منکر کام سرزد ہو تو اس صورت میں غلط کام کرنے والے شخص کا نام لیے بغیر ہی اس کی اصلاح کی جائے۔ اس طرح کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے نہ کہ کسی کو شرمندہ اور رسوا کرنا۔ ㉒ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورتیں کسی شخص کے گھر میں آ سکتی ہیں، خواہ گھر کا مالک مرد اپنے گھر میں موجود ہو یا نہ ہو۔ ㉓ رسول اللہ ﷺ کے لیے صدقہ مطلقاً حرام ہے۔ آپ پر نہ صدقہ کیا جا سکتا ہے اور نہ آپ صدقے کا مال کھا ہی سکتے ہیں۔ ہاں، اگر صدقہ کسی مستحق پر کر دیا جائے اور وہ نبی ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کر دے تو یہ درست ہے۔ ㉔ غنی اور مالدار شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ محتاج وفقیر کا دیا ہوا ہدیہ قبول کر لے، نیز معلوم ہوا کہ صدقے اور ہدیے کا حکم الگ الگ ہے۔ ㉕ اگر کسی شخص کو اپنے ہاں کسی شخص کے کھانے سے خوشی ہو تو وہ شخص بلا اجازت بھی اس کے گھر سے کھا پی سکتا ہے۔ ㉖ ایسا سوال کرنا مستحب ہے جس سے علم حاصل ہوتا ہو یا اس سے ادب ملتا ہو یا کسی قسم کا حکم واضح ہوتا ہو یا اس سے کوئی شبہ رفع ہوتا ہو ㉗ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی پر تھوڑی چیز صدقہ کی جائے تو اس کو قبول کر لینا چاہیے۔ اس پر ناراضی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ㉘ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو خوش کرنا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ صحیح احادیث کی روشنی میں ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب عمل ہے۔ ㉙ یہ حدیثِ مبارکہ حضرت بریرہ ؓ کے حسن ادب پر بھی دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی سفارش واضح انداز میں رد نہیں کی بلکہ یہ کہا ہے کہ مجھے اپنے خاوند مغیث کی حاجت نہیں۔ ㉚ سفارش کرنے والے کو یقیناً اس کی جائز سفارش کرنے کا اجر وثواب مل جاتا ہے، خواہ اس کی سفارش قبول ہو یا رد کر دی جائے۔ ㉛ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرطِ محبت انسان کے لیے بڑی آزمائش کا سبب بنتی ہے۔ بسا اوقات اسے بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسا کہ حضرت بریرہ ؓ کے خاوند حضرت مغیث ؓ کی حالت سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مدینے کی گلیوں میں ان کے پیچھے پیچھے ہوتے تھے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ㉜ دو باہم نفرت کرنے والوں کے مابین صلح صفائی کرانا مستحب ہے، خواہ وہ دونوں میاں بیوی ہی ہوں۔ میاں بیوی ہونے کی صورت میں یہ ذمہ داری

اور بڑھ جاتی ہے تاکہ بچے والدین کی باہمی نفرت واختلاف کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ کو حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کی بابت سفارش کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا: إِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ ”وہ تیرے بچے کا باپ ہے۔“ ⑭ بچے کی نسبت اس کی ماں کی طرف کرنا بھی جائز ہے۔ ⑭ شوہر دیدہ خاتون کو مجبور نہیں کرنا چاہیے' خواہ وہ آزاد کردہ ہی کیوں نہ ہو۔ ⑭ نکاح فسخ ہونے کی صورت میں رجوع نہیں ہو سکتا لیکن نیا نکاح ہو سکتا ہے۔ ⑭ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے نفرت کرتی ہو تو اس کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ اس عورت کو خاوند کے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کرے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو کہ عورت اپنے خاوند سے محبت کرتی ہو تو سرپرست اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی اور تفریق نہ ڈالے۔ ⑭ شارحین حدیث نے اس حدیث مبارکہ سے کم وبیش ڈیڑھ سو (١٥٠) فوائد ومسائل کا استنباط کیا ہے لیکن ہم نے بغرض اختصار مذکورہ بالا فوائد ومسائل ہی پر اکتفا کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي للأتيوبي: ٩/٢٩-١٩) اس روایت پر مزید بحث کے لیے دیکھیے' احادیث ٣٤٧٧ تا ٣٤٨٤۔

٤٦٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَأَنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ فَقِيلَ هٰذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ» وَخُيِّرَتْ.

٤٦٤٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے اسے خریدنے کا ارادہ کیا لیکن اس کے مالکوں نے اپنے لیے ولا کی شرط لگالی۔ انھوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔ بلاشبہ ولا اسی کی ہوتی ہے جو (غلام کو) آزاد کرتا ہے۔“ (یہ واقعہ بھی ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتلایا گیا کہ یہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے (اور اس نے ہمیں بھیجا ہے)۔ آپ نے فرمایا: ”صدقہ اس کے لیے ہے۔ ہمارے لیے تحفہ ہی ہے۔“ اور اسے (خاوند کے بارے میں) اختیار دیا گیا۔

٤٦٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

٤٦٤٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٦٤٧_ [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٨٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٣٩.

٤٦٤٨_ أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا اشترط في البيع شروطًا لا تحل، ح: ٢١٦٩، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٨١، والكبرٰى،◄◄

مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ الْوَلَاءَ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ».

ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے ایک لونڈی کو خریدنے کا ارادہ کیا۔ ان کا ارادہ اسے آزاد کرنے کا تھا۔ اس لونڈی کے مالکان نے کہا: ہم لونڈی بیچ دیتے ہیں مگر ولا کا حق ہمیں حاصل ہوگا۔ حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”یہ شرط بیع میں رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ ولا اسی کو ملتی ہے جو (غلام کو) آزاد کرتا ہے۔“

## (المعجم ٧٩) - بَيْعُ الْمَغَانِمِ قَبْلَ أَنْ تُقْسَمَ (التحفة ٧٧)

## باب:٧٩- مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اسے بیچنا

٤٦٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ، وَعَنِ الْحَبَالَى أَنْ يُوطَأْنَ حَتَّى يَضَعْنَ مَا فِي بُطُونِهِنَّ، وَعَنْ لَحْمِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۴۶۴۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کا سودا کرنے سے منع فرمایا۔ اور (اسی طرح نئی خریدی ہوئی) حاملہ لونڈیوں کے ساتھ جماع کرنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن دیں، نیز آپ نے ہر کچلی والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

**فوائد ومسائل:** ① ”مال غنیمت کی تقسیم“ جاہلیت میں رواج تھا کہ جنگ میں حصہ لینے والا شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا کہ مجھے مال غنیمت میں سے جو حصہ ملے گا، میں تجھے اتنے میں فروخت کرتا ہوں، حالانکہ نہ وہ ابھی تک اپنے حصے کا مالک بنا ہوتا تھا اور نہ یہ علم ہی ہوتا تھا کہ اس کے حصے میں کیا آئے گا۔ ظاہر ہے کہ شریعت مجہول اور غیر مملوک چیز کی فروخت کی اجازت قطعاً نہیں دیتی۔ ② ”حاملہ لونڈی“ یعنی جس لونڈی کو

---

◄◄ ح: ٦٢٤٠.

٤٦٤٩- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٢٤١. * إبراهيم هو ابن طهمان، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

اس کے سابقہ خاوند یا مالک سے حمل ٹھہر چکا ہو۔ وہ جنگ میں کسی کے ہاتھ لگ جائے یا کوئی شخص اسے خرید لے تو جب تک بچہ پیدا نہیں ہو جاتا' نئے مالک کے لیے اس سے جماع کرنا حرام ہے کیونکہ وہ حمل کسی اور شخص کا ہے۔ اس کو اس میں دخل اندازی کا حق نہیں۔ ③ "کچلی والے" کچلی نوکیلے دانت کو کہتے ہیں جو درمیان والے چار دانتوں کے دونوں اطراف ایک ایک ہوتا ہے۔ یہاں اس سے مراد شکاری جانور ہے جسے ہم درندہ کہتے ہیں کیونکہ درندے میں یہ دانت لازماً ہوتے ہیں جبکہ غیر شکاری میں یہ دانت نہیں ہوتے۔ شکاری جانور کی حرمت کی وجہ پیچھے گزر چکی ہے۔

## (المعجم ٨٠) - بَيْعُ الْمُشَاعِ (التحفة ٧٨)

## باب:٨٠-مشترکہ چیز کی بیع کا بیان

٤٦٥٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ، لَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ».

۴۶۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شفعہ ہر مشترکہ چیز میں ہو سکتا ہے۔ وہ گھر ہو یا باغ (اور کھیت)۔ کسی ایک شریک کو جائز نہیں کہ (مشترکہ چیز میں اپنا حصہ) فروخت کرے حتی کہ اپنے شریک (ساتھی یا ساتھیوں) کو مطلع کرے۔ اگر وہ بلا اطلاع فروخت کر دے تو شریک اس کو لینے کا حق دار ہوگا الا یہ کہ اسے اطلاع کرنے کے بعد بیچے۔"

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ نے جو باب قائم کیا ہے اس کا مقصد مشترکہ چیز کی بیع کا حکم بیان کرنا ہے۔ اگر کوئی شریک اپنا حصہ بیچنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دیگر شرکاء سے اس کی اجازت لے۔ اگر کوئی شخص اپنے شریک کی اجازت کے بغیر اپنا حصہ فروخت کر دے تو اس کے شریک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس رقم کے عوض جو اس حصے کی لگ چکی ہو یہ حصہ لے لے۔ اس کا حق دیگر تمام لوگوں سے زیادہ اور فائق ہے۔ ② یہ حدیث مبارکہ شریک کے لیے شفعے کے ثبوت کی صریح دلیل ہے۔ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔ ③ شریعتِ مطہرہ کے اصول وضوابط لوگوں کی خیر خواہی پر مبنی ہیں۔ ایک چیز میں مختلف شرکاء باہمی مشاورت اور دوسرے کو اعتماد میں لینے کے بعد ہی کوئی اقدام کر سکتے ہیں۔ مشترکہ چیز میں بلا مشاورت تصرف کرنے والے کا تصرف معتبر نہیں ہوگا۔ ④ شفعہ سے مراد وہ حق ہے جو ایک شریک کو دوسرے شریک کے حصے پر ہوتا ہے۔ وہ اس طرح

---

٤٦٥٠- أخرجه مسلم، المساقاة، باب الشفعة، ح:١٦٠٨/ ١٣٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٤٢. * إسماعيل هو ابن علية.

کہ اس کی فروخت کی صورت میں وہ اسے خریدنے کا دوسروں سے بڑھ کر حق دار ہوگا۔ لیکن یہ حق مشترکہ چیز ہی میں ہے۔ جب کوئی چیز تقسیم ہو جائے' حد بندی ہو جائے' راستے تک الگ الگ ہو جائیں اور کچھ بھی اشتراک باقی نہ رہے تو یہ حق بھی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اب شریک نہیں رہے' صرف پڑوس کی بنا پر کسی کو یہ حق نہیں مل سکتا۔ یہ مسئلہ تفصیلاً پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ ⑤ ''ہر مشترکہ چیز'' بعض فقہاء نے اشیائے منقولہ کو شفعہ سے خارج کیا ہے مگر اس کی کوئی عقلی توجیہ سمجھ میں نہیں آتی۔ جن وجوہ کی بنا پر شفعہ مشروع کیا گیا ہے وہ منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد میں برابر پائی جاتی ہیں۔ ⑥ اس روایت سے ثابت ہوا کہ مشترکہ چیز ساری کی ساری بھی بیچی جا سکتی ہے اور اس کے کچھ مخصوص حصے بھی' یعنی کوئی شریک صرف اپنا حصہ بھی فروخت کر سکتا ہے' خواہ شریک کو بیچے یا اس کی اجازت سے کسی اور کو۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے۔

## (المعجم ٨١) - اَلتَّسْهِيلُ فِي تَرْكِ الْإِشْهَادِ عَلَى الْبَيْعِ (التحفة ٧٩)

## باب:٨١- بیع کے وقت گواہ نہ بنائے جائیں تو اس کی گنجائش ہے

٤٦٥١- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ أَنَّ الزُّهْرِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِبْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ وَاسْتَتْبَعَهُ لِيَقْبِضَ ثَمَنَ فَرَسِهِ، فَأَسْرَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ، وَطَفِقَ الرِّجَالُ يَتَعَرَّضُونَ لِلْأَعْرَابِيِّ فَيَسُومُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِبْتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعْضُهُمْ فِي السَّوْمِ عَلٰى مَا ابْتَاعَهُ بِهِ مِنْهُ، فَنَادَى

۴۶۵۱- حضرت عمارہ بن خزیمہ کے چچا محترم سے روایت ہے' اور وہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے' کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور آپ اسے اپنے ساتھ لے گئے تاکہ وہ اپنے گھوڑے کی قیمت وصول کرے۔ نبی اکرم ﷺ ذرا تیز چل رہے تھے جبکہ وہ اعرابی آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔ لوگ اس اعرابی کو روک کر اس سے گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ ان کو یہ علم نہیں تھا کہ نبی اکرم ﷺ اس گھوڑے کو خرید چکے ہیں' حتی کہ کسی نے اس بھاؤ سے زیادہ بھاؤ لگا دیا جس پر آپ کا سودا طے ہوا تھا۔ اعرابی نے نبی اکرم ﷺ کو بلند آواز سے پکار کر کہا: اگر آپ نے یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں بیچنے لگا ہوں۔ آپ نے اس کی آواز سنی تو

---

٤٦٥١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، القضاء، باب إذا علم الحاكم صدق شهادة الواحد يجوز له أن يقضي به، ح:٣٦٠٧ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عند أحمد:٥/ ٢١٥، ٢١٦، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٤٣، وصححه الحاكم:٢/ ١٧، ١٨، ووافقه الذهبي.

الْأَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ وإِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَهُ فَقَالَ: «أَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟» قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! مَا بِعْتُكَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ» فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوذُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَبِالْأَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، وَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَاهِدًا يَشْهَدُ أَنِّي قَدْ بِعْتُكَهُ، قَالَ خُزَيْمَةُ ابْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بِعْتَهُ، قَالَ: فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خُزَيْمَةَ فَقَالَ: «لِمَ تَشْهَدُ؟» قَالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ.

رک گئے اور فرمایا: ”میں تجھ سے خرید نہیں چکا؟“ اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں نے تو آپ کو یہ نہیں بیچا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اسے تجھ سے خرید چکا ہوں۔“ لوگ نبی اکرم ﷺ اور اعرابی کے ارد گرد جمع ہونے لگے۔ وہ دونوں آپس میں تکرار کر رہے تھے۔ اعرابی کہنے لگا: کوئی گواہ پیش کریں جو گواہی دے کہ میں نے آپ کو یہ گھوڑا بیچا ہے۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا آپ کو بیچا ہے۔ (خیر! وہ معاملہ طے ہو گیا' بعد میں) آپ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کے برابر قرار دے دی۔

**فوائد ومسائل:** ① امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ سودے پر یا سودا کرتے وقت گواہ نہ بھی بنائے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ اس استدلال پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَ اَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَايَعۡتُمۡ﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۲) ”اور جب تم باہم خرید وفروخت کرو تو گواہ بنالو۔“ اس جگہ لفظ ﴿وَ اَشۡهِدُوۡۤا﴾ فرمایا گیا ہے اور یہ امر کا صیغہ ہے جبکہ امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ دریں صورت کس طرح یہ گنجائش نکلتی ہے کہ گواہ نہ بنائے جائیں اور سودا کر لیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب قرینۂ صارفہ (امر وجوب سے استحباب وغیرہ کی طرف پھیرنے والی دلیل) آ جائے تو پھر وجوب ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں اعرابی اور نبی اکرم ﷺ کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ گواہ بنانا مستحب ہے' ضروری نہیں' تاہم ادھار سودا ہو یا قرض ہو یا سودے وغیرہ میں نسیان وتنازع کا خدشہ ہو تو گواہ بنانا' تحریر تیار کرنا مؤکد چیز ہے۔ ② سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گواہی کو دو مسلمان مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. ③ یہ حدیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کی کسر نفسی اور انتہائی تواضع پر واضح دلیل ہے کہ آپ اپنے دنیوی کام کاج بذاتِ خود سرانجام دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس تواضع میں امت کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ اپنے کام خود کرنا ہی عظمت

اور بڑائی ہے نہ کہ دوسروں سے کرانا اور ان پر انحصار کرنا۔

## (المعجم ٨٢) - خِلَافُ الْمُتَبَايِعَيْنِ فِي الثَّمَنِ (التحفة ٨٠)

## باب:٨٢- بیچنے اور خریدنے والے میں قیمت کا اختلاف ہو جائے تو؟

٤٦٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتْرُكَا».

۴۶۵۲- حضرت عبداللہ (بن مسعود ؓ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب خریدنے اور بیچنے والے کا (قیمت وغیرہ میں) اختلاف ہو جائے اور ان میں سے کسی کے پاس ثبوت نہ ہو تو معتبر بات وہ ہوگی جو سامان کا مالک کہے یا وہ سودا ختم کر دیں۔“

فائدہ: بھاؤ بتانا بیچنے والے کا حق ہے۔ خریدنے والے کو منظور ہو تو ٹھیک ہے ورنہ بیع نہیں ہوگی۔ اگر اختلاف ہو جائے کہ خریدنے والے کے نزدیک کم قیمت پر سودا طے ہوا ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ زیادہ قیمت پر سودا طے ہوا تھا اگر کوئی گواہ موجود ہو تو اس کی گواہی پر فیصلہ ہوگا ورنہ دریں صورت بائع ہی کی بات معتبر ہوگی۔ اب خریدار کی مرضی ہے کہ اس کے مطابق سودا لے لے یا پھر بیع فسخ ہو جائے گی۔ یہی قول حدیث کے مطابق ہے۔ اختلاف کے وقت طرفین کی طرف سے حدیث میں جو قسمیں اٹھانے والی بات ہے تو وہ سندًا ضعیف ہے لہٰذا اس پر عمل کی ضرورت نہیں۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للأتيوبي: ۱۹۸/۳۵) ویسے بھی جب تک خریدنے بیچنے والے اپنی مجلس میں موجود رہیں کوئی فریق بھی سودے کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے جسے ماننا دوسرے فریق کے لیے لازم ہوگا جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۴۴۶۲)

٤٦٥٣- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ

۴۶۵۳- حضرت عبدالملک بن عبید سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کی مجلس

---

٤٦٥٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب: إذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ح: ٣٥١١ من حديث عمر بن حفص به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٤٤، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٢٥، والحاكم: ٢/ ٤٥، والذهبي، وقال البيهقي: ٥/ ٣٣٢ "هذا إسناد حسن موصول"، وللحديث شواهد.

٤٦٥٣ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٦٢٤٥، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

- وَاللَّفْظُ لِإِبْرَاهِيمَ - قَالُوا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ ابْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: حَضَرْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَتَاهُ رَجُلَانِ تَبَايَعَا سِلْعَةً، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَخَذْتُهَا بِكَذَا وَبِكَذَا، وَقَالَ هٰذَا: بِعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: أُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فِي مِثْلِ هٰذَا فَقَالَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِمِثْلِ هٰذَا، فَأَمَرَ الْبَائِعَ أَنْ يَسْتَحْلِفَ، ثُمَّ يَخْتَارَ الْمُبْتَاعُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ.

میں حاضر تھے کہ ان کے پاس دو آدمی آئے۔ انھوں نے آپس میں کسی سامان کا سودا کیا تھا۔ ایک کہہ رہا تھا: میں نے اتنے میں لیا۔ دوسرا کہہ رہا تھا: میں نے اتنے کا بیچا۔ حضرت ابوعبیدہ فرمانے لگے: حضرت ابن مسعود ؓ کے پاس ایسا مسئلہ پیش ہوا تھا تو انھوں نے فرمایا تھا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس اسی قسم کا مقدمہ لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ بیچنے والے سے قسم لی جائے' پھر خریدنے والے کو اختیار ہوگا' چاہے اس بھاؤ میں لے لے یا پھر سودا چھوڑ دے۔

## (المعجم ٨٣) - مُبَايَعَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ٨١)

## باب:٨٣-اہل کتاب سے لین دین اور سودے کرنا

٤٦٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اشْتَرٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيئَةٍ، وَأَعْطَاهُ دِرْعًا لَهُ رَهْنًا.

۴۶۵۴- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار غلہ خریدا تھا اور بطور ضمانت اپنی زرہ اس کو گروی میں دی تھی۔

٤٦٥٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تُوُفِّيَ

۴۶۵۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کو پیارے ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی کیونکہ آپ

---

٤٦٥٤_[صحيح] تقدم، ح:٤٦١٣، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٤٦.

٤٦٥٥_[حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في الشراء إلى أجل، ح:١٢١٤ من حديث هشام بن حسان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٤٧، وللحديث شواهد.

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ لِأَهْلِهِ.

نے اس سے اپنے اہل وعیال کے لیے تیس صاع غلہ (جو) ادھار لیے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی تفصیلی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۴۶۱۴) امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ غیر مسلم لوگوں سے تجارتی روابط رکھے جا سکتے ہیں۔ ان سے لین دین اور سودے کیے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ باب میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے مگر مراد سب مسلم وغیر مسلم ہیں۔ اہل کتاب' یہودیوں اور عیسائیوں کو کہا جاتا ہے کیونکہ ان پر آسمانی کتابیں تورات اور انجیل اتاری گئی تھیں۔

## (المعجم ٨٤) - بَيْعُ الْمُدَبَّرِ (التحفة ٨٢)

## باب: ۸۴-مدبر غلام کی بیع

٤٦٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ؟» قَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ مِنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ».

۴۶۵۶- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ بنو عذرہ کے ایک آدمی نے اپنا ایک غلام مدبر کیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کون شخص مجھ سے یہ (غلام) خریدتا ہے؟“ حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی ؓ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ وہ یہ رقم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے۔ آپ نے وہ اس کے سپرد کر دی اور فرمایا: ”پہلے اپنے آپ پر خرچ کر' پھر اگر کچھ بچ جائے تو وہ تیرے اہل وعیال کے لیے ہے' پھر اگر تیرے اہل وعیال سے کچھ بچ جائے تو تیرے رشتہ داروں کا حق ہے' البتہ اگر تیرے رشتہ داروں سے بھی کچھ بچ جائے تو ایسے ایسے اور ایسے' یعنی اپنے آگے' اپنے دائیں اور اپنے بائیں (اللہ کے راستے میں خرچ کر)۔“

---

٤٦٥٦-[صحيح] تقدم، ح: ٢٥٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٤٨.

فوائد ومسائل: ① اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ مدبر کو بیچا جا سکتا ہے یا نہیں؟ امام شافعی ؒ اور اہل الحدیث (محدثین کرام کی جماعت) اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مذکورہ احادیث اس کی واضح دلیل ہیں۔ ④ یہ حدیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نفلی صدقے میں افضل یہ ہے کہ اسے خیر و بھلائی کی مختلف انواع میں تقسیم کیا جائے، یعنی جو مصلحت کا تقاضا ہو اُدھر ہی خرچ کرنا چاہیے۔ کوئی خاص جہت معین نہیں کرنی چاہیے کہ صدقہ کرنے والا یہ کہے کہ میں صرف فلاں مد ہی میں خرچ کروں گا اس کے علاوہ کہیں بھی خرچ نہیں کروں گا، خواہ اس کی ضرورت ہی ہو۔ ⑤ امیر و حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ لوگوں کے ذمے سے قرض چکانے کے لیے ان کے مال فروخت کر کے ان کے قرض ادا کر دے اور باقی رقم ان کی دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کے سپرد کر دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ ⑥ شرعی حکمران کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کم عقل اور نادان شخص پر یہ پابندی لگا دے کہ وہ اپنا مال فروخت نہیں کر سکتا، نیز اسے یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ ایسے شخص کے اپنے مال میں کیے ہوئے تصرف کو کالعدم کر دے۔

٤٦٥٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو [مَذْكُورٍ] أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ؟» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَقَالَ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلَى عِيَالِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلَى قَرَابَتِهِ أَوْ عَلَى ذِي رَحِمِهِ، فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا».

۴۶۵۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے جسے ابو مذکور کہا جاتا تھا، اپنا ایک غلام مدبر کیا۔ اس غلام کا نام یعقوب تھا۔ اس آدمی کے پاس کوئی اور مال نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ”اس غلام کو کون خریدے گا؟“ حضرت نعیم بن عبداللہ ؓ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ آپ نے وہ درہم اس کے سپرد کیے اور فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی فقیر ہو تو وہ پہلے اپنے آپ پر خرچ کرے۔ اگر کچھ بچے تو اپنے بال بچوں پر خرچ کرے۔ مزید اگر کچھ بچے تو اپنے قریبی اور رشتہ داروں پر خرچ کرے، پھر اگر بچ جائے تو پھر اِدھر اُدھر (فی سبیل اللہ صدقہ کرے)۔“

---

٤٦٥٧- أخرجه مسلم، الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ٩٩٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٤٩.

٤٦٥٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاعَ الْمُدَبَّرَ.

۴۶۵۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مدبر بیچ دیا تھا۔

## (المعجم ٨٥) - بَيْعُ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٨٣)

## باب:۸۵- مکاتب غلام کو فروخت کرنا

٤٦٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، فَمَنِ اشْتَرَطَ شَيْئًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَلَيْسَ

۴۶۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ عائشہ کے پاس آئی۔ وہ اپنی کتابت کے بارے میں ان سے کچھ مدد کی طلب گار تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا: اپنے مالکوں کے پاس جا' اگر وہ راضی ہوں کہ میں تیری طرف سے کتابت کی پوری رقم یکمشت ادا کر دوں اور تو میری طرف سے آزاد ہو جائے تو میں تیار ہوں۔ بریرہ نے یہ بات اپنے مالکان سے ذکر کی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے: اگر وہ تجھے آزاد کر کے ثواب حاصل کرنا چاہتی ہیں تو بڑی خوشی سے کریں لیکن ولا کا حق ہمارا ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو خرید کر آزاد کر دے۔ ولا کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے (خطبے میں) فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں

---

٤٦٥٨ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٠.

٤٦٥٩ـ أخرجه البخاري، المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب . . . الخ، ح: ٢٥٦١، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥١.

لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، [وَ]شَرْطُ اللهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ».

جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہیں۔ جو شخص بھی ایسی شرط لگاتا ہے' جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہیں' وہ شرط اس کے حق میں نہیں مانی جائے گی' خواہ سو دفعہ شرط لگا لے۔ اللہ تعالیٰ کی نافذ کردہ شرط (حکم) زیادہ معتبر اور مضبوط ہے۔"

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اور اس پر بحث تفصیلاً گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۴۸۱) یہاں بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا مکاتب غلام بیچا جاسکتا ہے؟ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کا مالک طے کر لے کہ تو اتنی رقم اتنی قسطوں میں (یا یکمشت) اتنے عرصے تک ادا کر دے تو تجھے آزادی مل جائے گی۔ ظاہر ہے یہ ایک معاہدہ ہے جسے توڑا نہیں جاسکتا الا یہ کہ وہ غلام راضی ہو جسے اس معاہدے کا مفاد ہے۔ اور واضح بات ہے کہ وہ تبھی راضی ہوگا اگر اسے فوری آزادی کا یقین دلا دیا جائے۔ ایسی صورت میں جب معاہدے سے بڑھ کر غلام کو مفاد حاصل ہو رہا ہو اور دونوں فریق راضی ہوں تو اسے فوری آزادی کے لیے بیچنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ مندرجہ بالا روایات میں ذکر ہے۔ ہاں' مالکان اپنے مفاد کی خاطر اس کی مرضی کے بغیر اسے کسی دوسرے کو نہیں بیچ سکتے کیونکہ یہ غدر اور وعدہ خلافی ہے جس میں حکومت مداخلت کر سکتی ہے۔ ② اس روایت کے مفصل فوائد ومسائل کے لیے ملاحظہ فرمائیں فوائد ومسائل' حدیث: ۴۶۴۶۔

## (المعجم ٨٦) - اَلْمُكَاتَبُ يُبَاعُ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْئًا (التحفة ٨٤)

## باب: ۸۶- مکاتب نے اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو اسے بیچا جاسکتا ہے

٤٦٦٠- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ يُونُسُ وَاللَّيْثُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ! أَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ إِلَيَّ فَقَالَتْ: يَا عَائِشَةُ، إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي،

۴۶۶۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ بریرہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اے عائشہ! میں نے اپنے مالکان سے نو اوقیے پر آزادی کا معاہدہ کیا ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ دینا ہوگا' لہٰذا میری مدد فرمائیے۔ ابھی تک اس نے اپنی کتابت کی رقم سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ ؓ نے چاہا کہ وہ اسے آزاد کر دیں' اس لیے انھوں نے اس سے کہا: اپنے مالکوں کے پاس جاؤ

---

٤٦٦٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٢٥٢.

وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا: اِرْجِعِي إِلٰى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أُعْطِيَهُمْ ذٰلِكَ جَمِيعًا وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ ذٰلِكَ لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ مِنْهَا، اِبْتَاعِي وَأَعْتِقِي فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ» فَفَعَلَتْ وَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

اگر وہ پسند کریں کہ میں ان کو یہ (ان کی رقم) یکمشت ادا کردوں اور تیری ولا میں لوں گی تو میں ایسا کرنے کو تیار ہوں۔ حضرت بریرہ ؓ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور یہ بات انھیں پیش کی۔ انھوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: اگر وہ ثواب حاصل کرنے کے لیے تجھے آزاد کرنا چاہیں تو کر دیں لیکن ولا ہماری ہوگی۔ حضرت بریرہ نے یہ بات حضرت عائشہ ؓ سے ذکر کی اور حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی۔ آپ نے فرمایا: ”ان کی اس بات کی وجہ سے انکار نہ کرنا بلکہ خرید کر آزاد کر دو۔ ولا اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔“ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی، پھر فرمایا: ”اما بعد! کیا وجہ ہے کہ لوگ سودے کرتے وقت ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہیں؟ جو شخص بھی ایسی شرط لگائے گا جو کتاب اللہ کی رو سے جائز نہ ہو تو وہ باطل اور مردود ہوگی اگرچہ سو دفعہ لگائی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جائز کردہ شرطیں ہی معتبر ہیں۔ یاد رکھو! ولا اسی کی ہوگی جو آزاد کرے گا۔“

**فائدہ:** اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے، فوائد ومسائل، حدیث: ۴۶۴۶۔

## (المعجم ٨٧) - بَيْعُ الْوَلَاءِ (التحفة ٨٥)

## باب: ۸۷- ولا کی بیع (منع ہے)

٤٦٦١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

۴۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے

٤٦٦١- أخرجه مسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ١٥٠٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٣.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ولا کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ''ولا'' وہ تعلق اور رشتہ ہے جو آزاد کرنے والے اور آزاد شدہ غلام کے درمیان آزادی سے قائم ہوتا ہے۔ ظاہر ہے رشتے اور تعلقات نہ بیچے جاسکتے ہیں نہ کسی کو عطیتاً دیے جاسکتے ہیں۔ بسا اوقات اس تعلق کی وجہ سے آزاد کرنے والے کو آزاد شدہ غلام کی وراثت بھی حاصل ہو جاتی ہے' اس لیے جاہل لوگ یہ رشتہ بیچ دیا کرتے تھے کہ وراثت تو سنبھال لینا' مجھے اتنی رقم فوراً دے دے۔ شریعت نے اس زر پرستی سے منع فرمایا کہ رشتے بیچنے یا تحفتاً دینے کی چیز نہیں۔

٤٦٦٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۴۶۶۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولا کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٦٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

۴۶۶۳- حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ولا کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔



## (المعجم ٨٨) - بَيْعُ الْمَاءِ (التحفة ٨٦)

## باب:۸۸-پانی کی بیع

٤٦٦٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ

۴۶۶۴- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ

---

٤٦٦٢ـ [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٨٢، والكبرٰى، ح: ٦٢٥٤، وهو متفق عليه من حديث عبدالله بن دينار به، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٦٦٣ـ أخرجه مسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ١٥٠٦ عن علي بن حجر، والبخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ٢٥٣٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٥.

٤٦٦٤ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٥٦. * عطاء هو ابن أبي رباح.

قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ.

رسول اللہ ﷺ نے پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① پانی، انسانوں اور جانوروں کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر بقا ممکن نہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے وافر پانی مفت مہیا فرمایا ہے۔ اگر پانی اپنی پیاس سے زائد ہو تو پیاسے کو مفت دینا فرض ہے اور اگر اپنے وضو اور غسل وغیرہ کی ضروریات سے زائد ہو تو غسل اور وضو وغیرہ کے لیے مفت دینا ضروری ہے۔ ہاں، کاروباری مقاصد کے لیے پانی مطلوب ہے تو بیچا جا سکتا ہے، مثلاً: زرعی ضروریات یا برف وغیرہ بنانے کے لیے۔ اسی طرح اگر پانی کے حصول میں اخراجات کرنے پڑتے ہوں یا محنت کرنا پڑتی ہو، مثلاً: دور سے اٹھا کر یا لاد کر لایا گیا ہو وغیرہ تو بھی اپنے اخراجات اور محنت کے مطابق معاوضہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ یہ پانی کی قیمت نہیں ہوتی بلکہ اخراجات اور محنت کا معاوضہ ہوتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں، البتہ کسی پیاسے انسان یا حیوان کو پانی پینے سے نہیں روکا جا سکتا۔

٤٦٦٥ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عُمَرَ وَقَالَ مَرَّةً: اِبْنَ عَبْدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ،

۴۶۶۵ - حضرت ایاس بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پانی کی فروخت سے منع فرماتے سنا۔

قَالَ قُتَيْبَةُ: لَمْ أَفْقَهْ عَنْهُ بَعْضَ حُرُوفِ أَبِي الْمِنْهَالِ كَمَا أَرَدْتُ.

استاد قتیبہ نے کہا کہ میں اس (استاد سفیان بن عیینہ) سے ابومنہال کے بعض حروف اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میں چاہتا تھا۔

---

٤٦٦٥ - [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب النهي عن بيع الماء، ح: ٢٤٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٥٧، وقال الترمذي، ح: ١٢٧١ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٩٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٤، ٦١، ووافقه الذهبي.

فائدہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ قتیبہ کو جب سفیان نے حدیث بیان کی تو اسے ابومنہال کی حدیث کے بعض الفاظ کی اس طرح سمجھ نہ آ سکی جس طرح وہ چاہتے تھے شاید وہاں بھیڑ وغیرہ ہو اور یہ استاد سے کچھ فاصلے پر ہوں یا کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٨٩) - بَيْعُ فَضْلِ الْمَاءِ (التحفة ٨٧)

## باب:٨٩-زائد اور فالتو پانی بیچنا

٤٦٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ إِيَاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ، وَبَاعَ قَيِّمُ الْوَهْطِ فَضْلَ مَاءِ الْوَهْطِ فَكَرِهَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو.

۴۶۶۶-حضرت ایاس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی زمین) وہط کے ناظم نے وہط کا زائد پانی بیچا تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسے ناپسند فرمایا۔

فائدہ: مفت ملنے والے پانی، مثلاً: بارش، چشمے اور نہر کا پانی اگر کسی زرعی زمین سے زائد ہو تو اس کو بیچنا منع ہے۔ ہاں، جو پانی خریدا گیا ہو، مثلاً: ٹیوب ویل کا پانی یا جانوروں پر لاد کر لایا گیا پانی، ایسے پانی کو اسی حساب سے بیچ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ اس پانی کی بیع نہیں ہوتی بلکہ یہ دراصل ٹیوب ویل یا جانوروں کے اخراجات ہوتے ہیں یا انسانی محنت کا معاوضہ ہوتا ہے مگر عرفاً اسے پانی کی قیمت کہہ دیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ وہط، یہ ایک بستی یا ایک زمین کا نام ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو کو وراثتاً ملی تھی۔

٤٦٦٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا الْمِنْهَالِ أَخْبَرَهُ أَنَّ إِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَبِيعُوا فَضْلَ الْمَاءِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ.

۴۶۶۷- صحابیٔ رسول حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زائد پانی نہ بیچو کیونکہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فالتو پانی بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

---

٤٦٦٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٥٨، وأخرجه الترمذي، ح:١٢٧١ عن قتيبة به. * داود هو ابن عبدالرحمٰن العطار، وعمرو هو ابن دينار.

٤٦٦٧ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٥٩.

فائدہ: جس طرح اللہ تعالیٰ نے پانی مفت اور وافر مہیا فرمایا ہے' اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی ضرورت سے زائد پانی لوگوں کو مفت لے جانے دیں' خصوصاً کسی پیاسے انسان یا حیوان کو کسی صورت بھی پانی استعمال کرنے سے روکنا جائز نہیں۔

## (المعجم ٩٠) - بَيْعُ الْخَمْرِ (التحفة ٨٨)

## باب:٩٠-شراب بیچنا

٤٦٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَهَا؟» فَسَارَّ وَلَمْ أَفْهَمْ [مَا] سَارَّ كَمَا أَرَدْتُ، فَسَأَلْتُ إِنْسَانًا إِلٰى جَنْبِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِمَ سَارَرْتَهُ؟» قَالَ: أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا» فَفَتَحَ الْمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا.

۴۶۶۸-حضرت ابن وعلہ مصری سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے انگور کے نچوڑے ہوئے جوس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اونٹ پر لدی ہوئی شراب کے دو مشکیزے بطور تحفہ پیش کیے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: ''تجھے علم نہیں کہ اللہ عزوجل نے شراب حرام فرما دی ہے؟'' اس نے اپنے پہلو میں (بیٹھے یا کھڑے ہوئے) ایک شخص سے آہستہ سے کچھ کہا اور جو کچھ اس نے کہا' اسے میں اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میں چاہتا تھا' لہٰذا میں نے (اس کی بابت حاضرین میں سے کسی سے) پوچھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو نے آہستہ سے اس کو کیا کہا ہے؟'' اس نے کہا: میں نے اسے یہ شراب فروخت کرنے کو کہا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس ذات نے شراب کو حرام قرار دیا ہے' اس نے اس کو بیچنا بھی حرام کیا ہے۔'' اس شخص نے دونوں مشکیزوں کے منہ کھول دیے حتی کہ جو کچھ شراب اس میں تھی بہہ گئی۔

٤٦٦٨_ أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح:١٥٧٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٨٤٦، والكبرى، ح:٦٢٦٠.

**فوائد ومسائل:** ① شراب کی خرید وفروخت شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے۔ اس بات پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ ② معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو اس نے تحفتاً شراب پیش کی تھی' وہ سابقہ اباحت کی بنا پر ہی تھی۔ اسے اس کی حرمت کا علم نہیں تھا اسی لیے آپ علیہ السلام نے اس کا مؤاخذہ نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا جو انسان کسی حرام کا ارتکاب کرے یا حرام چیز کو حلال سمجھتا ہو' اور اس حوالے سے اسے واقعی شرعی حکم معلوم نہ ہو تو اسے باخبر کرنا ضروری ہوگا۔ ایسی معصیت اور گناہ کے ارتکاب پر وہ قابل عتاب وعقاب بھی نہیں ہوگا۔ واللہ أعلم. ③ یہ حدیث مبارکہ دلیل ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اس کے بعض رازوں کی بابت پوچھ سکتا ہے۔ بعدازاں اگر ان رازوں کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہو تو پوشیدہ رکھے ورنہ انھیں ذکر اور ظاہر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ④ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ انگور کا جوس شراب بنانے کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا کوئی اور مصرف نہیں' لہٰذا انگور کا جوس نکالنا اور شراب بنانے والوں کو بیچنا منع ہے' البتہ اگر وہ جوس کسی اور حلال مصرف میں استعمال ہو سکے تو اسے بنانا اور بیچنا جائز ہے بشرطیکہ یقین ہو کہ اس سے شراب نہیں بنائی جائے گی۔ شریعت کا یہ اصول ہے کہ جو چیز حرام ہے' اس کا کاروبار' خرید وفروخت' لین دین ہر چیز منع ہے' مثلاً: شراب، مردار، بت، خنزیر وغیرہ' البتہ جو چیز کسی پر حرام ہے' کسی کے لیے حلال تو اس کا کاروبار' خرید و فروخت' لین دین سب جائز ہے حتی کہ جس شخص پر حرام ہے' وہ بھی اس کا لین دین کر سکتا ہے' جیسے سونا' ریشم وغیرہ۔ یہ مردوں کے لیے پہننا حرام ہے' رکھنا حرام نہیں' لہٰذا ان کا کاروبار اور لین دین مرد بھی کر سکتے ہیں۔ اس کا تحفہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

٤٦٦٩- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي الضُّحٰى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ الرِّبَا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَلَاهُنَّ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۶۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سود کی (حرمت کی) آیات اتریں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ آیات لوگوں کو پڑھ کر سنائیں' پھر آپ نے شراب کی تجارت کو بھی حرام قرار دیا۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث مبارکہ سے شراب کی حرمت کے ساتھ ساتھ اس کی تجارت کی حرمت بھی

---

٤٦٦٩- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة"، ح:٤٥٤٣ من حديث سفيان الثوري تعليقًا، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح:١٥٨٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٦١.

واضح ہوتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سود کے ساتھ ملا کر بیان کیا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ﴾ (البقرۃ۲:۲۷۹) ”اگر تم لوگ سودی لین دین سے باز نہ آؤ گے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک (بڑی خوفناک) جنگ کا اعلان سن لو۔“ ④ سود کی حرمت کا شراب کی تجارت کی حرمت سے تعلق یہ ہے کہ یہ دونوں حرام کا ذریعہ بنتے ہیں۔ سود ظلم کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اسی طرح شراب کی تجارت شراب پینے کا سبب بن سکتی ہے کیونکہ جب تک شراب کی تیاری، خرید وفروخت، لین دین مکمل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا جاتا، اس وقت تک معاشرہ شراب پینے کی لعنت سے نہیں بچ سکتا۔ آپ نے سود کی حرمت سے یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ حرام کا ذریعہ بھی حرام ہوتا ہے، لہٰذا آپ نے شراب کی تجارت حرام فرما دی۔

## (المعجم ٩١) - بَابُ بَيْعِ الْكَلْبِ (التحفة ٨٩)

## باب:۹۱- کتے کی بیع

٤٦٧٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۴۶۷۰- حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور (غیب کی خبریں بتانے والے) کاہن کی شیرینی اور کمائی (نذر ونیاز) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیں، فوائد حدیث: ۴۲۹۷۔

٤٦٧١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ

۴۶۷۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”اور کتے کی قیمت (بھی حرام ہے)۔“

---

٤٦٧٠_ تقدم، ح: ٤٢٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٦٢.

٤٦٧١_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٢٦٣. * ابن جريج عن عطاء قوي، وباقي السند صحيح، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، راجع مسند الإمام أحمد: ١/ ٢٧٨ وغيره.

جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي أَشْيَاءَ حَرَّمَهَا: «وَثَمَنُ الْكَلْبِ».

(المعجم ٩٢) - مَا اسْتُثْنِيَ (التحفة ٩٠)

باب:۹۲-کیا کوئی کتا مستثنیٰ ہے؟

٤٦٧٢- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ، إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ.

۴۶۷۲-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا' البتہ شکاری کتے کو مستثنیٰ فرمایا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا مُنْكَرٌ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے' یعنی صحیح احادیث کے خلاف ہے' نیز اس کے راوی بھی ضعیف ہیں۔ سنن ترمذی میں بھی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اسی مفہوم کی حدیث آتی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔ محدثین نے اس استثنا کو صحیح قرار نہیں دیا۔ ویسے بھی اگر یہ استثنا رکھ لیا جائے تو کتے کی قیمت کی حرمت ختم ہو جائے گی کیونکہ ہر کتا شکاری بن سکتا ہے۔ گویا اس استثنا کو تسلیم کرنے سے اصل حکم بالکلیہ ختم ہو جائے گا' لہٰذا یہ استثنا عقلاً بھی صحیح نہیں۔ تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۴۲۹۷ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٩٣) - بَيْعُ الْخِنْزِيرِ (التحفة ٩١)

باب:۹۳-خنزیر کی بیع

٤٦٧٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ

۴۶۷۳-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت

٤٦٧٢_[إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٣٠٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٦٤.

٤٦٧٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦١، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٦٥.

بِمَكَّةَ: «إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ». فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ! فَإِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا، هُوَ حَرَامٌ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا، جَمَّلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

حرام قرار دی ہے۔'' آپ سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول! ذرا مردار کی چربی کے بارے میں ارشاد فرمائیں؟ اس کے ساتھ کشتیاں لیپ کی جاتی ہیں۔ اور یہ چمڑے کو ملی جاتی ہے اور لوگ اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ حرام ہے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت فرمائے کہ اللہ عزوجل نے جب ان پر چربی حرام فرما دی تو انھوں نے اسے پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔''

**فوائد ومسائل:** ① مقصد یہ ہے کہ جیسے خنزیر حرام ہے ایسے ہی اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے' نیز اگر کوئی فرد یا قوم کسی ممنوع اور حرام چیز کو حلال کرنے کی خاطر کسی قسم کا حیلہ بہانہ تراشے اور پھر اس پر عمل پیرا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لعنتی ہے کیونکہ اس طرح وہ ان یہودیوں کی راہ پر چلا ہے جنھوں نے اللہ عزوجل کی حرمتوں کو پامال کرنے کے لیے حیلے بہانے گھڑ لیے تھے اور اللہ کے ہاں مغضوب علیہ اور لعنتی قرار پائے تھے۔ ② خنزیر مطلقاً حرام ہے۔ اس کی کوئی چیز بھی استعمال نہیں ہو سکتی' لہٰذا اس کی بیع ہر حال میں حرام ہے۔ اس کی کوئی چیز بھی فروخت نہیں ہو سکتی حتی کہ اس کی کھال بھی دباغت سے پاک نہیں ہو سکتی۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ۴۲۶۱)

## (المعجم ٩٤) - بَيْعُ ضِرَابِ الْجَمَلِ (التحفة ٩٢)

## باب: ۹۴- اونٹ کی جفتی کی بیع

٤٦٧٤- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ،

۴۶۷۴- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی جفتی' (زائد) پانی اور کاشت کاری کے لیے زمین کی فروخت سے منع فرمایا کہ ایک آدمی اپنی زمین اور اس کا پانی کسی کو بیچ دے۔

---

٤٦٧٤ـ أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم بيع فضل الماء الذي يكون بالفلاة . . . الخ، ح: ١٥٦٥/ ٣٥ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٦.

وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ، وَبَيْعِ الْأَرْضِ لِلْحَرْثِ، يَبِيعُ الرَّجُلُ أَرْضَهُ وَمَاءَهُ، فَعَنْ ذٰلِكَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ.

نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''اونٹ کی جفتی کی بیع'' سے مراد جفتی کا معاوضہ ہے کیونکہ یہ اس کا فطری تقاضا ہے' لہٰذا نہ اجرت جائز ہے اور نہ نر کو روکنا جائز ہے۔ ہاں' جفتی کے بعد کوئی شخص خوشی سے نر کے مالک کو کچھ دے دے تو اس کی گنجائش ہے۔ ایسی چیز بھی خود کھانے کی بجائے نر کے مصرف ہی میں لے آئے۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے۔ ② ''زمین کی فروخت'' سے مراد بٹائی یا ٹھیکہ ہے۔ اس کی تفصیلی بحث پیچھے حدیث نمبر ۳۸۹۳ میں گزر چکی ہے۔ بٹائی اور ٹھیکے میں اگر کوئی ظالمانہ شرط نہ ہو تو ان میں کوئی حرج نہیں۔

٤٦٧٥- أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ الْحَكَمِ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۵- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٧٦- أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الصَّعْقِ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ

۴۶۷۶- حضرت انس ؓ نے فرمایا: بنو کلاب کے ایک (چھوٹے) قبیلے بنو صعق کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نر کی جفتی کی اجرت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے اسے اس سے منع فرمایا۔ اس نے کہا: بسا اوقات اس (جفتی)

---

٤٦٧٥- أخرجه البخاري، الإجارة، باب عسب الفحل، ح: ٢٢٨٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٧.

٤٦٧٦- [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية عسب الفحل، ح: ١٢٧٤ من حديث يحيى بن آدم به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٨، وللحديث شواهد.

ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: إِنَّا نُكْرِمُ عَلٰى ذٰلِكَ.

پر ہم خوشی سے کچھ دے دیتے ہیں (تو آپ نے اس کی رخصت فرما دی)۔

٤٦٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سنگی لگانے والے کی کمائی، کتے کی فروخت اور نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

٤٦٧٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نر کی جفتی کی اجرت سے منع فرمایا۔

٤٦٧٩- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ.

۴۶۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت اور نر کی جفتی کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔

---

٤٦٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٢٩٩ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٦٩. * المغيرة هو ابن مقسم الضبي، وابن أبي نعم هو عبدالرحمٰن، وللحديث شواهد كثيرة.

٤٦٧٨ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٠، وانظر الحديث السابق والآتي.

٤٦٧٩ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن ثمن الكلب ومهر البغي . . . الخ، ح: ٢١٦٠ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

(المعجم ٩٥) - اَلرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْبَيْعَ فَيُفْلِسُ وَيُوجَدُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ (التحفة ٩٣)

باب:٩٥-ایک آدمی کوئی چیز خریدتا ہے' پھر مفلس ہو جاتا ہے اور وہ چیز بعینہٖ اس کے پاس پائی جاتی ہے تو؟

٤٦٨٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرِىءٍ أَفْلَسَ ثُمَّ وَجَدَ رَجُلٌ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا، فَهُوَ أَوْلٰى بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

۴۶۸۰-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مفلس قرار دیا جائے' پھر کوئی شخص اپنا سامان اس کے پاس بعینہٖ پا لے تو وہ اس سامان کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔“

فائدہ: مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس پر اتنا قرض چڑھ جائے کہ وہ ادائیگی کے قابل نہ ہو۔ ہماری زبان میں اسے دیوالیہ کہتے ہیں۔ اس شخص پر یہ پابندی لگا دی جاتی ہے کہ تو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا بلکہ اس کا مال فروخت کر کے جو کچھ میسر ہوتا ہے' وہ قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور باقی قرض اسے معاف ہو جاتا ہے' مثلاً: اگر اس پر دس ہزار روپے قرض ہیں مگر اس کا مال کل پانچ ہزار روپے میں فروخت ہو تو اس کے قرض خواہوں میں ان کے قرض کا نصف نصف دیا جائے گا اور باقی معاف ہوگا۔ اس حدیث میں ایک استثنا کیا گیا ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز بعینہٖ اس کے پاس ہو' خواہ وہ اسے عاریتاً دی گئی ہو یا بیچی گئی ہو اور اس نے ابھی تک اس کی قیمت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو وہ چیز پوری کی پوری اس کے مالک کو دے دی جائے گی۔ وہ چیز فروخت کر کے تمام قرض خواہوں میں تقسیم نہیں ہوگی' البتہ اگر اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ ادا کر دیا ہو تو پھر وہ باقی سامان کے ساتھ فروخت ہوگی۔ اور اس کے مالک کو بھی دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ ملا کر ان کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی' مثلاً: اگر ان کو ان کے قرض کا نصف دیا جا رہا ہو تو اسے بھی اس کے قرض کا نصف ہی دیا جائے گا۔ جمہور اہل علم اس استثنا کو مانتے ہیں مگر احناف نے اس استثنا کو تسلیم نہیں کیا کیونکہ اس سے دوسرے قرض خواہوں کی حق تلفی ہوگی کہ ان کو تو ان کے قرض کا مثلاً نصف ملا لیکن یہ شخص اپنی چیز پوری کی پوری لے

---

٤٦٨٠- أخرجه مسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس، فله الرجوع فيه، ح:١٥٥٩ عن قتيبة، والبخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع ... الخ، ح:٢٤٠٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٧٢. * الليث هو ابن سعد.

گیا۔ ان کے نزدیک یہ چیز بھی باقی سامان کے ساتھ فروخت ہوگی اور اس شخص کو بھی دوسرے قرض خواہوں کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی۔ احناف کی یہ بات درست نہیں کیونکہ اس شخص کو دوسرے قرض خواہوں پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس کی چیز بعینہٖ مفلس کے پاس موجود ہے جبکہ دیگر لوگوں کا مال تلف ہو چکا ہے۔ اب یہ قطعاً درست نہیں کہ مالک کے ہوتے ہوئے اس کی چیز بیچ دی جائے اور اسے نہ دی جائے۔ یوں سمجھیے کہ وہ بیع کالعدم ہوگئی کیونکہ ابھی کوئی ادائیگی نہیں ہوئی' لہٰذا چیز اصل مالک کو واپس مل گئی۔

٤٦٨١- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ ابْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: عَنِ الرَّجُلِ يُعْدِمُ إِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ وَعَرَفَهُ أَنَّهُ لِصَاحِبِهِ الَّذِي بَاعَهُ.

۴۶۸۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مفلس آدمی کے بارے میں فرمایا: ”جب اس کے پاس کسی کا سامان بعینہٖ پایا جائے اور اس میں کوئی شک نہ رہے تو وہ اس کے اصل مالک کو دے دیا جائے گا جس نے اسے بیچا تھا (بشرطیکہ قیمت سے کچھ ادائیگی نہ ہوئی ہو)۔“

٤٦٨٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا، وَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ» فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ

۴۶۸۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک آدمی کے ان پھلوں کا نقصان ہوگیا جو اس نے خریدے تھے۔ اس طرح اس پر بہت قرض چڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر صدقہ کرو۔“ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا مگر اس سے اس کا پورا قرض ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے قرض خواہوں سے) فرمایا: ”جو ملتا ہے لے لو تمھیں اور کچھ نہیں ملے گا۔“

---

٤٦٨١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٧٣.

٤٦٨٢- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٧٤.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ».

فائدہ: کسی کے مفلس ہونے کا فیصلہ حکومت کرتی ہے۔ افلاس کے احکام اس وقت لاگو ہوں گے جب حکومت اس کے افلاس کا باقاعدہ اعلان کر دے۔ کوئی شخص بذات خود اپنے آپ کو مفلس قرار نہیں دے سکتا۔

(المعجم ٩٦) - اَلرَّجُلُ يَبِيعُ السِّلْعَةَ فَيَسْتَحِقُّهَا مُسْتَحِقٌّ (التحفة ٩٤)

باب: ٩٦- ایک شخص کوئی سامان بیچتا ہے بعد میں اس سامان کا مالک کوئی اور نکل آتا ہے تو؟

٤٦٨٣- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرِ بْنِ سِمَاكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى أَنَّهُ إِذَا وَجَدَهَا فِي يَدِ الرَّجُلِ غَيْرِ الْمُتَّهَمِ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَهَا بِمَا اشْتَرَاهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ. وَقَضٰى بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ.

۴۶۸۳- حضرت اسید بن حضیر بن سماک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنی چیز ایسے شخص کے ہاتھ میں پائے جو مشکوک اور متہم نہ ہو اگر وہ چاہے تو اس سے وہ چیز اتنی رقم دے کر جتنی کی اس نے خریدی ہے لے لے۔ اور اگر چاہے تو (اصل) چور کا پیچھا کرے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی فیصلہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① ''اپنی چیز'' جو چوری ہو چکی تھی یا کسی نے چھین لی تھی۔ ② ''مشکوک اور متہم نہ ہو'' گویا وہ خود چور نہیں بلکہ اس نے چور سے خریدی ہے۔ ضروری نہیں کہ اسے اس کے چور ہونے کا علم ہو البتہ اگر کسی کے چور ہونے کا علم ہو تو پھر اس سے کوئی چیز خریدنا ناجائز ہے کیونکہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ چیز چوری کی ہو گی۔ ③ ''اتنی رقم دے کر جتنی کی اس نے خریدی ہے لے لے'' یہ نیکی کی تلقین ہے ورنہ وہ اس چیز کا اصل مالک ہے لیکن چونکہ دوسرے شخص کا بھی کوئی قصور نہیں' لہٰذا اس کی رقم بھی ضائع نہیں ہونی چاہیے۔ اگر اس کا قصور ثابت ہو' مثلاً: اس نے جاننے کے باوجود کہ یہ چیز چوری کی ہے' اس چیز کو خریدا ہو تو اسے تاوان ڈالا جا سکتا ہے۔ آئندہ حدیث میں اس حدیث کے خلاف حکم ہے کہ اصل مالک اپنی چیز لے جائے گا۔ خریدار بیچنے والے

٤٦٨٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٦ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٥. * أسيد بن حضير صحا . وانظر الحديث الآتي.

سے اپنی رقم وصول کرے گا۔ یہ روایت اصول کے مطابق ہے مگر خلفائے راشدین کا فیصلہ پہلی حدیث پر ہے۔ گویا حالات کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر دوسرا شخص بالکل بے گناہ ہو تو پہلی حدیث کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، مثلاً: بیچنے والے کا علم نہیں ہو سکتا یا وہ بھاگ گیا ہو یا وہ مر چکا ہو وغیرہ۔ اور اگر اس کا بھی قصور ہو، مثلاً: اسے علم تھا کہ یہ چیز چوری کی ہے یا بیچنے والے سے رقم مل سکتی ہے تو پھر دوسری حدیث کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ گویا دونوں احادیث کا محل ومقام الگ الگ ہے۔ واللہ أعلم. ④ یہ اہم بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس حدیث کی سند میں امام نسائی رحمہ اللہ سے سہو ہوا ہے کہ انھوں نے صحابی کا نام ''اسید بن حضیر بن سماک'' بیان کیا ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ درست نام ہے: ''اسید بن ظہیر۔'' اس غلطی پر امام مزی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تالیف ''تہذیب الکمال'' میں تنبیہ فرمائی ہے۔ دیکھیے: (تهذيب الكمال ٢:٢٦٤، ٢٦٥) یہ صحابی اسید بن ظہیر ہی ہیں کیونکہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے ہیں اور ان کی نماز جنازہ بھی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے۔ ذرا سوچیے کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارک میں فوت ہو جائے، بھلا وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ کس طرح پا سکتا ہے؟

٤٦٨٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سعيدُ بْنُ ذُؤَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: وَلَقَدْ أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ [ظُهَيْرٍ] الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي حَارِثَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ عَامِلًا عَلَى الْيَمَامَةِ، وَأَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ: أَنَّ أَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا، ثُمَّ كَتَبَ بِذَلِكَ مَرْوَانُ إِلَيَّ، فَكَتَبْتُ إِلَى مَرْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِأَنَّهُ إِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرُ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ

۴۶۸۴- حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ یمامہ کے گورنر تھے، نے بتایا کہ مجھے حضرت مروان نے لکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھا ہے کہ جس آدمی کی کوئی چیز چوری ہو جائے، وہ جہاں بھی اسے پالے اس کا زیادہ حق دار ہے۔ میں نے ان کو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ جب چور سے خریدنے والا شخص مشکوک اور متہم نہ ہو تو اس چیز کے مالک کو اختیار ہے، چاہے تو قیمت دے کر وہ چیز لے لے اور چاہے تو چور کا پیچھا کرے، پھر حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی یہی فیصلہ دیا۔ حضرت مروان نے میرا خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ تم یا اسید مجھ پر فیصلہ نافذ نہیں کر سکتے بلکہ میں اپنی حدود خلافت میں

٤٦٨٤- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٢٧٦.

ثُمَّ قَضٰى بِذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي إِلٰى مُعَاوِيَةَ، وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى مَرْوَانَ: إِنَّكَ لَسْتَ أَنْتَ وَلَا أُسَيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ، وَلٰكِنِّي أَقْضِي فِيمَا وُلِّيتُ عَلَيْكُمَا - فَأَنْفِذْ لِمَا أَمَرْتُكَ بِهِ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ: لَا أَقْضِي بِهِ مَا وُلِّيتُ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ.

فیصلہ نافذ کرنے کا مجاز ہوں' اس لیے تم میرے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔ حضرت مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط مجھے بھیج دیا۔ میں نے کہا: جب تک میں گورنر ہوں میں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کے مطابق فیصلہ نہیں کروں گا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت اسید اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت مروان نبی ﷺ کے دور میں موجود تھے' مسلمان تھے مگر اپنے والد کے ساتھ طائف میں رہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ منورہ آئے' لہٰذا وہ تابعی ہیں۔ علم سے خاص شغف تھا۔ راویان حدیث میں شمار ہے۔ معتبر اور ثقہ راوی ہیں۔ تمام حدیث کی کتابوں میں ان کی روایات موجود ہیں۔ رحمہ اللہ۔ ② حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث سے واقف نہیں تھے جو حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی' اس لیے ان کو یقین نہ آیا' البتہ انھیں تحقیق کرنا چاہیے تھی۔ اسی لیے حضرت اسید رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہوئے اور ان کے قول کے مطابق فیصلہ کرنے سے انکار فرمایا۔ اگرچہ وہ خلیفہ تھے اور حضرت اسید اور حضرت مروان گورنر تھے مگر شریعت کی ہدایات کے ہوتے ہوئے کسی کی ہدایت واجب الاتباع نہیں۔ مومن اسی کردار کا حامل ہوتا ہے۔

٤٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِعَيْنِ مَالِهِ إِذَا وَجَدَهُ، وَيَتْبَعُ الْبَائِعُ مَنْ بَاعَهُ».

۴۶۸۵- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے عین (اصل) مال کا زیادہ حق دار ہے جب (اور جہاں) بھی اسے پا لے۔ خریدنے والا خود بیچنے والے کا پیچھا کرے۔''

---

٤٦٨٥_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ح: ٣٥٣١ عن عمرو ابن عون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٧٧ . * قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤، وللحديث شاهد ضعيف عند الدارقطني: ٣/ ٢٨، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: عین یعنی اصل مال سے مراد وہ مال ہے جو چوری ہو گیا یا کسی نے چھین لیا' پھر وہ کسی اور آدمی کے پاس مل گیا۔ اس حدیث کی رو سے اصل مالک اپنا مال دوسرے شخص سے بلا معاوضہ لے لے گا۔ دوسرا شخص اپنی رقم کا مطالبہ بیچنے والے سے کرے گا نہ کہ اصل مالک سے کیونکہ وہ تو اس کا ذاتی مال ہے۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۴۶۸۳)

٤٦٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا».

۴۶۸۶- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا نکاح دو ولی (الگ الگ) جگہ کر دیں' وہ اس خاوند کی ہو گی جس سے پہلے نکاح ہوا۔ اور اگر کسی شخص نے ایک چیز دو آدمیوں کو (الگ الگ) بیچ دی تو وہ چیز اس کو ملے گی جس کو پہلے بیچی گئی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ایک دفعہ بیچنے کے بعد پہلا مالک' مالک نہیں رہتا بلکہ خریدنے والا مالک بن جاتا ہے۔ اگر پہلا مالک دوسری جگہ بیچے گا تو کسی کی چیز بیچے گا' لہٰذا دوسری بیع معتبر نہیں ہو گی۔ اسی طرح چور یا ڈاکو کسی کی چیز بیچے تو وہ بیع معتبر نہیں ہو گی بلکہ وہ چیز اصل مالک کی رہے گی۔ اگر اصل مالک چیز تک پہنچ جائے تو وہ اسے بلا معاوضہ لے سکتا ہے۔ (دیکھیے فوائد ومسائل، حدیث: ۴۶۸۳) نکاح والے مسئلے میں بھی جب ایک ولی نے نکاح کر دیا تو دوسرے ولی کا تصرف غیر معتبر ہے۔ ② اس حدیث کی عنوان کے ساتھ مناسبت نہیں ہے۔ مؤلف ؒ کو اس حدیث کے لیے مستقل طور پر الگ ترجمۃ الباب قائم کرنا چاہیے تھا جس کے ساتھ حدیث کی مطابقت واضح ہوتی ہے۔

## (المعجم ٩٧) - اَلْإِسْتِقْرَاضُ (التحفة ٩٥)

## باب: ۹۷- قرض لینے کا بیان

٤٦٨٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ

۴۶۸۷- حضرت عبداللہ بن ابوربیعہ ؓ نے فرمایا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار (درہم)

---

٤٦٨٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، النكاح، باب: إذا أنكح الوليان، ح:٢٠٨٨ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٧٨، وصححه ابن الجارود، وللحديث شواهد، وفي السنن الكبرٰى وتحفة الأشراف: "سعيد" بدل "شعبة".

٤٦٨٧ـ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب حسن القضاء، ح:٢٤٢٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٠، وحسنه العراقي (اتحاف السادة المتقين: ٥/ ١١٤).

ابْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: اِسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ أَلْفًا، فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ: «بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْأَدَاءُ».

قرض لیے پھر آپ کے پاس کہیں سے مال آیا۔ آپ نے میرا قرض میرے سپرد کیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت فرمائے۔ قرض کا بدلہ تعریف اور ادائیگی ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① ضرورت کے تحت قرض لینا جائز ہے لیکن اس کی ادائیگی کی فکر بھی رہنی چاہیے' وسعت ہونے یا وقت مقررہ آنے پر فوراً ادائیگی کرنی چاہیے۔ اس بارے میں ہمیشہ احسان ہی سے کام لیا جائے' یعنی بروقت اور مکمل ادائیگی' اچھے انداز میں کی جائے۔ اگر کوئی شخص اپنے ذمے قرض سے' قرض خواہ کے مطالبے کے بغیر زیادہ ادائیگی کر دے تو یہ بہترین ادائیگی کے ساتھ ساتھ احسان بھی ہے۔ صاحب ثروت لوگوں کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ ② مقروض کو چاہیے کہ ادائیگی کے وقت بالخصوص اور عام اوقات میں بالعموم قرض خواہ کے لیے دعائیں کرتا رہے۔ قرض خواہ کو دعائیں دینا اور اس کا شکریہ ادا کرنا بھی احسن انداز سے ادائیگی میں شامل ہے' خصوصاً اس کے اہل وعیال اور مال و متاع اور کاروبار میں برکت کی دعا دینا مسنون عمل ہے۔ ③ ضرورت کے وقت قرض لینا جائز ہے' خصوصاً قومی ضروریات کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ قرض بھی قومی ضرورت کے لیے تھا نہ کہ ذاتی ضرورت کے لیے۔ مذمت بلاضرورت قرض لینے کی ہے یا جب قرض لیتے وقت ادائیگی کی نیت نہ ہو۔

## (المعجم ٩٨) - اَلتَّغْلِيظُ فِي الدَّيْنِ (التحفة ٩٦)

## باب: ۹۸-قرض کی بابت شدید وعید

٤٦٨٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ وَضَعَ رَاحَتَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ

۴۶۸۸- حضرت محمد بن جحش ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر اپنی ہتھیلی اپنی پیشانی پر رکھی' پھر فرمایا: ''سبحان اللہ! کس قدر سخت حکم اترا ہے؟'' ہم خاموش رہے لیکن گھبرا گئے۔ اگلے دن میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا سخت حکم تھا؟ آپ نے

---

٤٦٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٠ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٨١.

مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِيدِ؟» فَسَكَتْنَا وَفَزِعْنَا، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ سَأَلْتُهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا هٰذَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نُزِّلَ؟ فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ».

فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید کیا جائے' پھر اسے زندہ کیا جائے' پھر شہید کیا جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید کیا جائے جبکہ اس کے ذمے قرض واجب الادا ہو تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا حتی کہ اس کے ذمے واجب الادا قرض اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے۔''

**فوائد ومسائل:** ① امام نسائی ؒ کا مقصد قرض کی بابت شریعت کی سخت ترین وعید بیان کرنا ہے' یعنی جو آدمی قرض لے اور پھر اسے ادا کیے بغیر مر جائے تو اس کے لیے آخرت کے مراحل انتہائی مشکل ہوں گے بلکہ اس کے لیے جنت کا داخلہ بھی بند کر دیا جاتا ہے' لہٰذا قرض لینے سے ممکن حد تک بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر قرض لینا ناگزیر ہو تو پھر اس کی جلد از جلد واپسی اور ادائیگی یقینی بنائی جائے۔ ② شہید فوت ہوتے ہی جنت میں پہنچ جاتا ہے اور جنت میں اڑتا پھرتا ہے' تاہم قرض رکاوٹ بن جاتا ہے حتی کہ قرض ادا کر دیا جائے۔ یا قرض خواہ راضی ہو جائے۔ اپنے آپ راضی ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسے راضی فرما دے۔

٤٦٨٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سَمْعَانَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ: «أَهٰهُنَا مِنْ بَنِي فُلَانٍ أَحَدٌ». ثَلَاثًا، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا مَنَعَكَ فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ أَنْ لَا تَكُونَ أَجَبْتَنِي؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكَ إِلَّا بِخَيْرٍ، إِنَّ فُلَانًا لِرَجُلٍ مِنْهُمْ مَاتَ مَأْسُورٌ بِدَيْنِهِ».

۴۶۸۹- حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا: ''کیا یہاں فلاں خاندان کا کوئی فرد ہے؟'' آخر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ آپ نے اسے فرمایا: ''پہلی دو دفعہ تجھے کون سی چیز جواب دینے سے مانع تھی؟ میں نے تجھے ایک اچھے مقصد کے لیے بلایا تھا۔ اس قبیلے کا فلاں شخص جو فوت ہو گیا تھا' وہ اپنے قرض کی وجہ سے گرفتار ہے۔''

---

٤٦٨٩_ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، البيوع، باب في التشديد في الدين، ح: ٣٣٤١ من حديث سعيد بن مسروق عن الثوري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٢٨٢. ☆ سمعان ثقة، وقال البخاري: لا نعرف لسمعان سماعًا من سمرة ولا للشعبي سماعًا منه، وإذا ثبت سماعهما فالحديث صحيح.

فائدہ: ''گرفتار ہے'' یا جنت میں جانے سے رکا ہوا ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس کی طرف سے اس کا قرض جلدی ادا کیا جائے تاکہ وہ رہا ہو سکے یا جنت میں داخل ہو سکے۔

(المعجم ٩٩) - اَلتَّسْهِيلُ فِيهِ (التحفة ٩٧)

باب:٩٩-قرض لینے کی گنجائش بھی ہے

٤٦٩٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ زِيَادِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَتْ مَيْمُونَةُ تَدَّانُ وَتُكْثِرُ، فَقَالَ لَهَا أَهْلُهَا فِي ذٰلِكَ وَلَامُوهَا وَوَجَدُوا عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: لَا أَتْرُكُ الدَّيْنَ وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيلِي وَصَفِيِّي ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَدَّانُ دَيْنًا فَعَلِمَ اللهُ أَنَّهُ يُرِيدُ قَضَاءَهُ إِلَّا أَدَّاهُ اللهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا».

٤٦٩٠-حضرت عمران بن حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ ؓ قرض لیا کرتی تھیں اور زیادہ لیا کرتی تھیں۔ ان کے رشتہ داروں نے اس بارے میں ان پر اعتراض کیا' ملامت کی اور ناراض ہوئے۔ وہ فرمانے لگیں: میں قرض لینا نہیں چھوڑوں گی کیونکہ میں نے اپنے پیارے محبوب خاوند ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص بھی قرض لیتا ہے' جس کے بارے اللہ تعالیٰ کو علم ہو کہ وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کا قرض اس کی طرف سے ادا کرا دے گا۔''

فائدہ: ''ادا کرا دے گا'' یعنی اسے ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے گا یا اپنے کسی نیک بندے کے دل میں القا فرما دے گا کہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دے۔

٤٦٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اِسْتَدَانَتْ، فَقِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ

٤٦٩١-حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ ؓ' نبی ٔ اکرم ﷺ کی زوجۂ محترمہ نے ایک دفعہ قرض لیا۔ ان سے کہا گیا: اے ام المومنین! آپ قرض لیتی ہیں جبکہ آپ کے پاس واپسی کے لیے کچھ بھی نہیں؟ وہ فرمانے لگیں: میں

---

٤٦٩٠ـ[حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من ادان دينًا وهو ينوي قضاءه، ح:٢٤٠٨ من حديث منصور ابن المعتمر به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٥، وصححه ابن حبان، ح:١١٥٧. * عمران لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

٤٦٩١ـ[حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٨٦، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

الْمُؤْمِنِينَ! تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ؟ قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص قرض لے جبکہ وہ ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔“

## (المعجم ١٠٠) - مَطْلُ الْغَنِيِّ (التحفة ٩٨)

## باب: ۱۰۰-مال دار شخص کا ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا

٤٦٩٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ، وَالظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ».

۴۶۹۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی (قرض خواہ) کو کسی مال دار شخص کے پیچھے لگایا جائے تو اسے پیچھے لگ جانا چاہیے۔ (اگر اسے کسی مال دار شخص سے اپنا قرض وصول کرنے کی پیش کش کی جائے تو وہ یہ پیش کش قبول کر لے۔) ظلم یہ ہے کہ مالدار شخص ٹال مٹول (ادائیگی میں تاخیر) کرے۔“

**فوائد ومسائل:** ① مقصد یہ ہے کہ اگر مال دار شخص ادائیگی قرض میں تاخیر کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ اگر مقروض شخص' مال دار نہیں تو اس کا قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم نہیں ہوگا' لہٰذا ایسے مقروض کو بے عزت کرنا یا اسے سزا دینا درست نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ نرمی اور مہلت دینے والا سلوک کرنا مطلوب ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر مقروض شخص' ہے تو مال دار لیکن اس کا مال اس کی دسترس میں نہیں تو اس صورت میں اس کا لیت ولعل ظلم نہیں سمجھا جائے گا اور نہ اس کے ساتھ مال دار مقروض والا معاملہ ہی کیا جائے گا۔ ② کبھی مقروض اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ خود ادائیگی کرے' لہٰذا اگر وہ قرض خواہ سے گزارش کرے کہ آپ اپنا قرض فلاں شخص سے وصول کر لیں۔ وہ میری طرف سے ادائیگی کرے گا۔ اور وہ شخص بھی اقرار کرے کہ میں ادائیگی کر دوں گا تو اخلاق کریمانہ کا تقاضا ہے کہ اس غریب آدمی کی جان چھوڑ دی جائے۔ اور دوسرے شخص سے' جو مالدار بھی ہے اور ادائیگی کا اقرار بھی کرتا ہے' قرض وصول کر لیا جائے۔ اس عمل کو عربی زبان میں حوالہ کہتے

---

٤٦٩٢- أخرجه البخاري، الحوالات، باب: إن أحال دين الميت على رجل . . . الخ، ح:٢٢٨٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٦٢٨٧.

ہے' جمہور اہل علم کی رائے یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٥/٣٠٠، ٣٠١) ⑨ ''ظلم یہ ہے'' یعنی غریب آدمی میں ادائیگی کی طاقت نہ ہو اور وہ ٹال مٹول کرے تو یہ ممکن ہے مگر ایک مالدار شخص قرض کی واپسی میں بلاوجہ تاخیر کرے اور آج کل کرتا رہے تو یہ ظلم ہے جس کی سزا اسے دی جاسکتی ہے' تاہم استطاعت نہ رکھنے والا شخص تاخیر کرے یا منت سماجت کرے تو اس پر زیادتی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ وہ مجبور ہے اور شریعت ہر معقول عذر اور حقیقی مجبوری کا لحاظ کرتی ہے اور بہر حال مجبور شخص کے ساتھ تعاون اور اس کی حمایت کرتی ہے۔

٤٦٩٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَبْرِ بْنِ أَبِي دُلَيْلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

۴۶۹۳- حضرت شرید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ادائیگی کی گنجائش رکھنے والا شخص ادائیگی میں ٹال مٹول کرے تو اس کی بے عزتی کی جاسکتی ہے اور اسے سزا بھی دی جاسکتی ہے۔''

فائدہ: بے عزتی تو قرض خواہ کرے گا کہ اسے لوگوں کے سامنے ذلیل کرے اور سزا حکومت دے گی کہ اسے قید کر دے۔

٤٦٩٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ أَبِي دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مُسَيْكَةَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

۴۶۹۴- حضرت شرید ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مالدار شخص (ادائیگی میں) حیلے بہانے کرے تو اس کی بے عزتی کرنا اور اسے سزا دینا جائز اور حلال ہے۔''

## (المعجم ١٠١) - اَلْحَوَالَةُ (التحفة ٩٩)

## باب: ۱۰۱- حوالہ (مقروض کا قرض خواہ کو کسی مالدار شخص کے حوالے کرنا جائز ہے)

---

٤٦٩٣_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، القضاء، باب في الدين هل يحبس به، ح: ٣٦٢٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٨٨، وعلقه البخاري في صحيحه، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٤، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح.

٤٦٩٤_ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٨٩.

٤٦٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

۴۶۹۵-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صاحب استطاعت شخص کا ادائیگی سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور جب کسی (قرض خواہ) کو کسی مالدار شخص کے سپرد کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ ادائیگی کے لیے اس سے رجوع کرے۔“

فائدہ: حوالہ کی تفصیل حدیث نمبر ۴۶۹۲ میں بیان ہو چکی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ قرض ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو سکتا ہے۔ اسی لیے جمہور اہل علم محدثین کرام وفقہائے عظام اصل مقروض کو حوالہ کے بعد بری الذمہ سمجھتے ہیں' خواہ دوسرا شخص بھی ادائیگی نہ کر سکے کیونکہ قرض دوسرے کی طرف منتقل ہو گیا' دلائل کے اعتبار سے یہی بات راجح ہے۔

## (المعجم ١٠٢) - اَلْكَفَالَةُ بِالدَّيْنِ (التحفة ١٠٠)

## باب:۱۰۲-قرض کی کفالت (کوئی شخص مقروض کی طرف سے ادائیگی کا ذمہ دار بن سکتا ہے)

٤٦٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «إِنَّ عَلَى صَاحِبِكُمْ دَيْنًا» فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: أَنَا أَتَكَفَّلُ بِهِ، قَالَ: «بِالْوَفَاءِ؟».

۴۶۹۶- حضرت ابو قتادہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری شخص کا جنازہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا کہ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا: ”تمھارے اس ساتھی کے ذمے تو قرض ہے۔“ ابوقتادہ نے کہا: اس کی ادائیگی کا میں ذمہ دار بنتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پورا ادا کرو گے؟“ میں نے کہا: پورا (ادا کروں گا)۔

---

٤٦٩٥ـ أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة وهل يرجع في الحوالة؟، ح: ٢٢٨٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة ... الخ، ح: ١٥٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٦٧٤/٢، والكبرى، ح: ٦٢٩٠.

٤٦٩٦ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٩٦٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩١.

قَالَ: بِالْوَفَاءِ.

فوائد ومسائل: ① ابتدا میں آپ کا طرز عمل یہی تھا کہ اگر میت کے ذمے قرض ہوتا اور اس کے ترکے میں اس کے مطابق مال نہ ہوتا تو آپ بذات خود جنازہ نہ پڑھتے' صحابۂ کرام ؓ سے فرما دیتے کہ تم پڑھ لو۔ پھر جب بیت المال میں وسعت ہوگئی تو آپ نے اعلان فرما دیا کہ جو شخص مقروض فوت ہو جائے تو اس کا قرض حکومت ادا کرے گی۔ گویا حکومت کی ذمہ داری میں یہ چیز بھی شامل ہے۔ ② میت کے قرض کی کفالت جمہور اہل علم کے نزدیک صحیح ہے۔ وہ کفیل نہ تو بعد میں انکار کر سکتا ہے نہ میت کے مال سے وصول کر سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ میت کی طرف سے کفالت کو جائز نہیں سمجھتے اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو، حالانکہ اگر کوئی شخص ثواب کی نیت سے میت کا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری اٹھائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

(المعجم ١٠٣) - اَلتَّرْغِيبُ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ (التحفة ١٠١)

باب: ۱۰۳- ادائیگی اچھے طریقے سے کرنی چاہیے

٤٦٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خِيَارُكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً».

۴۶۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو ادائیگی کرنے میں اچھے ہوں۔“

(المعجم ١٠٤) - حُسْنُ الْمُعَامَلَةِ وَالرِّفْقِ فِي الْمُطَالَبَةِ (التحفة ١٠٢)

باب: ۱۰۴- لین دین اور قرض کی واپسی کا مطالبہ اچھے طریقے اور نرمی سے کرنا چاہیے

٤٦٩٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۶۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی نے کبھی نیکی نہیں

---

٤٦٩٧- [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩٢.

٤٦٩٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦١ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩٣، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٨، ووافقه الذهبي. ٭ ابن عجلان عنعن، وتابعه هشام بن سعد عند أبي نعيم في حلية الأولياء: ٨/ ٣٢٦ مختصرًا، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، وَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَيَقُولُ لِرَسُولِهِ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللهَ تَعَالَى أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ لِي غُلَامٌ وَكُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا بَعَثْتُهُ لِيَتَقَاضَى قُلْتُ لَهُ: خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا، قَالَ اللهُ تَعَالَى: قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ».

کی تھی۔ وہ لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ وہ اپنے کارندے سے کہتا تھا کہ جو آسانی سے مہیا ہو سکے' لے لینا اور جس میں مقروض کو تنگی ہو' وہ چھوڑ دینا بلکہ معاف کر دینا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ بھی ہمیں معاف کرے گا' پھر جب وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: کیا تو نے کبھی کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں' مگر میرا ایک غلام تھا اور میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ جب میں اسے وصولی کے لیے بھیجتا تھا تو میں اسے کہتا تھا: جو آسانی سے مل جائے' لے لینا اور جس میں دینے والے کو تنگی ہو' چھوڑ دینا اور معاف کر دینا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① جو شخص اللہ عزوجل کے بندوں کے ساتھ حسن معاملہ اور شفقت ونرمی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ فرمائے گا' اور اس کا بدلہ جنت کی صورت میں دے گا۔ ② یہ حدیث مبارکہ اس اہم مسئلے پر بھی دلالت کرتی ہے کہ سابقہ شریعت بھی ہمارے لیے' ہماری اپنی شریعت ہی کی طرح واجب العمل اور واجب الطاعۃ ہے الا یہ کہ قرآن وحدیث اس کی تردید کر دیں۔ اس مسئلے کی بابت اگرچہ اہل علم کا اختلاف ہے' تاہم اہل علم کا صحیح قول یہی ہے۔ امام بخاری' امام مسلم اور امام نسائی ﷭ وغیرہ کا مسلک یہی ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے جہاں تنگ دست شخص کو مہلت دینے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہاں مفلس و قلاش شخص کے ذمہ تمام یا کچھ قرض معاف کر دینے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔ ﴿وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (المطففین ۸۳:۲۶) ④ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی جانے والی معمولی سی نیکی بھی بہت سے گناہوں کے مٹا دینے کا سبب بن سکتی ہے۔ ⑤ غلام کو وکیل بنانے اور معاملات میں تصرف کرنے کا اختیار دینا جائز ہے۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان خود نیکی کا کام نہ کرے بلکہ کسی اور سے کرائے تو اس کام کرنے والے کے ساتھ ساتھ کرانے والے کو بھی پورا اجر ملے گا۔ ⑦ شریعت مطہرہ نے یہ ہدایات اس لیے دی ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہونے والے شخص کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ خوش اخلاقی بہت بڑی نیکی ہے' نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ خوش اخلاق تاجر کے کاروبار میں بہت برکت ہوتی ہے۔

٤٦٩٩- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ إِذَا رَأَى إِعْسَارَ الْمُعْسِرِ قَالَ لِفَتَاهُ: تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللهَ تَعَالَى يَتَجَاوَزُ عَنَّا، فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ».

۴۶۹۹-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’ایک آدمی لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ جب وہ کسی تنگ دست کی تنگ دستی دیکھتا تو اپنے نوکر سے کہتا تھا کہ اسے معاف کر دو شاید اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے۔ پھر (وفات کے بعد) وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا۔‘‘

٤٧٠٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخَ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَدْخَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا، وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ».

۴۷۰۰-حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو اس بنا پر جنت میں داخل کر دیا کہ وہ خریدتے ‘بیچتے‘ ادا کرتے اور طلب کرتے وقت نرم رویہ رکھتا تھا۔‘‘

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ بھی بلند اور کریمانہ اخلاق اپنانے اور لین دین میں اختلافات ختم کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ انسانوں کے ساتھ تنگی ترشی والا معاملہ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ان کے لیے مصیبت اور عذاب ہی بننا چاہیے بلکہ مہربانی اور درگزر سے کام لینا چاہیے۔

## (المعجم ١٠٥) - اَلشَّرِكَةُ بِغَيْرِ مَالٍ (التحفة ١٠٣)

## باب:۱۰۵-مال کے بغیر شراکت کا بیان

٤٧٠١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۷۰۱-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے

---

٤٦٩٩ـ أخرجه البخاري، البيوع، باب من أنظر معسرًا، ح:٢٠٧٨ عن هشام بن عمار، ومسلم، المساقاة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء من الموسر والمعسر، ح:١٥٦٢ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٩٤. * يحيى هو ابن حمزة.

٤٧٠٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب السماحة في البيع، ح:٢٢٠٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٩٥. * عطاء لم يلق عثمان رضي الله عنه، وله شواهد عند البخاري، ح:٢٠٦٧ وغيره.

٤٧٠١ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح:٣٩٦٩، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٩٦.

حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اِشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ، فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

ہیں کہ میں' عمار اور سعد بدر کے دن شریک بنے۔ حضرت سعد ؓ دو قیدی لائے۔ میں اور عمار کچھ نہ لائے۔

فائدہ: "شریک بنے" اس شراکت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں جو کچھ ملے گا' وہ برابر تقسیم کر لیں گے۔ اس شراکت میں کوئی حرج نہیں کہ دو تین آدمی مل کر کام کریں اور پھر حاصل ہونے والی آمدنی میں برابر کے شریک بن جائیں' اگرچہ سب لوگ ایک جیسا کام نہیں کرتے مگر شراکت میں مسامحت ہوتی ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں ایسی شراکت کو شركة الأبدان کہتے ہیں۔

٤٧٠٢- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُتِمَّ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ، إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ».

۴۷۰۲- حضرت سالم کے والد محترم (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے تو باقی حصے کی آزادی بھی اس کے مال سے ہوگی بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس غلام کی قیمت کے برابر ہو۔"

فائدہ: اس روایت کی مناسبت اگلے باب سے ہے' الا یہ کہ اس باب کے معنی یہ ہوں کہ شراکت مال' یعنی روپے پیسے کے علاوہ اور چیزوں میں بھی ہو سکتی ہے' مثلاً: غلام۔ پھر یہ حدیث اگلے باب سے متعلق بھی ہو سکتی ہے۔

## (المعجم ١٠٦) - اَلشَّرْكَةُ فِي الرَّقِيقِ (التحفة ١٠٤)

## باب:۱۰۶- غلام میں شرکت

٤٧٠٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ

۴۷۰۳- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس

---

٤٧٠٢- أخرجه مسلم، الأيمان، باب: من أعتق شركًا له في عبد، ح:١٥٠١/٥١ بعد، ح:١٦٦٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٩٧.

٤٧٠٣- أخرجه البخاري، الشركة، باب تقويم الأشياء بين الشركاء بقيمة عدل، ح:٢٤٩١، ومسلم، ح:١٥٠١ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٢٩٨.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَبْدِ، فَهُوَ عَتِيقٌ مِنْ مَالِهِ».

غلام کے باقی حصے کی قیمت بن سکے تو وہ غلام (پورے کا پورا) اس کے مال سے آزاد ہوگا۔"

## (المعجم ١٠٧) - اَلشَّرْكَةُ فِي النَّخْلِ (التحفة ١٠٥)

## باب:١٠٧- کھجور کے درختوں میں شرکت کا بیان

٤٧٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ».

۴۷۰۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جس شخص کے پاس زمین یا کھجوروں کے درخت ہوں تو وہ انھیں نہ بیچے حتی کہ اپنے شریک پر پیش کرے (اپنے شریک کو خریدنے کی پیش کش کرے)۔"

فائدہ: "اپنے شریک پر" یہیں پر باب سے تعلق ہے کہ شریک تبھی بنے گا اگر دونوں اس کے مشترکہ مالک ہوں گے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل اور وضاحت جاننے کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۶۵۰ کے فوائد ومسائل۔

## (المعجم ١٠٨) - اَلشَّرْكَةُ فِي الرِّبَاعِ (التحفة ١٠٦)

## باب:١٠٨- احاطے میں شرکت کا بیان

٤٧٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ وَحَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَهُ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ، وَإِنْ

۴۷۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک چیز میں حق شفعہ قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ تقسیم نہ ہوئی ہو۔ گھر ہو یا کھیت ہو یا باغ۔ کسی ایک شریک کو اپنا حصہ بیچنے کی اجازت نہیں حتی کہ اپنے شریک کو مطلع کرے۔ چاہے وہ لے لے چاہے نہ لے۔ لیکن اگر اسے اطلاع کیے بغیر بیچ ڈالا تو شریک اس

---

٤٧٠٤_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب من باع رباعًا فليؤذن شريكه، ح: ٢٤٩٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح هو وأبوالزبير بالسماع عند الحميدي، ح: ١٢٨١ (بتحقيقي)، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٤١، وهو في الكبرى، ح: ٦٢٩٩، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن أبي الزبير به، وانظر الحديث الآتي.

٤٧٠٥_ [صحيح] تقدم، ح: ٤٦٥٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٣٠٠، وأخرجه مسلم من حديث ابن جريج به.

بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

کا زیادہ حق دار ہوگا۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے ' حدیث: ۴۶۵۰ کے فوائد ومسائل۔

## (المعجم ١٠٩) - ذِكْرُ الشُّفْعَةِ وَأَحْكَامِهَا (التحفة ١٠٧)

## باب: ۱۰۹- شفعہ اور اس کے احکام

٤٧٠٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

۴۷۰۶- حضرت ابورافع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔"

فائدہ: سنن اور مسند احمد میں حضرت جابر ؓ سے اسی مفہوم کی روایت ہے۔ اس میں یہ شرط بھی ہے "بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو"۔ (مسند أحمد: ۳۰۳/۳، و سنن أبي داود، الإجارة، حديث: ۳۵۱۸) گویا پڑوسی کو بھی شفعہ کا حق ہے اگر وہ راستے وغیرہ میں شریک ہو۔ اس طرح تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔ بعض حضرات نے صرف پڑوسی کو بھی شفعہ کا حق دیا ہے، خواہ وہ کسی لحاظ سے بھی شریک نہ ہو لیکن اس سے صحیحین کی متفقہ روایات کی خلاف ورزی ہوگی جن میں تقسیم اور راستے الگ الگ ہونے کے بعد شفعہ کی صراحتاً نفی کی گئی ہے۔ (مثلاً: دیکھیے، حدیث: ۴۷۰۸) شاہ ولی اللہ ؒ نے شفعہ کی دو قسمیں قرار دی ہیں: شفعہ واجب اور شفعہ مستحب۔ شفعہ واجب تو شریک کے لیے ہی ہے، خواہ اصل چیز میں شریک ہو یا راستے وغیرہ میں۔ صرف پڑوسی جو کسی بھی لحاظ سے شریک نہ ہو، وہ شفعہ مستحب کا حق دار ہے، یعنی اچھی بات ہے کہ فروخت کرنے سے پہلے پڑوسی سے بھی پوچھ لیا جائے، ضروری نہیں۔ وہ عدالت میں دعویٰ بھی نہیں کر سکتا اور اس کے کہنے سے بیع فسخ بھی نہیں ہو سکتی جبکہ شریک سے پوچھ لینا ضروری ہے ورنہ عدالت میں یہ دعویٰ کر کے بیع فسخ کروا سکتا ہے۔ یہ تطبیق بھی مناسب ہے۔ واللہ أعلم. (باقی تفصیل دیکھیے، حدیث: ۴۶۵۰)

٤٧٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۷۰۷- حضرت شرید ؓ سے روایت ہے کہ ایک

---

٤٧٠٦ـ أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ٦٩٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠١.

٤٧٠٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب: الشفعة بالجوار، ح: ٢٤٩٦ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَرْضِي لَيْسَ لِأَحَدٍ فِيهَا شَرِكَةٌ وَلَا قِسْمَةٌ إِلَّا الْجُوَارَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری زمین میں کوئی شخص شریک نہیں، نہ کسی کا حصہ ہے، البتہ پڑوس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پڑوسی بھی قرب کی وجہ سے حق دار ہے۔"

فوائد ومسائل: ① ہمسائے کو بوجہ ہمسائیگی دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ حق حاصل ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زمین یا مکان ودکان وغیرہ بیچنا چاہے تو فروخت کرنے سے پہلے اپنے ہمسائے سے پوچھ لے کہ اگر وہ خریدنا چاہے تو خرید لے۔ مالک جائیداد اگر ہمسائے سے پوچھے بغیر ہی کسی دوسرے شخص کے ہاتھ اپنی جائیداد فروخت کر دے تو قانونی اور شرعی طور پر ہمسائے کو محض حق ہمسائیگی کی بنا پر شفعہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ صحیح بخاری میں اس مسئلے کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، البیوع، باب بیع الشریك من شریکه، حدیث: ۲۲۱۳) ② یہ اہم مسئلہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ حق شفعہ صرف غیر منقولہ جائیداد، مثلاً: زمین، مکان، باغ اور دکان وغیرہ میں ہے۔ منقولہ جائیداد میں کسی کو شفعے کا کوئی حق نہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہ جو مال تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں بھی کوئی شفعہ نہیں۔ واللہ أعلم. ③ "حق دار ہے" بشرطیکہ راستہ ایک ہو۔ یا استحباب مراد ہے جیسے شاہ ولی اللہ ؒ نے فرمایا۔

٤٧٠٨- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلشُّفْعَةُ فِي كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَعُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ».

۴۷۰۸- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شفعہ ہر اس مال میں ہے جو تقسیم نہ ہوا ہو۔ جب الگ الگ حد بندی ہو جائے اور راستے بھی الگ الگ ہو جائیں تو شفعہ باقی نہیں رہتا۔"

فائدہ: امام مالک، امام شافعی اور محدثین اسی کے قائل ہیں، البتہ احناف صرف پڑوسی کے لیے بھی شفعہ کے قائل ہیں۔ اس حدیث میں وہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں شفعہ کی شرکت کی نفی ہے نہ کہ شفعہ جوار کی، حالانکہ صراحت کے ساتھ ہر شفعہ کی نفی کی گئی ہے۔

٤٧٠٨- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٣٠٣، وأخرجه البخاري، ح: ٢٢١٣، ٢٢١٤ وغيره عن معمر عن الزهري عن أبي سلمة عن جابر به متصلاً، وبه صح الحديث، وله شواهد كثيرة.

٤٧٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ وَالْجِوَارِ.

۴۷۰۹-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے شفعہ اور پڑوس کے حق کو برقرار رکھا ہے۔

فائدہ: گویا پڑوس کا حق شفعہ کے علاوہ ہے جیسے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تحقیق نفیس میں بیان ہوا ہے۔ بہت سی احادیث میں پڑوس کے حق کا خیال رکھنے کی تاکید وارد ہے لہٰذا اس روایت سے پڑوسی کے لیے شفعہ کا حق ثابت نہیں ہو سکتا۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ شریک کے لیے شفعہ اور پڑوسی کے لیے جوار۔

٤٧٠٩- [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٦٣٠٤، وأخرجه مسلم، ح: ١٦٠٨/١٣٥ من حديث أبي الزبير به مطولاً، لغير ذكر "الجوار"، وللحديث شواهد.

# قسامت کا مفہوم اور طریقۂ کار

* تعریف: ''قسامہ'' اسم مصدر ہے جس کے معنی قسم اٹھانے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر قسامت ان مکرر (پچاس) قسموں کو کہا جاتا ہے جو کسی بے گناہ شخص کے قتل کے اثبات کے لیے دی جائیں۔ اور یہ قسمیں ایک شخص نہیں بلکہ متعدد افراد اٹھائیں گے۔

* مشروعیت: جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے لیکن کوئی شخص یا قبیلہ متہم ہو تو ایسی صورت میں قسامت مشروع ہے۔ یہ شریعت کا ایک مستقل اصول ہے اور اس کے باقاعدہ احکام ہیں۔ قسم وقضا کے دیگر احکام سے اس کا حکم خاص ہے۔ اس کی مشروعیت کی دلیل اس باب میں مذکور روایات اور اجماع ہے۔

* شرائط: اہل علم کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں' تاہم تین شرائط کا پایا جانا متفقہ طور پر ضروری ہے: ① جن کے خلاف قتل کا دعویٰ کیا گیا ہو غالب گمان یہ ہو کہ انھوں نے قتل کیا ہے۔ اور یہ چار طرح سے ممکن ہے۔ کوئی شخص قتل کی گواہی دے جس کی گواہی کا اعتبار نہ کیا جاتا ہو' واضح سبب موجود ہو' دشمنی ہو یا پھر جس علاقے میں مقتول پایا جائے اس علاقے والے قتل کرنے میں معروف ہوں۔ ② جس کے خلاف دعویٰ دائر کیا گیا ہو وہ مکلف ہو' کسی دیوانے یا بچے کے بارے میں دعوے کا اعتبار نہیں ہو گا۔ ③ جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کے قتل کرنے کا امکان بھی ہو' اگر یہ امکان نہ ہو' مثلاً: جن کے

خلاف دعویٰ کیا گیا' وہ بہت زیادہ دور ہیں' تو پھر قسامت کے احکام لاگو نہیں ہوں گے۔

* **قسامت کا طریق کار:** عمومی قضا میں طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مدعی دلیل پیش کرتا ہے۔ اگر وہ دلیل پیش نہ کر سکے تو مدعیٰ علیہ قسم اٹھا کر اپنے بریٔ الذمہ ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن قسامت میں حاکم وقت مدعِی سے پچاس قسموں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر وہ قسمیں اٹھا لیں تو قصاص یا دیت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ اور اگر نہ اٹھائیں تو پھر مدعیٰ علیہ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کے پچاس قریبی یا متہم قبیلے کے پچاس افراد قسمیں اٹھا کر اپنی براءت کا اظہار کریں کہ انھوں نے قتل کیا ہے نہ انہیں اس کا علم ہی ہے۔ اگر وہ قسمیں اٹھا دیں تو ان سے قصاص یا دیت ساقط ہو جائے گی۔

حنابلہ' مالکیہ اور شوافع کا یہی موقف ہے' البتہ احناف کا موقف یہ ہے کہ قسامت میں بھی قسمیں لینے کا آغاز مدعیٰ علیہ فریق سے کیا جائے۔ اس اختلاف کی وجہ روایات کا بظاہر تعارض ہے' تاہم دلائل کے اعتبار سے ائمۂ ثلاثہ کا موقف ہی اقرب الی الصواب ہے۔

* **ملاحظہ:** مدعی فریق اگر قسمیں اٹھا لے تو پھر مدعی علیہ فریق سے قسموں کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے قصاص یا دیت لی جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مدعی فریق قسم نہ اٹھائے اور مدعیٰ علیہ فریق قسم اٹھا لے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا۔ اس صورت میں مدعی فریق کو کچھ نہیں ملے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مدعیٰ علیہ فریق قسمیں کھانے کے لیے تیار ہے لیکن مدعی فریق ان کی قسموں کا (ان کے کافر یا فاسق ہونے کی وجہ سے) اعتبار نہیں کرتا۔ اس صورت میں بھی مدعی علیہ فریق پر قصاص اور دیت نہیں ہوگی' تاہم اس صورت میں بہتر ہے کہ حکومت بیت المال سے مقتول کی دیت ادا کر دے تاکہ مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# (المعجم ٤٥) - كِتَابُ الْقَسَامَةِ وَالْقَوَدِ وَالدِّيَاتِ (التحفة ٢٨)

# قسامت، قصاص اور دیت سے متعلق احکام و مسائل

## (المعجم ١) - [ذِكْرُ الْقَسَامَةِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ] (التحفة ١)

٤٧١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَوَّلُ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذِ أَحَدِهِمْ، قَالَ فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ، فَقَالَ: أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ، فَأَعْطَاهُ عِقَالًا يَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ، فَلَمَّا نَزَلُوا وَعُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا، فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ: مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ

## باب:١- زمانۂ جاہلیت، یعنی قبل از اسلام کی قسامت کا بیان

٤٧١٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جاہلیت میں سب سے پہلی قسامت اس طرح ہوئی کہ بنو ہاشم میں سے ایک آدمی کو کسی دوسرے قبیلے کے ایک قریشی نے اجرت پر اپنے پاس رکھا۔ وہ نوکر اس قریشی کے ساتھ اس کے اونٹوں میں گیا۔ اتفاقاً بنو ہاشم کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا۔ اس کے بورے کے منہ کی رسی ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے ہاشمی نوکر سے کہا: مجھے ایک رسی دو جس سے میں اپنے بورے کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ نہ گھبرائیں۔ اس نوکر نے اسے ایک اونٹ کی گھٹنا باندھنے والی رسی دے دی تاکہ وہ اپنے بورے کا منہ باندھ لے۔ جب وہ آگے جا کر کسی منزل میں اترے اور اونٹوں کے گھٹنے باندھے گئے تو ایک اونٹ کھلا رہ گیا۔ مالک نے کہا: کیا وجہ ہے کہ اس ایک اونٹ کا گھٹنا نہیں باندھا گیا؟ اس

---

٤٧١٠- أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب القسامة في الجاهلية، ح: ٣٨٤٥ عن أبي معمر عبدالله بن عمرو المقعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٠٩.

بَيْنِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ، قَالَ: فَأَيْنَ عِقَالُهُ؟ قَالَ: مَرَّ بِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ فَاسْتَغَاثَنِي فَقَالَ: أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَيْتُهُ عِقَالًا، فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيهَا أَجَلُهُ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ؟ قَالَ: مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُ، قَالَ: هَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: إِذَا شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ! فَإِذَا أَجَابُوكَ فَنَادِ يَا آلَ هَاشِمٍ! فَإِذَا أَجَابُوكَ فَسَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ، فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا؟ قَالَ: مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ مَاتَ فَنَزَلْتُ فَدَفَنْتُهُ، فَقَالَ: كَانَ ذَا أَهْلِ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَثَ حِينًا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الْيَمَانِيَّ الَّذِي كَانَ أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ قَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ! قَالُوا: هٰذِهِ قُرَيْشٌ، قَالَ: يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ! قَالُوا: هٰذِهِ بَنُو هَاشِمٍ، قَالَ أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ؟ قَالَ: هٰذَا أَبُو طَالِبٍ، قَالَ: أَمَرَنِي فُلَانٌ أَنْ أُبَلِّغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ، فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: اِخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ

نے کہا: اس کی رسی نہیں۔ اس نے کہا: اس کی رسی کدھر گئی؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس سے بنو ہاشم کا ایک آدمی گزرا تھا۔ اس کے بورے کے منہ والی رسی ٹوٹ چکی تھی۔ اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور کہا کہ مجھے ایک رسی دے جس کے ساتھ میں اپنے بورے کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ نہ گھبرائیں۔ میں نے اس کو دے دی۔ مالک نے (غصے میں) اس کی طرف زور سے لاٹھی پھینکی جو اس کی موت کا باعث بن گئی۔ (وہ قریب المرگ تھا کہ) اتنے میں ادھر سے ایک یمنی آدمی گزرا۔ اس (ہاشمی نوکر) نے یمنی سے کہا: کیا تو موسم حج میں (مکہ مکرمہ) جاتا ہے؟ اس نے کہا: عام تو نہیں جاتا' کبھی کبھار جاتا ہوں۔ اس نے کہا: کیا تو اپنی ساری عمر میں کسی بھی وقت میرا یہ پیغام پہنچائے گا؟ اس نے کہا: ضرور۔ اس نے کہا: جب تو موسم حج میں جائے تو اعلان کرنا: اے قریشیو! جب وہ آ جائیں تو بنو ہاشم کے بارے میں پوچھنا' پھر جب وہ آ جائیں تو ابوطالب کے بارے میں پوچھنا اور اسے بتانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ (اتنی بات کہہ کر) وہ نوکر مر گیا۔ جب وہ شخص واپس (مکے) آیا جس نے اسے نوکر رکھا تھا تو ابوطالب اس کے پاس گئے اور پوچھا: ہمارے آدمی کا کیا بنا؟ اس نے کہا: وہ (راستے میں) بیمار ہو گیا تھا۔ میں نے اس کی خوب تیمارداری کی مگر وہ فوت ہو گیا۔ میں نے پڑاؤ کیا اور اس کا کفن دفن کیا۔ وہ کہنے لگے: واقعی وہ تجھ سے اسی سلوک کا اہل تھا۔ پھر کچھ عرصہ گزرا تو وہ یمنی شخص جسے اس نوکر نے

صَاحِبَنَا خَطَأً، وَإِنْ شِئْتَ يَحْلِفُ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ أَنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ، فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ، فَأَتَى قَوْمَهُ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَقَالُوا: نَحْلِفُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ: يَاأَبَا طَالِبٍ! أُحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هٰذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِينَهُ فَفَعَلَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ يَحْلِفُوا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الْإِبِلِ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيرَانِ، فَهٰذَانِ بَعِيرَانِ، فَاقْبَلْهُمَا عَنِّي وَلَا تُصْبِرْ يَمِينِي حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا، وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُونَ رَجُلًا حَلَفُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَالْأَرْبَعِينَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

وصیت کی تھی کہ یہ پیغام پہنچائے' موسم حج میں آ گیا۔ اس نے اعلان کیا: اے قریشیو! لوگوں نے کہا: یہ قریش ہیں۔ پھر اس نے کہا: اے ہاشمیو! لوگوں نے کہا: یہ ہاشمی ہیں۔ اس نے کہا: ابوطالب کہاں ہیں؟ کسی نے کہا: یہ ابوطالب ہیں۔ اس نے کہا: مجھے فلاں شخص نے کہا تھا کہ میں تجھے یہ پیغام پہنچا دوں کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسی کی بنا پر قتل کیا ہے۔ تب ابوطالب اس (قاتل) کے پاس آئے اور کہا: ہماری طرف سے تین باتوں میں سے کوئی ایک قبول کر لے: اگر تو چاہے تو سو اونٹ بطور دیت ادا کر کیونکہ تو نے ہمارا آدمی خطاً (غلطی سے) قتل کیا ہے۔ اگر تو چاہے تو تیری قوم کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تو ان دونوں باتوں کو تسلیم نہیں کرے گا تو ہم تجھے اس کے بدلے قتل کر دیں گے۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری بات ذکر کی۔ انھوں نے کہا: ہم قسمیں کھائیں گے۔ بنو ہاشم کی ایک عورت جو اس قبیلے کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی اور اس سے اس کی اولاد بھی تھی' ابوطالب کے پاس آئی اور کہنے لگی: ابوطالب! میں چاہتی ہوں کہ تو میرے بیٹے کو پچاس آدمیوں پر پڑنے والی قسم معاف کر دے اور اس سے قسم نہ لے۔ ابوطالب مان گئے۔ اس قبیلے میں سے ایک اور آدمی آیا اور کہنے لگا: ابوطالب! تو سو اونٹوں کے عوض پچاس آدمیوں سے قسمیں لینا چاہتا ہے۔ اس لحاظ سے ہر آدمی کو دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ دو اونٹ میری طرف سے قبول کر لے اور جب قسمیں لی جائیں تو میری قسم نہ لی جائے۔ ابو

طالب نے دو اونٹ لے لیے۔ باقی اڑتالیس آدمی آئے اور انھوں نے قسمیں کھائیں۔ حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی پورا سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے کوئی ایک آنکھ حرکت کرتی ہو۔ (سارے کے سارے مر گئے۔)

**فوائد ومسائل:** ① اسلام سے پہلے کے تمام اصول وضوابط اور شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں' تاہم جو اصول وضوابط اور احکام رسول اللہ ﷺ نے باقی رکھے ہیں' وہ اب بھی باقی ہیں' ایسے احکام کی حیثیت اسلامی احکام ہی کی ہے۔ یہ اسی طرح واجب اطاعت ہیں جس طرح قرآن وحدیث کے دیگر احکام ہیں۔ ② جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس کا وبال' قسم کھانے والے پر بہر صورت پڑتا ہے (جیسا کہ اس حدیث میں مذکور لوگوں پر پڑا) خواہ یہ وبال دنیا میں پڑ جائے یا آخرت میں' الا یہ کہ ایسا شخص سچی توبہ کر لے۔ ③ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا ہلاک کر دینے والا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ جرم اس قدر سنگین ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ اس کی شناعت کے قائل تھے۔ اور اس کی روک تھام کے لیے ہر طرح کوششیں کی جاتی تھیں' تاہم کمزور' طاقتور سے بدلہ نہیں لے سکتا تھا۔ دین اسلام نے نہ صرف اس جرم کی قباحت کو بیان کیا بلکہ اسے روکنے کے لیے ترغیب وترہیب کے ساتھ ساتھ قانون بھی مقرر فرمایا۔ اس کی شناعت کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ (المآئدة ٥: ٣٢) "جس شخص نے کسی ایک جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد مچانے کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں (ساری نسل انسانی) کو قتل کیا اور جس نے اسے (ایک جان کو) زندہ کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کیا۔" نیز ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء ٤: ٩٣) "اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اللہ اس پر غضب ناک ہوا اور اس پر لعنت کی۔ اور اس نے اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

ایک شخص کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دینے والا دین' شر وفساد کے پھیلانے کی کس طرح حوصلہ افزائی کر سکتا ہے؟ مسلمانوں کے خلاف میڈیا میں جو زہر اگلا جاتا ہے وہ یہود وہنود کی سازش ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے کچھ نام نہاد مسلمان بھی اس باطل پروپیگنڈے کا شکار ہو چکے ہیں اور کافروں کے آلۂ کار بن کر اسلام کے روشن چہرے کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔ ④ قسامت قسم کی ایک خاص صورت

ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے لیکن اس کے قاتل کا پتا نہ چلے یا کچھ لوگوں پر شک ہو کہ وہ قتل میں ملوث ہیں مگر کوئی ثبوت نہ ہو تو مدعین سے پچاس قسمیں لی جائیں گی۔ اگر وہ نہ دیں تو مدعیٰ علیہم کے پچاس معتبر آدمیوں سے قسم لی جائے کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے نہ ہی قاتل کو جانتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس علاقے کے لوگ قتل کے الزام سے بری ہو جائیں گے۔ مذکورہ واقعے میں بھی قاتل تسلیم نہیں کر رہا تھا اور موقع کی گواہی نہیں تھی' صرف زبانی پیغام تھا' لہٰذا وہ مشکوک ہو گیا اور اس سے قسمیں لی گئیں۔ مدعین قسمیں اس لیے نہیں اٹھا سکتے تھے کہ انھوں نے دیکھا نہیں تھا۔ ⑤ قسامت اگرچہ جاہلیت کا رواج تھا مگر چونکہ صحیح تھا' اس لیے شریعت اسلامیہ نے اسے برقرار رکھا۔ یہ اب بھی مشروع ہے۔ ⑥ "اونٹوں میں گیا" یعنی اس کے ساتھ سفر پر گیا۔ ساتھ اونٹ بھی تھے۔ ⑦ "اونٹ نہ گھبرائیں" بورے کی چیزوں کے گرنے کی وجہ سے اونٹ ڈرتے تھے۔ ⑧ "اسی سلوک کا اہل تھا" کیونکہ وہ ایک معزز قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ ⑨ "خطأً قتل کیا ہے" کیونکہ اس کا مقصد قتل کرنا نہیں تھا بلکہ ویسے لاٹھی مارنا تھا' تاہم وہ کسی نازک جگہ پر لگی جو اس کی موت کا سبب بن گئی۔ قتل خطأ میں قصاص نہیں لیا جا سکتا بلکہ دیت وصول کی جائے گی۔ ⑩ "قسمیں کھائیں" یعنی جھوٹی' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے آدمی سے قتل ہوا ہے لیکن دیت سے بچنے کے لیے جھوٹی قسمیں کھائیں۔ یاد رہے قتل خطا میں دیت قاتل کے قبیلے کو بھرنا پڑتی ہے۔ ⑪ "کوئی ایک آنکھ حرکت کرتی ہو" یعنی ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ زندہ آدمی کی آنکھ ہی حرکت کرتی ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ کو یہ واقعہ شاید رسول اللہ ﷺ نے خود بتایا ہو' تبھی تو وہ قسم کھا کر اس زوردار طریقے سے بیان فرما رہے ہیں۔ ⑫ ضروری نہیں کہ ہر جھوٹی قسم کا انجام یہی ہو۔ کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کوئی نشانی دکھانا چاہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل بہت سے ایسے خلاف عادت واقعات ہوئے تھے۔ ⑬ یہ حدیث حرم کی عظمت وحرمت پر بھی واضح دلالت کرتی ہے اور یہ کہ جس کسی نے بھی حرم یا حدودِ حرم میں معاصی وغیرہ کا ارتکاب کیا' اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا برسا اور وہ نشانِ عبرت بن گیا۔

## (المعجم ٢) - اَلْقَسَامَةُ (التحفة ٢)

## باب:٢-قسامت کا بیان

٤٧١١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ

٤٧١١-رسول اللہ ﷺ کے ایک انصاری صحابی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسامت کو برقرار رکھا ہے جیسے کہ وہ جاہلیت میں رائج تھی۔

---

٤٧١١_ أخرجه مسلم، القسامة، باب القسامة، ح: ١٦٧٠ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٠، وقال: "واللفظ لأحمد".

ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

فائدہ: اسلام نے جاہلیت کی صرف بری رسموں کو ختم کیا ہے ہر رسم کو نہیں۔ آپ ﷺ کے برقرار رکھنے سے اب یہ رسم کے طور پر قابل عمل نہیں بلکہ اسے شرعی حکم کا درجہ حاصل ہے۔

٤٧١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّ الْقَسَامَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَقَرَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَضٰى بِهَا بَيْنَ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي قَتِيلٍ ادَّعَوْهُ عَلٰى يَهُودِ خَيْبَرَ.

۴۷۱۲- رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ سے روایت ہے کہ قسامت جاہلیت میں رائج تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی طرح برقرار رکھا جس طرح یہ جاہلیت میں تھی اور آپ نے ایک مقتول کے بارے میں قسامت کا فیصلہ بھی کیا تھا جس کے قتل کا الزام انصار نے خیبر کے یہودیوں پر لگایا تھا۔

خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ.

معمر نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: قسامت والی اس روایت کو امام زہری سے بیان کرنے والے تین راوی: یونس' اوزاعی اور معمر ہیں۔ مخالفت یہ ہے کہ یونس بن یزید اور امام اوزاعی نے جب یہ روایت امام زہری سے بیان کی تو انھوں نے اسے موصول بیان کیا ہے' یعنی ان کی سند میں صحابیٔ رسول ہی رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں جبکہ امام معمر بن راشد نے اپنی سند میں سعید بن مسیب تابعی کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی بابت روایت ذکر کی ہے۔ اس طرح یہ حدیث مرسل بنتی ہے' یعنی ایک تابعی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا تھا۔ اس مخالفت کے باوجود حدیث مذکور کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ دونوں ثقہ اور حافظ ہیں' لہٰذا وہ مقدم ہیں۔

---

٤٧١٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١١. * الوليد هو ابن مسلم.

٤٧١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: كَانَتِ الْقَسَامَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، ثُمَّ أَقَرَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي وُجِدَ مَقْتُولًا فِي جُبِّ الْيَهُودِ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: الْيَهُودُ قَتَلُوا صَاحِبَنَا.

۴۷۱۳-حضرت ابن مسیب ؒ بیان کرتے ہیں کہ قسامت جاہلیت میں تھی، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک انصاری کے بارے میں برقرار رکھا جو یہودیوں کے ایک کنویں میں مقتول پائے گئے تھے۔ انصار نے دعویٰ کر دیا تھا کہ یہودیوں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے۔

(المعجم ٣) - تَبْدِئَةُ أَهْلِ الدَّمِ فِي الْقَسَامَةِ (التحفة ٣)

باب:۳-قسامت میں پہلے مقتول کے ورثاء سے قسمیں لینے کا بیان

٤٧١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمَا، فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللهِ! قَتَلْتُمُوهُ، فَقَالُوا: وَاللهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، ثُمَّ

۴۷۱۴-حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بھوک اور مشقت کے ستائے ہوئے خیبر کی طرف گئے۔ محیصہ کسی کام سے واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا: اللہ کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر پوری بات آپ سے ذکر کی۔ پھر وہ خود، ان کے بڑے بھائی حویصہ اور (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن بن سہل تینوں آئے۔ محیصہ بات کرنے لگے

---

٤٧١٣ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٢.

٤٧١٤ـ أخرجه البخاري، الأحكام، باب كتاب الحاكم إلى عماله والقاضي إلى أمنائه، ح: ٧١٩٢، ومسلم، القسامة، باب القسامة، ح: ١٦٦٩/ ٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٧٧، ٨٧٨، والكبرى، ح: ٦٩١٣.

أَقْبَلَ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ - وَهُوَ أَخُوهُ أَكْبَرُ مِنْهُ - وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» وَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ: «إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ» فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللّٰهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ». قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ»؟ قَالُوا: لَيْسُوا مُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

کیونکہ وہ خیبر میں (مقتول کے ساتھ) تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' تب حویصہ نے بات کی۔ پھر محیصہ نے بھی بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بابت فرمایا: ''یا تو یہودی تمھارے مقتول کی دیت دیں گے یا انھیں جنگ لڑنا ہوگی۔'' نبیٔ اکرم ﷺ نے اس کی بابت یہودیوں کو خط لکھا۔ انھوں نے (جواباً) لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ''کیا تم (پچاس) قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے بدلے کے حق دار بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی تمھارے سامنے (پچاس) قسمیں کھا لیں؟'' انھوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں (جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے)۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول کی دیت اپنی طرف (بیت المال) سے ادا کر دی اور ان کو سو اونٹنیاں بھیج دیں۔ حتی کہ ان کے گھر میں داخل کی گئیں۔ حضرت سہل نے فرمایا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ قسامت کی مشروعیت کی صریح دلیل ہے۔ مسئلہ اب بھی اسی طرح ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہم معاملے میں بڑی عمر والے ہی کو مقدم کیا جائے۔ پہلے اسے بات کرنے کا موقع دیا جائے بشرطیکہ اس میں اس کی اہلیت ہو۔ ہاں اگر بڑی عمر والا ایسی صلاحیت سے عاری ہو تو پھر چھوٹے کی بات کا اعتبار ہوگا۔ ③ قسامت میں قتل ثابت کرنے کے لیے بالجزم اور پختہ قسمیں کھانا ضروری ہے، مقتول شخص کو قتل ہوتے دیکھا ہو یا پھر کسی پختہ ذریعے سے قاتل کی اطلاع ملی ہو۔ اس کے علاوہ، محض گمان کی بنیاد پر قتل ثابت نہیں ہوگا۔ ④ عبداللہ بن سہل اور محیصہ آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ خیبر میں ان کی زمین تھی جو خیبر کی غنیمت سے ملی تھی۔ ⑤ ''حق دار بنتے ہو'' بعض روایات میں پہلے یہودیوں سے قسم لینے کا ذکر ہے کیونکہ وہ مدعی علیہ تھے اور قسم مدعی علیہ کا حق ہے۔ اس حدیث میں مدعیان سے

پہلے قسم لینے کا ذکر ہے۔ قسامت میں دوسری صورت کے مطابق ہی عمل ہوگا' اسی قسم کی روایات کو ترجیح حاصل ہے' اگرچہ عام معاملات میں مدعی کے ذمے دلیل اور مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

٤٧١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ مِنْ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ، فَأَتٰى مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتٰى يَهُودَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللهِ! قَتَلْتُمُوهُ، قَالُوا: وَاللهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، فَأَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُحَيِّصَةَ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» يُرِيدُ السِّنَّ، فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ» فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللهِ! مَا قَتَلْنَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟»

۴۷۱۵- حضرت ابولیلیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مجھے سہل بن ابی حثمہ ؓ اور میری قوم کے بزرگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ ؓ فاقوں کے مارے ہوئے خیبر کو گئے۔ محیصہ کام سے واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا: اللہ کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ وہ مدینہ منورہ اپنی قوم کے پاس آئے تو سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ پھر وہ خود ان کے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ محیصہ بات کرنے لگے کیونکہ خیبر میں وہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' آپ کا مقصد تھا جو عمر میں بڑا ہے۔ حویصہ نے پہلے بات کی۔ پھر محیصہ نے بھی بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا تو وہ تمھارے مقتول کی دیت دیں گے ورنہ ان سے اعلان جنگ کر دیا جائے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کی بابت ان (یہودیوں) کو خط لکھا۔ انھوں نے جواب میں لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ' محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ''تم (پچاس) قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے خون کے حق دار

---

٤٧١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٤.

قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ» قَالُوا: لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

بنتے ہو؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی تمھارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے۔'' انھوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے مقتول کی دیت ادا فرما دی اور ان کے پاس سو اونٹنیاں بھیج دیں حتیٰ کہ وہ ان کے گھر میں داخل کی گئیں۔ حضرت سہل نے کہا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

## (المعجم ٤) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ سَهْلٍ فِيهِ (التحفة ٣) - أ

## باب:۴- سہل کی اس حدیث کی روایت میں راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر

٤٧١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: وَحَسِبْتُ قَالَ: وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلِ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ حَتّٰى إِذَا كَانَا بِخَيْبَرَ تَفَرَّقَا فِي بَعْضِ مَا هُنَالِكَ، ثُمَّ إِذَا بِمُحَيِّصَةَ يَجِدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ هُوَ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَهْلٍ، وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ قَبْلَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرِ الْكُبْرَ فِي السِّنِّ» فَصَمَتَ وَتَكَلَّمَ صَاحِبَاهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مَعَهُمَا، فَذَكَرُوا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ مَقْتَلَ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۷۱۶- حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت رافع بن خدیج ؓ نے فرمایا: حضرات عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود ؓ سفر کو نکلے حتیٰ کہ جب وہ خیبر پہنچے تو وہاں اپنے اپنے کام میں الگ الگ ہو گئے۔ پھر اچانک محیصہ نے عبداللہ بن سہل کو مقتول پایا۔ ان کو دفن کرنے کے بعد وہ خود' حویصہ بن مسعود اور عبدالرحمٰن بن سہل' جو کہ سب سے چھوٹے تھے' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن (مقتول کا بھائی ہونے کے ناتے) اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''عمر کے لحاظ سے بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' وہ چپ ہو گئے اور دیگر دو ساتھیوں نے باتیں کیں۔ پھر اس نے بھی ان کے ساتھ ساتھ باتیں کیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عبداللہ بن سہل کے قتل کا معاملہ پیش

٤٧١٦- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٥.

سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ: «أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ صَاحِبَكُمْ أَوْ قَاتِلَكُمْ»؟ قَالُوا: كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ؟ قَالَ: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا»؟ قَالُوا: وَكَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْطَاهُ عَقْلَهُ.

کیا۔ آپ نے ان سے فرمایا: ”کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے خون کے (بدلے) یا قاتل کے مستحق بنتے ہو؟“ انھوں نے کہا: ہم کیسے قسم کھائیں جب کہ ہم تو موقع پر حاضر نہیں تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر بری ہو جائیں گے۔“ انھوں نے کہا: ہم کافروں کی قسمیں کس طرح قبول کر لیں؟ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی تو آپ نے (اپنی طرف سے) مقتول کی دیت دے دی۔

فائدہ: ”دیت دے دی“ بے گناہ مسلمان مقتول کا خون رائیگاں نہیں ہوتا' اس لیے آپ نے بیت المال سے دیت ادا فرما دی۔ اس طرح جھگڑا ختم ہو گیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی کامل بصیرت اور معاملہ فہمی تھی ورنہ وہ دیت کے حق دار نہیں تھے کیونکہ وہ خود قسمیں کھانے کے لیے تیار نہیں تھے اور مدعیٰ علیہم کی قسموں کو مانتے نہ تھے۔

٤٧١٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ: أَنَّ مُحَيِّصَةَ ابْنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا، فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ، فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا عَمِّهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي أَمْرِ أَخِيهِ وَهُوَ أَصْغَرُ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكُبْرَ لِيَبْدَءِ الْأَكْبَرُ» فَتَكَلَّمَا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَذَكَرَ

۴۷۱۷- حضرت سہل بن ابی حثمہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہما اپنے کسی کام سے خیبر گئے اور کھجوروں کے درختوں میں الگ الگ ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے۔ ان کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور اس کے چچا زاد بھائی حویصہ اور محیصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی کے بارے میں بات شروع کی جبکہ وہ ان تینوں میں سے چھوٹے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو بات کرنی چاہیے۔“ پھر ان دو بھائیوں نے اپنے مقتول کے بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے پچاس آدمی قسمیں اٹھائیں۔“

---

٤٧١٧_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٦.

كَلِمَةً مَعْنَاهَا «يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنكُمْ» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! أَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ؟ قَالَ: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ. قَالَ سَهْلٌ: فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ.

انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو موقع پر موجود نہیں تھے۔ ہم کیسے قسمیں اٹھائیں؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں دے کر تم سے بری ہو جائیں گے۔'' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! وہ کافر لوگ ہیں۔ (ان کی قسموں کا کیا اعتبار؟) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے مقتول کی دیت ادا کر دی۔ حضرت سہل ؓ نے فرمایا: میں ان کے اونٹوں کے باڑے میں داخل ہوا تو ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری۔

٤٧١٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا خَيْبَرَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا لِحَوَائِجِهِمَا، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ سِنًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «كَبِّرِ الْكُبْرَ» فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَحْلِفُونَ بِخَمْسِينَ يَمِينًا مِنْكُمْ

۴۷۱۸- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود ؓ خیبر گئے۔ ان دنوں (یہود خیبر سے) صلح تھی۔ وہ اپنے اپنے کام میں ادھر ادھر ہو گئے۔ پھر محیصہ، عبداللہ بن سہل کی طرف آئے تو وہ اپنے خون میں لتھڑے ہوئے مقتول پڑے تھے۔ انھوں نے انھیں دفن کیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ آئے اور عبدالرحمٰن بن سہل، حویصہ اور محیصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن جو عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے، بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' وہ خاموش ہو گئے اور دوسرے دو بھائیوں نے بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے مقتول کے خون کے حق دار بنتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے قسمیں کھائیں جبکہ ہم تو موقع پر موجود ہی

---

٤٧١٨_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٧.

فَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ قَالَ: «تُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ؟ فَعَقَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

نہ تھے اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں سے کیسے قسمیں اٹھوائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتول کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

٤٧١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ، فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ عَلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلًا فَدَفَنَهُ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرِ الْكُبْرَ». وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ، فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَحْلِفُونَ بِخَمْسِينَ يَمِينًا مِنْكُمْ وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ»؟ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ؟ فَقَالَ: «أَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ

۴۷۱۹-حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر گئے۔ اور ان دنوں (یہود خیبر سے) صلح تھی۔ وہ اپنے اپنے کام میں الگ ہو گئے۔ پھر محیصہ‘ عبداللہ بن سہل کی طرف آئے تو انھیں خون میں لت پت پایا۔ خیر! انھوں نے انھیں دفن کیا۔ پھر وہ مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہل اور اپنے بھائی حویصہ بن مسعود کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن‘ جو سب سے چھوٹے تھے‘ بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' وہ چپ ہو گئے۔ دوسرے دو حضرات نے بات چیت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے ساتھی یا قاتل کے حق دار بنتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے قسمیں کھائیں جب کہ ہم موقع پر موجود نہیں تھے اور نہ ہم نے کسی (قاتل) کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں کی

---

٤٧١٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٨.

بِخَمْسِينَ»؟ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

قسمیں کیسے قبول کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

فائدہ: ''اپنی طرف سے'' یعنی بیت المال سے کیونکہ بیت المال آپ کے ماتحت تھا۔

٤٧٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عَبْدَاللهِ ابْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي حَاجَتِهِمَا، فَقُتِلَ عَبْدُاللهِ بْنُ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَجَاءَ مُحَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَخُو الْمَقْتُولِ وَحُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ حَتَّى أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ» فَتَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ فَذَكَرُوا شَأْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا فَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ» قَالُوا: كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۴۷۲۰- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود دونوں خیبر گئے۔ وہاں وہ اپنے اپنے کام میں ادھر ادھر ہو گئے تو عبداللہ بن سہل انصاری قتل کر دیے گئے۔ پھر محیصہ، مقتول کا بھائی عبدالرحمٰن اور حویصہ بن مسعود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن بات شروع کرنے لگے تو نبی اکرم ﷺ نے انھیں فرمایا: ''بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' تو محیصہ اور حویصہ نے بات شروع کی اور عبداللہ بن سہل کے قتل کا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے قاتل کا مواخذہ کر سکتے ہو؟'' وہ کہنے لگے: ہم کیسے قسمیں کھائیں ہم تو وہاں موجود نہیں تھے اور نہ ہم نے واقعہ دیکھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کافر لوگوں کی قسمیں کیسے قبول کریں! پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت خود ادا فرما دی۔ حضرت سہل نے فرمایا: ہمارے باڑے میں ان اونٹوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات بھی ماری تھی۔

---

٤٧٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩١٩.

قَالَ بُشَيْرٌ: قَالَ لِي سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي فَرِيضَةٌ مِنْ تِلْكَ الْفَرَائِضِ فِي مِرْبَدٍ لَنَا.

٤٧٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: وُجِدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ قَتِيلًا، فَجَاءَ أَخُوهُ وَعَمَّاهُ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ وَهُمَا عَمَّا عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ» قَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا وَجَدْنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ قَتِيلًا فِي قَلِيبٍ مِنْ بَعْضِ قُلُبِ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَتَّهِمُونَ؟» قَالُوا: نَتَّهِمُ الْيَهُودَ، قَالَ: «أَفَتُقْسِمُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا أَنَّ الْيَهُودَ قَتَلَتْهُ؟» قَالُوا: وَكَيْفَ نُقْسِمُ عَلٰى مَا لَمْ نَرَ؟ قَالَ: «فَتُبَرِّئُكُمُ الْيَهُودُ بِخَمْسِينَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقْتُلُوهُ» قَالُوا: وَكَيْفَ نَرْضٰى بِأَيْمَانِهِمْ وَهُمْ مُشْرِكُونَ؟ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

۴۷۲۱- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن سہل مقتول پائے گئے۔ ان کا بھائی اور اس کے دو چچے حویصہ اور محیصہ' اور وہ دونوں عبداللہ بن سہل کے بھی چچے تھے' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ (ان کا بھائی) عبدالرحمٰن بات کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے عبداللہ بن سہل کو خیبر کے ایک کنویں میں مقتول پایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کن پر الزام لگاتے ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم یہودیوں پر الزام لگاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کہ یہودیوں نے اسے قتل کیا ہے؟'' وہ کہنے لگے: ہم ایسی چیز کی قسم کیسے کھا سکتے ہیں جو ہم نے نہیں دیکھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا' بری ہو جائیں گے۔'' وہ کہنے لگے: ہم ان مشرکوں کی قسمیں کیسے تسلیم کر لیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

أَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

مالک بن انس نے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

**فائدہ:** ''مالک بن انس نے یہ روایت مرسل بیان کی'' امام مالک رحمہ اللہ یہ روایت دو اساتذہ سے بیان کرتے ہیں: ابولیلیٰ اور یحییٰ بن سعید سے۔ جب وہ یحییٰ بن سعید سے بیان کرتے ہیں تو مرسل بیان کرتے ہیں' یعنی سہل

---

٤٧٢١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩١٩.

بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔ جب ابولیلیٰ سے بیان کرتے ہیں تو موصول بیان کرتے ہیں' اس لیے امام مالک کی یہ روایت شواہد ومتابعات کی بنا پر صحیح ہے۔ یحییٰ بن سعید کی روایت (۴۷۲۲) آئندہ آ رہی ہے جبکہ ابولیلیٰ سے مروی روایت اس سے قبل (حدیث: ۴۷۱۴) گزر چکی ہے۔

٤٧٢٢- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا، فَقُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَهْلٍ، فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَأَتَى هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ أَخِيهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرُوا شَأْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَهْلٍ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ»

۴۷۲۲- حضرت بشیر بن یسار نے بتایا کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر گئے اور اپنے اپنے کاموں میں ادھر ادھر ہو گئے تو عبداللہ بن سہل قتل کر دیے گئے۔ محیصہ مدینہ منورہ آئے اور اپنے بھائی حویصہ اور (مقتول کے بھائی) عبدالرحمٰن بن سہل سمیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (مقتول عبداللہ کے) بھائی ہونے کی وجہ سے عبدالرحمٰن بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو پہلے بات کرنے دو۔'' پھر حویصہ اور محیصہ نے آپ سے بات چیت کی اور عبداللہ بن سہل کا مسئلہ پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم پچاس قسمیں کھا کر اپنے مقتول کے خون یا اپنے قاتل کے مستحق بنتے ہو؟''

قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى: فَزَعَمَ بُشَيْرٌ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے کہا: بشیر بن یسار نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے پاس (بیت المال) سے دیت ادا فرما دی۔

خَالَفَهُمْ سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ.

سعید بن عبید الطائی نے ان (بشیر بن یسار سے روایت کرنے والوں) کی مخالفت کی ہے۔



٤٧٢٢-[صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٠، والموطأ (يحيى): ٢/ ٨٧٨.

فائدہ: اس کی وضاحت یہ ہے کہ بشیر بن یسار سے بیان کرنے والے دیگر رواۃِ حدیث نے صرف قسمیں لینے کا ذکر کیا ہے گواہوں کا نہیں جبکہ سعید بن عبید طائی نے (حدیث: ۴۷۲۳ میں) جب بشیر بن یسار سے بیان کیا تو دیگر راویوں کے برعکس یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدعیوں یعنی حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن کے دعویٰ کرنے پر ان سے فرمایا تھا: ''تم اپنے اس دعویٰ پر کہ ہمارے آدمی کو یہودیوں نے قتل کیا ہے' گواہ پیش کرو'' انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں۔ بعدازاں آپ نے ان سے قسموں کی بات کی۔ اس کی تفصیل آئندہ روایت میں ملاحظہ کریں۔

٤٧٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا، فَوَجَدُوا أَحَدَهُمْ قَتِيلًا، فَقَالُوا لِلَّذِينَ وَجَدُوهُ عِنْدَهُمْ: قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا، قَالُوا: مَا قَتَلْنَاهُ وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا، فَانْطَلَقُوا إِلٰى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! اِنْطَلَقْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكُبْرَ الْكُبْرَ» فَقَالَ لَهُمْ: «تَأْتُونَ بِالْبَيِّنَةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَ؟» قَالُوا: مَا لَنَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: «فَيَحْلِفُونَ لَكُمْ». قَالُوا: لَا نَرْضٰى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ، وَكَرِهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبْطُلَ دَمُهُ، فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

۴۷۲۳- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ نے بتایا کہ میری قوم کے کچھ آدمی خیبر گئے۔ وہاں وہ الگ الگ ہو گئے۔ انھوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو مقتول پایا تو ان لوگوں سے' جن کے پاس اس کی لاش پائی گئی تھی' کہا: تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! ہم خیبر گئے تھے۔ وہاں ہم نے اپنے ایک آدمی کو مقتول پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' آپ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنے مقتول کے قاتل کے بارے میں کوئی گواہ پیش کرو۔'' وہ کہنے لگے: ہمارے پاس تو کوئی گواہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر وہ تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے (اور بری ہو جائیں گے)۔'' وہ کہنے لگے: ہم تو یہودیوں کی قسم کا اعتبار نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے پسند نہ فرمایا کہ اس کا خون بلا معاوضہ رہے' لہٰذا آپ نے صدقے کے اونٹوں میں سے سو اونٹ دیت کے طور پر دے دیے۔

---

٤٧٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢١.

خَالَفَهُمْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ.

عمرو بن شعیب نے ان (حدیث بیان کرنے والے باقی تمام رواۃ) کی مخالفت کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① اس مخالفت کی وضاحت یہ ہے کہ یہ حدیث بیان کرنے والے باقی تمام راوی یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتول عبداللہ بن سہل ہیں جو کہ محیصہ کے چچازاد بھائی ہیں جبکہ عمرو بن شعیب کہتے ہیں (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) کہ مقتول محیصہ کا چھوٹا بیٹا ہے' یعنی عبداللہ بن سہل مقتول نہیں۔ دوسری مخالفت یہ ہے کہ دیگر تمام راویوں کے برعکس انھوں نے یہ روایت اپنے پردادا حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے بیان کی ہے جبکہ تمام رواۃ نے حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے بیان کی ہے۔ تیسری مخالفت یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت یہودیوں پر تقسیم کر دی تھی اور ان کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے نصف دیت' یعنی پچاس اونٹ اپنے ذمے لیے تھے جبکہ تمام راوی کہتے ہیں کہ پوری کی پوری دیت' یعنی سو اونٹ اور اونٹنیاں رسول اللہ نے اپنی طرف سے (بیت المال سے) ادا فرمائی تھی۔ اس حدیث میں بیان کی گئی تفصیل درست نہیں بلکہ جو تفصیل دیگر راویوں نے بیان کی ہے وہی درست اور صحیح ہے۔ اس روایت میں صحیح روایات اور بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کی گئی ہے' اس لیے یہ روایت شاذ' یعنی ضعیف ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دوسری روایات محفوظ' یعنی صحیح ہیں۔ واللہ أعلم. ② گواہی کا ذکر صرف سعید بن عبید طائی کی روایت میں ہے۔ دیگر رواۃ نے گواہی کا ذکر نہیں کیا۔ تفصیلی روایات' جو کہ بخاری ومسلم کی ہیں' میں یہی ذکر ہے کہ آپ نے پہلے مدعین سے قسمیں اٹھانے کا مطالبہ کیا۔ ان کے انکار پر مدعیٰ علیہم سے قسموں کا مطالبہ کیا۔ اس لحاظ سے گواہی کا ذکر سعید بن عبید طائی کا شذوذ معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے [خَالَفَهُمْ سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ] سے امام نسائی ؒ کا مقصد اسی طرف اشارہ کرنا ہو۔

٤٧٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ الْأَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ ابْنَ مُحَيِّصَةَ الْأَصْغَرَ أَصْبَحَ قَتِيلًا عَلَى أَبْوَابِ خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقِمْ شَاهِدَيْنِ عَلَى مَنْ

۴۷۲۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ محیصہ کا چھوٹا بیٹا خیبر کے دروازوں پر مقتول پایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے قاتل کے دو عینی گواہ لاؤ' میں اسے اس کی رسی سمیت (گرفتار کر کے) تیرے سپرد کر دوں گا۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں دو گواہ

---

٤٧٢٤- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب القسامة، ح: ٢٦٧٨ من حديث عمرو بن شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٢. * ابن محيصة الأصغر هو عبدالله بن سهل، وراجع شرح السندي.

قَتَلَهُ أَدْفَعُهُ إِلَيْكَ بِرُمَّتِهِ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيْنَ أُصِيبُ شَاهِدَيْنِ؟ وَإِنَّمَا أَصْبَحَ قَتِيلًا عَلٰى أَبْوَابِهِمْ قَالَ: «فَتَحْلِفُ خَمْسِينَ قَسَامَةً» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ أَحْلِفُ عَلٰى مَا لَا أَعْلَمُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَتَسْتَحْلِفُ مِنْهُمْ خَمْسِينَ قَسَامَةً» فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ نَسْتَحْلِفُهُمْ وَهُمُ الْيَهُودُ؟ فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَتَهُ عَلَيْهِمْ، وَأَعَانَهُمْ بِنِصْفِهَا.

کہاں سے لاؤں؟ وہ تو ان یہودیوں کے دروازوں کے سامنے مارا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا تو قسامت کی پچاس (قسمیں) کھالے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس بات پر کس طرح قسمیں کھاؤں جو میں جانتا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تم ان سے قسامت کی پچاس قسمیں لے لو۔“ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہم ان سے کیسے قسمیں لیں؟ وہ تو یہودی ہیں (جھوٹے مشہور ہیں)؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت یہودیوں پر تقسیم کر دی اور نصف دیت میں آپ نے ان سے تعاون فرمایا۔

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے لیکن راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت شاذ (ضعیف کی ایک قسم) ہے۔ مزید سابقہ حدیث کی وضاحت ملاحظہ فرمائیے۔

## (المعجم ٥، ٦) - بَابُ الْقَوَدِ (التحفة ٤)

## باب: ٥، ٦- قصاص کا بیان

٤٧٢٥- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ، اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ دِينَهُ الْمُفَارِقُ».

۴۷۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان آدمی کا خون بہانا جائز نہیں‘ البتہ تین جرموں میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے: اس نے کسی کو مار دیا ہو تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا یا شادی شدہ شخص زنا کرے یا جو شخص دین اسلام چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے۔“

فوائد ومسائل: ① اسلام نے قصاص مشروع قرار دیا ہے‘ البتہ ورثائے مقتول معافی پر راضی ہو جائیں تو دیت ادا کرنی ہوگی‘ لیکن صرف یہ قتل عمد میں ہوتا ہے‘ قتل خطأ میں نہیں۔ قتل خطأ یہ ہے کہ گولی تو چلائی گئی کسی جانور پر مگر اچانک کوئی شخص آگے آ گیا اور گولی اسے لگ گئی یا یہ سمجھ کر گولی چلائی گئی کہ یہ کوئی جانور ہے‘ گولی

٤٧٢٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٢١، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٣. * سليمان هو الأعمش.

معلوم ہوا کہ یہ تو انسان ہے۔ ایسی صورت میں قصاص نہیں ہوگا' البتہ دیت دینا ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کا خون رائیگاں نہیں ہوسکتا۔ ② قصاص کا ڈر قاتل کو قتل سے روکتا ہے' نیز قصاص لینے سے ناحق خون ریزی سے بچت ہوتی ہے۔ لڑائی نہیں پھیلتی۔ ③ قصاص کا عام قانون یہی ہے جو حدیث مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے' تاہم اگر کوئی شخص کسی پر ناجائز طور پر قاتلانہ حملے کرے اور پھر دفاع میں حملہ آور مارا جائے تو ایسے شخص سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔

٤٧٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ - وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ - قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُتِلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرُفِعَ الْقَاتِلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ، فَقَالَ الْقَاتِلُ: يَارَسُولَ اللهِ، لَا وَاللهِ! مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ: «أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ» فَخَلَّى سَبِيلَهُ قَالَ: وَكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ، فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ، فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.

٤٧٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک آدمی قتل ہوگیا۔ قاتل کو پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے مقتول کے وارث کے سپرد کر دیا۔ قاتل کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارث سے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہوا اور تو نے اسے قتل کر دیا تو تو آگ میں جائے گا۔'' اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ قاتل چمڑے کی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ اسی طرح اپنی رسی کو گھسیٹتا ہوا نکلا تو اس کا نام ہی ذوالنسعہ (تندی یا رسی والا) پڑ گیا۔

**فوائد ومسائل:** ① مقتول کے وارث کو چاہیے کہ وہ قصاص لینے میں جلدی نہ کرے بلکہ معاف کر دے۔ اگرچہ قصاص لینا جائز ہے' تاہم معاف کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ممکن ہے قاتل بے گناہ ہو یا اس نے جان بوجھ کر قتل نہ کیا ہو وغیرہ۔ ② اس حدیث سے یہ اشارہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کے کسی پیشے یا کسی اور خصوصیت کی وجہ سے کوئی لقب دیا جائے اور وہ اسے برا نہ سمجھے تو اس کا جواز ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور شخص کو حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ذوالنسعہ (رسی یا تندی والا) کہا کرتے تھے' یعنی اس کے گلے وغیرہ میں پڑی رسی کی

---

٤٧٢٦- [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٨ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال الترمذي، ح: ١٤٠٧ "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٤ . ❊ الأعمش عنعن، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٦٨٠ وغيره.

وجہ سے اس کا لقب ہی ذوالنسعہ پڑ گیا۔ ③ ''سپرد کر دیا'' شریعت کی رو سے قصاص کا حق مقتول کے ورثاء کو ہے۔ وہ چاہیں تو قتل کریں' چاہیں معاف کر دیں۔ اس لیے آپ نے قاتل کو مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا۔ یہ ضروری نہیں کہ حکومت خود قتل کرے' تاہم جج کے فیصلے سے پہلے از خود ہی قاتل کو قتل کرنا درست نہیں کیونکہ یہ قانون کو ہاتھ میں لینے والی بات ہے' البتہ جب قاضی قاتل حوالے کرے تو پھر اسے قتل کرنا جائز ہے۔ ④ ''آگ میں جائے گا'' کیونکہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے ہی کو قصاصاً قتل کیا جا سکتا ہے۔ قاتل کے بیان کے مطابق اس سے یہ قتل عمداً سرزد نہیں ہوا تھا' لہٰذا وہ قتل کا مستحق نہیں تھا لیکن آپ کا قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دینا یہ بتاتا ہے کہ اس قتل کی ظاہری صورت عمد (جان بوجھ کر قتل کرنے) ہی کی تھی۔ قاتل کی نیت کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ گویا ایسی صورت میں بھی مقتول کے ورثاء کو چاہیے کہ وہ قاتل کی جان بخشی کر دیں تاکہ کوئی شخص ناحق قتل نہ ہو۔ اگرچہ قاضی ظاہر حالات کے مطابق ہی فیصلہ کرے گا' تاہم مقتول کے ورثاء یہ رعایت دے سکتے ہیں۔

٤٧٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ عَنْ عَوْفٍ الْأَعْرَابِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِيءَ بِالْقَاتِلِ الَّذِي قَتَلَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، جَاءَ بِهِ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَقْتُلُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ» فَلَمَّا ذَهَبَ دَعَاهُ قَالَ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اِذْهَبْ» فَلَمَّا ذَهَبَ قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ» فَعَفَا عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ قَالَ:

٤٧٢٧- حضرت وائل حضرمی ؓ سے روایت ہے کہ قاتل کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کیا گیا۔ اسے مقتول کا وارث لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو اسے معاف کرتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کرے گا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ۔'' جب وہ چل پڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''کیا تو معاف کرتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو دیت لے گا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تو قتل کرے گا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ''جاؤ۔'' جب وہ چل پڑا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تو اسے معاف کر دے تو وہ تیرے اور تیرے مقتول کے گناہ کا ذمہ دار ہو گا۔'' اس نے اسے معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ میں نے قاتل کو

---

٤٧٢٧- أخرجه مسلم، القسامة، باب صحة الإقرار بالقتل وتمكين ولي القتيل من القصاص . . . الخ، ح: ١٦٨٠ من حديث علقمة بن وائل به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٥ . * إسحاق هو ابن يوسف الأزرق.

فَرَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

دیکھا' وہ اپنی تندی (یا رسی) کو گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① جج اور حاکم کے لیے مشروع اور جائز ہے کہ وہ مقتول کے ورثاء کو معاف کرنے کی ترغیب دیں' لیکن انھیں بذات خود کسی مجرم اور قاتل کو معاف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر حاکم وقت یا فیصلہ کرنے والا جج ازخود کسی قاتل کو جرم ثابت ہونے کے باوجود معاف کرے گا تو یہ صریح ظلم اور عدل وانصاف کا خون کرنے کے مترادف ہوگا۔ ہمارے ہاں جو یہ رائج ہے کہ تمام قانونی تقاضے پورے ہونے کے بعد اعلیٰ عدالتوں سے سزائے موت پانے والے مجرموں کو معاف کرنے کا اختیار "جناب صدر" کے پاس ہے' یہ قطعاً غلط اور ناجائز ہے۔ ② مجرم کو باندھنا جائز ہے بالخصوص جب اس کے فرار ہونے اور بھاگ جانے کا اندیشہ ہو۔ ③ "تیرے اور مقتول کے گناہ" یعنی اس معافی کے بدلے میں تیرے اور مقتول کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور تم دونوں جنتی بن جاؤ گے۔ مقتول اس لیے کہ وہ ظلماً مارا گیا اور مقتول کا ولی اس لیے کہ اس نے قاتل کی جان بخش دی۔ گویا ایک شخص کو زندگی دی۔ اور یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قاتل کو دو گناہ ہوں گے۔ مقتول کو قتل کرنے کا اور تجھے (مقتول کے اولیاء کو) صدمہ اور نقصان پہنچانے کا' لیکن پہلے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ أعلم. ④ مقتول کے ورثاء کو تین باتوں میں سے صرف ایک کا اختیار ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ قاتل کو معاف کر دیں' یہ سب سے بہتر' افضل اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اگر معاف نہیں کرتے تو پھر دیت' یعنی خون بہا لے لیں اور اسے چھوڑ دیں۔ یہ بھی بہتر ہے لیکن پہلے سے کم درجے کی نیکی ہے۔ اور تیسری اور آخری صورت قصاص میں قتل کرنا ہے۔ اس سے جس قدر بچ جائیں اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر پہلی دونوں باتوں پر وہ آمادہ نہ ہوں تو پھر قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور بس۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا مقتول کے وارث کو بار بار معاف کرنے کی تلقین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ معافی پسندیدہ اور محبوب عمل ہے' نیز رسول اللہ ﷺ کے بار بار معافی کا شوق دلانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں معاف کر دینا قصاص لینے سے بہتر ہے اور مقتول کے اولیاء کو معافی کی رغبت دلانی چاہیے۔

## (المعجم ٦، ٧) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ فِيهِ (التحفة ٤) - أ

## باب: ٦، ٧: علقمہ بن وائل کی روایت میں راویوں کے اختلاف کا بیان

٤٧٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ أَبُو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ

۴۷۲۸- حضرت وائل ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں موقع پر موجود تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک قاتل لایا گیا جسے مقتول کا ولی ایک تندی

---

٤٧٢٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٦. * يحيى هو القطان.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ وَائِلٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ جِيءَ بِالْقَاتِلِ يَقُودُهُ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ فِي نِسْعَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اذْهَبْ بِهِ» فَلَمَّا ذَهَبَ بِهِ فَوَلَّى مِنْ عِنْدِهِ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: «أَتَعْفُو؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَتَقْتُلُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «اذْهَبْ بِهِ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «أَمَا إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ». فَعَفَا عَنْهُ وَتَرَكَهُ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

(چمڑے کی رسی) کے ساتھ کھینچے لا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: ”کیا تو معاف کرے گا؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو دیت لے گا؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”قتل کرے گا؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”جا لے جا۔“ جب وہ اس کو لے جانے کے لیے آپ کے پاس سے مڑا تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ”کیا تو معاف کرے گا؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا دیت لے گا؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر قتل کرے گا؟“ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے لے جا۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! اگر تو اسے معاف کر دے تو یہ اپنے اور تیرے مقتول کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے گا۔“ اس نے اسے معاف کر کے چھوڑ دیا۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ (قاتل) اپنی تندی کو گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا۔

فائدہ: ”اپنے اور مقتول کے گناہوں“ یعنی معافی کی صورت میں مقتول کے گناہ بھی اس کے گلے میں ڈال دیے جائیں گے اور وہ جنتی ہو جائے گا' بخلاف اس سے قصاص لینے کے کہ اس طرح قاتل کا گناہ قتل معاف ہو جائے گا جب کہ مقتول کے گناہ معاف ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔

٤٧٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ الْحَبَطِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۴۷۲۹- ایک اور سند سے حضرت وائل ؓ نبی ﷺ سے اس جیسی روایت بیان کرتے ہیں۔

قَالَ يَحْيٰى: وَهُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ.

یحییٰ نے کہا: یہ روایت اس (سابقہ روایت) سے

٤٧٢٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٧. ● يحيى هو القطان.

(سنداً) اچھی ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتیں یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں۔ پہلی روایت وہ عوف بن ابوجیلہ سے بیان کرتے ہیں جبکہ دوسری روایت میں ان کے استاد جامع بن مطر حبطی ہیں۔ اس دوسری روایت کے پہلی روایت سے اچھا اور بہتر ہونے کا سبب واللہ أعلم یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید کا استاد جامع بن مطر حبطی، ان کے استاد عوف بن ابی جیلہ سے حدیث بیان کرنے میں اچھا ہے۔ عوف بن ابی جمیلہ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [قَالَ بُنْدَارٌ: ...... لَقَدْ كَانَ قَدَرِيًّا، رَافِضِيًّا، شَيْطَانًا] ''بندار (محمد بن بشار) نے کہا:...... بلاشبہ وہ (عوف بن ابوجیلہ) تقدیر کا منکر، شیعہ رافضی اور شیطان تھا۔'' دیکھیے: (تھذیب التھذیب: ۸/ ۱۴۹) امام ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عوف ایک بدعت پر راضی نہیں ہوا بلکہ اس میں دو بدعتیں پائی جاتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ قدری، یعنی تقدیر کا منکر تھا اور دوسری بدعت یہ تھی کہ وہ شیعہ اور رافضی تھا۔ (حوالۂ مذکور)

٤٧٣٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ - وَهُوَ الْحَوْضِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، جَاءَ رَجُلٌ فِي عُنُقِهِ نِسْعَةٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا وَأَخِي كَانَا فِي جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا، فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَ صَاحِبِهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ: «اُعْفُ عَنْهُ» فَأَبٰى وَقَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنَّ هٰذَا وَأَخِي كَانَا فِي جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا، فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَ صَاحِبِهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ: «اُعْفُ عَنْهُ» فَأَبٰى، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا وَأَخِي كَانَا فِي جُبٍّ يَحْفِرَانِهَا، فَرَفَعَ الْمِنْقَارَ أُرَاهُ قَالَ: فَضَرَبَ رَأْسَ

۴۷۳۰- حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا جس کی گردن میں رسی تھی (مطلب یہ کہ ایک شخص دوسرے آدمی کو گلے میں تندی ڈال کر لایا۔) اور (وہی لانے والا شخص) کہنے لگا: یہ اور میرا بھائی ایک کنواں کھودرہے تھے کہ اس نے کدال اٹھائی اور میرے بھائی کے سر پر دے ماری اور اسے ماردیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے معاف کردے۔'' اس نے انکار کر دیا۔ اور پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! یہ اور میرا بھائی ایک کنویں میں کھدائی کررہے تھے تو اس نے کدال اٹھا کر اپنے ساتھی کے سر پر دے ماری اور اسے قتل کردیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے معاف کردے۔'' اس نے پھر انکار کیا۔ کچھ دیر بعد پھر اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ اور میرا بھائی دونوں ایک کنویں کی کھدائی کر

---

٤٧٣٠_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٢٨.

صَاحِبِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ: «اُعْفُ عَنْهُ» فَأَبٰى قَالَ: «اِذْهَبْ إِنْ قَتَلْتَهُ كُنْتَ مِثْلَهُ» فَخَرَجَ بِهِ حَتّٰى جَاوَزَ، فَنَادَيْنَاهُ أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَرَجَعَ فَقَالَ: إِنْ قَتَلْتُهُ كُنْتُ مِثْلَهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، اُعْفُ عَنْهُ»، فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا.

رہے تھے۔ اس نے کدال اٹھائی اور اپنے ساتھی کے سر پر ماردی اور اس کی جان نکال دی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے معاف کردے۔'' اس نے پھر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر جا (لیکن یاد رکھ کہ) اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو تو بھی اس جیسا ہی ہوگا۔'' وہ اسے لے کر چلا گیا حتیٰ کہ کافی دور نکل گیا۔ تو ہم نے اسے آواز دی کہ تو رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنتا؟ وہ واپس آیا اور کہنے لگا: اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو اس جیسا ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اسے معاف کردے۔'' پھر (اس نے قاتل کو چھوڑ دیا تو) قاتل اپنی تندی سمیت نکل بھاگا حتیٰ کہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① ''تو اس جیسا ہی ہوگا'' ظاہر مفہوم تو یہ ہے کہ اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو تو بھی ناجائز قاتل ہوگا لیکن یہ مفہوم یہاں مراد نہیں کیونکہ قاتل کو قصاص میں قتل کرنا جرم نہیں۔ باقی رہا قاتل کا یہ کہنا کہ میری نیت قتل کرنے کی نہیں تھی۔ اس سے قاتل کو معاف کرنا لازم نہیں آتا کیونکہ نیت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ظاہراً صورت قتل کی ہی تھی۔ آپ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ تجھے اس پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔ اس نے بھی غصے میں قتل کیا' تو نے بھی۔ اگرچہ اس نے ناجائز قتل کیا اور تو جائز کرے گا مگر فضیلت تبھی حاصل ہوگی جب تو معاف کردے۔ دنیا میں بھی تعریف ہوگی' آخرت میں بھی اجر عظیم حاصل ہوگا۔ آپ نے اس جیسا ذو معنی جملہ بول کر اس کے معافی کے جذبات کو ابھارا اور اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ ﷺ۔ ② معلوم ہوا قصاص کی بجائے معافی بہتر ہے خصوصاً جب کہ قاتل یہ عذر بھی پیش کرتا ہو کہ میری نیت قتل کی نہیں تھی' اگرچہ ایسی صورت میں معافی ضروری نہیں تبھی تو آپ نے قاتل مقتول کے ولی کے سپرد کر دیا تھا کہ وہ اسے قتل کر سکتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل حدیث: ۴۷۲۶)

٤٧٣١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ

۴۷۳۱- حضرت وائل ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ایک

٤٧٣١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٢٩. * حاتم هو ابن أبي مغيرة، وخالد هو ابن الحارث.

سِمَاكٍ ذَكَرَ: أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! قَتَلَ هٰذَا أَخِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقَتَلْتَهُ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَتَلْتُهُ، قَالَ: «كَيْفَ قَتَلْتَهُ؟» قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَحْتَطِبُ مِنْ شَجَرَةٍ، فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُ بِالْفَأْسِ عَلٰى قَرْنِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ تُؤَدِّيهِ عَنْ نَفْسِكَ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا لِي إِلَّا فَأْسِي، وَكِسَائِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتُرٰى قَوْمَكَ يَشْتَرُونَكَ؟» قَالَ: أَنَا أَهْوَنُ عَلٰى قَوْمِي مِنْ ذٰلِكَ، فَرَمٰى بِالنِّسْعَةِ إِلَى الرَّجُلِ فَقَالَ: «دُونَكَ صَاحِبَكَ» فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ» فَأَدْرَكُوا الرَّجُلَ فَقَالُوا: وَيْلَكَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ» فَرَجَعَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حُدِّثْتُ أَنَّكَ قُلْتَ: «إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ» وَهَلْ أَخَذْتُهُ إِلَّا بِأَمْرِكَ فَقَالَ: «مَا تُرِيدُ أَنْ يَبُوءَ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ؟» قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَإِنْ ذَاكَ، قَالَ: «ذٰلِكَ كَذٰلِكَ».

دوسرے آدمی کو تندی (چمڑے کی رسی) کے ساتھ کھینچتا ہوا آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس نے میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس (دوسرے آدمی) سے پوچھا: ''کیا تو نے اسے قتل کیا ہے؟'' پہلا آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ نہ مانے تو میں گواہ پیش کروں گا۔ دوسرے آدمی نے کہا: ہاں، میں نے اسے قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیسے قتل کیا؟'' اس نے کہا: میں اور وہ ایک درخت سے ایندھن کے لیے لکڑیاں کاٹ رہے تھے۔ اس نے مجھے گالی دے کر غصہ دلا دیا تو میں نے کلہاڑا اس کے سر کی چوٹی پر دے مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اتنا مال ہے جو تو اپنی جان بچانے کے لیے ادا کرے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس تو میرے کلہاڑے اور میری چادر کے سوا کچھ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا خیال ہے تیری قوم تجھے خرید لے گی؟ (تیری دیت دے کر تجھے بچا لے گی؟)'' اس نے کہا: میں اپنی قوم کے نزدیک اس سے کم مرتبہ ہوں۔ آپ نے اس کی رسی پہلے آدمی کی طرف پھینک دی اور فرمایا: ''لو اپنے قاتل کو سنبھالو۔'' جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اس جیسا ہی ہوگا۔'' لوگ جا کر اس آدمی کو ملے اور کہا: تجھ پر افسوس! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو وہ اس جیسا ہی ہوگا۔'' وہ آدمی واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''اگر اس

(میں) نے اسے قتل کر دیا تو یہ بھی اس جیسا ہی ہوگا۔“ حالانکہ میں نے تو اسے آپ کے فرمان سے پکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو نہیں چاہتا کہ یہ شخص تیرا اور تیرے مقتول کا گناہ سمیٹ لے۔ (تمھارے گناہوں کی معافی کا سبب بن جائے؟)“ اس نے کہا: کیوں نہیں، پھر کہا: اگر یہ بات ہے تو میں معاف کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے کہا‘ یعنی وہ تیرے اور تیرے مقتول کے گناہ اٹھائے گا۔“

فائدہ: حدیث: ۴۷۳۰ میں ہے کہ وہ کنواں کھودرہے تھے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ لکڑیاں کاٹ رہے تھے جب اس نے قتل کیا۔ اس میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کا اصل کام تو کنواں کھودنا ہو اور اس دوران میں انھیں لکڑیاں حاصل کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہو اور لکڑیاں اکٹھی کرتے ہوئے ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا ہو اور اس نے کنواں کھودنے والی کدال کے ساتھ اسے قتل کر دیا ہو۔ جب مقتول کے بھائی نے بتایا تو اس نے ان کے اصل کام کا حوالہ دیا اور جب قاتل نے خود بتایا تو جائے وقوعہ کی خبر دی۔ واللہ أعلم.

٤٧٣٢- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَقُودُ آخَرَ، نَحْوَهُ.

۴۷۳۲- حضرت وائل ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی ایک دوسرے شخص کو کھینچتا ہوا لایا۔ باقی روایت مذکورہ روایت کے ہم معنی ہے۔

٤٧٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ

۴۷۳۳- حضرت وائل ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اسے مقتول کے ولی کے

---

٤٧٣٢_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٠.

٤٧٣٣_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٢٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣١.

أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَدَفَعَهُ إِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُولِ يَقْتُلُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِجُلَسَائِهِ: «اَلْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالَ: فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ، فَلَمَّا أَخْبَرَ بِهِ تَرَكَهُ قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ حِينَ تَرَكَهُ يَذْهَبُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيبٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَشْوَعَ قَالَ: وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ الرَّجُلَ بِالْعَفْوِ.

سپرد فرما دیا کہ (چاہے تو) قتل کر دے۔ پھر نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: ''قاتل مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔'' ایک آدمی اس کے پیچھے گیا اور اسے آپ کے فرمان کی خبر دی۔ جب اس نے اس کو یہ بتایا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ جب اس نے چھوڑا تو میں نے دیکھا کہ وہ رسی گھسیٹتے ہوئے بھاگا جا رہا تھا۔ [فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَبِيبٍ فَقَالَ......الخ] میں نے یہ روایت حبیب سے بیان کی تو اس نے کہا: مجھ سے سعید بن اشوع نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس آدمی کو معاف کرنے کا حکم دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① [فَذَكَرْتُ......] کے قائل اسماعیل بن سالم ہیں۔ صحیح مسلم میں اس کی تصریح ہے۔ اسی طرح حبیب سے مراد حبیب بن ابی ثابت ہیں۔ اس کی تصریح اور وضاحت بھی صحیح مسلم میں موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، القسامة والمحاربین، باب صحة الإقرار بالقتل و تمکین ولیّ القتیل من القصاص ...... الخ، حدیث: ۱۶۸۰) ② ''دونوں آگ میں'' یہ مطلب نہیں کہ اگر اس نے اسے قتل کر دیا تو دونوں آگ میں جائیں گے۔ یہ معنی مسلمات کے خلاف ہیں کیونکہ قتل کیے جانے کی صورت میں قاتل کا گناہ معاف ہو جائے گا کیونکہ قصاص لینے والا تو اپنا حق وصول کرے گا۔ وہ آگ میں کیوں؟ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر قاتل اور مقتول دونوں ایک دوسرے کے قتل کے درپے رہے ہوں تو وہ دونوں آگ میں جائیں گے۔ ضروری نہیں کہ صرف قاتل ہی قصور وار ہو، لہٰذا معاف کر دینا چاہیے۔ اس قسم کے الفاظ سے مقصود معافی کے جذبات کو ابھارنا تھا اور وہ مقصود حاصل ہو گیا۔ واللہ أعلم.

**٤٧٣٤- أَخْبَرَنَا** عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتٰى بِقَاتِلِ وَلِيِّهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ

۴۷۳۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے رشتہ دار کے قاتل کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسے معاف کر دے۔'' اس نے انکار کیا۔ آپ نے

---

٤٧٣٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب العفو عن القاتل، ح: ٢٦٩١ عن عيسى بن يونس بن أبان الفاخوري أبي موسى الرملي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٢. * ضمرة هو ابن ربيعة الرملي.

ﷺ: «اُعْفُ عَنْهُ» فَأَبَى، فَقَالَ: «خُذِ الدِّيَةَ» فَأَبَى، قَالَ: «اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ» فَذَهَبَ فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اُقْتُلْهُ فَإِنَّكَ مِثْلُهُ» فَخَلَّى سَبِيلَهُ فَمَرَّ بِي الرَّجُلُ وَهُوَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ.

فرمایا: ''دیت لے لو۔'' اس نے پھر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جا پھر اسے قتل کر دے۔ تو بھی اس جیسا ہی ہے۔'' وہ اسے لے گیا۔ پیچھے سے کوئی آدمی اسے جا کر ملا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اسے قتل کر دے تو تو بھی اس جیسا ہی ہوگا۔'' تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ آدمی (قاتل) میرے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ رسی گھسیٹتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔

فائدہ: ''رسی گھسیٹتا ہوا'' گویا اس نے رسی کھولنے کا تکلف بھی نہ کیا۔ اسی طرح بھاگ اٹھا۔

٤٧٣٥- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَتَلَ أَخِي، قَالَ: «اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ كَمَا قَتَلَ أَخَاكَ» فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: اِتَّقِ اللهَ وَاعْفُ عَنِّي فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِكَ وَخَيْرٌ لَكَ وَلِأَخِيكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَخَلَّى عَنْهُ، قَالَ: فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لَهُ قَالَ: فَأَعْنَفَهُ «أَمَا إِنَّهُ كَانَ خَيْرًا مِمَّا هُوَ صَانِعٌ بِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ: يَا رَبِّ! سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي»؟.

٤٧٣٥- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اس آدمی نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جا اسے قتل کر دے' جیسے اس نے تیرے بھائی کو قتل کیا ہے۔'' وہ آدمی (قاتل) کہنے لگا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے معاف کر دو۔ اس سے تجھے بہت ثواب ملے گا۔ اور یہ (معافی) تیرے اور تیرے بھائی کے لیے قیامت کے دن بہت اچھی ثابت ہوگی۔ اس نے اسے چھوڑ دیا۔ نبی ﷺ کو بتایا گیا۔ آپ نے قاتل سے پوچھا تو اس نے مقتول کے وارث سے جو کہا تھا آپ کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے اسے ڈانٹا (اور فرمایا:) ''تیرا قتل ہو جانا اس سلوک سے بہتر تھا جو مقتول قیامت کے دن تجھ سے کرے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے رب اس سے پوچھیے کہ اس نے کس بنا پر مجھے قتل کیا تھا؟''



٤٧٣٥_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٦٩٣٣. * بشير وثقه الجمهور كما في تسهيل الحاجة، ح: ٣٧٨١، ولحديثه شواهد، منها الحديث السابق.

**فوائد ومسائل:** ① ”تیرا قتل ہو جانا بہتر تھا“ گویا معافی مقتول اور اس کے ولی کے لیے تو بہتر اور افضل ہے مگر قاتل کے لیے نقصان دہ ہے کیونکہ مقتول اور اس کا ولی تو معافی کی وجہ سے جنت میں چلے جائیں گے مگر قاتل کو حساب دینا ہوگا اور عذاب سہنا ہوگا' بخلاف اس کے کہ اگر معاف نہ کیا جاتا اور قاتل کو قتل کر دیا جاتا تو قاتل کا گناہ تو معاف ہو جاتا' البتہ مقتول اور اس کے ولی کی معافی کی کوئی ضمانت نہ ہوتی۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت سے سزا ہونے کے بعد بھی قاتل' مقتول کے وارث سے معافی کی درخواست کر سکتا ہے اور وہ چاہے تو معاف کر سکتا ہے کیونکہ یہ خالصتاً اسی کا حق ہے۔ اور یہ صرف قتل کے مسئلے میں ہے۔ چوری وغیرہ کے مسئلے میں عدالت میں کیس آنے سے پہلے تو معاف کر سکتا ہے بعد میں نہیں۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٧، ٨) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ [المائدة ٥: ٤٢] (التحفة . . .)

## باب: ۷، ۸- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ کی تفسیر

وضاحت: اس باب کی تفصیل آئندہ باب کے تحت آنے والی احادیث میں بیان ہوگی۔

## (المعجم ٨، ٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٥)

## باب: ۸، ۹- اس روایت میں عکرمہ پر اختلاف کا بیان

٤٧٣٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ، وَكَانَ النَّضِيرُ أَشْرَفَ مِنْ قُرَيْظَةَ، وَكَانَ إِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِنَ النَّضِيرِ قُتِلَ بِهِ، وَإِذَا قَتَلَ رَجُلٌ

۴۷۳۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: بنو قریظہ اور بنو نضیر (دو یہودی قبیلے تھے)۔ بنو نضیر' بنو قریظہ سے افضل شمار ہوتے تھے۔ اگر بنو قریظہ میں سے کوئی آدمی بنو نضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جاتا تھا لیکن جب بنو نضیر کا کوئی شخص بنو قریظہ کے کسی آدمی کو قتل کرتا تو وہ سو وسق کھجور دے دیتا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ مبعوث

---

٤٧٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب النفس بالنفس، ح: ٤٤٩٤ من حديث عبيدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٣٨، وابن الجارود، ح: ٧٧٢، والحاكم: ٤/ ٣٦٦، ٣٦٧، ووافقه الذهبي، وانظر، ح: ٣٢٦، ٢١١٤ لعلته، وله شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ أَدَّى مِائَةَ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ، فَقَالُوا: إِدْفَعُوهُ إِلَيْنَا نَقْتُلْهُ، فَقَالُوا: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَوْهُ فَنَزَلَتْ: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ وَالْقِسْطُ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾.

ہوئے (مدینہ منورہ تشریف لائے) تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ بنوقریظہ نے مطالبہ کیا کہ قاتل ہمارے سپرد کرو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں۔ (ان کے انکار پر) بنوقریظہ نے کہا: ہمارے اور تمھارے درمیان نبیٔ کریم ﷺ فیصلہ فرمائیں گے۔ وہ آپ کے پاس آئے تو یہ آیت اتری: ﴿وَ إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ ”اگر آپ فیصلہ فرمائیں تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں۔“ اور انصاف یہی ہے کہ جان کے بدلے جان (مقتول کے بدلے قاتل قتل کیا جائے۔) پھر یہ آیت اتری: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ ”کیا یہ اب بھی جاہلیت کے فیصلے چاہتے ہیں؟“

فائدہ: ”ہمارے اور تمھارے درمیان“ ترجمے میں اسے بنوقریظہ کا قول بتلایا گیا ہے مگر یہ بنونضیر کا قول بھی بن سکتا ہے کہ وہ قاتل سپرد کرنے کے بجائے فیصلہ آپ کے پاس لے آئے۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ہماری روایات کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ یہ ترجمہ مابعد الفاظ ”کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟“ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ واللہ أعلم۔

٤٧٣٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْآيَاتِ الَّتِي فِي الْمَائِدَةِ الَّتِي قَالَهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ إِلَى: ﴿الْمُقْسِطِينَ﴾. إِنَّمَا نَزَلَتْ فِي الدِّيَةِ بَيْنَ

۴۷۳۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیات جن میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ﴿فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ...... الْمُقْسِطِينَ﴾ ”آپ ان میں فیصلہ کریں یا نہ (آپ کی مرضی ہے)...... انصاف کرنے والوں کو (ہی پسند کرتا ہے۔“) یہ آیات بنونضیر اور بنوقریظہ کے درمیان دیت کے جھگڑے کے بارے میں نازل ہوئیں اور وہ

---

٤٧٣٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، القضاء، باب الحكم بين أهل الذمة، ح: ٣٥٩١ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٣٥. * داود عن عكرمة منكر كما في التهذيب وغيره.

النَّضِيرِ وَبَيْنَ قُرَيْظَةَ، وَذٰلِكَ أَنَّ قَتْلَى النَّضِيرِ كَانَ لَهُمْ شَرَفٌ يُودَوْنَ الدِّيَةَ كَامِلَةً، وَأَنَّ بَنِي قُرَيْظَةَ كَانُوا يُودَوْنَ نِصْفَ الدِّيَةِ، فَتَحَاكَمُوا فِي ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ فِيهِمْ، فَحَمَلَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْحَقِّ فِي ذٰلِكَ فَجَعَلَ الدِّيَةَ سَوَاءً.

اس طرح کہ بنونضیر کے مقتولین کو افضل خیال کیا جاتا تھا' اس لیے ان کی مکمل دیت (سواونٹ) ادا کی جاتی تھی جب کہ بنوقریظہ کے مقتولین کی نصف دیت ادا کی جاتی تھی۔ وہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس فیصلہ لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بارے میں حق اختیار کرنے پر مجبور کیا اور آپ نے سب کی دیت برابر قرار دی۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی حکومت کے تحت بسنے والے غیر مسلم ذمی کہلاتے ہیں۔ اپنے ذاتی معاملات تو وہ اپنی روایات کے مطابق خود طے کریں گے مگر جن معاملات کا تعلق عدالت سے ہے' وہ فیصلہ ملکی قانون کے مطابق ہوگا۔ ملکی قانون سے مراد اسلامی شریعت ہے۔ مذہب اور دین ذاتی معاملات میں شمار ہوتے ہیں۔ لوگوں سے لین دین اور جرم وسزا وغیرہ ملکی معاملات کے تحت آتے ہیں۔ ② مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین مذکورہ دونوں روایتوں کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں مل کر درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور دلائل کے اعتبار سے یہی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ٥/٢٠١' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٦/٦-١٢)

## (المعجم ٩، ١٠) - بَابُ الْقَوَدِ بَيْنَ الْأَحْرَارِ وَالْمَمَالِيكِ فِي النَّفْسِ (التحفة ٦)

## باب: ٩'١٠- آزاد اور غلام کے درمیان قصاص کا بیان؟

٤٧٣٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۴۷۳۸- حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں اور اشتر نخعی حضرت علی ؓ کے پاس گئے۔ ہم نے

---

٤٧٣٨- [صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب أيقاد المسلم من الكافر؟، ح: ٤٥٣٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٣٦. * سعيد هو ابن أبي عروبة، وفي الحديث علتان كما مر في، ح: ٣٤، ٣٦، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٠٤٧، ٦٩١٥، وابن حبان، ح: ١٦٩٩ وغيرهما. * حسنه الحافظ في الفتح: ١٢/ ٢٣١، وصححه صاحب التنقيح.

سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ عُبَادٍ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَالْأَشْتَرُ إِلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْنَا: هَلْ عَهِدَ إِلَيْكَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مَا كَانَ فِي كِتَابِي هٰذَا، فَأَخْرَجَ كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ، فَإِذَا فِيهِ: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ، وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، أَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُوعَهْدٍ بِعَهْدِهِ، مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰى نَفْسِهِ، أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

کہا: کیا نبی کریم ﷺ نے آپ کو کوئی خصوصی وصیت فرمائی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہ فرمائی ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں' البتہ میری اس تحریر میں کچھ لکھا ہے۔ پھر انھوں نے اپنی تلوار کی میان سے وہ تحریر نکالی تو اس میں لکھا تھا: ''تمام ایمان والوں کے خون برابر ہیں۔ اور وہ سب اپنے دشمن کے خلاف یکمشت ہیں۔ ان میں سے کم مرتبے والا عام شخص بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔ آگاہ رہو! کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ کسی ذمی کو جب تک وہ ہماری پناہ میں ہے۔ جو دشمن بغاوت کرے گا' اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جو شخص کسی باغی کو پناہ مہیا کرے' اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مومن کو کافر کے بدلے کسی صورت میں قتل نہیں کیا جا سکتا' خواہ مقتول ذمی ہی ہو کیونکہ مسلمان اور کافر کے خون برابر نہیں۔ البتہ ذمی کا قتل چونکہ عہد اور پناہ کی خلاف ورزی ہے' لہٰذا اس کی دیت دی جائے گی ورنہ آخرت میں منجانب اللہ سزا ہوگی۔ حکومت بھی تقریباً قید وغیرہ کی سزا دے سکتی ہے۔ واللہ أعلم. احناف ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کے قائل ہیں۔ وہ اس روایت کو حربی کافر' یعنی دشمن ملک کے کافر کے بارے میں قرار دیتے ہیں' حالانکہ دشمن ملک کے کافر کے بدلے تو قتل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ② اس حدیث سے رافضیوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ کو کچھ خصوصی وصیتیں کی تھیں' نیز معلوم ہوا کہ جرم کی سزا صرف اور صرف مجرم کو ملے گی کسی دوسرے شخص کو نہیں۔ ہمارے معاشرے میں جو اندھا قانون ہے کہ کرے کوئی بھرے کوئی' تو یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾ (فاطر ۳۵:۱۸) ''کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا (قطعاً) کوئی بوجھ نہیں اٹھائے گا (خواہ وہ اس کا کتنا ہی قرابت دار کیوں نہ ہو)۔'' اللہ کے قانون میں اس کی ذرہ بھر گنجائش نہیں بلکہ ایسا کرنے والا' مجرم اور لائق سزا قرار پاتا ہے۔ ③ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ ایک دوسرے کو قوت باہم پہنچائیں' نیز وہ اپنے دشمنوں کے خلاف متحد ہوں۔ ④ جس طرح جرم کرنا گناہ ہے اسی طرح کسی مجرم کی پشت پناہی کرنا یا اسے قرار واقعی سزا سے بچانا اور اس کی سفارش وغیرہ کرنا بھی گناہ ہے۔ مزید برآں یہ بھی کہ اگر کوئی شخص باغی اور ایسے خطرناک مجرم کو پناہ اور تحفظ دے تو یہ پناہ اور تحفظ

دینے والا شخص ملعون اور لعنتی ہے۔ اس شخص پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔ اس میں ان حضرات کے لیے لمحۂ فکریہ ہے جو مجرموں کو تحفظ دیتے ہیں کہ وہ جھوٹی ناموری کے لیے لعنت اور پھٹکار کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ⑤ ''خصوصی وصیت'' بعض بے دین لوگوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اصل وحی کی تعلیم دی ہے۔ باقی لوگوں کے پاس ناقص وحی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی نفی فرمائی کہ میرے پاس صرف ایک تحریر ہے۔ وہ بھی دیکھ لو تا کہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ اس تحریر میں ایسے مسائل تھے جو سب لوگوں سے تعلق رکھتے تھے اور لوگوں کو الگ طور سے بھی معلوم تھے۔ ⑥ ''خون برابر ہیں'' اس سے مصنف رحمہ اللہ نے استدلال فرمایا ہے کہ آزاد اور غلام مومن کا خون برابر ہے' لہٰذا انھیں ایک دوسرے کے بدلے قتل کیا جا سکتا ہے۔ یہی موقف سعید بن مسیب' ابراہیم نخعی' قتادہ' سفیان ثوری اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ مذکورہ حدیث کے مطابق مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ اس کے برعکس اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس میں سرفہرست سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نام آتا ہے لیکن ان سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے' نیز اس بارے میں وارد تمام احادیث بھی ضعیف ہیں۔ اس لیے راجح بات یہی ہے کہ آزاد آدمی اگر غلام کو قتل کر دے تو اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا الا یہ کہ اس کے ورثاء دیت پر راضی ہو جائیں یا معاف کر دیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي' للإتيوبي: ١٩/٣٦) ⑦ ''یکمشت ہیں'' یعنی مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں یکمشت رہنا چاہیے۔ آپس میں انتشار یا دشمن کی سازش کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ کفار کو دوست بنانا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیسی بہترین مثال ارشاد فرمائی ہے کہ مومن ایک ہاتھ کی انگلیوں کی طرح ہیں جو ضرورت ہو تو یکجان ہو کر زبردست مکا بن جاتی ہیں۔ ⑧ ''پناہ دے سکتا ہے'' جو دوسرے مسلمانوں کو تسلیم کرنا ہوگی' خواہ پناہ دینے والا عام فوجی یا عام مسلمان ہو۔

٤٧٣٩- أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ

۴۷۳۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمام مومنوں کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے دشمن کافروں کے خلاف ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ ان میں سے عام شخص بھی پناہ دے سکتا ہے۔ کسی

---

٤٧٣٩ـ [صحيح] أخرجه أبويعلى في مسنده: ١/ ٤٢٤، ح: ٣٠٢، وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٢٢ كلاهما عن عبيدالله بن عمر القواريري به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٣٧، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق. ● أبوحسان هو مسلم بن عبدالله الأعرج، وفي السنن الصغرى والكبرى: عمرو بن عامر، والصواب "عمر ابن عامر" كما في تحفة الأشراف وتهذيب التهذيب وغيرهما، وانظر الحديث الآتي برقم: ٤٧٤٩.

عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».

مومن کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جا سکتا۔ نہ کسی ذمی کو قتل کیا جا سکتا ہے' جب تک اس سے معاہدہ قائم ہے۔"

## (المعجم ١٠، ١١) - اَلْقَوَدُ مِنَ السَّيِّدِ لِلْمَوْلٰى (التحفة ٧)

## باب:۱۰، ۱۱- مالک سے غلام کا قصاص لینے کا بیان

٤٧٤٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، هُوَ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ، وَمَنْ أَخْصَاهُ أَخْصَيْنَاهُ».

۴۷۴۰- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا' ہم اسے قتل کر دیں گے۔ جو شخص اپنے غلام کی ناک کان کاٹے گا' ہم اس کی ناک کان کاٹ دیں گے اور جو اپنے غلام کو خصی کرے گا' ہم اسے خصی کر دیں گے۔"

٤٧٤١- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۷۴۱- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا' ہم اسے قتل کر دیں گے اور جو اپنے غلام کے ناک کان کاٹے گا' ہم اس کے ناک کان کاٹ دیں گے۔"

٤٧٤٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

۴۷۴۲- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

---

٤٧٤٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل عبده أو مثل به أيقاد منه؟، ح:٤٥١٦ من حديث هشام الدستوائي به، وعلته من حديث الطيالسي، وهو في الكبرى، ح:٦٩٣٨، وقال الترمذي، ح:١٤١٤ "حسن غريب"، ورواه شعبة عن قتادة به، أبوداود، ح:٤٥١٥، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٣٦٧، ووافقه الذهبي، انظر تسهيل الحاجة، ح:٢١٨٣، ونيل المقصود وغيرهما لحال الحسن البصري عن سمرة بن جندب رضي الله عنه.

٤٧٤١ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٦٩٣٩.

٤٧٤٢ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح:٦٩٤٠.

عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا' ہم اسے قتل کریں گے اور جو شخص اپنے غلام کی ناک کان کاٹے گا' ہم اس کی ناک کان کاٹ دیں گے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا تینوں روایات ضعیف ہیں۔ محقق کا انھیں حسن کہنا محل نظر ہے کیونکہ راجح بات یہ ہے کہ حسن بصری ؒ نے حضرت سمرہ ؓ سے سوائے عقیقہ والی روایت کے کوئی روایت نہیں سنی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند الإمام أحمد: ۳۳/۲۹۶، ۲۹۷) تاہم مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح مؤلف ؒ نے باب قائم کیا ہے کہ آقا اگر اپنے غلام کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا جیسا کہ حدیث: ۴۷۳۸ کے فوائد میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(المعجم ١١، ١٢) - قَتْلُ الْمَرْأَةِ بِالْمَرْأَةِ (التحفة ٨)

باب: ۱۱، ۱۲- عورت کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا

٤٧٤٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ نَشَدَ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكٍ فَقَالَ: كُنْتُ بَيْنَ حُجْرَتَيِ امْرَأَتَيْنِ، فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِينَهَا، فَقَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا.

۴۷۴۳- حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے اس (عورت کو عورت کے بدلے قتل کرنے) کی بابت لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ پوچھا تو حضرت حمل بن مالک ؓ اٹھے اور کہا: میں دو عورتوں کے دو کمروں کے درمیان رہتا تھا کہ ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی مار کر قتل کر دیا' نیز اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا حکم دیا اور اس عورت کے بدلے قاتل عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر ؓ کے دور میں شاید اسی قسم کا مسئلہ پیش آیا ہوگا کہ عورت بھی ماری گئی اور پیٹ کا بچہ بھی۔ اس لیے پوچھنے کی ضرورت پیش آئی۔ واللہ اعلم. ② ''دو عورتیں'' یہ دونوں عورتیں آپس میں

---

٤٧٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٢ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤١.

سوکنیں تھیں۔ سوکناپے میں ایسا ممکن ہے۔ ④ "پیٹ کے بچے کی دیت" جبکہ بچے میں روح پھونکی جا چکی ہو' یعنی حمل چار ماہ کا ہو جائے تو اس کے بعد پیدائش تک کسی بھی وقت کسی کی ضرب سے بچہ ضائع ہو جائے تو اس کی دیت غلام یا لونڈی یا قیمت کی صورت میں لاگو ہوگی۔ پیدائش کے بعد کوئی مار دے' خواہ اس نے ایک ہی سانس لیا ہو تو پھر قصاص یا پوری دیت' یعنی سو اونٹ ادا کرنے پڑیں گے۔ ⑤ "قتل کرنے کا حکم دیا" گویا قاتل کو قتل کیا جائے گا' خواہ اس نے ڈنڈے سوٹے وغیرہ ہی سے مارا ہو الا یہ کہ مقتول کے اولیاء معاف کر دیں تو پھر دیت ہوگی۔

## (المعجم ١٢، ١٣) - اَلْقَوَدُ مِنَ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ (التحفة ٩)

## باب:١٢، ١٣-عورت کے بدلے مرد کو قصاصاً قتل کرنے کا بیان

٤٧٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا، فَأَقَادَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهَا.

۴۷۴۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کی بالیاں اتارنے کی خاطر قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کو اس لڑکی کے عوض قتل کر دیا۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک مرد عورت کو قتل کرے تو اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے الا یہ کہ معافی ہو جائے۔ مذکورہ واقعہ چونکہ "ڈاکے" کی تعریف میں آتا ہے' اس لیے آپ نے مقتولہ کے اولیاء سے معافی کا عندیہ معلوم نہیں فرمایا بلکہ اسے خود قتل کرا دیا کیونکہ ڈاکا مع قتل محاربہ کی ذیل میں آتا ہے جس میں معافی نہیں۔

٤٧٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا أَخَذَ أَوْضَاحًا مِنْ جَارِيَةٍ، ثُمَّ رَضَخَ رَأْسَهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ،

۴۷۴۵-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کی بالیاں اتار لیں۔ پھر اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ لوگوں نے لڑکی کو دیکھا تو اس میں کچھ جان باقی تھی۔ وہ لوگ اس کے سامنے مختلف اشخاص کا نام لے کر پوچھنے لگے: وہ فلاں

---

٤٧٤٤_ أخرجه البخاري، الديات، باب قتل الرجل بالمرأة، ح: ٦٨٨٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤٢. * عبدة هو ابن سليمان.

٤٧٤٥_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٦٢ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤٣، وهو متفق عليه من حديث قتادة به، انظر الحديث السابق والآتي. * أبو هشام هو المخزومي.

فَأَدْرَكُوهَا وَبِهَا رَمَقٌ، فَجَعَلُوا يَتَّبِعُونَ بِهَا النَّاسَ هُوَ هٰذَا؟ هُوَ هٰذَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

تھا؟ وہ فلاں تھا؟ آخر (اس یہودی کے نام) پر لڑکی نے ہاں کا اشارہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر بھی اسی طرح دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۴۰۴۹، ۴۰۵۰۔

٤٧٤٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ، فَأَخَذَهَا يَهُودِيٌّ فَرَضَخَ رَأْسَهَا وَأَخَذَ مَا عَلَيْهَا مِنَ الْحُلِيِّ، فَأُدْرِكَتْ وَبِهَا رَمَقٌ، فَأُتِيَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلَانٌ؟» قَالَتْ بِرَأْسِهَا: لَا، قَالَ: «فُلَانٌ؟» [قَالَ]: حَتّٰى سَمَّى الْيَهُودِيَّ، قَالَتْ بِرَأْسِهَا: نَعَمْ، فَأُخِذَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۴۷۴۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک لڑکی گھر سے نکلی۔ اس کے کانوں میں بالیاں تھیں۔ ایک یہودی نے اسے پکڑ لیا۔ اس کا سر کچلا اور زیورات اتار کر لے گیا۔ جب اس لڑکی کو دیکھا گیا تو اس میں کچھ جان باقی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس سے پوچھا: ”تجھے کس نے مارا ہے؟ کیا فلاں نے؟“ اس نے سر سے اشارہ کیا: نہیں۔ فرمایا: ”فلاں نے؟“ حتیٰ کہ آپ نے اس یہودی کا نام لیا تو اس نے سر کے اشارے سے ہاں کہا۔ اس یہودی کو پکڑ لایا گیا۔ آخر اس نے تسلیم کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اس کا سر بھی اسی طرح دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

## (المعجم ١٣، ١٤) - سُقُوطُ الْقَوَدِ مِنَ الْمُسْلِمِ لِلْكَافِرِ (التحفة ١٠)

## باب: ۱۳، ۱۴- مسلمان سے کافر کا قصاص نہ لینے کا بیان

٤٧٤٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي

۴۷۴۷- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کو قتل کرنا

٤٧٤٦- أخرجه البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الأشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١٣ وغيره، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره ... الخ، ح: ١٦٧٢/ ١٧ من حديث همام ابن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤٤.

٤٧٤٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٠٥٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤٥.

إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَحِلُّ قَتْلُ مُسْلِمٍ إِلَّا فِي إِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: زَانٍ مُحْصَنٍ فَيُرْجَمُ، وَرَجُلٌ يَقْتُلُ مُسْلِمًا مُتَعَمِّدًا، وَرَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ فَيُحَارِبُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولَهُ فَيُقْتَلُ أَوْ يُصَلَّبُ أَوْ يُنْفٰى مِنَ الْأَرْضِ».

جائز نہیں الا یہ کہ وہ ان تین جرائم میں سے کوئی جرم کرے: شادی شدہ ہو کر زنا کرے تو اسے رجم کیا جائے گا۔ کسی مسلمان شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ یا اسلام سے خارج ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ شروع کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا یا اپنے علاقے سے جلاوطن کر دیا جائے گا۔"

فائدہ: مصنف رحمہ اللہ کا استدلال ظاہر الفاظ سے ہے کہ ان تین جرائم کے علاوہ کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اور ان میں دوسرا جرم کسی مسلمان کو قتل کرنے کا ہے نہ کہ کافر کو۔ اس استدلال کی تائید آئندہ احادیث سے بھی ہو رہی ہے جن میں صراحتاً فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ باقی رہا النفس بالنفس تو یہ عام نہیں کیونکہ حربی کافر کے بدلے کوئی شخص بھی مسلمان کو قتل کرنے کا قائل نہیں۔ جس طرح حربی کافر مستثنیٰ ہے اسی طرح ان احادیث کی بنا پر ذمی کافر بھی مستثنیٰ ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' فوائد و مسائل حدیث: ۴۷۳۸)

٤٧٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: سَأَلْنَا عَلِيًّا فَقُلْنَا: هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ سِوَى الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: لَا، وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ! إِلَّا أَنْ يُعْطِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدًا فَهْمًا فِي كِتَابِهِ أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ فِيهَا: «اَلْعَقْلُ، وَفِكَاكُ

۴۷۴۸- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی جانب سے قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑ کر انگوری نکالی اور روح کو پیدا فرمایا! نہیں' مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرمائے۔ (اس میں فرق ہو سکتا ہے) یا پھر اس تحریر میں کچھ باتیں ہیں۔ میں نے کہا: اس تحریر میں کیا لکھا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس میں دیت کے مسائل ہیں۔ قیدی

٤٧٤٨_ أخرجه البخاري، الديات، باب العاقلة، ح:٦٩٠٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٤٦.

الْأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ».

کو چھڑانے کی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد ومسائل حدیث: ۴۷۳۸۔ ② ''اس تحریر میں'' اور یہ باتیں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت سے خاص نہیں تھیں بلکہ عام لوگ بھی جانتے تھے۔ ③ ''قیدی کو چھڑانا'' مراد وہ قیدی ہے جو کافروں کی قید میں پھنس جائے یا حکومت کی قید میں بے گناہ ہو۔ گناہ گار قیدی جو کسی جرم میں ماخوذ ہو کر قید میں ہو،اسے چھڑانا جائز نہیں' البتہ اس سے طعام ولباس یا اس کے اہل خانہ کے طعام وغیرہ کے سلسلے میں تعاون ہو سکتا ہے۔ بسا اوقات بعض لوگ قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں قید ہو جاتے ہیں۔ ان کی طرف سے قرض ادا کر کے ان کو چھڑانا بھی فضیلت کی بات ہے۔

٤٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ إِلَّا فِي صَحِيفَةٍ فِي قِرَابِ سَيْفِي، فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى أَخْرَجَ الصَّحِيفَةَ، فَإِذَا فِيهَا: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ».

۴۷۴۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عام لوگوں کے علاوہ مجھے کوئی خصوصی وصیت نہیں فرمائی مگر میری تلوار کی میان میں ایک تحریر ہے۔ لوگ آپ سے اصرار کرتے رہے (کہ آپ وہ تحریر دکھائیں) حتیٰ کہ آپ نے وہ تحریر نکالی۔ اس میں لکھا تھا: ''تمام اہل ایمان کے خون برابر حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک عام مومن بھی کسی شخص کو تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔ سب مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی طرح یکجان ہیں۔ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا اور کسی ذمی کو اس کے ذمی ہوتے ہوئے قتل نہیں کیا جا سکتا۔''



٤٧٥٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ

۴۷۵۰- اشتر نخعی سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں میں ایسی باتیں بہت

---

٤٧٤٩- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٣٩، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٠٣٥، وأحمد: ١/ ١١٩ من حديث همام به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤٧.

٤٧٥٠- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٩٤٨، وجزء إبراهيم بن طهمان مشيخة، ح: ٥١ بطوله، وانظر الحديث السابق، وقوله: عن الأشتر، لعله: أن الأشتر قال لعلي . . . الخ، والله أعلم.

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانِ الْأَعْرَجِ، عَنِ الْأَشْتَرِ: أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَفَشَّغَ بِهِمْ مَا يَسْمَعُونَ فَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيْكَ عَهْدًا فَحَدِّثْنَا بِهِ، قَالَ: مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهْدًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ، غَيْرَ أَنَّ فِي قِرَابِ سَيْفِي صَحِيفَةً، فَإِذَا فِيهَا: «اَلْمُؤْمِنُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ». مُخْتَصَرٌ.

پھیلی ہوئی ہیں جو وہ (ادھر ادھر سے) سنتے ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خصوصی علم یا وصیت عطا فرمائی ہے تو ہمیں بیان فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی خصوصی علم یا وصیت نہیں فرمائی جو دوسرے لوگوں کو عطا نہ فرمائی ہو۔ البتہ میری تلوار کی میان میں ایک تحریر موجود ہے۔ دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا: ”تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں۔ ایک عام مسلمان بھی سب مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔ کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا اور نہ کسی ذمی کو اس کے ذمی ہوتے ہوئے قتل کیا جا سکتا ہے۔“ یہ روایت مختصر ہے۔

## (المعجم ١٤، ١٥) - تَعْظِيمُ قَتْلِ الْمُعَاهِدِ (التحفة ١١)

## باب:۱۴، ۱۵- ذمی کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے

٤٧٥١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عُيَيْنَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ».

۴۷۵۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی ذمی کو ناحق قتل کرے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام فرما دی ہے۔“

فائدہ: ”جنت حرام“ یعنی اس شخص پر جنت میں پہلے پہل داخلہ حرام ہے کیونکہ یہ ایسا جرم ہے جس کی سزا ضرور ملے گی لہٰذا وہ اولیں طور پر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کبھی جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ یہ بات تو کسی مومن کو قتل کرنے کی صورت میں بھی نہیں کہی جا سکتی۔ شریعت کی واضح نصوص صراحتاً دلالت کرتی ہیں کہ کسی بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہمیشہ کے لیے جہنمی نہیں ہوگا' آخر کار وہ جنت میں ضرور جائے گا بشرطیکہ وہ کلمہ گو اور موحد ہو۔ قتل بھی گناہ کبیرہ ہی ہے۔ تفصیلی بحث حدیث نمبر ۴۰۰۴ میں گزر چکی ہے۔ (ذمی کے قتل کی بحث کے لیے دیکھیے' فوائد ومسائل حدیث: ۴۷۳۸)

---

٤٧٥١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، ح: ٢٧٦٠ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن بن جوشن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٤٩، وصححه ابن حبان، وابن الجارود وغيرهما.

٤٧٥٢- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ ثُرْمُلَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَشُمَّ رِيحَهَا».

۴۷۵۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی ذمی کو ناحق قتل کیا' اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت تو ایک طرف اس کی خوشبو سونگھنا تک حرام کر دیا ہے۔“

٤٧٥٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا».

۴۷۵۳- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی ذمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے آتی ہے۔“

فائدہ: ”اس کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے آتی ہے“ جنت کی خوشبو محسوس ہونے کی مسافت اور فاصلے کی بابت شدید اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مفہوم کی احادیث کئی ایک ہیں۔ کسی حدیث میں ستر سال کا ذکر ہے تو کسی میں چالیس سال کا۔ مزید برآں یہ کہ کچھ احادیث میں سو سال کا ذکر ہے' کچھ میں پانچ سو سال کا اور بعض میں ہزار سال کا بھی ذکر ہے۔ اس اختلاف مسافت کی بابت اہل علم محدثین کرام رحمہم اللہ نے مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ان احادیث کے مابین جمع وتطبیق کی صورت یہ ہے کہ مَوقِف (جس جگہ روز قیامت لوگ کھڑے ہوں گے) سے کم از کم فاصلہ جہاں جنت کی خوشبو آ سکتی ہے وہ چالیس سال کی مدت کا ہے۔ اس سے زیادہ ستر سال کا فاصلہ ہے۔ یا پھر یہ عدد مبالغے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ اسی طرح پانچ سو برس' پھر ان میں سب سے زیادہ فاصلہ جہاں سے جنت کی خوشبو آ سکتی ہے' ہزار سال کا ہے۔ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مختلف روایات میں تطبیق اس طرح ہو گی کہ یہ مختلف

---

٤٧٥٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٠. * يونس هو ابن عبيد، وللحديث طرق كثيرة.

٤٧٥٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥١.

لوگوں کے باہمی تفاوت درجات کے اعتبار سے ہے۔ جن کے درجات بلند ہوں گے انھیں زیادہ مسافت سے بھی جنت کی خوشبو آئے گی اور جو درجات ومنازل کے لحاظ سے کم ہوں گے انھیں کم اور تھوڑے فاصلے سے جنت کی خوشبو آئے گی۔ ابن العربی کا کہنا ہے کہ جنت کی خوشبو اپنی طبیعت وعادت کی بنیاد پر نہیں پائی جاسکتی بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے بندے کے اندر اس کے ادراک کی صلاحیت پیدا فرمادے گا' جس کی بنا پر مسافت سے جنت کی خوشبو آئے گی' کبھی ستر سال کی مسافت سے خوشبو آئے گی تو کبھی پانچ سو سال کی مسافت سے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ' شرح سنن النسائي للإتیوبي:٣٦/٥٠،٥١)

٤٧٥٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دُحَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا [مَرْوَانُ] قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا».

۴۷۵۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی ذمی کو قتل کیا' وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پاسکے گا جبکہ اس کی خوشبو تو چالیس سال کے فاصلے سے محسوس ہوتی ہے۔''

فائدہ: ''چالیس سال'' چالیس سال میں ستر کی نفی نہیں' لہٰذا یہ روایت سابقہ روایت کے خلاف نہیں۔ اور اگر کثرت کے معنی مراد ہوں تو پھر تو سرے سے کوئی اشکال نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ وہ جنت سے بہت دور رہے گا۔ لیکن اس سے مراد ابتدا ہے ورنہ آخر کار ہر مومن جنت میں جائے گا جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

## (المعجم ١٥، ١٦) - سُقُوطُ الْقَوَدِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ فِيمَا دُونَ النَّفْسِ (التحفة ١٢)

## باب: ۱۵، ۱۶- غلاموں میں جان سے کم میں قصاص نہ ہونے کا بیان

٤٧٥٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۷۵۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت

---

٤٧٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/١٨٦، وأطراف المسند: ٤/ ١٠، ح: ٥١١٣ من حديث مروان (بن معاوية الفزاري) به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/١٢٦، ١٢٧، ووافقه الذهبي.

٤٧٥٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في جناية العبد يكون للفقراء، ح: ٤٥٩٠ من حديث معاذ ابن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٣، علته عنعنة قتادة، تقدم، ح: ٣٤.

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ شَيْئًا.

ہے کہ فقیر لوگوں کے ایک غلام نے مالدار لوگوں کے ایک غلام کا کان کاٹ دیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو کوئی معاوضہ نہ دلایا۔

**فوائد ومسائل:** ① مصنف رحمہ اللہ نے یہاں غلام مملوک کے معنی میں لیا ہے جب کہ بعض محققین نے یہاں غلام کے معنی بچہ کیے ہیں۔ عربی میں لفظ غلام دونوں معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ظاہر ہے بچے پر قصاص نہیں۔ البتہ اگر غلام ہی مراد ہو تو یہ خطا کا مقدمہ ہوگا، یعنی اس سے خطأً کان کاٹا گیا اور خطا کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہوتا۔ دونوں صورتوں میں اس کے اولیاء پر دیت آتی تھی لیکن وہ خود کنگال تھے۔ ان سے کیا وصول ہونا تھا؟ لہٰذا آپ نے صلح کروا دی۔ ② محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیتے ہیں اور دلائل کی رو سے ان کی رائے ہی صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٣٦/ ٥٤-٥٧)

## (المعجم ١٦، ١٧) - اَلْقِصَاصُ فِي السِّنِّ (التحفة ١٣)

## باب: ١٦، ١٧- دانت ٹوٹ جانے کی صورت میں قصاص

٤٧٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَالِدٍ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالْقِصَاصِ فِي السِّنِّ. وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ».

۴۷۵۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دانت میں قصاص کا حکم جاری فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا حکم قصاص ہے۔“

**فائدہ:** دانت مکمل اکھڑ جائے تو توڑنے والے کا دانت قصاصاً توڑا جا سکتا ہے، البتہ ایسے طریقے سے کہ دوسرے دانتوں کو ضعف نہ پہنچے۔ اور جو دانت اکھڑا ہو، فریق ثانی کا بھی وہی دانت اکھاڑا جائے گا۔ اور اگر مکمل نہ اکھڑے بلکہ اوپر سے ٹوٹ جائے تو فریق ثانی مناسب معاوضہ دے گا۔ اس میں قصاص نہیں ہوگا کیونکہ اتنا

---

٤٧٥٦_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٤، وأخرجه البخاري كما سيأتي، ح: ٤٧٦١، وللحديث طرق كثيرة.

ہی دانت توڑنا ممکن نہیں ہوگا اور زیادہ توڑنا جائز نہیں' لہٰذا معاوضہ دیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

٤٧٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۷۵۷- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا' ہم اسے قتل کر دیں گے اور جو کوئی اپنے غلام کی ناک یا کان کاٹ دے' ہم اس کی ناک کان کاٹ دیں گے۔''

فائدہ: جب ناک کان میں قصاص ہو سکتا ہے تو دانت میں بھی ہو سکتا ہے۔ باب سے مناسبت اسی طرح ہے' تاہم یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد و مسائل' حدیث: ۴۷۴۰۔

٤٧٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ خَصٰى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۷۵۸- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو خصی کرے' ہم اسے خصی کر دیں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کان کاٹے گا' ہم اس کی ناک کان کاٹیں گے۔''

وَاللَّفْظُ لِابْنِ بَشَّارٍ.

یہ الفاظ ابن بشار کے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت امام نسائی رحمہ اللہ نے دو استادوں: محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار سے سنی ہے۔ مذکورہ الفاظ استاد محمد بن بشار کے ہیں' نیز یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔

٤٧٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

۴۷۵۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے ایک انسان کو زخمی کر دیا۔ وہ یہ

---

٤٧٥٧ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٧٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٥.

٤٧٥٨ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٧٤٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٦.

٤٧٥٩ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب إثبات القصاص في الأسنان وما في معناها، ح: ١٦٧٥/ ٢٤ من حديث عفان بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٧.

سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَانًا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْقِصَاصَ الْقِصَاصَ» فَقَالَتْ: أُمُّ الرَّبِيعِ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلَانَةَ؟ لَا وَاللهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سُبْحَانَ اللهِ يَا أُمَّ الرَّبِيعِ! اَلْقِصَاصُ كِتَابُ اللهِ» قَالَتْ: لَا وَاللهِ! لَا يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَدًا، فَمَا زَالَتْ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ قَالَ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

مقدمہ نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قصاص دینا ہوگا۔“ ربیع کی والدہ کہنے لگیں: رسول اللہ ﷺ! کیا ام حارثہ سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! ام ربیع! قصاص تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔“ وہ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! نہیں۔ اس سے کبھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ وہ اسی طرح کہتی رہیں حتی کہ فریق ثانی نے دیت قبول کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انھیں سچا کر دیتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی کسی کا دانت توڑ دے تو اس میں قصاص واجب ہے، یعنی دانت کے بدلے توڑنے والے کا بھی وہی دانت توڑ دیا جائے گا الا یہ کہ ان کی باہمی رضامندی ہو جائے، معافی مل جائے یا قصاص نہ لیا جائے اور دیت قبول کر لی جائے۔ ② اس حدیث کی رو سے قصاص میں معافی کی سفارش کرنا مستحب ہے، البتہ یہ مسئلہ اپنی جگہ اٹل ہے کہ قصاص یا دیت لینے کا اختیار مستحق اور مظلوم ہی کو ہے، چاہے وہ قصاص پر راضی ہو یا دیت لینے پر۔ اسے نہ تو دیت لینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ اس پر کسی قسم کا دباؤ ہی ڈالا جا سکتا ہے۔ ③ قصاص وحدود کے احکام عورتوں پر بھی لاگو ہوں گے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے اولیاء اللہ کی کرامات کا بھی اثبات ہوتا ہے۔ ⑤ ”قصاص نہیں لیا جائے گا“ یہ انکار نہیں کیونکہ ان مخلص مومنین کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور کتاب اللہ کے حکم کا انکار کریں گے بلکہ یہ ان کے یقین کا اظہار ہے کہ ان شاء اللہ مصالحت کے حالات پیدا ہو جائیں گے اور قصاص کی نوبت نہیں آئے گی۔ اور فی الواقع ایسا ہی ہوا۔ ⑥ ”سچا کر دیتا ہے“ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ومکرم ہوتے ہیں اور ان کی قسم بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسا اور توکل کا نتیجہ ہوتی ہے، نہ کہ تکبر وانکار کا۔

## (المعجم ١٧، ١٨) - اَلْقِصَاصُ مِنَ الثَّنِيَّةِ (التحفة ١٤)

## باب: ١٧، ١٨- ثنیہ (دانت) میں قصاص

٤٧٦٠- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: ذَكَرَ أَنَسٌ أَنَّ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَقَضَى نَبِيُّ اللهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَخُوهَا أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ فُلَانَةَ؟ لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ فُلَانَةَ، قَالَ: وَكَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ سَأَلُوا أَهْلَهَا الْعَفْوَ وَالْأَرْشَ، فَلَمَّا حَلَفَ أَخُوهَا - وَهُوَ عَمُّ أَنَسٍ وَهُوَ الشَّهِيدُ يَوْمَ أُحُدٍ - رَضِيَ الْقَوْمُ بِالْعَفْوِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

۴۷۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری پھوپھی نے ایک لڑکی کا سامنے والا دانت توڑ دیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ ان کے بھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہے! اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ اس سے پہلے انھوں نے اس لڑکی کے گھر والوں سے معافی اور دیت کی گزارش کی تھی (مگر وہ نہ مانتے تھے)۔ پھر جب ان کے بھائی، جو حضرت انس کے چچا تھے اور جنگ احد میں شہید ہوئے، نے قسم کھائی تو وہ لوگ معافی پر راضی ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے (بلند مرتبہ) ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان (کی قسم) کو سچا کر دیتا ہے۔“

فائدہ: یہ روایت سابقہ روایت سے مختلف ہے۔ اس میں ہے کہ دانت توڑنے والی عورت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن، حضرت ربیع رضی اللہ عنہا خود ہیں جبکہ سابقہ روایت میں ان (ربیع) کی بہن ام حارثہ کو زخمی کرنے والی کہا گیا ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ اس روایت کے مطابق قسم کھانے والے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ تھے جو ربیع کے بھائی تھے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے جبکہ سابقہ روایت میں قسم کھانے والی ام ربیع کو کہا گیا ہے۔ ظاہراً ان دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے پورے وثوق سے کہا ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں، تاہم ایک ہی عورت سے سرزد ہوئے ہیں، یعنی ایک دفعہ انھوں نے کسی کو زخمی کیا تو قسم ان کی والدہ نے اٹھائی اور جب دانت توڑے تو قسم کھانے والے ان کے بھائی تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دو الگ الگ واقعات ہیں۔ ایک ربیع کا اور دوسرا ان کی بہن کا۔ ربیع نے کسی کا دانت توڑا تو قسم ان کے بھائی نے کھائی اور ان کی بہن ام حارثہ نے کسی انسان کو زخمی کیا تو اس وقت قسم کھانے والی ان کی والدہ تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ کی تطبیق ہی راجح معلوم ہوتی ہے کیونکہ احادیث کے ظاہر الفاظ کے قریب

---

٤٧٦٠- [إسناده صحيح] وتقدم طرفه، ح: ٤٧٥٦، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٥٨. * بشر هو ابن المفضل.

ترہے۔واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے :(ذخیرة العقبٰی' شرح سنن النسائي للإتیوبي: ٣٦/٦٠)

٤٧٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا إِلَيْهِمُ الْعَفْوَ فَأَبَوْا، فَعُرِضَ عَلَيْهِمُ الْأَرْشُ فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ، قَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: يَارَسُولَ اللهِ! تُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ؟ لَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا تُكْسَرُ قَالَ: «يَاأَنَسُ! كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ» فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

۴۷۶۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: (میری پھوپھی) حضرت ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کا سامنے والا دانت توڑ دیا۔ ان کے رشتہ داروں نے لڑکی کے رشتہ داروں سے معافی مانگی۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ انھیں دیت کی پیش کش کی گئی تو انھوں نے پھر انکار کر دیا۔ پھر وہ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آ گئے۔ آپ نے قصاص کا حکم جاری فرما دیا۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ نہیں' قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! ہرگز نہیں توڑا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''انس! اللہ تعالیٰ کی کتاب تو قصاص کا حکم دیتی ہے۔'' اتنے میں فریق ثانی راضی ہو گیا اور انھوں نے معافی دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ ان کی لاج رکھ لیتا ہے۔''

## (المعجم ١٨، ١٩) - اَلْقَوَدُ مِنَ الْعَضَّةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٥)

## باب:۱۸، ۱۹- دانت کاٹنے کے قصاص اور عمران بن حصین کی روایت میں ناقلین حدیث کے اختلاف الفاظ کا بیان

٤٧٦٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ

۴۷۶۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٧٦١ـ أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح في الدية، ح: ٢٧٠٣، ٤٤٩٩، ٤٥٠٠، ٤٦١١، ٦٨٩٤ من طرق عن حميد به، وصرح بالسماع عنده، وتابعه ثابت عند مسلم، ح: ١٦٧٥، والحديث في الكبرٰى، ح: ٦٩٥٩. * خالد هو ابن الحارث.

٤٧٦٢ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب الصائل على نفس الإنسان وعضوه إذا دفعه المصول عليه ... الخ، ح: ١٦٧٣/ ٢١ عن أحمد بن عثمان النوفلي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٦٠.

أَبُو الْجَوْزَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، أَوْ قَالَ: ثَنَايَاهُ فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَأْمُرُنِي تَأْمُرُنِي أَنْ آمُرَهُ أَنْ يَدَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟ إِنْ شِئْتَ فَادْفَعْ إِلَيْهِ يَدَكَ حَتَّى يَقْضَمَهَا، ثُمَّ انْتَزِعْهَا إِنْ شِئْتَ».

ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے ہاتھ پر کاٹ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے سامنے والا ایک دانت اکھڑ گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں اس کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”تو کیا چاہتا ہے؟ کیا تو چاہتا ہے کہ میں اسے کہوں کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیے رکھے اور تو اسے چباتا رہے، جیسے اونٹ چباتا ہے؟ اگر تو چاہتا ہے تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے تاکہ وہ اسے چبائے۔ پھر تو چاہے تو اپنا ہاتھ کھینچ لینا۔“

**فوائد ومسائل:** ① مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو دانت کاٹے اور دوسرا شخص، کاٹنے والے کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچ لے جس کی وجہ سے دانت کاٹنے والے کا دانت ٹوٹ جائے تو اس کا کوئی قصاص نہیں ہوگا۔ اگر اس میں قصاص واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ قصاص لے کر دیتے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ فیصلہ کرانے کے لیے حاکم وقت کے پاس مقدمہ پیش کرنا درست ہے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان خود بخود ہی قصاص لینا شروع نہ کر دے۔ ایسا کرنے سے ظلم وزیادتی اور شر وفساد پھیلنے کا اندیشہ ہے جس سے معاشرے کا امن وامان تباہ ہوگا۔ ③ بوقت ضرورت آدمی کو جانور کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے۔ اس کا اصل مقصد ایسے برے فعل سے نفرت دلانا ہوتا ہے جو اس کے شایانِ شان نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے اس غلط کام کو جانور کے کام کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حملہ آور سے اپنا دفاع کرنا شرعاً درست اور جائز ہے۔ بالخصوص جب اس کے بغیر خلاصی ناممکن ہو۔ اس دوران حملہ آور کا اگر کوئی عضو ضائع بھی ہو جائے تو دفاع کرنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہاتھ چبانے والے شخص کا دانت اکھڑ گیا اور آپ نے اس کی کوئی قیمت نہ لگائی۔

٤٧٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ

۴۷۶۳- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کے بازو پر کاٹ کھایا۔ اس نے اپنا بازو کھینچا تو اس (کاٹنے والے) کا سامنے

---

٤٧٦٣_ أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٢، ومسلم، ح: ١٦٧٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦١.

ابْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ آخَرَ عَلَى ذِرَاعِهِ، فَاجْتَذَبَهَا فَانْتُزِعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَبْطَلَهَا، وَقَالَ: «أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَ لَحْمَ أَخِيكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟».

والا دانت گر گیا۔ یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے دانت کا کوئی معاوضہ نہیں دلوایا بلکہ فرمایا: ''تیرا مقصد یہ ہے کہ تو اونٹ کی طرح اپنے بھائی کا گوشت چباتا رہتا؟ (اور وہ کچھ بھی نہ کرتا)۔''

٤٧٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَاتَلَ يَعْلٰى رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟ لَا دِيَةَ لَهُ».

۴۷۶۴- حضرت عمران بن حصین ؓ سے منقول ہے کہ حضرت یعلیٰ ؓ کا ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو دانت کاٹا۔ اس نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو کاٹنے والے کا سامنے والا دانت گر گیا۔ وہ دونوں یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو آپ نے (غصے سے) فرمایا: ''کیا تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو اونٹ کی طرح چباتا ہے؟ جاؤ اس دانت کی کوئی دیت نہیں۔''

٤٧٦٥- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ يَعْلٰى قَالَ فِي الَّذِي عَضَّ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا دِيَةَ لَكَ».

۴۷۶۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ حضرت یعلیٰ ؓ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے دوسرے کو کاٹا تھا جس سے اس کا دانت گر گیا تھا' فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے (اس جیسے مقدمے میں) فرمایا تھا: ''جاؤ تجھے کوئی دیت نہیں ملے گی۔''

٤٧٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ:

۴۷۶۶- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے بازو پر دانت

---

٤٧٦٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٢.

٤٧٦٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٦٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٣. * عبدالله هو ابن المبارك.

٤٧٦٦_[صحيح] تقدم، ح: ٤٧٦٣، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٤. * أبان هو ابن يزيد العطار.

حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ ذِرَاعَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «أَرَدْتَ أَنْ تَقْضَمَ ذِرَاعَ أَخِيكَ كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟» فَأَبْطَلَهَا.

کاٹا جس کے نتیجے میں اس کا سامنے والا دانت اکھڑ گیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا مقصد یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا بازو اونٹ کی طرح چباتا رہتا۔“ پھر آپ نے اس کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - بَابُ الرَّجُلِ يَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۹، ۲۰- آدمی اپنا دفاع کرے (اور اس سے فریق ثانی کا نقصان ہو جائے تو کوئی قصاص اور تاوان نہیں)

٤٧٦٧- أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ: أَنَّهُ قَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَقَلَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْبَكْرُ؟» فَأَبْطَلَهَا.

۴۷۶۷- حضرت یعلیٰ ابن منیہ ؓ سے روایت ہے کہ میں ایک آدمی سے لڑ پڑا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دانت کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا اور اس کا دانت اکھیڑ دیا۔ یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتا ہے جیسے اونٹ؟“ پھر آپ نے اسے باطل اور لغو قرار دیا۔ (اس کے دانت کا کوئی معاوضہ نہیں دلوایا۔)

فائدہ: کسی شخص پر حملہ ہو تو اسے دفاع کا حق ہے۔ دفاعی کارروائی کے دوران میں حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جائے حتی کہ وہ مر بھی جائے تو کوئی قصاص، دیت یا معاوضہ یا تاوان نہیں ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ اگر وہ دفاع سے بڑھ کر جارحانہ کارروائی کرے تو پھر وہ ذمہ دار ہوگا۔ اور اس بات کا تعین عدالت کرے گی کہ اس نے دفاع کیا یا جارحانہ کارروائی بھی کی۔

---

٤٧٦٧- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٢/ ٢٥٨، ح: ٦٦٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٥.

٤٧٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَهَا فَأَلْقَى ثَنِيَّتَهُ، فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْبَكْرُ؟» فَأَطَلَّهَا أَيْ أَبْطَلَهَا.

۴۷۶۸-حضرت یعلیٰ ابن منیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنوتمیم کے ایک آدمی نے ایک دوسرے شخص سے لڑائی کی اور اس کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیے۔ اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو ساتھ ہی اس کا دانت بھی باہر آ گیا۔ وہ یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فرمایا: ”تم اپنے بھائی کو اس طرح کاٹتے ہو جس طرح اونٹ کاٹتا ہے؟“ پھر آپ نے اسے باطل قرار دیا، یعنی اس کے دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

## (المعجم ٢٠، ٢١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٦) - أ

## باب: ۲۰، ۲۱-اس روایت میں (راویوں کا) عطاء پر اختلاف

٤٧٦٩- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَمَّيْهِ سَلَمَةَ وَيَعْلَى ابْنَيْ أُمَيَّةَ قَالَا: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا، فَقَاتَلَ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهُ، فَجَذَبَهَا مِنْ فِيهِ فَطَرَحَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ يَلْتَمِسُ الْعَقْلَ، فَقَالَ: «يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ فَيَعَضُّهُ كَعَضِيضِ الْفَحْلِ، ثُمَّ يَأْتِي يَطْلُبُ

۴۷۶۹-امیہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں حضرت سلمہ اور یعلیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی بھی تھا۔ وہ کسی دوسرے مسلمان سے لڑ پڑا۔ اس آدمی نے اس کے بازو پر دانت گاڑ دیے۔ اس نے بازو اس کے منہ سے کھینچا تو ساتھ دانت بھی نکل آیا۔ وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور دیت دلوانے کا مطالبہ کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو جا کر اس طرح کاٹتا ہے جیسے اونٹ چباتا ہے۔ پھر آ کر دیت مانگنا شروع کر دیتا ہے؟ اس

---

٤٧٦٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٦.

٤٧٦٩- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من عض رجلاً فنزع يده فندر ثناياه، ح: ٢٦٥٦ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٧، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٢٢٢، ٢٢٣ وغيره، وله شواهد انظر الحديث الآتي، فالحديث صحيح.

الْعَقْلَ؟ لَا عَقْلَ لَهَا» . فَأَبْطَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ .

(طرح کے دانتوں) کی کوئی دیت نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

٤٧٧٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَهْدَرَهَا .

۴۷۷۰-حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے بازو پر کاٹ کھایا جس سے اس کا سامنے والا دانت اکھڑ گیا۔ وہ آپ کے پاس (دیت لینے کے لیے) آیا تو آپ نے اسے رائیگاں قرار دیا۔(اس کا کوئی معاوضہ نہیں دلوایا۔)

٤٧٧١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ - مَرَّةً أُخْرَى- عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى، وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ يَعْلَى: أَنَّهُ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ، فَانْتَزَعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَخَاصَمَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَيَدَعُهَا يَقْضِمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ؟».

۴۷۷۱-حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو نوکر رکھا۔ وہ کسی آدمی سے لڑ پڑا اور اس کا ہاتھ کاٹ کھایا۔ ساتھ ہی دانت بھی اکھڑ گیا۔ وہ یہ مقدمہ نبی ﷺ کی عدالت میں لے گیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وہ اپنا ہاتھ (تیرے منہ میں) چھوڑ دیتا کہ تو اسے اونٹ کی طرح چباتا رہتا؟''

٤٧٧٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ

۴۷۷۲-حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کو گیا تو میں نے ایک شخص نوکر رکھ لیا۔ پھر میرا نوکر کسی آدمی سے لڑ پڑا۔ اس آدمی نے اسے

---

٤٧٧٠ـ أخرجه البخاري، الإجارة، باب الأجير في الغزو، ح: ٢٢٦٥، ومسلم، القسامة، باب الصائل على نفس الإنسان وعضوه، إذا دفعه المصول عليه . . . الخ، ح: ١٦٧٤/ ٢٣ من حديث ابن جريج عن عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٨ . * سفيان هو ابن عيينة، وفي حديثه علة، وعمرو هو ابن دينار .

٤٧٧١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٦٩ .

٤٧٧٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٠ .

تَبُوكَ، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا، فَقَاتَلَ أَجِيرِي رَجُلًا، فَعَضَّ الْآخَرُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَهْدَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

کاٹ کھایا حتیٰ کہ اس کا سامنے والا دانت گر گیا۔ وہ شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے یہ بات ذکر کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے رائیگاں قرار دیا۔ (اس کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔)

٤٧٧٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، وَكَانَ أَوْثَقَ عَمَلٍ لِي فِي نَفْسِي، وَكَانَ لِي أَجِيرٌ، فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا إِصْبَعَ صَاحِبِهِ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ، فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ، فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ: «أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا»؟.

۴۷۷۳- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تنگی والے لشکر میں گیا اور میرے نزدیک میرا یہ عمل سب سے افضل عمل ہے۔ وہاں میرا ایک نوکر کسی آدمی سے لڑ پڑا۔ ان میں سے کسی ایک نے دوسرے کی انگلی پر دانت گاڑ دیا۔ اس نے جو انگلی کھینچی تو ساتھ ہی دانت بھی اکھڑ آیا۔ دوسرا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے کوئی معاوضہ نہ دلوایا بلکہ فرمایا: ”کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیے رکھتا کہ تو اسے چباڈالتا؟“

فائدہ: ”تنگی والا لشکر“ اس سے مراد غزوۂ تبوک کا لشکر ہے کیونکہ یہ وقت تنگی کا تھا۔ موسم سخت گرم تھا۔ پھل اور فصلیں پک چکی تھیں۔ پچھلے پھل اور غلے ختم ہو چکے تھے۔ سفر بھی بہت لمبا تھا۔ دشمن بہت طاقت ور اور کثیر تھا۔ ایسے میں نکلنا بہت دشوار تھا۔ تبھی تو انھوں نے اس سفر کو اپنا سب سے افضل عمل قرار دیا ہے کیونکہ اجر مشقت کے حساب سے ملتا ہے۔

٤٧٧٤- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ يَعْلٰى، عَنْ أَبِيهِ بِمِثْلِ الَّذِي عَضَّ فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۷۷۴- حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں جس نے ساتھی کو کاٹ کھایا تھا اور اس کا دانت اکھڑ گیا تھا' سابقہ روایت کی طرح بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ”تجھے کوئی دیت نہیں

٤٧٧٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧١.

٤٧٧٤- [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٢.

ﷺ قَالَ: «لَا دِيَةَ لَكَ».

ملے گی۔"

٤٧٧٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ: أَنَّ أَجِيرًا لِيَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ عَضَّ آخَرُ ذِرَاعَهُ فَانْتَزَعَهَا مِنْ فِيهِ، فَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ سَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَأَبْطَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «لَا، أَيَدَعُهَا فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ؟».

۴۷۷۵- حضرت صفوان بن یعلیٰ ابن منیہ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت یعلیٰ ابن منیہ ؓ کے ایک نوکر کے بازو پر ایک دوسرے شخص نے دانت گاڑ دیے۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کا دانت گر گیا۔ یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے پاس پیش ہوا تو آپ نے اس دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا بلکہ فرمایا: "کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں رکھ چھوڑتا کہ تو اسے اونٹ کی طرح چباتا رہتا۔"

٤٧٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمَّارٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى: أَنَّ أَبَاهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَاسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا، فَعَضَّ الرَّجُلُ ذِرَاعَهُ، فَلَمَّا أَوْجَعَهُ نَتَرَهَا فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَعَضُّ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ؟». فَأَبْطَلَ ثَنِيَّتَهُ.

۴۷۷۶- حضرت صفوان بن یعلیٰ سے روایت ہے کہ میرے والد غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ ساتھ ایک نوکر بھی لے گئے۔ وہ کسی آدمی سے لڑ پڑا۔ اس آدمی نے اس کی کلائی پر کاٹ لیا۔ جب اس کو تکلیف ہوئی تو اس نے زور سے ہاتھ کھینچا۔ ساتھ ہی دانت بھی اکھڑ آیا۔ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف بڑھتا ہے اور اس کو اس طرح کاٹ کھاتا ہے جیسے اونٹ چباتا ہے۔" آپ نے اس کے دانت کا کوئی معاوضہ نہ دلوایا۔

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت مختلف سندوں سے مروی ہے۔ بعض طرق میں لڑنے والے دونوں افراد

---

٤٧٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٣.

٤٧٧٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٧٧٠، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٤.

کے نام مخفی رکھے گئے ہیں۔ بعض میں دانت کاٹنے والے کی صراحت ہے اور بعض میں جسے کاٹا گیا اس کا ذکر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دو واقعات ہوں' ایک لڑائی کرنے والے حضرت یعلیٰ اور دوسرا کوئی شخص ہو اور دوسرے میں حضرت یعلیٰ کا نوکر اور دوسرا کوئی شخص ہو۔ لیکن راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور تمام روایات میں تطبیق کی صورت یوں ہے کہ یہ لڑائی حضرت یعلیٰ اور ان کے نوکر کے درمیان ہوئی۔ دانت کاٹنے والے حضرت یعلیٰ خود تھے اور دانت بھی انھی کا ٹوٹا تھا۔ شاید اسی وجہ سے انھوں نے اپنا نام مخفی رکھا۔ حضرت عمران بن حصین نے حضرت یعلیٰ کے نام کی صراحت کی ہے۔ (حدیث: ۴۷۶۴) اور جنھیں کاٹا گیا وہ ان کے نوکر تھے۔ اس طرح رجل من المسلمین، رجلاً من بني تمیم، عض الآخر اور عض الرجل سے مراد حضرت یعلیٰ ہوں گے۔ ② بعض روایات میں یعلیٰ بن امیہ ہے اور بعض میں یعلیٰ ابن منیہ۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ امیہ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کے باپ کا نام ہے اور منیہ ماں کا اس لیے کبھی ان کی نسبت باپ کی طرف کی گئی اور کبھی ماں کی طرف' لہٰذا اس میں کوئی اشکال نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري شرح صحیح البخاري: ۱۲/ ۲۷۴، ۲۷۵)

## (المعجم ٢١، ٢٢) - اَلْقَوَدُ فِي الطَّعْنَةِ (التحفة ١٧)

## باب: ۲۱، ۲۲- چھڑی چھونے میں قصاص

٤٧٧٧- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبِيدَةَ ابْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ شَيْئًا، أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، فَطَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَ فَاسْتَقِدْ» فَقَالَ: بَلْ قَدْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ اللهِ.

۴۷۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کوئی چیز تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ اور (بے صبری میں) آپ پر اوندھا ہی ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی کی نوک اس کو مار دی۔ وہ آدمی (حلقے سے) نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھائی! ادھر آ اور بدلہ لے لے۔" اس نے کہا: (نہیں) بلکہ میں نے معاف کر دیا۔

---

٤٧٧٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب القود من الضربة وقص الأمير من نفسه، ح: ٤٥٣٦ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٥ . * عبيدة لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم، وقال ابن المديني: "مجهول، ولا أدري سمع من أبي سعيد أم لا؟".

٤٧٧٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى يُحَدِّثُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْسِمُ شَيْئًا إِذْ أَكَبَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَطَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ، فَصَاحَ الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَ فَاسْتَقِدْ» قَالَ: بَلْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ اللهِ.

۴۷۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کوئی چیز تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی (لینے کے لیے) آپ پر اوندھا ہی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چھڑی سے اسے کچوکا لگایا تو وہ ہائے وائے کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ادھر آ اور بدلہ لے لے۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! (نہیں) بلکہ میں نے معاف کر دیا۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں، تاہم دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے اور اگر کبھی آپ کسی پر سختی کرتے تو اپنے آپ کو بدلہ دینے کے لیے پیش کر دیتے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی کوکھ میں لکڑی چبھوئی تو انھوں نے کہا: مجھے بدلہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لے لو۔'' انھوں نے کہا: آپ کے جسم پر تو قمیص ہے جبکہ مجھ پر قمیص نہیں تھی۔ (یہ بات سن کر) نبی ﷺ نے اپنی قمیص اوپر کر دی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور آپ کے پہلو مبارک پر بوسہ دینے لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا یہی ارادہ تھا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الأدب، باب في قبلة الجسد، حديث: ٥٢٢٤)

## (المعجم ٢٢، ٢٣) - اَلْقَوَدُ مِنَ اللَّطْمَةِ (التحفة ١٨)

## باب: ۲۲، ۲۳- تھپڑ میں قصاص

٤٧٧٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ

۴۷۷۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عباس کے جاہلی دور کے ایک

---

٤٧٧٨- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٦.

٤٧٧٩- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٤/ ٢٤ عن عبيدالله بن موسى به مطولاً، واختصره الترمذي، ح: ٣٧٥٩، وقال: "حسن صحيح غريب، لا نعرفه إلا من حديث إسرائيل"، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٧، وصححه الحاكم: ٣/ ٣٢٥، ٣٢٦، ووافقه الذهبي، وخالفه في السير: ٢/ ٩٩، وهو الصواب. * عبدالأعلى الثعلبي تقدم حاله، ح: ٢٠١١.

عَبْدِ الْأَعْلٰى أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ فِي أَبٍ كَانَ لَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ، فَجَاءَ قَوْمُهُ فَقَالُوا: لَيَلْطِمَنَّهُ كَمَا لَطَمَهُ، فَلَبِسُوا السِّلَاحَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ تَعْلَمُونَ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ؟» فَقَالُوا: أَنْتَ، فَقَالَ: «إِنَّ الْعَبَّاسَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ لَا تَسُبُّوا مَوْتَانَا فَتُؤْذُوا أَحْيَاءَنَا» فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ اسْتَغْفِرْ لَنَا.

جد امجد کو برا بھلا کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ اس آدمی کے قبیلے والے آئے اور کہنے لگے: یہ بھی انھیں تھپڑ مارے گا جس طرح انھوں نے اسے تھپڑ مارا ہے حتی کہ انھوں نے اسلحہ پہن لیا۔ یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی۔ آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”اے لوگو! تم روئے زمین پر بسنے والے لوگوں میں سے کس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز ومحترم سمجھتے ہو؟“ انھوں نے کہا: آپ کو۔ آپ نے فرمایا: ”پھر سن لو! عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ ہمارے فوت شدہ آباؤ اجداد کو برا نہ کہو۔ اس طرح تم ہم میں سے زندہ افراد کو تکلیف پہنچاؤ گے۔“ وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: ہم آپ کی ناراضی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ (معاف فرما دیجیے اور اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بخشش کی دعا فرمائیے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے، تاہم ایسے معاملات میں قصاص صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

## (المعجم ٢٣، ٢٤) - اَلْقَوَدُ مِنَ الْجَبْذَةِ (التحفة ١٩)

## باب: ۲۳، ۲۴- کھینچنے (اور گھسیٹنے) میں قصاص

٤٧٨٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نَقْعُدُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي

۴۷۸۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ جب آپ کھڑے ہوتے، ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ ایک دن آپ کھڑے

---

٤٧٨٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الحلم وأخلاق النبي ﷺ، ح: ٤٧٧٥ من حديث محمد بن هلال به، ولم يوثقه من المتقدمين غير ابن حبان فيما أعلم، وقال الذهبي: "لا يعرف"، وحسن له النووي في رياض الصالحين، ح: ١٥٩٩، والحديث في الكبرٰى، ح: ٦٩٧٨، والله أعلم به.

الْمَسْجِدِ، فَإِذَا قَامَ قُمْنَا، فَقَامَ يَوْمًا وَقُمْنَا مَعَهُ، حَتّٰى لَمَّا بَلَغَ وَسَطَ الْمَسْجِدِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ، فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ مِنْ وَرَائِهِ، وَكَانَ رِدَاؤُهُ خَشِنًا فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِحْمِلْ لِي عَلٰى بَعِيرَيَّ هٰذَيْنِ، فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، لَا أَحْمِلُ لَكَ حَتّٰى تُقِيدَنِي مِمَّا جَبَذْتَ بِرَقَبَتِي». فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: لَا وَاللهِ! لَا أُقِيدُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ: لَا وَاللهِ! لَا أُقِيدُكَ، فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الْأَعْرَابِيِّ أَقْبَلْنَا إِلَيْهِ سِرَاعًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «عَزَمْتُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ كَلَامِي أَنْ لَا يَبْرَحَ مَقَامَهُ حَتّٰى آذَنَ لَهُ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ: «يَا فُلَانُ! احْمِلْ لَهُ عَلٰى بَعِيرٍ شَعِيرًا، وَعَلٰى بَعِيرٍ تَمْرًا». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِنْصَرِفُوا».

ہوئے' ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے' حتیٰ کہ جب آپ مسجد کے درمیان پہنچے تو ایک آدمی آپ کو ملا۔ اس نے پیچھے سے آپ کی چادر پکڑ کر کھینچی۔ آپ کی چادر کھردری سی تھی' اس لیے آپ کی گردن سرخ ہو گئی۔ وہ شخص کہنے لگا: اے محمد! مجھے یہ دو اونٹ (غلہ) لاد دیجیے۔ آپ کون سا اپنے یا اپنے باپ کے مال سے دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں واقعتاً اپنے مال سے نہیں دیتا اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں (کہ ایسا غلط اعتقاد رکھوں) لیکن میں تجھے کچھ بھی نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو مجھے گردن سے چادر کھینچنے کا قصاص دے۔'' اس اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو قصاص نہیں دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے ہی فرمایا۔ وہ (اعرابی) ہر دفعہ یہی کہتا تھا: اللہ کی قسم! میں آپ کو قصاص نہیں دوں گا۔ ہم نے اعرابی کی باتیں سنیں تو ہم تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آتے دیکھا تو فرمایا: ''جو بھی شخص میری آواز سنتا ہے' میں اسے قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے حتیٰ کہ میں اسے اجازت دوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: ''ارے! اس کو ایک اونٹ پر جو اور دوسرے اونٹ پر خشک کھجوریں لاد دے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے (دوسرے لوگوں سے) فرمایا: ''جاؤ۔ چلے جاؤ۔''

فائدہ: یہ روایت اس سیاق سے سنداً ضعیف ہے' تاہم اعرابی کے سوال کرنے اور چادر گلے میں ڈالنے کا واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأدب' حديث: ٦٠٨٨)

(المعجم ٢٤، ٢٥) - **اَلْقِصَاصُ مِنَ السَّلَاطِينِ** (التحفة ٢٠)

٤٧٨١- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي فِرَاسٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقِصُّ مِنْ نَفْسِهِ.

(المعجم ٢٥، ٢٦) - **اَلسُّلْطَانُ يُصَابُ عَلٰى يَدِهِ** (التحفة ٢١)

٤٧٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَبَا جَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقًا فَلَاجَّهُ رَجُلٌ فِي صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اَلْقَوَدَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا» فَلَمْ يَرْضَوْا بِهِ، فَقَالَ: «لَكُمْ كَذَا وَكَذَا» فَرَضُوا بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ» قَالُوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ هٰؤُلَاءِ أَتَوْنِي يُرِيدُونَ الْقَوَدَ، فَعَرَضْتُ

باب:۲۴، ۲۵- **بادشاہوں سے قصاص لینے کا بیان**

۴۷۸۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ذات اقدس سے قصاص دلاتے تھے۔

باب:۲۵، ۲۶- **حاکم وقت کے ہاتھوں کسی پر زیادتی ہو جائے تو؟**

۴۷۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ لینے کے لیے بھیجا۔ ایک آدمی نے صدقہ دینے کے بارے میں جھگڑا کیا تو حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا۔ وہ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں قصاص چاہیے۔ آپ نے فرمایا: ”تمھیں اتنا معاوضہ دیتا ہوں۔“ وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا تم اتنا (اور) لے لو۔“ آخر وہ راضی ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں لوگوں کے سامنے خطبہ دے کر انھیں تمھارے راضی ہونے کی خبر دیتا ہوں۔“ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد

---

٤٧٨١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب القود من الضربة وقص الأمير من نفسه، ح: ٤٥٣٧ من حديث الجريري به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٧٩. * أبوفراس النهدي مستور، ولم يعرفه أبوزرعة.

٤٧٨٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب العامل يصاب على يديه خطأ، ح: ٤٥٣٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٨٠٣٢، والكبرى، ح: ٦٩٨٠. * الزهري عنعن، تقدم، ح: ١٢٠٧.

عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوا» قَالُوا: لَا، فَهَمَّ الْمُهَاجِرُونَ بِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَكُفُّوا، فَكَفُّوا، ثُمَّ دَعَاهُمْ قَالَ: «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فَإِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ» قَالُوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ: «أَرَضِيتُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ.

فرمایا: ''یہ لوگ میرے پاس قصاص لینے آئے تھے۔ میں نے انھیں اتنے مال کی پیش کش کی تو یہ راضی ہو گئے ہیں۔'' لیکن وہ لوگ کہنے لگے: ہم راضی نہیں۔ مہاجرین نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے ان کو روک دیا۔ وہ رک گئے۔ آپ نے پھر ان کو بلایا اور فرمایا: ''کیا تم اب راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں پھر لوگوں سے خطاب کروں گا اور انھیں بتاؤں گا کہ تم راضی ہو گئے ہو۔'' انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور ان سے پوچھا: ''تم راضی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔

**فوائد ومسائل:** ① اگر بادشاہ اور کوئی صاحب اختیار واقتدار حکمران کسی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور مار کٹائی والا معاملہ کرے جیسا کہ حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے' تاہم فریق ثانی کو کچھ دے دلا کر بھی معاملہ رفع دفع کیا جا سکتا ہے۔ ② دیہاتی طبعاً سخت مزاج ہوتے ہیں اور لاعلم بھی' اس لیے انھوں نے اس طرح کا رویہ اختیار کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی جہالت کی وجہ سے ان کے رویے سے درگزر فرمایا جو آپ کی وسعت ظرفی اور حسن اخلاق کی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کو عوام الناس کی بے ادبیوں کو صبر اور اخلاق سے برداشت کرنا چاہیے اور اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ ③ اس روایت کو دیگر محققین نے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجه (مترجم)، طبع دارالسلام، حديث: ٢٦٣٨)

## (المعجم ٢٦، ٢٧) - اَلْقَوَدُ بِغَيْرِ حَدِيدَةٍ (التحفة ٢٢)

## باب: ۲۶، ۲۷- تیز دھار آلے کی بجائے کسی اور چیز سے قصاص لینا

٤٧٨٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

۴۷۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کے کانوں میں بالیاں دیکھیں تو

---

٤٧٨٣_ أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا قتل بحجر أو بعصا، ح: ٦٨٧٧، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره ... الخ، ح: ١٦٧٢ من حديث شعبة بن الحجاج به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٨١. * هشام بن زيد هو ابن أنس بن مالك.

زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ يَهُودِيًّا رَأَى عَلَى جَارِيَةٍ أَوْضَاحًا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ، فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فَقَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَ شُعْبَةُ بِرَأْسِهِ يَحْكِيهَا أَنْ: لَا، فَقَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَ شُعْبَةُ بِرَأْسِهِ يَحْكِيهَا أَنْ: لَا، قَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟» فَأَشَارَ شُعْبَةُ بِرَأْسِهِ يَحْكِيهَا أَنْ: نَعَمْ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَتَلَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

(ان کو حاصل کرنے کے لیے) اس نے لڑکی کو ایک پتھر سے مار ڈالا۔ اس بچی کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس میں کچھ جان باقی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر کے اشارے سے کہا: نہیں۔ آپ نے پھر (تیسری بار) اس سے پوچھا: ”کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے سر کے اشارے سے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا بھیجا اور اسے دو پتھروں کے درمیان قتل کر دیا۔

**فائدہ:** معلوم ہوا یہ ضروری نہیں کہ قصاص تلوار سے ہی لیا جائے' قصاص تو بذات خود بھی مماثلت کا تقاضا کرتا ہے' اس لیے اگر قاتل نے مقتول کو دردناک طریقے سے قتل کیا ہو تو اسے بھی دردناک طریقے ہی سے قتل کیا جائے گا۔ رہی حدیث [لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ] ”قصاص تلوار کے بغیر نہیں لیا جائے گا۔“ تو یہ ضعیف ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ قتل کسی بھی چیز سے ہو' اگر نیت قتل کی ہو تو قصاص لیا جا سکتا ہے کیونکہ اعتبار نیت کا ہے نہ کہ آلۂ قتل کا بلکہ تلوار کے علاوہ تو قتل مزید دردناک ہو جاتا ہے اور ظالمانہ بھی۔ مزید تفصیل احادیث: ۴۰۲۹، ۴۰۵۰، ۴۷۴۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

٤٧٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً إِلَى قَوْمٍ مِنْ خَثْعَمٍ، فَاسْتَعْصَمُوا بِالسُّجُودِ فَقُتِلُوا، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ:

۴۷۸۴- حضرت قیس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم قبیلے کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ وہ سجدے میں پڑ گئے تاکہ جان بچا سکیں لیکن وہ بھی مارے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نصف دیت ادا فرمائی اور فرمایا: ”میں ہر اس مسلمان سے لاتعلق ہوں جو

---

٤٧٨٤ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٦٩٨٢، وهذا مرسل، ورواه أبوداود، ح: ٢٦٤٥ متصلاً، وسنده ضعيف، والمرسل أرجح وأصح كما قال الترمذي، ح: ١٦٠٥. ● إسماعيل هو ابن أبي خالد، وقيس هو ابن أبي حازم، وللحديث شواهد ضعيفة.

«إِنِّي بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مَعَ مُشْرِكٍ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا لَا تَرَاءَى نَارَاهُمَا».

کافروں میں رہتا ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خبردار! مسلمان اور کافر اتنے دور رہیں کہ انھیں ایک دوسرے کی آگ نظر نہ آئے۔"

**فوائد ومسائل:** ① "وہ سجدے میں گر پڑے" یعنی ان میں سے کچھ لوگ جو مسلمان تھے لیکن کسی کو ان کے اسلام کا علم نہیں تھا' انھوں نے سجدے کو اپنے اسلام کے اظہار کا ذریعہ بنایا مگر جنگ کی بھیڑ بھاڑ میں اس کا پتا نہ چلا اور وہ بھی مارے گئے۔ اس میں مقتولین کا بھی قصور تھا کہ وہ مشرکین میں رہ رہے تھے' اس لیے آپ نے ان کی دیت نصف ادا فرمائی۔ اور پھر تنبیہ فرما دی کہ مسلمانوں اور مشرکین کو اکٹھا نہیں رہنا چاہیے' خصوصاً اس حالت میں کہ جب ان میں امتیاز بھی نہ ہو بلکہ مسلمانوں کو مشرکین سے اتنا دور رہنا چاہیے کہ ایک دوسرے کی آگ بھی نظر نہ آئے۔ گویا الگ بستی میں رہنا چاہیے۔ مسلمانوں کی آبادی الگ ہونی چاہیے اور کفار کی الگ تاکہ حملے کی صورت میں امتیاز ہو سکے۔ ② اس روایت کا باب سے کوئی تعلق نہیں' البتہ کتاب سے تعلق ہے کہ اگر لاعلمی یا خطا میں کوئی مسلمان مارا جائے تو اس کی دیت ادا کرنی ہوگی۔ واللہ أعلم. ③ جب کوئی شخص اپنے اسلام کا اظہار کر دے تو پھر اسے قتل کرنا حرام ہے' خواہ وہ کافروں ہی میں رہتا ہو۔ ④ بلا ضرورت دارالحرب میں رہنا درست نہیں۔ بالخصوص وہاں مستقل رہائش اختیار کرنا بالکل جائز نہیں۔ ⑤ محقق کتاب نے اگرچہ اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے انھی کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ٥/٢٩-٣٣' و ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٦/١١٤-١١٨) ⑥ مزید فوائد ومسائل کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔ (سنن ابوداود (مترجم) طبع دارالسلام، حدیث: ٢٦٤٥)

## (المعجم ٢٧، ٢٨) - تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة ٢:١٧٨] (التحفة ٢٣)

## باب: ٢٧، ٢٨- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ﴾ کی تفسیر

٤٧٨٥- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

٤٧٨٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا۔

٤٧٨٥- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "يأيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص"، ح: ٤٤٩٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٣. * عمرو هو ابن دينار.

عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقِصَاصُ، وَلَمْ تَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَى بِالْأُنثَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾. فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ، وَاتِّبَاعٌ بِمَعْرُوفٍ يَقُولُ يَتَّبِعُ هٰذَا بِالْمَعْرُوفِ، وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ وَيُؤَدِّي هٰذَا بِإِحْسَانٍ، ﴿ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ إِنَّمَا هُوَ الْقِصَاصُ لَيْسَ الدِّيَةَ.

دیت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ آیت اتاری: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى﴾ ”تم پر مقتولوں کے بارے میں برابر کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے وہی آزاد (قاتل) اور غلام کے بدلے وہی غلام (قاتل) اور عورت کے بدلے وہی (قاتل) عورت (قتل کی جائے گی۔)...... پھر جس شخص کو اس کے بھائی (مقتول کے ولی) کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو (معاف کرنے والے کے لیے) اچھے طریقے سے دیت طلب کرنا اور (قاتل کے لیے) اچھے طریقے سے ادائیگی کرنا ہے۔“ معافی سے مراد یہ ہے کہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کا ولی دیت لینا قبول کرے۔ اتباع بالمعروف سے یہ مراد ہے کہ مقتول کا ولی مناسب انداز میں دیت وصول کر لے اور دوسرا فریق اچھے طریقے سے ادائیگی کرے۔ ﴿ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ ”یہ تمھارے رب کی طرف سے آسانی اور رحمت ہے“۔ یعنی اہل کتاب پر نازل کردہ حکم کے مقابلے میں جو کہ صرف قصاص تھا اور دیت (کی گنجائش) نہیں تھی۔

**فوائد ومسائل:** ① ”برابر کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے“ یعنی قصاص لینا جائز ہے۔ مشروع ہے، واجب اور ضروری نہیں بلکہ عام حالات میں معافی بہتر ہے۔ ② ”آزاد کے بدلے وہی آزاد (قاتل)“ دور جاہلیت میں بعض قوی قبائل اپنے غلام کو دوسروں کے آزاد اور اپنی عورت کو دوسروں کے مردوں کے برابر سمجھتے تھے۔ اپنے ایک آزاد کے بدلے میں وہ دوسروں کے دس دس آزاد مار دیتے تھے۔ شریعت نے فرمایا: قاتل ہی قتل کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام، عورت ہو یا مرد ایک ہو یا زائد۔ بعض حضرات نے معنی کیے ہیں: ”آزاد کے بدلے آزاد قتل کیا جائے گا، غلام کے بدلے غلام“ حالانکہ یہ معنی غلط ہیں۔ مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کیا جائے گا نہ کہ کوئی آزاد یا غلام۔ ③ ”کچھ معافی“ یعنی قصاص معاف ہو جائے، خواہ سب اولیاء معاف کر دیں یا ایک ولی

معاف کر دے۔ ایسی صورت میں قصاص نہیں، دیت ہوگی۔ ④ ''اچھے طریقے سے'' جب ولی نے قصاص معاف کیا ہے تو وہ دیت لینے میں بھی احسان کرے کہ قسطوں میں لے۔ یکمشت ادائیگی کی ضد نہ کرے الا یہ کہ قاتل آسانی سے یکمشت ادا کر سکتا ہو۔ اسی طرح قاتل کو بھی احسان کی قدر کرتے ہوئے تندہی سے ادائیگی کرنی چاہیے اور مقتول کے اولیاء کو پریشان نہیں کرنا چاہیے۔

٤٧٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ﴾ قَالَ: كَانَ بَنُو إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ الْقِصَاصُ وَلَيْسَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ، فَجَعَلَهَا عَلَى هٰذِهِ الْأُمَّةِ تَخْفِيفًا عَلَى مَا كَانَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ.

٤٧٨٦-حضرت مجاہد نے آیت کریمہ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى......﴾ ''تم پر مقتولوں کے بارے میں قصاص (برابر کا بدلہ) لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلے وہی آزاد۔'' کے متعلق میں فرمایا: بنو اسرائیل کے لیے صرف قصاص کا حکم تھا، دیت نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دیت کا حکم اتار کر اس امت کے لیے بنی اسرائیل کے مقابلے میں تخفیف فرمادی۔

## (المعجم ٢٨، ٢٩) - اَلْأَمْرُ بِالْعَفْوِ عَنِ الْقِصَاصِ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۸، ۲۹-قصاص معاف کرنے کا مشورہ دینے کا بیان

٤٧٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ - وَهُوَ ابْنُ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ - عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي قِصَاصٍ، فَأَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

٤٧٨٧-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس قصاص کا ایک مقدمہ آیا تو آپ نے معاف کرنے کا مشورہ دیا۔

فائدہ: حدیث میں لفظ ''امر'' ہے۔ عربی میں اس کے مختلف مفہوم ہیں۔ ان میں سے ایک مشورہ بھی ہے۔ قصاص اولیائے مقتول کا شرعی حق ہے، لہٰذا انھیں قصاص چھوڑنے کا حکم نہیں دیا جا سکتا، اگرچہ معاف کرنا ہی

---

٤٧٨٦ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٤.

٤٧٨٧ـ[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ح: ٤٤٩٧ من حديث عبدالله ابن بكر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٥. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

افضل ہے۔البتہ مشورہ دیا جاسکتا ہے'اس لیے یہاں اس معنی کو ترجیح دی گئی ہے۔

٤٧٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحمنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَبَهْزُ بْنُ أَسَدٍ وَعَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: مَا أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي شَيْءٍ فِيهِ قِصَاصٌ إِلَّا أَمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

۴۷۸۸-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے'انھوں نے فرمایا: جب بھی نبی ٔاکرم ﷺ کے پاس قصاص کا کوئی مقدمہ آیا آپ نے معافی کا مشورہ دیا۔

فائدہ: معلوم ہوا معاف کرنا افضل ہے بشرطیکہ فریق ثانی عاجزی کے ساتھ معافی کا طلب گار ہو۔اگر وہ فخر و غرور میں ہو یا زبردستی کی معافی چاہتا ہو تو قصاص اور انتقام افضل ہے۔ پھر معافی کے بعد دیت ضرور ہونی چاہیے تاکہ خون کی اہمیت رہے۔

(المعجم ٢٩، ٣٠) - هَلْ يُؤْخَذُ مِنْ قَاتِلِ الْعَمْدِ الدِّيَةُ إِذَا عَفَا وَلِيُّ الْمَقْتُولِ عَنِ الْقَوَدِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۹،۳۰-جب مقتول کا وارث قصاص معاف کردے تو کیا قاتل عمد سے دیت لی جائے گی؟

٤٧٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَشْعَثَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَمَاعَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۴۷۸۹-حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جس شخص کا رشتہ دار قتل کردیا جائے' اسے دو چیزوں میں سے بہتر کا اختیار ہے: قصاص لے لے یا دیت۔"

٤٧٨٨-[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٨٦.

٤٧٨٩- أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح:٢٤٣٤، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاها وشجرها ولقطتها . . . الخ، ح:١٣٥٥ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرٰى، ح:٦٩٨٧.
* يحيى هو ابن أبي كثير.

«مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُقَادَ وَإِمَّا أَنْ يُفْدٰى».

فائدہ: عموماً مقتول کے ورثاء قصاص کا مطالبہ کرتے ہیں یا پھر دیت پر راضی ہو جاتے ہیں' اس لیے دو چیزوں کا ذکر فرمایا' تاہم اگر مقتول کے ورثاء درگزر کرتے ہوئے بالکل معاف کر دیں تو بھی قرآن کے عموم کے پیش نظر جائز ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قصاص' دیت یا معافی کا اختیار مقتول کے ورثاء کو ہے نہ کہ قاتل کو۔

٤٧٩٠- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يُقَادَ وَإِمَّا أَنْ يُفْدٰى».

۴۷۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا رشتہ دار مارا جائے' اسے دو میں سے بہتر چیز کا اختیار ہے: قصاص لے یا دیت۔''

٤٧٩١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ». مُرْسَلٌ.

۴۷۹۱- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا رشتہ دار مارا جائے۔'' یہ روایت مرسل ہے۔

فائدہ: مرسل کا مطلب یہ ہے کہ اس روایت میں اصل راوی' یعنی صحابی کا نام نہیں لیا گیا بلکہ شاگرد نے خود ہی فرمان بیان کر دیا۔ ''رشتہ دار'' ہر رشتہ دار مقتول کا وارث نہیں بن سکتا بلکہ اولیں حق دار بیٹے' پوتے ہیں۔ پھر باپ دادا' پھر بھائی بھتیجے' پھر چچا وغیرہ۔

## (المعجم ٣٠، ٣١) - عَفْوُ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ (التحفة ٢٦)

## باب: ۳۰، ۳۱- کیا عورت قصاص معاف کر سکتی ہے؟

---

٤٧٩٠_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٨.

٤٧٩١_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٨٩.

٤٧٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي [حِصْنٌ] قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي [حِصْنٌ] أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَعَلَى الْمُقْتَتِلِينَ أَنْ يَنْحَجِزُوا الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً».

۴۷۹۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(قصاص کے لیے) لڑنے والوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ قصاص سے رک جائیں۔ (جلدی نہ کریں۔) وارثوں میں معاف کرنے کا حق اسے ہے جو ان میں سے زیادہ قریبی ہو' خواہ وہ عورت ہو۔“

## (المعجم ٣١، ٣٢) - بَابُ مَنْ قُتِلَ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ (التحفة ٢٧)

## باب:۳۱، ۳۲- جو شخص پتھر یا کوڑے سے قتل کر دیا جائے تو؟

٤٧٩٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيًّا أَوْ رِمِّيًّا تَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ بِعَصًا فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَإٍ، وَمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَقَوَدُ يَدِهِ، فَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ

۴۷۹۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اندھا دھند لڑائی جھگڑے (بلوے اور ہنگامے) میں مارا جائے جس میں پتھر' کوڑے یا لاٹھی کا عام استعمال ہوا ہو تو اس کی دیت قتل خطا کی دیت ہوگی۔ اور جس شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا جائے' اس کا قصاص لیا جائے گا۔ جو شخص قصاص میں رکاوٹ بنے' اس پر اللہ تعالیٰ کی' فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کا فرض قبول نہ نفل۔“

---

٤٧٩٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب عفو النساء عن الدم، ح: ٤٥٣٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٠، ٦٩٩١. * حصين [وفي سند أبي داود: حصن (ابن عبدالرحمٰن] الدمشقي) مستور.

٤٧٩٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب من قتل في عميا بين قوم، ح: ٤٥٤٠ من حديث سعيد بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٢.

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ».

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث مبارکہ قتل عمد (کسی کا کسی کو جان بوجھ کر قتل کرنا) کا بالکل صریح حکم بیان کرتی ہے کہ اس میں قصاص واجب ہے۔ ہاں اگر مقتول کے ورثاء دیت پر راضی ہو جائیں تو یہ درست ہوگا۔ اس صورت میں قاتل سے قصاص ساقط ہو جائے گا جیسا کہ دیگر احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ ② جو شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود قائم کرنے میں حائل ہو اور کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرے تو وہ شخص، خواہ صدر مملکت ہی ہو لعنتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی بھی لعنت ہے، نیز ایسے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے کھلی جنگ ہے۔ مطلب یہ کہ ایسا کرنا حرام اور شرعاً ناجائز ہے۔ ③ اس حدیث میں ہنگامے اور بلوے کی صورت بیان کی گئی ہے کہ دونوں طرف ازدحام ہے۔ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کوئی پتھر چلا رہا ہے کوئی لکڑی۔ کوئی کوڑا مار رہا ہے، کوئی خالی ہاتھ۔ ایسے بلوے میں قاتل کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے بھی ایسی لڑائی کا مقصود کسی کو قتل کرنا نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر کوئی مارا جائے تو اسے قتل خطا قرار دیا جائے گا اور فریق ثانی دیت بھرے گا۔ البتہ اگر ایسی لڑائی میں اسلحہ استعمال ہو لیکن قاتلین کا تعین نہ ہو تو فریق ثانی سے قتل عمد کی دیت وصول کی جائے گی کیونکہ اسلحہ چلانے سے مقصود قتل کرنا ہی ہوتا ہے اور اگر قاتل کا تعین ہو جائے تو قصاص لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک آدمی کا مقصد دوسرے کو قتل کرنا ہی ہے، پھر خواہ وہ تلوار استعمال کرے یا آتشیں اسلحہ یا پتھر یا لکڑی یا ہتھوڑا، ہر حال میں اس سے قصاص لیا جائے گا جیسا کہ اس حدیث میں الگ طور پر ذکر ہے۔ ④ "فرض ونفل" بعض نے صَرْف کے معنی توبہ اور عَدْل کے معنی فدیہ و معاوضہ کیے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ واللہ أعلم.

٤٧٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعُهُ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ رِمِّيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصًا فَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَإِ، وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ، وَمَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ

۴۷۹۴- حضرت ابن عباس ؓ نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ جو شخص پتھروں، کوڑوں یا ڈنڈوں کی اندھا دھند لڑائی میں مارا جائے تو اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی لیکن جسے جان بوجھ کر مارا گیا، اس کا قصاص لیا جائے گا۔ اور جو شخص قصاص میں رکاوٹ بنے، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی طرف سے لعنت۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔"

---

٤٧٩٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٣.

اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا».

فائدہ: مرفوعاً سے مراد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ کبھی اختصار کی خاطر ایسے کہہ دیا جاتا ہے۔

(المعجم ٣٢، ٣٣) - كَمْ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَيُّوبَ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ فِيهِ (التحفة ٢٨)

باب:۳۲، ۳۳-قتل شبہ عمد کی دیت کا بیان اور قاسم بن ربیعہ کی حدیث میں ایوب پر راویوں کا اختلاف

وضاحت: اس اختلاف کی وضاحت یہ ہے کہ شعبہ نے ایوب سے روایت بیان کی تو اسے عبداللہ بن عمرو کی مسند بناتے ہوئے موصولاً بیان کیا جبکہ حماد اسے قاسم بن ربیعہ کی مرسل قرار دیتے ہیں، تاہم یہ اختلاف صحت حدیث پر اثر انداز نہیں ہوگا کیونکہ ایسی صورت میں موصول بیان کرنے والے کی روایت راجح ہوگی، بالخصوص جب کہ موصول بیان کرنے والے بھی شعبہ ہیں جو حماد کے مقابلے میں زیادہ ثقہ ہیں۔

٤٧٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَتِيلُ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ أَوِ الْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، أَرْبَعُونَ مِنْهَا فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۷۹۵-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو غلطی سے مارا جائے شبہ عمد کی صورت میں، یعنی کوڑے اور ڈنڈے وغیرہ سے اس کی دیت ایک سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔“



فوائد ومسائل: ① قتل کی تین صورتیں ہیں: (ا) قتل خطا: کسی نے تیر وغیرہ چلایا شکار کرنے کے لیے اچانک کوئی شخص آگے آ گیا اور مر گیا یا کسی کو جانور یا بے جان چیز سمجھ کر تیر یا کوئی اور اسلحہ چلایا، بعد میں پتا چلا کہ وہ تو انسان تھا۔ (ب) شبہ عمد: لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو۔ ڈنڈے سوٹے وغیرہ چلائے گئے لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا۔ (ج) قتل عمد: نیت قتل کی ہو یا اسلحہ استعمال کیا گیا ہو کیونکہ اسلحے کا مقصد ہی قتل کرنا ہوتا ہے، لہٰذا دونوں صورتوں کو قتل عمد ہی کہا جائے گا۔ اگر نیت قتل کی ہو تو خواہ کسی

---

٤٧٩٥- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية شبه العمد مغلظة، ح: ٢٦٢٧ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٤ . * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

بھی چیز سے قتل کیا گیا ہو اسے قتل عمد ہی کہا جائے گا۔ احناف نے قتل عمد اور شبہ عمد میں صرف آلے کا فرق کیا ہے' یعنی آلۂ قتل استعمال کیا گیا ہو' یعنی اسلحہ وغیرہ تو قتل عمد اور اگر ڈنڈے' سونٹے' پتھر' لوہے (جو نوکدار اور تیز نہ ہو) سے قتل کیا گیا ہو تو شبہ عمد۔ دونوں میں نیت قتل کی ہوتی ہے۔ لیکن ان کی یہ تعریف رسول اللہ ﷺ کے دور کے بہت سے واقعات کے خلاف پڑتی ہے' لہٰذا معتبر نہیں۔ خیر' قتل خطا کی صورت میں صرف دیت ہوگی اور وہ بھی ہلکی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ شبہ عمد میں بھی صرف دیت ہوگی لیکن بھاری جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ سو میں سے چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں۔ قتل عمد میں قصاص ہے اور اگر معافی مل جائے تو دیت شبہ عمد والی۔ یاد رہے ہر قسم کی دیت میں تعداد سو اونٹ ہی ہے۔ ② اس حدیث میں شبہ عمد کو خطا کہا گیا ہے کیونکہ اس میں بھی مقصد قتل کرنا نہیں ہوتا' صرف لڑائی مقصود ہوتی ہے۔

٤٧٩٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ. مُرْسَلٌ.

۴۷۹۶- حضرت قاسم بن ربیعہ نے مرسل طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

فائدہ: مرسل حدیث سے مراد ہے کہ تابعی براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرے۔

## (المعجم ٣٣، ٣٤) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى خَالِدِ الْحَذَّاءِ (التحفة ٢٨) - أ

## باب: ۳۳، ۳۴- خالد الحذاء پر راویوں کا اختلاف

وضاحت: اس اختلاف کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے کہ خالد الحذاء سے مذکورہ روایت بیان کرنے والے: حماد بن زید، ہشیم، ابن ابی عدی، بشر بن مفضل اور یزید ہیں۔ حماد بن زید' خالد حذاء سے بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں: عن خالد عن القاسم بن ربيعة عن عقبة بن أوس عن عبدالله أن رسول الله ﷺ' ہشیم' خالد حذاء سے بیان کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں: عن خالد، عن القاسم بن ربيعة، عن عقبة بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ قال: خطب النبي ﷺ۔ مطلب یہ کہ ہشیم نے حماد بن زید کی مخالفت کی۔ حماد کی روایت میں تھا: عن عقبة بن أوس، عن عبدالله' جبکہ ہشیم کی روایت میں ہے: عن عقبة بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ" یعنی صحابی کا نام مبہم ہے۔ ابن ابی عدی نے حماد

---

٤٧٩٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٦٩٩٥.

اور ہشیم دونوں کی مخالفت کی اور یوں کہا: عن القاسم، عن عقبة بن أوس أن رسول الله ﷺ......، یعنی انھوں نے روایت مرسل بیان کی جبکہ پہلے دونوں بزرگوں نے متصل بیان کی تھی۔ البتہ حماد نے صحابی کا نام عبداللہ بیان کیا تھا اور ہشیم نے نام مبہم رکھا۔ بشر بن مفضل اور یزید بن زریع نے خالد حذاء سے بیان کیا تو مذکورہ تینوں بزرگوں: حماد، ہشیم اور ابن ابی عدی کی مخالفت کی اور کہا: عن القاسم بن ربيعة، عن يعقوب بن أوس عن رجل من أصحاب النبي ﷺ......، یعنی ان دونوں نے قاسم کے شیخ کا نام یعقوب لیا اور صحابی کو مبہم ہی رکھا۔ دراصل یعقوب بن اوس، عقبہ بن اوس ہی ہیں، اس لیے اس اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں، نیز اس تمام تر اختلاف کے باوجود روایت صحیح ہے اور اس میں تطبیق ممکن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي للإتيوبي: ٣٦/١٥٩، ١٦٠) واللہ أعلم.

٤٧٩٧- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ - يَعْنِي الْحَذَّاءَ - عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۷۹۷- حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! جو شخص شبہ عمد والی صورت میں غلطی سے مارا جائے، مثلاً: کوڑے اور ڈنڈے وغیرہ سے، اس کی دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔“

٤٧٩٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِائَةٌ

۴۷۹۸- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ (اس میں) آپ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! شبہ عمد کی صورت میں کوڑے، ڈنڈے یا پتھر کے ساتھ غلطی سے مارے جانے والے شخص کی دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس ثنیہ سے بازل عام تک ہوں اور ان

---

٤٧٩٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٧ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٦، وابن الجارود، ح: ٧٧٣ وغيرهما.

٤٧٩٨- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٧.

مِنَ الْإِبِلِ، فِيهَا أَرْبَعُونَ ثَنِيَّةً إِلَى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ».

میں سے ہر ایک حاملہ ہو۔"

فائدہ: "ثنیہ" پانچ سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں جو چھٹے سال میں داخل ہو اور "بازل" جو آٹھ سال کی ہو اور نویں میں داخل ہو۔ گویا چالیس اونٹنیاں پانچ سال سے آٹھ سال کی عمر تک ہوں' نیز وہ حاملہ ہوں۔ ظاہر ہے یہ بہت مہنگی ہوں گی۔

٤٧٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا فِيهِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ مُغَلَّظَةٌ، أَرْبَعُونَ مِنْهَا فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۷۹۹- حضرت عقبہ بن اوس سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کوڑے یا ڈنڈے سونٹے کے ساتھ غلطی سے مارا جائے' اس کی دیت مغلظہ، یعنی سخت ہوگی' سو اونٹ جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔"

٤٨٠٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ كُلَّ قَتِيلِ خَطَإِ الْعَمْدِ أَوْ شِبْهِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۸۰۰- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: "آگاہ رہو! جو شخص غلطی سے شبہ عمد کی صورت میں مارا جائے کوڑے اور ڈنڈے سونٹے کے ساتھ تو اس کی دیت کے اونٹوں میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔"

٤٨٠١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ

۴۸۰۱- نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ

---

٤٧٩٩- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٨.
٤٨٠٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٦٩٩٩.
٤٨٠١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٠.

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا»

تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! جو مقتول شبہ عمد کی صورت میں غلطی سے کوڑے یا ڈنڈے سونٹے سے مارا جائے' اس کی دیت کے اونٹوں میں سے چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔''

٤٨٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَالَ: «أَلَا وَإِنَّ قَتِيلَ الْخَطَإِ الْعَمْدِ قَتِيلَ السَّوْطِ وَالْعَصَا، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۸۰۲- نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو فرمایا: ''خبردار! جو شخص شبہ عمد کی صورت میں کوڑے یا سونٹے کے ساتھ غلطی سے قتل ہو جائے' اس کی دیت میں سے چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔''

٤٨٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُدْعَانَ سَمِعَهُ مِنَ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي صَدَقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، أَلَا إِنَّ قَتِيلَ الْعَمْدِ الْخَطَإِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا شِبْهِ الْعَمْدِ فِيهِ مِائَةٌ

۴۸۰۳- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن کعبہ کی سیڑھی پر کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی مدد فرمائی' نیز اس اکیلے نے کفار کی تمام جماعتوں کو شکست سے دوچار کیا۔ سنو! جو شخص شبہ عمد کی صورت میں کوڑے یا سونٹے کے ساتھ

---

٤٨٠٢_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠١.

٤٨٠٣_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية الخطأ شبه العمد، ح: ٤٥٤٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٢. * علي بن زيد بن جدعان ضعيف من جهة حفظه.

مِنَ الْإِبِلِ مُغَلَّظَةٌ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلِفَةً فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

خطأً مارا جائے' اس کی دیت سخت ہوگی۔ (یعنی ایسے) سو اونٹ جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔"

٤٨٠٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْخَطَأُ شِبْهُ الْعَمْدِ يَعْنِي بِالْعَصَا وَالسَّوْطِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

۴۸۰۴- حضرت قاسم بن ربیعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قتل خطا شبہ عمد کی صورت میں' یعنی جو کوڑے یا سونٹے کے ساتھ ہو' اس میں دیت سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا بعض روایات میں قتل خطا کے ساتھ عمد کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد بھی شبہ عمد ہی ہے کیونکہ قتل عمد تو قتل خطا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو آپس میں مقابل ہیں' لہٰذا مراد شبہ عمد ہی ہوگا' یعنی جو دیکھنے میں عمد جیسا ہو مگر حقیقتاً خطا ہو کیونکہ قاتل کی نیت قتل کی نہیں تھی بلکہ ویسے مارنے پیٹنے کی تھی۔ خَطَأً (غلطی سے) قتل ہو گیا۔ ② قتل شبہ عمد کی دیت میں سے چالیس اونٹنیوں کا بیان تو کر دیا گیا ہے کہ وہ حاملہ ہوں' باقی ساٹھ کا بیان نہیں کیا گیا مگر دیگر احادیث میں ذکر ہے کہ تیس حقے ہوں (تین سالہ اونٹنیاں جو چوتھے میں داخل ہوں) اور تیس جزعے (چار سالہ اونٹنیاں جو پانچویں میں داخل ہوں)۔ قتل عمد میں بھی معافی کی صورت میں دیت ہوگی۔ تیس حقے' تیس جذعے اور چالیس حاملہ (پانچ سے آٹھ سالہ)۔

٤٨٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَثَلَاثُونَ

۴۸۰۵- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص خَطَأً (غلطی سے) مارا جائے' اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ تیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی)' تیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنی)' تیس حقے (تین سالہ اونٹنی) اور دس ابن لبون (ایک سالہ مذکر)۔" انھوں (عبداللہ بن عمرو) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

---

٤٨٠٤ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٩٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٣.

٤٨٠٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب الدية كم هي؟، ح: ٤٥٤١، ٤٥٦٤ من حديث محمد بن راشد به، وابن ماجه، ح: ٢٦٣٠ من حديث يزيد بن هارون، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٤.

حِقَّةً، وَعَشَرَةُ بَنِي لَبُونٍ ذُكُورٍ». قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَوِّمُهَا عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى أَرْبَعَمِائَةَ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، وَيُقَوِّمُهَا عَلٰى أَهْلِ الْإِبِلِ إِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِي قِيمَتِهَا، وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا عَلٰى نَحْوِ الزَّمَانِ مَا كَانَ، فَبَلَغَ قِيمَتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إِلٰى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ أَوْ عِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، قَالَ: وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الْبَقَرِ عَلٰى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَمَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الشَّاةِ أَلْفَيْ شَاةٍ، وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ عَلٰى فَرَائِضِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ، وَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَعْقِلَ عَلَى الْمَرْأَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوا، وَلَا يَرِثُونَ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا، وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهَا.

بستیوں (گاؤں) میں رہنے والے لوگوں پر اس دیت کی قیمت چار سو دینار یا اس کے برابر چاندی مقرر فرماتے تھے اور اونٹوں والوں پر ان کی قیمت وقت کے لحاظ سے عائد فرماتے تھے۔ جب اونٹ مہنگے ہوتے تو قیمت بڑھا دیتے اور اگر سستے ہو جاتے تو قیمت کم لگاتے‘ جو بھی ہوتی۔ آپ کے دور مبارک میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک رہی یا اس کے برابر چاندی تھی۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ جو شخص گائیوں سے دیت دینا چاہے تو گائیوں والوں پر دیت دو سو گائے ہوگی اور جو شخص بکریوں سے دینا چاہے تو دیت دو ہزار بکری ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دیت بھی وراثت کی طرح مقتول کے ورثاء میں تقسیم ہوگی۔ ان کو ان کے مقررہ حصوں کے مطابق دی جائے گی۔ اگر کوئی مال بچ جائے تو وہ مقتول کے عصبہ کو ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ عورت کی طرف سے دیت تو اس کے عصبہ بھریں گے‘ جو بھی ہوں لیکن وہ اس کی وراثت سے کچھ حاصل نہیں کریں گے الا یہ کہ ورثاء کو ان کے مقررہ حصوں کی ادائیگی کے بعد کچھ بچ جائے۔ (تو وہ بطور عصبہ ان کو ملے گا۔) اور اگر کوئی عورت قتل کر دی جائے تو اس کی دیت ورثاء میں تقسیم ہوگی اور وہی قاتل کو قتل کریں گے (اگر وہ معاف نہ کریں)۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث مبارکہ میں قتل خطا کی دیت کی مقدار کا بیان ہے اور وہ چار قسم کے سو اونٹ ہے‘ اس کی تفصیل حدیث مذکورہ میں بیان کر دی گئی ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اصل دیت اونٹ ہی ہیں‘ تاہم اونٹ میسر نہ ہونے کی صورت میں سو اونٹوں کی قیمت دیت ہوگی۔ اگر اونٹ مہنگے ہوں گے تو دیت کی رقم زیادہ ہوگی اور اگر اونٹ سستے ہوں گے تو پھر دیت کی رقم بھی کم ہوگی۔ اگر کوئی شخص

دیت میں گائے بیل دینا چاہے تو دیت دوسو گائے بیل ہوگی۔ اور اگر دیت بکریوں کی صورت میں ادا کرنا چاہے تو دو ہزار بکریاں دیت ہوگی۔ ③ قاتل سے قصاص لینا ورثاء کا حق ہے۔ وہ چاہیں تو قصاص لیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں۔ مقتول کے ورثاء یعنی ورثائے مال کے علاوہ دیگر عصبات (عزیز واقارب) وغیرہ کو قصاص لینے یا معافی دینے کا کوئی حق نہیں۔ ہاں اگر مقتول کے ورثاء میں سے کوئی مرد یا عورت نہ ہو تو پھر دیگر عزیز و اقارب کو یہ حق مل جائے گا۔ واللہ أعلم. ④ مقتول کی دیت اس کے دوسرے مال کی طرح اس کے ورثاء کا حق ہے یعنی دیت بھی انھی میں تقسیم ہوگی۔ پہلے اصحاب الفروض (جن کا حصہ شریعت نے مقرر کر دیا ہے) لیں گے ان سے جو بچ جائے وہ عصبہ لیں گے۔ البتہ اگر کسی شخص سے خَطَأً (غلطی سے) قتل ہو جائے تو اس کے ذمہ عائد ہونے والی دیت اس کے عصبہ ہی ادا کریں گے عصبہ قریب ترین مذکر کو کہتے ہیں مثلاً: بیٹے پوتے باپ دادا بھائی بھتیجے چچا تایا ان کی اولاد۔ اور ورثاء سے مراد وہ رشتے دار ہیں جن کا حصہ وراثت میں مقرر کیا گیا ہے۔ ⑤ یہ حدیث متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ البتہ آئندہ باب سے اس کا تعلق ہے۔ اور سنن نسائی میں بہت جگہ ایسا ہوا ہے خصوصاً جب کہ سابقہ باب کے تحت روایات زیادہ ہوں۔

(المعجم ٣٤، ٣٥) - **ذِكْرُ أَسْنَانِ دِيَةِ الْخَطَإِ** (التحفة ٢٩)

## باب: ۳۴، ۳۵-قتل خطا کی دیت کے اونٹوں کی عمروں کی تفصیل

٤٨٠٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَةَ الْخَطَإِ عِشْرِينَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَعِشْرِينَ ابْنَ مَخَاضٍ ذُكُورًا، وَعِشْرِينَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِشْرِينَ جَذَعَةً، وَعِشْرِينَ حِقَّةً.

۴۸۰۶- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ ان میں بیس بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) بیس ابن مخاض (ایک سالہ مذکر) بیس بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) بیس جذعے (چار سالہ اونٹنی) اور بیس حقے (تین سالہ اونٹنی) ہوں گے۔

(المعجم ٣٥، ٣٦) - **ذِكْرُ الدِّيَةِ مِنَ الْوَرِقِ** (التحفة ٣٠)

## باب: ۳۵، ۳۶-چاندی سے دیت کا بیان

---

٤٨٠٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل؟، ح: ١٣٨٦ عن علي ابن سعيد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٥. * علته عنعنة حجاج بن أرطاة وضعفه.

٤٨٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هَانِىءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِىءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَتَلَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا، وَذَكَرَ قَوْلَهُ: ﴿وَمَا نَقَمُوٓا إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ﴾ [التوبة: ٧٤] فِي أَخْذِهِمُ الدِّيَةَ.

وَاللَّفْظُ لِأَبِي دَاوُدَ.

۴۸۰۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو قتل کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَمَا نَقَمُوْآ اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ......﴾ ”اور نہیں انتقام لیا انھوں نے مگر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے غنی فرمایا۔“ دیت لینے کے بارے میں ہے۔

اور (مذکورہ) الفاظ ابوداود حرانی کے ہیں۔

وضاحت: جبکہ محمد بن مثنیٰ کی حدیث کے الفاظ اس کے ہم معنی ہیں۔

٤٨٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، سَمِعْنَاهُ مَرَّةً يَقُولُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا يَعْنِي فِي الدِّيَةِ.

۴۸۰۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی۔

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ بالا دونوں روایات کی صحت مرفوعاً محل نظر ہے۔ راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے، تاہم بارہ ہزار درہم کے بارے میں یہ بات صحیح سند سے مروی ہے کہ حضرت عمر ؓ نے اونٹوں کی

---

٤٨٠٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ١٣٨٨ (انظر الحديث السابق) من حديث معاذ بن هانىء به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٦، ٧٠٠٧، وقال: "محمد بن مسلم ليس بالقوي والصواب مرسل" * ابن ميمون ليس بالقوي، ومحمد بن مسلم صدوق حسن الحديث، من رجال مسلم وغيره.

٤٨٠٨ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٠٧.

قیمت کا حساب لگا کر بارہ ہزار درہم مقرر کیے تھے۔(سنن أبي داود، حدیث: ۴۵۴۲) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإرواء: ۷/۳۰۴، و ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۳۶/۱۸۶) ② اصل دیت تو اونٹ ہیں جن کی تفصیل پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ اگر سونے چاندی یا سکوں میں دیت دینا ہو تو مذکورہ صفات کے اونٹوں کی قیمت دینا ہوگی جو علاقے اور زمانے کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے۔

## (المعجم ٣٦، ٣٧) - عَقْلُ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣١)

## باب: ۳۶، ۳۷-عورت کی دیت

٤٨٠٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتّٰى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا».

۴۸۰۹-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورت کی دیت مرد کے برابر ہے حتیٰ کہ تہائی کو پہنچ جائے۔“

## (المعجم ٣٧، ٣٨) - كَمْ دِيَةُ الْكَافِرِ (التحفة ٣٢)

## باب: ۳۷، ۳۸-کافر کی دیت کتنی ہے؟

٤٨١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَقْلُ أَهْلِ الذِّمَّةِ

۴۸۱۰-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذمی کی دیت مسلمان سے نصف ہے۔ ذمی سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔“

---

٤٨٠٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٩٠، ح: ٣١٠٥ من حديث عيسى بن يونس به: * عبدالملك بن عبدالعزيز بن جريج مكي حجازي، عنعن، وتقدم، ح: ٤٠٠٨، وإسماعيل بن عياش الشامي ضعيف عن غير أهل بلدة، والحديث في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٨، وفيه علة أخرى.

٤٨١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٣ من حديث محمد بن راشد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٠٩، والحديث الآتي شاهد له، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٥٨٣، والترمذي، ح: ١٤١٣، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٤ من حديث عمرو بن شعيب به.

نِصفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِينَ، وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى».

فائدہ: "نصف ہے" کیونکہ مسلمان اور کافر کی شان برابر نہیں ہو سکتی۔ ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ﴾ (القلم ٦٨:٣٥) البتہ ذمی کا قتل معاہدے کی خلاف ورزی ہے لہٰذا نصف دیت دینی ہوگی۔ احناف مسلم اور ذمی کی دیت برابر سمجھتے ہیں اور اس مفہوم کی ایک مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تہائی دیت کے قائل ہیں لیکن دونوں قول صحیح حدیث کے خلاف ہیں۔

٤٨١١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَقْلُ الْكَافِرِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُؤْمِنِ».

۴۸۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کافر کی دیت مومن کی دیت سے نصف ہے۔"

## (المعجم ٣٨، ٣٩) - دِيَةُ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۸، ۳۹- مکاتب غلام کی دیت

٤٨١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ بِدِيَةِ الْحُرِّ عَلٰى قَدْرِ مَا أَدّٰى.

۴۸۱۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مکاتب کے بارے میں جسے قتل کر دیا جائے فیصلہ فرمایا کہ جس قدر وہ مکاتبت ادا کر چکا ہے اتنی آزاد کی دیت دی جائے گی۔"

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ روایت اور بعد والی روایات: ۴۸۱۳ اور ۴۸۱۴ بھی شواہد ومتابعات کی بنا پر صحیح ہیں۔ اس روایت کی متابعت اور شواہد کے لیے

---

٤٨١١- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الكفار، ح: ١٤١٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وقال: "حديث حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٠.

٤٨١٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب في دية المكاتب، ح: ٤٥٨١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١١، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٨٢ * يحيى بن أبي كثير عنعن.

حدیث: ۴۸۱۵، ۴۸۱۶ ملاحظہ کیجیے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب جس قدر مکاتبت کی رقم ادا کر دے، اتنا آزاد تصور ہوگا، باقی غلام، مثلاً: جو غلام نصف رقم ادا کر چکا ہو، وہ نصف آزاد ہوگا، نصف غلام۔ اس حالت میں اگر وہ قتل کر دیا جائے تو آزاد حصے کی دیت پچاس اونٹ ہوگی اور باقی نصف غلام کی دیت دی جائے گی، یعنی پچیس اونٹ۔

٤٨١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي الْمُكَاتَبِ أَنْ يُودٰى بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ دِيَةَ الْحُرِّ.

۴۸۱۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مکاتب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ (اگر وہ قتل کر دیا جائے تو) جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے، اتنی دیت آزاد کی دی جائے گی۔

٤٨١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلٰى عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُكَاتَبِ يُودٰى بِقَدْرِ مَا أَدّٰى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْعَبْدِ.

۴۸۱۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مکاتب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ مکاتب غلام جس قدر مال مکاتبت ادا کر چکا ہے، اس کی اتنی دیت آزاد کے حساب سے دی جائے گی اور باقی غلام کے لحاظ سے۔

٤٨١٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ النَّقَّاشِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خِلَاسٍ، عَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۴۸۱۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مکاتب اتنا آزاد ہے جس قدر وہ مکاتبت ادا کر چکا ہے اور وہ جس قدر آزاد ہے، اتنی اس پر حد لگائی جائے گی اور جس قدر وہ آزاد ہے، اتنا وہ وارث بنے گا۔“

---

٤٨١٣- [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠١٢. * معاوية هو ابن سلام.

٤٨١٤- [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٧٠١٣. * يعلى هو ابن عبيد.

٤٨١٥- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٠١٤. * حماد هو ابن سلمة، والحديث الآتي شاهد لهذا الحديث، وهو حديث أيوب عن عكرمة عن ابن عباس، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٥٨٢، وحسنه الترمذي، ح: ١٢٥٩.

قَالَ: «اَلْمُكَاتَبُ يَعْتِقُ بِقَدْرِ مَا أَدّٰى، وَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ، وَيَرِثُ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ».

فائدہ: حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ مکاتب جس تناسب سے مکاتبت کی رقم آزاد کر چکا ہے' اتنا وہ آزاد ہے۔ اگر نصف رقم ادا کر چکا ہے تو نصف آزاد ہے۔ اس کے ساتھ نصف آزاد والا سلوک کیا جائے گا۔ حد میں بھی اور وراثت میں بھی۔ اور باقی نصف غلام والا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے۔ واللہ أعلم.

٤٨١٦- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مُكَاتَبًا قُتِلَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ أَنْ يُودٰى مَا أَدّٰى دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا لَا دِيَةَ الْمَمْلُوكِ.

۴۸۱۶- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ایک مکاتب کو قتل کر دیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ جس قدر وہ مال مکاتبت ادا کر چکا ہے' اتنے حصے کی دیت آزاد کے حساب سے دی جائے اور باقی کی غلام کے لحاظ سے۔

فائدہ: مکاتب سے مراد وہ غلام ہے جس نے اپنے مالک سے کچھ رقم کی ادائیگی کے عوض اپنی آزادی کا معاہدہ کر رکھا ہو۔ اس معاہدے کو مکاتبت یا کتابت کہتے ہیں اور مقررہ رقم کو مال مکاتبت کہا جاتا ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

## (المعجم ٣٩، ٤٠) - بَابُ دِيَةِ جَنِينِ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣٤)

## باب:۳۹، ۴۰- عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت

٤٨١٧- أَخْبَرَنَا [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا

۴۸۱۷- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو پتھر دے مارا جس سے اس

٤٨١٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٥.

٤٨١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٨ من حديث عبيدالله بن موسى به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٦.

عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ امْرَأَةً حَذَفَتِ امْرَأَةً فَأَسْقَطَتْ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي وَلَدِهَا خَمْسِينَ شَاةً، وَنَهٰى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْخَذْفِ.

کا حمل ضائع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں بچے کی دیت پچاس بکریاں مقرر کیں اور اس دن آپ نے خذف سے بھی منع فرمایا۔

أَرْسَلَهُ أَبُو نُعَيْمٍ.

ابونعیم نے اس روایت کو مرسل بیان کیا۔

**فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنین، یعنی پیٹ کے بچے کی دیت پچاس بکریاں مقرر فرمائی جبکہ دیگر صحیح احادیث میں "جنین" (پیٹ کے بچے) کی دیت "غُرّۃ" (غلام یا لونڈی) مذکور ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق یوں ممکن ہے کہ لونڈی کی درمیانی قیمت پچاس بکریوں کے برابر ہو۔ اس طرح ان میں تضاد ختم ہو جاتا ہے۔ دوسرے بعض علماء نے کہا کہ اس روایت کا متن اصح روایت کے مخالف ہونے کی وجہ سے معلول ہے، لہٰذا اس طرح دونوں روایات کا تضاد ہی نہ رہا۔ ② حذف سے مراد کنکریاں پھینکنا ہے۔ شغل کے طور پر چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے نشانے لگانا اگرچہ ظاہراً بے ضرر سا کام محسوس ہوتا ہے مگر اس سے کوئی آنکھ ضائع ہو سکتی ہے، دانت ٹوٹ سکتا ہے، کوئی نازک عضو متاثر ہو سکتا ہے، اس لیے اس سے منع فرمایا۔ ویسے بھی یہ بے فائدہ کام ہے۔ اس عورت نے بھی تو دوسری عورت کو پتھر مارا تھا اور خیمے کی چوب، یعنی لکڑی ماری تھی جو دوسری عورت کے پیٹ وغیرہ پر لگی جس سے یہ نقصان ہو گیا۔ آپ نے اسی مناسبت سے خذف کو بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ ③ امام نسائی ؒ فرماتے ہیں کہ ابونعیم (فضل بن دکین) نے مذکورہ روایت مرسل بیان کی ہے۔ انھوں نے اپنی روایت میں کہا ہے: [حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ أَنَّ امْرَأَةً...... الخ] مطلب یہ کہ ابونعیم نے عبداللہ کے باپ حضرت بریدہ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ آنے والی روایت ابونعیم ہی کی ہے جو انھوں نے مرسل بیان کی ہے۔

٤٨١٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً خَذَفَتِ امْرَأَةً فَأَسْقَطَتِ الْمَرْأَةُ

۴۸۱۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے دوسری عورت کو پتھر دے مارا جس سے اس کا حمل ضائع ہو گیا۔ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس بچے کی دیت پانچ

---

٤٨١٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٧.

الْمَخْذُوفَةُ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ عَقْلَ وَلَدِهَا خَمْسَمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ، وَنَهٰى يَوْمَئِذٍ عَنِ الْخَذْفِ.

سو بکریاں مقرر فرمائی' نیز اس دن آپ نے خذف سے روک دیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا وَهْمٌ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ أَرَادَ مِائَةً مِنَ الْغَنَمِ، وَقَدْ رُوِيَ النَّهْيُ عَنِ الْخَذْفِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں: یہ وہم ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا ارادہ ایک سو بکریاں کہنے کا ہو (لیکن غلطی سے پانچ سو بکریاں کہہ دیں)۔ اور خذف' یعنی کنکری پھینکنے کی ممانعت تو عبداللہ بن بریدة، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ سے مروی ہے۔ (اور وہ اگلی حدیث: ۴۸۱۹ ہی ہے۔)

فائدہ: امام نسائی ؒ کی طرح یہی بات امام ابوداود ؒ نے بھی اپنی سنن میں مذکورہ (پانچ سو بکریوں والی) روایت بیان کرنے کے بعد فرمائی ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الديات' باب دية الجنين' حديث: ۴۵۷۸) احادیث صحیحہ کے معارض ہونے کے علاوہ مذکورہ حدیث ہے بھی مرسل جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے' اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔ اصل مسئلہ وہی ہے جس کی وضاحت حدیث: ۴۸۱۷ کے فوائد ومسائل کے تحت ہو چکی ہے۔ واللہ أعلم.

٤٨١٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَهْمَسٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا يَخْذِفُ، فَقَالَ: لَا تَخْذِفْ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْخَذْفِ، أَوْ يَكْرَهُ الْخَذْفَ. شَكَّ كَهْمَسٌ.

۴۸۱۹- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے ایک آدمی کو خذف کرتے دیکھا تو فرمایا: خذف نہ کر کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خذف سے منع فرمایا ہے یا آپ اسے ناپسند فرماتے تھے۔ کَہْمَس کو شک ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کَہْمَس راوی کو شک ہے کہ "نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ" کے الفاظ ہیں یا "يَكْرَهُ الْخَذْفَ" کے' تاہم یہ شک صحت روایت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

---

٤٨١٩ـ أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الخذف والبندقة، ح: ٥٤٧٩ من حديث يزيد بن هارون، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو، وكراهة الخذف، ح: ١٩٥٤ من حديث كهمس بن الحسن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠١٩.

٤٨٢٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ: أَنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي الْجَنِينِ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكٍ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ غُرَّةً. قَالَ طَاوُسٌ: إِنَّ الْفَرَسَ غُرَّةٌ.

۴۸۲۰-حضرت طاوس سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے بچے کی دیت کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا تو حضرت حمل بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ مقرر فرمائی ہے۔ حضرت طاوس نے کہا کہ گھوڑا بھی غرہ ہے۔

فائدہ: احادیث میں غرہ کی تفسیر غلام یا لونڈی سے کی گئی ہے۔ حضرت طاوس نے گھوڑے کو اور بعض لوگوں نے گھوڑے کے ساتھ ساتھ خچر کو بھی شامل کر دیا ہے۔ بعض مرفوع روایات میں گھوڑے اور خچر کا ذکر مدرج اور کسی راوی کا وہم ہے کیونکہ غرہ کی تفسیر جب خود رسول اللہ ﷺ نے غلام یا لونڈی سے فرما دی ہے تو پھر ادھر ادھر التفات کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ رسول اللہ ﷺ کی بات قول فیصل ہے۔

٤٨٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جَنِينِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ، فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا، وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

۴۸۲۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بنو لحیان کی ایک عورت کے پیٹ کے بچے کے بارے میں جو (چوٹ کی وجہ سے) ساقط ہو کر مر گیا تھا' فیصلہ فرمایا کہ اس کی دیت غرہ ہوگی' یعنی غلام یا لونڈی۔ پھر جس عورت کے لیے (جس کے بچے کی دیت کی بابت) غرہ کا فیصلہ کیا تھا' وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی وراثت اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گی۔ اور اس (قاتلہ) کے ذمے واجب الادا دیت اس (قاتلہ) کے عصبہ کے ذمے ہوگی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں بھی جنین کی دیت غلام یا لونڈی بیان ہوئی ہے' تاہم اگر جنین زندہ پیٹ سے باہر آیا' پھر اسی لگائی گئی چوٹ کے اثر کی وجہ سے فوت ہو گیا تو اس صورت میں بڑے شخص والی مکمل

---

٤٨٢٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٤٧٤٣، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٢٠.

٤٨٢١- أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث المرأة والزوج مع الولد وغيره، ح: ٦٧٤٠، ومسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨١ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٢١.

دیت ادا کرنی پڑے گی۔ چوٹ جان بوجھ کر لگائی گئی ہو یا غلطی سے لگی ہو' دونوں صورتوں میں مسئلہ اسی طرح ہے جیسے بیان کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي للإتیوبي: ۲۱۹/۳۶،۲۲۰) ② اس حدیث مبارکہ کے الفاظ [إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ] سے بعض اہل علم کو یہ وہم ہوا ہے کہ اس سے مراد قاتلہ ہے' اس لیے انھوں نے ان الفاظ کے معنی کیے ہیں: ''پھر جس عورت کے ذمے غرہ (دینے) کا فیصلہ کیا گیا تھا' وہ مرگئی۔'' یہ بات درست نہیں بلکہ حقیقت واقعہ کے خلاف ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مرنے والی قاتلہ نہیں بلکہ وہ تھی جس کا جنین گرایا گیا تھا کیونکہ احادیث صحیحہ میں یہ صراحت موجود کہ مرنے والی قاتلہ نہیں بلکہ دوسری تھی جسے پتھر مار کر اس کا جنین گرا دیا گیا تھا اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: [اِقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا] ''ہذیل قبیلے کی دو عورتیں لڑ پڑیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اسے قتل کر دیا اور اس بچے کو بھی جو اس کے پیٹ میں تھا۔'' (صحیح البخاري' الدیات' باب جنین المرأة......' حدیث:۶۹۱۰' و صحیح مسلم' القسامة و المحاربین' باب دیة الجنین......' حدیث:۱۶۸۱ (۳۶)) أَلَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ کا مفہوم ہے: أَلَّتِي قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ- مطلب یہ کہ عَلَيْهَا بمعنی لَهَا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں: [ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ] دیکھیے: (صحیح البخاري' الفرائض' باب میراث المرأة والزوج مع الولد وغیره' حدیث: ۶۷۴۰) بعض اہل علم کو حدیث مبارکہ کے آخری جملے [قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَ زَوْجِهَا' وَ أَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا] سے یہ وہم لگا ہے کہ مرنے والی قاتلہ ہی ہے۔ اسی کی وراثت کے حق دار اس کے بیٹے اور اس کا خاوند ہیں اور اس کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث سے اس شبہ اور وہم کا کلیتاً ازالہ ہو جاتا ہے۔ اس کے الفاظ اس قدر واضح اور صریح ہیں کہ وہم کا تصور ہی نہیں ہوتا۔ الفاظ یہ ہیں: [فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَ غُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا] ''پھر رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت' قاتلہ کے عصبہ کے ذمے لگائی اور اس (مقتولہ) کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غرہ مقرر فرمائی۔'' (صحیح مسلم' القسامة والمحاربین' باب دیة الجنین......' حدیث:۱۶۸۲) مذکورہ بالا تصریحات سے تمام شبہات ختم ہو جاتے ہیں۔ ③ قتل خطا شبہ عمد میں دیت قاتل کے ذمے ہوتی ہے لیکن اس کی ادائیگی میں اس کے تمام نسبی رشتہ دار شریک ہوں گے۔ قانونی طور پر ان سب کے ذمے قسط وار رقم مقرر کی جائے گی اور وہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے کیونکہ قتل خطا میں قاتل قصور وار نہیں ہوتا یا زیادہ قصور وار نہیں ہوتا۔ البتہ عمد کی صورت میں دیت قاتل کے ذمے ہوگی اور وہی ادائیگی کا ذمہ دار ہے کیونکہ وہ مکمل قصور وار ہوتا ہے' لہٰذا اسے ہی سزا بھگتنا ہوگی۔ واللہ أعلم.

**٤٨٢٢- أَخْبَرَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ، وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا، وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَالَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أُغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ»، مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

**۴۸۲۲- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قبیلۂ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا۔ نتیجتاً اسے بھی قتل کر دیا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی۔ وہ (ورثاء) یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ پیٹ کے بچے کی دیت غرہ ہے، یعنی ایک غلام یا لونڈی، نیز آپ نے فیصلہ فرمایا کہ (قاتلہ) عورت کے ذمے واجب الادا دیت اس کے عصبہ بھریں گے۔ اور آپ نے اس (مقتولہ) کی اولاد اور دیگر ورثاء کو اس کا وارث بنایا۔ حضرت حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے اس (بچے) کی دیت بھروں جس نے نہ پیا نہ کھایا، نہ بولا نہ چلایا؟ اس جیسا (بچہ) تو ضائع اور لغو (بلا دیت) ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو کاہنوں میں سے ایک کاہن محسوس ہوتا ہے۔“ (آپ نے یہ بات فرمائی) اس لیے کہ اس نے مسجع کلام کیا تھا۔

**فائدہ:** ”کاہن“ دور جاہلیت میں ہر بت کے ساتھ ایک کاہن بھی ہوتا تھا۔ لوگ علاج وغیرہ کے لیے بھی انھی سے رابطہ کرتے تھے۔ یہ بڑے چالاک وعیار لوگ ہوتے تھے۔ جنوں سے روابط رکھتے تھے۔ ذومعنی کلام کیا کرتے تھے۔ پیش گوئیاں بھی کرتے تھے مگر بڑے محتاط انداز میں تاکہ پیش آمدہ حالات میں مشکل پیش نہ آئے۔ بڑی دلآویز کلام کرتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے مسجع فقرے بولتے تھے جن کو سن کر لوگ مرعوب ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت حمل بن مالک کو کاہن کہا۔

---

**٤٨٢٢ـ** أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ٣٦/١٦٨١ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، الديات، باب جنين المرأة وأن العقل على الوالد وعصبة الوالد لا على الولد، ح: ٦٩١٠ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٢.

٤٨٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا، فَقَضٰى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ.

۴۸۲۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں قبیلۂ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اس کا حمل گرادیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت غرہ مقرر کی یعنی ایک غلام یا لونڈی۔

٤٨٢٤- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضٰى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ، فَقَالَ الَّذِي قَضٰى عَلَيْهِ: كَيْفَ أُغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا نَطَقَ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا هٰذَا مِنَ الْكُهَّانِ».

۴۸۲۴-حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے اس بچے کی دیت جسے والدہ کے پیٹ میں قتل کر دیا جائے' ایک غرہ مقرر فرمائی ہے' یعنی غلام یا لونڈی۔ جس شخص کے خلاف آپ نے فیصلہ فرمایا تھا' وہ کہنے لگا: میں اس بچے کی دیت کیسے بھروں جس نے نہ پیا نہ کھایا' نہ چیخا نہ بولا؟ ایسا بچہ تو ضائع اور لغو ہوتا ہے (معاوضے کا حق دار نہیں ہونا چاہیے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو کاہن لگتا ہے۔''

٤٨٢٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - وَهُوَ ابْنُ تَمِيمٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ

۴۸۲۵-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا جبکہ وہ حاملہ تھی (لہٰذا حمل بھی ضائع

---

٤٨٢٣ـ أخرجه مسلم، (السابق) عن ابن السرح، والبخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ٥٧٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٥٥، والكبرٰى، ح: ٧٠٢٣.

٤٨٢٤ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨٥٥، والكبرٰى، ح: ٧٠٢٤.

٤٨٢٥ـ أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨٢ من حديث منصور به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٥.

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ امْرَأَةً ضَرَبَتْ ضَرَّتَهَا بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَأُتِيَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ بِالدِّيَةِ، وَفِي الْجَنِينِ غُرَّةً، فَقَالَ عَصَبَتُهَا: أَدِي مَنْ لَا طَعِمَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ هٰذَا يُطَلُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ».

ہو گیا)۔ یہ مقدمہ نبی اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ قاتل عورت کے عصبہ (مقتولہ کی) دیت بھریں' نیز پیٹ کے بچے کے بدلے غرہ دیں۔ اس عورت کا عصبہ کہنے لگا: کیا میں ایسے بچے کی دیت دوں جس نے پیا نہ کھایا' چیخا نہ چلایا؟ ایسا بچہ تو کسی شمار وقطار میں نہیں ہونا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اعرابیوں جیسی تک بندی کرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایسا بچہ'' یعنی جو زندہ پیدا نہیں ہوا بلکہ پیدا ہونے سے پہلے فوت ہو گیا۔ ② ''اعرابیوں جیسی'' اعرابی لوگ فصیح و بلیغ زبان بولتے تھے اور اعلیٰ درجے کے شاعر ہوتے تھے' نیز وہ مسجع کلام کیا کرتے تھے۔ ③ ''تک بندی'' یعنی مسجع کلام جس کے جملے ہم آہنگ ہوں۔ ہر جملے کے آخر میں ایک جیسے الفاظ آئیں جیسے اشعار میں ہوتا ہے مگر وزن ایک نہیں ہوتا۔ ④ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے خیمے کی چوب' یعنی لکڑی ماری تھی جبکہ بعض روایات میں ہے کہ اس نے پتھر مارا تھا۔ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ ممکن ہے اس نے دونوں چیزیں ماری ہوں' کسی راوی نے ایک چیز بیان کر دی کسی نے دوسری۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٤٠، ٤١) - صِفَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ وَعَلَى مَنْ دِيَةُ الْأَجِنَّةِ وَشِبْهِ الْعَمْدِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۴۰، ۴۱-قتل شبہ عمد کا بیان اور اس کا کہ پیٹ کے بچے اور قتل شبہ عمد کی دیت کس کے ذمے ہو گی؟ نیز ابراہیم عن عبید بن نضیلہ کی حضرت مغیرہ سے مروی روایت پر راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر

٤٨٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا

۴۸۲۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کا ستون کھینچ مارا جب کہ وہ حاملہ تھی۔ وہ مر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے قریبی نسبی

٤٨٢٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٢٦.

بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ وَهِيَ حُبْلٰى فَقَتَلَتْهَا، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ، وَغُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ: أَنَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟» فَجَعَلَ عَلَيْهِمُ الدِّيَةَ.

رشتہ داروں پر ڈال دی۔ اور مقتولہ کے پیٹ کے بچے کی دیت میں ایک غرہ لازم کیا۔ قاتلہ کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کہنے لگا: کیا ہم ایسے بچے کی دیت بھریں جس نے کھایا نہ پیا اور نہ چوں کی؟ ایسا بچہ تو ضائع اور لغو ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اعرابیوں جیسی مسجع ومقفی کلام بولتے ہو؟“ پھر ان پر دیت لاگو کی۔

٤٨٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ ضَرَّتَيْنِ ضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَقَتَلَتْهَا، فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالدِّيَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ، وَقَضٰى لِمَا فِي بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: تُغَرِّمُنِي مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ: «سَجْعٌ كَسَجْعِ الْجَاهِلِيَّةِ» وَقَضٰى لِمَا فِي بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ.

۴۸۲۷- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو سوکنوں میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیت قاتلہ کے نسبی رشتہ داروں پر ڈال دی اور مقتولہ کے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ قرار دی۔ اعرابی کہنے لگا: آپ مجھ پر ایسے بچے کی دیت ڈال رہے ہیں جس نے نہ کھایا نہ پیا، نہ چیخا نہ چلایا؟ ایسا بچہ تو ضائع اور لغو ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”زمانۂ جاہلیت جیسی مسجع ومقفی گفتگو ہے۔“ آپ نے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ مقرر فرمائی۔

٤٨٢٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

۴۸۲۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: بنولحیان کی ایک عورت نے اپنی سوکن کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اسے قتل کر دیا۔ مقتولہ کو حمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت قاتلہ

---

٤٨٢٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٧.

٤٨٢٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٨.

قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي لِحْيَانَ ضَرَّتَهَا بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ فَقَتَلَتْهَا، وَكَانَ بِالْمَقْتُولَةِ حَمْلٌ، فَقَضٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ بِالدِّيَةِ، وَلِمَا فِي بَطْنِهَا بِغُرَّةٍ.

کے نسبی رشتہ داروں پر ڈال دی اور اس (مقتولہ) کے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ مقرر فرمائی۔

٤٨٢٩- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَأَسْقَطَتْ، فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: كَيْفَ نَدِي مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟» فَقَضٰى بِالْغُرَّةِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ.

۴۸۲۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ بنو ہذیل کے ایک آدمی کے نکاح میں دو عورتیں تھیں۔ ایک نے دوسری کو خیمے کی لکڑی دے ماری اور اس کے پیٹ کا بچہ گرا دیا۔ فریقین جھگڑتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قاتل فریق کہنے لگا: ہم اس بچے کی کیسے دیت ادا کریں جس نے پیا نہ کھایا' نہ چیخا نہ چلایا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اعرابیوں کی طرح تک بندی کر رہے ہو؟'' پھر آپ نے غرہ (غلام یا لونڈی بطور دیت) قاتل عورت کے نسبی رشتہ داروں کے ذمے ڈال دی۔

٤٨٣٠- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ هُذَيْلٍ كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِعَمُودِ الْفُسْطَاطِ فَأَسْقَطَتْ، فَقِيلَ: أَرَأَيْتَ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا صَاحَ فَاسْتَهَلَّ؟ فَقَالَ: «أَسَجْعٌ

۴۸۳۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ بنو ہذیل کے ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ ایک نے دوسری کو خیمے کا ستون دے مارا اور اس کا حمل گرا دیا۔ (جب آپ نے بچے کی دیت بیان فرمائی تو) آپ سے کہا گیا: بتائیں تو بھلا جس بچے نے نہ پیا نہ کھایا' نہ چیخا نہ چلایا (کیا اس کی بھی دیت ہوگی؟) آپ نے فرمایا: ''یہ کیا اعرابیوں جیسی تک بندی ہے۔'' پھر آپ نے اس کی دیت غرہ' یعنی ایک غلام یا لونڈی مقرر فرمائی اور

---

٤٨٢٩_[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٢٩.

٤٨٣٠_[صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٠.

كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ» فَقَضٰى فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، وَجُعِلَتْ عَلٰى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ.

اسے عورت کے نسبی رشتہ داروں کے ذمے ڈال دیا۔

أَرْسَلَهُ الْأَعْمَشُ.

اعمش نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ حدیث کو بہت سے محدثین نے مرفوع متصل بیان کیا ہے لیکن امام اعمش نے یہ روایت ابراہیم سے مرسل بیان کی ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے: الأعمش عن إبراهيم' قَالَ ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ......"

٤٨٣١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِحَجَرٍ وَهِيَ حُبْلٰى فَقَتَلَتْهَا، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةً، وَجَعَلَ عَقْلَهَا عَلٰى عَصَبَتِهَا، فَقَالُوا: نُغَرَّمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْأَعْرَابِ؟ هُوَ مَا أَقُولُ لَكُمْ».

۴۸۳۱- حضرت ابراہیم سے منقول ہے کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو پتھر مارا جبکہ وہ حاملہ تھی جس سے وہ مرگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیٹ کے بچے کی دیت غرہ (غلام یا لونڈی) مقرر فرمائی اور مقتولہ کی دیت قاتلہ کے نسبی رشتہ داروں کے ذمے ڈال دی۔ انھوں نے کہا: ہم ایسے بچے کی دیت بھریں جس نے پیا نہ کھایا' نہ چوں چاں کی؟ ایسے بچے کا تو کوئی معاوضہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: ''اعرابیوں کی طرح تک بندی کرتے ہو؟ اصل حکم وہی ہے جو میں کہتا ہوں۔''

فائدہ: یہ روایت مرسل ہے' تاہم شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

٤٨٣٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ أَسْبَاطَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۴۸۳۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: دو سوکنیں تھیں۔ ان میں جھگڑا ہو گیا۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اس کے پیٹ کا بچہ

---

٤٨٣١- [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢٥، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣١.

٤٨٣٢- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الديات، باب دية الجنين، ح: ٤٥٧٤، والطبراني في الكبير: ١١/ ٢٨٩، ٢٩٠، ح: ١١٧٦٧ من حديث عمرو بن حماد بن طلحة القناد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣٢، وللحديث شواهد. * أسباط هو ابن نصر، وسماك هو ابن حرب، وسلسلته عن عكرمة ضعيفة.

كَانَتِ امْرَأَتَانِ جَارَتَانِ كَانَ بَيْنَهُمَا صَخَبٌ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ، فَأَسْقَطَتْ غُلَامًا - قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ - مَيِّتًا وَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ، فَقَضٰى عَلَى الْعَاقِلَةِ الدِّيَةَ فَقَالَ عَمُّهَا: إِنَّهَا قَدْ أَسْقَطَتْ يَا رَسُولَ اللهِ! غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ، فَقَالَ أَبُو الْقَاتِلَةِ: إِنَّهُ كَاذِبٌ، إِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ فَمِثْلُهُ يُطَلُّ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَسَجْعٌ كَسَجْعِ الْجَاهِلِيَّةِ وَكِهَانَتِهَا؟ إِنَّ فِي الصَّبِيِّ غُرَّةً».

گرا دیا جو مردہ تھا۔ اس کے بال اگ چکے تھے۔ اور عورت بھی مرگئی۔ آپ نے قاتلہ کے نسبی رشتہ داروں پر دیت ڈال دی۔ مقتولہ کے چچا نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے بچہ بھی ضائع کیا ہے جس کے بال اگ چکے تھے۔ قاتلہ کے والد نے کہا: یہ جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ بچہ نہ چیخا چلایا، نہ اس نے پیا نہ کھایا۔ ایسا تو ضائع اور باطل ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”کیا جاہلوں اور کاہنوں جیسی سجع (تک بندی) کر رہا ہے؟ اس بچے میں بھی غرہ آئے گا۔“

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَتْ إِحْدَاهُمَا مُلَيْكَةَ وَالْأُخْرٰى أُمَّ غَطِيفٍ.

حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ایک عورت کا نام ملیکہ اور دوسری کا ام غطیف تھا۔

فائدہ: بعض روایات میں اس دوسری عورت کا نام ام عفیف آیا ہے۔

٤٨٣٣- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: كَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى كُلِّ بَطْنٍ عُقُولَهُ، وَلَا يَحِلُّ لِمَوْلًى أَنْ يَتَوَلّٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ إِذْنِهِ.

۴۸۳۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ تحریر لکھوائی کہ ہر قبیلے کو اپنے لوگوں پر عائد شدہ دیتیں دینی ہوں گی، نیز کسی آزاد شدہ غلام کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کی اجازت کے بغیر کسی اور مسلمان کو مولیٰ بنا لے۔

فوائد ومسائل: ① عاقلہ (یعنی نسبی رشتہ دار) پر دیت ادا کرنا لازم ہے۔ ② ”عائد شدہ دیتیں“ یعنی قتل خطا اور شبہ عمد کی دیتیں قاتل کے خاندان کو بھرنا پڑیں گی۔ اور باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ قتل خطا یا شبہ عمد کی دیت

---

٤٨٣٣_ أخرجه مسلم، العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه، ح: ١٥٠٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٣.

صرف قاتل کے ذمے نہیں بلکہ پورے خاندان کی ذمے داری ہے۔ ③ ''اجازت کے بغیر'' یہ قید ڈانٹ کے طور پر ہے ورنہ اجازت لے کر بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا جیسے کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو باپ نہیں بنا سکتا' خواہ باپ اجازت دے بھی دے۔ ویسے بھی کوئی سلیم الطبع شخص نہ تو رشتہ بیچتا ہے نہ ہبہ کرتا ہے کیونکہ رشتہ بیچنے اور ہبہ کرنے کی چیز نہیں۔ مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کرنے والے مالک کو بھی اور ان کے مابین تعلق کو ولا کہتے ہیں جو نسبی رشتے کے بعد مضبوط رشتہ ہے جو موت سے بھی ختم نہیں ہوتا حتیٰ کہ نسبی رشتہ دار نہ ہونے کی صورت میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کوئی شخص بھی ایسے معظم رشتے کو بدلنے کی اجازت نہیں دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بابت فرمایا: [اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ] ''ولا بھی نسبی رشتہ داری کی طرح ہے' یہ نہ بیچی جا سکتی ہے اور نہ کسی کو ہبہ ہی کی جا سکتی ہے۔'' (المستدرك للحاكم: ۴/۳۴۱) مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی اپنے آزاد کردہ غلام کو اجازت دے بھی دے تو بھی یہ تعلق ولا کسی دوسرے مسلمان کی طرف منتقل نہیں ہو سکتا۔ نہ کسی مسلمان کو لائق ہی ہے کہ وہ اسے قبول کرے۔ واللہ أعلم.

٤٨٣٤- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ».

۴۸۳۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایسے ہی (تکلفاً) طبیب بن کر علاج کرے' حالانکہ (اس سے قبل) وہ مستند طبیب نہیں تھا تو (اگر کوئی نقصان ہو جائے) وہ ضامن (ذمہ دار) ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [الكن الحديث حسن بمجموع الطريقين] یعنی دونوں طریق کی وجہ سے مجموعی طور پر مذکورہ حدیث حسن بن جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' حديث: ۶۳۵) ② موجودہ دور میں عطائی قسم کے ڈاکٹر اور طبیب عام ہیں۔ ان طبیبوں اور ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔ حکومتِ وقت کی یہ شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی قانون سازی کرے کہ کوئی اناڑی ڈاکٹر اور طبیب لوگوں کی زندگی اور ان کی

---

٤٨٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من تطبب ولم يعلم منه طب، ح: ٣٤٦٦ من حديث الوليد ابن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣٤، وصححه الحاكم: ٤/ ٢١٢، ووافقه الذهبي. * ابن جريج عنعن، تقدم، ح: ٤٠٠٨، وللحديث شاهد ضعيف.

صحت سے نہ کھیل سکے۔ عوام کو ایسے لوگوں کی دست برد سے بچنے کی خود بھی کوشش کرنی چاہیے۔ ایسے ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاتھوں اگر کوئی مر جائے تو ان کے ذمے دیت ہوگی' تاہم مستند معالجین سے دوا لینا شرعاً جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے علاج معالجے اور دوا کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ ڈاکٹر وطبیب مستند اور معروف ہو۔ ③ اگر کوئی آدمی کسی ڈاکٹر یا طبیب کی بے پروائی یا عدم مہارت کی وجہ سے مر جائے تو اس پر دیت ہوگی جو اس کے نسبی رشتہ دار ادا کریں گے۔ قصاص نہیں ہوگا کیونکہ وہ مکمل طور پر قصوروار نہیں۔ آخر علاج کروانے والے کی رضامندی ہی سے اس کا علاج ہوا' لہٰذا اناڑی شخص سے علاج کروانے میں متعلقہ شخص بھی مجرم ہے۔ طبیب اکیلا مجرم نہیں۔ ④ مستند طبیب سے کوئی نقصان ہو جائے تو جب تک اس کی صریح غلطی ثابت نہ ہو جائے' وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔ صریح غلطی کی صورت میں اسے دیت بھرنی ہوگی کیونکہ یہ بھی خطا کی ذیل میں آتا ہے۔ اگر ثابت ہو جائے کہ طبیب نے عمداً نقصان پہنچایا ہے تو قصاص جاری ہوگا۔ واللہ أعلم.

٤٨٣٥- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۴۸۳۵- عمرو بن شعیب کے پردادا سے بالکل ایسی ہی روایت آتی ہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی مجموعی طرق کی بنا پر قابل استدلال ہے۔

(المعجم ٤٠، ٤١، ٤٢) - هَلْ يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِجَرِيرَةِ غَيْرِهِ (التحفة ٣٦)

باب: ۴۰، ۴۱، ۴۲- کیا کسی شخص کو دوسرے کے جرم میں پکڑا جا سکتا ہے؟

٤٨٣٦- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبْجَرَ عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَعَ أَبِي فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟» قَالَ: ابْنِي أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَا تَجْنِي عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ».

۴۸۳۶- حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا۔ آپ نے (میرے والد سے) فرمایا: ''یہ تیرے ساتھ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں' یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''خبردار! تیرے جرم کا یہ ذمہ دار نہیں اور تو اس کے جرم

---

٤٨٣٥_[ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣٥.

٤٨٣٦_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب، ح: ٤٢٠٨ من حديث إياد به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣٦. * سفيان هو ابن عيينة، وتابعه سفيان الثوري عند أبي داود.

کا ذمہ دار نہیں۔“

**فوائد و مسائل:** ① نبی ﷺ اس بات کا ہمیشہ التزام فرماتے کہ موقع محل کی مناسبت سے مسئلہ بیان فرمائیں اور کتاب و سنت کے احکام وضاحت سے بیان کر دیں، نیز نبی ﷺ مسئلہ اس انداز سے واضح فرماتے کہ اس میں کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہتا بلکہ ہر شخص بآسانی سمجھ لیتا تھا۔ ② یہ حدیث مبارکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر کرتی ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (فاطر ۳۵:۱۸) ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا (قطعاً) کوئی بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“ ③ جاہلیت میں باپ بیٹا تو ایک طرف پورے قبیلے کے افراد کو ایک دوسرے کے جرائم کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔ قبیلے کے کسی شخص نے قتل کیا ہوتا تو قبیلے کے کسی بھی شخص کو پکڑ کر قتل کر دیا جاتا اور دعویٰ کیا جاتا کہ ہم نے قصاص لے لیا ہے۔ اسلام نے اس بدرسم کو نہ صرف ختم کیا بلکہ یہ اعلان کیا کہ گناہ گار وہی ہے جس نے جرم کیا۔ سزا بھی اسے ہی دی جا سکتی ہے، کسی اور کو نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ پھر قتل خطا و شبہ عمد کی دیت رشتہ داروں پر کیوں پڑتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ اس کے ساتھ تعاون ہے کیونکہ قتل خطا کی صورت میں تو قاتل بالکل ہی بے گناہ ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بے احتیاطی کا مجرم کہا جا سکتا ہے اور شبہ عمد میں مجرم تو ہوتا ہے کہ اس نے لڑائی کی مگر چونکہ قتل کا تو اسے تصور بھی نہیں تھا، لہٰذا وہ اتنا مجرم نہیں ہوتا کہ اس پر سو قیمتی اونٹنیوں کا بوجھ ڈال دیا جائے لیکن چونکہ کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہیں جا سکتا، اس لیے دیت اس پر ڈال دی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے رشتہ داروں کو اس سے تعاون کرنے کا قانونی طور پر پابند بنا دیا گیا تاکہ وہ پاؤں نہ کھینچ سکیں۔ البتہ جب قاتل مکمل قصور وار ہو، مثلاً: قتل عمد میں تو اسے خود ہی قصاص دینا ہوگا۔ اس کے کسی بھائی یا باپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ دیت ہو تو وہ بھی خود ہی بھرے گا۔

٤٨٣٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ الْيَرْبُوعِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَتَلُوا فُلَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ

۴۸۳۷- حضرت ثعلبہ بن زہدم یربوعی ﷺ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک گروہ میں خطاب فرما رہے تھے۔ انصار کہنے لگے: ان بنو ثعلبہ بن یربوع نے جاہلیت میں فلاں شخص کو قتل کر دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے آواز بلند کرتے ہوئے فرمایا: ”آگاہ رہو! کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔“



٤٨٣٧- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٨٥، ح: ١٣٨٤ من حديث سفيان الثوري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٣٧، وللحديث شواهد كثيرة. ● أشعث هو ابن سليم.

ﷺ: وَهَتَفَ بِصَوْتِهِ: «أَلَا لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرٰى».

فائدہ: جاہلیت میں ایک فرد کے جرم کرنے پر پورے قبیلے کو مجرم سمجھ لیا جاتا تھا۔ اور جو بھی ہتھے چڑھ جاتا' اس سے انتقام لے لیا جاتا تھا۔ آپ نے انصار کی اس بات سے اسی ذہن کی بو سونگھی کہ انھوں نے اس قبیلے کے ایک شخص کو دیکھ کر قبیلے کے کسی ایک شخص کا جرم ذکر کیا' اس لیے آپ نے واشگاف الفاظ میں تردید فرمائی۔

٤٨٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: إِنْتَهٰى قَوْمٌ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ قَتَلُوا فُلَانًا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرٰى».

۴۸۳۸- حضرت ثعلبہ بن زہدم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: بنو ثعلبہ کے کچھ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس پہنچے جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان بنو ثعلبہ بن یربوع نے نبی ﷺ کے فلاں صحابی کو قتل کیا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کے جرم کا کوئی دوسرا شخص ذمہ دار نہیں ہوتا۔''

فائدہ: آپ کا مقصد یہ تھا کہ قاتل کوئی اور ہیں اور یہ آنے والے لوگ اور ہیں۔ صرف قبیلہ ایک ہونے کی وجہ سے یہ لوگ مجرم نہیں بن سکتے۔

٤٨٣٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ هِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعٍ: أَنَّ نَاسًا مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ!

۴۸۳۹- بنو ثعلبہ بن یربوع (قبیلے) میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ بنو ثعلبہ کے کچھ لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس آئے تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان بنو ثعلبہ بن یربوع نے نبی ﷺ کے فلاں صحابی کو قتل کیا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم کا ذمہ دار نہیں۔''

---

٤٨٣٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٨.

٤٨٣٩- [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٣٩.

هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ قَتَلُوا فُلَانًا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى».

٤٨٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ ابْنِ سُلَيْمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ - وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ - عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ أَصَابُوا رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ قَتَلَتْ فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى». قَالَ شُعْبَةُ: أَيْ لَا يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِأَحَدٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ.

۴۸۴۰- بنو ثعلبہ بن یربوع کے ایک شخص سے روایت ہے کہ بنو ثعلبہ کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو ثعلبہ ہیں۔ انھوں نے فلاں (صحابی) کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی شخص کا جرم کسی دوسرے کے نام نہیں لگ سکتا۔“ (راویٔ حدیث) شعبہ نے کہا: یعنی کسی کو کسی اور شخص کے جرم میں گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ أعلم۔

٤٨٤١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعَ الَّذِينَ أَصَابُوا فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا» يَعْنِي لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى نَفْسٍ.

۴۸۴۱- بنو ثعلبہ بن یربوع کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ میں نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان بنو ثعلبہ بن یربوع نے فلاں شخص (صحابیٔ رسول) کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ یعنی کسی شخص کا جرم کسی دوسرے پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

٤٨٤٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي

۴۸۴۲- بنی یربوع کے ایک آدمی نے کہا: ہم

---

٤٨٤٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٠.

٤٨٤١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤١.

٤٨٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٣٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٢.

حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي يَرْبُوعَ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُكَلِّمُ النَّاسَ، فَقَامَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو فُلَانٍ الَّذِينَ قَتَلُوا فُلَانًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰى أُخْرٰى».

رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ (ہمیں دیکھ کر) کچھ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں قبیلے کے لوگ ہیں۔ انھوں نے فلاں صحابی کو قتل کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی ایک شخص کا جرم دوسرے کے ذمے نہیں لگایا جا سکتا۔“

٤٨٤٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ الَّذِينَ قَتَلُوا فُلَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَخُذْ لَنَا بِثَأْرِنَا، فَرَفَعَ - يَعْنِي - يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلٰى وَلَدٍ» مَرَّتَيْنِ.

۴۸۴۳- حضرت طارق محاربی ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو ثعلبہ ہیں جنھوں نے اپنے دور جاہلیت میں فلاں کو قتل کیا تھا۔ ان سے ہمیں قصاص دلوا دیجیے۔ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے دو دفعہ فرمایا: ”کسی ماں کا جرم اس کے بیٹے کے گلے نہیں پڑتا۔“

فائدہ: آپ کا مقصد یہ تھا کہ قاتلین اور تھے اور یہ حاضرین اور ہیں، لہٰذا ان سے قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ اگرچہ ان کا قبیلہ ایک ہے۔ شریعت میں ہر مجرم اپنے جرم کا خود جواب دہ ہے نہ کہ اس کے رشتہ دار۔

(المعجم ٤٢، ٤٣) - اَلْعَيْنُ الْعَوْرَاءُ السَّادَّةُ لِمَكَانِهَا إِذَا طُمِسَتْ (التحفة ٣٧).

باب: ۴۲، ۴۳- اپنی جگہ قائم کانی آنکھ اگر پھوڑ دی جائے تو؟

٤٨٤٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ

۴۸۴۴- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت

---

٤٨٤٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٤٤ من حديث يزيد بن زياد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٣، تقدم طرفه، ح: ٢٥٣٣.

٤٨٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٦٧ من حديث الهيثم بن حميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٤. * ابن عائذ اسمه محمد.

مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى فِي الْعَيْنِ الْعَوْرَاءِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا إِذَا طُمِسَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا، وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ إِذَا قُطِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا، وَفِي السِّنِّ السَّوْدَاءِ، إِذَا نُزِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا.

عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو کانی (بے نور) آنکھ اپنی جگہ قائم ہو اگر پھوڑ دی جائے تو آنکھ کی ایک تہائی دیت دی جائے گی۔ اور بے جان ہاتھ اگر کاٹ دیا جائے تو ہاتھ کی تہائی دیت دے دی جائے گی۔ اور وہ دانت جو سیاہ ہو چکا ہوا کھاڑ دیا جائے تو دانت کی تہائی دیت ہوگی۔

**فائدہ:** واللہ اعلم' شاید ایک تہائی دیت اس لیے دی جا رہی ہے کہ ان اعضاء کے پھوڑنے' کاٹنے اور اکھیڑنے سے ظاہری حسن وجمال جاتا رہا ہے۔ یہ اعضاء اگرچہ اپنے اصل مقصد سے خالی ہیں لیکن اپنی جگہ قائم ہونے کی وجہ سے ظاہری زیب وزینت اور حسن وجمال کا فائدہ بہر حال دے رہے ہیں۔ دور سے دیکھنے میں تو وہ شخص بے عیب ہے' لہٰذا ایسے عضو کو ضائع کر دینے سے' شریعت میں اسی عضو کی جتنی دیت مقرر ہے اس کی ایک تہائی دیت دینا ہوگی۔ صحیح آنکھ کی دیت پچاس اونٹ' صحیح ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ اور صحیح دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے' ان کا تہائی کسر میں آتا ہے۔ لہٰذا کسر کی جگہ قیمت لگائی جائے گی' مثلاً: آنکھ اور بے جان ہاتھ کی دیت سولہ سولہ اونٹ اور باقی دو دو اونٹوں کی کل قیمت کا ایک ایک تہائی حصہ ہوگی۔ دو اونٹوں کی قیمت اگر تین لاکھ روپے ہو تو اس میں سے ایک لاکھ اسے دیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٤٣، ٤٤) - عَقْلُ الْأَسْنَانِ (التحفة ٣٨)

## باب:۴۳،۴۴-دانتوں کی دیت

٤٨٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِي الْأَسْنَانِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ».

۴۸۴۵-حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانتوں میں پانچ اونٹ ہیں۔'' یعنی ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔



٤٨٤٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الباب السابق، ح: ٤٥٦٣ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٥.

٤٨٤٦- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَطَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْأَسْنَانُ سَوَاءٌ خَمْسًا خَمْسًا».

۴۸۴۶- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب دانت (دیت میں) برابر ہیں۔'' یعنی ہر ایک میں پانچ پانچ اونٹ۔

فوائد ومسائل: ① کسی بھی عضو کے فائدے کا صحیح تعین بہت مشکل کام ہے کیونکہ ایک عضو کئی کام دیتا ہے' مثلاً: سامنے کے دانت کاٹنے کے کام بھی آتے ہیں اور مشکل وقت میں پکڑنے کے بھی۔ اسی طرح وہ چہرے کی زینت بھی ہیں' لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کھانا کھانے میں ڈاڑھوں کا زیادہ حصہ ہے اور دانتوں کا کم' اس لیے ڈاڑھوں کی دیت زیادہ ہونی چاہیے۔ گویا اعضاء کے پورے فائدے کا تعین اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' لہٰذا شریعت نے جو دیت مقرر کر دی ہے' وہی صحیح ہے۔ اس میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ ② اگر کوئی شخص کسی کے تمام دانت توڑ دے تو اس کی دیت کتنی ہوگی؟ جمہور اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ اس طرح کہ اگر کوئی شخص بتیس دانت توڑتا ہے تو اسے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) اونٹ دیت دینا ہوگی۔ ڈاڑھیں اور دانت اس میں برابر ہیں۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ جبکہ اہل علم کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ بارہ دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہوں گے اور باقی بیس ڈاڑھوں میں ایک ایک اونٹ ہوگا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ باقی ڈاڑھوں میں دو دو اونٹ ہوں گے۔ ان کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک فیصلہ ہے کہ انھوں نے ڈاڑھوں میں ایک ایک اونٹ دیت مقرر کی۔ پھر یہ بھی کہ پہلے قول پر عمل کی صورت میں دیت جان کی دیت سے بھی بڑھ جائے گی۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کا تعلق ہے تو ان سے یہ بھی مروی ہے کہ دانت اور ڈاڑھیں برابر ہیں' اس لیے ان کا وہ فتویٰ قابل عمل ہوگا جو مرفوع حدیث کے مطابق ہے اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مرفوع حدیث کا علم ہوتا تو وہ بھی ڈاڑھوں میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرماتے۔ رہی دوسری بات کہ اس طرح دیت جان کی دیت سے بڑھ جائے گی تو یہ نہ قیاس کے خلاف ہے نہ اصول کے بلکہ اصول کے عین مطابق ہے کہ ڈاڑھوں کو دانتوں پر قیاس کیا جائے' پھر اہل علم کے نزدیک ''اسنان'' کا اطلاق اضراس پر بھی ہوتا ہے۔ پھر کئی صورتیں اور بھی ممکن ہیں جن میں دیت جان کی دیت سے بڑھ جاتی ہے' مثلاً: کسی شخص کی آنکھ نکال دی جائے اور دونوں ہاتھ کاٹ دیے

٤٨٤٦ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٨٩ من حديث ابن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٤٦. * مطر هو الوراق، وانظر الحديث السابق.

جائیں تو دیت جان کی دیت سے بڑھ جائے گی۔ مزید دیکھیے: (الاستذکار' لابن عبدالبر: ۲۵/۱۴۶-۱۴۸) ہمارے نزدیک جمہور اہل علم کا موقف ہی راجح ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٤٤، ٤٥) - بَابُ عَقْلِ الْأَصَابِعِ (التحفة ٣٩)

## باب: ۴۴، ۴۵- انگلیوں کی دیت

٤٨٤٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ».

۴۸۴۷- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انگلیوں میں (ہر انگلی کے بدلے) دس دس اونٹ ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① انگلیاں اگرچہ فائدے کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ جو حیثیت انگوٹھے کی ہے' وہ چھنگلی کی نہیں لیکن سب ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں۔ پھر بعض انگلیاں زینت کا سبب ہیں۔ بعض انگلیوں کے خصوصی فائدے ہیں۔ بعض مواقع پر چھنگلی ہی کام دیتی ہے' انگوٹھا وہاں کچھ نہیں کر سکتا۔ گویا ہر انگلی کے صحیح مفاد کا حقیقی تعین ہمارے لیے بہت مشکل ہے' اس لیے اللہ علیم وخبیر اور اس کے رسول ﷺ نے سب انگلیوں کو برابر قرار دیا ہے۔ داہنا ہاتھ ہو یا بایاں' ہاتھ کی انگلیاں ہوں یا پاؤں کی اور چھنگلی ہو یا انگوٹھا۔ واللہ أعلم. ② ''دس دس اونٹ'' اگر کسی آدمی کے دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں کاٹ دیے جائیں تو وہ میت کے برابر ہے۔ لوگوں کا محتاج بن جائے گا اور اس کی زندگی موت سے بدتر ہو جائے گی' اس لیے دونوں ہاتھوں یا دونوں پاؤں کی دیت سو سو اونٹ رکھی گئی ہے۔ ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کی دیت پچاس اونٹ ہوگی' خواہ بایاں ہی ہو کیونکہ بائیں کے بغیر دائیں کی زینت بھی کالعدم ہو جاتی ہے۔ پھر ہاتھ پاؤں میں اصل انگلیاں ہیں۔ انگلیاں نہ ہوں تو ہاتھ پاؤں اپنے اصلی مقصد سے خالی ہو جاتے ہیں' لہٰذا انگلیوں کو پورے عضو کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اگر پانچوں انگلیاں کاٹ دے' تب بھی دیت پچاس اونٹ' کلائی سے کاٹے تب بھی اور کہنی سے کاٹ دے تب بھی اور کندھے سے کاٹ دے' تب بھی یہی دیت ہوگی۔ واللہ أعلم.

٤٨٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۴۸۴۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے منقول

---

٤٨٤٧_[صحيح] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٥٦، ٤٥٥٧ من حديث مسروق بن أوس به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٧، وله شواهد صحيحة.

٤٨٤٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٤٨. * سعيد بن أبي عروبة صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٩٢.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ غَالِبِ التَّمَّارِ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ عَشْرًا».

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”انگلیاں سب برابر ہیں۔“

٤٨٤٩- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَلْخِيُّ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ غَالِبِ التَّمَّارِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ الْأَصَابِعَ سَوَاءٌ عَشْرًا عَشْرًا مِنَ الْإِبِلِ.

۴۸۴۹- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ انگلیاں سب برابر ہیں۔ (ہر ایک کی دیت) دس دس اونٹ ہے۔

٤٨٥٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ لَمَّا وُجِدَ الْكِتَابُ الَّذِي عِنْدَ آلِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، الَّذِي ذَكَرُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ لَهُمْ، وَجَدُوا فِيهِ وَفِيمَا هُنَالِكَ مِنَ الْأَصَابِعِ عَشْرًا عَشْرًا.

۴۸۵۰- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب میں نے وہ دستاویز دیکھی جو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی اولاد کے پاس تھی اور جس کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ تحریر خود لکھوا کر ان کو دی' اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔

٤٨٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۸۵۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ اور یہ برابر ہیں۔“ یعنی انگوٹھا اور چھنگلی۔

---

٤٨٤٩_ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٠.

٤٨٥٠_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥١، وله شواهد، منها الحديث السابق.

٤٨٥١_ أخرجه البخاري، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٦٨٩٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٢.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ» يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

٤٨٥٢- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فَهٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ الْإِبْهَامُ وَالْخِنْصَرُ.

۴۸۵۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ یہ اور یہ (یعنی) انگوٹھا اور چھنگلی (دیت کے لحاظ سے) برابر ہیں۔

٤٨٥٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلْأَصَابِعُ عَشْرٌ عَشْرٌ.

۴۸۵۳- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: سب انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔

٤٨٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «وَفِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ».

۴۸۵۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ”انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔“

٤٨٥٥- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۴۸۵۵- حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں فرمایا جب کہ آپ نے کعبہ کے

---

٤٨٥٢_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٣.

٤٨٥٣_[صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٤. * سعيد هو ابن أبي عروبة.

٤٨٥٤_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٦٢ من حديث حسين المعلم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٥، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨١.

٤٨٥٥_[إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٦، وانظر الحديث السابق.

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ: «اَلْأَصَابِعُ سَوَاءٌ».

ساتھ اپنی پشت کی ٹیک لگا رکھی تھی: ''تمام انگلیاں (دیت کے لحاظ سے) برابر ہیں۔''

## (المعجم ٤٥، ٤٦) - اَلْمَوَاضِحُ (التحفة ٤٠)

## باب: ۴۵، ۴۶-ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخموں کی دیت

٤٨٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «وَفِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ».

۴۸۵۶-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخموں میں دیت پانچ پانچ اونٹ ہے۔''

فائدہ: اگر چمڑا اور گوشت کٹ کر ہڈی نظر آنے لگے لیکن ہڈی کا نقصان نہ ہوا ہو تو اس زخم کو عربی زبان میں موضحہ کہا جاتا ہے۔ یہ زخم معمولی ہوتا ہے اور جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے اس لیے اس کی دیت بھی معمولی یعنی صرف پانچ اونٹ رکھی گئی ہے۔ اگر اس سے کم زخم ہو تو عدالت کوئی سی دیت جو پانچ اونٹ سے کم ہو مقرر کر سکتی ہے۔ دیت انسانی عظمت کے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ انسان خصوصاً مسلمان کو معمولی نہ سمجھا جائے۔ اگر اس کو خراش بھی آ گئی تب بھی جرمانہ اور تاوان لاگو ہوگا۔ بعض فقہاء نے اس موضحہ میں پانچ اونٹ دیت رکھی ہے جو سر یا چہرے میں ہو۔ باقی جسم میں موضحہ کی دیت عدالت کی صوابدید پر موقوف کی ہے اور کہا ہے کہ وہ پانچ اونٹ سے کم ہوگی کیونکہ چہرہ افضل عضو ہے اس لیے اس پر مارنا زیادہ جرم ہے۔ لیکن یہ تخصیص کسی حدیث میں نہیں۔

## (المعجم ٤٦، ٤٧) - ذِكْرُ حَدِيثِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ وَاخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لَهُ (التحفة ٤١)

## باب: ۴۶، ۴۷-دیت کے مسائل کے بارے میں حضرت عمرو بن حزم کی حدیث اور راویوں کا اختلاف

---

٤٨٥٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الديات، باب ديات الأعضاء، ح: ٤٥٦٦ من حديث خالد بن الحارث به مختصرًا، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٧، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨٥، وقال الترمذي، ح: ١٣٩٠ "حسن صحيح".

٤٨٥٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقُرِئَتْ عَلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهِ نُسْخَتُهَا: مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى شُرَحْبِيلَ ابْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، قَيْلِ ذِي رُعَيْنٍ وَمُعَافِرَ وَهَمْدَانَ، أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدٌ إِلَّا أَنْ يَرْضٰى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ، وَأَنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ، وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ، وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ، وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ، وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ

۴۸۵۷- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن والوں کی طرف ایک تحریر لکھوا کر بھیجی جس میں فرائض و سنن اور دیت کے مسائل تھے۔ آپ نے وہ تحریر عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجی تھی۔ وہ اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کی عبارت یوں تھی: ”یہ تحریر نبی اکرم محمد ﷺ کی طرف سے شرحبیل بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کی طرف ہے جو ذورعین، معافر اور ہمدان کے سردار ہیں۔ اما بعد! (اس تحریر میں بہت سی باتیں تھیں) اس تحریر میں یہ بات بھی تھی کہ جو شخص کسی مومن کو بے گناہ قتل کر دے اور گواہ موجود ہوں تو اس کو قصاصاً قتل کر دیا جائے گا الا یہ کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں۔ اور ہر انسانی جان کی دیت سو اونٹ ہے۔ اگر پوری ناک کاٹ دی جائے تو اس میں مکمل دیت (سو اونٹ) ہوگی۔ زبان پوری کاٹ دی جائے تو اس میں بھی پوری دیت ہو گی۔ دونوں ہونٹ کاٹے جانے کی صورت میں بھی پوری دیت ہو گی۔ خصیتین مکمل کاٹ دیے جائیں تو پوری دیت ہو گی۔ ذکر پورا کاٹ دیا جائے تو پوری دیت ہوگی۔ کمر (ریڑھ) کی ہڈی توڑ دی جائے تو پوری دیت ہوگی۔ دونوں آنکھیں پھوڑ یا نکال دی جائیں تو پوری دیت ہو

---

**٤٨٥٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٤/ ٨٩، ٩٠ من حديث الحكم بن موسٰى به، وتفرد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٥٨، وصححه ابن حبان، ح: ٧٩٣، والحاكم: ١/ ٣٩٥-٣٩٧، ووافقه الذهبي، وصححه أحمد، وأبوزرعة، وأبوحاتم، وعثمان بن سعيد الدارمي، وجماعة من الحفاظ، وضعفه ابن معين، والدارقطني، وأبوداود وغيرهم. * سليمان بن داود هو الخولاني، ووهم الحكم في قوله هذا، والصواب: "سليمان بن أرقم كما في الرواية الآتية، وكذا في أصل يحيى بن حمزة، انظر المراسيل لأبي داود، ح: ٢٥٨، وفيه علة أخرى، ولبعض الحديث شواهد، انظر الحديث، ح: ٤٨٥٠، ٤٨٥٩.

الدِّيَةِ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَأَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ، وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِينَارٍ.

گی۔ ایک پاؤں کی نصف دیت ہوگی۔ دماغ تک پہنچ جانے والے زخم میں تہائی دیت ہوگی۔ پیٹ کے اندر تک پہنچ جانے والے زخم میں تہائی دیت ہوگی۔ ہڈی کو توڑ دینے والے زخم کی دیت پندرہ اونٹ ہوں گے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہوگی۔ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم کی دیت پانچ اونٹ ہوگی۔ آدمی عورت کو قتل کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص سونے کی صورت میں دیت دینا چاہے تو دیت ایک ہزار دینار ہوگی۔

خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ.

محمد بن بکار بن بلال نے اس کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① محمد بن بکار بن بلال نے حکم بن موسیٰ کی مخالفت کی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ حکم بن موسیٰ نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ۔ جب محمد بن بکار بن بلال نے یہ روایت بیان کی تو کہا: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مطلب یہ ہے کہ حکم بن موسیٰ نے یحییٰ بن حمزہ کے استاد سلیمان بن داود سے روایت بیان کی ہے جبکہ محمد بن بکار بن بلال نے یہی روایت یحییٰ کے استاد سلیمان بن ارقم سے بیان کی ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ واللہ أعلم. ② یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کے اکثر مندرجات دیگر صحیح احادیث میں مذکور ہیں جن میں سے بعض پہلے گزر چکے ہیں' نیز ان سے متعلقہ احکام ومسائل کی تفصیل بھی بیان ہو چکی ہے۔

٤٨٥٨- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ الْعَنْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي

۴۸۵۸- حضرت عمرو بن حزم ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن والوں کی طرف ایک تحریر لکھ کر بھیجی جس میں فرائض وسنن اور دیت کے مسائل تھے۔ آپ نے یہ تحریر حضرت عمرو بن حزم کے ہاتھ بھیجی

٤٨٥٨- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٥٩.

الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ بِكِتَابٍ فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقُرِىءَ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهِ نُسْخَتُهُ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ وَفِي الْعَيْنِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ، وَفِي الْيَدِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ، وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ.

تھی اور یہ یمن والوں کو پڑھ کر سنائی گئی۔ یہ اس کا مضمون ہے۔ پھر راوی نے سابقہ روایت کی طرح بیان کیا مگر اس نے کہا: ایک آنکھ میں نصف دیت (پچاس اونٹ) ہے۔ ایک ہاتھ میں نصف دیت ہے اور ایک پاؤں میں نصف دیت ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ وَاللهُ أَعْلَمُ. وَسُلَيْمَانُ بْنُ أَرْقَمَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ أعلم. اور سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے۔ اور یہی روایت یونس (بن یزید) نے امام زہری رحمہ اللہ سے مرسلاً بیان کی ہے جیسا کہ درج ذیل روایت ہے۔

٤٨٥٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَرَأْتُ كِتَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: الَّذِي كَتَبَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حِينَ بَعَثَهُ عَلَى نَجْرَانَ، وَكَانَ الْكِتَابُ عِنْدَ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا بَيَانٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَوْفُوا۟ بِٱلْعُقُودِ﴾ وَكَتَبَ الْآيَاتِ مِنْهَا

۴۸۵۹- حضرت ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر پڑھی ہے جو آپ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران کا حاکم بناتے وقت لکھ کر دی تھی۔ یہ تحریر حضرت ابوبکر بن حزم کے پاس تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے (احکام کا) بیان ہے: ”اے ایمان والو! عہد پورے کرو۔“ پھر آپ نے چند آیات لکھیں۔ حتی کہ یہاں تک پہنچے:

٤٨٥٩_[حسن] أخرجه أبوداود في المراسيل، ح: ٢٥٧ عن أحمد بن عمرو بن السرح وغيره به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٠، وهو رواية كتاب، والكتاب مروي بسند آخر، انظر، ح: ٤٨٦١ وغيره، وللحديث شواهد.

حَتّٰى بَلَغَ ﴿إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ [المآئدة: ١٠٤] ثُمَّ كَتَبَ هٰذَا كِتَابُ الْجِرَاحِ، فِي النَّفْسِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ. نَحْوَهُ.

﴿إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ ''بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔'' پھر آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ زخموں وغیرہ (کی دیت) کے بارے میں ایک تحریر ہے۔ جان (ختم کر دینے کی صورت) میں دیت سو اونٹ ہوگی۔ باقی روایت حسب سابق ہے۔

فوائد ومسائل: ① نجران یمن کا ایک علاقہ تھا۔ سابقہ احادیث میں بھی یمن والوں سے مراد اہل نجران ہی ہیں۔ وہاں تین قبیلوں کے تین سردار تھے جس کی تفصیل حدیث نمبر ۴۸۵۷ میں گزر چکی ہے۔ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو آپ نے نگران اعلیٰ بنا کر بھیجا تھا۔ ② ''چند آیات'' یہ سورۂ مائدہ کی ابتدائی چار آیات ہیں۔ ان میں بھی کچھ شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔ ③ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے۔ یہ قطعی بات ہے، لہٰذا اگر کہیں لکھنے کا ذکر ہے تو مراد لکھوانا ہے۔ آپ ہمیشہ دوسروں سے لکھواتے تھے۔ ④ یہ روایت مرسل ہے اور مرسل کے بارے میں محدثین کا صحیح موقف یہی ہے کہ یہ ضعیف ہے، تاہم عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی کتاب قرون اولیٰ میں معروف تھی۔ اور ان کی آل کے پاس بھی رہی۔ پھر اس روایت کے متن کے شواہد بھی صحیح احادیث میں موجود ہیں، اس لیے نفس سند حدیث پر حسن یا صحیح کا حکم تو محل نظر ہے، تاہم اس میں مذکور احکام دیگر احادیث کی تائید کی بنا پر قابل استدلال ہیں۔

٤٨٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ - عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: جَاءَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَزْمٍ بِكِتَابٍ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ هٰذَا بَيَانٌ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ فَتَلَا مِنْهَا آيَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: فِي النَّفْسِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ، وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُونَ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ

۴۸۶۰- حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میرے پاس حضرت ابوبکر بن حزم رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر آئے جو چمڑے کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے (احکام کا) بیان ہے: ''اے ایمان والو! عہد پورے کرو۔'' پھر اس کے بعد کئی آیتیں پڑھیں۔ پھر کہا: (پھر لکھا تھا) کسی جان کو ختم کر دینے کی صورت میں دیت سو اونٹ ہوگی۔ ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں۔ ایک آنکھ میں (آنکھ کی دیت) پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں کی دیت بھی پچاس اونٹ ہیں۔ دماغ تک پہنچ

---

٤٨٦٠- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٨٥٧، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٦١.

الدِّيَةِ، وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرِيضَةً، وَفِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ، وَفِي الْأَسْنَانِ خَمْسٌ خَمْسٌ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ.

جانے والے زخم میں تہائی دیت ہے۔ اور پیٹ کے اندر تک پہنچ جانے والے زخم کی دیت بھی ایک تہائی ہے۔ ہڈی کو توڑ دینے والے زخم میں پندرہ اونٹ دیت ہے۔ انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔ دانتوں کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہے اور ہڈی کو ننگا کرنے والے زخم میں پانچ اونٹ دیت ہے۔

٤٨٦١- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اَلْكِتَابُ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ إِنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِيَ جَدْعًا مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ النَّفْسِ، وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا، وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ، وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُونَ، وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ».

۴۸۶۱- حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ وہ تحریر جو رسول اللہ ﷺ نے دیت کے مسائل کے بارے میں حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھ کر دی تھی (یوں ہے کہ) جان (ختم کر دینے کی صورت) میں سو اونٹ دیت ہے۔ اور ناک میں جب وہ جڑ سے کاٹ دی جائے بھی سو اونٹ دیت ہے۔ اور دماغ تک پہنچ جانے والے زخم میں کل دیت کا ایک تہائی ہے۔ اور پیٹ کے اندر پہنچ جانے والے زخم میں بھی تہائی دیت ہی ہے۔ ایک ہاتھ میں پچاس اونٹ دیت ہے۔ اور ایک آنکھ میں بھی پچاس اونٹ ہیں اور ایک پاؤں میں بھی پچاس اونٹ ہیں۔ اور (ہاتھ پاؤں کی) ہر انگلی میں دس اونٹ دیت ہے۔ ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور ہڈی کو ننگا کر دینے والے زخم میں بھی پانچ اونٹ دیت ہے۔



فائدہ: یہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وہی ہیں جن کو اوپر والی احادیث میں مختصراً ابوبکر بن حزم کہا گیا ہے یعنی صحابیٔ رسول حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے پوتے جن کا اس تحریر سے اولیں واسطہ پڑا تھا۔

---

٤٨٦١ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٧٠٦٢، والموطأ (يحيى): ٢/ ٨٤٩، وللحديث شواهد.

٤٨٦٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى بَابَ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَلْقَمَ عَيْنَهُ خُصَاصَةَ الْبَابِ، فَبَصُرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَخَّاهُ بِحَدِيدَةٍ أَوْ عُودٍ لِيَفْقَأَ عَيْنَهُ، فَلَمَّا أَنْ بَصُرَ انْقَمَعَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ ثَبَتَّ لَفَقَأْتُ عَيْنَكَ».

۴۸۶۲-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے پاس آیا اور اس نے اپنی آنکھ دروازے کے سوراخ پر لگا دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو دیکھ لیا اور آپ ایک تیز دھار والی چیز یا ایک (نوک دار) لکڑی لے کر اس کی طرف چلے تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں۔ جب اس نے آپ کو (آتے) دیکھا تو آنکھ پیچھے ہٹالی۔ (پیچھے ہٹ گیا۔) نبی اکرم ﷺ نے اسے (غصے کے ساتھ) فرمایا: ”اگر تو اسی طرح کھڑا رہتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔“

فوائد ومسائل: ① ”پھوڑ دیتا“ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگر کوئی اس طرح چھپ کر کسی کے گھر دیکھے تو حاکم وقت کو اطلاع کیے بغیر ہی اس کی آنکھ پھوڑی جا سکتی ہے۔ کوئی دیت یا تاوان واجب الادا نہیں ہو گا۔ امام شافعی اور امام احمد ؒ کا یہی خیال ہے مگر امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ اس کے قائل نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ آپ نے یہ کلمات زجراً فرمائے تھے۔ آپ کی نیت اس کی آنکھ پھوڑنے کی نہیں تھی۔ راجح یہی ہے کہ ایسے شخص کی آنکھ پھوڑنا جائز ہے اور پھوڑنے والے پر کوئی تاوان بھی نہیں ہوگا کیونکہ حدیث سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے۔ بے جا تاویلات سے گریز کرنا چاہیے۔ ② یہ حدیث اور آئندہ حدیث سابقہ باب سے اس طرح متعلق ہیں کہ ایسی حالت میں اگر آنکھ پھوڑ دی جائے تو کوئی دیت نہیں دینا پڑے گی۔ یا پھر امام صاحب نیا باب قائم کرنا بھول گئے ہیں یا یہ دونوں احادیث آئندہ باب سے متعلق ہیں جیسا کہ سنن نسائی میں کئی مقامات پر ہوا ہے۔ والله أعلم.

٤٨٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ

۴۸۶۳-حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے دروازے کے

---

٤٨٦٢_ [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٩١ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٦٣. * يحيى هو ابن أبي كثير، وصرح بالسماع، وللحديث طرق في الصحيح للبخاري، ح: ٦٨٨٩ وغيره.

٤٨٦٣_ أخرجه البخاري، الديات، باب من اطلع في بيت قوم ففقؤوا عينه فلا دية له، ح: ٦٩٠١، ومسلم، الأداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٦٤.

أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي بَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهَا رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ».

سوراخ سے جھانکنے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نوکدار لکڑی تھی جس سے آپ اپنے سر کو کھجلی فرما رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: ”اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں یہ لکڑی تیری آنکھ میں مار دیتا۔ اجازت لینے کا حکم تو اسی لیے دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑ سکے۔“

## (المعجم ٤٧، ٤٨) - بَابُ مَنِ اقْتَصَّ وَأَخَذَ حَقَّهُ دُونَ السُّلْطَانِ (التحفة ٤٢)

## باب: ۴۷، ۴۸- جو شخص حاکم تک مقدمہ لے جائے بغیر خود ہی بدلہ لے لے یا اپنا حق لے لے

٤٨٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَأُوا عَيْنَهُ، فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ».

۴۸۶۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت لیے جھانکنے لگے اور وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کو دیت ملے گی نہ قصاص۔“

**فوائد و مسائل:** ① امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی قسم کا باب قائم کیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جان سے کم کا قصاص لینے کی گنجائش تو ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مالی معاملات میں اپنا حق وصول کیا جا سکتا ہے مگر حدود و قصاص حکومت ہی کی ذمہ داری ہے ورنہ خانہ جنگی چھڑ سکتی ہے۔ اگر لوگ خود ہی قتل کرنے لگیں اور ہاتھ پاؤں کاٹنے لگیں تو امن و امان کیسے قائم رہے گا؟ باقی رہی یہ حدیث تو یہ صرف مذکورہ صورت کے ساتھ خاص ہو گی، یعنی اگر کوئی کسی کے گھر جھانکتا ہو تو اس کی آنکھ موقع پر پھوڑی جا سکتی ہے، تاہم اگر وہ موقع پر بچ جاتا ہے تو بعد میں اس کی آنکھ نہیں پھوڑی جائے گی۔ ② جب دوسرے کے گھر جھانکنا حرام ہے تو ایسے مکانات بنانا کہ ہمسایوں کے گھر کا پردہ ہی ختم ہو جائے، بالاولیٰ حرام ہوگا۔ دور حاضر میں یہ طریقہ وبا اختیار کر چکا ہے کہ ایک شخص لاکھوں

---

٤٨٦٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٥ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٥، وله شواهد عند البخاري ومسلم وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

روپے خرچ کر کے مکان بناتا ہے تو دوسرا اس سے بھی اونچا کر کے بناتا ہے کہ پہلا شخص پھر نئی تعمیر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حکومت کو اس کے لیے ضرور قانون سازی کر کے اس پر عمل درآمد کرانا چاہیے۔

٤٨٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ امْرَءًا اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ حَرَجٌ»، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: «جُنَاحٌ».

۴۸۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص تجھے بغیر اجازت جھانکنے لگے اور تو کنکری وغیرہ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی تاوان و گناہ عائد نہیں ہوگا۔“

فائدہ: جھانکنے والا تب مجرم ہے اگر وہ بند دروازے سے دیکھنے کی کوشش کرے یا پردہ اٹھا کر دیکھے لیکن اگر دروازہ کھلا ہوا اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہ ہو تو پھر جھانکنے والا مجرم نہیں بلکہ گھر والے مجرم ہیں۔

٤٨٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَإِذَا بِابْنٍ لِمَرْوَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَرَأَهُ فَلَمْ يَرْجِعْ فَضَرَبَهُ، فَخَرَجَ الْغُلَامُ يَبْكِي حَتّٰى أَتٰى مَرْوَانَ، فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مَرْوَانُ لِأَبِي سَعِيدٍ: لِمَ ضَرَبْتَ ابْنَ أَخِيكَ؟ قَالَ: مَا ضَرَبْتُهُ إِنَّمَا ضَرَبْتُ الشَّيْطَانَ، سَمِعْتُ

۴۸۶۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں حضرت مروان کا ایک بیٹا ان کے آگے سے گزرنے لگا۔ انھوں نے اس کو پیچھے دھکیلا لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا تو انھوں نے اسے مارا۔ وہ روتا ہوا چلا گیا حتیٰ کہ حضرت مروان کے پاس پہنچ گیا اور جا کر انھیں بتایا۔ حضرت مروان نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے اپنے بھتیجے (میرے بیٹے) کو کیوں مارا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اس کو نہیں مارا۔ میں نے تو شیطان کو مارا ہے۔ میں نے رسول اللہ

٤٨٦٥ـ أخرجه البخاري، الديات، باب من اطلع في بيت قوم ففقؤوا عينه فلا دية له، ح:٦٩٠٢، ومسلم، الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح:٢١٥٨/ ٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٧٠٦٦.

٤٨٦٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٧٠٦٧، وللحديث طرق عند البخاري، ومسلم، وابن خزيمة: ٢/ ١٥ـ١٧ وغيرهم.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ، فَأَرَادَ إِنْسَانٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَدْرَؤُهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اپنی طاقت کی حد تک اسے روکنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ (رکنے سے) انکار کر دے (اور روکنے کے باوجود پھر بھی گزرنے پر مصر رہے) تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① ''اس سے لڑے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ممکن حد تک سامنے سے گزرنے والے شخص کو روکے' لیکن اس حد تک نہ جائے کہ اس کی اپنی نماز ہی باطل ہو جائے کیونکہ نماز کی حفاظت کے لیے تو گزرنے والے کو روک رہا ہے۔ اگر خود ہی نماز خراب کر لی تو اس کو روکنے کا فائدہ؟ اس کی صورت یہ ہوگی کہ سامنے سے گزرنے والے شخص کو ہاتھ سے روکے' اگر گزرنے والا شخص نہ رکے بلکہ سامنے سے گزرنے پر ہی مصر رہے تو اس کے سینے میں دھکا دے' یہ نہیں کہ آستینیں چڑھا کر اس سے کشتی شروع کر دے اور نماز چھوڑ کر مار کٹائی پر اتر آئے کیونکہ اس سے اس کی اپنی نماز باطل ہو جائے گی۔ ② امام صاحب نے اس سے استدلال فرمایا ہے کہ وہ خود بھی سزا دے سکتا ہے۔ حاکم کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں' حالانکہ کسی کو دھکا دینا یا معمولی چپت رسید کرنا نہ تو سزا کے زمرے میں آتا ہے نہ قصاص کے۔ اس سے باب پر استدلال قوی نہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ معمولی سی کارروائی از خود بھی کر سکتا ہے جو عدالت کے اختیار میں نہیں آتی لیکن جو امور عدالتی اختیار کے تحت ہیں اور جن پر فوج داری جرم کا اطلاق ہوتا ہے' ان کا اختیار افراد کو نہیں' مثلاً: کسی کو اس طرح مارنا کہ وہ زخمی ہو جائے یا اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے یا کوئی عضو ضائع ہو جائے یا۔ اللہ نہ کرے۔ وہ مر ہی جائے۔ ایسی صورت میں وہ خود مجرم ہوگا اور سزا پائے گا۔

(المعجم ٤٨، ٤٩) - مَا جَاءَ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ مِنَ الْمُجْتَبَى مِمَّا لَيْسَ فِي السُّنَنِ. تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ [النساء ٤: ٩٣] (التحفة ٤٣)

باب: ۴۸، ۴۹- قصاص سے متعلقہ روایات جو صرف مجتبیٰ نسائی میں ہیں' سنن کبریٰ میں نہیں' نیز اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے' اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا'' کا بیان

٤٨٦٧- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَفْظًا، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبْزٰى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ، وَعَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [الفرقان:٦٨] قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

۴۸۶۷- حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ نے حکم دیا کہ میں حضرت ابن عباس ؓ سے ان دو آیات کے بارے میں پوچھوں: ﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے۔“ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اس آیت کو کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔ دوسری آیت یہ تھی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ﴾ ”اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں بناتے اور کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل نہیں کرتے۔“ انھوں نے فرمایا: یہ مشرکین کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث: ۳۹۸۹، ۴۰۰۴، ۴۰۱۳۔

٤٨٦٨- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا أُنْزِلَتْ، وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۸۶۸- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کوفے والوں کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا: ﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔“ میں نے حضرت ابن عباس ؓ کی طرف کوچ کیا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: یہ آیت آخری نازل ہونے والی آیات میں شامل ہے۔ اس کو کسی اور آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① ”اختلاف ہو گیا“ کہ قاتل عمد کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ② ”کوچ کیا“ کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ ③ ”منسوخ نہیں کیا“ کیونکہ یہ آیت مدنی ہے اور توبہ والی آیت مکی ہے نیز اس میں

٤٨٦٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٦٩.
٤٨٦٨ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٠.

مشرکین کا ذکر ہے، مسلمانوں کا نہیں۔

٤٨٦٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا، وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ قَالَ: هٰذِهِ آيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾.

۴۸۶۹- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے سورۂ فرقان والی آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ......﴾ ”وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود نہیں بناتے اور نہ کسی قابل احترام جان کو ناحق قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ۔“ انھوں نے فرمایا: یہ آیت مکی دور میں اتری۔ اس کو مدینہ منورہ میں اترنے والی ایک آیت نے منسوخ کر دیا: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا......﴾ ”جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے، اس کی سزا جہنم ہے۔“

فائدہ: ”سورۂ فرقان والی آیت“ اصل استدلال اگلی آیت سے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک کام شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی برائیاں نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ مگر حضرت ابن عباس اسے صرف مشرکین سے خاص سمجھتے ہیں۔

٤٨٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ، سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: «يَجِيءُ مُتَعَلِّقًا

۴۸۷۰- حضرت سالم بن ابوالجعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی مومن شخص کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ پھر توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل شروع کر دے۔ پھر راہ راست پر آ جائے۔ (کیا اس کی توبہ قبول ہے؟) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

٤٨٦٩- [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧١.

٤٨٧٠- [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٠٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٢، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٢٦٢١ من حديث سفيان بن عيينة به.

بِالْقَاتِلِ تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا، يَقُولُ: سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِي؟» ثُمَّ قَالَ: «وَاللّٰهِ! لَقَدْ أَنْزَلَهَا وَمَا نَسَخَهَا».

اس کے لیے توبہ کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے؟ میں نے تمھارے نبیٔ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''مقتول قاتل کو پکڑ کر لائے گا جب کہ مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ کہہ رہا ہوگا: یا اللہ! اس سے پوچھ' اس نے مجھے کس بنا پر قتل کیا؟'' پھر فرمایا: اللہ کی قسم! یہ (پچھلی حدیث میں مذکور) آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے اور اسے منسوخ نہیں فرمایا۔



**فائدہ:** ''یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے'' یعنی سورۂ نساء والی آیت جس میں قاتل کی سزا ابدی جہنم بیان کی گئی ہے۔

٤٨٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَبَائِرُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَقَوْلُ الزُّورِ».

۴۸۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی (بے گناہ) کو قتل کرنا اور جھوٹی بات کرنا۔''



٤٨٧٢- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ

۴۸۷۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی

---

٤٨٧١ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠١٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٣، ٧٠٧٤.

٤٨٧٢ـ أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس، ح: ٦٦٧٥ من حديث النضر بن شميل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٧٠٧٥.

عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ».

نافرمانی کرنا' کسی بے گناہ جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔"

فائدہ: "جھوٹی قسم" عربی میں یَمِین غَمُوس کا لفظ استعمال کیا گیا ہے' یعنی ایسی قسم جو قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دے۔ ظاہر ہے وہ جھوٹی ہی ہوگی جس کے ساتھ کسی کا مال ناحق حاصل کیا گیا ہو۔ قیامت کے دن ایسی قسم آگ ہی میں ڈبوئے گی۔

٤٨٧٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

۴۸۷۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی بندہ زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ جب کوئی شراب پیتا ہے تو شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا۔ جب کوئی چوری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا اور قتل کرتا ہے تو بھی مومن نہیں رہتا۔"

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث مبارکہ زنا اور بدکاری کی حرمت پر صریح دلالت کرتی ہے' نیز ان امور کی حرمت پر بھی دلالت کرتی ہے جو ایمان کے منافی ہیں اور یہ اس لیے کہ زنا فواحش میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً﴾ (بني إسرآئيل ١٧:٣٢) ② اس حدیث مبارکہ سے شراب کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ شراب خبائث کی جڑ ہے۔ یہ رذیل اور گھٹیا حرکات پر ابھارتی ہے' نیز چوری اور قابل احترام جان کو قتل کرنے کی حرمت بھی واضح ہوتی ہے۔ ③ "مومن نہیں رہتا" مقصد یہ ہے کہ یہ کام ایمان کے منافی ہیں۔ ایمان ان سے روکتا ہے۔ تو جو شخص یہ کام کرتا ہے' وہ ایمان کے تقاضے پر عمل نہیں کرتا۔ گویا مومن نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کافر بن جاتا ہے کیونکہ اہل سنت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کسی بھی گناہ' خواہ وہ کبیرہ ہی ہو' کے ارتکاب سے مسلمان کافر نہیں بنتا۔ اور یہ اصول بہت سی آیات و احادیث سے قطعاً ثابت ہے' مثلاً: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] "جو شخص اس حالت میں مرا کہ اسے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا علم (اس پر یقین) ہے تو وہ جنت میں داخل ہو چکا۔" (صحیح

---

٤٨٧٣- أخرجه البخاري، الحدود، باب السارق حين يسرق، ح: ٦٧٨٢ من حديث الفضيل بن غزوان به، وهو في الكبرى، ح: ٧٠٧٦.

مسلم' الإيمان' باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا' حديث:٢٦) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:[مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ] "جو بندہ کہہ دے: لا إله إلا الله، پھر اسی (عقیدے) پر مرجائے تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔" (صحيح البخاري' اللباس' باب الثياب البيض' حديث:٥٨٢٧) یہ اور اس جیسی دوسری بہت سی احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ مذکور ہے کہ جو شخص لا إله إلا الله، یعنی کلمۂ اخلاص وتوحید کی شہادت پر فوت ہو جائے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اللہ چاہے تو اپنی مشیت کے تحت اسے معاف فرما کر ابتداءً جنت میں داخل فرما دے اور اگر چاہے تو کچھ مؤاخذے اور سزا کے بعد جنت میں داخل فرمائے۔ ایسا شخص ابدی جہنمی قطعاً نہیں جیسا کہ کافر ومشرک ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. یا اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ یہ کام کر رہا ہوتا ہے' اس وقت مومن نہیں رہتا۔ جب وہ باز آتا ہے' پھر ایمان لوٹ آتا ہے۔ یہ مطلب حضرت ابن عباس ؓ راویٔ حدیث سے منقول ہے۔ گویا وقتی طور پر مومن نہیں رہتا۔ یا وہ عذاب سے امن میں نہیں رہتا یا مقصود یہ ہے کہ مومن کو یہ کام نہیں کرنے چاہییں۔ گویا مقصد نہی ہے۔ ⑤ ان تین روایات ۴۸۷۱ تا ۴۸۷۳ میں چونکہ قتل کو کبیرہ گناہوں میں ذکر کیا گیا ہے اور قصاص بھی قتل میں ہی ہوتا ہے' لہٰذا یہ احادیث کتاب القصاص میں آسکتی ہیں۔ ⑥ قتل کا گناہ قصاص ہی سے معاف ہو سکتا ہے۔ ورثائے مقتول کی معافی سے قتل کا گناہ معاف نہیں ہوتا۔ صرف یہ ہے کہ دنیا میں قتل سے بچ جائے گا۔ آخرت میں قتل کی سزا بھگتنا ہوگی۔ الا یہ کہ مقتول کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے راضی فرما دے اور وہ آخرت میں معاف کر دے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ.